

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

الحديث

ان روایات پر محدثین، دیوبند، بریلوی اور اہلحدیث علماء کا اتفاق ہے

جلد دوم

میاں محمد جمیل ایم۔ اے
فاضل اردو۔ علوم اسلامیہ

ابوہریرہؓ اکیڈمی
۳۷- کریم بلاک، فون نمبر
5417233 اقبال ٹاؤن، لاہور



سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

حقوق بحق مؤلف

ترجمہ و تفہیم.....	میاں محمد جمیل ایم اے
اشاعت اول.....	اکتوبر 2003ء
اشاعت دوم.....	جنوری 2004ء
اشاعت سوئم.....	اکتوبر 2004ء
اشاعت چہارم.....	ستمبر 2005ء
صفحات.....	616
قیمت.....	300

ناشر

الہوریہ اکیڈمی 37- کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور۔ فون: 5417233

ملنے کے مراکز: مکتبہ دارالسلام، نعمانی کتب خانہ، مکتبہ سلفیہ، مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

آئینہ کتاب

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
	نکاح میں ولی کی موجودگی اور لڑکی سے			نکاح کے مسائل-151	
	اجازت طلب کرنا-153	27		شادی عصمت کی محافظ ہے	1304
34	بیوہ یا متعلقہ کی اجازت۔	1323		(ii) غیر شادی شدہ جوان روزے رکھے۔	
35	کنواری کی اجازت خاموشی ہے	1324		شادی سے کنارہ کشی گناہ ہے۔	1305
	شوہر آشنا ولی سے زیادہ حقدار۔	(ii)	28	رشتہ کیسا ہو؟۔	1306
	کنواری سے کون اجازت لے؟	(iii)		نیک بیوی بہترین نعمت ہے	1307
	حضرت عائشہ کا نکاح کس عمر میں ہوا؟	1326		قریشی خاتون کو ترجیح کیوں؟	1308
	اعلان نکاح خطبہ اور نکاح کی شرائط-154			عورت ایک فتنہ۔	1309
36	شادی پردہ بجانے کی اجازت۔	1327		بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورت۔	1310
	شوال میں نکاح جائز ہے	1329	29	کنواری سے شادی بہتر ہے۔	1312
	کون سی شرائط کا زیادہ خیال کرنا چاہیے۔	1330		(ii) مدت کے بعد پرگھر اطلاع کرنا چاہیے	
37	منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجنا منع ہے	1331		شادی سے پہلے لڑکی دیکھنے اور پردے	
	آدمی قسمت کا لکھا ہوا پائے گا	1332		کے مسائل-152	
	وہ شہ کی شادی جائز نہیں۔	1333	30	متوقع منگیت دیکھنے کا جواز۔	1313
38	متعہ اور گدھے کا گوشت ناجائز۔	1334		دوسری عورت کے اوصاف بیان کرنا گناہ۔	1314
	متعہ چند دنوں کے لئے جائز ہوا تھا	1335		مرد اور عورتیں آپس میں برہنہ نہ ہوں۔	1315
	محرمات کے نکاح کا بیان-155		31	بیوہ احتیاط کرے۔	1316
39	جن عورتوں سے بیک وقت نکاح جائز نہیں۔	1337		دیور کے موت ہونے کا مطلب۔	1317
40	نسبی اور رضاعی رشتوں سے نکاح جائز نہیں	1338		عورت کا مرد سے سبکی لگوانا۔	1318
	رضاعی چچا سے پردہ نہیں۔	1339		اچانک نظر گناہ نہیں۔	1319
	رضاعت سے نکاح کا حرام ہونا۔	1340	32	جذبات کے وقت گھر پلٹنا چاہیے۔	1320
	رضاعت کس طرح ثابت ہوتی ہے؟	1341		منخث کا داخلہ ممنوع۔	1321
41	رضاعت کا علم ہونے پر نکاح ختم ہو جائے گا	1344		کس کے سامنے برہنہ ہونا جائز نہیں۔	1322

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
	بیویوں کے ساتھ رہن سہن اور ہر ایک کے حقوق-161			بیوی کے ساتھ صحبت کے مسائل-156	
57	بیوی کو نصیحت کرنا چاہیے۔	1377	43	نساؤ کم حرث لکم کا کیا معنی؟	1347
	مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرنی چاہیے۔	1379	44	عزل کا جواز۔	1348
	بنی اسرائیل کی وجہ سے گوشت باسی ہوا۔	1380		عزل پیدائش نہیں روک سکتا۔	1349
58	بیوی کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے	1382	45	دوسرے کو ازواجی باتیں بتلانا گناہ ہے	1354
	پردے میں رہ کر عورت کا جہادی ٹریننگ دیکھنا	1383		غلام اور لونڈی کو آزاد کرنا-157	
59	بیوی خاوند کا حکم تسلیم کر لے۔	1385	46	لونڈی کو اختیار دینا۔	1355
	سوتن کو دھوکہ دینا جائز نہیں۔	1386		حق مہر کا بیان-158	
60	بیوی سے ایلاء کرنا جائز ہے۔	1387	49	حق مہر کی رقم متعین نہیں۔	1357
	بیوی خاوند سے ناجائز مطالبہ نہ کرے۔	1388		(ii) تعلیم کو مہر بھرا نا جائز ہے	
	خلع کا بیان-162			ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا۔	1358
64	عورت کا خلع کے لئے حق مہر چھوڑنا۔	1390		ولیمہ-159	
	طلاق طہر میں دی جائے۔	1391	50	ولیمہ کی ترغیب دینا چاہیے	1359
	لفظ اختیار سے طلاق نہیں ہوتی۔	1392		ولیمہ کی دعوت کیسی ہو؟	1360
	بیوی کو ماں کہنے کی سزا۔	1393		آپ ﷺ کی دعوت ولیمہ کیسی تھی؟	1361
65	حلال و حرام مقرر کرنا اللہ کا اختیار ہے	1394	51	آزادی کو مہر بھرا نا۔	1362
	تین طلاقیں دی گئی عورت کے مسائل-163			دعوت کا بلا عذر انکار کرنا گناہ ہے۔	1365
66	پہلے خاوند سے دوبارہ کس طرح نکاح ہو؟	1395	52	بن بلائے دعوت پر نہیں جانا چاہیے	1368
	کفارہ میں مومن غلام یا لونڈی آزاد کرنا-164			بیویوں سے شبت باشی میں باری مقرر کرنا-160	
67	لونڈی کو مارنا بڑا گناہ ہے	1396	53	چار سے زائد بیویاں آپ ﷺ کا خاصہ۔	1369
	(ii) غلام کو آزاد کرنے کا ثواب			بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنا۔	1370
	میاں بیوی کا ایک دوسرے پر لعنت کرنا-165		54	بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی۔	1372
68	لعان کا طریقہ؟	1397		کنواری اور شوہر آشنا کی باری؟	1373
			55	اپنی باری سوتن کو ہبہ کرنا۔	1375

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
	لعان کے بعد حکم۔	68	پہلے اہل و عیال پر خرچ کرنا چاہیے	1419
1398	لعان کے بعد بچے کی نسبت کس سے؟	69	غلام کی خوراک و لباس کا اہتمام کرنا	1420
1399	لعان کے بعد حق مہر کا مسئلہ۔	70	غلام کا ہاتھ بٹانا چاہیے۔	1421
1400	مرد گواہ پیش کرے وگرنہ۔۔۔۔۔		باورچی کو ضرور کچھ کھلانا چاہیے۔	1422
1401	اللہ سے بڑھ کر غیرت والا کوئی نہیں۔	71	اللہ اور مالک کی تابعداری کا دو ہر اثواب	1424
1402	قتل غیرت کا حکم۔		مفرد غلام کی نماز قبول نہیں۔	1426
عدت کے مسائل-166				
1410	غیر حاملہ کی طلاق کے مسائل۔	75	غلام پر تہمت لگانے کی سزا کیا ہوگی	1427
(ii)	مشورہ دیتے ہوئے بات پوری کرنا چاہیے	76	بچپن میں نگہداشت اور بالغ ہونے کا	
(iii)	عدت والی کا رہائش بدلنا۔		ذکر-169	
1411	مطلقہ کی رہائش و خرچہ کس کے ذمہ		مجاہد کی کم از کم عمر کتنی ہو	1430
1412	عدت والی عورت کا گھر سے باہر جانا	77	مصلحت کی خاطر کمزور شرائط پر معاہدہ کرنا	1431
1413	حاملہ کی عدت بچہ کی پیدائش تک		(i) کفالت کا حق دار قریبی رشتہ دار ہوگا	
1416	دوران عدت بناؤ سنگھار کرنا منع ہے	78	(ii) خالہ ماں کے قائم مقام ہے	
(ii)	مدت سوگ۔		غلاموں کو آزاد کرنا-170	
(iii)	بیوہ کے لئے مدت سوگ۔		غلام کو آزاد کرنے کا ثواب۔	1432
(iv)	بیوہ کے لئے ممنوع کام۔		کس کے آزاد کرنا کا زیادہ ثواب؟	1433
لونڈی کا استبراء رحم-167				
1417	حاملہ لونڈی سے جماع کی ممانعت۔	79	(ii) صرف نیت کا اجر	
(ii)	ایسے شخص پر لعنت ہو		(iii) اپنی شر سے بچانا بھی صدقہ ہے۔	
اخراجات اور غلام کے حق-168				
1418	عورت خاوند کے مال سے لے سکتی ہے۔	80	مشترک غلام کو آزاد کرنے، قرابت دار	
			کو خریدنے اور بیماری میں آزاد کرنے	
			کابیان-171	

صفحہ نمبر	ابواب وعنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب وعنوانات	حدیث نمبر
	قیامت کو پہلا فیصلہ قتل کا ہوگا	1461	87	مشترک غلام کی آزادی کا مسئلہ۔	1434
	تلوار کے نیچے کا فرقہ پڑھ لے تو.....؟	1462		غلام پر جبر کرنا جائز نہیں۔	1435
97	ذمی کو قتل کرنے کی سزا	1464		ورثاء کا خیال رکھنے کی تاکید۔	1436
98	خودکشی کرنے والے کی سزا	1465		باپ کا حق کس طرح ادا ہو سکتا ہے؟	1437
99	زیادتی کا بدلہ لینا جائز ہے	1469	88	مذہب کا معنی اور اس کے حقوق؟	1438
100	جس کی قسم کی اللہ لا ج رکھتا ہے	1470		قسم کھانے اور نذر ماننے کے مسائل-172	
	مسلمان کا فر کے بدلے قتل نہیں ہوگا	1471	89	قسم صرف اللہ کے نام کی اٹھانی چاہیے	1440
	دیتوں کا بیان-175			بتوں اور بزرگوں کی قسم حرام ہے	1441
101	چھنگلی اور انگٹھ کی دیت برابر ہے	1472		بت کی قسم کھانے پر دوبارہ کلمہ پڑھے۔	1442
	دیت کن پر واجب ہوگی؟	1473	90	دوسرے کی چیز کی نذر ماننا جائز نہیں۔	1443
	جن جرائم پر جرمانہ نہیں-176			(ii) لعنت بھیجنا قتل کے مترادف ہے۔	
103	گر کر مرنے والے کی دیت نہیں۔	1475		(iii) جھوٹے دعویٰ سے مال میں اضافہ نہیں ہوتا	1444
	دانت توڑنے کی دیت کیا ہے؟	1476		افضل کام کے لئے کفارہ دیکر قسم توڑنا۔	1445
104	مال و عزت کی خاطر مرنے والا شہید۔	1477		عہدہ مانگنا جائز نہیں۔	1446
	کس آنکھ کی دیت نہیں؟	1479	91	فضول قسم پر مواخذہ نہیں۔	1450
105	کنکریاں پھینکنا گناہ ہے۔	1481		نذروں کا بیان-173	
	اسلحہ کیسے رکھا جائے؟	1482	92	نذر سے نقدیر نہیں مل سکتی	1451
	مسلمان پر اسلحہ تانا گناہ ہے۔	1483		کون سی نذر پوری کرنی چاہیے	1452
106	ظلم اور فحاشی کی سزا۔	1487		کس چیز کی نذر مانی جائے؟	1453
107	کس کے چہرہ پر مارنا گناہ ہے؟	1490	93	نذر کا کفارہ کیا ہے؟	1454
	قسامہ کا بیان-177			بیت اللہ کی طرف پیدل جانے کی نذر کیسی ہے؟	1456
108	موقع پر گواہ نہ ہوں تو.....؟	1491		مرحوم کی نذر کون پوری کرے؟	1457
	(ii) اندھے قتل کا فیصلہ کس طرح ہوگا		94	پورا مال صدقہ کرنے کی نذر ماننا مناسب نہیں	1458
	مرتدین اور مفسدین کا قتل-178			قصاص کا بیان-174	
110	کسی کو آگ کی سزا دینا جائز نہیں	1492	96	کس کا خون مباح ہے؟	1459

صفحہ نمبر	ابواب وعنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب وعنوانات	حدیث نمبر
127	جنت کی شراب سے محروم لوگ۔	(ii)	179	حدوں کا بیان۔	1499
128	شرابیوں کے لئے جہنمیوں کا پسینہ۔	1526	113	زانیہ شادی شدہ عورت کی حد اور زانی مرد	1500
128	نبیذ پینا جائز ہے۔	1527	114	غیر شادی شدہ کی حد	1503
	شراب کا سرکہ پینا جائز نہیں۔	1528		زانی شادی شدہ کو رحم کرنا	1511
	شراب از خود بیماری ہے۔	1529		چور کے ہاتھ کاٹنے کے بارے میں۔	1512
	امارت اور قضاء کا بیان۔	186	120	کتنی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا؟	1513
129	امام ڈھال ہے	1530		تین درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے	(ii)
130	کس امیر کی اطاعت کرنی چاہیے؟	1532		انڈا اور سی چوری کرنے والے پر اللہ کی لعنت	181
	اطاعت امیر کب تک؟	1333		کس چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے؟	1514
	واضح کفر کے بعد اطاعت نہیں۔	1535		حدود میں سفارش۔	1515
131	کس کی موت جہالت پر ہوگی؟	1537	121	چور کی سفارش کرنا جائز نہیں۔	182
	مومن کے قاتل کی سزا۔	1538		شراب پینے کی حد۔	1516
	اچھے اور برے امیر کی پہچان کیا ہے؟	1539	123	شرابی کو کتنی سزا دی جائے؟	1517
132	نمازی سے لڑائی نہیں۔	1540		شرابی کی حد خلفاء کے دور میں؟	جس پر حد نافذ ہوا سے بدو عانہ دی
133	امیر کے بغیر جہالت کی زندگی۔	1543	124	اگر حد کے دوران شرابی مر جائے تو؟	جائے۔
	انبیاء ہی قائد ہوا کرتے تھے۔	1544		حد کے بعد لعنت کرنا جائز نہیں۔	183
	حکام کو رعایا پر آسانی کرنی چاہیے۔	187		شیطان کی مدد نہ کریں۔	1518
138	نفرت کی بجائے خوشخبری دو۔	1563	125	تغزیر کا بیان۔	1519
139	غدار اور عید شکن کی پیٹھ پر جھنڈا ہوگا	1568		تغزیر کیا ہے؟	184
	منصب قضا اور ان سے بچنے کا بیان۔	188	126	شراب کا بیان اور شرابی کے لئے وعید۔	1520
140	غصے میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔	1569		شراب پانچ چیزوں سے۔	185
	حج کا ایک نیت ہونا ضروری ہے	1570	127	شراب ہر نشہ آور چیز شراب ہے۔	1522
	حکام کی تنخواہ اور تحائف۔	189		(i) ہر نشہ آور چیز شراب ہے۔	1525
141	بیت المال سے ناحق کھانا گناہ ہے	1572			

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
	مجاہدین کے خون کی خوشبو۔	1601		مستحق آدمی کا بیت المال سے کھانا۔	1573
	شہید کی دنیا میں آنے کی آرزو۔	1602	142	خان آدمی کی سزا	1574
152	شہادت کی تمنا کا اجر۔	1607		فیصلوں اور شہادتوں کا بیان-190	
	جنت کی وسعتیں۔	1609	143	محض دعویٰ کی بنیاد پر نہیں دیا جاسکتا۔	1575
153	کون لوگ شہداء میں شامل؟	1610		جھوٹی قسم کی سزا۔	1576
	کونسا مجاہد مکمل ثواب کا مستحق؟	1611	144	غلط فیصلہ سے ناجائز جائز نہیں ہوتا۔	1578
	جہاد سے عدم دلچسپی منافقت۔	1612		اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ کون؟	1579
154	جہاد اعلیٰ کلمۃ اللہ کی خاطر۔	1613		ایک گواہ سے فیصلہ کرنا۔	1580
	معذور مجاہدین کے برابر۔	1614		حضری اور کندی کی زمین کا جھگڑا۔	1581
	جہاد کے لئے والدین کی اجازت۔	1615		جھوٹا دعویٰ کرنے والے کی سزا۔	1582
155	جنت تلواروں کے سائے تلے۔	1618	145	بہترین گواہ کون ہیں؟	1583
	جہاد کے لئے وسائل مہیا کرنا-192			قسم میں جلد باز لوگ۔	1585
157	دشمن کے خلاف ہمیشہ تیار رہنا۔	1619		جہاد کا بیان-191	
158	گھوڑوں کی پیشانی میں برکت۔	1624		جنت کی منازل مجاہدین کیلئے۔	1586
159	جہادی قوت کی نمائش کرنا چاہیے	1628	146	مجاہد صائم الدھر اور شب زندہ دار کی طرح۔	1587
	آداب سفر-193		147	مجاہد کیلئے مال غنیمت یا جنت۔	1588
162	جمعرات کے دن سفر کرنا۔	1630		آپ ﷺ کی شہادت کی خواہش۔	1589
	اکیلا سفر کرنا مناسب نہیں	1631		ایک دن پہرہ دینا دنیا و مافیہا سے بہتر۔	1590
	فرشتے کن کے ساتھ نہیں ہوتے؟	1632	148	مجاہد قبر کے فتنے سے محفوظ رہے گا	1592
	شیطان کی بانسریاں۔	1633		مجاہد کے غبار آلود پاؤں کا مرتبہ۔	1593
	اونٹ کی گردن میں قلادہ ڈالنا جائز ہے	1634		کافر جہنم میں اور مجاہد جنت میں۔	1594
	رات کا سفر کرنا جائز ہے	1635		مجاہد سے تعاون بھی جہاد ہے	1596
163	سفر میں ساتھی کا خیال رکھنا چاہیے	1636	149	مجاہد کے اہل خانہ کا احترام۔	1597
	سفر عذاب کا حصہ ہے۔	1637		جہاد کا ہمیشہ جاری رہنا۔	1600
	سفر سے واپسی پر بچوں سے پیار کرنا۔	1638	150		

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
	قیدیوں کے احکام-196				
1639	عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ سفر کرنا۔	164	1640	رات کو گھر آنے سے پرہیز کرنا۔	1664
1642	گھر واپسی کی اطلاع دینا چاہیے	1665	1643	واپسی پر مسجد میں نفل پڑھنا۔	1666
1645	واپسی پر صدقہ کرنا۔	1667	1646	سفر میں پڑاؤ کا طریقہ۔	1668
	کفار کو اسلام کی تحریری دعوت دینا-194		1647	آپ ﷺ کا مراسلہ قیصر روم کو۔	1669
1648	آپ ﷺ کا خط بحرین کے رئیس کی طرف۔	166	1649	آپ کا خط کسریٰ قیصر نجاشی کو۔	1670
1650	جہاد میں کن باتوں سے اجتناب؟	167	1651	کافروں کو تین باتوں کی دعوت۔	1671
	(ii)		1652	جنت تلواروں کے سائے تلے۔	1672
1653	آپ ﷺ کا خیبر پر حملہ۔	168	1654	آپ ﷺ کا خیبر پر حملہ۔	1673
	آپ ﷺ دن کے اول حصے میں حملہ نہ کرتے تو؟	169	1655	لڑائی میں دھوکہ دینا	1674
	جہاد اور قتال-195		1656	میدان جنگ میں عورتوں کا جانا	1675
1654	شہادت کا بدلہ۔ جنت ہے۔	171	1657	ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی خدمات	1676
1655	جہاد میں تور یہ کرنا جائز ہے۔		1658	جہاد میں عورتوں اور بچوں کا قتل جائز نہیں	1677
1656	لڑائی میں دھوکہ دینا	172	1659	جہاد میں مشرکہ عورتوں اور بچوں کا حکم	1678
1657	میدان جنگ میں عورتوں کا جانا		1660	جہاد میں درخت کاٹنا۔	1679
1658	ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی خدمات		1661		1680
1659	جہاد میں عورتوں اور بچوں کا قتل جائز نہیں				1681
1660	جہاد میں مشرکہ عورتوں اور بچوں کا حکم				1682
1661	جہاد میں درخت کاٹنا۔	173			1683
					1684
					1685
					1686
					1687
					1688
					1689
					1690
					1691
					1692
					1693
					1694
					1695
					1696
					1697
					1698
					1699
					1700
					1701
					1702
					1703
					1704
					1705
					1706
					1707
					1708
					1709
					1710
					1711
					1712
					1713
					1714
					1715
					1716
					1717
					1718
					1719
					1720
					1721
					1722
					1723
					1724
					1725
					1726
					1727
					1728
					1729
					1730
					1731
					1732
					1733
					1734
					1735
					1736
					1737
					1738
					1739
					1740
					1741
					1742
					1743
					1744
					1745
					1746
					1747
					1748
					1749
					1750
					1751
					1752
					1753
					1754
					1755
					1756
					1757
					1758
					1759
					1760
					1761
					1762
					1763
					1764
					1765
					1766
					1767
					1768
					1769
					1770
					1771
					1772
					1773
					1774
					1775
					1776
					1777
					1778
					1779
					1780
					1781
					1782
					1783
					1784
					1785
					1786
					1787
					1788
					1789
					1790
					1791
					1792
					1793
					1794
					1795
					1796
					1797
					1798
					1799
					1800
					1801
					1802
					1803
					1804
					1805
					1806
					1807
					1808
					1809
					1810
					1811
					1812
					1813
					1814
					1815
					1816
					1817
					1818
					1819
					1820
					1821
					1822
					1823
					1824
					1825
					1826
					1827
					1828
					1829
					1830
					1831
					1832
					1833
					1834
					1835
					1836
					1837
					1838
					1839
					1840
					1841
					1842
					1843
					1844
					1845
					1846
					1847
					1848
					1849
					1850
					1851
					1852
					1853
					1854
					1855
					1856
					1857
					1858
					1859
					1860
					1861
					1862
					1863
					1864
					1865
					1866
					1867
					1868
					1869
					1870
					1871
					1872
					1873
					1874
					1875
					1876
					1877
					1878
					1879
					1880
					1881
					1882
					1883
					1884
					1885
					1886
					1887
					1888
					1889
					1890
					1891
					1892
					1893
					1894
					1895
					1896
					1897
					1898
					1899
					1900

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
	مال غنیمت میں خائن کی سزا	1687		چہرے پر مارنا منع ہے۔	1723
	کھانے کی چیز لینا جائز ہے۔	1690		چہرے پر معمولی داغ لگانا جائز ہے۔	1726
	معاذ اللہ اور معوذتہ کا ابو جہل کو قتل کرنا۔	1692		کتے کے متعلق احکامات-204	
	جنت میں امانت دار داخل ہوگا۔	1694		کتار کھنے کے نقصانات	1727
	جزیہ کا بیان-199			کون سا کتار کھنا جائز ہے؟	1728
	ہجر کے مجوس سے جزیہ	1697		کتوں کو قتل کرنے کا حکم	1729
	صلح کرنا، کروانا-200			کن کتوں کو قتل کرنا جائز نہیں؟	1730
	صلح حدیبیہ کی شرائط	1698		اشیاء کا کھانا حلال یا حرام ہے-205	
	صلح حدیبیہ کی تین شرائط کا ذکر	1699		کچلی والا جانور حرام ہے	1731
	عورتوں سے بیعت کرنے کا طریقہ	1701		گھریلو گدھے کا گوشت حرام ہے۔	1733
	صلح حدیبیہ کا تحریر نامہ	1702		گھوڑے کا گوشت حلال ہے	1734
	جزیرہ عرب سے یہودیوں کو نکالنا-201			نیل گائے حلال ہے	1735
	جلاوطنی سے پہلے اسلام کی دعوت دینا چاہیے	1703		حلال جانوروں کا ہر عضو حلال ہے	1736
	مشرکوں کا داخلہ ممنوع	1705		مچھلی حلال ہے	1741
	مال فئی-202			(i) موذی جانوروں کو قتل کرنا۔	1744
	مال فئی کیا ہے؟	1709		(ii) زہریلے سانپ سے نظر اور حمل ضائع ہونا	
	(ii) مال فئی میں حکمران کا اختیار۔			(iii) سانپ کو مارنے سے پہلے ورائٹک دینا	
	شکار اور حلال جانوروں کے مسائل-203			جنات سانپ کی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔	1745
	شکاری کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑنا۔	1710		گرگٹ کو مار دینا چاہیے	1746
	اہل کتاب کے برتنوں میں کھانا۔	1712		عقیقہ اور اس کے احکام-206	
	شک کی بناء پر بسم اللہ پڑھ کر کھانا۔	1715		(i) عقیقہ کرنا سنت ہے۔	1751
	غیر اللہ کے نام پر ذبح کا گناہ ہے	1716		(ii) بچے کی جانب سے جانور ذبح کرنا۔	
	عورت کا ذبیحہ حلال ہے۔	1718		گھٹی دینا سنت ہے۔	1752
	چھری تیز ہونی چاہیے۔	1719		کھانے کے مسائل-207	
	جانور کو باندھ کر نشانہ بنانا جائز نہیں۔	1720			

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
	کلام سے پہلے سلام	1805		بسم اللہ پڑھنا دائیں ہاتھ اور اپنے سامنے سے کھانا	1754
239	سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا	1807	224	شیطان کھانے میں شریک ہونہ جائے۔	1756
	تقسیم کے وقت دائیں جانب کو مقدم رکھنا	1808		انگلیاں چائنا اور پلیٹ صاف کرنا۔	1760
	نبیز کا بیان-210		225	گرا ہوا القمہ اٹھانا چاہیے۔	1762
241	نبیز کے لیے کونسا برتن ہونا چاہیے؟	1813		ٹیک لگا کر کھانا منع ہے۔	1763
	برتنوں کو ڈھانپنا-211		226	کھانے میں عیب نکالنا اچھا نہیں۔	1767
243	مغرب کے بعد بچوں کو باہر نکلنے سے روکو۔	1817	227	مومن اور کافر کی خوراک میں فرق۔	1768
	رات کو دروازے بند رکھیے۔	(ii)	228	اجتماعی کھانے میں برکت ہے۔	1770
	دروازہ بسم اللہ پڑھ کر بند کرو۔	(iii)		”جو“ کا دلیہ مفید ہے۔	1771
	سوتے وقت چرخ بجا دیجئے۔	(iv)		دعوت قبول کرنا سنت ہے۔	1772
	لباس اور اسکے آداب-212		229	کھمبی کا پانی آنکھوں کے لئے شفاء۔	1776
248	آپ ﷺ دھاری دار لباس پہنتے تھے۔	1821		کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملا کر کھانا۔	1777
249	(i) تہ بند ٹخنوں سے اوپر رکھنا چاہیے۔	1828	230	بجہ کھانے والا جادو اور زہر سے محفوظ۔	1782
	(ii) ٹخنوں سے نیچے تہ بند رکھنا گناہ ہے۔	(ii)	231	آپ ﷺ کی خوراک۔	1787
250	ریشم عورت کیلئے جائز ہے۔	1836		بچا ہوا کھانا کسی کو دینا چاہیے۔	1788
251	مجبوری کی بنا پر ریشم پہننا جائز ہے	1839	232	پیاز یا لہسن کھا کر مسجد نہیں آنا چاہیے۔	1789
	انگوٹھی پہننے کے مسائل-213			کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنا۔	1791
254	(i) مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی۔	1846		مہمان نوازی کے آداب-208	
	زرد رنگ کا لباس اچھا نہیں	1846	234	اچھی بات یا سکوت۔	1794
254	سونے کی انگوٹھی فروخت کرنا جائز ہے۔	1847		مہمان نوازی تین دن تک۔	1795
	گمینہ پر نقش بنوانا جائز ہے۔	1848	235	کھانے کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔	1796
255	مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی جائز ہے۔	1849		پینے کے آداب-209	
	جو توں کی کیفیت اور ان کے احکام-214		237	مشروب پیتے وقت تین بار سانس لینا۔	1798
256	بالوں والا جو تپا پہننا مکروہ ہے۔	1853	238	بلا عذر کھڑے ہو کر پینا منع ہے۔	1801
				آب زمزم کھڑے ہو کر پینا۔	1803

صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
269	کوئی مرض لا علاج نہیں۔	1893	1856	جوتا پہننے اور اتارنے کا طریقہ۔	
	موافق علاج سے تندرستی نصیب ہوتی ہے	1894		کنگھی کرنا اور بال سنوارنا۔ 215	
270	کلونجی ہر مرض کا علاج۔	1899	258	حائضہ سے کنگھی کروائی جاسکتی ہے۔	1859
	شہد شفاء ہے۔	1900		فطرت کے پانچ کام۔	1860
271	سینگی لگوانا۔	1901	259	ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کاٹنا۔	1861
	قسط بحری سے گھنڈی کا علاج۔	1902		زیر ناف صفائی چالیس دن تک۔	1862
	عود ہندی سے نمونیا کا علاج۔	1903		بالوں کو رنگ لگانا۔	1863
	گرمی کا بخار پانی سے ٹھنڈا کرنا۔	1904		بخت سیاہ کلر سے پرہیز کرنا چاہیے۔	1864
	دم سے نظر کا علاج سنت ہے۔	1906		کچھ سرمونڈنا اور باقی چھوڑ دینا منع ہے۔	1866
	نظر لگنے سے رنگت بدل جانا۔	1907	260	کون لوگ لعنتی ہیں؟	1868
272	دم شریک نہیں ہونا چاہیے۔	1909		(i) بھنوں میں اکھاڑنا منع ہے۔	1871
	نظر لگنے پر غسل کے پانی کا مطالبہ۔	1910		(ii) دانتوں کو باریک بنانا جائز نہیں۔	
	نیک فال اور بد شگون کی کا بیان۔ 218		261	چمکدار اور عمدہ خوشبو لگانا۔	1875
274	بد شگون منع جبکہ نیک فال درست ہے۔	1912	262	مہندی لگانے کا جواز۔	1877
	(i) کوئی مرض متعدی نہیں ہوتی۔	1913		تصاویر بنانے کے مضمرات۔ 216	
	(ii) کوڑھی سے پرہیز کرنا جائز ہے		263	فرشتے کس گھر میں نہیں آتے؟	1879
	خارش بھی متعدی بیماری نہیں۔	1914	264	تصویر اور صلیب والی چیز رکھنا منع ہے	1881
275	ماہ صفر کو منٹوس جانا منع ہے۔	1916		مصوّر سے قیامت کو جان ڈالنے کا مطالبہ ہوگا	1882
	کہانت کا بیان۔ 219		265	دیواروں پر چادریں لٹکانا بہتر نہیں۔	1884
276	کاہن کے پاس جانا منع ہے۔	1918		خالق کی مشابہت کرنے والوں کو عذاب۔	1885
277	جنت بات اچک لیتے ہیں۔	1919	266	مصوّر سخت عذاب میں ہونگے۔	1885
	جس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں۔	1921		غیر ذی روح کی تصویر جائز۔	1888
278	ستاروں کے سبب کفر کرنا۔	1920	267	شطرنج کھیلنے کی ممانعت۔	1890
	شیطانوں پر شہاب ثاقب برسا۔	1924		ادویات اور دم کرنے کا ذکر۔ 217	

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث	ابواب و عنوانات	صفحہ نمبر
1926	ستاروں کی تخلیق کے مقاصد۔	280	1957	پہلے اپنا نام بتائیں۔
1928	اجھے خواب نبوت کا حصہ۔	282	1958	دعوت قبول کرنا چاہیے۔
1929	آپ ﷺ کی شکل میں شیطان نہیں آ سکتا۔		1959	مصافحہ کرنا سنت ہے
1931	آپ ﷺ کی زیارت خواب میں۔		1960	بچوں کے ساتھ شفقت کرنا
1932	بُرا خواب دیکھنے پر کیا کرنا چاہیے؟		1961	کسی کے آنے پر کھڑا ہونا
1933	نا پسندیدہ خواب دیکھ کر دعا کرنا۔	283	1962	کسی کو اٹھا کر اسکی جگہ پر بیٹھنا جائز نہیں
1935	خواب میں شیطان کا مذاق۔		1963	اٹھنے والا اپنی نشست کا حقدار
1939	خواب میں چشمہ دیکھنا۔	285		بیٹھنے، سونے اور چلنے پھرنے کے
1940	خواب میں سر کا پکلا جانا۔			آداب-225
1943	(ii) حضرت آدم علیہ السلام کی شکل و صورت اور اقامت	290	1964	گوٹھ مار کر بیٹھنا جائز ہے۔
(ii)	باہمی ملاقات کا طریقہ۔		1965	مسجد میں چٹ لیٹنا اچھا نہیں۔
(iii)	جنتیوں کا قد و قامت۔		1968	اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں۔
1944	اعمال کے مدارج			چھینک اور جمائی لینا-226
1946	کون کسے پہلے سلام کہے؟	291	1969	(i) چھینک اللہ کو پسند اور جمائی نا پسند
1948	بڑوں کا بچوں کو سلام کہنا۔		(ii)	جمائی پر شیطان کا ہنسنا۔
1949	اہل کتاب کو سلام کہنے کا طریقہ۔		1970	چھینک مارنے والا کیا پڑھے؟
1952	ترش کلامی اچھی نہیں۔	292	1973	دوسری چھینک زکام کی علامت ہے
1954	بیٹھنے کے آداب۔	293	1974	شیطان کا منہ میں داخل ہونا۔
	گھر میں داخل ہونے سے پہلے			ہنسنے کے آداب-227
	اجازت طلب کرنا-222		1975	قبضہ لگانے کی بجائے مسکرانا چاہیے۔
1955	دروازے کے سامنے تین دفعہ سلام کرنا۔	295		نام رکھنے کے آداب-228
			1978	آپ ﷺ کا نام رکھنا جائز کنیت جائز نہیں۔

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
	آپ ﷺ کا نام قاسم بھی ہے۔	1979		تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی۔	2023
	سب سے محبوب نام۔	1980		غیبت کیا ہے؟	2025
	شہنشاہ کھلوانا جائز نہیں	1983	306	بداخلاق کے ساتھ بھی خوش خلقی۔	2026
	عاجزی والا نام بہتر ہے۔	1984		گناہوں کو آشکارا نہیں کرنا چاہیے	2027
	عاصیہ نام ناجائز، جلیلہ جائز ہے	1986	307	شیطان کا انسانی شکل میں آنا۔	2028
	خطابت اور شعر گوئی۔ 229			وعدے کی اہمیت۔ 231	
	موثر بات کرنا اللہ کا انعام ہے۔	1995	310	اپنے پیش رو کے عہد کی پابندی کرنا۔	2029
	پر تکلف گفتگو کرنا جائز نہیں۔	1996		وعدے کے بارے میں سوال ہوگا۔ (ii)	
	اچھے شعر سننا جائز ہیں۔	1998		مزاج اور خوش طبعی۔ 232	
	(ii) اچھے شاعر کی تائید سنت ہے۔			آپس میں خوش طبعی کرنا	2030
	زبان تیر سے زیادہ نقصان دہ ہے۔	2001	311	فخر، غرور اور تعصب کی ممانعت۔ 233	
	عورت شیشے کی مانند ہے۔	2007	312	(i) دنیا میں معزز ترین خاندان۔	2031
	شیطان کے ترجمان شاعر کون؟	2008	313	(ii) اسلام معزز کو معزز ترین بناتا ہے۔	
	زبان کی حفاظت غیبت اور گالی دینے سے احتراز کرنا۔ 230			آپ ﷺ سب سے زیادہ بہادر	2033
	زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا بدلہ جنت۔	2009	314	تکبر جائز نہیں۔	2036
	نیکی اور معمولی گناہ سے لاپرواہی بہتر نہیں۔	2010		نیکی اور صلہ رحمی۔ 234	
	مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔	2011	315	ماں پھر باپ کا حق ہے	2037
	اپنی اور دوسرے کی گالی کا ذمہ دار کون؟	2015		مشرک ماں باپ سے بھی اچھا سلوک۔	2039
	بلا وجہ لعنت کرنا جائز نہیں۔	2016		رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا۔	2040
	قیامت کے دن کون شخص سفارش اور گواہی دینے سے محروم ہوگا؟	2017		والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔	2042
	سب لوگ تباہ ہو گئے کہنا ٹھیک نہیں۔	2018	316	باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا۔	2043
	دو غلے دین کا انجام۔	2019		کون لوگ اللہ کے قریب یا دور ہونگے؟	2045
	صلح کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے	1022	317	رحم کا لفظ رحمان سے ہے۔	2046
				قطع رحمی کرنے والا جنتی نہیں ہو سکتا	2048

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث
	وہ امور جن سے روکا گیا ہے ترک	327	قطع تعلقی کے باوجود صلہ رحمی کرنا چاہیے	2050
	ملاقات، قطع تعلقی، عیوب کا تجسس-237		نیک اعمال کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے	2051
			نیک اعمال دنیا میں نجات کا ذریعہ۔	(ii)
339	2080 تین دن سے زیادہ قطع تعلقی جائز نہیں۔		اللہ کی مخلوق پر شفقت و مہربانی-235	
	2081 بدگمانی، دھوکہ اور حسد جائز نہیں۔	330	2052 اللہ کس پر رحم نہیں کرتا	
	2082 جنت کے دروازے کس دن کھلتے ہیں؟		2054 بیٹیاں جہنم سے رکاوٹ ہوں گی	
340	2083 سوموار اور جمعرات کو اعمال کی پیشی۔	331	2055 بیٹیوں والا آپ ﷺ کا پڑوسی ہوگا	
	2085 دوسرے کی قسم پر یقین کرنا چاہیے۔		2056 بیوہ اور مسکین کے سر پرست کا مقام	
	معاملات میں سوچ و بچار-238		2057 یتیم کا کفیل آپ ﷺ کا ساتھی	
341	2086 مومن دوراندیش ہوتا ہے۔		2058 مسلمان ایک جسم اور عمارت کی مانند	
	2087 بردباری اور سمجھداری اللہ کو پسند۔	332	2061 اچھے کام کی سفارش کا اجر	
	نرمی، حیا اور حسن اخلاق-239		2062 مظلوم کی مدد کرنی چاہیے	
342	2088 اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرتا ہے۔		(ii) ظالم کی مدد کس طرح کریں؟	
	2090 حیا ایمان کا حصہ ہے۔		اللہ کے لئے محبت اور اللہ کی محبت-236	
343	2091 حیا میں خیر اور بے حیائی میں برائی۔	336	2074 اللہ کی قربت کا سبب۔	
	2092 بے شرم سے ہر گناہ کی توقع۔		(ii) اللہ کا بندے کو پسند کرنا۔	
	2093 گناہ وہ جو دل میں کھٹکے۔		(iii) اللہ کا محبت کرنا۔	
	2095 اخلاق والے سب سے اچھے۔		(iv) اللہ سے دور سب سے دور۔	
	غصہ اور تکبر کے بارے میں-240	337	2075 رش الہی کے سایہ میں کون؟	
344	2096 غصہ نہ کرنے کی وصیت۔		2076 اللہ کے لئے محبت ہونی چاہیے	
	2097 غصہ پر قابو پانے والا طاقت ور۔	338	2077 دنیا اور آخرت میں ساتھ۔	
345	2098 جہنم میں جانے والے لوگ۔		2079 (i) اچھی صحبت خوشبو کی مانند ہے	
	2099 متکبر جنت سے دور ہوگا		(ii) بری صحبت بھٹی کے دھواں کی مانند ہے	
	2100 (i) اچھا رہن سہن تکبر نہیں۔		(iii) اچھی مجلس کے اچھے نتائج۔	
			(iv) بڑی صحبت کے برے نتائج۔	

حدیث نمبر

ابواب و عنوانات

صفحہ نمبر

حدیث نمبر

ابواب و عنوانات

صفحہ نمبر

(ii)

تکبر حق بات کا انکار کرنا ہے۔

2101

اللہ کی نظر کرم سے محروم لوگ۔

2102

متکبر جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

ظلم کی مذمت-241

2104

ظلم اندھیرے ہونگے۔

2105

اچانک گرفت کس کی؟

2106

مغضوب مقامات سے جلدی گذر جاؤ۔

2108

مفسل کون؟

نیکی کا حکم-242

2111

(i) برائی سے روکنا پوری امت کی ذمہ داری ہے

(ii)

برائی کو ہاتھ اور زبان سے روکنا چاہیے۔

2112

معاشرے کی مثال بحری جہاز کی ہے۔

دل کو نرم کر دینے والی باتیں-243

2114

صحت اور فرصت سے لا پرواہ لوگ۔

2115

دنیا کی حیثیت پانی کے قطرے کے برابر۔

2116

دنیا بکری کے مردہ بچے سے کم تر۔

2117

دنیا جنت بھی اور قید خانہ بھی۔

2118

دنیا اور آخرت میں مومن کی شان۔

2119

جہنم، شہوات اور جنت مشکلات کے درمیان

2120

دنیا کا بندہ ناکام ہوگا

2121

دنیا کا مال مفید اور مضر بھی۔

2123

آپ ﷺ کی بقدر ضرورت رزق کی دعا۔

2124

بقدر ضرورت مال کا میابی کی ضمانت۔

2125

صرف تین قسم کا مال مفید ہے

2126

میت کے ساتھ تین چیزیں۔

2129

دولت مند وہ جس کا دل غنی ہو۔

فقر کی فضیلت اور آپ کا تہذیب

وہدن-244

2130

اللہ تعالیٰ کو نیک غریب کی قسم کا احترام۔

2131

کمزوروں کی وجہ سے رزق ملتا ہے

2132

جنت میں غریبوں کی اکثریت ہوگی

2133

عورتیں زیادہ جہنم میں جائیں گی۔

2134

غریب چالیس سال پہلے جنت میں۔

2135

غریب مال دار سے افضل۔

2136

آل رسول کی مالی حالت۔

2139

آپ ﷺ کی چٹائی اور تکیہ کیساتھ؟

2140

اصحاب صفہ کا لباس۔

2141

اپنے سے کم تر لوگوں کی طرف دیکھیے۔

لمبی آرزوئیں اور دنیوی لالچ-245

2144

مسئلہ سمجھانے کے لئے مثال دینا۔

2146

بوڑھے کی تمنائیں جوان ہوتی ہیں

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
375	کام کے آدمی بہت کم رہ جائیں گے۔	2172	363	ساتھ سال کے بعد عذر قبول نہیں۔	2148
	مسلمان یہود و نصاریٰ کے قدم بہ قدم۔	2173		ابن آدم کے لالچ کی انتہا۔	2149
	قیامت کے قریب برے لوگوں کا باقی رہنا	2174		اجنبی اور مسافر کی طرح رہیے۔	2150

انتباہ اور نصیحت-251

378	نصیحت موثر انداز میں کرنی چاہیے۔	2176
379	تبلیغ کی ترتیب کیا ہو؟	2177

فتنوں کا وقوع ہونا-252

381	دلوں پر فتنوں کے اثرات۔	2179
	امانت کا اٹھ جانا۔	2180
382	فتنوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ۔	2181
383	دین کو دنیا کے لئے بیچ دینا۔	2182
384	فتنوں کا وقوع بارش کی طرح۔	2185
385	قتل اور بخل کا زیادہ ہونا۔	2188
	قاتل اور مقتول جہنم میں۔	2189
	دورِ فتن میں عبادت کا ثواب۔	2190
386	پہلا دوسرا اور تیسرا فتنہ۔	2192

لڑائیوں کے متعلق پیش گوئیاں-253

388	قیامت اس وقت قائم نہ ہوگی جب تک...؟	2193
	قیامت سے قبل ترکوں سے جنگ۔	2194
	خوزد کرمان سے جنگ۔	2195
389	یہودیوں کے خلاف پتھر پکارا نہیں گئے	2196
	فحطان کا آدمی لوگوں کو عصا کے ساتھ ہانکے گا	2197
390	کسریٰ کے خزانوں کی فتح۔	2199

توکل اور صبر کی فضیلت-247

366	بلا حساب جنت میں جانے والے کون؟	2152
	آپ ﷺ کی امت سب سے زیادہ ہوگی۔	2153
367	مومن کا کردار کیا ہونا چاہیے؟	2154
	مومن کے مراتب۔	2155

368	مصیبت کے وقت اللہ کو یاد کرنا چاہیے	2156
-----	-------------------------------------	------

ریا کاری اور شہرت سے بچنا-248

369	اللہ تعالیٰ دل اور اعمال دیکھتے ہیں۔	2158
	اللہ تعالیٰ مشرک سے بے پرواہ ہے۔	2159
	خواہش نہ ہونے کے باوجود تعریف سننا۔	2161
370	(i) ریا کار قیامت کو ذلیل و خوار ہوگا۔	2162
	(ii) دوسرے کو تکلیف میں مبتلا کرنے والا۔	

اللہ سے گریہ زاری کرنا-249

371	اللہ کے عذاب کے احساس کا ردِ عمل۔	2163
	معلوم نہیں قیامت کو کیا ہونے والا ہے؟	2164
	بلی مارنے کی سزا۔	2165
372	ہلاکت خیز فتنہ قریب آ رہا ہے۔	2166

(ii) یاجوج ماجوج کون ہیں؟

	جب لوگ خنزیر بنا دیے جائیں گے۔	2167
373	لوگ موت کی حالت پر اٹھائے جائیں گے	2168
	بال سے باریک گناہ بھی خطرناک ہے۔	2170

تبدیلیوں کا رونما ہونا-250

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ	ابواب و عنوانات	حدیث
402	دجال کے بال گھنے ہونگے۔	2228	390	جنگ دھوکہ ہے۔	2200
	دجال بڑا کرشمہ ساز ہوگا۔	2229		دجال سے جنگ۔	2201
403	لوگوں کا پہاڑوں میں پناہ لینا۔	2230		قیامت کی نشانیاں-254	
404	اصفہان کے یہودی دجال کے ساتھی۔	2231	396	علم کا اٹھ جانا۔	2207
	دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔	2232		(ii) جہالت زنا اور شراب کا زیادہ ہونا۔	
	دجال کا ظہور دمشق میں اور اسکی تباہی شام میں	2233		لوگوں کا جھوٹ بولنا۔	2208
	دجال کے وقت مدینہ کے سات دروازے ہونگے	2234		معاملات کا نا اہل لوگوں کے سپرد ہونا۔	2209
	تیمیم داری نے دجال کو دیکھا تھا۔	2235	397	مال کی بہتات ہونا۔	2010
ابن صیاد کے بارے معلومات 256				خلیفہ کا زیادہ مال تقسیم کرنا۔	2011
410	نبی اکرم ﷺ اور ابن صیاد کا مکالمہ۔	2238		دریائے فرات کا سونے سے بھر جانا	2212
412	ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن صیاد کی گفتگو	2241		سونے کے حصول کے لئے ایک دوسرے سے لڑنا	2213
	ابن صیاد اور دجال میں فرق۔	2242		زمین کا سونا اگلنا۔	2214
413	ابن صیاد کے بارے میں جابر رضی اللہ عنہ کی قسم۔	2244		قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والی آخری علامات-255	
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول-257				قیامت سے پہلے دس نشانیاں۔	2218
414	حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حکمران ہونگے	2245	399	چھ نشانوں سے قبل نیکی کرلو۔	2219
	(ii) عیسیٰ علیہ السلام کن کاموں سے منع کریں گے؟		400	سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔	2220
415	قیامت تک غالب رہنے والی جماعت۔	2247		ایمان کب بے فائدہ ہوگا؟	2221
قرب قیامت کے متعلق اور جو فوٹ ہوا اس پر قیامت قائم ہوگی-258				سورج عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔	2222
416	قیامت کتنی قریب ہے؟	2248	401	سب سے بڑا فتنہ دجال کا ہوگا۔	2223
	آج کے زندہ سو سال بعد نہیں ہونگے۔	2249		دجال آنکھ سے کاٹا ہوگا۔	2225
417	قیامت کے بارے میں سوال۔	2251		(ii) اس کی آنکھوں کے درمیان لفظ کفر لکھا ہوگا	
قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی-259				دجال کے پاس جنت اور دوزخ۔	2226
418	قیامت کب قائم ہوگی؟	2252			

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
431	جس سے باز پرس ہوئی وہ مارا گیا۔	2276	2254	قبیلہ دوس اور ذوالکھلصہ کا تعارف	
	آگ سے بچو چاہے کھجور کا ٹکڑا صدقہ کرنا پڑے	2277	2255	قرب قیامت لطیف ہوا کا چلنا	
432	حضرت نوح علیہ السلام کے گواہ کون ہونگے؟	2280	419	(i) فتنہ دجال۔	2256
433	جب اعضاء گواہی دیں گے۔	2281		(ii) قیامت کے قریب ٹھنڈی ہوا کا چلنا۔	
	حوض کوثر اور شفاعت-263			(iii) کتنی مرتبہ پھونکا جائیگا؟	
436	حوض کوثر کے اوصاف۔	2284		(iv) بارش شبنم کی مانند ہوگی۔	
437	بدعتی حوض کوثر سے دور کر دیئے جائیں گے	2286		صور پھونکنے کا بیان-260	
438	آپ ﷺ کی سفارش قبول۔	2287	422	صور پھونکنے کا عرصہ۔	2257
440	موحد ہی سفارش کا حقدار۔	2288	423	زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کی انگلیوں پر	2258
442	جنت کے دروازے کی چوڑائی۔	2290	424	زمین کا تبدیل ہونا۔	2261
443	پل صراط کے دائیں بائیں کیا ہوگا؟	2291		سورج اور چاند کا لپٹا جانا۔	2262
444	(i) پل صراط سے گزرنے کی رفتار	2293		قیامت کے دن مخلوق کا جمع ہونا-261	
	(ii) نیک اعمال کی سفارش		426	قیامت کے دن زمین کی حالت۔	2264
447	انبیاء کو بات کی اجازت۔	2295		جنت میں نیل اور مچھلی کا جگر۔	2265
449	آخری جنتی کا عجیب قصہ۔	2296		قیامت کے دن لوگوں کی تین اقسام۔	2266
452	جنت میں ایک جماعت کا نام جہنمی۔	2298	427	جنت کا پہلا لباس حضرت ابراہیم کو پہنایا جائے گا	2267
453	چار آدمیوں کو دوبارہ دوزخ کا حکم	2301		لوگ برہنہ اور بلا ختنہ ہونگے	2268
454	ہر آدمی کا جنت اور جہنم دیکھنا	2303		محشر میں کافر منہ کے بل جمع ہونگے۔	2269
	جب موت ذبح کر دی جائیگی	2304	428	ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کی حالت۔	2270
456	جہنم سے نکلنے والے لکڑیوں کی مانند	2307		قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہونگے	2271
	جنت اور اہل جنت کے احوال-264			سورج ایک میل کی مسافت پر ہوگا	2272
457	جنت کی نعمتوں کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔	2308	429	کیا لوگ حالت نشہ میں ہونگے؟	2273
458	جنت کے درخت کا طویل ترین سایہ۔	2311	430	ریا کار سجدہ نہیں کر سکیں گے۔	2274
459	جنت کے خیمے کی وسعتیں۔	2312		حساب و کتاب اور ترازو کا رکھا جانا-262	
	اہل جنت کی عورتوں کے اوصاف۔	2314			

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
498	آپ ﷺ کا دیہاتی کو معاف کرنا	2398	485	معزز ترین سلسلہ نسب۔	2369
499	آپ ﷺ کا جواباً انکار نہ کرنا۔	2400	486	آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار کون؟	2370
	آپ ﷺ نہ بخیل نہ چھوٹے دل والے۔	2402		آپ ﷺ کی امت سب سے زیادہ۔	2371
	آپ ﷺ کا حوصلہ افزائی فرمانا	2403		(ii) آپ ﷺ سے پہلے جنت میں۔	
	آپ ﷺ کا لونڈیوں کے ساتھ سلوک	2404		آپ ﷺ کی صفت خاتم النبیین۔	2374
500	ناراضگی کے وقت آپ ﷺ کے الفاظ	2406	487	قرآن ایک عظیم معجزہ۔	2375
	میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔	2407		چھ خاص صفات۔	2377
	آپ ﷺ کی شرم و حیا۔	2408	488	آپ ﷺ کی امت کے لئے دعائیں۔	2379
	نبی ﷺ کی مسکراہٹیں۔	2409	489	توراة میں بھی آپ ﷺ کی صفات۔	2381
	آپ ﷺ کا انداز تکلم۔	2410		نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور	
501	آپ ﷺ گھریلو مصروفیات۔	2411		صفات-270	
	آپ ﷺ کا ذاتی انتقام سے پرہیز	2412	492	نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی۔	2382
	آپ ﷺ نے جنگ کے علاوہ کسی کو نہیں مارا	2413		مذہم نہیں محمد ﷺ ہوں۔	2384
	آپ ﷺ کی اہل و عیال پر شفقت۔	2414		نبی کریم ﷺ کا حسن مبارک۔	2385
	نبی ﷺ کی بعثت اور وحی کا آغاز-272		493	مہر نبوت کی کیفیت۔	2386
503	بعثت رسول ﷺ مقبول۔	2415		نبی معظم ﷺ کا ام خالد کو چادر پہنانا۔	2387
	عمر رسول کریم ﷺ۔	2416		نبی معظم ﷺ کا حلیہ مبارک اور عمر۔	2388
505	آغاز وحی کی کیفیت۔	2419	495	حضور ﷺ کا ہاتھ ریشم سے نرم۔	2393
506	انقطاع وحی پر غم و حزن۔	2420		(ii) پسینہ رسول ﷺ بطور خوشبو۔	
	سورۃ مدثر کا وقت نزول۔	2421	496	بچوں پر شفقت۔	2395
	وحی کی اقسام۔	2422		آپ ﷺ کے چہرے کی چمک دھمک۔	2396
507	اعلان نبوت۔	2424		نبی ﷺ کے اخلاق اور عادات-271	
	اونٹ کی اوجھڑی گردن مبارک پر	2425	497	آپ ﷺ کی انس سے محبت۔	2397
508	احد سے زیادہ سخت.....؟	2426		(ii) شفقت رسول ﷺ کریم۔	

صفحہ نمبر	ابواب وعنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب وعنوانات	حدیث نمبر
533	سراقہ بن مالک کا گھوڑا ڈھنس گیا۔	2447	509	دانت اور سر مبارک زخمی۔	2427
534	تین سوالوں کا جواب صرف نبی دے سکتے ہیں	2448		سخت عذاب کس کو ملے؟	2428
535	جنگ بدر کو مشرکین کے قتل کی نشاندہی۔	2449		نبوت کی علامات-273	
536	جنگ بدر میں حضرت جبریل علیہ السلام کا مسلح	2451	512	رسول اللہ ﷺ کا آپریشن۔	2430
	حالت میں آنا۔		513	آپ ﷺ کو پتھر کا سلام کہنا۔	2431
	تیسرے آسمان سے مدد کا آنا	2452		چاند کا دو ٹکڑے ہونا۔	2433
537	احد میں آپ کے ﷺ ساتھ جبریل علیہ السلام اور	2453		ابو جہل کے ٹکڑے ہو جاتے۔	2434
	میکائیل علیہ السلام۔		514	(i) اکیلی عورت کعبہ کا طواف کرے گی۔	2435
	نبی ﷺ کا ہاتھ پھرا در ختم۔	2454		(ii) کسریٰ کے خزانے فتح۔	
	آپ کا ﷺ لعاب مبارک آنے اور ہنڈیا میں	2455		(iii) صدقہ قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔	
538	حضرت عمارہؓ کو پیش گوئی۔	2456	515	دین پر استقامت کی مثالیں۔	2436
539	برتن کا پانی چشمے کی طرح پھوٹ نکلا۔	2469		(ii) بکریوں کو بھیڑیے کا خوف ختم۔	
540	کنوئیں کا پانی سے بھر جانا۔	2460		ام حرام کو شہادت کی خوشخبری۔	2437
	مشکیزہ پہلے سے زیادہ بھر گیا۔	2461	516	فصاحت و بلاغت۔	2438
541	درختوں کا آپ کے لئے پردہ کرنا۔	2462	517	آپ ﷺ کے تذکرے ہر قل کے دربار میں	2439
	پھونک سے زخم مندمل ہونا۔	2463		معراج کا بیان-274	
542	موتہ کے شہداء کے خبر۔	2464	522	معراج سے پہلے آپ ﷺ کا آپریشن	2440
	کنکریاں کفار کے منہ پر۔	2465		(ii) آپ ﷺ کی انبیاء سے ملاقات	
544	(i) یہ آدمی جہنمی ہے۔	2468		(iii) نماز کب اور کتنی فرض ہوئی؟	
	دین کی تقویت فاجر کے ساتھ۔	(ii)		معراج کی انتہا سدرۃ المنتہی	2441
545	نبی کریم ﷺ پر جادو ہوا۔	2469	526	رب کریم کی طرف سے تین تحائف	2443
547	خارجیوں کی نشاندہی۔	2470	530	(i) بیت المقدس کا تعارف	2444
	دعاء رسول ﷺ اور ابو ہریرہؓ۔	2471		(ii) موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا تعارف	
548	رسول اللہ ﷺ کی ثابت قدمی کی دعا۔	2472		معجزات کے بارے میں-275	
	اسے زمین بھی قبول نہیں کرے گی۔	2474			

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	صفحہ	حدیث
565	عورت کو صحابی کی بددعا لگنا۔	549	2476 منافق کی موت پر آنحضرتؐ کی دعا کا اثر۔
	ہجرت کا تذکرہ-277		2477 مدینہ پر ملائکہ کا پہرہ۔
567	آپ کا استقبال عدیم الشال۔	550	2478 قحط سالی میں رسول اللہؐ کی دعا کا اثر۔
568	شہداء احد کی نماز جنازہ آٹھ سال بعد۔		2479 کجھور کے تنے کا بلک بلک کر رونا۔
569	رسول کریمؐ کی وفات۔	551	2480 رسولؐ کا نافرمان اپنا ہاتھ نہ اٹھا سکا۔
	موت کے وقت نبیؐ کو اختیار اور مرض الموت		2482 جابرؓ کے قرض کی ادائیگی۔
570	آپؐ کی تکلیف پر فاطمہ کا تاثر۔	552	2483 گھی ہمیشہ باقی رہتا۔
	نبیؐ وفات سے پہلے اپنا مقام دیکھتا ہے	553	2484 تھوڑا کھانا 80 آدمیوں کے لئے کافی۔
571	زہر کے اثرات	554	2485 انگلیوں سے پانی نکلنا۔
572	وفات کے وقت صحابہؓ کی آراء۔		2486 (i) برکت کے لئے دعا۔
	ام امینؓ سے ابو بکرؓ اور عمرؓ کا افسوس		(ii) کھانے سے تسبیح کی آواز۔
573	آپؐ کی حضرت عائشہؓ سے خوش طبعی	556	2488 تھوڑے کھانے کا زیادہ ہونا۔
	رسول محترمؐ کی میراث-278	557	2489 تھوڑا سا حلوہ تین سو آدمیوں کو کفایت۔
574	آپؐ کا ترکہ۔	558	2490 ست اونٹ کا تیز رفتار ہونا۔
575	نبیؐ کا ترکہ لوگوں کے لئے۔		2491 تخمینے کی درستگی۔
	قریش کی فضیلت-279	559	2492 پیش گوئی کی صداقت۔
576	مسلمان قریش کے تابع ہیں۔	560	2493 منافقین کے متعلق پیش گوئی۔
577	خلافت قریش میں رہے گی۔		2494 آپؐ کو زہراؓ لود بکری بطور ہدیہ۔
	فلاں قبائل میرے دوست ہیں ان کا	561	2496 درخت کا جنوں کے متعلق بتانا۔
	دوست اللہ اور اس کا رسول ہے۔		2497 مقتولان بدر کی ہلاکت گا ہوں کا پہلے پتہ چلنا
	یہ قبائل ایک دوسرے سے ہیں۔	562	2498 غلے کا اپنے کی وجہ سے ختم ہونا۔
	بنو نضیم دجال پر سخت ہونگے۔		باب الکرامات-276
579	حضرت اسماء ذات الطہین۔	563	2499 لاش کا روشن ہونا۔
	فضائل صحابہؓ-280	564	2500 اپنی شہادت کے متعلق پیشگوئی۔
			2501 کھانے میں برکت۔

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
2533	صحابہ کو گالی نہ دو۔	581	2535	صحابہ کی محبت کی کیوجہ سے محترم ہونا۔	582
مناقب ابو بکر ؓ - 281					
2537	ابو بکر ؓ کے آپ پر احسانات۔	585	2538	ابو بکر ؓ میرا بھائی ہے۔	586
2541	خاتون اول کون ہے؟	586	(ii)	ابو بکر ؓ کا امت میں درجہ بلندتر۔	587
2543	صحابہ کی درجہ بندی۔	587	مناقب عمر ؓ - 282		
2544	میری امت کا الہامی شخص۔	588	2545	شیطان حضرت عمر ؓ کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر جاتا ہے۔	589
2546	نبی ؐ نے حیات طیبہ میں جنت دیکھی ہے۔	589	(ii)	(ii) آپ ؓ حضرت عمر ؓ کا محل دیکھا۔	590
2547	پیغمبر ؐ کا خواب سچا ہوتا ہے۔	590	(iii)	(iii) حضرت عمر ؓ کا تذکرہ۔	591
2548	حضرت عمر ؓ عظیم مبلغ۔	591	2550	حضرت عمر ؓ کی وحی سے موافقت۔	592
2551	حضرت عمر ؓ نخی دل انسان۔	592	2552	نبی کریم ؐ اور ابو بکر ؓ کا حضرت عمر ؓ پر خوش ہونا۔	594
2553	جانور کا گفتگو کرنا۔	594	(ii)	حضرت عمر ؓ دورانِ اندیش انسان۔	594
مناقب ابو بکر ؓ و عمر ؓ - 283					
2554	حضرت علی ؓ کا ابو بکر ؓ اور عمر ؓ پر اعتماد۔	594	2555	(i) حضرت عثمان ؓ حیا کے پیکر۔	597
مناقب عثمان ؓ - 284					
2555	(ii) حضرت عثمان ؓ سے فرشتے حیا کرتے تھے۔	597	حضرت ابو بکر ؓ حضرت عمر ؓ اور حضرت عثمان ؓ کے مناقب - 285		
2557	احد پہاڑ پر آپ ؓ کے تینوں کے بارے میں ارشادات۔	599	2558	تینوں کو جنت کی بشارت۔	600
مناقب علی بن ابی طالب ؓ - 286					
2569	حضرت علی ؓ بمنزلہ ہارون۔	600	2560	(i) حضرت علی ؓ سے محبت کرنے والے	601
2561	(ii) حضرت علی ؓ سے بغض رکھنے والے منافق۔	601	2562	خبر کے موقع پر آپ ؓ علی ؓ کو پرچم دینا	605
جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ اکرام کے فضائل - 287					
2562	آپ ؓ بوقت وفات کن پر زیادہ خوش تھے؟	605	2563	حضرت طلحہ ؓ کا ہاتھ شل ہونا۔	605

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
617	حسن و حسینؑ کی آپؐ سے مشابہت	2586		نبیؐ کا حواری کون؟	2564
	حضرت ابن عباسؓ کی فضیلت۔	2587	606	آپؐ کا سعد بن مالکؓ پر ماں باپ	2566
	حضرت اسامہ بن زیدؓ کی فضیلت۔	2590		فدا کرنا	
618	ادعوہم لا بئاء ہم کا نزول	2591		عربوں میں سب سے پہلے تیر چلانے	2567
	ابوبکرؓ کا حسن کو کندھوں پر اٹھانا۔	2592		والے کون؟	
	حضرت حسینؓ کی تعریف انسؓ سے	2593		حضرت سعدؓ کا رسول کریمؐ کی	2568
	مناقب از واجؑ النبیؐ - 289			حفاظت کے لئے کھڑا ہونا۔	
619	حضرت خدیجہؓ کی فضیلت۔	2594		امت کا امین ابو عبیدہ بن جراحؓ	2569
	اللہ تعالیٰ اور جبریلؑ کا سلام۔	2595	607	چٹان کا حرکت کرنا۔	2571
620	جبریلؑ کا حضرت عائشہؓ کو سلام	2597		جہاد انتہائی غربت میں کرنا۔	2572
	حضرت عائشہؓ کے بستر پر وحی کا آنا۔	2599		رسول محترمؐ کے اہل بیت کے	
	باب جامع المناقب - 290			فضائل - 288	
622	عبداللہ بن عمرؓ نیک جوان ہے۔	2600	613	ندع ابناء نا و ابناء کم کا نزول۔	2575
	عبداللہ بن مسعودؓ آپؐ سے نیکی	2601		اہل بیت میں شامل حضرات۔	(ii)
	سے مشابہ			نبیؐ کے بیٹے ابراہیمؑ کی فضیلت	2577
	ابن مسعودؓ آپؐ کی خدمت میں۔	2602	614	حضرت فاطمہؓ کی فضیلت۔	2578
	چار قرآء سے پڑھو۔	2603	615	فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔	2579
623	(i) خادم رسول ابن مسعودؓ ہیں۔	2604		غدریخ پر آپؐ کی نصیحت۔	2580
	(ii) عمار بن یاسرؓ اللہ کی پناہ میں۔			جعفر زوالجناحینؓ ہیں۔	2581
	(iii) حذیفہؓ از دان رسول۔		616	آپؐ کے کندھوں پر حسنؓ و حسینؓ	2582
	جنت میں بلالؓ کے قدموں کی چاپ۔	2605		حسنؓ سے آپؐ کا پیار۔	2583
	صحابہ کی شان میں وحی۔	2606		حسنؓ کے بارے میں آپؐ کی	2584
624	ابوموسیٰؓ کی خوش الحانی۔	2607		پیشن گوئی	
				حسنؓ و حسینؓ میرے پھول ہیں۔	2585

صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر	صفحہ نمبر	ابواب و عنوانات	حدیث نمبر
	یمن، شام اور اولیس قرنی کا تذکرہ-292		624	قرآن جمع کرنے والے چار صحابہ۔	2608
640	اولیس قرنی کے اوصاف۔	2642		معصب بن عمیرؓ کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ	2609
	یمنیوں کے ایمان و اطاعت کی شہادت۔	2643		جس کی موت پر عرش الہی۔	2610
641	فتنوں کا مشرق کی طرف سے اٹھنا۔	2645	625	جنت میں سعد بن معاذؓ کا رومال۔	2611
	اونٹوں والے مغرور۔ بکریوں والے نرم۔ (ii)			حضرت انسؓ کی اولاد سو سے زیادہ۔	2612
	شام، یمن کے لئے برکت کی دعا۔	2647		عبداللہ بن سلامؓ زمین پر چلتا پھرتا جنتی	2613
	امت مسلمہ کے ثواب کا بیان-293			ثابت بن قس بن شماسؓ جنتی ہے۔	2614
642	امت محمدیہ کے لئے دو گنا ثواب۔	2648		ایمان کی سب سے زیادہ جستجو کرنے والا۔	2615
	دیدار رسول کی خواہش۔	2649	627	رسول اللہؐ کی ابو ہریرہؓ کو دعا۔	2617
643	ایک جماعت کا ہمیشہ دین پر قائم رہنا۔	2650		تین صحابہؓ کی ناراضگی پر اللہ ناراض۔	2618
			628	ایمان و نفاق کی علامت۔	2619
				انصار کی شان۔	2620
			629	ابوسفیانؓ کی عظمت۔	2623
			631	انصار کے قبیلوں میں سے افضل قبیلہ۔	2628
				حاطب بن ابی بلتہؓ اور بدری صحابہ جنتی	2629
			633	اصحاب شجرہ جنت میں۔	2631
				حدیبیہ والے بہترین لوگ ہیں۔	2632
				ابوبکرؓ اور بلالؓ ہمارے سردار ہیں	2635
			634	قول عمرؓ۔	
				ابوطحہؓ کی میزبانی۔	2637
			635	شہداء انصار سب سے زیادہ۔	2639
			636	بدریوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار۔	2640
				جنگ بدر میں شریک صحابہ کے اسمائے	
				گرامی 291	
			637	بدری صحابہ کرام کے نام	2641

کِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کے مسائل

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا بھر میں اور بالخصوص عرب کے لوگوں میں لوگ چار طرح سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا رواج تھا۔

۱۔ باہمی رضامندی سے بدکاری کرنا

۲۔ کسی خوبصورت بہادر یا مشہور آدمی کے ساتھ نسبت جوڑنے کے لیے خود خاوند کی مرضی سے عورت کا ازدواجی تعلق قائم کرنا

۳۔ چند افراد کسی لونڈی یا بازاری عورت کے ساتھ بدکاری کرتے اور پھر اس عورت کو اختیار ہوتا کہ پیدا ہونے والے بچے کو کسی ایک کا بچہ قرار دیتی۔ ۴۔ یہ طریقہ مروجہ نکاح کے قریب تھا۔ رسول معظم ﷺ نے پہلی تینوں صورتوں کو حرام قرار دیتے ہوئے صرف چوتھی صورت جو مروجہ نکاح کے قریب تھی اس کو جائز قرار دیا مگر اس میں بھی ضروری اور جامع اصلاحات فرماتے ہوئے امت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ نکاح محض ازدواجی جذبات کی تسکین کا نام نہیں بلکہ یہ میاں بیوی کا رشتہ کاشت کار کی کھیتی کی طرح ہے۔ جس طرح ایک اچھا کاشتکار اپنی زمین کی حفاظت اور اس میں لگائی جانے والی فصل کی ہر اعتبار سے نگہداشت کرتا ہے۔ میاں بیوی کے بھی اس قسم کے فرائض ہیں کہ وہ اولاد کی صحت و تربیت کے لیے ایسا ماحول پیدا کریں جس سے نئی نسل کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن مجید نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے یعنی جس طرح لباس آدمی کے حسن و جمال اور اسے موسم کی حدت و شدت سے محفوظ رکھتا ہے ایسے ہی میاں بیوی کو ایک دوسرے کی عزت و وقار اور دکھ درد کا احساس ہونا چاہیے۔ آپ نے نیک بیوی کو دنیا کی بڑی نعمتوں میں سے ایک نعمت شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ نکاح آدمی کا حیا کا ضمانت فراہم کرتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اسے نکاح کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ نکاح نظر میں حیا پیدا کرتا ہے اس سے شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور جو شخص نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے۔ روزے اس کی جنسی خواہش دبا دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ (متفق عليه).

1-1304

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو ازدواجی زندگی

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَدَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ الْعَبْلَ وَلَوْ

إِذْنَ لَهُ لَا خُتْبَيْنَا. (متفق عليه) 2-1305

سے کنارہ کش ہونے کی اجازت نہیں دی اگر آپ اسے اجازت دیتے تو ہم ختی ہو جاتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَنْكُحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَا لَهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاطْفَرُ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ. (متفق عليه) 3-1306

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا چار باتوں کی وجہ سے عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال، خاندانی شرافت، حسن و جمال اور دینداری کی وجہ سے۔ تجھے دیندار عورت سے نکاح کرنا چاہیے۔ اس سے اللہ تعالیٰ تجھے خیر عطا فرمائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (رواه

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا دنیا ساری کی ساری مفید ہے۔ لیکن دنیا کی بہترین نعمت نیک بیوی ہے۔ (مسلم)

مسلم) 4-1307

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ صَالِحُ نِسَاءٍ قُرَيْشٍ أَحْسَنُهُ عَلَى وَلَدٍ فِي صِغَرِهِ وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ. متفق عليه 5-1308

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اونٹ کی سواری کرنے والی عورتیں یعنی عرب عورتوں میں سے بہترین عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں۔ جو چھوٹے بچوں پر غایت درجہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا تَرَكَتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضُرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ. (متفق عليه) 6-1309

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد مردوں کے لیے شدید نقصان دہ عورتوں کا فتنہ سمجھتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَصِيرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةٍ بَيْنِي وَبَيْنَ إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ. (رواه

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بلاشبہ دنیا ہری بھری اور پر لطف ہے۔ اور اللہ نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے تم کیا عمل کر رہے ہو۔ تم دنیا اور عورت کے فتنے سے بچے رہنا۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے رونما ہوا تھا۔ (مسلم)

مسلم) 7-1310

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّومُ فِي الْمَرْأَةِ وَالذَّارِ وَالْفَرَسِ (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةِ الشُّومِ فِي ثَلَاثَةِ فِي الْمَرْأَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالذَّابَّةِ. 8-1311

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثٌ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتُ؟ قُلْتُ نَعَمْ! قَالَ أَبْكَرًا مِثْبَ ثِيْبٍ قُلْتُ بَلْ ثِيْبٍ قَالَ فَهَلَّا بِكُرْأَتِهَا وَتَلَا عِبْكَ فَلَمَّا قَدِمْنَا دَهْبَنًا لِنَدْخُلَ فَقَالَ أَهْلُوا حَتَّى نَدْخُلَ لَيْلًا أَوْ عِشَاءً لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِطَةُ وَتَسْتَعِجِلَ الْمُغِيْبَةُ (متفق عليه). 9-1312

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نحوست عورت، گھراور گھوڑے میں ہو سکتی ہے۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے تین چیزوں میں نحوست ہو سکتی ہے۔ عورت، گھراور سواری۔

حضرت جابر رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ میرا حال ہی میں نکاح ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو نے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کنواری سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا: بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ نکاح کیا؟ تو اس سے کھلتا وہ تجھ سے کھیلتی۔ جب ہم

مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی رک جاؤ۔ ہم عشاء کے وقت مدینہ میں داخل ہوں گے۔ تاکہ پراگندہ بالوں والی عورتیں اپنے آپ کو سنواریں۔ اور جن عورتوں کے خاوند غیر حاضر رہے ہیں وہ صاف ستھری ہو جائیں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱- نکاح سے آنکھوں میں حیا پیدا ہونے کے ساتھ ساتھ شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔
- ۲- رشتہ نہ ملنے یا نکاح کی طاقت نہ ہونے کی صورت میں جوان آدمی کو روزے رکھنے چاہئیں۔
- ۳- لوگ مال، نسب اور حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح کرتے ہیں لیکن آپ نے دین کو مقدم رکھنے کی تلقین فرمائی۔
- ۴- بہترین بیوی وہ ہے جو بچوں کی تربیت اور خاوند کے مال و اقبال کی حفاظت کرے۔
- ۵- نحوست بیوی، گھراور سواری میں ہو سکتی ہے لیکن فی نفسہ کسی چیز میں نحوست نہیں ہوتی۔
- ۶- عورتوں کے فتنے، یعنی غیر محرم سے باہمی اختلاط اور بے حیائی سے بچنا چاہیے۔
- ۷- دنیا پوری کی پوری آزمائش گاہ ہے۔



بَابُ النَّظَرِ إِلَى الْمَخْطُوبَةِ وَبَيَانِ الْعَوْرَاتِ

شادی سے پہلے لڑکی دیکھنے اور پردے کے مسائل

نکاح ایک ایسا مقدس بندھن ہے جس کو انتہائی، غیر معمولی اور شدید ناگزیر حالات میں ہی توڑنے کی گنجائش دی گئی ہے۔ کامیاب شادی کے لیے نکاح سے پہلے اور بعد میں جن احتیاطوں کے بارے میں شریعت نے توجہ دلائی ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ شادی کرنے والا اگر رشتہ کروانے والوں سے پوری طرح مطمئن نہ ہو تو اسے اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اپنی ہونے والی بیوی کو (اس کی اور اس کے خاندان کی عزت کا خیال رکھتے ہوئے کسی باوقار طریقے سے) دیکھ سکتا ہے۔ اور یہ اجازت اس لیے عنایت فرمائی تاکہ آگے چل کر ازدواجی زندگی میں کوئی تکرر پیدا نہ ہونے پائے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہر اس حرکت اور کام سے میاں بیوی کو بچنے کے احکام جاری فرمائے جن کی وجہ سے ازدواجی زندگی کے نازک آئینے پر خراش لگ سکتی ہے۔ پردہ ہی کو لپیٹے جو کہ عورت کی شرم و حیا، عزت اور وقار کا محافظ ہونے کے ساتھ شادی شدہ عورت کی طرف سے اس کے خاوند کے اعتماد میں اضافہ کرتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں قبیلۃ انصار کی ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے دیکھ لینا۔ کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ فَاَنْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّ فِي أَعْيُنِ الْأَنْصَارِ شَيْئًا (رواہ مسلم). 1-1313

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت عورت کے ساتھ شرم گاہ کو نہ ملانے اور نہ ہی اس کے وجود کے اوصاف اپنے خاوند سے بیان کرے۔ گویا کہ وہ اس کے جسم کو خود دیکھ رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةَ الْمَرْأَةُ فَتَنْتَعِبَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا. (متفق علیہ) 2-1314

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد دوسرے مرد اور کوئی عورت دوسری عورت کی شرم گاہ نہ دیکھے۔ مرد آپس میں اور عورت دوسری

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي

ثُوبٌ وَاحِدٌ وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي عورت کے ساتھ برہنہ نہ لیئے۔ (مسلم)

ثُوبٌ وَاحِدٌ (رواہ مسلم) 3-1315

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَبْتَغِي رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثِيْبًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاكِحًا أَوْ ذَا مَحْرَمٍ. (رواہ مسلم) 4-1316

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، مرد کسی بیوہ عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ ہاں البتہ اس کے خاوند اور محرم کو اجازت ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کے اس فرمان کے بالکل الٹ معنی لینے کی کوشش کی ہے کہ جس طرح موت کے آنے کا کوئی علم نہیں ہوتا ایسے ہی دیور کے گھر میں آنے جانے کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ گھر کا اہم فرد ہے۔ جس طرح موت سے چھٹکارا نہیں لہذا دیور سے پردہ ممکن نہیں۔

اگر یہ معنی ہوتا تو آپ ﷺ واضح طور پر فرماتے کہ دیور سے پردہ ممکن نہیں ہے جب کہ آپ ﷺ پردے کی فرضیت ہی تو بیان فرما رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیور سے پردہ کرنا چاہیے۔ یعنی گھریلو کام کاج کرتے ہوئے بھی جس قدر ممکن ہو سکے پردہ کرنا چاہیے باقی آنے سامنے ننگے چہرے کے ساتھ بیٹھنا اور آپس میں بے تکلف ہونا قطعاً جائز نہیں۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِيَّاكُمْ وَالْخُيُوفَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ الْحَمُومَ قَالَ الْحَمُومُ الْمَوْتُ. (متفق علیہ) 5-1317

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا تنہائی میں عورتوں کے ہاں جانے سے بچو! ایک آدمی نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول! دیور کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: دیور تو موت ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْحِجَامَةِ فَأَمَرَ أَبَاطِيئَهُ أَنْ يُحْجِمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمَ. (رواہ مسلم) 6-1318

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سیگی لگوانے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ نے ابو طیبہ کو حکم دیا کہ وہ اسے سیگی لگائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو طیبہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی تھا۔ یا ابھی نابالغ تھا۔ (مسلم)

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ سَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَأَمَرَنِي أَنْ
أَصْرِفَ بَصَرِي. (رواه مسلم) 7-1319
عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
الْمَرْأَةَ تُقْبَلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ وَتُذْبَرُ فِي
صُورَةِ شَيْطَانٍ إِذَا أَحْدَكُمُ أَعْجَبَتْهُ الْمَرْأَةُ
فَوَقَعَتْ فِي قَلْبِهِ فَلْيَعْمِدْ إِلَى امْرَأَتِهِ فَلْيُؤَاقِعْهَا
فَإِنَّ ذَلِكَ يَرُدُّ مَا فِي نَفْسِهِ. (رواه
مسلم) 8-1320

الفصل الثالث

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مَخْنَثٌ فَقَالَ
لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا
عَبْدَ اللَّهِ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ غَدَا الطَّائِفَ فَإِنِّي
أَذُوكَ عَلَى ابْنَةِ غِيلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ بِأَرْبَعٍ وَ
تُذْبَرُ بِخَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَدْ خُلْنَ
هَؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ. (متفق عليه) 9-1321

آنحضرت ﷺ سے اچانک نظر کے بارے میں سوال کیا۔
آپ نے مجھے نظر ہٹانے کا حکم دیا۔ (مسلم)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: عورت جب سامنے سے آتی اور منہ پھیر کر جاتی
ہے تو شیطان کی صورت میں ہوتی ہے۔ تم میں سے جب کسی
کو کوئی عورت اچھی لگے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس
سے میل جول کرے اس طرح اس کے دل سے اس عورت
کا خیال نکل جائے گا۔ (مسلم)

تیسری فصل

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی
محترم ﷺ میرے پاس جلوہ افروز تھے کہ گھر میں ایک
مخنث (مہجوا) آیا۔ اس نے میرے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ
سے کہا: اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل تمہارے لیے
طائف فتح کر دیا تو میں تمہیں غیلان کی بیٹی کے بارے میں مشورہ
دیتا ہوں جو کہ چار شکنوں کے ساتھ آتی اور آٹھ شکنوں کے
ساتھ پلتی ہے۔ تب نبی محترم ﷺ نے حکم دیا ”کسی مخنث کو
اپنے ہاں نہ آنے دیا کرو۔“ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

عورت کے غیر شریفانہ انداز سے چالنے کو شیطان کی چال قرار دی ہے۔

عَنِ الْمَسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَمَلْتُ
حَجَرًا ثَقِيلًا فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَقَطَ عَنِّي ثَوْبِي
فَلَمْ أَسْتَطِعْ أَخْذَهُ فَرَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَقَالَ لِي خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا
تَمْشُوا عُرَاةً. (رواه مسلم) 10-1322

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بھاری
پتھر اٹھا کر چل رہا تھا کہ اچانک میری چادر نیچے گر گئی۔ میں
اسے سنبھال نہ سکا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھ کر کہا چادر
باندھو ننگے بدن نہیں رہنا چاہیے! (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے۔
- ۲۔ عورت غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہیں بیٹھ سکتی۔
- ۳۔ عورت کو اپنے دیور سے بھی پردہ کرنا چاہیے۔
- ۴۔ مجبوری کی حالت میں عورت مرد ڈاکٹر سے سرجری کروا سکتی ہے۔
- ۵۔ پہلی اور نادانستہ نظر معاف ہے لیکن کسی غیر محرم کو مسلسل یا بار بار دیکھنا گناہ ہے۔
- ۶۔ بعض عورتوں کا آنا جانا شیطان کی طرح ہوتا ہے۔
- ۷۔ عورتوں کا محنت کے ساتھ خلط ملط ہونا بھی گناہ ہے۔



بَابُ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ وَاسْتِئْذَانُ الْمَرْأَةِ

نکاح میں ولی کی موجودگی اور لڑکی سے اجازت طلب کرنا

شریعت اسلامیہ نے نکاح میں جن شرائط کو لازم قرار دیا ہے ان میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ کنواری لڑکی کا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ مزید احتیاط یہ لازم فرمائی کہ دونوں طرف سے گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ ولی سے مراد والد، بھائی ہیں، اور ان کی عدم موجودگی کی صورت میں قریبی رشتہ دار ولی ہونے کے فرائض سرانجام دے گا۔ اس شرط سے والدین کی ذمہ داری کا اولاد کے ساتھ مقدس رشتہ ہونے کے ساتھ ساتھ لڑکی کی شرم و حیا اور شعور پختہ نہ ہونے کا خیال رکھا گیا ہے۔

بعض فقہانے عواقب اور نتائج کی پرواہ کیے بغیر نو جوان لڑکی کو اجازت دی کہ وہ ولی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے! اس آزاد خیالی کا یہی یہ نتیجہ ہے کہ معاشرے میں ایسے اخلاقی سانحے وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ عدالت میں ایک طرف بہن، بھائی اور بوڑھے ماں باپ رو رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف عدالت کے فیصلے کا سہارا لیتے ہوئے لڑکی اپنے آشنا کے ساتھ جا رہی ہوتی ہے۔ اس بد معاشی اور بے حیائی کو روکنے کے لیے سرورِ دو عالم ﷺ نے یہ پابندی لگائی ہے کہ نکاح میں ولی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

تاہم مطلقہ یا بیوہ عورت کو اس لیے اجازت مرحمت فرمائی کہ عمر اور حالات و واقعات کی وجہ سے اس کی سوچ میں پختگی اور جذبات میں ٹھہراؤ پیدا ہو چکا ہوتا ہے۔ مگر ولی کا ہونا ہر ایک کے نکاح میں شرط ہے تاہم والدین کو یہ لازمی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اولاد کی رضا مندی اور ان کے جذبات کا خیال رکھیں۔ انہیں بیٹے، بیٹی کا رشتہ ایسی جگہ پر نہیں کرنا چاہیے جہاں ان کی زندگی اجیرن بن کر رہ جائے

پہلی فصل

الفصل الاول

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا! شوہر آشنا (بیوہ یا مطلقہ) عورت کا نکاح اس کی صریح اجازت سے کیا جائے۔ اور کنواری لڑکی کے نکاح کے لیے بھی اس سے اجازت طلب کی جائے۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کنواری کی اجازت کس طرح

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبُكَرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تُسَكَّتَ. (متفق عليه) 1-1323

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا! اس کا خاموش رہنا اجازت ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا! شوہر آشنا عورت اپنے بارے میں ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری عورت سے اس کے بارے میں اجازت طلب کی جائے گی اس کا خاموش

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَ الْبُكَرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَ إِذْنُهَا صُمَاتُهَا. وَ فِي رِوَايَةٍ قَالَ الْفَيْبُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَ

لِيَهَا وَ الْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ وَ اِذْنُهَا سُكُوتُهَا

رہنا اجازت ہوگی۔

وَ فِي رَوَايَةٍ قَالَ الْثَّيْبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا

دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شوہر آشنا اپنے نفس کی ولی سے زیادہ حق دار ہے۔ اور کنواری لڑکی سے اس کی اجازت لی جائے گی اور اسکی اجازت اس کا

وَ الْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا اَبُوهَا فِي نَفْسِهَا وَ اِذْنُهَا

صُمَاتُهَا (رواہ مسلم)۔ 2-1324

خاموش رہنا ہے۔

تیسری روایت میں ہے کہ شوہر آشنا عورت اپنے بارے میں ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے اس کا والد اجازت طلب کرے گا۔ اور لڑکی کا خاموشی اختیار کرنا اجازت تصور ہوگا۔ (مسلم)

حضرت خنساء بنت خدام رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ وہ شوہر آشنا تھیں اور اس کے والد نے اس کا نکاح کر دیا۔ وہ خاوند اسے پسند نہ آیا۔ تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کا نکاح توڑ دیا۔ (بخاری)

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَ هِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَدَّ نِكَاحَهَا (رواہ البخاری) 3-1325

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ سے ان کا نکاح ہوا تو وہ سات سال کی تھیں۔ جب رخصتی ہوئی تو نو برس کی تھیں اور ان کے کھلونے ان کے ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَهَا وَ هِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ وَ زُفَّتْ إِلَيْهِ وَ هِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِينَ وَ لَعَبُهَا مَعَهَا وَ مَاتَ عَنْهَا وَ هِيَ بِنْتُ ثَمَانِي عَشْرَةَ . (رواہ مسلم) 4-1326

خلاصہ باب

- ۱۔ نکاح میں ولی اور گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔
- ۲۔ کنواری لڑکی کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔
- ۳۔ بیوہ یا مطلقہ ولی کے بغیر نکاح کر سکتی ہے۔
- ۴۔ خاوند پسند نہ ہونے کی معقول وجہ ہو تو عورت کے مطالبہ پر نکاح توڑا جاسکتا ہے۔
- ۵۔ چھوٹی عمر میں نکاح ہو سکتا ہے۔
- ۶۔ نکاح کے ساتھ ہی رخصتی ضروری نہیں۔ (ابوالفردوس)



بَابُ إِعْلَانِ النِّكَاحِ وَالْخُطْبَةِ وَالشَّرْطِ

اعلان نکاح، خطبہ اور نکاح کی شرائط

اعلان نکاح کا مقصد ڈھول ڈھمکا بجلی کے قمتے، اخبارات میں اشتہارات اور مودی بنانا نہیں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اس خوشی کے موقع پر اخلاقی حدود کے اندر رہ کر مسرت اور شادمانی کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ اس میں یہ حکمت بھی پنہاں ہے کہ اعلان نکاح کے بعد دونوں فریق معاشرتی اخلاق کے دباؤ کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ سے زیادہ احساس کریں گے۔ اظہار نکاح سے غیر محرم نو جوان کے گھر میں آنے جانے سے ابتداء جو غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی اس کا پہلے دن سے ہی تذکرہ ہو جاتا ہے۔ شادی کے لیے کسی دن یا مہینے کو منحوس قرار دینا جائز نہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ربیع رضی اللہ عنہا بنت معوذ بن عفرہ بیان کرتی ہیں: جب میری رخصتی ہوئی تو نبی گرامی ﷺ آئے اور میرے بستر پر تشریف فرما ہوئے تو ہماری بچیوں نے دف بجانا شروع کی اور میرے شہداء بدر باپ دادا کے اوصاف بیان کرنا شروع کر دیے۔ پھر ایک لڑکی نے کہا ”ہم میں اللہ کا پیغمبر ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے۔“ آپ نے فرمایا یہ بات چھوڑ دو اور وہی کہو جو تم پہلے کہہ رہی تھیں۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت کی انصاری مرد کے ساتھ رخصتی ہوئی تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا! کیا تمہارے ساتھ دف بجانے والی نہیں؟ کیونکہ انصار دف بجانے کو پسند کرتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے مجھ سے سوال کیا اور میری رخصتی بھی سوال میں ہوئی۔ تو آنحضرت ﷺ کی کونسی بیوی مجھ سے زیادہ خوش نصیب تھی؟ (مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام شروط سے سب سے زیادہ پورا

عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَدَّ خَلَّ حَيْنَ بَنِي عَلِيٍّ فَجَلَسَ عَلِيٌّ فِرَاشِي كَمَا جَلَسَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جَوِيرِيَّاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالْأُفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ اِخْلُصْنِ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَيْدٍ. فَقَالَ دَعْنِي هَذِهِ وَقُولِي بِاللَّيْلِ كُنْتَ تَقُولِينَ. (رواه البخاری) 1-1327

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ رُفِّتْ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهُوَ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهُو. (رواه البخاری) 2-1328

وَعَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَوَالٍ وَبَنِي بَنِي فِي سَوَالٍ فَأَيُّ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَحْطَى عِنْدَهُ مِنِّي (رواه مسلم) 3-1329

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحَقُّ الشُّرُوطِ أَنْ تُؤْفُوا بِهِ مَا اسْتَحَلَلْتُمْ

کرنے کے لائق وہ شرائط ہیں جن کے سبب تم نے
شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

شادی کے موقع پر گھریلو بچیوں کا شرک و بدعت اور بے حیائی سے پاک اشعار گانا اور دف بجانا جائز ہے۔ تاہم اس بات کی ہرگز
اجازت نہیں کہ پیشہ ور لوگوں کو بلا کر موسیقی کی محفلیں جمائی جائیں۔ پیشہوروں سے مراد صرف وہ لوگ نہیں جو گلوکار اور فنکار شمار
ہوتے ہیں ان میں وہ لڑکیاں اور لڑکے بھی شامل ہیں جو سکولز اور کالجز میں آرٹ سیکھنے کے بہانے ایسی حرکات کرتے ہیں۔
شریعت کی طرف سے صرف گھریلو بچیوں کو اس کی اجازت ہے جو نہایت سادگی کے ساتھ اور شریفانہ انداز سے کچھ گاسکتی ہوں۔
یہ احتیاط اس لیے ضروری ہے کہ احادیث کی دوسری کتب میں آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن مقاصد کے لیے
مجھے مبعوث فرمایا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ میں موسیقی کے تمام آلات کو توڑ ڈالوں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلَى خُطْبَةِ أَخِيهِ حَتَّى
يَنْكِحَ أَوْ يَتْرُكَ (متفق علیہ) 5-1331

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ
نے ارشاد فرمایا! کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا
پیغام نہ بھیجے۔ یہاں تک کہ پہلا نکاح کرے یا منگنی ختم کر
دے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسْأَلُ
الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا
وَلَتَنْكِحَ فَإِنَّ لَهَا مَا قَدَّرَ لَهَا (متفق علیہ)
6-1332

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم
ﷺ نے ارشاد فرمایا! کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا
مطالبہ نہ کرے کہ اس طرح اس کے حصہ کا رزق بھی اسے مل
جائے بلکہ اس کی موجودگی میں نکاح کر لے۔ اسے تو وہی
ملے گا جو اس کی قسمت میں لکھا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ
الشَّغَارِ وَالشَّغَارِ أَنْ يُزَوَّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى
أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقُ
(متفق علیہ) . وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ لَا
شِغَارَ فِي الْإِسْلَامِ. 7-1333

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اکرم
ﷺ نے وٹہ سٹہ کے نکاح سے منع فرمایا۔ اور وہ یہ ہے کہ
کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ دوسرا شخص
بھی اس کو اپنی بیٹی کا نکاح دے گا اور دونوں نکاحوں میں حق
مہرنہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام میں شغار (وٹہ سٹہ کا نکاح) جائز نہیں ہے۔
عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے

مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَ عَنْ أَكْلِ لَحْمٍ
الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ . (متفق علیہ) 8-1334

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ۞ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَامَ أُوطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ
نَهَى عَنْهَا (رواه مسلم) 9-1335

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ لَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَخْتَصِمُ فَنَهَا نَا
عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا أَنْ نُسْتَمْتِعَ فَكَانَ
أَحَدُنَا يَنْكِحُ الْمَرْأَةَ بِالْفُؤْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ
عَبْدُ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ
مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ . (متفق علیہ) 10-1336

خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا
گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع ۞ بیان کرتے ہیں: رسول معظم
ﷺ نے جنگ اوطاس کے سال تین دن کے لیے نکاح متعہ کی
رخصت دی پھر اس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعود ۞ بیان کرتے ہیں: ہم رسول اکرم
ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے، ہمارے ساتھ ہماری
عورتیں نہیں ہوتی تھیں۔ ہم نے عرض کیا: کیا ہم خفی نہ ہو
جائیں؟ آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع کیا اور بعد ازاں
ہمیں متعہ کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ ہم میں سے بعض
لوگ معین وقت کے لیے کپڑا بطور مہر دے کر عورت سے
نکاح کرتے، پھر عبد اللہ بن مسعود ۞ نے یہ آیت تلاوت

فرمائی! ”اے مومنو! جو عمدہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ سمجھو“۔ (المائدة: ۵ - ۸۷) (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ شادی کے موقع پر ہلکے پھلکے شریفانہ انداز میں بچوں کے لیے گانا بجانا جائز ہے۔
- ۲۔ کوئی دن یا مہینہ منحوس نہیں ہوا کرتا۔
- ۳۔ متعہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔



بَابُ الْمُحَرَّمَاتِ

محرمات کے نکاح کا بیان

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ الَّتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرِّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَّائِكُمُ الَّتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ الَّتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا (النساء ۲۳:۲)

”حرام کردی گئیں ہیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں، اور تمہاری بہنیں، اور تمہاری پھوپھیاں، اور تمہاری خالائیں، اور تمہاری بھتیجیاں، اور تمہاری بھانجیاں، اور تمہاری (رضاعی) مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا، اور تمہاری رضاعی بہنیں، اور تمہاری بیویوں کی مائیں، اور تمہاری وہ بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں پرورش پا رہی ہیں ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے ان بیویوں سے صحبت نہ کی ہو تو تو ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں، اور (حرام کی گئیں) تمہارے ان بیٹیوں کی بیویاں جو تمہاری پشتوں سے ہیں، اور (یہ بھی حرام ہے) کہ جمع کرو تم دو بہنوں کو، مگر جو گزر چکا (سو وہ معاف ہے)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔“

دین اسلام نے گھریلو زندگی میں شرم و حیا، اتفاق اور یک جہتی کے قیام و دوام کے لئے مقدس رشتوں کی تقدیس کا تحفظ فرمایا ہے۔ نسب کے قریب ترین رشتوں کے ساتھ ساتھ رضاعت کے رشتوں کے احترام کا بھی تحفظ فرمایا تاکہ ایک ماں کی گود میں پرورش پانے والے ایک دوسرے کو بہن بھائی کے ناتے کی وجہ سے پاک نگاہوں کے ساتھ دیکھتے رہیں۔ پہلے رضاعی اور سوتیلے بہن بھائیوں کے رشتوں کا احترام نہ صرف ختم ہو چکا تھا بلکہ لوگ سوتیلی اور رضاعی ماں، بہن کو بیوی بنا لیا کرتے تھے۔ دین کی تعلیم سے ان رشتوں کی تقدیس بحال ہونے کے سبب عورت کو گھر کے آگن میں ان رشتوں کے ساتھ شرم و حیا میں رہ کر آزادی نصیب ہوئی کہ وہ اخلاقی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کے سامنے پردے کی پابندی سے آزاد ہو کر اپنا کام کاج کر سکے۔

ایک ہی وقت ایک مرد کے نکاح میں دو بہنوں کو اس لیے حرام قرار دیا تاکہ خاندان میں اکائی، باہمی محبت اور قریب ترین رشتوں کا احترام و مقام برقرار رہ سکے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ بیک وقت کسی کے نکاح میں اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول معظم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا . (متفق علیہ) 1-1337

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْرُمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَاةِ . (رواه البخاری)

2-1338

وَعَنْهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّي مِنَ الرِّضَاعَةِ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيَّ فَأَبَيْتُ أَنْ أَذِنَ لَهُ حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكَ فَأَذِنِي لَهُ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا أَرْضَعْتَنِي الْمَرْأَةَ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُ عَمُّكَ فَلْيَلِجْ عَلَيْكَ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا ضَرَبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ .

(متفق عليه) 3-1339

عَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةٌ ؓ فَإِنَّمَا أَجْمَلُ فَتَأَةً فِي قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ حَمْزَةَ أَخِي مِنَ الرِّضَاعَةِ وَأَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ ؟ . (رواه

مسلم) 4-1340

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تُحْرِمُ الرُّضْعَةَ أَوْ الرُّضْعَتَانِ . وَفِي رَوَايَةٍ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ لَا تُحْرِمُ الْمَصَّةَ وَالْمَصَّتَانِ وَفِي أُخْرَى لِأُمِّ الْفَضْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ لَا تُحْرِمُ الْإِمْلَاجَةَ وَالْإِمْلَاجَتَانِ (هذه روايات لمسلم) . 5-1341

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا

ﷺ نے ارشاد فرمایا جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ میرے رضاعی چچا نے میرے ہاں آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے نبی محترم ﷺ سے پوچھے بغیر اجازت نہ دینے کا کہہ دیا۔ جب رسول محترم تشریف لائے تو میں نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا! وہ آپ کے چچا ہیں ان کو اجازت دے دیں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے دودھ اس کی بھابی نے پلایا ہے اس کے بھائی نے نہیں۔ ارشاد ہوا کہ وہ تیرا چچا ہے تیرے پاس آ سکتا ہے۔ یہ واقعہ پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علی ؓ نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ آپ کو اپنے چچا حمزہ ؓ کی بیٹی سے شادی کر لینی چاہیے کیونکہ وہ قریش کی حسین ترین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا! آپ کو معلوم نہیں کہ حمزہ ؓ میرے رضاعی بھائی ہیں اور اللہ نے رضاعی رشتے نسبی رشتوں کی طرح حرام کر دیے ہیں۔ (مسلم)

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا! ایک یا دو مرتبہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (مسلم) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (مسلم) اور ام الفضل رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت میں ہے کہ ایک یا دو مرتبہ دودھ پلانا حرام نہیں کرتا۔ (یہ مسلم کی روایات ہیں)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ قرآن پاک میں

نازل ہوا تھا کہ دس مرتبہ پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے۔
بعد ازاں منسوخ کر کے پانچ مرتبہ پینے سے حرمت کا حکم
دیا گیا۔ نبی مکرم ﷺ کی وفات تک قرآن پاک میں اسی
کی تلاوت ہوتی رہی۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان فرماتی ہیں کہ نبی گرامی ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اس وقت میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ آپ کو اس کی موجودگی اچھی نہیں لگی۔ حضرت عائشہؓ نے وضاحتاً

عرض کیا کہ یہ میرا (رضاعی) بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے بھائیوں کو اچھی طرح پہچانتی ہو؟ رضاعت دودھ پینے کی مدت کے دوران ہوتی ہے۔ بھوک میں پیا جائے تو ثابت ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عقبہ بن حارث ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ابواہاب بن عزیز کی بیٹی سے شادی کی۔ ایک عورت نے آ کر کہا کہ میں نے عقبہ اور اس کی بیوی دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہ ؓ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ تم نے مجھے دودھ پلایا ہے نہ ہی تو نے مجھے بتایا۔ حضرت عقبہ ؓ نے ابی اہاب کے خاندان میں پیغام بھیج کر ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم کہ اس عورت نے ہماری بیٹی کو دودھ پلایا ہو۔ تب اس نے مدینہ طیبہ جا کر نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو رسول گرامی نے فرمایا تم کس طرح اس کو اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو

جبکہ بتا دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت عقبہؓ نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اس لڑکی نے کسی اور سے شادی کر لی۔ (بخاری)

فہم الحدیث

نبی اکرم ﷺ نے شک قوی ہونے کی وجہ سے رشتہ منقطع کروادیا، تاکہ میاں بیوی اور ان کی اولاد کے لیے یہ بات ہمیشہ کے لیے الزام اور طعنہ نہ بن جائے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ بَعَثَ جَيْشًا إِلَى أَوْطَاسٍ فَلَقُوا
عَدُوًّا فَقَاتَلُواهُمْ فَظَهَرُوا عَلَيْهِمْ وَأَصَابُوا لَهُمْ
سَبَايَا فَكَانَ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَخَرَّجُوا مِنْ غُشْيَانِهِمْ مِنْ أَجْلِ أَرْوَاجِهِمْ مِنْ
الْمُشْرِكِينَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي ذَلِكَ وَ
الْمُحْصَنَاتِ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
أَيُّ فَهِنَّ لَهُمْ حَلَالٌ إِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ .

(رواه مسلم) 9-1345

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حُرِّمَ مِنَ
النِّسْبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصَّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ
قَرَأَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ الْآيَةَ . (رواه

البخاری) 10-1346

موقع پر آپ ﷺ نے اوٹاس کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجا
جس کا دشمن سے آنا سامنا اور جنگ ہوئی۔ جب ان پر فتح
حاصل ہوئی تو عورتوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ نبی مکرم ﷺ کے
بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے نفسانی خواہشات کی
مکمل کو گناہ سمجھا کیونکہ ان کے مشرک خاوند موجود تھے۔ تو
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”وہ شادی شدہ عورتیں حرام
ہیں لیکن لونڈیاں نہیں“ (النساء ۴: ۲۴) مطلب یہ کہ ان
کے لیے وہ حلال ہیں جب وہ عدت پوری کر لیں۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نسب اور
سرال کی جانب سے سات سات رشتے حرام ہیں۔ پھر
انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”تم پہ تمہاری مائیں حرام کر
دی گئیں ہیں“۔ (النساء ۴: ۲۳) (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ رضاعی رشتے بھی نسب کے رشتوں کی طرح حرام ہیں۔
- ۲۔ ایک یا دو دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔
- ۳۔ رضاعت کم از کم پانچ دفعہ دودھ پینے کی عمر میں دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔
- ۴۔ درج ذیل رشتے نکاح کے لیے ہمیشہ حرام ہیں۔ (ماں اور اس سے اوپر کے رشتے، نانی، پڑنانی،
دادی، پڑدادی) بیٹی (اور نواسیاں) بہن اور بھانجیاں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں (بھتیجیوں اور بھانجیوں کی بیٹیاں)
رضاعی ماں، رضاعی بہنیں، خوش دامن (اور اس کی ماں، نانی، پڑنانی) سوتیلی ماں، سوتیلی بیٹی، بہو۔
- ۵۔ دو بہنیں یک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔



بَابُ الْمُبَاشَرَةِ

بیوی کے ساتھ صحبت کے مسائل

رسول محترم ﷺ شرم و حیا کے پیکر تھے۔ آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے بھی حیا کے منافی اور سطحی لفظ اپنی زبان سے کبھی نہیں نکالا۔ نبوت کے فرائض کی ذمہ داریاں ایسی تھیں کہ آپ کو بعض مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے واضح الفاظ استعمال کرنا پڑتے تھے جن کے بغیر چارہ کار نہ تھا۔ اگر آپ وضاحت نہ فرماتے تو دنیا کو جائز، ناجائز کا کیسے علم ہوتا۔ اس لیے جب آپ سے اس قسم کے مسائل کے بارے میں استفسار ہوتا تو آپ وضاحت فرماتے۔ مثلاً یہودیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر عورت سے پیچھے کی جانب سے صحبت کی جائے تو یہ ناجائز ہے اور بچہ بھی اس طرح ناقص پیدا ہوتا ہے اس کی وضاحت میں قرآن مجید کی مذکورہ آیت نازل ہوئی جس میں ازدواجی زندگی کو کھیتی کے ساتھ مماثلت دی گئی۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح ایک کاشت کار اپنی اور انسانیت کی بقا کے لیے موسم اور ضرورت کے مطابق بیج بوتا ہے۔ تاہم یہ خالق کی مرضی ہے کہ بیج کو اگنے کی اجازت دے یا زمین کے اندر ہی ختم کر دے۔ انسانی نسل کی بقا اور اس کی اصلاح کی خاطر میاں بیوی کو بھی اس نظریہ کے مطابق زندگی گزارنا چاہیے۔ مخصوص ازدواجی عمل کے لیے کسی وقت اور طریقہ کی پابندی نہیں البتہ بیوی کی قبل کی بجائے ذہن سے مباشرت کرنا حرام ہی نہیں بلکہ بدترین گناہ ہے۔ (یہاں آمنے سامنے کی بجائے پشت کے بل لیٹ کر مباشرت کرنا مراد ہے)

ایک سوال کے جواب میں آپ ﷺ نے عزل کی اجازت دی ہے۔ عزل کے معنی ہے صحبت کے وقت انزال سے پہلے الگ ہو جانا۔ اگر عورت کی صحت اور بچے کے دودھ پینے کی مدت کے خیال کے پیش نظر یہ کام کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس اجازت کے باوجود آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کا دنیا میں آنا لکھ دیا ہے اس کا آنا کوئی نہیں روک سکتا۔ رزق کی کمی اور معیشت کی تنگی کے نقطہ نگاہ سے یہ کام کیا جائے تو بہت بڑا جرم ہوگا اور عملاً اللہ تعالیٰ کی رزاقی کا انکار ہوگا۔ اور خصوصاً بچے میں جان پڑنے کے بعد حمل گروایا جائے تو یہ قتل کے مترادف ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً (بنی اسرائیل: ۱۷-۳۱)
 ”اور اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے قتل نہ کرو۔ انہیں بھی اور تمہیں بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ بلاشبہ اولاد کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔“ (بنی اسرائیل: ۱۷-۳۱)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: یہودی کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے پشت کی جانب سے ہم بستری کی اس کا بچہ بھیگا پیدا ہوگا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ ”تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتی میں جیسے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ الْيَهُودُ تَقُولُ إِذَا آتَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَانْزَلَتْ ”نِسَاؤُكُمْ حَرْثُكُمْ فَاتُوا حَرْثَكُمْ أَلَى سِتْمِ“ (متفق علیہ) 1-1347

چاہو آؤ۔“ (البقرة ۲: ۲۲۳) (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ قرآن پاک کے نزول کے دنوں میں ہم عزل کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جانتے ہوئے بھی ہمیں روکا نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی یہ روایت کرتے ہیں: ایک شخص رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری لونڈی ہماری خادمہ ہے اور میں اس سے مباشرت کرتا ہوں اور یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ حاملہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے تو عزل کر لے لیکن جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ ضرور ہوگا۔ کچھ عرصہ بعد وہی شخص آیا اور بتایا کہ لونڈی حاملہ ہو گئی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا کہ جو تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: غزوہ بنی مصطلق میں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے کچھ عرب قیدی ہمارے ہاتھ لگے۔ ہم نے عورتوں سے مباشرت کرنا چاہی۔ اور ان سے دور رہنا ہمارے لیے مشکل ہو گیا۔ اور ہم نے عز ل کو پسند کیا۔ ہم نے سوچا نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کیسے عزل کریں؟ ہم کیوں نہ آپ سے پوچھ لیں۔ چنانچہ ہم نے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کیا ہے۔ عزل نہ کرو اس لیے کہ جو روح قیامت تک وجود میں آنے والی ہے وہ آکر رہے گی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا منی سے ہر وقت بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ (متفق عليه) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَبْلَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ يَنْهَنَا. 2-1348

وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنَّ لِي جَارِيَةً هِيَ خَادِمَتُنَا وَ أَنَا أَطْوِفُ عَلَيْهَا وَ أَكْرَهُ أَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ اغْزِلْ عَنْهَا إِنَّ شَيْئًا فَإِنَّهُ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ إِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبَلَتْ فَقَالَ قَدْ أَخْبَرْتُكَ أَنَّ سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا (رواه مسلم). 3-1349

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبِيًّا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ وَ اشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَ أَحْبَبْنَا الْعُزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ وَ قُلْنَا نَعْزِلُ وَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا؟ مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ (متفق عليه). 4-1350

وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْعُزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُونُ الْوَلَدُ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ (رواه مسلم). 5-1351

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنِّي أَعْزَلُ عَنْ أَمْرَائِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِمَ تَفْعَلُ ذَلِكَ؟ فَقَالَ الرَّجُلُ أَشْفِقُ عَلَى وَلَدِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كَانَ ذَلِكَ ضَارًّا ضَرًّا فَارِسَ وَالرُّومَ. (رواہ مسلم) 6-1352

عَنْ جَدَامَةَ بِنْتِ وَهَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ حَضَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي أَنَاسٍ وَهُوَ يَقُولُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَنْهِيَ عَنِ الْغَيْلَةِ فَنَظَرْتُ فِي الرُّومِ وَفَارِسَ فَإِذَا هُمْ يَغِيلُونَ أَوْلَادَهُمْ فَلَا يَضُرُّ أَوْلَادَهُمْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَلِكَ الْوَادُ الْخَفِيُّ وَهِيَ "وَإِذَا الْمَوْئِدَةُ سُئِلَتْ". (رواہ مسلم) 7-1353

فرمایا: یہ تو زندہ دفن کرنے کے برابر ہے اور اس آیت میں بھی ذکر ہے۔ "اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا" (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ أَعْظَمَ الْأَمَانَةِ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَفِي رَوَايَةٍ إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ الرَّجُلُ يُفْضِي إِلَى أَمْرَائِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا. (رواہ مسلم) 8-1354

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔ نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کس لیے عزل کرتا ہے؟ تو اس نے کہا بچے کے ڈر سے (جو دودھ پی رہا ہے)۔ تو آپ نے فرمایا اگر اس میں نقصان ہوتا تو یہ فارس اور روم کے لوگوں کو بھی نقصان پہنچاتا۔ (مسلم)

حضرت جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کچھ لوگوں کی موجودگی میں میں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور آپ فرما رہے تھے کہ میں نے ارادہ کیا کہ دودھ پلانے کے دوران عورت سے جماع کرنا منع کر دوں پھر میں نے روم اور فارس کے لوگوں کو دیکھا (معلوم ہوا) کہ وہ دودھ پلانے کے دوران عورتوں سے جماع کرتے ہیں اس سے ان کو کچھ نقصان نہیں ہوتا (تو میں نے منع نہ کیا) لوگوں نے پوچھا عزل کے بارے کیا حکم ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے برا وہ شخص ہوگا کہ جب وہ اپنی عورت سے مباشرت کرے تو اس کی راز کی باتوں کو پھیلائے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ عزل کرنا جائز ہے۔ ۲۔ بچے کے دودھ پینے کے دوران مباشرت سے بچا جائے تو بہتر ہے ۳۔ میاں بیوی کا خلوت کی باتیں دوسروں بیان کرنا ذلیل ترین حرکت ہے۔



بَابُ خِيَارِ الْمَمْلُوكِينَ

غلام اور لونڈی کو اختیار دینا

اسلام انسانوں کو فکری اور جسمانی غلامی سے نجات دلانے کے لیے آیا ہے۔ کیونکہ اسلام مظلوموں کو آزادی دلوانے کی حمایت کرتا ہے۔ اور مظلوموں لیکن لوگوں کے طبائع، سیاسی اور جغرافیائی حالات کے پیش نظر دین نے مجبوری کی حالت میں غلامی کی کچھ صورتوں کو کڑی شرائط کے ساتھ برقرار رکھا ہے۔ اس کے لیے کہ غریب الوطن لوگوں کو سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ علام الغیوب کو معلوم ہے کہ طاقتور لوگ ہمیشہ کمزور لوگوں پر غلبہ پانے کی کوشش کریں گے پھر ایسے بے شمار لوگ ہوں گے جن کو کسی مضبوط سہارے کی ضرورت ہوگی۔ ان حقائق کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے غلاموں کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایسے اصول وضع فرمائے جن سے ایک غلام شخص اپنے بنیادی حقوق سے محروم نہ ہونے پائے ایسے غلامی کے طوق کو سونے کی زنجیر سمجھ کر پہن سکے۔ کیونکہ حالات کی مجبوری کے پیش نظر اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عروہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے اسے بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیں۔ اس کا خاوند غلام تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو اختیار دیا تو اس نے اپنا نکاح ختم کر دیا۔ لیکن اگر اس کا خاوند آزاد ہوتا تو آپ اس کو اختیار نہ دیتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند سیاہ رنگ کا غلام تھا۔ اسے مغیث کہا جاتا تھا۔ گویا کہ میں اب بھی وہ منظر دیکھ رہا ہوں جب وہ مدینہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے پیچھے چلا کرتا اور روتے ہوئے اس کے آنسو اس کی داڑھی پر بہہ رہے ہوتے تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے عباس! تجھے مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر تعجب نہیں ہو رہا۔ نبی محترم ﷺ نے بریرہ سے فرمایا ہو تو اس سے رجوع کر لے۔ بریرہ رضی اللہ عنہا نے

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهَا فِي بَرِيرَةَ خُذِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَكَانَ زَوْجُهَا عَبْدًا فَخَيَّرَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَلَوْ كَانَ حُرًّا لَمْ يُخَيِّرْهَا. (متفق عليه) 1-1355

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا فِي سَكِّ الْمَدِينَةِ يَبْكِي وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْعَبَّاسِ يَا عَبَّاسُ أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ رَأَيْتَ جَعْتِيهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَأْمُرُنِي؟ قَالَ إِنَّمَا أَشْفَعُ قَالَتْ لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ. (رواه البخاری) 2-1356

کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ مجھے حکم دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں صرف سفارش کر رہا ہوں۔ اس نے

کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ نبی محترم ﷺ اپنا مشورہ دوسرے پر مسلط نہیں فرماتے تھے۔
- ۲۔ بیوی کو خاوند ناپسند ہو تو وہ خلع کر سکتی ہے۔
- ۳۔ خاوند طلاق نہ دے تو برادری یا عدالت کے ذریعے چھٹکارا پانا عورت کا حق ہے۔
- ۴۔ خلع کی صورت میں اگر خاوند حق مہر نہ دے تو عورت کو حق مہر چھوڑنا پڑے گا۔
- ۵۔ اسلام نے حالات کے مدد و جزر کے پیش نظر غلامی کی کچھ شکلیں باقی رکھی ہیں۔



بَابُ الصَّدَاقِ

حق مہر کا بیان

وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَهُمْ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَ بِهِتَانًا وَالثَّمَانِيَةَ وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ وَأَخَذْنِ مِنْكُمْ مِثْلًا قَالِ غُلَيْظًا (نساء ۴: ۲۱۰)

”اور اگر تم ارادہ کر لو کہ ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ بدلوا اور دے چکے ہو تم اسے بہت سا مال تو اس مال سے کچھ بھی نہ لو۔ کیا تم اپنا مال بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے لینا چاہتے ہو۔ اور تم مال کو کیوں لیتے ہو حالانکہ تم (میاں بیوی) تنہائی میں ایک دوسرے سے مل جل چکے ہو۔ اور وہ عورتیں تم سے پختہ وعدہ لے چکی ہیں۔“

حق مہر فریقین کی مرضی اور مالی استعداد کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس لیے قرآن وحدیث میں اس کی متعین مقدار مقرر نہیں کی گئی۔ مہر صرف عورت کا شرعی اور اخلاقی حق ہے۔ جو طے شدہ معاہدے کے مطابق فوری طور پر ادا کر دینا چاہیے۔ یہ بیوی کے لئے خاوند کی طرف سے ایک شرعی تحفہ اور مالی حوصلہ افزائی ہے۔ اور اس سے خاوند میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ بیوی میں احساس اطاعت اور خود سپردگی کا جذبہ بار آور ہوتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اپنے آپ کو آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں! وہ کافی دیر کھڑی رہی۔ تب ایک صحابی کھڑا ہوا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیں۔ آپ نے اس سے پوچھا: تیرے پاس اس کو حق مہر دینے کے لیے کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس تو میری یہ چادر ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تلاش کرو، چاہے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو۔ کوشش کے باوجود اسے کچھ نہ مل سکا۔ تو نبی گرامی ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا جی

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ فَقَامَتْ طَوِيلًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ فِيهَا سَاجَةٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصَدِّقُهَا قَالَ مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هَذَا قَالَ فَالْتِمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ فَالْتِمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُورَةٌ كَذَا وَسُورَةٌ كَذَا فَقَالَ قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ انْطَلِقْ فَقَدِّرْ وَجُتُّهَا فَعَلِمَهَا
مِنْ الْقُرْآنِ. (متفق علیہ) 1-1357

دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ! میں نے اس کے بدلے تیرا نکاح کر دیا ہے۔ اپنی بیوی کو یہ سورتیں یاد کروا دینا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمْ كَانَ صَدَاقُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ لَا زَوْجَهُ ثِنْتَى عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشٌ قَالَتْ أَتَدْرِي مَا النَّشُ؟ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَعِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ.
(رواہ مسلم) 2-1358

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کہ رسول اللہ کتنا حق مہر دیا کرتے تھے۔ نے فرمایا: آپ کی بیویوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیا تو نش کے بارے میں جانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا وہ نصف اوقیہ ہے۔ اس حساب سے کل پانچ سو درہم ہوئے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ حق مہر طے شدہ شرائط کے مطابق ضروری طور پر ادا کرنا چاہیے۔
- ۲۔ حق مہر فریقین کی باہمی رضامندی اور مالی استعداد کے مطابق ہونا چاہیے۔
- ۳۔ شریعت نے حق مہر کی رقم متعین نہیں کی۔
- ۴۔ مہر صرف عورت کا حق ہے۔
- ۵۔ کچھ نہ ہونے کی صورت میں عورت کی تعلیم کا اہتمام کرنا بھی حق مہر ہو سکتا ہے۔



بَابُ الْوَلِيْمَةِ

ولیمہ

شریعت میں شادی کے موقع پر بارات کا کوئی شرعی تصور نہیں، تاہم اس کو حرام و حلال کے حوالے سے بیان کرنے کا جواز نہیں ملتا۔ کیونکہ نکاح کے موقع پر دولہا اور اس کے اعزاء و اقرباء کا لڑکی کے گھر آنا گزیر عمل ہے۔ اور ان کی مہمان نوازی کرنا دینی و اخلاقی تقاضا ہے۔ بارات ایک معاشرتی رسم ہے اگر اس میں بلاوجہ مبالغہ نہ کیا جائے تو ہمارے معاشرے میں اس کے کئی فوائد بھی پائے جاتے ہیں۔ بارات کے حوالے سے برادری میں کئی اختلافات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اس خوشی کے موقع پر تحائف کی شکل میں باہمی تعاون کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ عرب معاشرے میں عدم بارات کا استدلال کر کے اس کو حرام ٹھہرانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ البتہ شادی کے وقت دولہا کا دعوت کرنا آپ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ اس کھانے کو حدیث کی اصطلاح میں دعوت ولیمہ کہا گیا ہے۔ اس میں کسی قسم کا تکلف نہیں ہونا چاہیے۔ حسب استعداد اعزاء و اقربا کو خورد و نوش کے لیے کچھ پیش کیا جائے تاہم محلے کے غریب لوگوں کو اس دعوت میں شریک نہ کرنا بری بات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس بے اعتنائی کو نہایت ہی ناپسند فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ وہ بدترین دعوت ولیمہ وہ ہے جس میں غربا کو کھانے سے محروم رکھا جائے۔ اگر کسی کو دعوت ولیمہ میں شرکت کی دعوت دی جائے تو اسے ضرور شرکت کرنی چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زرد رنگ کا نشان دیکھا۔ آپ نے پوچھا یہ رنگ کیسا ہے؟ ابن عوف نے کہا میں نے گٹھلی سونے کے عوض ایک عورت سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا، اللہ تیرے لئے بابرکت بنائے۔ ولیمہ کرو چاہے ایک بکری کا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَنْجًا صُفْرَةً فَقَالَ مَا هَذَا؟ قَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلَمَ! وَلَوْ بِشَاةٍ. (متفق عليه) 1-1359

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے جس طرح کا ولیمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا کیا تھا اس طرح کا کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ولیمہ کیا ایک بکری کے ساتھ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ مَا أَوْلَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبٍ أَوْلَمَ بِشَاةٍ. (متفق عليه) 2-1360

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تو آپ ﷺ نے اس موقع پر ولیمہ کیا کہ لوگوں کو گوشت اور روٹی سیر کر کے

وَعَنْهُ قَالَ أَوْلَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ بَنِي بِزَيْنَبٍ بَنَتْ جَحْشٍ فَأَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا. (رواه البخاری) 3-1361

کھلائی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا اور اس کا آزاد کرنا ہی اس کا حق مہر مقرر کیا۔ اور اس کے ولیمہ میں حلہ تیار کروایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر میں تین راتیں گزاریں اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کا نکاح ہوا تھا۔ میں نے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی۔ دعوت میں آپ کے حکم سے چمڑے کے دسترخوان بچھائے گئے۔ گوشت روٹی کے بجائے اس پر کھجور، پنیر اور کھی رکھ دیا گیا۔ (بخاری)

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ دومد جو (تقریباً ایک کلو گرام) سے کیا۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے اس میں شریک ہونا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ دعوت قبول کرے خواہ شادی کی دعوت ہو یا کوئی اور ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ قبول کرے۔ چاہے تو کھالے اگر حاجت نہ ہو تو چھوڑ دے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: سب سے برا کھانا وہ ولیمہ ہے جس میں امیروں کو

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَغْتَقَ صَفِيَّةً وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عَتَقَهَا صَدَاقَهَا وَ أَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ. (متفق عليه) 4-1362

وَعَنْهُ قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةٍ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَبَسِطْتُ فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ (رواه البخاری) 5-1363

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيَّ بَعْضَ نِسَائِهِ بِمُدَيْنٍ مِنْ شَعِيرٍ (رواه البخاری) 6-1364

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيمَةِ فَلْيَأْتِهَا (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ أَوْ نَحْوَهُ. 7-1365

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَإِنْ شَاءَ طَعِمَ وَ إِنْ شَاءَ تَرَكَ. (رواه مسلم) 8-1366

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَ

بلا یا جائے اور مساکین کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جس نے دعوت کا انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص کی کنیت ابو شعیب تھی۔ اس کا ایک قصاب غلام تھا۔ اس نے اس سے کہا: پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرو تا کہ میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دوں۔ آپ پانچویں ہوں گے۔ اس نے مختصر سا کھانا تیار کیا۔ ابو شعیب نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ آپ کے ساتھ ایک شخص اور بھی چل پڑا۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو شعیب! یہ شخص ہمارے ساتھ آگیا، اگر آپ چاہیں تو

يُتْرَكَ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ. (متفق علیہ) 9-1367

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْإِنْصَارِيِّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْإِنْصَارِيِّ كُنِيَ أَبَا شُعَيْبٍ كَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةَ لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طَعِيمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا شُعَيْبٍ إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذْنُتْ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ لَا بَلْ أَذْنُتْ لَهُ. (متفق علیہ) 10-1368

اسے اجازت دے دیں اور اگر چاہیں تو واپس کر دیں۔ اس نے کہا میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ دعوت ولیمہ سنت ہے۔ اور قبول کرنا واجب ہے۔
- ۲۔ بن بلائے کسی کی دعوت میں شرکت کرنا جائز نہیں۔
- ۳۔ شادی کے موقع پر برکت کی دعا دینا سنت ہے۔
- ۴۔ دعوت ولیمہ میں غریب امیر کا امتیاز نہیں کرنا چاہیے۔
- ۵۔ دعوت ولیمہ اپنی حیثیت سے کرنا سنت ہے۔



بَابُ الْقِسْمِ

بیویوں سے شب باشی میں باری مقرر کرنا

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِثْلَىٰ وَلَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تُقْسِطُونَ لَأَخَذْتُمُ الْعَذَابَ أَلِيمًا (النساء ۴: ۳)

”اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم بچوں کے معاملہ میں انصاف نہیں کرو سکو گے تو نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے، دو دو تین تین اور چار چار۔ اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک سے ہی نکاح کرو یا کنیزیں جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ۔ یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ۔“ (النساء ۴: ۳)

قرآن مجید کے فرمان اور آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ ایک سے زائد بیویاں ہونے کی صورت میں ان کے درمیان نہ صرف خورد و نوش بلکہ خلوت کے حوالے سے بھی عدل و انصاف ہونا چاہیے۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ اگر کسی کے پاس اتنے وسائل نہ ہوں یا وہ جسمانی لحاظ سے اس قابل نہ ہو کہ ازدواجی زندگی کے حقوق پورے کر سکے تو اسے ایک سے زائد نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں بھی اس بات کا خیال رکھنے کا حکم ہے کہ جب پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسرا نکاح کیا جائے تو ان کے درمیان وظیفہ مباشرت میں بھی انصاف کیا جائے اور ان کے حقوق میں مساوات کا خیال رکھا جائے۔

پہلی فصل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے آٹھ کی باری مقرر کی ہوئی تھی۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اپنا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے کر دیا ہے۔ رسول محترم ﷺ عائشہ کے ہاں سودہ کی باری کا دن بھی گزرا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مرض الموت کے ایام میں رسول محترم ﷺ پوچھتے تھے میں کل کس بیوی

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَضَ عَنْ نِسْعِ نِسْوَةٍ وَكَانَ يَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ (متفق علیہ) 1-1369

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبُرَتْ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ جَعَلْتَ يَوْمِي مِنْكَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَوْمَئِذٍ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ. (متفق علیہ) 2-1370

وَعَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَيَّنَ أَنَا غَدًا أَيَّنَ أَنَا غَدًا

يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَذِنَ لَهُ
أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا
(رواه البخاری) 3-1371

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ
سَفَرَ أَفْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيُّتَهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا
خَرَجَ بِهَا مَعَهُ. (متفق عليه) 4-1372

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ أَنَسٍ
قَالَ مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبُكَرَ عَلَى
الْفَيْبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَإِذَا تَزَوَّجَ
الْفَيْبِ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ
وَلَوْ هِشْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنْسَارَ فَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ
ﷺ. (متفق عليه) 5-1373

نے اس روایت کو نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)
عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ﷺ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ حِينَ تَزَوَّجَ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا وَاصْبَحَتْ عِنْدَهَا قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكَ
عَلَى أَهْلِكَ هَوَانٌ إِنْ هِشْتَ سَبْعَتْ عِنْدَكَ
وَسَبْعَتْ عِنْدَهُنَّ وَإِنْ هِشْتَ ثَلَاثَتْ عِنْدَكَ
وَذُرْتُ قَالَتْ ثَلَاثٌ وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ لَهَا
لِلْبُكَرِ سَبْعٌ وَلِلْفَيْبِ ثَلَاثٌ. (رواه مسلم) 6-1374

کے ہاں رہوں گا؟ آپ کا مقصد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کا دن تھا۔ آپ کی بیویوں نے آپ کو اجازت دے دی کہ
آپ جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں۔ تب آپ نے وفات تک
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قیام فرمایا۔ (بخاری)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی محترم
ﷺ سفر پر جانا چاہتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ
اندازی کرتے۔ ان میں سے جس کا قرعہ نکلتا آپ اسے
اپنے ساتھ لے جاتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قلابہ بیان کرتے ہیں: کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے
بیان کیا: سنت یہ ہے کہ جب آدمی پہلی بیوی کے ہوتے
ہوئے کنواری لڑکی سے نکاح کرے تو اس کے ہاں سات
راتیں گزارے پھر باری مقرر کرے۔ اور جب بیوہ سے
نکاح کرے تو اس کے ہاں تین راتیں بسر کرے اس کے
بعد باری مقرر کرے۔ ابو قلابہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب
رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور
وہ آپ کے ہاں آئیں تو آپ نے فرمایا: تو اپنے اہل خانہ
کے ہاں حقیر تر نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو میں سات راتیں
تیرے پاس گزارتا ہوں اور سات راتیں دوسری بیویوں کے
پاس؟ اور اگر تو چاہے تو میں تین راتیں گزاروں پھر باری
کے مطابق رہوں؟ انہوں نے آپ کو تین راتیں گزارنے
کے لیے عرض کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے

اس سے فرمایا: کنواری کے لیے سات اور شوہر آشنا کے لیے تین راتیں ہیں۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عَطَاءٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ خَضِرُ نَامَعَ ابْنُ عَبَّاسٍ ۖ جَنَازَةً مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِسَرَفٍ فَقَالَ هَلِ ذِهِ زَوْجَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعِّزُوهَا وَلَا تُزَلِّزُوهَا وَارْفُقُوا بِهَا فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَسْعُ نِسْوَةٌ كَانَ يُقْسِمُ مِنْهُنَّ لِعَمَانٍ وَلَا يُقْسِمُ لِوَاحِدٍ قَالَ عَطَاءٌ : أَلَيْتَى كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُقْسِمُ لَهَا بَلَّغْنَا أَنَّهَا صَفِيَّةٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَكَانَتْ أَخْرَجَتْهُنَّ مَوْتًا مَاتَتْ بِالْمَدِينَةِ (متفق عليه). 7-1375

تیسری فصل

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں : ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ سرف مقام پر حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا : یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ جب تم ان کے جنازہ کو اٹھاؤ تو جلدی نہ کرنا اور نہ جھٹکے لگنے دینا۔ آرام کے ساتھ لے جانا کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی نوبیویاں تمہیں اور آپ نے آٹھ کی باری مقرر کی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں کی تھی۔ عطاء کہتے ہیں : ہمیں معلوم ہوا کہ جس بیوی کی باری مقرر نہیں تھی وہ صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں اور وہ سب سے آخر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس بارے میں عطاء رحمۃ اللہ علیہ کو سہو ہو گیا ہے۔ اس لیے کہ اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دینے والی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھی۔ جیسا کہ اگلی روایت میں وضاحت موجود ہے۔

وَقَالَ رَزِينُ قَالَ غَيْرُ عَطَاءٍ هِيَ سَوْدَةُ وَهُوَ أَصَحُّ وَهَبْتُ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حِينَ أَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَلَاقَهَا فَقَالَتْ لَهْ أَمْسِكْنِي قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِي لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَعَلِّي أَنْ أَكُونُ مِنْ نِسَائِكَ فِي الْجَنَّةِ 8-1376

رزین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ عطاء کے علاوہ دوسرے کہتے ہیں کہ وہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں اور یہی صحیح ہے۔ جب نبی محترم ﷺ نے ان کو طلاق دینا چاہی تو انہوں نے اپنا دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا تھا اور آپ سے عرض کیا کہ مجھے اپنے ہاں رہنے دیں میں اپنا دن عائشہ کو ہبہ کر چکی ہوں تاکہ میں جنت میں بھی آپ کی بیویوں میں شریک ہو سکوں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ وفات کے وقت آپ ﷺ کی نوبیویاں زندہ تھیں۔
- ۲۔ ابتداء نئی کنواری بیوی کے لیے سات دن اور بیوہ کے لیے تین دن وقف کرنا سنت ہے۔
- ۳۔ سفر کے لیے بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالنا چاہیے۔
- ۴۔ اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عطا کرنے والی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں۔
- ۵۔ جنازے کو آرام کے ساتھ لے جانا چاہیے۔

بَابُ عَشْرَةِ النِّسَاءِ وَمَا لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ الْحُقُوقِ

بیویوں کے ساتھ رہن سہن اور ہر ایک کے حقوق

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے دنیا کے کمزور طبقات ہر طرف سے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ بالخصوص جہاز کی سرزمین پر عورتوں اور غلاموں کو اس قدر جوڑا و استبداد کا نشانہ بنایا جاتا اور یہ مظالم اس طرح سوسائٹی کے مزاج کا حصہ بن گئے کہ کوئی ایک دوسرے کا ہاتھ روکنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ عورتوں اور غلاموں پر اس قدر وحشیانہ ظلم کیے جاتے تھے کہ یہ واقعات پڑھ کر آج بھی جگر پاش پاش ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے کمزور طبقات کے حقوق کی تحریک اس انداز سے برپا فرمائی کہ جس سے طبقاتی اور انتقامی کشمکش ابھرنے کی بجائے معاشرہ اعتدال کی راہوں پر اس طرح گامزن ہوا کہ ظالم ظلم کرنے کی بجائے مظلوموں کے حقوق کے محافظ بن گئے۔ بیوی کے بارے میں خاوندوں کا رویہ اتنا تحقیر اور توہین آمیز تھا کہ یہودی مذہب میں خاوند کو یہ اختیارات حاصل ہو چکے تھے کہ وہ جب چاہے بلاوجہ عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکال باہر پھینکے۔ خاوند کو اختیار حاصل تھا کہ وہ عورت کو قتل کر سکے۔ عیسائی مذہب میں عورت کو سانپ اور بچھو کے ساتھ تشبیہ دے کر اس سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ ہندو مذہب جس کو سب سے قدیم ہونے کا دعویٰ ہے اس میں عورت کو اس قدر ذلت کا نشان بنا دیا گیا کہ عورت اپنے خاوند کے مرنے کے بعد نہ صرف اپنے گھر کی جائیداد سے محروم ہوتی بلکہ اسے خاوند کی میت کے ساتھ ہی زندہ جلادیا جاتا۔ یہ تو آپ ﷺ کی تشریف آوری کا معجزہ اور دین رحمت کا فیض ہے کہ عورت کو اس قدر ومنزلت کے ساتھ نوازا گیا کہ جو کل تک ایک دمڑی کا اختیار نہیں رکھتی تھی اسلام نے اسے بیک وقت باپ اور خاوند کی جائیداد میں ایک متعین حصہ کا مالک بنا دیا۔

میاں بیوی ایک دوسرے کے جیون ساتھی ہیں، مرد مالی اور سماجی معاملات کا حکمران، جبکہ بیوی گھر کی ملکہ ہے۔ ان کے درمیان جس قدر ہم آہنگی، باہمی اعتماد اور تعلقات خوشگوار ہوں گے، اسی قدر اولاد پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اگر ماں باپ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں تو اولاد پر منفی اثرات مرتب ہونے کے ساتھ گھر میں مایوسی اور کشیدگی کا ماحول رہے گا۔ اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہ اولاد میں بے اعتمادی پیدا ہوگی اور بچے دو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ بسا اوقات گھر کا ماحول اس قدر غارت ہو جاتا ہے کہ بچوں کی شادی کا بھی فیصلہ نہیں ہو پاتا۔ اولاد خاندان میں رسوائی محسوس کرتی ہے۔ بیٹیاں اپنے گھروں میں چلی جائیں تو ان کے لیے ماں باپ کا ماحول ایک طعنہ بن جاتا ہے۔ ماحول کو خوش گو اور رکھنے کے لیے رسول ﷺ نے عورت کہ جب کسی مرد کو ایسی بیوی کے ساتھ واسطہ پڑے تو وہ اسے بات، بات پر ٹوکنے اور ہر حکم منوانے کی کوشش نہ کرے کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ اس جبلت کی عورت ٹوٹ تو سکتی ہے لیکن اس کے سدھرنے کی کوئی صورت نہیں نکل سکتی لہذا ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا ماحول پیدا کر کے زندگی گزارنی چاہیے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح یا اس میں سے نیک اور فرماں بردار اولاد پیدا فرمادے۔

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْتَوْضُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَأَنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبَتْ تُقِيمُهُ كَسْرَتُهُ وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْضُوا بِالنِّسَاءِ. (متفق عليه) 1-1377

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِيمَ لَكَ عَلَى طَرِيقَةٍ فَإِنْ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَإِنْ ذَهَبَتْ تُقِيمُهَا كَسْرَتُهَا وَكَسْرُهَا طَلَاُهَا. (مسلم) 2-1378

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بھلائی کا خیال رکھو۔ کیونکہ وہ ٹیڑھی پہلی سے پیدا کی گئی ہیں۔ اور سب سے ٹیڑھی پہلی اوپر والی ہوتی ہے۔ اگر تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو اسے توڑ بیٹھے گا۔ اور اگر اس کو چھوڑ دے گا تو ٹیڑھا پن باقی رہے گا۔ اس لیے تم عورتوں کو اچھی نصیحت کیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عورت پہلی سے پیدا کی گئی ہے۔ وہ تمہارے حسبِ منشا ایک ہی طریقے سے نہیں رہتی، آپ اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو اس کے ٹیڑھے پن کے ساتھ ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر تم اس کے ٹیڑھے پن کو ٹھیک کرنا

چاہو گے تو اسے توڑ بیٹھو گے۔ اور اس کا توڑنا اس کو طلاق دینا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول اللہ ﷺ نے عورت کی فطرت بیان کرتے ہوئے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے۔ کہ یہ ٹیڑھی ہڈی سے پیدا کی گئی ہے۔ کئی عورتوں میں اس ٹیڑھے پن کے اثرات ان کی طبیعت پر غالب رہتے ہیں جس کی وجہ سے وہ چھوٹی چھوٹی بات پر ضد کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ اور اپنی ضد سے گھر کا ماحول خراب کر دیتی ہیں۔ بسا اوقات لڑائی جھگڑے سے بڑھ کر طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح اولاد پر منفی اثرات مرتب ہونے کے ساتھ آدمی کے وقار کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسی صورت میں آدمی کو ہدایت فرمائی کہ اسے اس ٹیڑھی ہڈی کو سیدھا کرنے کی بجائے افہام و تفہیم سے کام لینا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: مومن (خاوند)، مومنہ (بیوی) سے نفرت نہ رکھے۔ اگر وہ اس کی کسی عادت کو ناپسند کرتا ہے تو کوئی دوسری اسے پسند بھی ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَفْرَكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ. (مسلم) 3-1379

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی باسی نہ ہوتا

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ لَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْ لَا حَوَاءُ لَمْ

تَخُنْ أَنْثَى زَوْجَهَا الذَّهْرَ. (متفق علیہ)

4-1380

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ

وَفِي رِوَايَةٍ يَغْمِذُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا فِي آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضِحِكِهِمْ مِنَ الضَّرِطَّةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ. (متفق علیہ) 5-1381

نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: تم ایسے فعل پر کیوں ہنستے ہو جو تم خود بھی کرتے ہو۔ (بخاری و مسلم)

اور اگر چہ انہ ہوتیں تو کوئی بھی عورت اپنے خاوند کی کبھی نافرمانی نہ کرتی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص اپنی عورت کو غلاموں کی طرح کوڑے نہ مارے پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے مجامعت کرے۔ دوسری روایت میں ہے تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارے ہو سکتا ہے کہ اسے دن کے آخر میں اس سے مجامعت کرنی پڑے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ”گوز“ کی وجہ سے ہنسنے پر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں گڑیوں کے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم آتے تو وہ شرم سے چھپ جاتیں۔ آپ ان کو میرے پاس بھیج دیتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں اللہ کی قسم! میں نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے اور حبشی لوگ مسجد میں نیزوں سے کھیل رہے تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی چادر سے ڈھانپ رکھا تھا تاکہ میں آپ کے کان اور کندھے کے درمیان سے کھیل دیکھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری وجہ سے کھڑے رہے یہاں تک کہ میں سیر ہو گئی۔ ذرا اندازہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَكَانَ لِي صَوَاجِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا دَخَلَ يَنْقِمُ مِنْهُ فَيَسْرِبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيَ. (متفق علیہ) 6-1382

وَعَنْهَا قَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُومُ عَلَى بَابِ حُجْرَتِي وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُونَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَعْرِنِي بِرِدَائِهِ لَا نُنْظَرُ إِلَى لَعِبِهِمْ بَيْنَ أَذْيِهِ وَعَاتِقِهِ ثُمَّ يَقُومُ مِنْ أَجَلِي حَتَّى أَكُونَ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ فَأَقْدُرُوا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيثَةِ السَّنِّ الْحَرِيصَةِ عَلَى الْلَهْوِ. (متفق علیہ) 7-1383

لگائیں، ایک کم عمر لڑکی کھیل کا شوق رکھنے والی کو کس قدر کھیل کا شوق ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام حالات میں عورتوں کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ غیر محرم مردوں کو دیکھیں، لیکن جہادی

ٹریگ کے لیے نہ صرف ان مشقوں کو دیکھنے کی اجازت ہے بلکہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پردے کی سہولت عنایت فرمائی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر خاوند کی طرف سے اجازت اور معقول انتظام ہو تو اپنے محرم کی موجودگی میں مناسب تفریح سے عورت لطف اندوز ہو سکتی ہے کیوں ایسے موقعوں پر غیر محرم کو دیکھنا مطلوب نہیں ہوتا، بلکہ وہ فن دیکھنا مقصود ہوتا ہے۔ بشرطیکہ یہ فن ماحول اور شریعت کے منافی نہ ہو۔

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا أَعْلَمُ إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبِي فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ فَقَالَ إِذَا كُنْتُ عَنِّي رَاضِيَةً فَإِنَّكَ تَقُولِينَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتُ عَلَى غَضَبِي قُلْتُ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلٌ وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اسْمَكَ. (متفق عليه) 8-1384

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول معظم ﷺ نے مجھے فرمایا: جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو میں اسے جانتا ہوں اور جب تو مجھ سے ناراض ہوتی ہے اسے بھی میں سمجھ جاتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: آپ ﷺ کیسے سمجھ جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور جب تو مجھ سے نالاں ہوتی ہے تو اس وقت کہتی ہے ابراہیم علیہ السلام کے رب کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں

میں نے عرض کیا اللہ کے رسول اللہ کی قسم میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَعَى الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاحِهِ فَأَبَتْ فَبَاكَ غَضَبَانِ لَعْنَتُهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَصْبَحَ (متفق عليه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر آنے کے لیے کہے اور وہ انکار کر دے اور خاوند ناراضگی کی حالت میں رات گزارے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر پر دعوت دیتا ہے اور وہ انکار کر دیتی ہے تو آسمان والا اس کے خاوند کے راضی ہونے تک اس سے ناراض رہتا ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاحِهِ فَعَابَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا. 9-1385

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي ضَرَّةً فَهَلْ عَلَى جُنَاحٍ أَنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِي غَيْرَ الَّذِي يُعْطِينِي فَقَالَ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میری ایک سوتن ہے اگر میں اپنے خاوند کے متعلق ایسے عطیات کا ذکر کروں جو اس نے

الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطِ كَلَابِسِ ثَوْبِي زُورٍ
(متفق علیہ). 10-1386

مجھے نہیں دیے تو کیا مجھے گناہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو ایسے عطیات کا ذکر کرتا ہے جو اسے نہیں ملے وہ اس شخص کی طرح گنہگار ہے جو سرتاپا جھوٹا ہے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے ازواج مطہرات سے ایک ماہ کے بایکات (لا تعلق) کے لیے قسم اٹھائی۔ جب ہی آپ ﷺ کے پاؤں کو موج آئی تھی آپ نے اپنے بالا خانے میں ۲۹ راتیں گزاریں۔ بعد ازاں آپ نیچے اترے۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ بَسَائِهِ شَهْرًا وَكَانَتْ أَنْفَكْتُ رَجُلَهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ إِنَّ الشَّهْرَ يَكُونُ تِسْعًا وَعِشْرِينَ (رواه البخاری) 11-1387

ﷺ! آپ نے تو ایک ماہ کے لیے قسم اٹھائی تھی؟ آپ نے فرمایا: مہینہ ۲۹ دن کا بھی ہوتا ہے۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ سے ملنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے آپ کے دروازے پر کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا جنہیں آپ سے ملاقات کی اجازت نہیں ملی تھی۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اجازت ملی تو وہ اندر تشریف لے گئے۔ بعد ازاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی انہیں بھی اجازت مل گئی۔ انہوں نے نبی گرامی ﷺ کو غمگین پایا۔ آپ خاموش تھے آپ کے ارد گرد آپ کی بیویاں تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ میں ایسی گفتگو کروں جس سے آپ ہنس پڑیں چنانچہ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر خارجہ کی بیٹی (ان کی بیوی) مجھ سے اخراجات کا مطالبہ کرتی تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیتا یا گھونسہ مارتا۔ آپ مسکرائے اور بتلایا یہ میری بیویاں ہیں اور میرے گرد بیٹھی ہوئی ہیں۔ جیسا کہ آپ ملاحظہ کر رہے ہیں۔ یہ مجھ سے اخراجات مانگتی ہیں۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ عائشہ کی گردن اور عمر رضی اللہ عنہ حفصہ کو دبانے کے لیے اٹھے۔ وہ دونوں کہہ رہے تھے تم رسول اللہ ﷺ سے ایسی

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ يَسْتَأْذِنُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوسًا بِأَبَاهِ لَمْ يُؤْذَنَ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ قَالَ فَأَذِنَ لِأَبِي بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ أَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَوَجَدَا النَّبِيَّ ﷺ جَالِسًا حَوْلَهُ بَسَاوَةٌ وَاجِمًا سَاكِئًا قَالَ فَقَالَ لَا قَوْلُنَّ شَيْئًا أَضْحَكُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ رَأَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَأَلَتْنِي النَّفَقَةَ فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَوَجَّأْتُ عَنْقَهَا فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ هُنَّ حَوْلِي كَمَا تَرَى يَسْتَلْنِنِي النَّفَقَةَ فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ يَجَأُ عَنْقَهَا وَقَامَ عُمَرُ إِلَى حَفْصَةَ يَجَأُ عَنْقَهَا كِلَاهُمَا يَقُولُ تَسْتَلْنِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا لَيْسَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ وَاللَّهِ لَا نَسْأَلُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا أَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهُ ثُمَّ اعْتَزَلْنَهُنَّ شَهْرًا أَوْ تِسْعًا وَعِشْرِينَ ثُمَّ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا زُوجَ لَكَ

حَتَّىٰ بَلَغَ لِّلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا قَالَ
فَبَدَأَ بِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ
إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكَ أَمْرًا أَحِبُّ أَنْ لَا
تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّىٰ تَسْتَشِيرِي أَبِيكَ قَالَتُ
وَمَا هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَتَلَا عَلَيْهَا آيَةَ قَالَتُ
أَفِيكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَسْتَشِيرُ أَبَوِي؟ بَلْ
أَخْتَارُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ وَاسْأَلْكَ
أَنْ لَا تُخْبِرَ امْرَأَةً مِّنْ نِّسَائِكَ بِالَّذِي قُلْتُ
قَالَ لَا تَسْأَلْنِي امْرَأَةً مِّنْهُنَّ إِلَّا أَخْبَرْتُهَا إِنَّ اللَّهَ
لَمْ يَعْزُبْ عَنْهُ مَعْنَتَا وَلَا مُتَعَنَّتَا وَلَكِنْ بَعْثَنِي مُعَلِّمًا
مُّيَسِّرًا. (رواه مسلم) 12-1388

چیزوں کا مطالبہ کر رہی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ تو
انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! آئندہ ہم کبھی بھی رسول معظم سے
ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ کے پاس نہ ہوگی
۔ بعد ازاں آپ ان سے ایک ماہ یا انتیس دن الگ رہے۔
اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اے نبی اپنی بیویوں سے
کہہ دو اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں
کچھ دے دلا کر اچھے طریقے سے رخصت کر دوں اور اگر تم
اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طالب ہو تو جان لو تم
میں سے جو نیکو کار ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بڑا اجر تیار
کر رکھا ہے“ (الاحزاب ۳۳: ۲۸-۲۹) چنانچہ آپ ﷺ
نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آغاز کیا اور فرمایا عائشہ

میں تمہارے سامنے ایک بات رکھتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس کے بارے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے۔ جب تک کہ
تم اپنے والدین سے مشورہ نہ لے۔ لو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اے اللہ کے رسول وہ تجویز کیا ہے؟ آپ نے
مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کے بارے میں
اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں تو یقیناً اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کو ترجیح دیتی ہوں۔ نیز میں آپ سے
گزارش کرتی ہوں کہ آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کو یہ بات نہ بتائیں جو میں نے آپ سے عرض کی ہے۔ آپ نے فرمایا اگر
کوئی بیوی مجھ سے پوچھے گی تو میں اس کو ضرور بتاؤں گا مجھے اللہ نے تکلف کرنے والا یا مشکل میں مبتلا کرنے کے لیے نہیں
بھیجا بلکہ مجھے ایسا معلم بنا کر بھیجا ہے جو آسانیاں کرنے والا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیوی کو خاوند کے ساتھ صبر و شکر والی زندگی گزارنی چاہیے اور خاوند سے ایسی اشیاء کا مطالبہ قطعاً
نہیں کرنا چاہیے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور جس سے اس کو تکلیف ہو۔ کیونکہ قناعت ایک بہترین زیور ہے جسے اپنانا ہر
مسلمان کا شیوہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں ان عورتوں پر
غیرت کرتی تھی جو خود کو رسول معظم ﷺ کے لیے ہبہ کرتی
تھیں۔ میں سوچتی تھی بھلا عورت خود کو ہبہ کر سکتی ہے؟ جب

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ
عَلَى اللَّائِي وَهَبَنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فَقُلْتُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أُنْزِلَ

اللّٰهُ تَعَالٰی تُرَجِّیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتُؤْوِیْ
 اِلَیْكَ مَنْ تَشَاءُ وَ مَنْ اِبْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ
 فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ قُلْتُ مَا اَرٰی رَبِّكَ
 اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاك (متفق علیہ)

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ”تمہیں یہ بھی اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہو علیحدہ کرو اور جسے چاہو اپنے پاس رکھو اور جس کو تم نے علیحدہ کر دیا ہو اگر دوبارہ اپنے پاس بلا لو تو تم پر کوئی گناہ نہیں“ تو میں نے برملا: کہا میں محسوس کرتی ہوں کہ آپ کا پروردگار آپ کو خوش رکھنا چاہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

13-1389

خلاصہ باب

- ۱۔ ضدی بیوی سے جھگڑا کرنے کے بجائے اسے سمجھانا چاہیے۔
- ۲۔ بیوی کو مارنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔
- ۳۔ بیوی بچوں کو شرعی ماحول میں تفریح کروانا سنت رسول کریم ہے۔
- ۴۔ میاں بیوی کا معمولی اختلاف ازدواجی زندگی کا حصہ ہے۔
- ۵۔ سوتن کو خاوند سے متنفر کرنا جائز نہیں۔
- ۶۔ عورتوں کو اپنے خاوندوں سے ناجائز مطالبات نہیں کرنے چاہئیں۔
- ۷۔ گھریلو معاملات میں عورت کا اپنے والدین سے مشورہ کرنا جائز ہے۔
- ۸۔ میاں بیوی کے جھگڑنے میں بیوی کے خان دان والوں کو حتی المقدور اپنے داماد کا ساتھ دینا چاہیے۔ اس میں بیوی کی ضد اصلاح اور غلط فہمی کے ازالے کے ساتھ داماد کا دل جیتا جاسکتا ہے۔ اور نتیجہ وہ بھی ایثار اور ہمدردی کے ساتھ سوچنا شروع کر دے گا۔
- ۹۔ بیوی کو اپنے خاوند کی تابعداری اور خاوند کو بیوی کے احسانات کا خیال رکھنا چاہیے۔



بَابُ الْخُلْعِ وَالطَّلَاقِ

خلع اور طلاق کے مسائل

اسلامی معاشرت میں نکاح کو بڑی اہمیت اور حیثیت حاصل ہے۔ شریعت نے میاں بیوی کے حقوق کے تحفظ کے لئے وہ تمام اصول وضع اور واضح فرمائے جن سے ازدواجی زندگی خوش گوار پرسکون اور باہمی اعتماد و احترام کے ساتھ قائم رہ سکے اور پھر یہ بھی قرآن مجید میں واضح فرمایا کہ اگر میاں بیوی کے درمیان کوئی غلط فہمی یا اختلاف رونما ہو جائے تو فریقین کی طرف سے ثالث مقرر کیے جائیں اور وہ خلوص نیت کے ساتھ ان کے درمیان صلح اور آشتی کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ان ساری کوششوں کے باوجود اگر میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے تو مرد کو طلاق دینے کا اختیار دیا اور دوسری طرف اگر بیوی اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی تو اسے خلع کی صورت میں ازدواجی تعلقات توڑنے کا مکمل اختیار دیا گیا۔ خلع کی صورت میں اگر مرد عورت سے مہر معاف کرنے کا مطالبہ کرے تو عورت کو حق مہر سے دست بردار ہونا پڑے گا اگر مرد طلاق دے تو اس کو طلاق کے حوالے سے کچھ ادا کرنے کا پابند نہیں کیا گیا۔ عورت پر حق مہر کی واپسی کی یہ پابندی اس لیے لگائی گئی کہ عورت مرد کے مقابلے میں زیادہ حساس اور جذباتی ہوتی ہے۔

خلع کے بعد میاں بیوی کے درمیان رجوع کرنے کے بارے میں اختلاف ہے کچھ اہل علم کا خیال ہے کہ خلع کی صورت میں رجوع نہیں ہو سکتا۔ البتہ عقد ثانی کے جواز پر سب کا اتفاق ہے۔ طلاق دیتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:

(۱) طلاق حیض کی بجائے طہر کی حالت میں جماع کے بغیر دی جائے۔

(۲) حمل کی صورت میں طلاق ہو سکتی ہے تاہم حمل اور بچے کی رضاعت کی مدت پوری ہونے تک آدمی ان کے نان و نفقہ کا ذمہ دار ہوگا۔

(۳) طلاق رجعی کی عدت کے دوران بیوی کے اخراجات خاوند کے ذمہ ہوں گے۔

(۴) اکثر اہل علم کا خیال یہ ہے کہ حیض اور جماع کی صورت میں دی ہوئی طلاق شمار ہوگی۔

(۵) صحیح مسئلہ یہ ہے کہ طلاق کے وقت دو گواہ ہونا چاہئیں۔

طلاق دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ طہر کی حالت میں بغیر جماع کے طلاق دی جائے۔ اور ایک طلاق کے بعد خاوند رجوع نہ کرے۔ اس طرح تین طہر کے بعد خاوند اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ عدت ختم ہونے سے قبل خاوند اور عورت کو باہم رجوع کرنے کا اختیار ہوگا تاہم عدت گزر جانے کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا۔ البتہ عقد ثانی ہو سکتا ہے۔ تفصیل کے لیے احادیث کی دوسری کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ثابت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ امْرَأَةً لَّابِتِ بْنِ قَيْسٍ

أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثَابِتُ ابْنُ قَيْسٍ مَا أَغْتَبُ عَلَيْهِ فِي خُلُقٍ وَلَا دِينٍ وَلَكِنِّي أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيثَهُ؟ قَالَتْ نَعَمْ! قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْبِلِ الْحَدِيثَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً. (بخاری) 1-1390

بن قیسؓ کی بیوی نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ماے اللہ کے رسول! مجھے ثابت بن قیسؓ کی عادات اور دین دار ہونے پر کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ اسلام میں کفر کو اچھا نہیں سمجھتی ہوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تو اس کا باغ واپس کر دے گی؟ اس نے کہا: جی ہاں! نبی گرامی ﷺ نے اس کے خاوند کو حکم دیا کہ باغ واپس لے کر اسے طلاق دے دو۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهَا وَهِيَ حَائِضٌ فَلَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى تَطْهَرَ ثُمَّ تَحِيضُ فَتَطْهَرَ فَإِنْ بَدَأَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمْسُهَا فَيَلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَفِي رِوَايَةٍ مُرَّةً فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا أَوْ حَامِلًا. (متفق عليه) 2-1391

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی۔ حضرت عمرؓ نے اس کا ذکر نبی گرامی ﷺ سے کیا۔ آپ نے اس کام پر ناراضگی کا اظہار کیا اور حکم دیا کہ اس سے رجوع کرے۔ اور اسے اپنے ہاں روکے رکھے۔ پھر جب حیض وہ سے پاک ہو تو اس کے بعد پھر اسے حیض آئے اور وہ اس سے فارغ ہو جائے تو اب اگر وہ طلاق دینا چاہتا ہے تو اسے پاک حالت میں بلاجماعت طلاق دے، کیوں کہ یہی وہ عدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا

حکم دیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے اسے کہیں کہ وہ اس سے رجوع کرے پھر اسے حالت طہ یا حمل میں طلاق دے۔ بخاری و مسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَيْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاخْتَرْنَا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَلَمْ يَعُدْ ذَلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا. (متفق عليه) 3-1392

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہم کو اختیار دیا۔ لیکن ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو پسند فرمایا۔ آپ نے اس اختیار کو کچھ شمار نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ نے فلم یعُد کے الفاظ ادا فرما کر اس بات کی تردید فرمائی ہے کہ رسول محترم کا اپنی بیویوں کو یہ فرمانا کہ تم چاہو تو مجھ سے الگ ہو جاؤ اسے طلاق شمار نہیں کیا گیا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ فِي الْحَرَامِ يُكْفَرُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (متفق)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ بیوی کو حرام قرار دینے میں کفارہ ہے ”بے شک اللہ کے رسول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَشَرِبَ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَرَا صَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ آيَتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقَلُّ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتُ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ فَقَالَ لَا بَأْسَ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَلَنْ أَعُودَ لَهُ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرُنِي بِذَلِكَ أَحَدًا يَتَّبِعُنِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِهِ فَنَزَلَتْ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتِ أَزْوَاجِكَ آيَةٌ". (متفق علیہ) 5-1394

ﷺ تمہارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی گرامی ﷺ ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں جا کر شہد نوش فرماتے۔ میں نے اور حفصہ نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے ہاں رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں وہ کہے کہ مجھے آپ سے مغفیر کی بو آرہی ہے۔ کیا آپ نے مغفیر کھایا ہے؟ جب نبی گرامی ﷺ ان میں سے ایک کے ہاں تشریف لائے تو اس نے آپ سے یہی جملہ کہا۔ آپ نے فرمایا: ایسی کوئی بات نہیں میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں شہد نوش کیا ہے۔ اب میں قسم کھاتا ہوں کہ دوبارہ شہد نہیں کھاؤں گا۔ لیکن اس بات کا کسی سے تذکرہ نہ کرنا۔ آپ اپنی بیویوں کو خوش رکھنا چاہتے تھے۔
اس بنا پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”آپ اپنی بیویوں

کی خوشی کی خاطر ایسی چیزوں کو کیوں حرام قرار دے رہے ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہیں۔ (التحریم: ۱)
(بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ طلاق طہر کی حالت میں بلاجماع کیے دینی چاہیے۔
- ۲۔ عورت مرد سے طلاق لے سکتی ہے اسے خلع کہا جاتا ہے۔
- ۳۔ حاملہ عورت کے بچہ جنم دینے اور بچے کی رضاعت تک اخراجات اس کے خاوند کے ذمہ ہوں گے۔
- ۴۔ حاملہ عورت کو طلاق ہو جاتی ہے لیکن وہ وضع حمل تک آگے نکاح نہیں کر سکتی۔
- ۵۔ طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک طلاق کے بعد رجوع نہ کیا جائے۔



بَابُ الْمُطَلَّقةِ ثَلَاثًا

تین طلاقیں دی گئی عورت کے مسائل

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بتایا میں رفاعہ کے نکاح میں تھی اس نے مجھے تین طلاقیں دیں اس کے بعد میں نے عبدالرحمان بن زبیر کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس کے پاس تو کپڑے کا پھندا ہے۔ آپ ﷺ نے استفسار کیا: کیا تو رفاعہ کی جانب واپس جانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اس وقت تک واپس نہیں جاسکتی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةً رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فطَلَّقَنِي فَبُتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَمَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هَذَبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ أَلَا تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ! قَالَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتِكَ. (متفق عليه) 1-1395

جب تک تو اس سے جماع نہ کرے۔ اور وہ تجھ سے لطف اندوز نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

(۱) ”کپڑے کا پھندا“ کہنے سے مراد یہ تھی کہ وہ جنسی قوت کے لحاظ سے کپڑے کی طرح بے جان ہے۔

(۲) جس عورت کو پہلے خاوند نے تین طلاقیں دی ہوں۔ وہ اس سے اس وقت نکاح نہیں کر سکتی جب تک دوسرا خاوند اس سے مباشرت نہ کرے، لیکن ایک رات یا کچھ مدت کے لئے طلاق لینے کی شرط پر نکاح کرنا مطلقاً حرام ہے۔ اس کو حلالہ کہتے ہیں جس پر نبی معظم ﷺ نے لعنت کی ہے۔



بَابُ فِي وُجُوبِ كَوْنِ الرَّقَبَةِ الْمُعْتَقَةِ كَفَّارَةً مُؤْمِنَةً

کفارہ میں مومن غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہوگی

پہلی فصل

الفصل الاول

معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری ایک لونڈی تھی جو احد پہاڑ اور جوانیہ کے علاقہ میں میری بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک روز میں نے دیکھا کہ ہماری بکریوں میں سے ایک بکری کو بھیڑیا اٹھا کر لے گیا۔ میں انسان تھا جس طرح دوسروں کو غصہ آتا ہے مجھے بھی غصہ آ گیا۔ میں نے اس کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ پھر میں رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے میرا بڑا جرم قرار دیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ نے حکم دیا: تم اسے میرے پاس لاؤ۔ میں اسے آپ کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے اس سے پوچھا:

عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي قَبْلَ أَحَدٍ وَالْجَوَانِيَّةِ فَاطْلَعَتْ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِنَا وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ اسْفُ كَمَا يَأْسِفُونَ لَكِنْ صَكَّكْتُهَا صَكَّةً فَاتَّيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَظَّمَ ذَلِكَ عَلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا قَالَ أَتَيْتَنِي بِهَا فَاتَّيْتُ بِهَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ اللَّهُ؟ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ قَالَ مَنْ أَنَا؟ قَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ أُعْتِقُهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ. (مسلم) 1-1396

کہ اللہ کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے۔ آپ نے دریافت کیا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا: آپ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے آزاد کر دے یہ ایمان دار ہے۔ (مسلم)



بَابُ اللَّعَانِ

میاں بیوی کا ایک دوسرے پر لعنت کرنا

وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شَهَادَةٌ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةُ اَنْ لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَيَذَرُوْا عَلَيْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَالْخَامِسَةَ اَنْ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَرَحْمَتُهُ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝ (النور ۲۴: ۶ - ۱۰)

”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ سچا ہو۔ تم لوگوں پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم نہ ہوتا اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ بڑا التفات فرمانے والا اور حکیم ہے۔“ (تو تم ہلاک ہو جاتے) (النور ۲۴: ۶ تا ۱۰)

لعان کا معنی ہے ۴ میاں بیوی کا ایک دوسرے کے اوپر لعنت کی بددعا کرنا۔ یہ صرف اس شکل میں ہوگا جب بد قسمتی سے خاوند اپنی بیوی پر زنا کاری کا الزام لگائے اور اس تہمت پر اس کے پاس مطلوبہ گواہ موجود نہ ہوں۔ اور عورت اس الزام کو مسترد کرتی ہو۔ اس صورت میں قرآن پاک کی مذکورہ آیت کریمہ میں لعان کا یہ طریقہ بتلایا گیا ہے کہ پہلے مرد چار قسمیں اٹھاتے ہوئے کہے گا کہ میں الزام لگانے میں سچا ہوں اور پانچویں قسم کے وقت ان الفاظ میں اپنے آپ پر لعنت کرے گا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو اللہ مجھ پر لعنت کرے۔

اس کے بعد عورت چار دفعہ حلف اٹھاتے ہوئے کہے گی کہ میرا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں قسم پر اسے یہ الفاظ کہنا ہوں گے کہ مجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہوا اگر یہ سچا ہو۔

لعان کے بعد میاں بیوی کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی ہو جائے گی نہ یہ باہم رجوع کر سکتے ہیں اور نہ عقدِ ثانی۔ اس صورت میں پیدا ہونے والا بچہ باپ کی بجائے اپنی ماں کی نسبت سے پکارا جائے گا اور اس کا باپ نان و نفقہ کا ذمہ دار نہ ہو گا۔ یہ عورت تین حیض گزرنے سے پہلے دوسرے مرد سے نکاح نہیں کر سکتی۔ حاملہ ہونے کی صورت میں بچہ پیدا ہونے کے بعد نکاح کرے گی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عویمر عجلانی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فرمائیے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی کو پائے تو وہ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ عُوَيْمَرَ الْعَجَلَانِيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيْقَتُلُهُ فَيَقْتُلُونَهُ

أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ
 أَنْزَلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبِكَ فَأَذْهَبَ فَأَتَتْ
 بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَا عَنَّا فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَا مَعَ
 النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ
 عُيْمَرُ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ
 أَمْسَكْتُهَا فَطَلَقْتُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ أَنْظِرُوا فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْحَمُ أَدْعَجَ
 الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلْتَيْنِ خَدَلَجَ السَّاقَيْنِ فَلَا
 أَحْسَبُ عُيْمَرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَإِنْ
 جَاءَتْ بِهِ أَحْيَمَرُ كَانَتْ وَحَرَةً فَلَا أَحْسَبُ
 عُيْمَرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى
 النَّعْتِ الَّذِي نَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ
 تَصْدِيقِ عُيْمَرَ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى
 أُمِّهِ. (متفق عليه) 1-1397

اسے قتل کر دے؟ اس طرح تو اس کے وارث اس کو قتل
 کر دیں گے۔ پھر اس صورت میں اسے کیا کرنا
 چاہیے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں
 یہ حکم نازل ہوا ہے تم جاؤ اور اسے لے آؤ۔ سہل نے
 بیان کیا: پھر میاں بیوی نے مسجد میں لعان کیا۔ میں لوگوں
 کے ساتھ رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب
 وہ لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا: اگر میں اس کو
 بیوی بنا کر رکھوں تو میں جھوٹا ہوں۔ تو اس نے اپنی بیوی کو
 تین طلاقیں دے دیں۔ اس کے بعد رسول معظم ﷺ نے
 فرمایا: انتظار کرو! بچہ اگر سیاہ رنگ کا ہو اس کی آنکھیں بڑی
 بڑی اور بہت زیادہ سیاہ ہوں اس کے سرین بڑے بڑے
 اور پنڈلیاں موٹی ہوں تو عویمر سچا ہے اور اگر بچہ سرخ رنگ
 کا ہوا گویا کہ وہ کھمیرا ہے تو پھر میرا خیال ہے کہ عویمر
 جھوٹا ہے۔ جب اس بچے کو اس کی ماں نے جنا تو بچہ انہیں

اوصاف پر پیدا ہوا جن پر رسول کریم ﷺ نے عویمر کو سچا قرار دیا تھا۔ تو اس کے بعد وہ اپنی ماں کی نسبت سے بلایا جاتا تھا۔
 (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَا عَن بَيْنِ
 رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا
 وَالْحَقُّ الْوَلَدُ بِالْمَرْأَةِ (متفق عليه)
 وَفِي حَدِيثِهِ لَهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَعَظَّمَهُ
 وَذَكَرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ
 عَذَابِ الْآخِرَةِ ثُمَّ دَعَاَهَا فَوَعَّظَهَا وَذَكَرَهَا
 وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ
 الْآخِرَةِ. 2-1398

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ
 نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کروایا۔ اس
 نے عورت سے پیدا ہونے والے بچے کا انکار کیا تھا تو ان
 دونوں کے درمیان جدائی کرادی گئی۔ اور بچہ عورت کو دیا
 گیا۔ (بخاری و مسلم) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی
 ایک اور روایت میں ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے مرد کو سبھایا
 اور متنبہ کیا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے بہت کم
 ہے۔ پھر عورت کو بلا کر اس کو نصیحت کی اور ڈرایا کہ دنیا کا عذاب
 آخرت کے عذاب سے بہت ہی کم ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنِينَ
حَسَابُكُمْ عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمْ كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ
لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لِي قَالَ لَا
مَالَ لَكَ إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا
اسْتَحَلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ
عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبَعْدُ وَأَبَعْدُ لَكَ مِنْهَا. (متفق
عليه) 3-1399

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی ذکر کرتے ہیں: نبی
محترم ﷺ نے دونوں لعان کرنے والوں کو خبردار کیا کہ
اللہ تمہارا محاسبہ کرے گا۔ تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے۔
اور خاوند سے کہا تیرا اب اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس
نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرا مال؟ آپ
ﷺ نے فرمایا تیرا مال تجھے نہیں ملے گا، تو سچا ہے تب بھی
تیرا مال تجھے نہیں ملے گا۔ کیونکہ تو اس سے جماع کر چکا

ہے۔ اور تو جھوٹا ہے تو پھر بھی حق مہر کا ملنا تجھے ممکن نہیں بلکہ اب تو اور بھی تجھے اس سے دوری ہو گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ قَذَفَ
امْرَأَتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِشَرِيكَ بْنِ سَحْمَاءَ
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيِّنَةُ أَوْ حَدٌّ فِي ظَهْرِكَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَى أَحَدُنَا عَلَى
امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ
النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ الْبَيِّنَةُ وَالْأَحَدُ فِي ظَهْرِكَ
فَقَالَ هِلَالٌ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنِّي
لَصَادِقٌ فَلْيَنْزِلْنِ اللَّهُ مَا يُبْرِئُ ظَهْرِي مِنْ
الْحَدِّ فَنَزَلَ جَبْرَيْلُ وَانْزَلَ عَلَيْهِ وَالَّذِينَ
يَرْمُونَ أَرْوَاجَهُمْ فَقَرَأَ حَتَّى بَلَغَ وَإِنْ كَانَ مِنَ
الصُّدُقِينَ فَجَاءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ
يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدُكُمْ كَاذِبٌ فَهَلْ
مِنْكُمْ تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ
عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَفُوهَا وَقَالُوا إِنَّهَا مُوجِبَةٌ قَالَ
ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَتَلَاكَاتٍ وَنَكَصَتْ حَتَّى ظَنَنَّا
أَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا أَفْضَحُ قَوْمِي سَائِرَ
الْيَوْمِ فَمَضَتْ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَبْصِرُوهَا فَإِنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہلال
بن امیہ ؓ نے اپنی بیوی کو نبی کریم ﷺ کے سامنے
شریک بن سحماء کے ساتھ الزام لگا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے
فرمایا: گواہ پیش کرو ورنہ تیری کمر پر کوڑے لگیں گے۔ اس
نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے کوئی
شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے تو کیا وہ گواہ
ڈھونڈنے شروع کر دے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں!
گواہ پیش کرنا ہوں گے۔ بصورت دیگر تیری کمر پر کوڑے
برسیں گے۔ اس پر ہلال ؓ نے کہا: اس ذات کی قسم جس
نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بلاشبہ میں سچا ہوں اور یقیناً
اللہ حکم نازل کرے گا جو میری کمر کو کوڑوں سے بچا دے گا۔
اس کے بعد جبریل نازل ہوئے اور آپ پر یہ آیات نازل
ہوئیں۔ ”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں“ آپ
نے مکمل آیات وہ سچا ہے، تک تلاوت کیں۔ اس کے بعد
ہلال آیا اس نے اپنی صداقت کی گواہی دی۔ جبکہ نبی کریم
ﷺ فرما رہے تھے بلاشبہ اللہ جانتا ہے، تم میں سے ایک
جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی ایک توبہ کرنے کے لئے

جَاءَتْ بِهِ أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْإِلْتَيْنِ
خَدَلَجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيكَ بْنِ سَحْمَاءَ
فَجَاءَتْ بِهِ كَذَلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَوْ لَا
مَا مَضَى مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكَانَ لِي وَلَهَا
شَانٌ. (بخاری) 4-1400

تیار ہے؟ پھر اس کی بیوی کھڑی ہوئی اور اس نے اپنی
صداقت کی گواہی دی، جب وہ پانچویں بار گواہی دینے والی
تھی، تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: عورت
جھجکی اور پیچھے ہٹ گئی ہم نے محسوس کیا کہ وہ اپنے موقف
سے پھر جائے گی۔ لیکن اس نے کہا کہ میں اپنی قوم کو ہمیشہ

ہمیشہ کے لئے رسوا نہیں کر سکتی۔ پھر اس نے گواہی کو مکمل کر دیا۔ اور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس کا خیال رکھنا۔ اس نے بچہ
سر میلی آنکھوں، بھاری سرینوں اور موٹی پنڈلیوں والا جنا تو شریک بن سحما کا ہے۔ جب انہی نشانیوں کا بچہ پیدا ہوا تو اس پر نبی
ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میں اس عورت سے نہ پنتا۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ
وَجَدْتُ مَعَ أَهْلِي رَجُلًا لَمْ أَمْسُهُ حَتَّى آتِي
بِأَرْبَعَةِ شَهْدَاءَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ!
قَالَ كَلَّا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ كُنْتُ
لَأَعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذَلِكَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ اسْمَعُوا إِلَيَّ مَا يَقُولُ سَيَدُّكُمْ إِنَّهُ
لَغَيُورٌ وَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللَّهِ أَغْيَرُ مِنِّي.
(مسلم) 5-1401

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: سعد بن عبادہ ؓ
نے کہا میں اپنی بیوی کے پاس کسی آدمی کو دیکھوں تو اسے قتل
نہ کر دوں بلکہ چار گواہ تلاش کروں؟ رسول اللہ نے فرمایا، ہاں
ایسے ہی کرنا ہے۔ حضرت سعد ؓ نے کہا ہرگز نہیں اس
ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث
فرمایا ہے میں تو گواہ ڈھونڈنے سے پہلے تلوار سے اس کا کام
تمام کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! تمہارا
سردار کیا کہہ رہا ہے؟ یہ شخص بہت غیرت مند ہے حالانکہ

میں اس سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں۔ اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔ (مسلم)

عَنِ الْمُغِيرَةِ ؓ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ؓ لَوْ
رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ أَمْرَاتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ
مُصَفِّحٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ
أَتَعْجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللَّهِ لَا نَا أَغْيَرُ مِنْهُ
وَاللَّهِ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدٌ
أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ
بَعَثَ الْمُنْذِرِينَ وَالْمُبَشِّرِينَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ

حضرت مغیرہ ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن
عبادہ ؓ نے کہا: میں کسی آدمی کو اپنی عورت کے پاس پاؤں
میں تو اسے قتل کر دوں گا۔ تلوار الٹی نہیں ماروں گا۔ جب نبی
گرامی ﷺ کو اس بات کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا: تم
سعد کی غیرت پر تعجب کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! میں اس سے
بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا
ہے۔ اللہ نے ظاہری اور باطنی بے حیائیوں کو غیرت کی بنا پر
ہی تو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ سے بڑھ کر معذرت کسی کو پسند

إِلَيْهِ الْمَدْحَةُ مِنَ اللَّهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ
وَعَدَ اللَّهُ الْجَنَّةَ. (متفق عليه) 6-1402

نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے جو
ڈرانے اور خوش خبری سنانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو حمد سے

بڑھ کر کوئی چیز پسند نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تعریف کرنے والوں سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے (بخاری و مسلم)
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَغَارُ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ يَغَارُ وَغَيْرُهُ
اللَّهُ أَنْ لَا يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ. (متفق
عليه) 7-1403

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ غیرت والے ہیں۔ اور بلاشبہ مومن بھی
غیرت مند ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضا ہے کہ ایمان
دار شخص محرمات کا ارتکاب نہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ أَنْ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ
إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ لَكَ مِنْ ابِلٍ
قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلَوْنَهَا؟ قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ
فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ؟ قَالَ إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا قَالَ فَآتَنِي
تَرَى ذَلِكَ جَاءَهَا؟ قَالَ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ
فَلَعَلْ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي
الْإِنْفَاءِ مِنْهُ. (متفق عليه) 8-1404

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: ایک بدوی نبی
گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے:
میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنم دیا ہے اور مجھے یہ بات
پسند نہیں۔ رسول محترم ﷺ نے اس سے سوال فرمایا کہ
تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں! آپ نے
پوچھا ان کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا وہ سرخ رنگ
کے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا
اونٹ بھی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں! ان میں خاکستری رنگ کے

اونٹ بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس رنگ کے اونٹ کہاں سے آگئے؟ اس نے کہا رگ کی وجہ سے یہ رنگ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا:
شاید نسب کی وجہ سے بچے نے یہ رنگ اختیار کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے بچے کی نفی کی اجازت نہ دی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ عَبْدُ
ابْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَهْدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي
وَقَاصٍ إِنَّ ابْنَ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ مَنِيَّ فَأَقْبَضَهُ
إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ
إِنَّهُ ابْنُ أَخِي وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي
فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ سَعْدٌ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَخِي كَانَ عَهْدَ إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ
عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَإِنَّ وَلِيدَةَ أَبِي وَلَدَتْ عَلَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں عقبہ بن ابی وقاص
نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ زمعہ کی
لوٹنی کا بچہ میرا ہے۔ اسے لے لینا۔ چنانچہ فتح مکہ کے سال
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اعلان کرتے ہوئے کہا
کہ یہ بچہ میرا بھتیجا ہے (اور اسے اپنے قبضے میں لے
لیا)۔ زمعہ کے بیٹے عبد نے کہا یہ میرا بھائی ہے۔ وہ دونوں
نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سعد
بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اے اللہ کے رسول! میرے

فِرَاسِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بَنٍ زَمْعَةُ أَلَوْلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ لَمَّا رَأَى مِنْ شِبْهِهِ بَعْتَةً فَمَا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ بَنٍ زَمْعَةُ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وَلَدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِيهِ. (متفق عليه) 9-1405

بھائی نے اس بچے کے بارے میں مجھے وصیت کی تھی عبد بن زمعہ نے عرض کیا یہ میرا بھائی ہے۔ میرے والد کی لوٹری کا بیٹا ہے۔ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ! بچہ تجھے ملے گا۔ بچہ اسی کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا، زانی کے لیے پھر ہیں یعنی وہ محروم رہے گا۔ لیکن زمعہ کی بیٹی سودہ کو حکم دیا کہ تجھے اس سے پردہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے بچے میں عتبہ کی

مشابہت دیکھی چنانچہ اس نے حضرت سودہ کو تاحیات نہ دیکھا۔ ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ وہ تیرا بھائی ہے۔ یہ آپ ﷺ نے اس لئے فرمایا کیونکہ اس نے عبد کے باپ کے بستر پر جنم لیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُورٌ فَقَالَ أَيْ عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَيِ أَنَّ مُجَزَّزًا الْمَذَلَجِي دَخَلَ فَلَمَّا رَأَى أَسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُؤُوسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ. (متفق عليه) 10-1406

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی گرامی ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ خوش و خرم دکھائی دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ مجز مد لُجی آیا ہوا ہے؟ اس نے اسامہ اور اس کے والد زید کو دیکھا۔ ان دونوں نے ایک چادر کے ساتھ اپنے سروں کو ڈھانپ رکھا تھا۔ جبکہ پاؤں چادر سے باہر تھے تو اس نے کہا یہ پاؤں ایک دوسرے سے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت اسامہ پر لوگ الزام لگایا کرتے تھے کہ اپنے باپ سے نہیں۔ جس پر نبی اکرم کو رنج پہنچتا۔ کیونکہ آپ ﷺ کو اسامہ کے ساتھ بڑا پیار تھا۔ لہذا جب قیافہ شناس نے دونوں کو باپ بیٹا قرار دیا تو آپ بہت خوش ہوئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والد کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف نسبت کی اور اسے یقین ہے کہ وہ اس کا والد نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ وَأَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ. (متفق عليه) 11-1407

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيهِ فَقَدْ كَفَرَ. متفق عليه 12-1408

الفصل الثالث

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا قَالَتْ فِعِثْتُ عَلَيْهِ فَبَجَاءَ فَرَأَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ مَالِكُ يَا عَائِشَةُ اغْرَبِي فَقُلْتُ وَمَالِي لَا يَغَارُ مِنِّي عَلَى مِثْلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقَدْ جَاءَكَ شَيْطَانٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمَعِيَ شَيْطَانٌ؟ قَالَ نَعَمْ! قُلْتُ وَمَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ نَعَمْ! وَلَكِنْ أَعَانَنِي اللَّهُ عَلَيْهِ حَتَّى أَسْلَمَ. (مسلم) 13-1409

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اپنے باپوں سے اعراض نہ کرو۔ جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اس نے کفر کیا۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول معظم ﷺ رات کے وقت ان کے ہاں سے چلے۔ مجھے غیرت ہوئی۔ پھر آپ تشریف لائے اور دیکھا جو میں کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: عائشہ کیا کر رہی ہو؟ کیا تو نے غیرت کی ہے؟ میں نے عرض کیا! مجھے کیا ہے کہ میرے جیسی بیوی آپ جیسے خاوند پر غیرت نہ کرے؟ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: تیرے پاس تیرا شیطان آ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے استفسار کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا: ہاں البتہ اللہ نے اس کے خلاف میری معاونت کی ہے چنانچہ میں اس کے وسوسہ سے محفوظ رہتا ہوں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عائشہ نے سمجھا کہ شاید اللہ کے نبی کسی اور بیوی کے پاس رات گزاریں گے۔ لیکن آپ جلد ہی واپس آئے اور آپ نے دیکھا کہ حضرت عائشہ غیرت میں ہے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اے عائشہ شیطان نے تجھے اس طرح کے تاثر پراکسایا ہے۔ کیونکہ ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی شیطان ہو سکتا ہے؟ جو بابر رسول محترم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ لعان کی صورت میں بچہ ماں کا ہوگا۔
- ۲۔ لعان کے وقت دونوں میاں بیوی کو اللہ کا خوف دلانا چاہیے۔
- ۳۔ لعان کی صورت میں حق مہر واپس نہیں ہوتا۔
- ۴۔ بچے کی رنگت اور نقش کی بنیاد پر بیوی پر تہمت نہیں لگانی چاہیے۔
- ۵۔ قانون کو ہاتھ میں لینے والے پر قانون لاگو ہوگا۔
- ۶۔ اپنے باپ کے انکار کرنے والے پر جنت حرام ہوگی۔

بَابُ الْعِدَّةِ

عَدَّتْ كَے مسائل

قرآن مجید کی سورت بقرہ آیت نمبر ۲۲۱ سے لے کر آیت نمبر ۲۲۲ میں نکاح طلاق عدت اور اس کے متعلقات کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ اس میں طلاق کے احکامات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ طلاق دیتے وقت جس قدر ہو سکے سابقہ تعلقات کا احترام برقرار رہنا چاہیے۔ اور پھر طلاق ہونے کی صورت میں بیوی کو دیے ہوئے تحائف اور اس کا حق مہر واپس نہیں لینا چاہیے۔ اس کے ساتھ یہ حکم بھی صادر فرمایا کہ اگر طلاق کے وقت بیوی حاملہ ہو تو بچے کی ولادت اور اس کی دو سال رضاعت پوری ہونے تک خاوند اپنی مالی استعداد کے مطابق ان کے اخراجات اٹھانے کا ذمہ دار ہوگا۔ اس کے ساتھ عورت پر عدت کے پورا ہونے کی پابندی عائد فرمائی تاکہ پیش آمدہ معاشرتی پیچیدگیوں سے بچا جاسکے۔ عورت کی عدت مختلف صورتوں میں درج ذیل ہوگی۔

عَدَّتْ كَے مدت

(۱) بیوہ کی عدت چار ماہ و دس دن۔ (۲) بیوہ اور مطلقہ حاملہ کی عدت وضع حمل۔ (۳) لعان کی صورت میں بھی تین حیض (۴) خلع میں اکثر اہل علم کے نزدیک تین حیض۔ (۵) رخصتی سے پہلے طلاق ہو جائے تو کوئی عدت نہیں (۶) رخصتی کے بعد طلاق ہو تو حیض والی عورت کی عدت تین حیض (۷) حیض نہ آنے والی عورت کی عدت تین ماہ ہوگی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں: ابو عمرو بن حفص رحمہ اللہ جب یمن تھے تو انہوں نے مجھے طلاق بتہ (قطعی) دی۔ ابو عمرو کے وکیل نے فاطمہ بنت قیس کے لیے ”جو“ بھیجے وہ اس پر ناراض ہو گئی۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! تیری ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں۔ فاطمہ نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا: تو خرچ کی حق دار نہیں ہے۔ پھر اسے حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر عدت گزارے۔ پھر آپ نے واضح کیا کہ وہ ایسی خاتون ہے جس کے ہاں میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آنا جانا ہے۔ تجھے ابن ام مکتوم کے ہاں

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رحمہ اللہ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكَيْلُهُ الشَّعِيرَ فَسَخِطَتْهُ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا لَكَ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ فَجَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لَيْسَ لَكَ نَفَقَةٌ فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدِي بَيْتِ أُمِّ فَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ بِلَكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي اعْتَدِي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكَ فَإِذَا حَلَلْتَ فَأَذِينِي قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ

مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي
فَقَالَ أَمَا أَبَوُ الْجَهْمِ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ مِنْ
عَاقِبِهِ وَأَمَّا مَعَاوِيَةُ فَصُغْلُوكَ لَا مَالَ لَهُ
أَنْكَحْنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَكَرِهْتُهُ ثُمَّ قَالَ
أَنْكَحْنِي أُسَامَةَ فَانْكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا
وَاعْتَبَطَ

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهَا قَالَ فَأَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَرَجُلٌ
ضَرَابٌ لِلنِّسَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَأَتَتْ
النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لَا نَفَقَةَ لَكَ إِلَّا أَنْ تَكُونِي
حَامِلًا. [1-1410]

عدت گزارنی چاہیے۔ وہ نابینا ہے تو پردہ بھی اتار سکتی
ہے۔ جب تیری عدت پوری ہو جائے تو مجھے اطلاع
دینا۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میں حلال ہوئی تو میں نے
آپ ﷺ سے عرض کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم
نے مجھے نکاح کا پیغام بھجوایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
ابو جہم تو اپنے کندھے سے لٹھی نہیں اتارتا۔ اور معاویہ
غریب ہے۔ اس کے پاس مال نہیں ہے۔ تجھے اسامہ بن
زید سے نکاح کر لینا چاہئے۔ لیکن میں نے اسے ناپسند
جانا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اسامہ سے نکاح
کرلو۔ چنانچہ میں نے اس سے نکاح کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے
اس میں ایسی خیر و برکت عطا فرمائی کہ مجھ پر رشک کیا

جاتا تھا۔ دوسری روایت میں ہے ابو جہم عورتوں کی بہت زیادہ پٹائی کرنے والا ہے۔ (مسلم)۔ تیسری روایت میں ہے
اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دے دیں، وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا تجھے خرچ
نہیں مل سکتا۔ ہاں اگر تو حاملہ ہوتی تو تجھے خرچ دیا جاتا۔

فہم الحدیث

ام شریک انصار میں بہت معزز خاتون تھی۔ انکی رشتہ داری بھی عام عورتوں سے زیادہ تھی اور پھر صاحب سخاوت ہونے کی وجہ
سے لوگ معاونت کے لیے انکے ہاں آتے جاتے تھے جس کی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا کہ فاطمہ اس کے
ہاں عدت گزارے۔ کیونکہ اس طرح خواہ مخواہ باتیں بننے کا امکان تھا۔ ابن ام مکتوم نابینا ہونے کی وجہ سے پردے کے بارے
میں سہولت کے سبب اس کے ہاں عدت گزارنے کی ہدایت فرمائی۔

یاد رہے! کہ نابینا آدمی سے پردہ کرنے والی مشہور روایت ضعیف ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ
كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَخَشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا
فَلَيْدَ الْكَ رَخِصَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ تَعْنِي فِي
النُّقْلَةِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: فاطمہ بنت قیس
رضی اللہ عنہا غیر آباد مکان میں اقامت پذیر تھیں، ان کی
رہائش غیر محفوظ تھی، نبی گرامی ﷺ نے ان کو وہاں سے
نقل ہونے کی اجازت دی۔ ایک روایت میں ہے حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، فاطمہ کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ یہ کہتے

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ إِلَّا تَتَّقِي اللَّهَ

تَغْنِي فِي قَوْلِهَا لَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةَ. (بخاری) [2-1411]

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ طَلَّقْتُ خَالَتِي ثَلَاثًا فَأَرَادَتْ أَنْ تَجِدَ نَحْلَهَا فَرَجَرَهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ فَاتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ بَلَى فَبُجِدِي نَحْلَكَ فَإِنَّهُ عَسَى أَنْ تَصَدَّقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا. (مسلم) [3-1412]

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ سَبِيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ نَفَسَتْ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بَلِيَالٍ فَجَاءَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ. (بخاری) [4-1413]

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَلَّتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ ابْنَتِي تُؤْفَى عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدْ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَنَكِّحُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا! مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلُّ ذَاكَ يَقُولُ لَا! ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ. (متفق عليه) [5-1414]

ہوئے ڈرتی نہیں۔ کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے رہائش ہے نہ خرچ۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری خالہ کو تین طلاقیں ہو گئیں۔ اس نے چاہا کہ وہ اپنے کھجوروں کے درختوں سے کھجوریں اتارے، ایک آدمی نے اسے باہر نکلنے سے منع کیا وہ نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا، کیوں نہیں! تو کھجوریں اتار سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ تو صدقہ کرے یا کوئی دوسری ضروریات پوری کرے۔ (مسلم)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد نفاس والی ہو گئی۔ اس نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نکاح کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اس کو اجازت دی۔ چنانچہ اس نے نکاح کر لیا۔ (بخاری)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک عورت نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا شوہر فوت ہو گیا ہے۔ اس کی آنکھوں میں درد ہے، کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! ہر مرتبہ آپ نے منع فرمایا۔ اس نے دو یا تین مرتبہ یہ پوچھا اور آپ نے فرمایا۔ اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے جبکہ دور جاہلیت میں عورت سال کے اختتام پر اونٹ کی میٹھی پھینکتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

زمانہ جاہلیت میں عورت بیوہ ہونے کی صورت میں ایک سال میلی کچلی حالت میں رہتی اور پھر اونٹ کی میٹھی اپنے مخصوص حصہ پر پھینکتی۔ اس رسم کا مقصد یہ لیا جاتا کہ میں اس تکلیف کو میٹھتی کے برابر نہیں سمجھتی اسی بناء پر نبی محترم نے اس موقع پر پھر وضاحت فرمائی کہ حاملہ نہ ہونے کی صورت میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لَامْرَأَةٍ تُوْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا. (متفق عليه) [6-1415]

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مُضْبُوعًا إِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ وَلَا تَكْحِلُ وَلَا تَمَسُّ طَيِّبًا إِلَّا إِذَا طَهَّرَتْ نُبْدَةً مِنْ لُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ (متفق عليه) [7-1416]

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ البتہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ ہے۔ (بخاری و مسلم)

ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کوئی عورت کسی فوت شدہ پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے۔ البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ رنگین لباس نہ پہنے ہاں البتہ یمنی سادہ چادریں۔ نہ سرمہ اور نہ خوشبو لگائے البتہ پاک ہونے پر قسط یا اظفار لگائے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ خاوند کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ نہیں کرنا چاہیے اس کا مقصد یہ ہے کہ تین دن کے بعد آدمی کو اپنی طبیعت پر قابو پاتے ہوئے معمول کے کاموں میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ تاکہ غم ہلکا اور صدمہ کا زخم جلد مندمل ہو جائے۔ درحقیقت مسلمان ایک زندہ حوصلہ مند اور حقیقت پسند امت ہے۔ جسے سمجھایا گیا ہے کہ زندگی اور موت کو فطری عمل کے طور پر قبول کرنا چاہیے۔

اس فرمان سے برسی وغیرہ منانے کی خود بخود نفی بھی ہو جاتی ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ مشورہ دینے والے کو صحیح مشورہ دینا چاہیے۔
- ۲۔ مجبوری کی وجہ سے عدت والی عورت اپنی رہائش بدل سکتی ہے۔
- ۳۔ عدت والی عورت اپنی ملازمت اور اپنا کام کاج کر سکتی ہے۔
- ۴۔ تین دن سے زیادہ سوگ نہیں منانا چاہیے۔ صرف بیوی کے لیے حکم ہے کہ وہ خاوند کی وفات پر چار ماہ دس دن تک سوگ میں رہے۔

بَابُ الْإِسْتِبْرَاءِ

لوٹڈی کا استبراء رحم

غلامی کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اسلام نے اس کو ہرگز پسند نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف زبردست مہم پیدا فرمائی۔ تاہم مجبوری کے عالم میں اس کی ایک صورت باقی رکھی۔ اس صورت حال میں کسی کو لوٹڈی ملتی ہے تو اس کے لیے بھی اخلاقی قدروں کا خیال رکھا تا کہ اس کی اولاد در بدر کی ٹھوکریں نہ کھاتی پھرے۔ اس لئے فرمایا کہ اس کا استبراء ہونا ضروری ہے۔ استبراء کا معنی ہے رحم کا بچے سے خالی ہونا۔ نبی کریم ﷺ نے غلاموں اور لوٹڈیوں کے حقوق بیان کرتے ہوئے ان کے مالکوں کو اس بات کا پابند فرمایا کہ کوئی شخص اپنی لوٹڈی کے ساتھ اس وقت تک مجامعت نہیں کر سکتا جب تک پہلے مرد کی مجامعت کے حمل سے فارغ نہ ہو جائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ مُّحَجَّ فَسَأَلَ عَنْهَا فَقَالُوا أَمَةً لِفُلَانٍ قَالَ أَيْلِمُ بِهَا قَالُوا نَعَمْ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ لَعْنًا يَدْخُلُ مَعَهُ فِي قَبْرِهِ كَيْفَ يَسْتَعْدِمُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ أَمْ كَيْفَ يُورِثُهُ وَهُوَ لَا يَحِلُّ لَهُ. (مسلم) 1-1417

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی معظم ﷺ ایک حاملہ عورت کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ فلاں شخص کی لوٹڈی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا وہ اس سے مجامعت کرتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، جی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایسی لعنت کروں جو قبر تک اس کے ساتھ جائے۔ وہ اس بچہ سے کیسے خدمت کروائے گا؟ یا اس کو کیسے وارث بنائے گا جبکہ اس کے لئے ایسا کرنا حلال نہیں ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

رسول محترم ﷺ کو علم تھا کہ اس صحابی کو لوٹڈی فلاں دن دی گئی ہے۔ لہذا اتنی جلدی اس لوٹڈی کا جسم اس قدر بھاری نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی صحابی نے آپ کو بتلایا ہو جس پر آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں نے ایسے شخص پر لعنت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

- ۱۔ لوٹڈی خریدنے یا غنیمت میں ملنے کے بعد اس کے ساتھ ایک مہینہ تک مباشرت کرنا جائز نہیں۔
- ۲۔ حاملہ ہونے کی صورت میں بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس سے جماع کرنا حرام ہے۔



بَابُ النِّفَاقِ وَحَقِّ الْمَمْلُوكِ

اخراجات اور غلام کے حقوق

اسلام نے کچھ مجبوریوں کی وجہ سے غلامی کی جس صورت کو برقرار رکھا ہے اس میں بھی ایسی پابندیاں عائد فرمائیں کہ مالک اپنے مملوک کے ساتھ آقا کا انداز اختیار کرنے کی بجائے بڑے بھائی اور مہربان سرپرست کا رویہ اختیار کرے۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو اچھے کپڑے پہناؤ۔ اگر غلام کا کام مشکل ہو تو ان کا ہاتھ بٹایا کرو۔ بالخصوص جب وہ روزہ سے ہوں تو اس کی ڈیوٹی میں نرمی کرنی چاہیے۔ کوتاہی سرزد ہو تو مارنے پیٹنے کی بجائے معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے۔

نبی کریم ﷺ کو عورتوں اور غلاموں کے حقوق کا اس قدر خیال تھا کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں کو تاکید کی کہ وہ اپنے زیر دست افراد کے حقوق کا خیال رکھیں حتیٰ کہ جب آپ دنیا سے رخصت ہو رہے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی زبان اطہر سے جو آخری نصیحت سنی گئی وہ بھی یہی تھی: لوگو نماز اور زیر دست لوگوں کا خیال رکھنا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہندہ رضی اللہ عنہا بنت عتبہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ابوسفیان بنخیل انسان ہے وہ مجھے اور میری اولاد کو حسب ضرورت خرچ نہیں دیتا۔ الایہ کہ میں اس کے علم میں لائے بغیر اس کے مال میں سے کچھ لے سکتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اتنا خرچ لے سکتی ہے۔ جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلًا شَحِيحٌ وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدَكَ بِالْمَعْرُوفِ.

(متفق علیہ) 1-1418

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ارشاد نبوی ﷺ ہے جب اللہ پاک تم سے کسی شخص کو مال و دولت سے نوازے تو وہ سب سے پہلے اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال پر صرف کرے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَعْطَى اللَّهُ أَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ. (مسلم)

2-1419

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا، غلام کو خوراک و لباس دیا جائے اور اس سے اس کی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمَمْلُوكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيقُ. (مسلم) 3-1420

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ
جَعَلَ اللَّهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا
يَأْكُلُ وَلْيَلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفْهُ مِنَ
الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيَعْنَهُ
عَلَيْهِ. (متفق عليه) 4-1421

ارشاد فرمایا: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے
انہیں تمہارے زیر دست کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کے
بھائی کو اس کے ماتحت کر رکھا ہو۔ تو وہ اسے وہی کچھ کھلائے
جو خود کھاتا ہے اور اسی طرح کا پہنائے جیسے خود
پہنتا ہے۔ اور اس سے اتنا کام نہ لے جو اس کے لیے مشکل

ہو۔ اگر اس سے مشکل کام لے تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا جَاءَهُ
قَهْرْمَانٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ أَعْطَيْتَ الرِّقِيقَ قُوَّتَهُمْ؟
قَالَ لَا قَالَ فَاَنْطَلِقْ فَأَعْطِهِمْ فَإِنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ كَفَى بِالرَّجُلِ إِيْمًا أَنْ يُحْسِنَ
عَمَّنْ يَمْلِكُ قُوَّتَهُ.
وَفِي رِوَايَةٍ كَفَى بِالْمَرْءِ إِيْمًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ
يُقَوِّتُ. (مسلم) 5-1422

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان
کے پاس ان کا نمائندہ آیا۔ انہوں نے اس سے پوچھا
کیا تو نے غلاموں کو کھانے کا سامان دیا ہے؟ اس نے عرض
کیا، نہیں۔ تب انہوں نے حکم دیا کہ جاؤ! ان کو کھانے
کا سامان دو۔ اس لئے کہ نبی گرامی ﷺ کا فرمان ہے:
کسی شخص کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے ماتحت لوگوں
سے ان کا کھانا پینا روک رکھے۔ دوسری روایت میں ہے۔

ایک شخص کے لئے یہ گناہ کچھ کم نہیں کہ وہ ان لوگوں کے لئے خوراک کا انتظام نہ کرے جن کی خوراک کا انتظام اس کے
ذمہ ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِذَا صَنَعَ لِأَحَدِكُمْ خَادِمَهُ طَعَامَهُ ثُمَّ جَاءَهُ بِهِ
وَقَدْ وَلِيَ حَرًّا وَذُخَانَهُ فَلْيَقْعِدْهُ مَعَهُ فَلْيَأْكُلْ
فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ مَشْفُوعًا قَلِيلًا فَلْيَضَعْ فِي
يَدِهِ مِنْهُ أَكْلَةً أَوْ أَكْلَتَيْنِ. (مسلم) 6-1423

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا خادم کھانا تیار کر کے اس
کے سامنے پیش کرے چاہے وہ اسے اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا
کھلائے۔ کیونکہ اسے اس نے گرمی اور دھواں برداشت کیا
ہے۔ اگر کھانا کم مقدار میں ہو تو اسے چاہیے وہ اس کے ہاتھ
میں ایک یا دو لقمے ضرور دے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا نَصَحَ
لِسَيِّدِهِ وَأَحْسَنَ عِبَادَةَ اللَّهِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.
(متفق عليه) 7-1424

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول
معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب غلام اپنے مالک کی
خیر خواہی کرے اور اچھے طریقے سے اللہ کی عبادت بھی
کرے تو اسے دو گنا ثواب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نِعْمًا لِلْمَمْلُوكِ أَنْ يَتَوَقَّاهُ اللَّهُ بِحُسْنِ عِبَادَةِ رَبِّهِ وَطَاعَةِ سَيِّدِهِ نِعْمَالَهُ. (متفق عليه) 8-1425

عَنْ جَرِيرٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ أَيَّمَا عَبْدٍ أَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ.

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ أَيَّمَا عَبْدٍ أَبَقَ مِنْ مَوَالِيهِ فَقَدْ كَفَرَ حَتَّى يَرْجَعَ إِلَيْهِمْ. (مسلم) 9-1426

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ رضي الله عنه يَقُولُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَهُ وَهُوَ بَرِيءٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ. (متفق عليه) 10-1427

غلام اسی طرح ہو جس طرح تہمت لگانے والے نے کہا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ أَوْ لَطَمَهُ فَإِنَّ كَفَارَتَهُ أَنْ يُعْتَقَ. (مسلم) 11-1428

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ كُنْتُ أَضْرِبُ غُلَامًا لِي فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِي صَوْتًا: اْعْلَمْ أَبَا مَسْعُودٍ! لِلَّهِ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَيْهِ. فَالْتَفْتُ فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ خَرُّ لَوْجِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا غلام کے لئے یہ بات کتنی اچھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اسے فوت کرے تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت اور اپنے آقا کی اطاعت میں بخوشی مصروف ہو! (بخاری و مسلم)

حضرت جریر رضي الله عنه بیان کرتے ہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بھاگے ہوئے غلام کی نماز قبول نہ ہوگی۔ انہی سے ایک روایت میں ہے جو غلام بھاگ جائے وہ اسلام کی ذمہ داری سے نکل گیا۔ اور انہی سے ایک اور روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ جائے جب تک وہ ان کے ہاں واپس نہ پلٹے اس پر کفر کا اطلاق ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: میں نے ابو القاسم سے سنا۔ آپ ارشاد فرما رہے تھے: جو شخص اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائے حالانکہ وہ اس سے بری ہے تو مالک کو قیامت کے دن کوڑے لگائے جائیں گے۔ مگر یہ کہ

غلام اسی طرح ہو جس طرح تہمت لگانے والے نے کہا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: جس شخص نے اپنے غلام کو حد لگائی جب کہ اس نے وہ کام نہ کیا ہو یا اس کو طمانچہ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کر دے۔ (مسلم)

حضرت ابو مسعود انصاری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: میں اپنے غلام کو مار رہا تھا، میں نے اپنے پیچھے مڑ کر سے سنا: ابو مسعود خیال کرو! اللہ تعالیٰ کو جس قدر تجھ پر قدرت حاصل ہے تجھے اس پر نہیں۔ میں نے پیچھے دیکھا تو یہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!

اللّٰهُ فَقَالَ اَمَّا لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلْفَحْتِكَ النَّارُ اَوْ
 لَمَسْتُكَ النَّارُ. (مسلم) 12-1429
 اسے میں اللہ کی رضا کے لئے آزاد کرتا ہوں۔ آپ نے
 فرمایا: اگر تو آزاد نہ کرتا تو جہنم کی آگ تجھے اپنی پیٹ میں
 لے لیتی۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ غلاموں کو اچھا کھانا اور بہترین لباس پہنانا چاہیے۔
- ۲۔ کام مشکل ہونے کی صورت میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔
- ۳۔ مارنے پیٹنے کی بجائے اسے آزاد کرنا بہتر ہے۔
- ۴۔ نسلاً بعد نسل گھریلو ملازم غلاموں جیسے ہی حقوق رکھتے ہیں۔
- ۵۔ اللہ کی عبادت اور اپنے مالک کی تابع داری کرنے والے خادم کو دہرا ثواب ملے گا۔
- ۶۔ کھانا پکانے والے ملازم کو کھانے سے کچھ نہ کچھ کھلانا چاہیے۔



بَابُ بُلُوغِ الصَّغِيرِ وَحِضَانَتِهِ فِي الصَّغَرِ

بچپن میں نگہداشت اور بالغ ہونے کا ذکر

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: جنگ احد کے سال میں چودہ برس کا تھا مجھے رسول مکرم ﷺ کے حضور پیش کیا گیا، آپ نے مجھے واپس کر دیا۔ جنگ خندق کے سال جب میں پندرہ سال کا ہوا اور آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت عطا فرمائی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ مجاہد اور کم عمر والوں کے درمیان فرق ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صلح حدیبیہ میں نبی مکرم ﷺ نے تین شرائط پر صلح کی: جو مشرک آپ کے ہاں پہنچ جائے آپ اسے واپس کر دیں گے اور جو مسلمان کافروں کے پاس چلا جائے گا اسے وہ واپس نہیں کریں گے اور آئندہ سال آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور وہاں تین دن قیام کر سکیں گے۔ جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے اور مدت ختم ہو گئی، اور آپ ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ کے پیچھے آتے ہوئے آوازیں دے رہی تھی۔ چچا! چچا! حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا علی نے ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ کر لیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ باہم اختلاف کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس کو اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ عُرِضْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ أُحُدٍ وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعٍ عَشَرَ سَنَةً فَرَدَّنِي ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسٍ عَشَرَ سَنَةً فَأَجَازَنِي فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ هَذَا فَرْقٌ مَا بَيْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذَّرِيَّةِ. (متفق عليه) 1-1430

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ عَلَى أَنْ مَنْ آتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ رَدُّهُ إِلَيْهِمْ وَمَنْ آتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَرُدُّوهُ وَعَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيَقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ خَرَجَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي يَا عَمُّ يَا عَمُّ! فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَآخَذَ بِيَدِهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعَفَرُ قَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرُ بِنْتُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدُ بِنْتُ أَخِي فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لَجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَقَالَ لَزَيْدٍ أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا. (متفق عليه) 2-1431

زید بن حارثہؓ نے کہا: یہ تو میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ نبی محترم ﷺ نے لڑکی حضرت جعفرؓ کی سرپرستی میں دیتے ہوئے فرمایا: خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اور علیؓ کو فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں اور جعفرؓ کو فرمایا: تم تو شکل و صورت اور عادات میں میرے مشابہ ہو۔ اور زید بن حارثہؓ کو فرمایا: آپ ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے دوست ہیں۔ (بخاری و مسلم) حضرت زیدؓ اور حضرت حمزہؓ کے درمیان مواخات تھی۔

خلاصہ باب

- ۱۔ یتیم کی کفالت کا حق اور فرض قریبی رشتہ دار کا ہوتا ہے۔
- ۲۔ خالہ ماں کے مقام پر ہوتی ہے۔
- ۳۔ بلوغت کی عمر عام طور پر پندرہ سال کے قریب ہوتی ہے۔
- ۴۔ دینی اور قومی مصلحت کی خاطر کفار سے کمزور شرائط پر معاہدہ کیا جاسکتا ہے۔



کتاب العتق

غلاموں کو آزاد کرنا

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے یہاں تک کہ شرمگاہ کو شرمگاہ کے عوض جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللَّهُ بِكُلِّ عَضْوٍ مِنْهُ عَضْوًا مِنَ النَّارِ حَتَّىٰ فَرَجَهُ بِفَرْجِهِ. (متفق علیہ) 1-1432

فہم الحدیث

غلام کو آزاد کرنے کی نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر اہمیت بیان فرما رہے ہیں کہ ہر جوڑ کے بدلے آزاد کرنے والے کے جوڑ جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا حتیٰ فرج کے بدلے فرج آزاد ہوگی۔ ایک ایک جوڑ کا ذکر اس لیے فرمایا کہ جو پوام غلام آزاد نہیں کر سکتا وہ اس نیکی میں کسی کے ساتھ شراکت کی کوشش کرے۔ اس تحریک سے لوگوں میں اس قدر شوق پیدا ہوا کہ لوگ غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے، تاکہ اس عظیم کام میں شراکت ہو سکے۔ اور مالک چھوٹی چھوٹی غلطی پر غلام آزاد کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے دریافت کیا: کون سی گردن آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جو قیمت میں زیادہ اور اس کے مالک کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ کام نہ کر سکوں؟ آپ نے فرمایا: تو ایسا کام کرنے والے کی اعانت کرنا جو شخص کسی چیز کو بنانا نہ جانتا ہو اس کو چیز بنا دے۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ قَالَ قُلْتُ فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ قَالَ أَغْلَاهَا ثَمَنًا وَانْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ تُعِينُ صَانِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ قَالَ تَدْعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَىٰ نَفْسِكَ. (متفق علیہ) 2-1433

کام نہ کر سکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے شر سے لوگوں کو بچانا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ غلام آزاد کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت ہی پسندیدہ عمل ہے۔ ۲۔ غلام کو آزادی دینے والا جہنم کے عذاب سے آزادی پائے گا۔
- ۳۔ غلام کی آزادی میں تعاون کرنے والا اپنی نیت اور حصہ کے مطابق اجر پائے گا۔ ۴۔ اپنے شر سے لوگوں کو بچانا بھی صدقہ ہے۔

بَابُ إِعْتَاقِ الْعَبْدِ الْمُشْتَرَكِ وَشَرَى الْقَرِيبِ وَالْعِتْقِ فِي الْمَرَضِ

مشترک غلام کو آزاد کرنے، قرابت دار کو خریدنے اور بیماری میں آزاد کرنے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کیا اور آزاد کرنے والے کے پاس مال ہو جس سے غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکتی ہو تو اس کے لیے غلام کی عادلانہ قیمت کا تعین کیا جائے گا اور اس سے اس کے شرکاء کو حصے دیے جائیں گے۔ اور غلام اس کی جانب سے آزاد ہوگا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَعْتَقَ شُرْكَاءَ لَهُ فِي عَبْدٍ وَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قَوْمَ الْعَبْدِ عَلَيْهِ قِيمَةٌ عَدْلٍ فَأُعْطِيَ شُرْكَاءُ حَصَصَهُمْ وَاعْتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ (متفق علیہ) 1-1434

اور اگر اتنا مال نہیں ہے تو پھر غلام کا اتنا حصہ ہی آزاد ہوگا جس قدر اس نے آزاد کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے کسی غلام میں سے اپنے حصے کو آزاد کیا تو اگر آزاد کرنے والے کے پاس رقم ہے تو مکمل غلام آزاد کر دیا جائے۔ اور اگر اس کے پاس رقم نہیں ہے تو پھر

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِقْصًا فِي عَبْدٍ أَعْتَقَ كُلَّهُ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ أُسْتُسَعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ. (متفق علیہ) 2-1435

غلام سے محنت کروائی جائے گی (کہ آزادی کے لیے روپیہ اکٹھا کرے) اور اس پر جبر نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کر دیا ان کے علاوہ اس کے پاس کوئی مال نہ تھا تو رسول معظم ﷺ نے سب غلاموں کو بلایا ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے قرعہ اندازی کی تو دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رہنے دیا اور اسے تنبیہ فرمائی۔ (مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ فَدَعَا بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَزَّاهُمْ أَلْفًا ثَلَاثًا أَفْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَارَقَ أَرْبَعَةً وَقَالَ لَهُ قَوْلًا شَدِيدًا (رواه مسلم) 3-1436

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لڑکا اپنے والد کے حقوق کا بدلہ نہیں دے سکتا سوائے اس صورت کے کہ اگر وہ باپ کو کسی کا غلام پائے تو اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيهِ فَيُعِثَّهُ. (رواه مسلم) 4-1437

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک انصاری شخص نے اپنے غلام کو مدبر کر دیا۔ حالانکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ تھا۔ نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسکو مجھ سے کون خریدے گا؟ چنانچہ نعیم بن عبد اللہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت میں ہے کہ نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خریدا پھر وہ رقم لے کر نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم مالک کے سپرد کر دی اور فرمایا: پہلے یہ رقم اپنے آپ پر خرچ کر! اگر کچھ باقی بچے تو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرو اگر اہل و عیال پر خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ جائے تو اپنے قرابت داروں پر خرچ کرنا! اگر قرابت داروں سے کچھ بچ رہے تو پھر ادھر ادھر خرچ کر! یعنی اپنے آگے پیچھے دائیں، بائیں خرچ کرو!۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ ذَبَرَ مَمْلُوكًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَأَشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ النَّحَامِ رضی اللہ عنہ بِثَمَانٍ مِائَةِ دِرْهَمٍ (متفق عليه)

و فِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَأَشْتَرَاهُ نَعِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانٍ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلَا هَلِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهَكَذَا وَ هَكَذَا فَيَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَ عَنْ يَمِينِكَ وَ شِمَالِكَ. 5-1438

فہم الحدیث

وہ غلام جسے اس کا مالک یہ اختیار دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اسے ”مدبر“ کہتے ہیں تیسری اور پانچویں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس اور کوئی جائیداد نہیں اس کے پاس صرف ایک یا اس سے زائد غلام ہیں۔ طلب ثواب اور شوق سخاوت میں وہ ان کو آزاد کر دیتا ہے۔ اب اس کے مرنے کے بعد اس کے بچوں کو کما کر کھلانے والا اور کوئی نہیں۔ گویا کہ یہی اس کی جائیداد تھی۔ جس طرح فوت ہونے والے کو اپنی پوری جائیداد صدقہ کرنے کی اجازت نہیں اسی اصول کے تحت صحابہ کو بعض حالات کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے نہ صرف روک دیا بلکہ ایک صحابی کے بیچے ہوئے غلام کو واپس لے کر اس کی بولی چکائی اور وہ رقم اس کے مالک کو دی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خرچ کرے۔ تاکہ اس کے بچے اور دیگر حق دار محروم نہ رہیں۔



کِتَابُ الْاِيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

قسم کھانے اور نذر ماننے کے مسائل

انسان کی جبلت میں یہ بات شامل ہے کہ جب وہ اپنی بات کو مؤثر اور مضبوط کرنا چاہتا ہے تو وہ شواہد اور دلائل کے ساتھ کسی عزیز یا محترم چیز کی قسم اٹھایا کرتا ہے۔ تاکہ سننے والا اسکی بات پر اعتماد اور یقین کر لے۔ ہر دور کے مشرک اپنے باطل خداؤں کی قسمیں اٹھایا کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے اس طریقہ گفتگو کی اصلاح کرتے ہوئے فرمایا کہ بلاوجہ قسمیں اٹھانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اگر قسم اٹھانا ناگزیر ہو تو غیر اللہ کی قسم اٹھانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھانا چاہیے۔

دوسری طرف آپ ﷺ نے اس بات کو بہت ہی برا جانا ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کو دنیاوی فائدے اور محض ڈھال کے طور پر استعمال کرے۔ کیونکہ یہ منافق کی عادت ہوتی ہے۔ قسم اٹھانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو گواہ بنانے کے مترادف ہے اس لئے آدمی کو حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے کہ وہ منہ سے نکلی ہوئی قسم اور بات کی پاسداری کرے بصورت دیگر اسے قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑے پہنانا۔ یا پھر ایک غلام آزاد کرنا اگر یہ کام مشکل ہو تو تین روزے رکھنا ہوں گے۔ (پ ۷ رکوع ۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ قسم کھاتے وقت اکثر فرماتے تھے: اس ذات کی قسم جو دلوں کو پھیرنے والا ہے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوبِ. (بخاری) 1-1439

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادا کے نام کی قسمیں

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَنْهَكُكُمْ أَنْ تَخْلِفُوا بِأَبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَخْلِفْ بِاللَّهِ أَوْ لِيَصُمْتُ. (متفق علیہ) 2-1440

کھاؤ۔ جسے قسم اٹھانی ہو وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے یا خاموش رہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بتوں اور اپنے آباؤ اجداد کے ناموں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَخْلِفُوا بِالطَّوَاغِي وَلَا بِأَبَائِكُمْ. (مسلم) 3-1441

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس نے لات وعزی کی قسم کھائی وہ دوبارہ لا الہ الا اللہ پڑھے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ خَلَفَ فَقَالَ فِي خَلْفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ تَعَالَ

أَقَامِرَكَ فَلْيَتَصَدَّقْ. (متفق عليه) 4-1442
 عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ ۞ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ
 كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ
 فِيَمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا
 عَذَبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ
 كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ
 وَمَنْ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ
 اللَّهُ إِلَّا قِلَّةً. (متفق عليه) 5-1443

آؤ جو اھیلیں وہ صدقہ کرے۔ (بخاری و مسلم)
 حضرت ثابت بن ضحاک ۞ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم
 ﷺ نے فرمایا: جو اسلام کے علاوہ دوسرے دین کی جھوٹی قسم
 اٹھاتا ہے تو وہ اسی دین پر سمجھا جائے گا جس کی اس نے قسم
 اٹھائی۔ اور جو چیز کسی کی ملکیت ہی نہیں اس کی نذر ماننا درست
 نہیں۔ اور کسی نے جس چیز سے دنیا میں خودکشی کی قیامت کے
 دن اسی چیز کے ساتھ اسے عذاب دیا جائے گا۔ جو شخص کسی
 ایماندار پر لعنت بھیجتا ہے تو اس کا لعنت بھیجنا اسکے قتل کے
 مترادف ہے۔ اور جو کسی مومن کو کافر کہتا ہے یہ اسکے قتل کے
 برابر ہے۔ اور جو جھوٹا دعویٰ کرتا ہے تاکہ اس کے ساتھ زیادہ مال جمع کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی کر دے گا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

کسی پر لعنت کرنا یا کافر کہنا اسے اخلاقی لحاظ سے قتل کرنے کے مترادف ہے جس کی آپ ﷺ نے ہرگز اجازت نہیں دی
 عَنْ أَبِي مُوسَى ۞ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 إِنِّي وَاللَّهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ
 فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا كَفَرْتُ عَنْ يَمِينِي
 وَآتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ. (متفق عليه) 6-1444

حضرت ابو موسیٰ ۞ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ
 نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ کی مشیت شامل حال ہو تو جس
 کام پر میں قسم اٹھاتا ہوں اگر میں اس کے بجائے دوسرے
 کام کو بہتر سمجھتا ہوں تو قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں اور وہ کام
 کرتا ہوں جو پہلے سے افضل ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ ۞ قَالَ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ
 ۞ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيَتْهَا عَنْ
 مُسْئَلَةٍ وَكَلَّتْ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ
 مُسْئَلَةٍ أَعْنَتْ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ
 فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكُفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ
 وَابْتَغِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ.
 وَفِي رِوَايَةٍ فَأَبِ الدِّي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ ۞ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم
 ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے عبدالرحمن
 بن سمرہ (۞)! خود عہدہ نہ مانگ! اس لئے کہ اگر تمہیں
 منصب تمہارے مطالبہ پر دے دیا گیا تو تمہیں اس کے
 سپرد کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر بلا مطالبہ تم کو ذمہ داری مل
 جائے تو اس پر تمہاری اعانت کی جائے گی۔ اور جب تم کسی
 کام پر قسم اٹھاؤ، لیکن اس کے علاوہ کسی دوسرے کام کو اس
 سے بہتر سمجھو تو قسم کا کفارہ ادا کر دو۔ اور جو کام بہتر ہے اسے

يَمِينِكَ. (متفق عليه) 7-1445

سرا انجام دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو کام اچھا ہو اسے سرا انجام دو اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ارشاد نبوی ﷺ ہے جو شخص کسی کام پر قسم اٹھاتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کام کو اس سے بہتر سمجھتا ہے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے اور وہ کام کرے جس کے نہ کرنے کی قسم اٹھائی تھی۔ (مسلم)

8-1446

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَى خَيْرًا مِنْهَا فَلْيَكْفُرْ عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَفْعَلْ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اگر اپنے اہل کے بارے میں اپنی قسم پر اصرار کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ گار ہے کہ وہ قسم کا وہ کفارہ ادا کرے جس کو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ لَأَنْ يُلْجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ أَوْ فِي أَهْلِ لَهْ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ أَنْ يُعْطَى كَفَّارَتُهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللَّهُ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 9-1447

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تیری قسم کا وہی مطلب سمجھا جائے گا جو مفہوم قسم اٹھانے والا سمجھ رہا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمِينُكَ عَلَى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ. (مسلم) 10-1448

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں ارشاد رسول معظم ﷺ ہے: قسم لینے والے کی نیت کے مطابق قسم ہوتی ہے۔ (مسلم)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہ آیت ”تمہاری لغو قسموں کا اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں کرتے“ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو کہتا ہے: نہیں اللہ کی قسم! ضرور اللہ کی قسم! (بخاری)

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْيَمِينُ عَلَى نِيَةِ الْمُسْتَخْلِفِ. (مسلم) 11-1449
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ”لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ“ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللَّهِ وَبَلَى وَاللَّهِ. (بخاری) 12-1450

خلاصہ باب

- ۱۔ قسم اللہ کے نام کی اٹھانی چاہیے۔ ۲۔ غیر اللہ کے نام پر قسم اٹھانے والے کو توبہ کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے۔ ۳۔ کسی کو جو کھیلنے کی دعوت دینا گناہ ہے اس پر صدقہ کرنا چاہیے۔ ۴۔ قسم توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھانا۔ یا کپڑے پہنانا۔ یا غلام آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزے رکھنا ہے۔ ۵۔ مانگ کر منصب لینے والے کی اللہ تعالیٰ مدد نہیں فرماتے۔ ۶۔ غلط کام پر قسم اٹھانا جائز نہیں اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ ۷۔ قسم کا وہی مطلب لیا جائے گا جو قسم لینے والا سمجھتا ہو۔ ۸۔ بغیر ارادہ اور بلا اختیار قسم منہ سے نکل جائے تو مواخذہ نہ ہوگا۔

بَابُ فِي النُّذُورِ

نذروں کا بیان

جہاں تک نذر کا معاملہ ہے تو اکثر لوگ اس طرح نذر مانتے ہیں کہ اگر فلاں مشکل رفع ہو جائے یا اللہ تعالیٰ مجھے فلاں چیز عطا فرمائے گا تو میں اتنا صدقہ روزے عمرہ یا اتنی نماز پڑھوں گا۔ بصورت دیگر ایسا آدمی اپنے آپ کو اس کام کا پابند نہیں سمجھتا۔ اس طریقے کو نبی کریم ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ آپ کا فرمان ہے کہ اس طرح صرف اللہ تعالیٰ کجوس کا مال نکلاتے ہیں۔ گویا کہ اسے حقیقی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ انسان اور یہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور ملکیت ہے اس لئے شرعاً اور اخلاقاً کسی بندے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حقیقی خالق و مالک کے ساتھ اس قسم کی شرط لگائے۔

نذر ماننے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ آدمی مطلوبہ دعا کے قبول ہونے سے پہلے یا بعد میں اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق صدقہ و خیرات کرے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تم نذر نہ مانا کرو اس لئے کہ نذر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی اس طرح صرف بخیل سے کچھ نہ کچھ مال نکلوایا جاتا ہے (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جو اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی کی نذر مانے وہ اس کی نافرمانی نہ کرے (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَنْذَرُوا فَإِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِي مِنَ الْقَدْرِ شَيْئًا وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبُخِيلِ (متفق عليه) 1-1451

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يُعْصِيَهُ فَلَا يُعْصِهِ (رواه البخاری) 2-1452

فہم الحدیث

بظاہر کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کی نذر نہیں مانتا۔ اس سے مراد ایسی نذر ہے جس میں رب کریم کی نافرمانی پائی جاتی ہو۔ جب معلوم ہو جائے کہ اس نذر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے تو یہ نذر پوری نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا نافرمانی کی نذر کو پورا نہ کیا جائے اور جو چیز انسان کے قبضہ میں نہیں اس کی نذر نہ مانی جائے۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر نہیں ہے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا وَفَاءَ لِنَذْرِ فِي مَعْصِيَةٍ وَلَا فِي مَالٍ لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ (رواه مسلم) وَفِي رِوَايَةٍ لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ 3-1453

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ (رواه المسلم) 4-1454

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نذر کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے (مسلم)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالُوا أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُرُّوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيَتِمَّ صَوْمَهُ (رواه البخاری) 5-1455

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے بارے میں دریافت کیا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یہ شخص ابواسرائیل ہے اس نے نذر مان رکھی ہے کہ وہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں۔ اور نہ سائے میں جائے گا۔ نہ کلام ہی کرے گا۔ اور روزے سے رہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: اس کو کہو وہ کلام کرے۔ سائے میں بھی رہے اور بیٹھ جائے، لیکن روزہ پورا کرے (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى شَيْخًا يُهَادِي بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ مَا بَالُ هَذَا قَالُوا نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَنْ تَعْدِيْبِ هَذَا نَفْسَهُ لَغَنَى وَأَمْرُهُ أَنْ يَرْكَبَ (متفق عليه)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لے کر چل رہا تھا۔ آپ نے پوچھا: اس کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بتایا اس نے نذر مانی ہے۔ کہ وہ بیت اللہ تک پیدل چل کر جائے گا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کرے اور آپ نے اس کو سواری پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم) اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَرَكَبَ أَيُّهَا الشَّيْخُ فَإِنَّ اللَّهَ غَنَى عَنْكَ وَعَنْ نَذْرِكَ 6-1456

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بڑے میاں سوار ہو جاؤ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری نذر سے بے پروا ہے۔

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عْبَادَةَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي نَذْرٍ كَانَ عَلَى أُمِّهِ فَتَوَقَّيْتُ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا (متفق عليه) 7-1457

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والدہ کے ذمے نذر کے بارے میں عرض کیا وہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئی تھیں۔ آپ نے اسے حکم دیتے ہوئے

فرمایا کہ وہ اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کریں (بخاری و مسلم)

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَخْلَعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُمِسْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّي أُمِسْكَ سَهْمِي الَّذِي بَخَعِيرَ (متفق عليه) 8-1458

رسول معظم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ توبہ قبول ہونے کی وجہ سے میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے صدقہ کروں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کچھ مال اپنے پاس رہنے دو اس میں تیری بھلائی ہے اس پر میں نے عرض کیا: تو میں خیبر والے مال کو اپنی ملکیت میں رکھتا ہوں (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس ارشاد سے معام ہوا کہ کوئی شخص نیک جذبات میں آ کر ایسے کام کی یتیت کر لیتا ہے جس کے کرنے سے اسے آنے والے وقت میں مشکل پیش آئے گی۔ تو وہ اپنے ارادہ میں تبدیلی کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر پورے کا پورا مال خرچ کرنا یا ایک آدمی کہتا ہے کہ میں اتنے ہزار نفل پڑھوں گا یا اتنی رقم صدقہ کروں گا لیکن وہ اتنا صدقہ نہیں کر سکتا اور نفل نہیں پڑھ سکتا تو اسے توبہ کرنی چاہیے اور اپنی طاقت کے مطابق صدقہ اور نفل پڑھنے چاہیے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشروط نذر ماننے پر ثواب نہیں ہوتا۔
- ۲۔ نذر اپنی ہی چیز کی مانی چاہیے۔
- ۳۔ غیر اللہ اور شریعت کے خلاف نذر ماننا حرام ہے۔
- ۴۔ ماں باپ کے فوت ہونے کے بعد ان کی مانی ہوئی نذر اولاد کو پوری کرنی چاہیے۔
- ۵۔ نذر جسمانی اور مالی استعداد کے مطابق ہونی چاہیے۔
- ۶۔ نذر پوری کرنے کی استعداد نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرنا چاہیے۔
- ۷۔ گناہ کے کام پر نذر مانی ہو تو اس نذر کو پورا نہیں کرنا چاہیے۔
- ۸۔ نذر اور قسم کا کفارہ ایک ہی طرح ہے۔



کتاب القصاص

قصاص کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبَاعْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرة: ۱۷۸-۱۷۹)

اے ایمان والو! جو ناحق مارے جاویں ان کا قصاص تم پر فرض کیا گیا ہے۔ آزاد کے بدلے آزاد غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔ پس جس کو مقتول کے وارث معاف کر دیں یا دستور کے مطابق خون بہا طلب کریں تو اسے اچھی طرح ادا کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے رعایت اور رحمت ہے پس جس نے اس کے بعد زیادتی کی اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور قصاص میں ہی تمہاری زندگی کی بقا ہے اے صاحب عقل و دانش لوگو! تم اللہ سے ڈرتے رہو۔“

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں عقیدہ توحید، فکر آخرت، اخلاقی ضابطوں اور ہدایات کے ذریعے مسلمانوں کو اپنی اصلاح خود کرنے کی ذمہ داری اٹھانے کی راہنمائی فرمائی گئی ہے۔ لیکن انسان میں فطری طور پر کچھ کمزوریاں ہونے کی وجہ سے اس سے بعض اوقات بڑے بڑے جرائم سرزد ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کا فوری محاسبہ اور مؤاخذہ نہ کیا جائے تو دنیا کا نظام تہس نہس ہو کر رہ جائے کیونکہ معاملات و قضیات کے فیصلے صرف آخرت کے حوالے کرنے سے نظام میں درستگی پیدا نہیں ہوتی۔ اس لیے جرائم کی روک تھام، مظلوموں کی داد رسی اور مجرم کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے قصاص کو انسانی حیات کی بقا اور حقیقی زندگی قرار دیا ہے۔

رسول محترم ﷺ کریم و کریم ہونے کے باوجود قصاص اور حدود کے معاملے میں کسی سفارش اور رعایت کو درخور اعتنا نہیں سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ ملزم سے اچھی طرح چھان بین فرماتے۔ جرم ثابت ہونے کے بعد بلا امتیاز و رعایت اس پر حد یا تعزیر نافذ کرتے۔ اسی وجہ سے جرائم سے بھری ہوئی عرب دنیا چند سالوں میں جنت نظیر بن گئی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ ﷺ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم

ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان شخص کا خون جائز نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ البتہ تین باتوں میں سے ایک بات کی وجہ سے اس کا خون جائز ہوگا (۱) جان کے بدلے جان (۲) شادی شدہ زانی (۳) دین اسلام سے نکل جانے والا

یعنی مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑنے والے کا خون مباح ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن دین کے معاملہ میں ہمیشہ فراخی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں بہاتا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یعنی مومن کو نیک اعمال کی توفیق حاصل رہتی جب تک وہ قتل و غارت میں ملوث نہیں ہوتا۔

دوسرا اس کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مومن ہمیشہ امن و امان اور بے خوف و خطر زندگی گزارتا ہے جب تک کسی کا ناحق قتل نہیں کرتا جب کسی کا ناحق قتل کرے گا تو ظاہر ہے اس کے بدلے میں ہمیشہ خوف زدہ رہے گا۔ جس سے اس کی زندگی کا سکون تباہ ہو جائے گا۔ اور مقدمات پر مال بھی ضائع ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں کے درمیان قتلوں کا فیصلہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : میں نے رسول
رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اگر میری کسی کافر سے لڑائی ہو جائے، ہم دونوں ایک دوسرے
پر حملہ آور ہوں، وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار کا وار کر کے اسے
کاٹ ڈالے، پھر وہ ایک درخت کی اوٹ میں ہو کر مجھ سے
بچنے کے لئے کہے، میں اللہ کی رضا کے لئے اسلام قبول کرتا
ہوں، ایک اور حدیث میں ہے جب میں اسے قتل کا ارادہ
کروں تو وہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تو کیا اس کے کلمہ پڑھنے کے

وَفِي رَوَايَةٍ فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لَأَقْتُلَهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ أَقْتُلْهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدَى يَدَيَّ فَقَالَ رَسُولُ

اللَّهُ ﷻ لَا تَقْتُلُهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلِكَ
قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ
كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ. (متفق عليه) 4-1462

بعد میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: تجھے اس کو قتل
نہیں کرنا چاہئے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول
ﷺ! اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے؟ رسول معظم ﷺ

نے فرمایا تم: اسے قتل نہیں کر سکتے۔ اگر تو اسے قتل کرے گا تو وہ تیرے اس مقام پر ہوگا جو اس کے قتل کرنے سے پہلے
تیرا تھا اور تو اس کے اس مقام میں ہوگا جو اس کلمہ کے کہنے سے پہلے اس کا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَنَاسٍ مِنْ جُحَيْنَةَ
فَأَتَيْتُ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَذَهَبْتُ أَطْعُمُهُ فَقَالَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَجِئْتُ إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَقَتَلْتَهُ وَقَدْ شَهِدَ أَنْ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا
فَعَلَ ذَلِكَ تَعَوُّذًا قَالَ فَهَلَا شَقَقْتُ عَنْ قَلْبِهِ
(متفق عليه)

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسول مکرم
ﷺ نے جہینہ قبیلہ کے چند لوگوں کی طرف بھیجا۔ جب
میں ایک شخص کے سامنے ہو کر اسے نیزہ مارنے لگا تو اس نے
لا الہ الا اللہ کہہ دیا۔ میں نے پھر بھی نیزہ مار کر اسے قتل
کر دیا۔ بعد ازاں میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں
حاضر ہو کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپؐ نے فرمایا: افسوس کہ تو
نے اسے قتل کر دیا! حالانکہ وہ گواہی دے رہا تھا صرف اللہ
تعالیٰ ہی معبود برحق ہے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے
رسول ﷺ! اس نے تو بچاؤ کے لئے ایسا کیا تھا۔ آپ
نے فرمایا: کیا تو نے اس کے دل کو چہرہ کر معلوم کر لیا تھا؟
(بخاری و مسلم)۔ اور جندب بن عبد اللہ نجلیؓ کی روایت
میں ہے رسول اللہ ﷺ نے بار بار فرمایا جب قیامت کے

وَفِي رِوَايَةٍ جُنْدُبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيُّ ﷺ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَيْفَ تَصْنَعُ بَلَا إِلَهَ إِلَّا
اللَّهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ قَالَهُ
مِرَارًا. (مسلم) 5-1463

دن کلمہ لا الہ الا اللہ آئے گا تو تیرے پاس کیا جواب ہوگا؟ (مسلم)

فہم الحدیث

دین اسلام کی امن پسندی اور خیر خواہی کا اندازہ فرمائیں کہ وہ صرف اپنے چاہنے اور ماننے والوں کا ہی تحفظ نہیں کرتا،
بلکہ وہ اپنے زیر دست رہنے والے حضرات کا اس قدر خیر خواہ اور محافظ ہے کہ اگر کسی مسلمان نے ذمی کو ناحق قتل کر دیا
اور دنیا میں کسی طرح سزا سے بچ بھی جائے تو قیامت کے روز جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم
ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ذمی کا قتل کو ناحق قتل کیا تو وہ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ

رَاحَةَ الْجَنَّةِ وَإِنْ رِيحَهَا تَوَجَّدَ مِنْ مَسِيرَةٍ
أَرْبَعِينَ خَرِيفًا. (بخاری) 6-1464
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ
تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى
فِيهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سَمًا
فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ
خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ
فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَتَوَجَّاهُ فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ
خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا. (متفق عليه) 7-1465

جنت کی خوشبو محسوس نہیں کرے گا۔ جبکہ جنت کی خوشبو
چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔ (بخاری)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ
نے فرمایا: جس شخص نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کی وہ ہمیشہ
ہمیشہ دوزخ کی آگ میں خود کو گراتا رہے گا۔ اور جس شخص
نے زہر پی کر خودکشی کی تو زہر کا پیالہ اس کے ہاتھ میں ہوگا
اور وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ زہر کے پیالے کے گھونٹ
پیتا رہے گا۔ اور جس نے نیزہ مار کر خودکشی کی تو وہ نیزہ اس
کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں اپنے
پیٹ میں نیزہ مارتا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الَّذِي يَخْنُقُ
نَفْسَهُ يَخْنُقُهَا فِي النَّارِ وَالَّذِي يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا
فِي النَّارِ. (بخاری) 8-1466

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ
نے فرمایا: جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرتا ہے تو وہ اسی
طرح دوزخ میں بھی اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص خود کو

نیزہ مار کر قتل کرتا ہے وہ جہنم میں بھی خود کو نیزہ مارتا رہے گا۔ (بخاری)

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ فِي مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
رَجُلٌ بِهِ جَرَحٌ فَجَزَعٌ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا
يَدَهُ فَمَا رَقَا الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
بَادِرْنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ فَحَرَّمْتُ عَلَيْهِ
الْجَنَّةَ. (متفق عليه) 9-1467

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں: رسول مکرم
ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے دور میں ایک زخمی شخص تھا تو اس
نے گھبراہٹ کے عالم میں چھری کے ساتھ اپنا ہاتھ کاٹ دیا
اور خون نہ رکنے کی وجہ سے وہ فوت ہو گیا۔ تو اللہ نے اس کے
بارے میں فیصلہ فرمایا: ہمیرے بندے نے خود کو قتل کر کے
مرنے کے لئے جلدی کئی اس لئے میں نے اس پر جنت حرام
کردی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ
وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَمَرَضَ فَجَزَعُ
فَأَخَذَ مَسَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے جب
مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی تو طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ دوسی اور اس
کی قوم کے ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے
کے لئے ہجرت کی۔ یہاں آ کر وہ آدمی بیمار ہو گیا۔ اس نے

فَشَخَبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَأَاهُ الطُّفِيلُ بْنُ
عَمْرٍو ۞ فِي مَنَامِهِ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةً وَرَأَاهُ
مُغْطِيًا يَدِيهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ
فَقَالَ غَفَرْتُ لِي بِهَجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ ۞ فَقَالَ
مَا لِي أَرَاكَ مُغْطِيًا يَدَيْكَ قَالَ لِي قِيلَ لَنْ
نُضْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَضَاهَا الطُّفِيلُ
۞ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ۞ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ۞ اَللَّهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاعْفِرْ.

(مسلم) 10-1468

گھبراہٹ کے عالم میں تیز آ لے سے اپنے ہاتھ کی انگلیوں
کے جوڑوں کو کاٹ دیا۔ اس کے ہاتھ سے خون بہہ نکلا اور وہ
فوت ہو گیا۔ تو طفیل بن عمرو ۞ نے اس شخص کو خواب میں
دیکھا: اس کی شکل و صورت نہایت اچھی ہے مگر اس نے
ہاتھوں کو چھپا رکھا ہے۔ طفیل بن عمرو ۞ نے اس سے دریافت
کیا: تیرے رب نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اس نے
بتایا: میرے رب نے مجھے نبی ﷺ کی جانب ہجرت کرنے
کی وجہ سے معاف کر دیا ہے۔ انہوں نے مزید دریافت کیا:
میں دیکھ رہا ہوں تو نے اپنے ہاتھوں کو چھپایا ہوا ہے

یہ کیوں؟ اس نے بتایا: مجھے کہا گیا ہے کہ ہم تیرے جسم کے اس حصے کو درست نہیں کریں گے جس کو تو نے خود زخمی
کیا ہے۔ طفیل بن عمرو ۞ نے اس خواب کو نبی مکرم ﷺ کے سامنے بیان کیا: تو رسول اکرم ﷺ نے دعا کی: اے
اللہ! اس کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما! (مسلم)

فہم الحدیث

اسلام صبر و تحمل کا دین ہے۔ وہ ہر قسم کی تکلیف اور آزمائش کو حوصلہ کے ساتھ برداشت کرنے اور اس کے بدلے آخرت کے اجر
و ثواب کا یقین دلاتا ہے۔ اگر آدمی مصیبت کے وقت صبر سے کام نہیں لیتا تو اس دنیا میں بھی اس کے مسائل میں اضافہ ہوتا ہے
اور قیامت کے دن بھی مشکلات اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ کوئی غربت سے تنگ آ کر خودکشی کرتا ہے تو اس سے
اس کی آخرت تباہ ہوگی اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا رہا سہا سہارا بھی ختم ہو جائے گا۔ لہذا زندگی رب کریم کا عطیہ ہے
اس میں نشیب و فراز تو آتے ہی رہتے ہیں جن پر صبر کرنا چاہیے آخرت کی تکلیف کے بدلے میں یہ تکلیفیں ہلکی اور عارضی
ہیں۔

حضرت انس ۞ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے ایک
لڑکی کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دیا۔ لڑکی سے
دریافت کیا گیا: تیرا سر کس آدمی نے کچلا ہے؟ کیا فلاں شخص
نے؟ کیا فلاں نے؟ جب قاتل یہودی کا نام لیا گیا تو اس
نے سر کے اشارے سے بتایا۔ جب اس یہودی کو لایا گیا تو
اس نے اقرار کر لیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ اس

عَنْ أَنَسٍ ۞ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ
حَجَرَيْنِ فَقِيلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكَ هَذَا أَفْلَانٌ؟
أَفْلَانٌ حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ فَأُؤْمِتَ بِرَأْسِهَا
فَجِئَءَ بِالْيَهُودِيِّ فَأَعْتَرَفَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ
اللَّهِ ۞ فَرَضَّ رَأْسَهُ بِالْحِجَارَةِ. (متفق
عليه) 11-1469

وَعَنْهُ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيْعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثَنِيَّةٌ جَارِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ ﷺ عَمُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ لَا وَاللَّهِ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَنَسُ ﷺ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَهُ. (متفق عليه) 12-1470

کے سر کو بھی پتھر کے ساتھ کچل دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: ربیع حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ دیا تو وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دیا۔ انس بن نضر رضی اللہ عنہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں انہوں نے کہا، نہیں اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ربیع کا دانت بدلے میں نہیں توڑا جائے گا۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب میں تو قصاص ہے۔ لیکن لڑکی والوں نے دیت لینا قبول کر لیا اور اس پر راضی ہو گئے۔ رسول محترم ﷺ نے

فرمایا: بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جب وہ اللہ کے بھروسے پر قسم اٹھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دکھاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ ﷺ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيًّا هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ فَقَالَ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ إِلَّا فَهَمَّا يُعْطَى رَجُلٌ فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قُلْتُ وَمَا فِي الصَّحِيفَةِ قَالَ أَلْعَقْلُ وَفِكَاكَ الْأَسِيرِ وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (بخاری) 13-1471

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا آپ کے پاس ایسا علم ہے جو قرآن مجید میں نہیں ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا ہمارے پاس وہی علم ہے جو قرآن مجید میں ہے اور دین کا فہم جو کسی انسان کو اللہ کی کتاب سے عطا کیا جائے۔ ہاں اور جو اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے دریافت کیا اس صحیفہ میں کیا ہے؟ انہوں نے بتایا اس میں دیت

اور قیدیوں کو آزاد کرانے کے مسائل ہیں اور اس بات کی وضاحت ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جاسکتا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ شادی شدہ کا زنا کرنا کسی کو ناحق قتل کرنا اور مرتد ہونا۔ ان تین میں کسی کا ارتکاب کرنے کا خون بہانا جائز ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ اسلامی عدالت کرے گی۔ ۲۔ قیامت کے دن حقوق العباد کے حوالے سے سب سے پہلے تلوار کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ۳۔ کافر ذمی کو قتل کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ ۴۔ خودکشی کرنے والے کو وہی سزا جہنم میں دی جاتی رہے گی۔ جس طریقے سے اس نے خودکشی کی ہوگی۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی قسم کی لاج رکھتا ہے۔

بَابُ الدِّيَّاتِ

دیتوں کا بیان

دیت سے مراد جرمانے کی ایسی رقم ہے جو شریعت نے مختلف جرائم کی تلافی کے لئے مظلوم کی حق رسی کے طور پر زیادتی کرنے والے پر لاگو کی ہے۔ بشرطیکہ مظلوم لینے کے لئے تیار ہو۔ اگر مظلوم پارٹی دیت لینے کی بجائے بدلہ ہی لینا چاہتی ہو تو حکومت اور عدالت کا فرض ہے، کہ وہ قصاص کا بندوبست کرے۔ دیت فوجداری مقدمات میں ہوگی۔ اخلاقی جرم یعنی بدکاری وغیرہ میں دیت اور قصاص نہیں ہو سکتا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی مکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا یہ انگلی اور یہ دونوں برابر ہیں یعنی چنگلی اور انگوٹھا دیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ هَذِهِ وَهَذِهِ سَوَاءٌ يَغْنِي الْخِنْصَرُ وَالْإِبْهَامُ. (بخاری) 1-1472

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے بنو لحيان کی عورت کے حمل کے بارے میں فیصلہ فرمایا، جو مردہ پیدا ہوا تھا۔ اس کی دیت غلام یا لونڈی ہے۔ پھر وہ عورت فوت ہوگئی جس کو آپ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ وہ غلام یا لونڈی بطور دیت دے، تو رسول اکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ وراثت اس کے بیٹوں اور اس کے خاوند کے لئے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَيْنٍ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي لَحِيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بَغْرَةً عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ ثُمَّ أَنَّ الْمَرْأَةَ أَلْتِي قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوْفِيتْ فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَنَّ مِيرَاثَهَا لِبَنِيهَا وَزَوْجِهَا وَالْعَقْلُ عَلَى عَصَبَتِهَا. (متفق علیہ) 2-1473

اور دیت قاتلہ کے عصب (رشتے داروں) پر واجب ہوگی۔ (بخاری و مسلم) عصب کی تعریف وراثت کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ”ہذیل“ قبیلہ کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ ان میں سے ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا۔ وہ عورت اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا دونوں مر گئے۔ رسول مکرم ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ بچے کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے اور عورت کی دیت قتل کرنے والی کے رشتہ دار ادا کریں گے۔ اس کے بچے اور دیگر وارثوں کو اس مرنے والی عورت کا وارث بنادیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ اقْتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هَذِيلٍ فَرَمَتْ أَحَدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ دِيَّةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ وَقَضَى بِدِيَّةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرَثَتِهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ. (متفق علیہ) وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ قَالَ ضَرَبَتْ امْرَأَةٌ ضَرْبَهَا بِعُمُودٍ فَسَطَّاطٍ وَهِيَ حُبْلَى فَقَتَلَتْهَا قَالَ وَ

إِحْدَاهُمَا لِحَيَانِيَّةٍ قَالَ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُولَةِ عَلَى عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةَ لِمَا فِي بَطْنِهَا. 3-1474

مسلم کی روایت میں ہے، کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نے اپنی سوتن کو خیمے کا بانس مار کر قتل کر دیا۔ وہ حاملہ بھی تھی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ان میں

سے ایک عورت قبیلہ لحيان میں سے تھی۔ رسول معظم ﷺ نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے عصبہ رشتہ داروں پر ڈال دی اور حمل کی دیت غلام یا لونڈی مقرر کی۔

خلاصہ باب

- ۱۔ چھٹکی اور انگوٹھا دیت کے اعتبار سے برابر ہیں۔
- ۲۔ حمل گرانے کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے۔
- ۳۔ قتل کرنے والی عورت کی دیت اس کے رشتہ دار ادا کریں گے۔
- ۴۔ جو کسی کے ساتھ برا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی ویسا ہی معاملہ فرمائے گا۔



بَابُ مَا لَا يُضْمَنُ مِنَ الْجَنَايَاتِ

جن جرائم پر جرمانہ نہیں

اسلام کا مجرم کو سزا دینے کے بارے میں تصور یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر لوگوں کو سزا دینے کی بجائے عادی مجرموں کو چھوڑ کر باقی کے ساتھ معافی اور درگزر کا معاملہ اختیار کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے ”حقیقی طاقت ور وہ ہے جو اپنے غصے پر قابو پائے اور جس نے اپنے بھائی کو معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا“ کسی کی غلطی پر پردہ پوشی کرنے والے کو خوش خبری عنایت فرمائی کہ محشر کے میدان میں رب کریم اسکے گناہوں پر پردہ ڈالتے ہوئے درگزر فرمائیں گے۔

اسلام چاہتا ہے جرائم پر قابو پانے کے لئے رائے عامہ کو منظم اور لوگوں میں چور اور ڈاکو کے مقابلے میں مزاحمت کرنے کا ماحول پیدا کیا جائے کیونکہ جب تک کسی جرم کے خلاف عوام میں صحتمند رد عمل بیدار نہیں ہوتا صرف قانون اور انتظامیہ کی طاقت سے معاشرے کو جرائم سے پاک نہیں کیا جاسکتا۔ اسی لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے: جو اپنی عزت و مال کا دفاع کرتے ہوئے مارا گیا تو شہید سمجھا جائیگا۔ دوسرے کے گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ کو پھوڑا جاسکتا ہے۔

اسلام نے قانون کی حکمرانی، عوام کا شدید رد عمل اور گناہوں سے نفرت اور فکر آخرت کا تصور دے کر جرائم کی بیخ کنی کے لیے قانون کا وہ جامع تصور ہمیں عطا فرمایا، جسکی مثال کسی دین، قانون اور تہذیب میں نہیں پائی جاتی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ نہایت مختصر مدت میں نیکیوں کی بہار آئی اور گناہوں کا قلع قمع ہوا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبُشْرُ
جُبَارٌ. (متفق عليه) [1-1475]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا جانور کے زخمی کرنے پر مالک پر کچھ جرمانہ نہیں اور کان میں کان کن کے دب کر مرنے کی صورت میں

مالک پر کوئی جرمانہ نہیں۔ اور کنویں میں گر کر مر جانے والے کی کوئی دیت نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ
إِنْسَانًا فَغَضَّ أَحْلَاهُمَا يَدَ الْآخَرِ فَانْتَزَعَ
الْمَغْضُوضَ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاصِ فَأَلْدَرَ ثِيَابَهُ

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں غزوہ تبوک کے لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا اور میرے ساتھ میرا ایک خادم تھا۔ وہ ایک آدمی کے ساتھ لڑ پڑا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر دانت

فَسَقَطَتْ فَاِنْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَهْدَرَ نَيْتَهُ
وَقَالَ أَيْدُعُ يَدَهُ فِي فَيْكِ تَقْضِمُهَا
كَالْفَحْلِ. (متفق عليه) [2-1476]

گاڑ دیے۔ جس کے ہاتھ میں دانت گڑے ہوئے تھے اس
نے اپنے ہاتھ کو دوسرے کے منہ سے زور سے کھینچا اور اس
کا ہاتھ منہ والا دانت ٹوٹ گیا۔ وہ نبی مکرم ﷺ کی خدمت

میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کے دانتوں کی دیت جائز قرار نہیں دی۔ فرمایا کیا وہ شخص اپنا ہاتھ تیرے دانتوں
کے حوالے کئے رکھتا اور تو سائڈ کی طرح چباتا رہتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ قَتَلَ ذُوْنَ مَالٍ فَهُوَ
شَهِيدٌ. (متفق عليه) [3-1477]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں
نے رسول مکرم ﷺ سے سنا: جو آدمی اپنے مال کی حفاظت
کرتا ہو قتل ہوا، وہ شہید ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ جَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ
أَخْذَ مَالِي قَالَ فَلَا تُعْطِهِ مَا لَكَ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ
قَاتَلَنِي قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي قَالَ
فَأَنْتَ شَهِيدٌ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتَهُ قَالَ هُوَ فِي
النَّارِ. (مسلم) [4-1478]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی رسول مکرم
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے رسول
رحمت آپ بتائیں، اگر کوئی آدمی مجھ سے میرا مال چھیننے
کا ارادہ کرے تو؟ فرمایا تو اسے اپنا مال نہ لینے دو۔ اس نے
عرض کیا: آپ فرمائیں، کہ اگر وہ مجھ سے لڑنے پر اتر
آئے؟ آپ نے فرمایا تجھے اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس

نے عرض کیا: آپ بتائیں اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا پھر تو شہید ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ کا کیا ارشاد ہے
، اگر میں اسے قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جہنمی ہے۔ (مسلم)

عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
لَوْ اطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ فَخَذَفْتَهُ
بِخَصَاةٍ فَفَقَاتَ عَيْنَهُ مَا كَانَ عَلَيْكَ مِنْ
جُنَاحٍ. (متفق عليه) [5-1479]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسول
کریم ﷺ سے سنا: اگر کوئی شخص تیرے گھر میں جھانکے
جسے تو نے اجازت نہیں دی اور تو اس پر پتھر مار کر اس کی آنکھ
پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي
جُحْرِ فِي بَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مِذْرَى يَحْكُ بِهَ رَأْسَهُ فَقَالَ لَوْ
أَعْلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُنِي لَطَعْتُ بِهَ فِي عَيْنِكَ
إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِيزَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ. (متفق
عليه) [6-1480]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے رسول
محترم ﷺ کے گھر کے دروازے کی دراڑوں میں سے
جھانکا۔ رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ میں سر کھجلانے والی لکڑی
تھی جس کے ساتھ آپ اپنے سر کو کھجلارہے تھے۔ آپ نے
فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے، تو میں یہی لکڑی تیری
آنکھ میں مارتا۔ اجازت طلب کرنا اسی لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ

گھر والوں پر نظر نہ پڑے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مغفل ؓ بیان کرتے ہیں: انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ کنکریاں مار رہا ہے۔ انہوں نے کہا: کنکری نہ مارو کیونکہ رسول مکرم ﷺ نے کنکری مارنے سے روکا ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے: کنکری مارنے سے نہ تو کسی پرندے کا شکار ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے دشمن زخمی ہوتا ہے، لیکن وہ دانتوں کو توڑتا ہے اور آنکھ پھوڑ دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص ہماری مسجد اور ہمارے بازار سے گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہو تو وہ تیر کے نوک دار حصے کو ہاتھ میں پکڑے رکھے، تاکہ اس سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، ممکن ہے کہ شیطان اس کے ہاتھ سے ہتھیار اس کے بھائی پر گرا کر اس کو زخمی کر دے۔ اس طرح وہ دوزخ کے گڑھے میں گر جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی طرف نیزہ سے اشارہ کرتا ہے تو جب تک وہ نیزے کو نیچے نہیں رکھ دیتا اس وقت تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں، اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور ابو ہریرہ ؓ نبی مکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہم پر تلوار اٹھاتا ہے، وہ ہم میں سے ہی نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ جو شخص ہمیں دھوکا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَغْفَلٍ ؓ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَذَفِ وَقَالَ إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ. (متفق عليه) [7-1481]

عَنْ أَبِي مُوسَى ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا أَوْ فِي سَوْقِنَا وَمَعَهُ نَبَلٌ فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا أَنْ يُصِيبَ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْهَا بَشْيٌ. (متفق عليه) [8-1482]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ عَلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ فَيَقْعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ. (متفق عليه) [9-1483]

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَضَعَهَا وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ. (بخاری) [10-1484]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا. (بخاری) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَمَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.

دیتا ہے وہ ہم میں سے نہیں۔
حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس شخص نے ہم پر تلوار سونپی وہ ہم سے نہیں ہے۔ (مسلم)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَلَّ عَلَيْنَا السَّيْفَ فَلَيْسَ مِنَّا. (مسلم) [12-1486]

حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں : ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کا شام کے علاقہ میں چند کاشتکاروں کے قریب سے گزر ہوا، جنہیں دھوپ میں کھڑا کر کے ان کے سروں پر تیل ڈالا جا رہا تھا۔ ہشام رضی اللہ عنہ نے پوچھا ان کا کیا قصور ہے؟ انہیں بتایا گیا ان کو ٹیکس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اس تکلیف میں مبتلا کیا گیا ہے۔ ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں، میں نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا، جو دنیا میں لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ مَرَّ بِالشَّامِ عَلَى أَنَسٍ مِنَ الْأَنْبَاطِ وَقَدْ أَقِيمُوا فِي الشَّمْسِ وَصُبَّ عَلَى رُءُوسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ مَا هَذَا؟ قِيلَ يُعَذَّبُونَ فِي الْخَرَاجِ فَقَالَ هِشَامُ أَهْهَذَا لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا. (مسلم) [13-1487]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں : رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر تیری زندگی کچھ دراز ہوئی تو عنقریب ایسے لوگوں کو دیکھو گے، جن کے ہاتھوں میں بیل کی دموں کی مانند کوڑے ہوں گے، وہ اللہ کی ناراضگی میں صبح و شام صبر کرتے ہوں گے ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے وہ صبح شام اللہ کی لعنت کے مستحق ہوں گے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُؤْهِكُ إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ أَنْ تَرَى قَوْمًا فِي أَيْدِيهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ يُعَذَّبُونَ فِي غَضَبِ اللَّهِ وَيَرُوحُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ. وَفِي رِوَايَةٍ يَرُوحُونَ فِي لَعْنَةِ اللَّهِ. (مسلم) [14-1488]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں : رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے ابھی تک نہیں دیکھا ہے (۱) ایک گروہ وہ جن کے ہاتھوں میں بیل کی دموں کی مانند کوڑے ہوں گے۔ اور وہ ان کوڑوں کے ساتھ بلا جواز لوگوں کو ماریں گے۔ (۲) اور دوسرا گروہ عورتوں کا ہے جنہوں نے بظاہر لباس پہنا ہوا ہوگا۔ لیکن درحقیقت ان کے بدن ننگے ہوں گے۔ وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم صِنْفَانِ مِنَ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ مُتَعَلِّاتٌ مَاثِلَاتٍ رُؤُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنْ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةٍ كَذَا وَكَذَا. (مسلم) [15-1489]

کرنے والی مٹک مٹک کر چلنے والی ہوں گی۔ ان کے سر لمبی گردنوں والے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح اٹھے ہوئے ہوں گے۔ وہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی۔ بلکہ جنت کی خوشبو کو بھی نہ پاسکیں گی۔ جبکہ جنت کی خوشبو اتنے اور اتنے فاصلے کی مسافت سے سونگھی جاسکے گی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

حدیث کی دوسری کتب میں موجود ہے کہ جنت کی خوش بو پانچ سو سال کی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوُجْهَ فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ. (متفق علیہ) [1490-16]
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں : رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص کسی سے لڑے، تو اس کے چہرے پر نہ مارے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی شکل پر پیدا فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ جو اپنے مال اور عزت کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے، وہ شہید ہوگا۔
- ۲۔ گھر میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی جائے، تو کوئی گناہ نہیں۔
- ۳۔ مسجد اور بازار میں داخل ہونے کے بعد اسلحہ کو لاک (Lock) کر لینا چاہیے۔
- ۴۔ مذاق میں بھی اسلحہ نہیں تاننا چاہیے۔
- ۵۔ مسلمان پر بلا وجہ اسلحہ اٹھانا ملت سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔
- ۶۔ کسی کے پہرے پر تھپڑ مارنا گناہ ہے۔
- ۷۔ فحاشی پھینانے والی عورتیں اور ظلم کرنے والے افسران جنت کی خوشبو نہیں پاسکیں گے۔ جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے



بَابُ الْقَسَامَةِ

قسامہ کا بیان

یہاں قسم سے مراد ایک خاص قسم کا حلف ہے، جو قتل کے ایسے مقدمہ میں اسلامی عدالت لیتی ہے جسے قانون کی زبان میں اندھا قتل کہا جاتا ہے۔ یعنی ایسا قتل جس کے موقع پر گواہ نہ ہوں، یا کوئی شہادت دینے کے لیے تیار نہ ہو۔ اس صورتحال میں قاتلوں تک پہنچنے کے لئے شریعت نے یہ اصول وضع فرمایا، کہ ایسے قتل کے لئے اس علاقے میں پچاس عادل اور ذمہ دار لوگوں سے اس بات کا حلف لیا جائے کہ وہ قاتل کو نہیں جانتے۔ ایسی صورت میں اسلامی حکومت مقتول کے ورثہ کو سرکاری خزانے سے دیت ادا کرے گی۔ دوسرے لفظوں میں یہ مملکت کا مقدمہ سمجھا جائے گا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت رافع بن خدیج ؓ اور سہل بن ابو حمزہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سہل اور محبہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر میں آئے، تو گنجان کھجوروں میں ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل ؓ قتل کر دیئے گئے۔ تو عبدالرحمان بن سہل ؓ اور مسعود ؓ کے دونوں بیٹے حویصہ اور محبہ ؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مقتول کے بارے میں بات کی۔ گفتگو کا آغاز عبدالرحمان بن سہل ؓ نے کیا جو کہ ان میں سے چھوٹے تھے۔ آنحضرت نے فرمایا: بڑے کو بات کرنے دو۔ یحییٰ بن سعید نے کہا، کہ آپ کا مقصد تھا کہ وہ شخص بات کرے جو عمر میں بڑا ہے۔ اس نے بات کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مقتول یا اپنے ساتھی کے حقدار بن سکتے ہو، بشرطیکہ تم میں سے پچاس افراد قسمیں اٹھائیں۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ یہ ایسا معاملہ ہے، جس میں ہم موجود نہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسم اٹھا کر برأت کا اظہار کریں گے۔ اس پر انہوں نے عرض کیا، کہ یا رسول

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ؓ وَ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ ؓ أَنَّهُمَا حَدَّثَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَ مُحَبِّصَةَ ابْنَ مَسْعُودٍ ؓ آتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقَتَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَ حَوَيْصَةُ وَ مُحَبِّصَةُ بَنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمُوا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَ كَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَبِيرُ الْكِبَرِ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ؓ يَعْنِي لَيْلَى الْكَلَامِ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اسْتَحِقُّوا قَتْلَكُمْ أَوْ قَالَ صَاحِبَكُمْ بِأَيِّمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ فَتَبَرَّئْكُمْ يَهُودُ فِي أَيِّمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ فَقَدَا هُمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَبْلِهِ . وَ فِي رِوَايَةٍ تَخْلِفُونَ خَمْسِينَ يَمِينًا وَ تَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ فَوَدَّاهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنْ قَبْلِهِ .

عِنْدَهُ بِمِائَةِ نَاقَةٍ (متفق عليه) 1-1491

اللہ ﷺ وہ تو کافر لوگ ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مقتول کی دیت خود ادا کر دی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ تم پچاس قسمیں اٹھا کر اپنے قاتل سے قصاص یا اپنے ساتھی کا فدیہ حاصل کرنے کے حقدار بن سکتے ہو۔ لیکن رسول محترم ﷺ نے اپنی طرف سے اس کی دیت ایک سواونٹیاں ادا کر دیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اندھے قتل میں مدعی پارٹی کے پچاس دیانت دار آدمی قسم اٹھا کر قاتل نامزد کریں گے۔ اگر مدعی جماعت قسامہ کے لئے تیار نہیں ہوتی، تو پھر ملزم پارٹی کے پچاس آدمی قسم اٹھائیں گے۔ کہ نہ ہم میں کوئی قاتل ہے۔ اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں۔ اور اگر دونوں فریق قسم اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے یا ملزم پارٹی غیر مسلم یا ناقابل اعتماد قسم کے لوگ ہوں تو مقتول کے وارثوں کو قومی خزانے سے دیت دی جائے گی۔

اندھے قتل سے مراد یہ ہے کہ جس کے موقعہ پر گواہ اور ثبوت نہ ہوں

خلاصہ باب

- ۱۔ اندھے قتل میں پچاس نیک اور عادل لوگوں کی گواہی سے فیصلہ کیا جائے گا
- ۲۔ وفد کی نماز سبب کسی بڑے آدمی کو کرنی چاہیے
- ۳۔ قاتل معلوم نہ ہونے پر مقتول کی دیت حکومت ادا کرنے کی پابند ہوگی۔



بَابُ قَتْلِ أَهْلِ الرَّدَّةِ وَالسَّعَاةِ بِالْفَسَادِ

مرتدین اور مفسدین کا قتل کرنا

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ. (البقرہ ۲: ۲۵۶)

”دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے، بیشک ہدایت گمراہی سے خوب واضح ہوگئی ہے۔“

اسلام نے اپنی دعوت کے بارے میں اس قدر فراخ دلی کا مظاہرہ کیا ہے، کہ اسلامی حکومت کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ غیر مسلموں کو جبراً حلقہء اسلام میں داخل کرے۔ اور کفار کے لئے کھلی چھٹی ہے کہ وہ اسلامی مملکت میں رہ کر اپنے معبد خانوں میں جس طرح چاہیں عبادت کریں۔ تاہم انہیں مسلم آبادی میں مسلمانوں کو اپنی دعوت دینے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اور فکری آزادی کے ماحول میں اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے حلقہء اسلام میں داخل ہو جاتا ہے، تو پھر اسے مرتد ہونے کی شرعاً اجازت نہیں ہے کیونکہ اس طرح مذہب کے ساتھ انتہا درجے کا مذاق اور ناہنجتہ مسلمانوں میں دین کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔ مرتد ہونے والے کا یہ اقدام اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے خلاف بغاوت تصور کیا جائے گا جو دنیا میں کوئی مذہب اور حکومت گوارا نہیں کر سکتی۔ اسی بناء پر ایسے مجرم کے لئے قتل کی سزا تجویز کی گئی ہے

اور یہی سزا ان قومی مجرموں کو بھی دی جائے گی جو شاہراہوں پر ڈاکہ ڈالتے اور لوگوں کی عزتیں لوٹتے اور اسلامی معاشرے کو عدم استحکام کا شکار کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان الفاظ میں ان لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا حکم دیا ہے۔

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۚ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ. (پ ۶. المائدہ ۳۳)

بلاشبہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں انکی سزا یہ ہے کہ انہیں چن چن کر قتل کیا جائے یا پھانسی دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں، یا جلاوطن کیے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑی سزا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عکرمہ ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت علی ؓ کے پاس کچھ مرتد لوگوں کو لایا گیا تو انہوں نے ان کو جلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اگر میں حضرت علی ؓ کی جگہ ہوتا تو میں ان کو نہ جلاتا، کیونکہ رسول مکرّم ﷺ نے فرمایا ہے: تم کسی کو اللہ کے عذاب کی

عَنْ عِكْرِمَةَ ؓ قَالَ أَمَرَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَأُخْرِقَتْهُمْ فَلَبِغَ ذَٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُخْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَلَقَتْلَتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ.

(بخاری) 1-1492

طرح عذاب نہ دو۔ اور میں انہیں قتل کر دیتا کیونکہ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص دین اسلام سے منحرف ہو جائے تم اسے قتل کرو۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: آگ کیساتھ صرف اللہ ہی عذاب دے سکتا ہے۔ (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے۔ وہ مخلوق کی باتوں میں سے بہترین باتیں زبان پر لائیں گے۔ جبکہ ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین اسلام سے یوں نکل جائیں گے، جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے تم ان کو جہاں کہیں پاؤ مستحق ہوں گے جو انہیں قتل کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ذکر کرتے ہیں میری امت دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائے گی ان دونوں میں ایک جماعت نکلے (خروج یا بغاوت کرے) گی۔ ان کو وہ لوگ قتل کریں گے جو حق پر ہوں گے۔ (مسلم)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنا شروع کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں لڑائی جھگڑا کریں ان میں سے ایک آدمی اپنے بھائی پر اسلحہ سے حملہ آور ہو تو وہ دونوں دوزخ کے کنارے پر ہیں۔ اور جب ایک شخص دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دونوں دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جائیں

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ النَّارَ لَا يُعَذَّبُ بِهَا إِلَّا اللَّهُ. (بخاری) 2-1493

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمُرُّونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمُرُّ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَأَيُّنَمَا لَقِيَتْهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (متفق عليه) 3-1494

انہیں قتل کرو اس لئے کہ قیامت کے دن وہ لوگ اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے جو انہیں قتل کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ أُمْنِي فِرْقَتَيْنِ فَيَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِي قَتْلَهُمْ أَوْ لَا هُمْ بِالْحَقِّ. (مسلم) 4-1495

عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. (متفق عليه) 5-1496

عَنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا اتَّقَى الْمُسْلِمَانِ حَمَلٌ أَحَدَهُمَا عَلَى أَخِيهِ السَّلَاحَ فَهُمَا فِي جُرْفٍ جَهَنَّمَ فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ دَخَلَا جَمِيعًا

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ إِذَا اتَّقَى الْمُسْلِمَانِ بَسِيفَتَهُمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ قُلْتُ هَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ قَالَ إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا

عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ. (متفق علیہ) 6-1497 تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ میں نے دریافت کیا قاتل تو جہنمی ہے لیکن مقتول کا کیا تصور ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوا فَأَجْتَوُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُّوا فَأَرْتَدُّوا وَقَتَلُوا رُعَاتَهَا وَاسْتَأَفُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِي الثَّارِهُمْ فَاتَى بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ لَمْ يَخْسَنَهُمْ حَتَّى مَاتُوا وَفِي رِوَايَةٍ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَفِي رِوَايَةٍ أَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُخِمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَمَا يُسْقُونَ حَتَّى مَاتُوا. (متفق علیہ) 7-1498

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلہ کے کچھ لوگ نبی معظم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام لے آئے۔ لیکن انہوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو موافق نہ پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ زکوٰۃ کے اونٹوں کے پاس جائیں اور ان کا پیشاب اور دودھ ملا کر پیئیں۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو صحت یاب ہو گئے۔ پھر وہ مرد ہو گئے۔ انہوں نے اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے تعاقب میں چند صحابہ کو بھیجا۔ انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔ اور ان کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیری گئیں۔ اور ان کے بہتے ہوئے

خون کو بند نہ کیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی گئیں۔

ایک اور روایت میں ہے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوہے کی سلائیاں کو گرم کر کے ان کی آنکھوں میں پھیرا جائے۔ آپ ﷺ نے انہیں پتے ہوئے پتھروں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے پانی طلب کرتے رہے، لیکن انہیں پانی نہ دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حدیث میں مذکورہ قاتلوں نے محافظ صحابہ کو بڑی بے دردی سے شہید کیا تھا۔ لہذا آپ ﷺ نے قرآن مجید کے حکم کے مطابق انہیں ویسی ہی سزا دی جس طرح انہوں نے ظلم کیا تھا۔

خلاصہ باب

۱۔ عسی کو آگ کی سزا دی دینا حرام ہے۔ ۲۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس وقت یہ حدیث نہیں پہنچی تھی۔ ۳۔ ہر میٹھی باتیں کرنے والا مخلص نہیں ہوا کرتا۔ ۴۔ خارجیوں کی بھاری تعداد جو انہوں پر مشتمل تھی اور وہ بہت ملامت گفتگو کیا کرتے تھے۔

کتاب الحدود

حدود کا بیان

جن جرائم کی سزا شریعت نے متعین اور مقرر فرمائی ہے، انہیں قرآن میں حدود اللہ کے نام سے متعارف کروایا گیا ہے۔ صدر مملکت، پارلیمنٹ یا چیف جسٹس یا کسی دوسرے کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ ان حدود میں ترمیم و اضافہ کر سکے۔ اور بعض حدود ایسی ہیں، کہ جرم ثابت ہو جانے کے بعد مظلوم، یا اس کے ورثاء بھی اسے معاف نہیں کر سکتے۔ جیسے کہ زنا کی حد ہے۔ حدود اللہ نافذ کرنے میں کسی قسم کی نرمی اور مہلت نہیں ہونی چاہیے البتہ اسکے نفاذ میں آپ ﷺ کی سنت یہ ہے، کہ آپ ﷺ حتی المقدور احتیاط فرماتے کہ کسی مجرم کو محض اسکے مبہم اقرار کی بنیاد پر حد نافذ نہ کی جائے۔ اس لئے ناچاہنے کے باوجود، آپ ﷺ بڑے واضح الفاظ میں مجرم سے تفتیش کیا کرتے تھے۔ مکمل اطمینان کے بعد مجرم پر حد نافذ کی جاتی اور جس پر حد نافذ ہوتی اس کے بارے میں کسی کولب کشائی کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ اور زید بن خالدؓ بیان کرتے ہیں: دو شخص رسول مکرم ﷺ کے پاس مقدمہ لے کر آئے۔ ایک نے کہا: ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ فرمائیں۔ دوسرے نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا، کہ اللہ کے رسول! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اور مجھے باث کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے اجازت دی۔ اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں مزدور تھا، اُس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے کی سزا رجم ہے۔ بعد ازاں میں نے علما (یہود) سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے بطور حد لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے اسے جلا وطن کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: خبردار اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کی جائیں۔ تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَحَدُهُمَا اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَقَالَ الْآخَرُ أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاثْنُ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ تَكَلَّمْ قَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرُّجْمَ فَأَقْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَإِنَّمَا الرُّجْمُ عَلَى أَمْرَاتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا قُضِينَ بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرُدُّ عَلَيْكَ وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أَيُّسُّ فَأَعِذْ إِلَى أَمْرَةٍ هَذَا فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَأَرْجُمْهَا فَأَعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. (متفق عليه) 1-1499

اور ایک سال کے لئے اسے جلاوطن کر دیا جائے گا۔ اور اے انیس! صبح اس کی بیوی کے پاس جائیں اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اسے رجم کر دیا جائے۔ اس نے اقرار کیا لہذا اسے رجم کر دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ فِي مَنْ زَنَى وَلَمْ يَخْصِنْ جُلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ . (رواه البخاری) 2-1500

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے نبی مکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سنا: آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے غیر شادی شدہ زنا کرنے والے کو سو کوڑے لگانے اور ایک سال جلاوطنی کا حکم دیا۔ (بخاری)

عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَانْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى آيَةَ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبْلُ أَوْ الْإِغْتِرَافُ . (متفق عليه) 3-1501

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو حق اور صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان پر کتاب نازل فرمائی۔ اس پر عمل کرتے ہوئے رسول محترم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے رجم فرمایا۔ اور ہم نے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد رجم کیا۔ اور رجم کا حکم اللہ تعالیٰ نے کتاب میں اس شخص پر لازم کیا ہے، جو مرد یا عورت شادی شدہ ہو کر زنا کرے۔ شریک شہادتیں موجود ہوں، یا عورت حاملہ ہو جائے، یا زنا کا اقرار کرے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جُلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَالْقَيْبُ بِالْقَيْبِ جُلْدَ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ (رواه مسلم) 4-1502

حضرت عبادة بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مجھ سے جان لو! مجھ سے جانو! اللہ تعالیٰ نے (حسب وعدہ سو ذنبا) ان کے لئے راہ (حد) بیان فرمائی ہے۔ غیر شادی شدہ مرد غیر شادی شدہ عورت سے بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں اور جلاوطن کیا جائے

، اورادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے بدکاری کرے تو سو کوڑے لگائے جائیں اور رجم کیا جائے۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَلَا نَرَاكَ زَنِيًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُونَ فِي التَّوْرَةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ قَالُوا نَقْضُحُهُمْ وَنَجْلِدُونَ فِي يَوْمِئِذٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَةِ فَنَشَرُوهَا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہودی رسول مکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے انہوں نے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بتایا کہ ان میں ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا ہے۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم پاتے ہو؟ انہوں نے بتایا: ہم ان کو ذلیل کرتے ہیں اور انہیں کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ عبد اللہ بن سلام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو، تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ تو

فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ ؓ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَا. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ تَلَوَّحَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ إِنَّ فِيهَا آيَةَ الرَّجْمِ وَلَكِنَّا نَتَكَاثُمُ بَيْنَنَا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا. (متفق عليه) 5-1503

لاؤتورات! انہوں نے اسے کھولا تو ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھا اور آیت کے ماقبل اور مابعد کو پڑھا اور رجم کی آیت کو نہ پڑھا۔ عبداللہ بن سلام ؓ نے کہا تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ، اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت تھی۔ اس پر انہوں نے اقرار کیا کہ محمد ﷺ صحیح کہتے ہیں، تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں رجم کا حکم فرمایا۔ اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ اٹھاؤ! اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں رجم کی آیت نمایاں تھی۔

اس نے اقرار کیا: اے محمد! یقیناً اذرات میں رجم کی آیت ہے لیکن ہم باہم مشورہ سے اس کو چھپاتے رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے ان دونوں کے بارے میں حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قَبْلَهُ فَقَالَ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا شَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَبُكَ جُنُونٌ قَالَ لَا فَقَالَ أَحْبَبْتُ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَذْهَبُوا بِهِ فَأَرْجُمُوهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ؓ يَقُولُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا أَذْلَقْتُهُ الْحِجَارَةَ هَرَبَ حَتَّى أَذْرَكْنَاهُ بِالْحَرَةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتَّى مَاتَ. (متفق عليه).

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ مسجد میں تھے۔ اس نے آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے پیغمبر! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے چہرہ پھیر لیا۔ وہ آپ کے سامنے ہوتے ہوئے عرض کرنے لگا: اے اللہ کے نبی! میں نے بدکاری کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا۔ جب وہ چار بار گواہی دے چکا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور پوچھا: کیا تو پاگل ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں: اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور رجم کرو۔ ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بتایا جس نے جابر بن عبداللہ ؓ سے سنا، اس نے کہا۔ ہم نے اسے مدینہ منورہ میں رجم کیا، جب اسے پھر گئے لگے تو وہ بھاگا، ہم نے اسے پھر یلے میدان

الْحِجَارَةُ فَرَّ فَأَذْرَكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ. 6-1504

میں جا لیا۔ اسے رجم کیا اور وہ فوت ہو گیا۔ (بخاری و مسلم) بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے، حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ اس کے اقرار کے بعد آپ ﷺ نے اسے رجم کا حکم دیا۔ اسے عید گاہ میں رجم کیا گیا۔ جب اسے پھر پڑنے لگے تو وہ بھاگ گیا۔ لیکن اسے پکڑ لیا گیا۔ اسے رجم کیا گیا اور وہ فوت ہو گیا۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی اور اس کی نماز جنازہ ادا کی۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا أَتَى مَا عِزْبُنُ مَالِكٍ ﷺ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَهُ لَعَلَّكَ قَبْلَتْ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَنْكُتَهَا لَا يَكْنِي قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذَلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ. (رواه البخاری) 7-1505

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ماعز بن مالک ﷺ نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: شاید تو نے بوس و کنار میں ملاپ کیا ہو یا اسے دیکھا ہو۔ اس نے کہا نہیں! آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو نے اس سے جماع کیا ہے؟ آپ ﷺ کناہیہ نہیں کر رہے تھے۔ اس نے کہا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے اسے رجم کر کے، کا حکم دیا۔ (بخاری)

عَنْ بُرَيْدَةَ ﷺ قَالَ جَاءَ مَا عِزْبُنُ مَالِكٍ ﷺ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيَحْكُ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيمَا أَطْهَرَكَ قَالَ مِنَ الزُّنَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبِهْ جُنُونٌ فَأَخْبَرَانَهُ لَيْسَ بِمَجْنُونٍ فَقَالَ أَشْرَبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنَكَّهَا فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيحَ خَمْرٍ وَقَالَ أَرْنَيْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ فَرُجِمَ فَلَبِثُوا يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا الْمَاعِزِينَ مَالِكٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ

حضرت بریدہ ﷺ بیان کرتے ہیں: ماعز بن مالک ﷺ نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر اللہ رحم کرے! واپس جاؤ! اللہ سے مغفرت طلب کرو! بریدہ ﷺ کہتے ہیں، کہ وہ شخص زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ واپس آیا اور نبی گرامی ﷺ سے اسی طرح کہا: جب چوتھی مرتبہ اس نے کہا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: میں تجھے کس گناہ سے پاک کروں؟ اس نے جواباً کہا: زنا سے! نبی گرامی ﷺ نے پوچھا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ دیوانہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ چنانچہ ایک شخص کھڑا ہوا، اس نے اس کا منہ سونگھا، لیکن اس سے شراب کی بدبو نہیں آئی پھر آپ ﷺ نے پوچھا: پھر کیا تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپ

لَوْ سَعَتْهُمْ ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ غَامِدٍ مِنَ الْأَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَهِّرْنِي فَقَالَ وَيَحْكُ ارْجِعِي فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَقَالَتْ تُرِيدُ أَنْ تُرَدِّدَنِي كَمَا رَدَدْتُ مَا عِزْبَنَ مَالِكٍ إِنَّهَا حُبْلَى مِنَ الزَّانَا فَقَالَ أَنْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَهَا حَتَّى تَضَعِي مَا فِي بَطْنِكَ قَالَ فَكَفَّلَهَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى وَضَعَتْ فَاتَى النَّبِيَّ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ الْغَامِدِيَّةَ فَقَالَ إِذَا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدْعُ وَلَدَهَا صَغِيرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُرْضِعُهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِلَى رِضَاعِهِ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَرَجَمُهَا.

وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ لَهَا اذْهَبِي حَتَّى تَلِدِي فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ فَلَمَّا فَطَمْتَهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةٌ خُبْزٍ فَقَالَتْ هَذَا يَا نَبِيَّ اللَّهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ فَلَدَعَ الصَّبِيَّ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلَى صَدْرِهَا وَآمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا فَيُقْبَلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بِحَجَرٍ فَرَمَى رَأْسَهَا فَتَضَخَ الدَّمُ عَلَى وَجْهِ خَالِدٍ ﷺ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَهْلًا يَا خَالِدُ ﷺ هُوَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصُلِّيَ عَلَيْهَا وَ

ﷺ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا اور اسے رجم کر دیا گیا۔ صحابہ کرام دو یا تین دن خاموش رہے، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے مغفرت مانگو کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اسے ایک جماعت پر تقسیم کیا جائے تو ان سب کو معاف کر دیا جائے۔

اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس ازد قبیلہ کی عورت غامدی آئی۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کر دیں۔ آپ نے فرمایا: تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، چلی جا اور اللہ سے توبہ کر! اس نے عرض کیا: آپ مجھے بار بار اسی طرح لوٹانا چاہتے ہیں جیسے آپ نے ماعز بن مالک کو واپس کر دیا تھا۔ یقیناً میں تو زنا سے حاملہ ہوں۔ آپ نے پوچھا: تو حاملہ ہے تو اس نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے اسے فرمایا: وضع حمل کے بعد آنا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک انصاری نے اس کی کفالت کی۔ جب اس نے بچہ جنم دیا تو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس غامدی عورت نے بچے کو جنم دیا ہے۔ فرمایا: کیا اس حالت میں ہم اسے رجم کریں گے کہ اس بچے کو دودھ پلانے والی کوئی نہ ہو؟ ایک انصاری کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اس کی رضاعت کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ تب آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے کہا: چلی جا حتیٰ فرمایا جا! اسے دودھ پلا حتیٰ کہ اسے دودھ پلانا چھوڑ دے۔ جب اس نے بچے کو دودھ پلانا چھوڑ دیا تو وہ بچے کو ساتھ لائی اس بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کو دودھ پلانا ختم کر دیا ہے۔ اب یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے اس کے لئے اس کی چھاتی تک گڑھا کھودا گیا۔ اور لوگوں کو رجم کا حکم دیا گیا۔ انہوں نے اسے رجم کیا۔ خالد بن ولید ﷺ ایک پتھر لے کر آئے اور اس کے سر پر مارا، جس سے خون کے چھینٹے خالد ﷺ کے چہرے پر

ذِفَتْ. (رواہ مسلم) 8-1506

کہ بچے کو جنم! دے جب بچہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ نے

گرے۔ خالدؓ نے اسے برا بھلا کہا۔ نبی مکرم نے فرمایا! اے خالد! رک جاؤ! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے اگر نکلیں لینے والا ایسی توبہ کرے تو اسے معاف بھی کر دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے حکم دیا۔ اس کی نمازہ جنازہ پڑھی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا زَنَتْ أَمَةٌ أَحَدَكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يَثْرَبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يَثْرَبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتْ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِغْهَا وَلَوْ بِحَبْلِ مِنْ شَعْرِ (متفق عليه). 9-1507

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: جب تم میں سے کسی شخص کی لونڈی زنا کرے اور اس کا زنا واضح ہو جائے۔ تو وہ اسے کوڑے لگائے، لیکن اسے برا بھلا نہ کہے۔ اس کے بعد اگر وہ پھر زنا کرے، تو اس پر زنا کی حد لگائے لیکن اس کو ڈانٹ نہ پلائے۔ اگر تیسری مرتبہ زنا کرے اور اس کا زنا

معلوم ہو جائے، تو وہ اسے بیچ دے، اگر چہ بالوں کی رسی کے بدلے بیچنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقِيمُوا عَلَيَّ أَرْقَائَكُمْ الْحَدَّ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ زَنَتْ فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشَيْتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَحْسَنْتَ. (رواہ مسلم). 10-1508

حضرت علیؓ نے فرمایا: اے لوگو! تم اپنے غلاموں پر خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں، حد لگاؤ اس لیے رسول اللہ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسے کوڑے لگاؤں۔ لیکن اسے ابھی نفاس کا خون آ رہا تھا۔ میں ڈر گیا کہ کہیں اسے کوڑے لگاتے ہوئے قتل نہ کر بیٹھوں۔ میں نے اس بات کا ذکر نبی محترم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نہ اچھا کیا۔ (مسلم)

دوسری فصل

الفصل الثانی

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِمَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَحَقُّ مَا بَلَغَنِي عَنْكَ قَالَ وَمَا بَلَغَكَ عَنِّي قَالَ بَلَغَنِي أَنَّكَ قَدْ وَقَعْتَ عَلَى جَارِيَةِ آلِ فُلَانٍ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ (رواہ مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے ماعز بن مالکؓ سے کہا: میرے متعلق جو بات مجھے پہنچی ہے کیا وہ سچ ہے۔ اس نے کہا: آپ ﷺ کو کیا خبر پہنچی ہے؟ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تو نے آل فلان کی لونڈی سے بدکاری کی ہے۔ اس نے چار مرتبہ (آ قرار کی) گواہی دی۔ آپ نے اس کے متعلق حکم دیا

11-1509

تو اسے رجم کیا گیا۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں: صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا نے اس کو بتایا کہ بیت المال کے غلاموں میں سے ایک غلام لونڈی سے جبراً زانیہ کر بیٹھا۔ جس سے اس کا پردہ بکارت ضائع ہو گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس غلام کو کوڑے لگائے۔ جبکہ لونڈی کو کوڑے نہ لگائے گئے۔ کیونکہ

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتُ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيقِ الْأُمَاةِ وَقَعَ عَلَى وَلِيدَةٍ مِّنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَا حَتَّى افْتَضَّهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ وَلَمْ يَجْلِدْهَا مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا. (رواه البخاری) 12-1510

یہ اس کے ساتھ جبراً ہوا تھا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ شادی شدہ زانی کو رجم اور غیر شادی شدہ کو ۱۰۰ کوڑے مارنے کے ساتھ ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے۔
- ۲۔ فیصلہ کرتے وقت ملزم سے مکمل تفتیش کرنی چاہیے۔
- ۳۔ حاملہ پر وضع حمل کے بعد حد نافذ کی جائے گی۔
- ۴۔ جس پر حد نافذ ہو اس کا جنازہ پڑھا جائے گا۔
- ۵۔ ایسے شخص کو برا کہنا گناہ ہے۔



بَابُ قَطْعِ السَّرَقَةِ

چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

قرآن حکیم کے نزدیک انسانی جان اس قدر محترم اور قیمتی ہے، کہ اگر کوئی کسی کو ناحق قتل کرتا ہے، تو گویا کہ وہ ساری انسانیت کا قاتل ہے۔ ایسے ہی اگر کسی نے دوسرے کا دانت توڑ دیا، آنکھ پھوڑ دی، یا کوئی عضو زخمی کر دیا تو احکم الحاکمین کا حکم ہے، کہ اس کے بدلے میں ایسے ظالم کو وہی سزا دی جائے۔ اور ایسا کرنے میں انسانی زندگی کی بقا ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص چوری کرتا ہے یا کسی کے گھر جھانکتا ہے، تو گھر والے کو حق حاصل ہے کہ اس کی آنکھ پھوڑ دے ایسا کرنے پر اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ اس طرح معاشرے کے لئے ناسور بن جانے والے چور کے ہاتھ کاٹ جانا ہی بہتر ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: چور کا ہاتھ دینار کے چوتھائی حصہ، یا اس سے زیادہ پر ہی کاٹا جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تُقَطَّعُ يَدُ السَّارِقِ إِلَّا بِرُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا (متفق عليه) 1-1511

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے ایک ڈھال کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا۔ اور ڈھال کی قیمت تین درہم تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَطَّعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. (متفق عليه) 2-1512

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے فرمایا: چوری کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو! کوئی اٹھ چوری کر لے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اگر کوئی سی چرائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقَطَّعُ يَدُهُ. (متفق عليه) 3-1513

خلاصہ باب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے ہاتھ سے بنایا۔ اسے فرشتوں سے سجدہ کروا کر معزز بنایا۔ ابلیس کو اسی کے ساتھ عناد کی وجہ سے شیطان قرار دے کر در بدر کیا۔



بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُودِ

حدود میں سفارش کا بیان

عدالتیں اس وقت تک انصاف مہیا کر سکتی ہیں جب تک رشوت، سفارش، دباؤ نیز مجرم اور اس کے جرم کا تعین کرتے ہوئے خارجی اثرات کے ناسور سے محفوظ رہیں گی۔ مذکورہ خرابیوں میں سے کوئی خرابی عدالتی نظام پر اثر انداز ہو جائے تو مظلوم کو حق ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوا کرتا ہے، ملک کی عدالتیں جس قدر ان کمزوریوں سے پاک ہوں گی اسی لحاظ سے لوگوں کو انصاف مہیا ہونے کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ اسلام کے عدالتی نظام کی ابتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان چیزوں کے تباہ کن نتائج سے اس قدر آگاہ ہی نہیں تھی، جس کی وجہ سے چوری کے ایک مقدمے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سفارش کروانے کی کوشش کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عدالت پر اثر انداز ہونے کے مہلک نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے یہ خطاب فرمایا۔ جو آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش مخزومی عورت کی حالت زار پر غم ناک ہوئے جس نے چوری کی تھی۔ انہوں نے باہم گفتگو کی کہ اس عورت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی کی سفارش کروائی جائے انہوں نے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے ہیں، ان کے سوا یہ جرأت کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تو حدود الہیہ میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، کہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑے طبقے کا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ اور جب ان میں کوئی چھوٹے درجے کا انسان چوری کرتا تو اس پر حد نافذ کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهْمَهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا مَنْ يَجْعَلُ عَلَيْهِ إِلَّا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ﷺ حَبَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَهُ أَسَامَةُ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ﷺ أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا أَهْلَكَ الدِّينَ قَبْلَكُمْ أَنْتُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُوَ وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَأَيُّمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَتْ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةً تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا فَاتَى أَهْلَهَا أَسَامَةُ ﷺ فَكَلَّمُوهُ فَكَلَّمَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا ثُمَّ ذَكَرَ

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مخزومیہ عورت گھروں

سے سامان ادھار لیا کرتی تھی اور پھر انکار کر دیا کرتی (یعنی مکر جایا کرتی) تھی۔ تو اس بنا پر رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ تو عورت کے رشتہ داروں نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے بات کی تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے نبی معظم ﷺ سے اس عورت کے بارے میں بات کی۔ اس کے بعد ساری حدیث اسی طرح بیان کی ہے جس طرح پیچھے گزر چکی ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ رشوت، سفارش اور دباؤ عدالتی نظام کو تباہ کر دیتا ہے۔
- ۲۔ قانون کے نفاذ میں چھوٹے بڑے کمزور اور طاقتور میں فرق کرنا قوموں کی تباہی کے مترادف ہے۔



بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ

شراب پینے کی حد

شراب عرب معاشرے کی گٹھی میں اس طرح رچ بس گئی تھی، کہ کئی لوگ پانی کی جگہ شراب پینے کو ترجیح دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اس زمانے کے مشہور شاعر مرتے ہوئے اپنے ورثا کو وصیت کرتے، کہ میری قبر انگور کی بیل کے قریب بنائی جائے، تاکہ مرنے کے بعد بھی میں شراب کی لذت سے محظوظ ہوتا رہوں۔ اسلام نے دوسرے احکامات کی طرح شراب کی ممانعت کے لیے بھی تدریجی انداز اختیار کرتے ہوئے بالآخر انہیں شراب پینے سے یکسر روک دیا۔ جونہی مذکورہ حکم نازل ہوا، لوگوں نے لبوں تک پہنچے ہوئے شراب کے جام بچ دیے اور منکے توڑ ڈالے حتیٰ کہ مدینے کی نالیوں میں اس طرح شراب بہہ رہی تھی جیسے بارش کا پانی چل رہا ہو۔

ایک مرتبہ کسی نے آپ ﷺ سے استفسار کیا کہ کیا دوائی کے طور پر شراب استعمال کی جاسکتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بذات خود ایک مرض ہے۔

لہذا شدید تکلیف میں بھی اسے استعمال کرنا حرام ہے۔ شراب کے مہلک اثرات سے آگاہ کرتے ہوئے لوگوں میں اس قدر نفرت بیدار فرمائی کہ ابتدائی ایام میں شراب کے مخصوص برتنوں کو بھی استعمال کرنے سے منع کر دیا۔ اور اگر کوئی غلطی سے شراب پی لیتا تو اس پر تعزیر لاگو کی جاتی

تعزیر وہ شرعی سزا ہے جس میں خلیفہ وقت اور عدالتیں حالات کے پیش نظر سزائیں کی یا اضافہ کر سکتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے شراب پینے والے کو جوتے اور چھڑیوں سے مارا۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں نبی گرامی ﷺ شراب پینے والے کو چالیس جوتے اور چھڑیاں مارا کرتے تھے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنَّعَالِ وَجَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ فِي الْخَمْرِ بِالنَّعَالِ وَالْجَرِيدِ أَرْبَعِينَ. 1-1515

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ کے زمانے میں، پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آغاز میں شرابی کو لایا جاتا تو ہم اسے گھونسوں، جوتوں اور کوڑوں سے مارا کرتے تھے۔ لیکن

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَامْرَأَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَنَقُومَ عَلَيْهِ بِأَيْدِينَا وَنَعَالِنَا وَارْدِيَتَنَا حَتَّى

كَانَ آخِرُ أَمْرَةٍ عُمَرَ ۞ فَجَلَدَ أَرْبَعِينَ حَتَّى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ . رواه البخاری 2-1516

حضرت عمر ۞ کے دور حکومت کے آخر میں چالیس کوڑے لگائے جاتے تھے۔ جب لوگ زیادہ سرکش اور فاسق و فجور میں مبتلا ہو گئے تو حضرت عمر ۞ نے اسی کوڑے مارے۔ (بخاری)

الفصل الثالث

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ النَّخَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ۞ يَقُولُ مَا كُنْتُ لِأَقِيمَ عَلَى أَحَدٍ حَدًّا فَيَمُوتَ فَأَجِدَ فِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا صَاحِبُ الْخَمْرِ فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَذِيئَتُهُ وَذَلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَسْنَهُ . متفق عليه . 3-1517

حضرت عمیر بن سعید النخعیان کرتے ہیں: میں نے حضرت علی ۞ سے یہ کہتے ہوئے سنا، کہ اگر میں کسی شخص پر حد لگاؤں اور وہ فوت ہو جائے، تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں البتہ اگر شرابی فوت ہو جائے تو میں اس کی دیت ادا کروں گا۔ اس لئے کہ آپ ۞ نے اس کی حد کا تعین نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت عمر ۞ کے زمانے میں بے شمار عجمی لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے اور وہ شراب کے بارے میں بے احتیاطی کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے تعزیر میں اضافہ کیا۔ حضرت علی ۞ کا فرمان ہے، کہ حدود کے نفاذ میں اگر کوئی شخص مر جائے تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ شرابی سزا کے دوران مر جائے تو اس کی حکومت دیت ادا کرے گی۔ یہ اس لیے کہ شرابی کو شریعت کے مطابق جو سزا دی جاتی ہے وہ زیادہ شدید نہیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ شراب بذات خود بیماری ہے۔
- ۲۔ شراب جرائم کی ماں ہے
- ۳۔ شراب کی سزا میں حالات کے مطابق رد و بدل ہو سکتا ہے۔



بَابُ مَا لَا يُدْعَى عَلَى الْمَحْدُودِ

جس پر حد نافذ ہوئی ہو اسے بددعا نہ دی جائے

یہ مسئلہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے، کہ جس شخص پر حد یا تعزیر نافذ کی گئی ہو، اسے بددعا نہیں دینی چاہیے۔ انسان خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی ہونے کا تادم مرگ احتمال رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے وہ خطا کار بھی اللہ کی بارگاہ میں معزز ہو جاتا ہے جو سچی توبہ کر لے چہ جائیکہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھ کر اپنے اوپر حد لگنا منظور کر لیتا ہے وہ تو گویا کہ اس گناہ سے بالکل پاک ہو گیا۔ لہذا اسے بددعا دینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص کا نام عبداللہ اور اس کا لقب ”گدھا“ تھا۔ وہ نبی گرامی ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا۔ نبی معظم ﷺ نے اسکو شراب نوشی کے کوڑے لگائے۔ ایک دن اسے لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے کوڑے لگائے گئے۔ ایک آدمی نے کہا: اس پر اللہ کی لعنت ہو کتنی دفعہ اسے لایا گیا ہے۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو، اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا اسْمُهُ عَبْدُ اللَّهِ يَلْقَبُ حِمَارًا كَانَ يُضْحِكُ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ فَأَتَى بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللَّهُمَّ اَلْعَنَّهُ مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَلْعَنُوهُ فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. (رواه البخاری) 1-1518

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ کے ہاں ایک شرابی لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا اس کی پٹائی کرو۔ تو ہم میں سے کسی نے گھونسا، جوتا اور کسی نے کپڑا مارا۔ جب وہ واپس لوٹا تو کسی نے کہا: اللہ تجھے ذلیل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمہ کہہ کر اس کے خلاف شیطان کی معاونت نہ کرو! (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَقَالَ اضْرِبُوهُ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ وَالضَّارِبُ بِخُوبِهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَخْزَاكَ اللَّهُ قَالَ لَا تَقُولُوا هَكَذَا لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ. (رواه البخاری) 2-1519



بَابُ التَّعْزِيرِ

تعزیر کا بیان

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ (متفق عليه) 1-1520

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بن نیار نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: دس سے زائد کوڑے صرف حدودِ الہیہ میں لگائے جائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

تعزیر کا لفظی معنی ہے ملامت کرنا۔ ادب سکھانا، ہلکی پھلکی سزا دینا۔ تاکہ ایسا شخص جسمانی سزا کے ساتھ معاشرے اور برادری میں اپنی خفت محسوس کرتے ہوئے دوبارہ بری حرکت کرنے سے اجتناب کرنے کی کوشش کرے۔ اور اگر ایسا آدمی بار بار ایسی حرکت کرتا ہے تو حاکم وقت اس کی تعزیر میں اضافہ بھی کر سکتا ہے۔ جیسا کہ شراب کی حد کے بیان میں گزر چکا ہے۔



بَابُ بَيَانِ الْخَمْرِ وَوَعِيدِ شَارِبِهَا

شراب کا بیان اور شرابی کے لیے وعید

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب ان دو درختوں، کھجور اور انگور سے ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے بیان کیا: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تب شراب پانچ چیزوں: انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد سے تیار ہوتی تھی۔ شراب وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب شراب کی حرمت نازل ہوئی، اس وقت انگور کی شراب کم ہی دستیاب تھی۔ اور ہماری شراب کچی پکی کھجوروں سے تیار ہوتی تھی۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہد کے نبیذ کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرنشہ آور مشروب حرام ہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرنشہ آور چیز شراب ہے اور ہرنشہ آور چیز حرام ہے۔ جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہو فوت ہوا، تائب نہیں ہوا آخرت میں اسے شراب نہیں ملے گی۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص یمن سے آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب کے بارے میں پوچھا، جو وہ مکئی سے بنا کر پیتے تھے جسے ”مزر“ کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا وہ نشہ آور ہے؟ اس نے

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْخَمْرُ مِنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ النَّخْلَةِ وَالْعِنْبَةِ. (رواه مسلم) 1-1521

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنَّهُ لَقَدْ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ الْعِنْبِ وَالْعَمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ (رواه البخاری) 2-1522

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ حِينَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيلًا وَاعْلَمَةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالْعَمْرُ (رواه البخاری) 3-1523

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْبُتْعِ وَهُوَ نَبِيذُ الْعَسَلِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ. (متفق عليه) 4-1524

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُلْعِنُهَا لَمْ يُتَبَّ لَمْ يَشْرَبْهَا فِي الْآخِرَةِ (رواه مسلم) 5-1525

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَسَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ شَرَابٍ يَشْرَبُونَهُ بِأَرْضِهِمْ مِنَ الدَّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ مُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

جواب دیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذمہ لیا ہے۔ کہ جو شخص نشہ آور مشروب پیئے گا، اللہ تعالیٰ اسے طینۃ الخبال پلائے گا۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول طینۃ الخبال

إِنَّ عَلَى اللَّهِ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ أَنْ يُسْقِيَهُ مِنْ طِينَةِ الْخَبَالِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا طِينَةُ الْخَبَالِ قَالَ عَرَفَ أَهْلُ النَّارِ أَوْ غَصَارَةُ أَهْلِ النَّارِ (رواہ مسلم) 6-1526

کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمیوں کا پسینہ جو ان کے بدن سے خارج ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابوقحادہ ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے کچی اور پکی کھجور، منقہ اور پکی کھجور، خام اور پکی تازہ کھجور کو ملا کر نہیند بنانے سے منع فرمایا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے علیحدہ علیحدہ بنیذ بناؤ۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي قَحَادَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ خَلِيطِ التَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزُّبَيْبِ وَالتَّمْرِ وَعَنْ خَلِيطِ الزُّهْوِ وَالرُّطْبِ وَقَالَ اتَّبِعُوا كُلَّ وَاحِدَةٍ عَلَى حِدَةٍ. (رواہ مسلم) 7-1527

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ سے شراب کا سرکہ بنانے کے متعلق سوال کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! ایسا نہ کرو۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْخَمْرِ يُتَخَذُ خَلْفًا قَالَ لَا! (رواہ مسلم)

8-1528

حضرت وائل حضرمی ؓ بیان کرتے ہیں: طارق بن سوید ؓ نے نبی گرامی ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے اُسے منع فرمایا۔ اُس نے کہا: میں اس سے علاج کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دوا نہیں ہے: بلکہ یہ تو خود بیماری ہے۔ (مسلم)

عَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِيِّ ؓ أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ ؓ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ وَلَكِنَّهُ دَاءٌ. (رواہ مسلم) 9-1529

خلاصہ باب

- ۱۔ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔
- ۲۔ شراب بذات خود بیماری ہے۔
- ۳۔ شراب پینے والے کو جہنمیوں کا پسینہ پلایا جائے گا۔
- ۴۔ شراب سے علاج کرنا اور کروانا حرام ہے۔



کتاب الامارۃ والقضاء

امارت اور قضا کا بیان

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ امیر سے مراد مسلمانوں کا حکمران یا ان کا نمائندہ ہے۔ کیونکہ ان ارشادات کے ساتھ آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ امیر ڈھال ہوتا ہے اور اس کی قیادت میں جہاد کیا جاتا ہے۔ جہاد کے لیے یہ شرط بھی ہے جس کے پاس باقاعدہ اختیارات ہوں وہ جہاد کی قیادت کرے۔ قرآن مجید نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ تمام معاملات باہم مشاورت سے طے کرنے والا اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت کا اس پر مطمئن ہونا بھی ضروری ہے۔ اس امیر کی اطاعت رسول کریم ﷺ کی اطاعت کے مترادف ہوگی۔

جہاں تک دینی، سیاسی اور فلاحی انجمنوں کے صدور اور اُمرا کا تعلق ہے ان کی تابع داری تو سفری امیر کی تابع داری کی مانند ہے۔ اپنے مقام اور منصب کے مطابق ایسے حضرات کی تابع داری اور وفا شعاری باہم طے شدہ امور کے مطابق کرنا لازم ہے۔ اس قسم کے امیر کو لوگوں سے خلیفۃ المسلمین کی تابع داری جیسا تصور نہیں کرنا چاہیے اور جو وہ کوئی شخص ان تنظیمات سے الگ ہوتا ہے تو اس پر جہالت کی زندگی کا فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت ہے، کہ جب سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلافات وسیع ہوئے تو بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ فتنہ کے دور میں گوشہ نشینی کے بارے میں سرورِ دو عالم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ فتنہ کے دور میں جس نے اپنے آپ کو محدود کر لیا وہی ایمان سلامت رکھ سکے گا۔ تاہم اس صورت حال میں ایسے لوگوں کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور جو امیر کی اطاعت کرے گا اس نے گویا میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ بلاشبہ امام ڈھال کی طرح ہے۔ اس کے حکم سے جہاد کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ سے تحفظ حاصل کیا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ يُطِيعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يُعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي وَإِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَعَدَلَ فَإِنَّ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرًا وَإِنْ قَالَ بِغَيْرِهِ فَإِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1530

جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ سے ڈرنے کا حکم دے اور عدل کرے تو اس کے لیے یہ باعثِ اجر ہوگا۔ اور اگر وہ اس کے برعکس چلے تو اس کی سزا بھی اس پر ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أُمِّ الْحَصَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ

حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی گرامی ﷺ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ أَمَرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدِّعٌ
يَقْوُذُكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ فَاسْمَعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا.
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 2-1531

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَسْمَعُوا
وَأَطِيعُوا وَإِنْ اسْتَعْمَلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَانَ
رَأْسَهُ زَبِيَّةً. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 3-1532

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ
الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ
بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا
طَاعَةَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-1533

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا
طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ.
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1534

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَايَعَنَا رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ
وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلَى الْآثَرَةِ عَلَيْنَا
وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَعَلَى أَنْ نَقُولَ
بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَا يَمُ
وَفِي رِوَايَةٍ وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا
أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ
بُرْهَانٌ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1535

چھینیں گے۔ البتہ جب ان میں واضح کفر دیکھو اور اس صورت میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔ (بخاری و مسلم)
عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِذَا

نے فرمایا: اگر ناک کٹا غلام تمہارا امیر بنا دیا جائے، جو اللہ کی
کتاب کے مطابق تمہاری قیادت کرے، تو تم اس کی بات
بھی سنو اور اطاعت کرو۔ (مسلم)

حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے
فرمایا۔ سنو اور اطاعت کرو! اگرچہ تم پر حبشی غلام مقرر کیا جائے
بے شک اس کا سرمقہ جیسا ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

حضرت ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بیان کرتے ہیں: رسول اکرم
ﷺ نے فرمایا: مسلمان شخص کے لیے ضروری ہے کہ سماع و
اطاعت کرے خواہ وہ پسند کرے، یا اسے ناگوار گزرے۔
جبکہ اُسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جا رہا ہو۔ مگر جب
اُسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو کوئی سماع و اطاعت
نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے
فرمایا: نافرمانی کے کاموں میں کوئی اطاعت نہیں۔ اطاعت تو
صرف اچھے کاموں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبادۃ بن صامت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی
گرامی ﷺ سے بیعت اس بات پر کی، کہ ہم سنیں گے اور
تنگی و آسانی، خوشی و ناخوشی میں اطاعت کریں گے۔ خواہ ہم
پر کسی کو ترجیح دی جائے پھر بھی اطاعت کریں گے۔ اور ہم ان
لوگوں سے امارت نہیں چھینیں گے جو اس پر قابض ہوں گے۔
ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے۔ اللہ کے
بارے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے
خائف نہیں ہوں گے۔ ایک روایت میں ہے ہم امارت پر

چھینیں گے۔ البتہ جب ان میں واضح کفر دیکھو اور اس صورت میں تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل ہو۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی

بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ
يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

7-1536

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا
يَكْرَهُهُ فَلْيَضْرِبْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ
الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مِيتَةً
جَاهِلِيَّةً. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 8-1537

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ
الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ
تَحْتَ رَايَةٍ عَمِيَّةٍ يَغْضِبُ لِعَصْبِيَّةٍ أَوْ يَدْعُو
لِعَصْبِيَّةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصْبِيَّةً فَقُتِلَ فَقَتْلُهُ جَاهِلِيَّةٌ
وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمْتِي بِسَيْفِهِ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَ
فَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا يَفْقَى لِلدِّينِ
عَهْدٌ عَهْدُهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ. (رَوَاهُ
مُسْلِمٌ) 9-1538

گرامی ﷺ سے بیعت کی کہ ہم سنیں گے اور اطاعت کریں
گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: استطاعت کے مطابق
اطاعت کرتے رہنا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول
معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے امیر کی ناپسندیدہ بات
دیکھے تو وہ صبر کرے۔ اس لیے کہ جو شخص جماعت سے
بالشت بھر بھی الگ ہوا اور اسی حالت میں فوت ہو گیا، تو وہ
جاہلیت کی موت مرا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ
ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جو اطاعت اور جماعت سے علیحدہ ہوا
اور وہ اسی حالت میں فوت ہوا، تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور
جو شخص نامعلوم جھنڈے کے نیچے لڑتا رہا، عصیت کی خاطر
غیرت میں آیا اور عصیت کی بنیاد پر دعوت دیتا رہا، یا
عصیت کی وجہ سے مدد کرتا ہوا قتل ہوا، اس کا قتل، جہالت پر
ہوگا۔ جو شخص میری امت کے خلاف تلوار سنت کر نیک و بد
سب کو ترسج کرتا چلا گیا اور کسی مومن کی اس نے پروانہ کی اور
نہ ہی کسی عہد والے کے عہد کا پاس کیا، وہ مجھ سے نہیں اور نہ
ہی میرا کوئی اس سے تعلق ہے۔ (مسلم)

حضرت عوف بن مالک اشجعی ؓ رسول اللہ ﷺ سے
بیان کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے
بہترین امیر وہ ہیں، جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے
محبت کرتے ہوں۔ تم ان کے حق میں دعائیں کرتے ہو اور
وہ تمہیں دعائیں دیتے ہوں۔ اور تمہارے بدترین امیر وہ
ہیں جن سے تم نفرت کرتے ہو اور وہ تم سے عداوت رکھتے
ہوں۔ تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔ ہم
نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم ایسے حالات میں

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ ؓ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ خِيَارُ أَيْمَتِكُمُ الَّذِينَ
تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ
وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ أَيْمَتِكُمُ الَّذِينَ
تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ
وَيَلْعَنُونَكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا
نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذَلِكَ قَالَ لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمْ
الصَّلَاةَ لَا مَا أَقَامُوا فِيكُمْ الصَّلَاةَ إِلَّا مَنْ وَلَّى

عَلَيْهِ وَالْإِذَا فَرَّاهُ يَأْتِي شَيْئًا مِنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ
فَلْيُكْرَهُ مَا يَأْتِي مِنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ
يَدًا مِنْ طَاعَةٍ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 10-1539

انہیں معزول نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا! نہیں۔ جب تک وہ
تم میں اقامتِ صلوٰۃ کا فریضہ انجام دیتے اور اقامتِ صلوٰۃ
پر کاربند رہیں۔ سنو جس شخص پر کوئی امیر بنایا گیا، اس

نے امیر کو دیکھا کہ وہ کسی حد تک اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو اس کے عمل کو کراہت سے دیکھے، لیکن اپنا ہاتھ اسکی
اطاعت سے نہ کھینچے۔ (مسلم)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَعْرِفُونَ
وَتُنْكِرُونَ فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرَأَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ
سَلِمَ وَلَكِنْ مَنْ رَضِيَ وَتَابَعَ قَالُوا أَفَلَا نَقَاتِلُهُمْ
قَالَ لَا مَا صَلُّوا لَا مَا صَلُّوا أَيُّ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهِ
وَأَنْكَرَ بِقَلْبِهِ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 11-1540

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول محترم
نے فرمایا: تم پر کچھ ایسے امیر مقرر ہوں گے، جن کو تم اچھا بھی
جانو گے اور برا بھی سمجھو گے۔ جس نے انکار کیا وہ بری ہے۔
جس نے ان کو برا جانا وہ محفوظ رہا سوائے اس کے جس نے
ان کو پسند کیا اور ان کے مطابق چلا۔ صحابہ کرام ؓ نے
عرض کیا: کیا ہم ان سے لڑائی کریں؟ آپ ﷺ نے

فرمایا نہیں! جب تک وہ نماز کے نظام کو قائم رکھیں۔ نہیں! جب تک وہ نظام نماز پر کاربند رہیں۔ حدیث میں مذکور ہے، انکار کیا،،
اور، برا جانا،، سے مراد یہ ہے کہ جس نے دل سے مکروہ جانا اور انکار کیا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ قَالَ لَنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي أَثَرَهُ وَ
أُمُورًا تُنْكِرُونَهَا قَالُوا أَلَا مَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ أَذُوا إِلَيْهِمْ حَقُّهُمْ وَاسْأَلُوا اللَّهَ
حَقَّكُمْ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 12-1541

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسول
معظم ﷺ نے بتایا: مستقبل قریب میں تم میرے بعد
ترجیحات دیکھو گے اور ایسے کام دیکھو گے جنہیں تم ناپسند کرو
گے۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول
! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم ان کے
حقوق ادا کرو۔ اور اپنے حقوق اللہ سے مانگو (بخاری و مسلم)

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ ؓ قَالَ سَأَلَ سَلَمَةَ ابْنَ
يَزِيدَ الْجُعْفِيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا نَبِيَّ
اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِنْ قَامَتْ عَلَيْنَا أُمَرَاءُ
يَسْأَلُونَا حَقَّهُمْ وَيَمْنَعُونَا حَقَّنَا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ
اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ مَا حُمِلُوا
وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِلْتُمْ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت وائل بن حجر ؓ بیان کرتے ہیں کہ سلمہ بن یزید ؓ
نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا: اے اللہ کے رسول!
آپ بتائیں، اگر ہم پر ایسے امراء مقرر ہوں جو اپنے حقوق کا
تو مطالبہ کریں لیکن ہمارے حقوق ادا نہ کریں، تو آپ ہمیں
کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو اور اطاعت
کرو! وہ اپنی ذمہ داریوں کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور تم پر وہ

ذمہ داریاں ہیں جو تمہارے سپرد ہیں۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچ لیا، وہ بغیر دلیل کے اللہ سے ملاقات کرے گا۔ اور جو شخص فوت ہوا اور اس کی گردن میں امیر کی بیعت نہیں وہ جہالت کی موت مرا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام بنی اسرائیل کی سیاست کرتے رہے۔ جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ بن جاتا۔ بلاشبہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں، البتہ کثرت کے ساتھ خلفا ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلے کی بیعت کا خیال رکھو! اور ان کے حقوق پورے کرو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کی رعیت کے بارے میں پوچھنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب دو امیروں کی بیعت کی جائے تو بعد والے امیر کو قتل کر دیا جائے۔ (مسلم)

حضرت عرفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ عنقریب فتنے اور فساد ہوں گے۔ تو جو شخص امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہے اُسے تہ تیغ کر دو، چاہے جو بھی ہو۔ (مسلم)

حضرت عرفہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے: جو شخص تمہارے پاس آئے، جبکہ تمہارا نظام ایک شخص کے سپرد ہے۔ اور وہ تمہارے اتفاق کو ختم اور تمہارے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہو

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ خَلَعَ يَدًا مِّنْ طَاعَةِ لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 14-1543

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْفُرُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوا بَيْعَةَ الْأَوَّلِ فَأَلَّوْلَ أَعْطَوْهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَأَلَهُمْ عَمَّا اسْتَرَعَاهُمْ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 15-1544

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بُوِيعَ لِخُلَفَيْنِ فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 16-1545

عَنْ عُرْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّهُ سَيَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَفْرِقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَانِنًا مَنْ كَانَ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 17-1546

وَعَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ آتَاكُمْ وَأَمْرُكُمْ جَمِيعٌ عَلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ يُرِيدُ أَنْ يُشَقِّقَ عَصَاكُمْ أَوْ يَفْرِقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوهُ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 18-1547

تو تم اُسے قتل کر دو۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص امیر کی بیعت کرے۔ اور اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں تھما دے اپنے دلی جذبات کو اس کے تابع کر دے، تو پھر استطاعت کے مطابق اس کی اطاعت کر۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے امارت چھیننے کے لیے کوشاں ہو تو اس کی گردن اڑا دی جائے۔ (مسلم)

حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امارت کی خواہش نہ کرنا! کیونکہ اگر تیری خواہش پر تجھے امارت مل گئی تو تجھے تیرے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اور اگر بلا خواہش تجھے امارت تفویض کی گئی تو تیری معاونت کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم امارت کی خواہش کرو گے، جبکہ قیامت کے دن امارت باعثِ ندامت ہوگی۔ اقتدار بھلا لگتا ہے، جب کہ معزولیت دل خراش ہوتی ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کہا، کہ اے اللہ کے رسول! آپ مجھے کوئی عہدہ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارتے ہوئے فرمایا: اے ابو ذر! یقیناً تو کمزور آدمی ہے۔ اور یہ عہدہ امانت ہے جو بلاشبہ قیامت کے دن رسوائی اور ذلت کا باعث ہوگا، سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اس کے حقوق کو سوچ سمجھ کر استعمال کیا۔ اور ذمہ داریوں کو صحیح طور پر نبھایا۔ ایک روایت میں ہے۔ آپ نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: اے ابو ذر! میرے خیال میں تم کمزور آدمی ہو۔ اور میں تیرے لیے وہی کچھ پسند کرتا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةً يَدِهِ وَثَمَرَةً قَلْبِهِ فَلْيُطْعُهُ إِنْ اسْتَطَاعَ فَإِنْ جَاءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخِرِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 19-1548

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مُسْئَلَةٍ وَكَلْتِ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مُسْئَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 20-1549

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَتَسْتَكُونُونَ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 21-1550

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي قَالَ فَضْرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِي ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنَّكَ ضَعِيفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ حِزْبِي وَنَدَامَةٌ إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا۔

وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ لَهُ يَا أَبَا ذَرٍّ إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أَحِبُّ لَكَ مَا أَحِبُّ لِنَفْسِي لَا تَأْمُرَنَّ عَلَى النَّيِّنِ وَلَا تَوْلَيْنَنَّ مَالَ يَتِيمٍ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

22-1551

ہوں، جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تو دو آدمیوں کی بھی ذمہ داری نہ اٹھانا اور نہ ہی یتیم کے مال کی ذمہ داری لینا۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي فَقَالَ أَحَلَّهُمَا يَارَسُولَ اللَّهِ أَمْرَنَا عَلَى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللَّهُ وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ أَنَا وَاللَّهِ لَا تُؤَلِّيَ عَلَى هَذَا الْعَمَلِ أَحَدًا سَأَلَهُ وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 23-1552

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: میں اور میرے دو چچا زاد بھائی نبی گرامی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن میں سے ایک نے کہا۔ اے اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! ہمیں کسی ایسے علاقے کا امیر نامزد فرمائیں، جس کو اللہ نے آپ کے زیر نگیں کر دیا ہے۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کہا۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہم امارت کی طلب اور لالچ رکھنے والے انسان کو امیر نامزد نہیں کرتے۔ ایک اور

روایت میں ہے۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو امارت طلب کرتا ہے ہم اسے نہیں سوچتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُونَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهَذَا الْأَمْرِ حَتَّى يَقَعَ فِيهِ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 24-1553

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: رسول محترم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم لوگوں میں بہترین ان لوگوں کو پاؤ گے جو امارت سے بہت اجتناب کریں گے۔ یہاں تک کہ انہیں امیر بنادیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا كُتِلُكُمْ رَاعٍ وَكُتِلُكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَإِلَّا مَأْمُومٌ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فُكِّلُكُمْ رَاعٍ وَكُتِلُكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 25-1554

حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بیان کرتے ہیں: رسول معظم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: خبردار! تم سب ذمہ دار ہو۔ تم سب سے تمہارے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ لوگوں کا امیر ذمہ دار ہے اس سے عوام کے بارے میں سوال ہوگا۔ گھر کا فرد اعلیٰ اپنے گھر والوں کی طرف سے جواب دہ ہے، اس سے اس کے گھر والوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران ہے، اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے، اس سے اس کے متعلق سوال ہوگا۔ خبردار! تم میں سے ہر ایک شخص نگران ہے۔ اور ہر ایک

سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (مسلم)

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ وَالٍ يَلِي رَعِيَّةً مِّنْ

حضرت معقل بن یسار رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سنا۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرما رہے تھے۔ جو حاکم

الْمُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٍ لَهُمْ إِلَّا حَرَّمَ
اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 26-1555

مسلمانوں کے کسی گروہ پر حکومت کرتا ہے، اور وہ اس حالت
میں مرا کہ ان کے ساتھ دھوکا کرتا رہا ہو تو اللہ اُس پر جنت کو
حرام کر دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللَّهُ رَعِيَّةً فَلَمْ
يَحْطَها بِنَصِيحَةٍ إِلَّا لَمْ يَجِدْ رَاحَةَ الْجَنَّةِ۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 27-1556

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ میں نے
نبی گرامی ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ جس شخص کو اللہ
نے حاکم بنایا اور وہ رعیت کی خیر خواہی نہیں کرتا رہا تو وہ شخص
جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِدِ بْنِ عَمْرِوٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 28-1557

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم
ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔،، بلاشبہ بدترین حکمران رعیت پر
ظلم کرنے والے ہیں،،۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ اللَّهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا
فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ
أُمَّتِي شَيْئًا فَارْقُقْ بِهِمْ فَارْقُقْ بِهِ۔ (رَوَاهُ
مُسْلِمٌ) 29-1558

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول محترم
ﷺ نے فرمایا: اے میرے رب! جو شخص میری امت کی
کسی ذمہ داری پر مامور ہو اور امت کو مشقت میں ڈالے تو
اے اللہ! تو اُسے مشقت میں ڈال۔ اور جو شخص میری امت
کے کسی کام کا ذمہ دار بنا اور ان پر نرمی و فراخی کی اُلمی تو بھی
اُس پر نرمی فرما۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرٍ مِنْ نُورٍ عَنْ
يَمِينِ الرَّحْمَنِ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينُ الدِّينِ
يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُّوا۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 30-1559

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا۔ انصاف کرنے والے اللہ
کے ہاں، اللہ کی دائیں جانب، نور کے منبروں پر جلوہ افروز
ہوں گے۔ جب کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ وہ
لوگ ہیں جو دائرۂ اختیار میں اپنے اہل و عیال اور رعیت کے
معاملات میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یعنی اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ برکت کے لحاظ سے یکساں ہیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا
حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم

بَعَثَ اللَّهُ مِنْ نَبِيِّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا
كَانَتْ لَهُ بَطَانَتَانِ بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَ
تَحْضُهُ عَلَيْهِ وَبَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْشَّرِّ وَتَحْضُهُ
عَلَيْهِ وَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَهُ اللَّهُ. (رَوَاهُ
مُسْلِمٌ) 31-1560

ﷺ نے فرمایا۔ جس نبی کو اللہ نے مبعوث فرمایا اور جس شخص
کو بھی منصب خلافت تفویض کیا، اس کے دو خصوصی مشیر
ہوتے ہیں۔ ایک مشیر اسے اچھی بات کا حکم اور ترغیب دلاتا
ہے جبکہ دوسرا مشیر اسے برائی کا حکم اور برائی کی ترغیب دلاتا
ہے۔ جبکہ برے کاموں سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے، جسے
اللہ محفوظ فرمائے۔ (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ
النَّبِيِّ ﷺ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشَّرْطِ مِنَ
الْأَمِيرِ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 32-1561
عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ أَنْ أَهْلَ فَارِسٍ قَدْ مَلَكَوا عَلَيْهِمْ بَنَاتُ
كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أَمَرَهُمْ
امْرَأَةٌ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 33-1562

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ
کا نبی گرامی ﷺ کے ہاں وہی مقام تھا، جو کسی پولیس افسر کا
حاکم کے ہاں ہوتا ہے۔ (بخاری)
حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب نبی معظم ﷺ
کو یہ خبر پہنچی کہ ایرانیوں نے کسری کی بیٹی کو اپنا بادشاہ مقرر کر
لیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ کبھی کامیاب نہیں
ہو سکتے: جنہوں نے حکومت کی زمام کار کسی عورت کے
حوالے کر دی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ عادل اور نیک امیر کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے۔
- ۲۔ غلام اور نکلے امیر کی بھی اطاعت واجب ہے بشرطیکہ وہ کتاب اللہ کے مطابق حکم دے۔
- ۳۔ امیر کی اطاعت صرف معروف میں واجب ہے۔
- ۴۔ امیر کے سامنے کلمہ حق کہنا فرض ہے۔
- ۵۔ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے امیر کی گناہ میں اطاعت لازم نہیں۔
- ۶۔ جو جماعت سے الگ ہو اس کی موت جہالت پر ہوگی۔
- ۷۔ بدترین امیر وہ ہے جس پر لوگ لعنت کریں۔
- ۸۔ امیر جب تک نظام صلوٰۃ قائم کرتا ہے اس کی تابع داری لازم ہے۔
- ۹۔ منصب کی خواہش کرنے والے کی اللہ مدد نہیں کرتا۔ ۱۰۔ امیر اپنی رعیت اور ماں باپ اپنی اولاد کے ذمہ دار
ہیں۔ ۱۱۔ قوم سے دھوکا کرنے والے امیر پر جنت حرام ہے۔

بَابُ مَا عَلَى الْوُلَاةِ مِنَ التَّيْسِيرِ

حکام کو رعایا پر آسانی کرنی چاہیے

تخلیق آدم علیہ السلام کے وقت ملائکہ نے حضرت انسان کے بارے میں خدشات کا اظہار کیا تھا کہ انسان کرۂ ارض پر جا کر دنگا فساد کرے گا۔ کیونکہ انسان کی عادت یہ ہے کہ جوں ہی اسے کچھ اختیارات اور کسی معاملے میں قدرے استغناء اور بے نیازی حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسروں پر اپنی بالادستی قائم کرتا ہے اور ان کے حقوق تلف کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔ تسلط اور غلبہ کی اس خواہش کی وجہ سے طاقتور قوموں نے مجبور اور مقہور اقوام پر ایسے ایسے ظلم و ستم کیے جن کی مثال وحشی درندوں کے حوالے سے بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔ طاقتور لوگوں نے اس وحشت اور بربریت کا مظاہرہ صرف دشمنوں پر ہی نہیں کیا بلکہ اپنے ہم وطنوں اور عزیزوں پر بھی اسی طرح ظلم کیا کہ خدا کی مخلوق الامان والحفیظ پکاراٹھی۔

رسالت مآب ﷺ سے پہلے رومن امپائر اور ایرانی بادشاہ ایک آدمی کی غلطی کی وجہ سے پورے کا پورا خاندان موت کے گھاٹ اتار دیا کرتے تھے۔ شخصی رعب اور حکمرانی کا بدبہ قائم کرنے کے لیے ایسی فضا قائم کی جاتی کہ کسی کو فریاد کرنے کی بھی جرأت نہ ہوا کرتی تھی۔ آپ نے اس انداز حکمرانی کو یکسر تبدیل فرمایا۔ آپ ﷺ جن لوگوں کو کسی علاقے کا ذمہ دار ٹھہراتے تو خصوصی طور پر یہ ہدایات جاری فرماتے کہ لوگوں پر شفقت و مہربانی کرنا اور عوام کو سہولیات بہم پہنچانا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آسانیوں کے لیے اپنے دین کو آسان تر بنایا ہے۔ اس میں بدعات، مصنوعی تقویٰ اور خود ساختہ پابندیوں کے ذریعے مشکلات پیدا نہ کرنا۔ اور یہ بھی نصیحت فرماتے کہ مظلوم کی آہ و بکا سے بچنا کیونکہ اللہ کے عرش اور مظلوم کی بددعا کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوا کرتی، اور فرماتے:

ظلم و زیادتی ظالموں کیلئے قیامت کے دن گھٹا ٹوپ اندھیرے ہوں گے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ جب اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تو فرماتے، لوگوں کو خوش خبری دینا، ان کو متغیر نہ کرنا۔ ان کے ساتھ نرمی کرنا، مشکلات میں جتنا نہ کرنا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: تم نرمی کرو! مشکلات میں نہ ڈالو! سکون پہنچاؤ! اور نفرت نہ دلاؤ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ قَالَ بَشِّرُوا وَلَا تُنْفِرُوا وَلَا تَعْسَرُوا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1563

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَشِّرُوا وَلَا تَعْسَرُوا وَلَا تُنْفِرُوا وَلَا تَكُونُوا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 2-1564

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَدَّةَ أَبَا

مُوسَى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرْ أَوْ لَا تُعَسِّرْ
وَبَشِّرْ أَوْ لَا تُنْفِرْ وَتَطَاوَعًا وَلَا تَخْتَلِفَا - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 3-1565

اس کے دادا ابو موسیٰ اشعریؓ اور معاذؓ کو یمن بھیجا اور فرمایا۔ لوگوں سے آسانی کا برتاؤ کرنا انہیں تکلیف میں نہ ڈالنا، لوگوں کو خوش رکھنا انہیں متنفر نہ کرنا، تم ایک دوسرے سے موافقت کرنا اور مخالفت سے باز رہنا۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُقَالُ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ بْنِ فُلَانٍ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 4-1566

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ عہد شکنی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور اعلان کیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُعْرَفُ بِهِ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1567

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ وعدہ خلافی بے وفائی کرنے والے کے لیے قیامت کے دن اس کی پہچان کرانے کے لیے اس پر جھنڈا لگایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ عِنْدَ اسْتِثْمَةِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ . وَفِي رَوَايَةٍ لِكُلِّ غَادِرٍ لَوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ أَوْ لَا وَلَا غَادِرَ أَكْثَرُ غَدْرًا مِنْ أَمِيرٍ عَامَةٍ - (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 6-1568

حضرت ابو سعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن ہر عہد شکن انسان کی مقعد کے نزدیک جھنڈا ہوگا۔ ایک روایت میں ہے ہر عہد شکن کے لیے قیامت کے دن جھنڈا ہوگا، جو اس کی عہد شکنی کے بقدر بلند کیا جائے گا۔ خبردار! سربراہ مملکت سے بڑھ کر کسی کی عہد شکنی نہیں ہوتی۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ ذمہ دار شخص کو لوگوں میں نفرت کے بجائے باہم محبت پیدا کرنی چاہیے۔
- ۲۔ دین آسان ہے اسے آسان رہنے دیجئے۔
- ۳۔ انتظامیہ کو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔
- ۴۔ قیامت کے دن غدار اور عہد شکن کی پیٹھ پر جھنڈا ہوگا۔



بَابُ الْعَمَلِ فِي الْقَضَاءِ وَالْخَوْفِ مِنْهُ

قضا کا منصب اور ان سے بچنے کا بیان

رسول اکرم ﷺ نے چوری کے ایک مقدمہ کی سماعت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ پہلی قوموں کی بربادی کے اسباب میں مرکزی سبب یہ تھا کہ ان میں عدل و انصاف کی بجائے ظلم اور زیادتی نے جڑیں پکڑ لیں تھیں۔ عدل و انصاف کے ترازو کو قائم رکھنے کے لیے جہاں آپ نے دوسری ہدایات جاری فرمائیں وہاں قاضی اور جج کے لیے یہ اصول بھی وضع فرمائے، کہ قاضی کرسی عدالت پر بیٹھ کر اس قدر احتیاط کرے کہ ذاتی معاملات، یا کسی فریق کے اشتعال انگیز بیان یا جملے کی وجہ سے غصے اور اشتعال میں آ کر فیصلہ نہ کرے کیونکہ غالب امکان ہے کہ وہ طیش میں آ کر کوئی غلط فیصلہ کر بیٹھے گا۔ اس بات کی وضاحت بھی فرمائی کہ جج اگر جذبات اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر کوئی غلط فیصلہ بھی کر بیٹھتا ہے، تو مفادات سے اجتناب اور اخلاص نیت کی وجہ سے اسے غلط فیصلہ پر بھی ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس نے حقیقت تک پہنچنے کے لیے کسی چیز کو آڑے نہیں آنے دیا۔ تاہم حقیقت معلوم ہونے پر اسے متاثرہ فریق کی دادرسی کرنی چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: کسی قاضی کو دو فریقین کے درمیان غصہ کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ حَكْمَ بَيْنَ النَّيْنِ وَهُوَ غَضْبَانٌ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

1-1569

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جب قاضی پورے انہماک کے ساتھ فیصلہ کرے اور اس کا فیصلہ بھی درست ہو تو اُس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ لیکن جب فیصلہ کوشش کے باوجود غلط ہو جائے تو اُسے ایک ثواب ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ وَاصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ - (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

2-1570

خلاصہ باب

- ۱۔ جج کو غصہ کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔
- ۲۔ نیک نیت جج کو غلط فیصلے پر بھی اس کی محنت کا ثواب ملے گا۔



بَابُ رِزْقِ الْوَلَاةِ وَهَدَايَاهُمْ

حکام کی تنخواہ اور تحائف

رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سرکاری ڈیوٹی یا معاشرہ کی کسی ذمہ داری کو باضابطہ اٹھاتا ہے، تو اس کے ذاتی اور گھریلو اخراجات کی ذمہ داری حکومت یا اس کے متعلقہ افراد پر ہوگی۔ لیکن ایسے ذمہ دار شخص کو رسالت مآب ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء کے طرز عمل کو سامنے رکھنا ہوگا۔ جس میں یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ ﷺ کے خلفاء بیت المال سے ایک عام آدمی کی گزر کے مطابق ہی وظیفہ لیتے تھے۔ اپنے منصب سے ناجائز فائدہ نہ خود اٹھاتے اور نہ ہی کسی کو ناجائز فائدہ اٹھانے کی اجازت دیتے۔ اسی بنا پر امیر المومنین حضرت عمرؓ نے سرکاری منصب داروں پر یہ پابندی عائد کی تھی کہ وہ نہ صرف یہ کہ تحفہ قبول نہیں کر سکتے بلکہ اپنے زمانے کی شاہانہ سواری یعنی ترکی گھوڑا بھی نہیں رکھ سکتے۔ نیز نہ باریک لباس پہن سکتے ہیں اور اپنے دفاتر کے سامنے دربان بھی کھڑے نہیں کر سکتے۔ ان پابندیوں کا مقصد یہ تھا کہ حکمران کسی لحاظ سے اپنے آپ کو عوام سے بالاتر سمجھنے کی کوشش نہ کریں بلکہ انہیں عوام کے معیار زندگی کو اپناتے ہوئے انہیں ان کے قریب تر رہنا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے بددیانت حکمرانوں اور خائن لوگوں کو یہ بھی باور کروایا کہ قیامت کے دن ان کو اپنی خیانتوں کے ساتھ رب کبریا کے حضور پیش ہونا ہوگا۔ اس تعلیم اور خلفاء کے طرز زندگی کے اثرات تھے کہ اتنی کڑی پابندیوں کے باوصف خالی خولی ذمہ داریوں کی وجہ سے لوگ کسی قسم کا منصب حکومت لینے سے گریزاں ہوا کرتے تھے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أُعْطِيَكُمْ وَلَا أَمْنَعُكُمْ أَنَا قَاسِمٌ أَضْعُ حَيْثُ أُمِرْتُ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 1-1571

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ نہ میں تمہیں دینے والا ہوں اور نہ ہی تم سے روکتا ہوں۔ میں تو تقسیم کرنے والا ہوں۔ میں وہاں خرچ کرتا ہوں جہاں مجھے حکم دیا جاتا ہے۔ (بخاری)

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ بلا جواز اللہ کے مال میں تصرف کرتے ہیں، قیامت کے دن وہ دوزخ میں ہوں گے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ جب حضرت ابو بکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار، میرے اہل و عیال کی گزران کے لیے

عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ رَجُلًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقِّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 2-1572

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَوْؤَنَةِ أَهْلِي

وَشُعِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَاكُلُ آلُ أَبِي
بَكْرٍ ۖ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَيَخْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِينَ
فِيهِ - (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 3-1573

کافی ہے۔ اب میری مصروفیت مسلمانوں کے امور سرانجام
دینے کے لیے ہے۔ اس لیے ابو بکر ۓ کے اہل و عیال بیت
المال سے اخراجات لیں گے۔ اور ابو بکر مسلمانوں کے امور
سرانجام دینے میں مصروف رہے گا۔ (بخاری)

دوسری فصل

الفصل الثانی

عَنْ عَدِيِّ بْنِ عَمِيرَةَ ۖ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ
عَمِلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلَى عَمَلٍ فَكْتَمْنَا مِنْهُ مَخِيطًا
فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غَالٌ يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَقَامَ
رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْبَلْ
عَنِّي عَمَلِكَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ سَمِعْتُكَ
تَقُولُ كَذًا وَكَذًا قَالَ وَأَنَا أَقُولُ ذَلِكَ مَنْ
اسْتَعْمَلَنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَلَيَاتُ بِقَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ
فَمَا أُوْرِي مِنْهُ أَخَذَهُ وَمَا نَهَى عَنْهُ انْتَهَى -
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-1574

حضرت عدی بن عمیرہ ۓ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم
ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں سے جو شخص بھی ہمارے
کسی کام کی ذمہ داری اٹھائے، اگر ہم سے سوئی یا اس سے کم
تر چیز بھی چھپائے گا تو وہ خائن ہے۔ قیامت کے دن وہ
اسے لائے گا۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر ایک انصاری
نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! مجھے ذمہ
داری سے سبک دوش کر دیں۔ آپ نے فرمایا: کیا وجہ ہے؟
اُس نے عرض کیا، کہ میں نے آپ سے سنا ہے، جو آپ نے
ابھی فرمایا: آپ نے فرمایا: اور میں یہ بھی کہتا ہوں! کہ جس
کو ہم کسی منصب پر مقرر کریں تو وہ وہاں سے تھوڑا ہویا زیادہ

یہاں لائے پھر جو اس میں سے اسے دیا جائے اسے قبول کرے اور جس نے اسے روکا جائے رک جائے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ بلا استحقاق بیت المال سے کھانے والے جہنم میں داخل ہوں گے۔
- ۲۔ کسی منصب پر فائز شخص بیت المال سے تنخواہ لے سکتا ہے۔
- ۳۔ خائن آدمی قیامت کے دن اس خیانت کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔



بَابُ الْأَفْضِيَةِ وَالشَّهَادَاتِ

فیصلوں اور شہادتوں کا بیان

رسول مکرم ﷺ نے دنیا کے بگڑے ہوئے عدالتی نظام کو سنوارنے کے لیے قانونی ضابطوں کے ساتھ عدالت کے متعلقہ افراد کی ذہنی تربیت کا اہتمام بھی فرمایا۔ کیونکہ عوام الناس، بالخصوص باختیار لوگ، محض قانون کی جکڑ بند یوں سے درست نہیں ہو سکتے۔ جب تک ان کی ذہنی تربیت اور فکری درستگی کا اہتمام نہ کیا جائے۔ اچھی تربیت کے بغیر بددیانت بیچ، شاطر وکیل اور خائن مدعی کی چال بازیوں کے سامنے قانونی پیچیدگیاں پر کاه کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں۔ انصاف کو مظلوم کی دہلیز تک پہنچانے کے لیے آپ ﷺ نے اخلاقی اور دینی قدروں کا خیال رکھنے کی تلقین فرمائی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو محض ان کے دعووں پر دیا جائے، تو لوگ دوسروں کے خون اور مال کے بارے میں دعوے کرنے لگیں۔ البتہ مدعا علیہ پر قسم ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص عدا جھوٹی قسم اٹھا کر مسلمان بھائی کا مال چھیننا چاہتا ہے، قیامت کے دن جب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔ اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہو رہی ہے۔ ”یقیناً وہ لوگ جو اللہ سے کیے گئے عہدوں اور اپنی قسموں کو معمولی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں، (ان کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں)“ (آل عمران: ۷۷) (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَا دَعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلَكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدْعَى عَلَيْهِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 1-1575

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينٍ صَبْرٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَ ذَلِكَ ”إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا“ إِلَى آخِرِ آيَةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 2-1576

حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص جھوٹی قسم اٹھا کر کسی مسلمان کا حق چھینتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے دوزخ کو لازم کر دیا اور جنت اس پر حرام کر دی ہے۔ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول! اگرچہ معمولی چیز ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اگرچہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی ہو۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَإِنْ كَانَ قِضْبًا مِنْ أَرَاكِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 3-1577

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْحَنُّ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ (متفق عليه) 4-1578

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں انسان ہوں اور تم میرے پاس فیصلے لاتے ہو۔ شاید تم میں سے کچھ لوگ دوسروں کی نسبت اپنی دلیل بیان کرنے میں زیادہ فصیح ہوں۔ اور (ہو سکتا ہے) میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ فیصلہ کرتے ہوئے میں جس شخص کو اس کے بھائی کے حق میں سے کچھ دوں۔ تو وہ اُسے ہرگز وصول نہ کرے۔ بلاشبہ میں اسے دوزخ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْأَلَدُ الْخَصِمُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1579

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ شخص وہ ہے جو جھگڑا کرنے میں تیز ہو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 6-1580

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ کیا۔ (مسلم)

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضَرِ مَوْتٍ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ الْحَضَرَمِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ أَرْضِي وَفِي يَدِي لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْحَضَرَمِيِّ الْكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِينُهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلَّا ذَلِكَ فَإِنْ طَلَقَ لِيْخْلِفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَذْبَرَ لَيْسَ حَلَفَ عَلَى مَالِهِ لِيَأْكُلَهُ ظُلْمًا لِيَلْقَيْنَ اللَّهَ وَهُوَ عَنْهُ مُعْرِضٌ

حضرت علقمہ بن واثل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص حضر موت اور ایک دوسرا کندہ قبیلہ سے، نبی گرامی ﷺ کے پاس آئے۔ حضر می نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ شخص میری زمین پر قابض ہو گیا ہے۔ کندی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ میری زمین ہے اس پر میرا قبضہ ہے۔ حضر می کا اس زمین پر کوئی حق نہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے حضر می سے فرمایا۔ کیا تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: پھر تجھے قسم اٹھانا ہوگی۔ اس (حضر می) نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! یہ تو فاسق ہے۔ قسم اٹھانے کی اسے کچھ پروا نہیں، اسے کسی شے سے دریغ نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو اس سے صرف قسم کا مطالبہ ہی کر سکتا ہے۔ جب کندی قسم اٹھانے

(راوہ مسلم) 7-1581

کے لیے چلا۔ اور جب اس کندی نے منہ اور پیٹھ پھیری تو نبی

گرامی ﷺ نے فرمایا۔ اگر اس نے ظلم مال ہضم کرنے کے لیے قسم اٹھائی تو جب وہ اللہ سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرمائیں گے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 8-1582

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی مکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جو شخص ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں، وہ ہم سے نہیں۔ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔ (مسلم)

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَا أَخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ؟ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 9-1583

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ میں تمہیں بہترین گواہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ یہ وہ شخص ہے جو گواہی کے مطالبہ سے پہلے گواہی دے۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ میرے زمانہ کے لوگ سب سے بہتر ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ اس کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جن کی گواہی ان کی قسم سے، اور ان کی قسم ان کی گواہی سے سبقت لے جائے گی۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينُهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتُهُ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 10-1584

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے کچھ لوگوں کو قسم اٹھانے کے لیے فرمایا۔ وہ قسم اٹھانے میں آپ ﷺ کو جلد باز دکھائی دیے، تو آپ ﷺ نے حکم دیا۔ قسم اٹھانے کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے، کہ کون قسم اٹھائے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينِ فَاسْرَعُوا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَخْلِفُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 11-1585

خلاصہ باب

- ۱۔ محض دعوے کی بنیاد پر کسی کو کچھ نہیں دیا جاسکتا۔
- ۲۔ جھوٹی قسم اٹھا کر دوسرے کا مال ہتھیا نے والے پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوگا۔
- ۳۔ حج کے غلط فیصلے سے ناجائز چیز، جائز نہیں ہو سکتی۔ بلکہ جہنم کا ٹکڑا ہے
- ۴۔ اللہ تعالیٰ جھگڑالو شخص کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔
- ۵۔ ناحق چیز کا دعویٰ کرنا امت سے خارج ہونے کے مترادف ہے۔

کِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

جہاد کا لغوی معنی ہے کوشش کرنا۔ شریعت کی زبان میں جہاد کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے دین کی سر بلندی اور سرفرازی کے لیے زبان، جان اور وسائل کے ذریعے کوشش کرنا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ عادل کا عدل اور ظالم کا ظلم اس کے لیے عدم جواز کا سبب نہیں بن سکتے۔ اس باب میں جہاد سے مراد ہر قسم کی جدوجہد ہے۔ اور اس میں قتال فی سبیل اللہ بھی شامل ہے۔ قتال کے بارے میں اسلام کا نقطہ نگاہ یہ ہے کہ یہ تمام اصلاحی کوششوں کے بعد ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ میدان کارزار میں بھی کفار کو دعوت اسلام دینا لازم قرار دیا گیا ہے۔ بالخصوص ایسے لوگ جن تک پہلے اسلام کی دعوت نہ پہنچ پائی ہو۔ لہذا کوئی بندوق کی نالی کے سامنے اور تلوار کی دھار کے نیچے کلمہ پڑھ لیتا ہے تو اس کو بھی قتل کرنا جائز نہیں۔

جہاد کے اس تصور کے بعد دشمنان اسلام کے اس پروپیگنڈے کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی جو یہ کہہ کر لوگوں کو متنفر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حاکم بدہن اسلام مار دھاڑ، قتل و غارت اور تخریب کاری کا مذہب ہے۔ اسلام تو اس وقت اسلحہ اٹھانے کی اجازت اور حکم دیتا ہے جب مسلمانوں پر جنگ مسلط کر دی جائے، انسانیت کے شرف کو پامال کیا جا رہا ہو اور لوگوں کے سامنے دین حق کو قبول کرنے کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کر دی جائے۔ گویا کہ نازک اور مشکل ترین حالات میں اسلام ایسے لوگوں کو ختم کرنے کا حکم دیتا ہے جو اسلام، شرف انسانیت اور امن و امان کے لیے ناسور بن چکے ہوں۔ یہ بدیہی حقیقت ہے کہ ایسے سرطان کا علاج کیے بغیر انسانی وجود کی بقا مشکل ہو جاتی ہے۔

جہاد کی راہ پر چلنے والے کے خاک آلود قدم مبارک، اس کی کوششیں قابل تحسین اور اس کی موت قوم اور اس کے لیے حیات جاوداں بن جاتی ہے اور اس کے تمام گناہ ختم کر کے اللہ تعالیٰ اپنے عرش معلیٰ کے نیچے جگہ عنایت فرماتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لایا، نماز قائم کی، رمضان کے روزے رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ذمہ لے لیا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ خواہ اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا یا اپنی آبادی میں رہا جہاں وہ پیدا ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اجازت ہو تو ہم لوگوں کو یہ خوش خبری سنائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنت کی سونمزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ أَلْتَمَى وَلَدَ فِيهَا قَالُوا أَفَلَا تُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللَّهُ لِلْمُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا بَيْنَ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللَّهَ

فَاسْأَلُوهُ الْفَرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاعْلَى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمَنِ وَمِنْهُ تَفْجَرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ. (بخاری) 1-1586

نے ان کو ان لوگوں کے لیے تیار کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر دو منزلوں کے درمیان زمین اور آسمان جتنا فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ سے

جنت کا سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو۔ کیونکہ وہ اعلیٰ و افضل جنت ہے۔ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔ اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بَايَتِ اللَّهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَلَا صَلَوةٍ حَتَّى يَرْجَعَ الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (متفق عليه) 2-1587

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو مسلسل روزے رکھتا ہے اور ہمہ وقت حالت قیام میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ روزے اور نماز میں کوتاہی نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا مجاہد واپس لوٹ آئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِنْتَدَبَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا اِيْمَانٌ بِي وَتَصَدِيقٌ بِرُسُلِي اَنْ اُرْجَعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرِ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اُدْخَلَهُ الْجَنَّةَ (متفق عليه) 3-1588

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلتا ہے اس کو مجھ (اللہ) پر اور پیغمبروں پر ایمان کا جذبہ ہی گھر سے نکالتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ میں ایسے شخص کو ثواب یا مال غنیمت کے ساتھ واپس لاؤں گا یا پھر اسے جنت میں داخل کروں گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا اَنْ رَجَالَ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَطِيبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنِّي وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَةٍ تَغْزُو فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ اُحْيَى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَى ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَى ثُمَّ اُقْتَلَ. (متفق عليه) 4-1589

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے: اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ کچھ مسلمان ایسے ہیں جو مجھ سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرتے، لیکن میں ان کے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر پاتا۔ تو میں اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے کسی بھی لشکر سے کبھی پیچھے نہ رہتا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر

مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا. (متفق علیہ) 5-1590

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَعْدُوَّةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا. (متفق علیہ) 6-1591

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ جَوْى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ وَأُجِرَى عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ الْفِتْنَانِ. (مسلم) 7-1592

عَنْ أَبِي عَبَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اغْبَرْتُ قَدَمًا عَبْدٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ. (مسلم) 8-1593

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنْ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ أَبَدًا. (مسلم) 9-1594

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں ایک دن پہرہ دینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح یا شام اللہ کے راستے میں لگنا، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ اللہ کے راستے میں ایک دن اور رات کا پہرہ دینا ایک مہینہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کا عمل برابر جاری رہتا ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے اور وہ قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو عبس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے قدم اللہ کے راستے میں غبارِ آلود ہوئے اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگئی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر اور اس کا قاتل جہنم میں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔ (مسلم)

فہم حدیث

جس نے قتال فی سبیل اللہ کے دوران کسی کافر کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قتل کیا وہ غازی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اگر اس نے دنیا کی شہرت یا کسی دنیاوی مفاد کے لیے کسی کافر کو قتل کیا تو وہ مسلمان بھی جہنم میں جائے گا۔ جیسا کہ دوسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ریاکار عالم، سخی اور شہید جہنم میں اوندھے منہ پھینکے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں میں اس شخص کی زندگی نہایت بہتر ہے، جس نے اللہ کے راستے میں اپنی سواری کی لگام کو تھاما۔ جب وہ کسی کی طرف

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ خَيْرٍ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمَسِّكٌ عِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا

سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَرْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَتَغَيُّ الْقَتْلَ
وَالْمَوْتَ مَظَانَّهُ أَوْ رَجُلٌ فِي غَنِيمَةٍ فِي رَأْسِ
شَعْفَةٍ مِنْ هَذِهِ الشَّعَفِ أَوْ بَطْنٍ وَادٍ مِنْ هَذِهِ
الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ
رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي
خَيْرٍ. (مسلم) 10-1595

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ
خَلَّفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا. (متفق
عليه) 11-1596

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حُرْمَةُ
بِسَاءِ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ كَحُرْمَةِ
أُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْقَاعِدِينَ يَخْلِفُ
رَجُلًا مِنَ الْمُجَاهِدِينَ فِي أَهْلِهِ فَيَخُونَهُ فِيهِمْ
إِلَّا وَقَفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيَأْخُذُ مِنْ عَمَلِهِ
مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ. (مسلم) 12-1597

سے خطرے یا فریادری کی اطلاع پاتا ہے تو برق رفتاری سے اس
کی طرف جاتا ہے۔ وہ موت کے مواقع تلاش کرتا ہے۔ یا وہ
فحص جو چند بکریوں کے ساتھ کسی پہاڑی پر مقیم ہے یا کسی وادی
میں ڈیرے ڈالے ہوئے ہے۔ وہ مرتے دم تک نماز اور زکوٰۃ ادا
کرتا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں لگا رہتا ہے۔ ایسا شخص
لوگوں سے خیر و بھلائی ہی میں ہے۔ (مسلم)

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے
فرمایا: جس شخص نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے
کو ساز و سامان مہیا کیا، گویا اس نے جہاد کیا۔ اور جس نے کسی
مجاہد کے اہل و عیال کی کفالت کی، گویا کہ وہ جہاد میں شریک ہوا۔
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے
فرمایا: گھروں میں اقامت پذیر لوگ مجاہدین کی بیویوں کا
احترام اس طرح کریں، جس طرح اپنی ماؤں کا احترام کرتے
ہیں۔ جو لوگ گھروں میں موجود ہیں اور ان میں سے اگر کوئی
کسی مجاہد کے اہل و عیال سے خیانت کرے گا۔ تو قیامت کے
دن اسے کھڑا کیا جائے گا اور مجاہد جس قدر چاہے گا اس کے
اعمال سے لے سکے گا، تمہارا کیا خیال ہے؟ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ یعنی یہ کتنے نقصان کا سودا ہے۔ کہ جب ایک ایک نیکی کی
ضرورت ہوگی تو مجاہد سے زیادتی کرنے کی وجہ سے تمام نیکیاں مظلوم کے رحم و کرم پر چھوڑ دی جائیں گی۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص
لگام والی اونٹنی لا کر کہنے لگا۔ یہ اللہ کے لیے ہے۔ نبی مکرم
ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تجھے اس کے بدلے سات
سواونٹیاں ملیں گی اور وہ سب لگام والی ہوں گی۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْإَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ
رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَخْطُومَةٍ فَقَالَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ
سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُومَةٌ. (مسلم)

13-1598

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعَثَ بَعْثًا إِلَى بَنِي لَحْيَانَ مِنْ هُدَيْلٍ فَقَالَ لِيَنْبُعِثَ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا. (مسلم) 14-1599

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہذیل کے قبیلہ بنو لحیان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمیوں میں سے ایک جہاد کے لیے نکلے ثواب دونوں کے لیے برابر ہوگا۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عَصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ. (مسلم) 15-1600

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین اسلام ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور قیامت تک مسلمانوں کی ایک جماعت اس کی خاطر جہاد کرتی رہے گی۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُكَلِّمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكَلِّمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَجُرْحُهُ يَفْعَبُ دَمًا أَلْوَنُ لَوْنِ الدَّمِ وَالرَّيْحُ رِيحُ الْمِسْكِ. (متفق علیہ) 16-1601

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کے راستے میں زخمی ہو جاتا ہے اور یہ اللہ جانتا ہے کہ ہتھیار کون اس کے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔ تو وہ زخمی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيَقْتَلَ عَشْرَ مَرَاتٍ لِمَا يَرَى مِنَ الْكِرَامَةِ. (متفق علیہ) 17-1602

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں داخل ہونے کے بعد کوئی بھی شخص دوبارہ دنیا میں آنا پسند نہیں کرے گا۔ اگرچہ اسے دنیا کی تمام چیزیں بھی دی جائیں۔ مگر شہید آرزو کرے گا کہ وہ دنیا میں جائے اور دس بار شہید کیا جائے۔ کیونکہ وہ عزت و شرف دیکھ چکا ہوتا ہے۔

عَنْ مَسْرُوقٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ سَأَلْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (الآيَةُ) قَالَ إِنَّا قَدْ سَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ خَضِرٍ لَهَا قَنَادِيلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرُحُ

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ہم نے اس آیت کے بارے میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا ”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اللہ کے ہاں زندہ ہیں اور انہیں رزق مل رہا ہے۔“ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہم نے اس کے بارے میں نبی گرامی سے استفسار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ان

مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَأْوِي إِلَىٰ تِلْكَ الْقَنَادِيلِ فَاطْلَعَ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ أَطْلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَسْتَهْوُونَ شَيْئًا قَالُوا أَيْ شَيْءٍ نَسْتَهْوِي وَنَحْنُ نَسْرُحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذَلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَأَوْا أَنَّهُمْ لَنْ يُتْرَكُوا مِنْ أَنْ يُسْأَلُوا قَالُوا يَا رَبِّ تُرِيدُ أَنْ تُرَدَّ أَرْوَاحُنَا فِي أَجْسَادِنَا حَتَّى نَقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ فَلَمَّا رَأَىٰ أَنْ لَيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرْكُوا. (مسلم) 18-1603

کہ انہیں ضرورت نہیں تو ان کو ویسے چھوڑ دیا جائیگا۔ (مسلم)
عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِيهِمْ ذَكَرَ لَهُمْ أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْإِيمَانَ بِاللَّهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرَ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ قُلْتَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَيْكَفَّرُ عَنِّي خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرَ مُدْبِرٍ إِلَّا الَّذِينَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ قَالَ لِي ذَلِكَ. (مسلم)

19-1604

شہدا کی ارواح سبز پرندوں کے پیڑوں میں ہیں، ان کے لیے عرش کے نیچے فانوس معلق ہیں، وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں۔ پھر ان فانوسوں میں رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھتا ہے کہ تمہیں کچھ چاہیے؟ وہ کہتے ہیں ہمیں کیا چاہیے جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے پھرتے ہیں؟! تین بار اللہ تعالیٰ نے ان سے استفسار فرمایا ہر بار انہوں نے یہی عرض کیا۔ اور جب انہوں نے محسوس کیا کہ ان سے پوچھا جاتا رہے گا تب انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! ہم چاہتے ہیں آپ

ہماری ارواح کو ہمارے جسموں میں داخل فرمائیں تاکہ ایک مرتبہ پھر تیرے راستے میں کٹ مریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر انہیں بتایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا افضل ترین عمل ہے تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر میں اللہ کے راستے میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تو اللہ کے راستے میں صبر کرتے ہوئے طلبِ ثواب میں پیش قدمی کرے اور بغیر پسپائی کے قتل ہو جائے گا تو تیرے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ پھر رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا آپ فرمائیں اگر میں اللہ کے راستے میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: ہاں جب تو صابر، طالبِ ثواب، اور پیش قدمی کرنے والا اور پیٹھ نہ پھیرنے والا ہو۔ لیکن قرضِ معاف نہیں ہوگا۔ جبرائیل نے (ابھی) اس بارے میں مجھے بتلایا۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدِّينَ. (مسلم) 20-1605

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَضْحَكُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى رَجُلَيْنِ يُقْتَلُ أَحَدُهُمَا الْأَخَرُ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هَذَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ. (متفق عليه) 21-1606

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَغَهُ اللَّهُ مَنَازِلَ الشَّهَادَةِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ. (مسلم) 22-1607

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ الرُّبَيْعَ بِنْتَ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہا أُمُّ حَارِثَةَ بِنِ سُرَاقَةَ آتَتْ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَلَا تُحَدِّثُنِي عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرِبَ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ فَقَالَ يَا أُمُّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جَنَّانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ ابْنُكَ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى. (بخاری) 23-1608

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں شہید ہونا قرض کے علاوہ تمام گناہوں کا کفارہ ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں پر ہنستے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (اور وہ اس طرح کہ) ایک شخص اللہ کے راستے میں لڑتا ہوا قتل ہو جاتا ہے۔ (وہ تو ظاہر ہے جنتی ہوا) پھر اللہ قاتل کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور وہ (بھی فی سبیل اللہ) شہید ہو جاتا ہے۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے شہادت کی تمنا کی اللہ تعالیٰ اسے مقام شہداء عطا فرمائیں گے اگرچہ وہ بستر پر ہی فوت ہو جائے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ربیع بنت براء، حارثہ بن سراقہ کی والدہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے حارثہ کے بارے میں بتائیں! وہ جب بدر میں اندھے تیر سے شہید ہوا اگر وہ جنتی ہے تو میں صبر کرتی ہوں۔ اگر وہ جنتی نہیں تو میں اس پر جی بھر کر رولوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام حارثہ! جنتی بہت سے ہیں اور تیرا بیٹا بلند ترین جنت الفردوس میں ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

اندھے تیر سے مراد یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ وہ کافر کے تیر سے شہید ہوا یا گھمسان کے دن میں کسی مسلمان کے تیر سے شہید ہوا

وَعَنْهُ قَالَ انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ حَتَّى سَبَقُوا الْمُشْرِكِينَ إِلَى بَدْرٍ وَجَاءَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مشرکوں سے پہلے مقام بدر میں پہنچ گئے اور

الْمُشْرِكُونَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُومُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ قَالَ عُمَيْرُ ابْنُ الْحَمَامِ بَخْ بَخْ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يَحْمِلُكَ عَلَى قَوْلِكَ بَخْ بَخْ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَارَسُولَ اللَّهِ إِلَّا رَجَاءُ أَنْ أَكُونَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ فَإِنَّكَ مِنْ أَهْلِهَا قَالَ فَأَخْرَجَ تَمْرَاتٍ مِنْ قَرْيَةٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَيْنُ أَنَا حَيْثُ حَتَّى أَكُلَ تَمْرَاتِي إِنَّهَا لَحَيَوَةٌ طَوِيلَةٌ قَالَ فَرَمَى بِمَا كَانَ مَعَهُ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى قُتِلَ. (مسلم) 24-1609

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا تَعْدُونَ الشَّهِيدَ فِيكُمْ؟ قَالُوا يَارَسُولَ اللَّهِ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ قَالَ إِنْ شُهِدَاءُ أُمَّتِي إِذَا لَقِيتُ مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُونَ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ. (مسلم) 25-1610

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُو فَتَغْنِمُ وَتَسْلَمُ إِلَّا كَانُوا قَدْ تَعَجَّلُوا ثَلَاثِي أَجُورِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ أَوْ سَرِيَّةٍ تُخَفِقُ وَتُصَابُ إِلَّا تَمَّ أَجُورُهُمْ. (مسلم) 26-1611

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ. (مسلم) 27-1612

مشرکین بھی آگئے نبی معظم ﷺ فرمانے لگے: تم ایسی جنت کے لیے کھڑے ہو جاؤ جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام ؓ نے کہا واہ واہ!! نبی گرامی ﷺ نے کہا: یہ بات تو نے کیوں کہی؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! صرف اس امید پر کہ جنتی ہو جاؤں! آپ نے فرمایا: اس میں کوئی شک نہیں کہ تو جنتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ترکش سے چند کھجوریں نکال کر کھانا شروع کر دیں۔ پھر سوچا کہ اگر میں کھجوریں کھانے تک زندہ رہوں تو یہ لمبی زندگی ہے! تب انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے!۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تم شہید کسے کہتے ہو؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جو شخص اللہ کے راستے میں قتل ہو جائے وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح سے تو میری امت میں شہید بہت کم رہ جائیں گے جو شخص اللہ کے راستے میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ اور جو اللہ کے راستے میں (طبعی موت) مر گیا وہ شہید طاعون کی بیماری سے اور پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا بھی شہید ہے۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جو لشکر جہاد کر کے مال غنیمت حاصل کرتا ہے اور صحیح سالم رہتا ہے تو اس نے اپنے ثواب کا دو تہائی حصہ جلدی حاصل کر لیا۔ اور جو لشکر مال غنیمت حاصل نہیں کرتا تو انہیں اجر و ثواب مکمل ملے گا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس نے نہ تو جہاد کیا اور نہ ہی دل میں جہاد کا خیال لایا۔ تو وہ منافقت کی ایک قسم پر فوت ہوا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذَّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ فَمَنْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لَتَكُونَ كَلِمَةً اللَّهُ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (متفق عليه) 28-1613

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی مکرم صلى الله عليه وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ایک آدمی غنیمت کے لیے لڑتا ہے، ایک شہرت کے لیے لڑتا ہے اور ایک آدمی اعلیٰ مرتبہ کی شجاعت دکھلانے کے لیے جہاد کرتا ہے، تو اللہ کے راستے میں کون ہے؟ آپ صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے کلمہ کی سر بلندی کے لیے لڑتا ہے وہ مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ إِلَّا شَرَكُوكُمْ فِي الْأَجْرِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ حَبَسَهُمُ الْعُدْرُ. (متفق عليه) 29-1614

حضرت انس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلى الله عليه وسلم جنگ تبوک سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو آپ صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کچھ ایسے لوگ ہیں کہ تم جہاں کہیں بھی گئے اور جس وادی کو بھی سر کیا تو وہ تمہارے ساتھ تھے۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے کہ وہ اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلى الله عليه وسلم مدینہ میں رہتے ہوئے بھی؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں کیونکہ ان کو کسی عذر نے روک لیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَىٰ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ. (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا. 30-1615

حضرت عبداللہ بن عمرو رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے نبی گرامی صلى الله عليه وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کے لیے اجازت چاہی۔ آپ صلى الله عليه وسلم نے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ صلى الله عليه وسلم نے فرمایا: پھر ان کی خدمت کرو! ایک روایت میں ہے واپس جا کر ان کے ساتھ اچھی طرح زندگی گزارو!۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا اسْتَنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا. (متفق عليه) 31-1616

حضرت ابن عباس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلى الله عليه وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں، البتہ جہاد اور اس کی نیت ہے اور جب تم سے جہاد کرنے کے لیے مطالبہ کیا جائے تو نکلو۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ۖ الْخُدْرِيِّ ۚ أَن رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ. فَعَجَبَ لَهَا أَبُو سَعِيدٍ فَقَالَ أَعِدَهَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَأُخْرَى يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ. مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (مسلم) 32-1617

عَنْ أَبِي مُوسَى ۚ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثٌّ أَهْيَئَةً فَقَالَ يَا أَبَا مُوسَى أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ هَذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ اقْرَأْ عَلَيْكُمْ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَيْفِهِ فَأَلْقَاهُ ثُمَّ مَشَى بِسَيْفِهِ إِلَى الْعَدُوِّ فَضْرَبَ بِهِ حَتَّى قُتِلَ (رواه مسلم) 33-1618

کو توڑ کر پھینک دیا اور دشمن کی طرف گیا اور تلوار چلاتے ہوئے شہید ہو گیا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ جنت الفردوس کا سوال کرنا چاہیے۔
- ۲۔ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ہمیشہ (نفل) روزہ رکھنے اور ہمہ وقت قرآن اور نماز پڑھنے والے کی طرح ہے۔
- ۳۔ نبی کریم ﷺ بار بار اللہ کے راستے میں شہید ہونے کو پسند کرتے تھے۔

تیسری فصل

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کو رب تسلیم کیا، دین اسلام کو اپنایا اور مجھ کو اللہ کا رسول مانا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ نے تعجب کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے دوبارہ بتائیے! آپ ﷺ نے اس کے سامنے ان کلمات کو دوبارہ دہرایا نیز فرمایا ایک دوسری بات ہے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جنت میں سو (۱۰۰) درجے عطا کرے گا۔ ہر دو درجوں کے درمیان زمین و آسمان جتنا فاصلہ ہوگا

۔ اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول! وہ عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (اللہ کی راہ میں جہاد کرنا)۔!۔ (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے میدان جنگ میں حدیث بیان فرمائی کہ: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ ایک پراگندہ حال شخص کھڑے ہو کر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا: اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ! کیا تو نے نبی گرامی ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! تو وہ شخص اپنے رفقا کی جانب پلٹ کر کہنے لگا: میرا تمہیں سلام ہو! پھر تلوار کی میان

- ۴۔ ایک دن کا جہاد دنیا اور اس کی نعمتوں سے افضل ہے۔
- ۵۔ جہاد میں ایک دن کی چوکیداری ایک مہینے کے نفلی روزوں اور نمازوں سے بہتر ہے۔
- ۶۔ مجاہد کے اہل و عیال کی کفالت کرنا جہاد ہے۔
- ۷۔ مجاہد کی بیوی کا احترام اپنی ماں کے برابر کرنا چاہیے۔
- ۸۔ جہاد کے لیے خرچ کرنے والے کو سات سو ننا ثواب ملے گا۔
- ۹۔ مجاہد کے خون کی خوشبو قیامت کے دن کستوری کی مانند ہوگی۔
- ۱۰۔ شہید دنیا میں واپس نہیں آیا کرتے۔
- ۱۱۔ قرض کے علاوہ شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
- ۱۲۔ طبعی موت مرنے کے باوجود شہادت کی تمنا رکھنے والے کو شہادت کا ثواب ملے گا۔
- ۱۳۔ اچانک فوت ہونے والے کو شہید کا درجہ ملے گا۔
- ۱۴۔ جہاد کی تمنا نہ کرنا منافقت کی ایک نشانی ہے۔
- ۱۵۔ ذاتی فائدے، شہرت اور ریاء (دکھاوے) کے لیے لڑنے والا شہید نہیں ہوتا۔



بَابُ إِعْدَادِ آلَةِ الْجِهَادِ

جہاد کے لیے وسائل مہیا کرنا

جہاد فقط میدانِ کارزار میں لڑنے مرنے ہی کا نام نہیں بلکہ دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہونے سے پہلے ہر قسم کے وسائل کو یک جا کرنا ذہنی اور جسمانی طور پر تیار ہونا اور نہایت ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ دشمن کی قوت کا اندازہ کر کے بھرپور منصوبہ بندی کرنے کا نام جہاد ہے۔ اس لیے قرآن مجید نے جہاد کی تیاریوں اور عسکری قوت و طاقت کی نمائش اور ہر اعتبار سے دشمن کو مرعوب کرنے کا حکم دیا ہے۔ مسلمانوں کو اسلحہ کی قوت کا شعور بخشنے کے لیے ستائیسویں پارے کی ایک سورۃ کا نام ”الحدید“ رکھا اور اس میں یہ الفاظ ذکر فرمائے:

وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (الحديد: ۵۷: ۲۵)

”اور لوہا اتارا جس میں بڑی قوت ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہے۔“

اس کی روشنی میں سرورِ دو عالم ﷺ نے اسلحہ کو مسلمانوں کی قوت شمار فرمایا ہے۔ آپ نہ صرف عرب کے روایتی اسلحہ نیزہ، تلوار اور ڈھال کے استعمال کی ٹریننگ کے لیے توجہ دلایا کرتے تھے بلکہ جدید اسلحہ کے لیے فتح مکہ کے بعد دو مجاہدوں کو صرف اس لیے اردن کے شہر جرس کی طرف روانہ فرمایا کہ وہاں جا کر جدید اسلحہ کی تربیت حاصل کریں۔ اور طائف کے غزوہ میں آپ سے توپ کے استعمال کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

آپ ﷺ نے اسلحہ کی تربیت حاصل کرنے کے بعد اس سے غفلت کرنے کو گناہ قرار دیا۔ لیکن افسوس آج جدید اسلحہ سے ناواقفیت اور اس امت کا عسکری تربیت سے عدم دلچسپی کا نتیجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان کفار کے سامنے سرنگوں اور ذلت و رسوائی کی تصویر بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امت کے ذمہ داران کو اپنی غفلت کا تدارک اور عیش و عشرت سے نکل کر اپنی عظمتِ رفتہ کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عقبہ بن عامر ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ منبر پر کھڑے فرما رہے تھے ”جہاں تک ہو سکے دشمن کے لیے تیار رہو“ خبردار! قوت تیر اندازی میں ہے۔ سنو! قوت تیر اندازی میں ہے۔ خبردار! طاقت تیر اندازی میں ہے۔ (مسلم)

وہی صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: مستقبل میں تم روم کو فتح کرو گے اور

عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمَنْبَرِ يَقُولُ ”وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ“ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ.

(مسلم) 1-1619

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الرُّومُ وَيَكْفِيكُمْ اللَّهُ فَلَا يَعْجِزُ

أَحَدُكُمْ أَنْ يَلْهُوَ بِأَسْهُمِهِ (رواه مسلم)
2-1620

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ
عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ
عَصَى. (مسلم) 3-1621

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَنَاضِلُونَ
بِالسُّوقِ فَقَالَ ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاهُمْ
كَانَ رَامِيًا وَأَنَا مَعَ بَنِي فَلَانٍ لِأَحَدِ الْفَرِيقَيْنِ
فَأَمْسَكُوا بِأَيْدِيهِمْ فَقَالَ مَا لَكُمْ؟ فَقَالُوا كَيْفَ
نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَ بَنِي فَلَانٍ؟ قَالَ ارْمُوا وَأَنَا
مَعَكُمْ كُلِّكُمْ. (بخاری) 4-1622

تیر چلائیں جبکہ آپ ان کے ساتھ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (بخاری)
عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَرَسُّ مَعَ
النَّبِيِّ ﷺ بِتُرْسٍ وَاحِدٍ وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ
الرَّمْيِ فَكَانَ إِذَا رَمَى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَنْظُرُ
إِلَى مَوْضِعِ نَبْلِهِ. (بخاری) 5-1623

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَرَكَةُ فِي
نَوَاصِي الْخَيْلِ. (متفق عليه) 6-1624
عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَلْوِي نَاصِيَةَ فَرَسٍ بِأَصْبَعِهِ وَهُوَ يَقُولُ
الْخَيْلُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَمَةِ الْأَجْرُ وَالْغَنِيمَةُ. (مسلم) 7-1625

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

اللہ تعالیٰ ہی تمہیں کافی ہوگا۔ تو تم میں کوئی مال و دولت میں گن
ہو کر تیروں کے ساتھ کھیلنے سے پیچھے نہ رہ جائے (مسلم)

حضرت عقبہ بن عامر ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی
مکرم ﷺ سے سنا: آپ فرما رہے تھے: جس شخص نے تیر
اندازی کی تربیت حاصل کی اور پھر اسے چھوڑ دیا وہ ہم
میں سے نہیں۔ یا اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ
ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو بازار میں تیر اندازی
کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اولاد اسماعیل علیہ
السلام! تیر اندازی کرتے رہو بلاشبہ تمہارا والد تیر انداز تھا۔ اور
دونوں جماعتوں میں سے میں فلاں کے ساتھ ہوں۔ اس پر
دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لیے۔ آپ ﷺ نے
پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم کیسے ان کی طرف

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ابو طلحہ ﷺ نبی گرامی ﷺ
کے ساتھ ایک ہی ڈھال سے بچاؤ کرتے تھے۔ ابو طلحہ
اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر اندازی کرتے تو نبی اکرم
ﷺ سر اٹھا کر ان کے تیر کرنے کی جگہ دیکھتے۔ (بخاری)

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے
فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت ہے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت جریر بن عبد اللہ ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے
دیکھا کہ رسول محترم ﷺ اپنی انگلی سے گھوڑے کی پیشانی
کے بالوں کو لپیٹتے ہوئے فرما رہے تھے: تا قیامت گھوڑوں
کی پیشانیوں میں خیر و برکت رکھی گئی ہے یعنی اجر و ثواب اور
غنیمت ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے

مَنْ اخْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اِيْمَانًا بِاللَّهِ وَتَصَدِيقًا بِوَعْدِهِ فَاِنَّ هِبَعَهُ وَرِيَّةَ وَرَوْنَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (بخاری) 8-1626

فرمایا: جس شخص نے اللہ کی راہ میں اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدہ پر یقین رکھتے ہوئے گھوڑا وقف کیا تو گھوڑے کی شکم سیری، آمد و رفت، اس کی لید اور پیشاب کو قیامت کے دن ترازو میں رکھا جائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْرَهُ الشَّكَالَ فِي الْخَيْلِ وَالشَّكَالَ أَنْ يَكُونَ الْفَرَسُ فِي رَجْلِهِ الْيُمْنَى بِيَاضٍ وَفِي يَدِهِ الْيُسْرَى أَوْ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى وَرَجْلِهِ الْيُسْرَى. (مسلم) 9-1627

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ رحمتِ دو عالم ﷺ ”شکال“ گھوڑوں کو معیوب گردانتے تھے۔ اور وہ گھوڑا شکال ہوتا ہے جس کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا دائیں ہاتھ اور بائیں پاؤں میں سفیدی ہو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفِيَاءِ وَأَمْلَهَا ثِيَّةُ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ أَمْيَالٍ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي تُمْ تَضْمُرُ مِنَ الثِّيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَبَيْنَهُمَا مِيلٌ. (متفق عليه) 10-1628

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے: ہیں نبی مکرم ﷺ نے تضمیر شدہ گھوڑوں کے درمیان ”حفیاء“ سے ثیۃ الوداع تک دوڑ کا مقابلہ کروایا۔ ان کے درمیان چھ میل کی مسافت تھی۔ اور جو گھوڑے تضمیر شدہ نہ تھے ان میں ثیۃ الوداع سے مسجد بنو زریق تک دوڑ کا مقابلہ کروایا۔ ان کے درمیان ایک میل کی مسافت تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ تُسَمَّى الْعُضْبَاءُ وَكَانَتْ لَا تُسَبِّقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُودٍ لَهُ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يَرْتَفَعَ شَيْءٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ. (بخاری) 11-1629

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کی اونٹنی کا نام ”عضباء“ تھا۔ کوئی جانور اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔ لیکن ایک اعرابی اونٹ پر آیا اور اس سے آگے نکل گیا مسلمانوں کو یہ بات ناگوار گزری۔ ہادی اعظم ؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے۔ کہ دنیا میں جب کوئی چیز عروج پر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے نیچا بھی کر دیتے ہیں۔ (بخاری)

فہم الحدیث

گھوڑے کو جہاد کی خاطر تیار کرنے کے لئے پہلے ایک مخصوص مدت تک خوب کھلایا پلایا جاتا ہے۔ جب وہ خوراک کھا کھا کر اس قدر موٹا ہو جائے کہ اب زیادہ کھانے کو پسند نہ کرتا ہو۔ تو پھر اس کی خوراک آہستہ آہستہ کم کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اسے کئی کئی دن بھوکا رکھا جاتا ہے۔ اس طرح وہ بظاہر کمزور نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقتاً وہ طاقتور اور پھر تیزلا ہو جاتا ہے۔ ایسے گھوڑے کو تضمیر شدہ گھوڑا کہتے ہیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ اسلحہ قوت کا باعث ہوتا ہے۔
- ۲۔ عسکری تربیت کو بھولنا گناہ ہے۔
- ۳۔ مجاہد کے گھوڑے کی پیشانی میں اللہ تعالیٰ نے برکت رکھی ہے۔
- ۴۔ مسلمانوں کو ہر حال میں جنگی تیاری پر توجہ دینی چاہیے۔
- ۵۔ اللہ تعالیٰ نے لوہے میں قوت اور برکت رکھ دی ہے۔



کتابِ آدابِ السفر

آدابِ سفر

دنیا میں بہت ہی کم ایسے انسان ہوں گے جو زندگی بھر ایک ہی مقام پر مقیم یا ٹھہرے رہے ہوں۔ ورنہ ہر آدمی کو اپنی حاجت و ضرورت کے لیے سفر کرنا ہی پڑتا ہے۔ یہ سفر کاروباری، سماجی، تمدنی، خالص علمی اور دینی یا جہادی بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مطالعہ اور عبرت آموزی کے لیے بھی لوگوں کو سفر اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ قدرت کے مناظر دیکھیں قوموں کے عروج و زوال اور ان کے احوال سے علم و معرفت حاصل کریں نیز اسباب میں غور و فکر کریں جن کی وجہ سے ان قوموں کو ہلاکت کے گھاٹ اترنا پڑا۔ اور اس سے نصیحت و عبرت پکڑیں

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝ (ال عمران: ۱۳۷)

”اے نبی! فرمادیجیے! زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔“

سفر چاہے کتنا آسان اور خالص دینی جذبہ سے ہی کیوں نہ ہو، اس میں تھکاوٹ اور مشکلات کا ہونا طبعی امر ہے۔ جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ ”سفر عذاب کا حصہ ہے“

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کو سفر کی صعوبتوں کا ادراک ہو جائے تو کوئی شخص بھی جان بوجھ کر تنہا سفر کرنا پسند نہ کرے۔ بالخصوص عورتوں کو تو تنہا سفر کرنے سے منع کر دیا ہے اور یہ شرط عائد کی کہ وہ محرم کے بغیر سفر نہ کریں۔ اس لیے آپ ﷺ نے نہ صرف سفر کے آداب سے آگاہ فرمایا بلکہ مسافت کا تعین کر کے سنن و نوافل کی چھوٹ دینے کے ساتھ ساتھ فرض نماز کو بھی نصف کر دیا کیونکہ سفر چاہے کتنا ہی آرام دہ کیوں نہ ہو گھر جیسا سکون میسر نہیں آ سکتا۔ لہذا ضروری تھا کہ گھر سے نکلنے والے غریب الدین یا مسافر کی قدم قدم پر رہنمائی اور سہولت کا اہتمام کیا جائے۔ آپ ﷺ لوگوں کو سمجھایا کرتے کہ جو شخص اپنے کام سے فارغ ہو جائے تو اسے جلد از جلد اپنے وطن کو پلٹنا چاہیے۔

اس کے ساتھ یہ فرمان بھی تھا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے گھر والوں کو اپنے واپسی کے وقت کی اطلاع کی جائے۔ سفر کے دوران ایک سے زیادہ افراد ہونے کی صورت میں کسی ایک کو اپنا امیر بنا لینے کی تعلیم دی۔ پھر اس زمانے کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صبح سویرے سفر کا آغاز پسند فرماتے۔ موسم اور حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ساری رات کو سفر کرنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ آپ ﷺ کسی بستی میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ، اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا وَ اَسْئَلُکَ مِنْ خَيْرِهَا وَ خَيْرِ اَهْلِهَا۔

”اے اللہ! میں اس بر زمین اور یہاں کے رہنے والوں کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ الہی! مجھے اس شہر اور اس کے باسیوں کے طرف سے خیر و برکت نصیب ہو۔“

گھر سے نکلتے وقت اور واپسی کے لیے بھی آپ ﷺ سے کئی دعائیں ثابت ہیں۔

پرانے زمانے میں لوگ گھوڑوں، اونٹوں اور بیلوں کے گلے میں گھنگرو اور گھنٹیاں باندھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا ہے۔ کیونکہ گھنٹیوں کی آواز سے دشمن چونکا ہو جاتا تھا۔ جب کہ دشمن کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بارگی حملہ کرنا بہت بڑی عسکری کامیابی شمار ہوتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا نقصان یہ ہے کہ سفر کے دوران سونے والے حضرات اور ذکر و کار کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گھنٹی کو شیطان کی بانسری قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کے فرمان کی حقیقت اور فائدہ اس وقت فوری سمجھ میں آتا ہے جب آپ ایسی سواری پر سفر کر رہے ہوں جس میں گانا بجانا اور شور و غوغا ہو۔ ایسا یہ ماحول نہ صرف ذہنی پراگندگی پیدا کرتا ہے، بلکہ جسمانی لحاظ سے بھی بے جا تھکاوٹ کا باعث ہوتا ہے۔ جبکہ شریعت کی تمام کوششوں کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان شیطانی ماحول سے محفوظ اور مامون رہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ نے جمعرات کو غزوہ تبوک کے لیے نکلے۔ اور آپ ﷺ جمعرات کے دن سفر کو پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ اکیلے سفر کرنے کی وہ مشکلات و شرور جانتے ہوں جو میں جانتا ہوں، تو کوئی شخص رات کو اکیلا سفر نہ کرے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قافلے کے لوگ اپنے ساتھ کتا اور گھنٹی رکھتے ہیں فرشتے ان کے ساتھ نہیں ہوتے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا گھنٹیاں شیطان کی بانسریاں ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک سفر میں وہ آپ ﷺ کے ساتھ تھے تو نبی مکرّم ﷺ نے قاصد بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں تندی کا قلابہ یا مطلق قلابہ باقی نہ رہنے دیا جائے، اسے کاٹ دیا جائے (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اکرم ﷺ کا فرمان بیان کرتے ہیں کہ اگر تم سبزے والے علاقے میں سفر کرو تو اونٹوں کو

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُخْرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ (بخاری) 1-1630

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمَ مَا سَارَ رَاكِبٌ بَلِيلٍ وَحْدَهُ (بخاری) 2-1631

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ (مسلم) 3-1632

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْجَرَسُ مَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ (مسلم) 4-1633

عَنْ أَبِي بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَصْفَارِهِ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَسُولًا لَا تُبْقِينَ فِي رَقَبَةٍ بَعِيرٍ قِلَادَةً مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةً إِلَّا قُطِعَتْ (متفق عليه) 5-1634

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَقَّهَا مِنْ

الْأَرْضِ وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَاسْرِعُوا عَلَيْهَا
السَّيْرَ وَإِذَا عَرَسْتُمْ بِاللَّيْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِيقَ فَإِنَّهَا
طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَأْوَى الْهَوَامِّ بِاللَّيْلِ وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا
سَافَرْتُمْ فِي السَّنَةِ فَبَادِرُوا بِهَا نَقِيَّهَا
(مسلم) 6-1635

زمین سے ان کا حق کھانے دو اور اگر تم قحط سالی (یعنی خشک
اور بخر علاقے) میں سفر کرو تو تیزی سے سفر مکمل کرو۔ رات کو
پڑاؤ راستے سے ہٹ کر کرو، کیونکہ راستہ چار پاؤں کے چلنے
کے لیے ہوتا ہے اور رات کے وقت وہاں زہریلے جانور
پھرتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے اگر تم قحط سالی (یعنی

بے آب و گیاہ) میں سفر کرو تو جانوروں کے کمزور ہونے سے قبل جلدی سفر مکمل کرو۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي
سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ عَلَى
رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ يَضْرِبُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ فَضْلٌ ظَهَرَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلَى مَنْ
لَا ظَهَرَ لَهُ وَمَنْ كَانَ لَهُ فَضْلٌ زَادَ فَلْيُعِدْ بِهِ عَلَى مَنْ
لَا زَادَ لَهُ قَالَ فَلَذَكَرَ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ حَتَّى رَأَيْنَا أَنَّهُ
لَا حَقٌّ لِأَحَدٍ مِنَّا فِي فَضْلٍ (مسلم) 7-1636

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی
گرامی ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ ایک شخص دائیں
بائیں دیکھتا ہوا (یعنی لڑکھڑاتا ہوا) آیا، جیسے وہ کچھ تلاش
کر رہا ہو۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے پاس
سواری ہے، وہ اسے دے دے جس کے پاس سواری نہیں۔
اور جس کے پاس زائد زادیراہ ہے وہ اس شخص کو دے دے
جس کے پاس زادیراہ نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ آپ نے

اموال کی مختلف اقسام کا تذکرہ کیا حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ زائد مال پر ہم میں سے کسی کا حق نہیں۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ
وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ
فَلْيُعْجَلْ إِلَى أَهْلِهِ (متفق علیہ) 8-1637

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے
فرمایا: سفر عذاب کا حصہ ہے، وہ تمہیں نیند، کھانے اور پینے
سے روک رکھتا ہے۔ اس لیے جب کسی کا کام مکمل ہو جائے
تو وہ جلدی گھر لوٹے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تَلَقَّى بِصَبِيَّانِ أَهْلِ بَيْتِهِ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:
رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو گھر کے بچے

رضی اللہ عنہما کے دونوں بیٹوں میں سے ایک کو لایا گیا، آپ نے اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہوئے تو
ایک سواری پر تین سوار تھے۔ (مسلم)

وَأَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسَبَقَ بَنِي إِلَيْهِ فَحَمَلْنِي بَيْنَ يَدَيْهِ
ثُمَّ جِئْنِي بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَأَرَدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ
آپ کی ملاقات کے لیے نکلتے۔ آپ ایک سفر سے واپس
تشریف لائے تو سب سے پہلے مجھے آپ کے پاس لایا گیا

فَأَدْخَلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ عَلَى دَابَّةٍ (مسلم) 9-1638
عَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ ؓ مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرَدُّهَا
عَلَى رَاحِلَتِهِ . (بخاری) 10-1639

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا
وَمَا كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غَدَاةً أَوْ عَشِيَّةً (متفق
عليه) 11-1640

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا طَالَ
أَحَدُكُمْ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا (متفق
عليه) 12-1641

آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کیا۔ پھر حضرت فاطمہ
حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں : کہ وہ اور ابو طلحہ ؓ
کریم ﷺ کی معیت میں تھے۔ اور حضرت صفیہ رضی اللہ
عنہا پیچھے سواری پر سوار تھیں۔ (بخاری)

انس ؓ بیان کرتے ہیں : رسول اکرم ﷺ سفر سے رات
کے وقت اپنے گھر نہیں لوٹتے تھے۔ بلکہ آپ صبح یا شام کو
تشریف لاتے تھے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جابر بیان کرتے ہیں : رسول معظم ﷺ نے فرمایا:
جب تم میں سے کوئی آدمی کافی عرصہ تک گھر سے باہر رہے،
تو وہ رات کے وقت گھر نہ آئے۔ (بخاری و مسلم)

فہم حدیث

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص کچھ مدت کے بعد واپس پلٹے تو اپنی آمد کی گھر والوں کو اطلاع دے دے۔ بالخصوص
رات کے وقت آمد سے محلہ میں غلط فہمیوں کے ساتھ مالی اور جانی نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

۱۹۷۳ میں پاکستانی قیدیوں کے ساتھ ایک قیدی ہندوستان کی قید سے رہا ہو کر لاہور آیا۔ اور اطلاع دیے بغیر رات
کے وقت میانوالی کے ایک گاؤں میں اپنے گھر گیا۔ اس کے گھر اس کا بھائی سویا ہوا تھا۔ اس نے چور سمجھ کر فائر مارا وہ
بے چارہ موقع پر مر گیا۔ صبح ہونے پر اسے پتہ چلا کہ یہ تو میرا قیدی بھائی تھا۔ اس غم کا وہی خاندان اندازہ کر سکتا ہے جن
کے ساتھ یہ عظیم المیہ پیش آیا۔ دیکھیے اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات میں کتنی حکمتیں اور فائدے ہیں۔

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا
تَدْخُلْ أَهْلَكَ حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةَ وَتَمْتَشِطَ
الشَّعِثَةَ (متفق عليه) 13-1642

حضرت جابر ؓ ہی بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا
جب تو رات کے وقت گھر آئے تو اپنی بیوی کے پاس اس
وقت تک نہ جا، جب تک وہ نظافت اختیار نہ کر لے۔ اور جس
کے بال پرانگندہ ہوں وہ کنگھی چوٹی نہ کر لے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت کعب بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ
سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے۔ اور جب
مدینہ منورہ پہنچتے تو پہلے مسجد میں تشریف فرما ہو کر دو رکعت نماز

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا
يَقْدُمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحَى فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ
بِالْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ لِلنَّاسِ .

(مطبق علیہ) 14-1643

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ قَالَ لِي أَدْخِلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ لِيهِ رَكَعَتَيْنِ (رواه البخاری) 15-1644

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ نَحَرَ جُزُورًا أَوْ بَقَرَةً (رواه البخاری) 16-1645

ادا کرتے۔ پھر لوگوں سے ملاقات کرتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ نبی محترم ﷺ کے ساتھ سفر پر تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے، تو آپ نے مجھے مسجد میں دو رکعت ادا کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے: ہیں کہ نبی محترم ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔ (بخاری)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ جب سفر میں آرام کے لیے پڑاؤ کرتے تو دائیں جانب اور جب صبح سے ذرا پہلے آرام کے لیے پڑاؤ کرتے، تو اپنی کلائی کو کھڑا کرتے ہوئے، اپنا سر مبارک پھیلی پر رکھتے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَسَ قُبِيلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ (مسلم) 17-1646

خلاصہ باب

- ۱۔ تنہا سفر کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔
- ۲۔ گھنٹیاں شیطان کی بانسریاں ہیں۔
- ۳۔ سفر عذاب کا ایک حصہ ہے۔
- ۴۔ کافی عرصہ گھر سے باہر رہنے والے کو اچانک رات کے وقت گھر نہیں آنا چاہیے۔
- ۵۔ جب سفر سے واپس آئے تو پہلے مسجد میں دو رکعت نماز ادا کر کے گھر پہنچے۔
- ۶۔ سفر سے واپسی جا نوربزخ کر کے اعزہ واقارب کی دعوت کرنا سنت ہے۔
- ۷۔ دوران سفر سوار یوں اور ہم سفروں کا بھی خیال کرنا چاہیے۔
- ۸۔ سفر سے واپس آنے والوں کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا جائز ہے۔
- ۹۔ سفر سے واپی پر گھر والوں کو اطلاع دے کر آنا چاہیے، چھاپہ مار انداز سے گھر آنا درست نہیں۔



بَابُ الْكِتَابِ إِلَى الْكُفَّارِ وَدُعَائِهِمْ إِلَى الْإِسْلَامِ

کفار کی جانب خط اور انہیں اسلام کی دعوت دینا

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو دنیا کے ہر دور کے تمام انسانوں کے لیے رسول مبعوث فرمایا ہے۔ اور آپ نے اپنی امت کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں دنیا جہاں کے لوگوں میں اس لیے ممتاز اور منفرد بنایا کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے منع کرنے والے ہو۔ اس شہادت حق اور تبلیغ دین کے لیے رحمت دو عالم ﷺ نے اس قدر احساس اور جاں فشانی کے ساتھ فریضہ تبلیغ سرانجام دیا کہ صحابہ کرام کا رشتہ آپ کے لیے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔

آپ ﷺ چونکہ سب کے لیے رسول بنائے گئے تھے اس لیے آپ نے مدینہ منورہ پہنچنے کے چھٹے سال کچھ صحابہ کرام کو جمع کر کے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں دور دراز کی مملکتوں کے حکمرانوں کے پاس بھیج رہا ہوں تاکہ میرے مراسلات کو تم ان تک پہنچاؤ۔ آپ نے اس زمانے کے بڑے بڑے فرماں رواؤں کو خطوط لکھے جن میں چند ایک کا تذکرہ درج ذیل احادیث میں ہو رہا ہے۔ ان میں سے چند خطوط مبارک جرمنی اور ترکی کی سرکاری لاہیریوں میں آج بھی موجود ہیں۔ تفصیل کے لیے ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب ملاحظہ فرمائیں جس میں تمام خطوط مبارک کا عکس بھی دیا گیا ہے۔

جب آپ ﷺ نے خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جب تک ان خطوط پر آپ اپنی مہر ثبت نہیں فرمائیں گے اس وقت تک ان خطوط کی طرف وہ حکمران توجہ نہیں کریں گے۔ اس موقع پر ہی آپ ﷺ نے مہر نبوت بنوا کر ان خطوط پر ثبت فرمائی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے قیصر روم کی طرف حضرت دحیہ کلبی کو اسلام کی دعوت کے لیے خط دے کر بھیجا اور ان سے فرمایا کہ اسے بصرہ کے امیر کو پہنچاؤ تاکہ وہ اسے قیصر روم تک پہنچا دے۔ اس خط میں لکھا تھا، شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے، روم کے حاکم ہرقل کی طرف۔

اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت الہی کی اتباع کرے۔

بعد ازاں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ اسلام

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ إِلَى قَيْصَرَ يَدْعُوهُ إِلَى
الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَيْهِ دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ
وَأَمَرَهُ أَنْ يُدْفِعَهُ إِلَى عَظِيمٍ بَصْرِيٍّ لِيُدْفَعَهُ
إِلَى قَيْصَرَ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ
الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى
هَرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ
الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ ! فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَاعِيَةِ
الْإِسْلَامِ أَسْلِمْتَ تَسْلَمَ وَأَسْلِمْتَ يُؤْتِكَ اللَّهُ
أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِنْ

الْأَرِيسِيِّنَ وَيَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ
سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا
نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا
أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا
بِأَنَّا مُسْلِمُونَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1647

لائیں اس طرح محفوظ رہیں گے۔ آپ ایمان لائیں اللہ تعالیٰ
آپ کو دو گنا اجر عطا فرمائیں گے۔ اگر آپ نے اسلام سے
انحراف کیا تو آپ کی وجہ سے جو لوگ ایمان نہ لائے ان کا
گناہ بھی آپ پر ہوگا۔

”اے اہل کتاب جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان

یکساں ہے اس کی طرف آؤ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ اور ہم اللہ کے سوا کسی
کو اپنا کارساز نہ سمجھیں۔ اگر یہ لوگ نہ مانیں تو کہہ دو گواہ رہنا ہم تو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہیں۔“ اہل عمران ۳-۶۵ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى
كِسْرَى مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُذَافَةَ السَّهْمِيِّ
فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ
عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَ مَرْقَاهُ
قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَنْ يُمَزَّقُوا كُلُّ مُمَزَّقٍ. (رَوَاهُ
بُخَارِيُّ) 2-1648

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ
نے اپنا مکتوب حضرت عبداللہ بن خذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کسری
کی طرف بھیجا اور ان سے کہا یہ خط بحرین کے رئیس کو پہنچادیں۔
چنانچہ بحرین کے گورنر نے وہ خط کسری کی جانب بھجوا یا اس نے
نامہ مبارک پڑھا اور پھاڑ ڈالا۔ ابنِ مسیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
کہ ان (مجوہدوں) کے خلاف نبی گرامی ﷺ نے بددعا کی کہ وہ
ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ إِلَى كِسْرَى
وَالْيَ قَيْصَرَ وَالْيَ النَّجَاشِيَّ وَالْيَ كُلَّ جَبَّارٍ
يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى
عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ. (مُسْلِمٌ) 3-1649

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے کسری
قیصر نجاشی اور ہر سردار کی طرف خط لکھا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی
طرف دعوت دی اور اس نجاشی سے مراد وہ نجاشی نہیں جس کی
نبی گرامی ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (مسلم)

عَنْ سَلِيمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمَرَ أَمِيرًا عَلَى جَيْشٍ أَوْ
سَرِيَّةٍ أَوْ صَاهُ فِي خَاصَّتِهِ بِتَقْوَى اللَّهِ وَمَنْ مَعَهُ
مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ أَغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاتْلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ أَغْزُوا فَلَا
تَغْلُوا وَلَا تَغْدِرُوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيَدًا
وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ

سلمان بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں
جب کبھی سرورِ عالم ﷺ کسی چھوٹے یا بڑے لشکر کا امیر
مقرر فرماتے تو اس کو اپنے معاملات میں اللہ سے ڈرنے اور
اپنے ساتھی مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت
فرماتے۔ نیز فرماتے کہ اللہ کے راستے میں اللہ کے نام کے
ساتھ جہاد کرو۔ اس شخص سے لڑو جو اللہ کا انکار کرتا ہے۔ جہاد
میں خیانت، عہد شکنی اور کسی کا مثلہ نہ کرو۔ کسی بچے کو قتل نہ کیا

إِلَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ فَاتُّبَهُنَّ مَا أَجَابُوكَ
فَأَقْبَلَ مِنْهُمْ وَكَفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ إِلَى
الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَأَقْبَلَ عَنْهُمْ وَكَفَّ عَنْهُمْ
ثُمَّ أَدْعُهُمْ إِلَى التَّحْوِيلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ
الْمُهَاجِرِينَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ
فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ
فَإِنْ أَبَوْا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ
كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ يُجْرَى عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللَّهِ
الَّذِي يُجْرَى عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي
الْفَيْئَةِ وَالْفَيْئِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ
الْمُسْلِمِينَ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَسَلْهُمْ الْجَزِيَّةَ فَإِنْ هُمْ
أَجَابُوكَ فَأَقْبَلَ مِنْهُمْ وَكَفَّ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوْا
فَاسْتَعِنَ بِاللَّهِ وَقَاتِلْهُمْ وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ
فَارَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهِ فَلَا
تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللَّهِ وَلَا نَبِيِّهِ وَلَكِنْ اجْعَلْ لَهُمْ
ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكَ فَإِنَّكُمْ أَنْ تُخْفِرُوا
ذِمَّتَكُمْ وَذِمَّةَ أَصْحَابِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا
ذِمَّةَ اللَّهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ وَإِنْ حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ
فَارَادُوكَ أَنْ تَنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ فَلَا تَنْزِلَهُمْ
عَلَى حُكْمِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ
فَإِنَّكَ لَا تَذَرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللَّهِ فِيهِمْ أَمْ لَا
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ) 4-1650

جائے۔ جب تمہارا مشرک دشمنوں سے آمنا سامنا ہو تو انہیں
تین باتوں کی دعوت دو۔ ان میں سے جس بات کو وہ تسلیم
کریں مان لو، اسلام کی دعوت دیے بغیر ان پر حملہ نہ کرو اگر وہ
اسلام لے آئیں تو ان کا اسلام قبول کرو اور ان پر حملہ نہ
کرو۔ انہیں کہو دار الحرب چھوڑ کر دارالہجرت چلے آئیں۔ اور
انہیں بتاؤ کہ اگر وہ چلے آئیں گے تو انہیں مہاجرین کے حقوق
میسر ہوں گے اور ان پر مہاجرین کی سی ذمہ داریاں عائد ہوں
گی اور اگر وہ دارالہجرت کی طرف منتقل ہونے سے انکار
کریں تو انہیں بتائیں کہ ان کا معاملہ مسلمانوں کی طرح ہوگا
کہ ان پر دیگر ایمان داروں کی طرح اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ
ہوں گے، لیکن انہیں غنیمت اور مال فائے سے مسلمانوں کے
ساتھ مل کر جہاد کیے بغیر کچھ نہیں ملے گا۔ اگر وہ اس بات کو
تسلیم نہ کریں تو ان سے جزیہ کا مطالبہ کرو۔ اگر وہ مان لیں تو
ان سے جزیہ لو اور انہیں کچھ نہ کہو۔ اور اگر وہ جزیہ سے انکار
کریں تو اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے ان کے خلاف برسر
پیکار ہو جاؤ۔ جب تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور
اس کے رسول ﷺ کے ذمہ کا تقاضا کریں تو انہیں اللہ اور اس
کے رسول کے ذمہ کے علاوہ اپنا اور اپنے رفقا کا ذمہ دو۔
کیونکہ اگر تم اپنے اور اپنے رفقا کے ذمہ کو توڑ ڈالو تو یہ اللہ اور
اس کے رسول کے ذمہ کے مقابلہ میں معمولی ہے۔ جب تم
کسی قلعہ کے مکینوں کا محاصرہ کرو اور وہ تم سے اللہ اور اس کے
رسول کے حکم پر اتارنے کا مطالبہ کریں تو انہیں اپنے فیصلہ پر

اتارنا، کیونکہ تمہیں علم نہیں کہ اللہ کے فیصلے کے بارے میں درستی کو پاسکو گے یا نہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ
حَضْرَتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
كَرَّمَ عَلَيْهِمَا نَعْمَةً فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ

فِيهَا الْعَدُوُّ وَانْتَظَرَ حَتَّى مَالَتْ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ فَإِذَا لَقِيتُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجَرِّى السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 5-1651

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا غَزَا بَنَى قَوْمًا لَمْ يَكُنْ يَغْزُونَا حَتَّى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ إِلَيْهِمْ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ. قَالَ فَخَرَجْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِي طَلْحَةَ وَإِنْ قَدِمِي لَتَمَسُّ قَدَمَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَخَرَجُوا إِلَيْنَا بِمَكَائِلِهِمْ وَمَسَاحِيهِمْ فَلَمَّا رَأَوْا النَّبِيَّ ﷺ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسَ فَلَجَأُوا إِلَى الْحِصْنِ فَلَمَّا رَأَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ! اللَّهُ أَكْبَرُ! خَرِبْتُ خَيْبَرَ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْدَرِينَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1652

آپ نے سورج کے زوال کا انتظار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر خطاب فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی کی آرزو کی بجائے عافیت طلب کرو۔ اور جب تمہارا دشمن سے آمناسامنا ہو تو صبر کرو اور یقین رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کی ”اے اللہ! کتاب کو نازل کرنے والے! بادلوں کو چلانے والے! جماعتوں کو شکست دینے والے! انہیں شکست سے دوچار کر اور ہمیں ان پر غلبہ عطا فرما! (بخاری و مسلم) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ ہمیں لے کر صبح صادق نمودار ہونے پر لڑائی کرتے۔ ان (اہل شہید) کا جائزہ لیتے اگر وہاں سے اذان سنتے تو ان پر حملہ نہ کرتے، وگرنہ ان پر حملہ کر دیتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم خیبر رات کے وقت پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے اذان نہ سنی آپ ﷺ سوار ہوئے۔ میں ابو طلحہ (اپنے سوتیلے باڑ کے پیچھے سوار ہوا۔ میرا قدم نبی گرامی ﷺ کے قدم کو چھو رہا تھا۔ خیبر کے لوگ اپنے ٹوکڑے اور کدال لے کر ہمارے طرف نکلے۔ انہوں نے نبی معظم ﷺ کو دیکھتے ہی شور مچا دیا، محمد ہے اللہ کی قسم محمد اور اس کا لشکر ہے۔ چنانچہ وہ قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے۔ نبی گرامی ﷺ نے انہیں دیکھ کر کہا: اللہ بہت بڑا ہے! اللہ بہت بڑا ہے! خیبر تباہ ہو گیا! اس میں شک نہیں

کہ جب ہم کسی قوم کی آبادی میں اترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح پریشان کن ہوتی ہے، جن کو برے انجام سے پہلے خبردار کر دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول محترم ﷺ کی معیت میں غزوات میں شرکت کرتا رہا ہوں۔ آپ ﷺ اگر شروع دن میں لڑائی کا آغاز نہ کرتے تو پھر

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مِقْرَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ إِذَا لَمْ يُقَاتِلْ أَوَّلَ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتَّى تَهْبِ الرِّيحُ وَتَحْضُرَ

انتظار کرتے حتیٰ کہ جب ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت ہو جاتا (تب جنگ شروع فرماتے)۔ (بخاری)

الصَّلَاةُ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) 7-1653

خلاصہ باب

- ۱۔ دعوت کا کام خط و کتابت سے بھی کرنا چاہیے۔
- ۲۔ لڑائی کی آرزو نہیں کرنی چاہیے۔
- ۳۔ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔
- ۴۔ اذان اسلام کا شعار ہے۔
- ۵۔ عوام سے پہلے خواص کو دعوت دینا سنت ہے۔
- ۶۔ جنگ کی آرزو یادعا نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جنگ شوق سے نہیں مجبور الڑی جاتی ہے۔
- ۷۔ جنگ سے پہلے ترغیب اور جوش دلانے کے لئے تقریر کرنا سنت ہے۔
- ۸۔ اگر موقع ہو تو جنگ کا آغاز مناسب اور معتدل اوقات میں کرنا چاہیے۔
- ۹۔ اللہ اکبر کے نعرے اور تحریکی جملوں کے ساتھ حملہ آور ہونا سنت ہے۔
- ۱۰۔ مجاہدین کو جنگ سے پہلے حدیث عبداللہ ابن ابی اوفی (۱۶۵۰-۵) میں مذکورہ دعاء ضرور مانگ لینی چاہیے۔



بَابُ الْقِتَالِ فِي الْجِهَادِ

جہاد میں لڑائی کرنا

دنیا کی جنگوں اور قتال فی سبیل اللہ میں جو باتیں حد امتیاز ہیں ان میں ایک یہ ہے کہ جنگ جو لوگ جب کسی علاقے پر پیش قدمی اور یلغار کرتے ہیں تو کسی امتیاز کے بغیر وہ ہر چیز کو تہس نہس کرتے چلے جاتے ہیں۔ جس طرح حال میں روس اور امریکہ نے افغانستان میں نہتے مسلمانوں پر مظالم ڈھائے ہیں۔ اور پھر میرے یہ کتاب ترتیب دیتے وقت 2003 مارچ کے آخری اور اپریل کے پہلے عشرے میں امریکہ، برطانیہ اور ان کی اتحادی افواج نے عراق پر بلا جواز حملہ آور ہو کر معصوم بچوں کو قتل کیا، عورتوں کی بے حرمتی کی اور عراق کے تمام شہروں پر اس قدر بمباری کی کہ دس دس منزلہ عمارتوں کے نشان مٹ گئے۔

اس کے برعکس اسلام نے حالت جنگ میں بھی انسانی حقوق کا تحفظ دشمن کی جائیداد کی حفاظت، مذہبی لوگوں کی عزت، معصوم بچوں کی نگہداشت اور عورتوں کی عفت و عصمت کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔ سوائے غزوہ بنی نضیر کے، کہ وہاں صرف یہودیوں کو اپنی کمین گاہوں سے نکلنے پر مجبور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے صرف بُویزہ نامی باغ کے چند درختوں کو کاٹا، جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس موقع پر حکم صادر فرمایا تھا۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے غزوات اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں درختوں کو کاٹنے کی کوئی مثال تک نہیں ملتی۔

گویا کہ رسول محترم ﷺ نے یہ ثابت کر دکھایا کہ صلح اور جنگ میں بھی اصولوں کی پاس داری ہونی چاہیے۔ یہی وہ امتیازات ہیں جو قتال فی سبیل اللہ کو دنیا کی جنگ و جدال سے ممتاز کرتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جنگ احد کے دن نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر میں آج قتل ہو جاؤں تو کہاں جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو جنت میں جائے گا۔ اس نے اپنے ہاتھ والی کھجوریں پھینک دیں اور لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ جب کسی طرف جہاد کا ارادہ کرتے تو ”توریہ“ (یعنی ابہام و اخفاء) فرماتے تھے کہ جنگ تبوک پیش آئی۔ نبی ﷺ نے یہ جنگ شدید گرمی میں لڑی، سفر بھی دور دراز کا تھا، جنگلات کو عبور کیا، دشمن بھی تعداد میں زیادہ تھا لہذا آپ ﷺ نے مسلمانوں

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَيْتُ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَأَلْقَى تَمْرَاتٍ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 1-1654

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ بِلَاكُ الْغَزْوَةِ يَعْنِي غَزْوَةَ تَبُوكَ غَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا وَعَلَوْا كَثِيرًا فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ

أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أَهْبَةً غَزَوْهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ
الَّذِي يُرِيدُ. (رواه بخاری) 2-1655

کے سامنے تمام معاملہ واضح کر دیا تا کہ وہ جہاد کے لیے پورے
ساز و سامان کے ساتھ لیس ہو کر نکلیں اور آپ ﷺ نے ان کو
اپنی منزل کے متعلق واضح طور پر بتا دیا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

توریہ کا معنی ہے کسی بات کو چھپانا یا آنکھ پھیرنا۔ یہاں توریہ سے مراد ہے کہ آپ ﷺ جنگی حکمت عملی کے تحت ایسا کرتے کہ
اگر جانا مشرق کی طرف ہوتا تو اکثر ذکر مغرب کی جانب کا کیا کرتے تھے۔ تاکہ منافقوں جاسوسوں کے ذریعے کفار کو جنگی
منصوبہ کی خبر نہ ہو سکے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
الْحَرْبُ خُدْعَةٌ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 3-1656

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا
لڑائی میں دھوکا دینا جائز ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْزُو
بِأَمِّ سُلَيْمٍ وَنِسْوَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ مَعَهُ إِذَا غَزَا
يَسْقِينَ الْمَاءَ وَيُدَاوِيَنَّ الْجَرْحَى. (رواه
مسلم) 4-1657

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ جہاد
کے لیے نکلتے تو ام سلیم اور انصار کی عورتوں کو اپنے ساتھ لے
جاتے۔ جب لڑائی ہوتی تو وہ پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم
پٹی کرتیں۔ (مسلم)

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ غَزَوْتُ
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَخْلَفَهُمْ
فِي رِحَالِهِمْ فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأَدَاوِي
الْجَرْحَى وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْضَى. (مُسْلِمٌ) 5-1658

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں رسول اللہ
ﷺ کے ہمراہ سات جنگوں میں شریک ہوئی۔ میں ان کے
پیچھے خیموں میں کھانا تیار کرتی، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور
بیماروں کا خیال رکھتی تھی۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ
وَالصَّبْيَانِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 6-1659

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
معظم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔
(بخاری و مسلم)

عَنِ الصُّعْبِ بْنِ جَثَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَنْ أَهْلِ الدِّيَارِ يُبَيِّتُونَ مِنْ
الْمُشْرِكِينَ فَيَصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذُرَارِيَّتِهِمْ

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم
ﷺ سے کسی علاقہ کے ان مشرکوں کے بارے پوچھا گیا
جن پر شب خون مارا جاتا تھا۔ ان میں ان کی عورتیں اور بچے

قَالَ هُمْ مِنْهُمْ .
وَلَيْ رِوَايَةٌ هُمْ مِنْ آبَائِهِمْ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 7-1660
بھی ہوتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ انہیں سے
ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے
زمرے میں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

کفار کے بچوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ انہیں میں سے ہیں۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ بچوں کو جان بوجھ کر قتل کرنے کی اجازت دی جا رہی ہے۔ بلکہ اس کا معنی تو یہ ہے کہ مجبوری کے عالم میں جہاں اس کے سوا کوئی چاراکار نہیں رہتا۔ تو ایسے مواقع پر ان کے بچوں کا انجام بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔ باقی آخرت میں ان کے انجام کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ جن میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ ان کا وہاں ابتلاء یعنی امتحان ہوگا۔ کامیاب جنتی اور ناکام دوزخی ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَطَعَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ وَحَرَّقَ وَلَهَا يَقُولُ حُسَانٌ .
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے بنو نضیر کے کھجور کے درختوں کو کاٹا اور جلادیا اور اسی بارے میں حضرت حسان ؓ کہتے ہیں

وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيقٌ بِالْبُؤَيْرَةِ مُسْتَطِيرٌ وَلَيْ ذَالِكَ نَزَلَتْ مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْبَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 8-1661
بنی لوی کے سرداروں نے بؤیرہ میں پھیلی ہوئی آگ کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور یہ آیت بھی اسی بارے میں نازل ہوئی۔ ”اے مومنو! تم نے جو کھجوروں کے درخت کاٹ ڈالے ہیں یا کھڑے رہنے دیے یہی اللہ کا حکم تھا۔“ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْنٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ نَافِعًا كَتَبَ إِلَيْهِ يُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ غَارَيْنِ فِي نَعْمِهِمْ بِالْمُرَيْسِعِ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الدَّرِيَّةَ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) 9-1662
حضرت عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو یہ خط لکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے بتایا، نبی گرامی ﷺ نے بنی مصطلق پر حملہ کیا جب وہ ”مریسع“ جگہ پر اپنے چوپاؤں میں بے خبر تھے۔ آپ ﷺ نے لڑائی کرنے والوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَنَا يَوْمَ بَدْرٍ حِينَ صَفَفْنَا لِقَرَيْشٍ وَصَفُّوا لَنَا إِذَا اكْتَبَوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالْبَلِّ
حضرت ابواسید ؓ بیان کرتے ہیں: سرور گرامی ﷺ نے جنگ بدر میں جب ہم قریش کے مقابل ہوئے اور وہ ہمارے سامنے صف آرا ہوئے تو ہمیں فرمایا جب وہ تمہارے قریب

وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا أَكْبَرْتُمْ فَأَرْمُوهُمْ وَاسْتَبَقُوا بَلَّكُمْ. آئیں تو تیر چلاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ جب وہ تمہارے قریب ہوں تو تیر چلاؤ اور اپنے تیر بچاؤ۔ (یعنی بے تحاشا اور بے تکی تیر اندازی نہ کرو۔) (بخاری)

(رواہ البخاری) 10-1663

خلاصہ باب

- ۱۔ جہاد میں کفار سے دھوکا کرنا جائز ہے۔
- ۲۔ حسب ضرورت عورتیں مجاہدین کی معاونت کے لیے شریک ہو سکتی ہیں۔
- ۳۔ جنگ میں عورتوں، بوڑھوں، بچوں کو قتل کرنا جائز نہیں۔
- ۴۔ جنگ کی حکمت عملی کے تحت دشمن کی فصلوں کو آگ لگائی جاسکتی ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْأَسْرَاءِ

قیدیوں کے احکام

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے وقت اور اس سے پہلے فاتح لوگ اپنے مد مقابل پر قابو پا کر نہ صرف ان کی لاشوں کا مثلہ (قطع و برید) کرتے بلکہ قیدیوں کو زمین میں گاڑ کر ان پر کتے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ بسا اوقات قیدی کو اذیت دینے کے لیے وقفہ وقفہ سے اس کے اعضا کاٹ کر اس کے جسم پر نمک پاشی کی جاتی تھی۔ قیدیوں کو کئی کئی دن تک بھوکا پیاسا رکھنا تو ان کے ہاں معمولی بات تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ کی فتح سے سرفراز فرمایا، تو آپ نے صرف تین چار اسلام اور سماج کے بد فطرت دشمنوں کو قتل کرنے کے سوا باقی سب کو معاف کر دیا۔ قیدیوں کے ساتھ تو اس قدر بہتر سلوک روا فرمایا کہ جب بدر کے ستر کافروں کو گرفتار کیا تو حکم فرمایا کہ ان کو وہی کھلایا پلایا جائے جو تم خود کھاتے پیتے ہو۔ پھر ان قیدیوں کی رہائی کے لیے بالکل معمولی فدیہ مقرر فرمایا۔ یہاں تک کہ دنیا میں یہ پہلی مثال قائم فرمائی کہ پڑھے لکھے قیدیوں کو صرف یہ حکم ہوا کہ ہمارے لوگوں کو معمولی پڑھنا لکھنا سکھا دیا جائے، تو ہم تمہیں آزاد کر دیں گے۔ گویا کہ عادی مجرم اور دشمن کو نہ صرف اپنے جیسا آرام و قیام عطا فرمایا بلکہ دنیاوی علوم و فنون سکھانے کے لیے ان کو استاد ہونے کے شرف سے بھی سرفراز فرمایا۔

البتہ معرکہ کارزار میں مجاہدین کے حوصلے بڑھانے اور ان کی حوصلہ افزائی کی خاطر یہ اجازت عنایت فرمائی کہ جو اپنے مد مقابل کو قتل کرے گا، مقتول کا سامان اس غازی کو عنایت کیا جائے گا۔ گویا کہ جذبہ جہاد، جرأت و جواں مردی کو دوا آتھہ کرنے کے لیے ترسیم فرمائی کہ مال غنیمت فقط فوج کے سربراہ کا حق نہیں، بلکہ اس کی تقسیم جرأت و شجاعت کی بنیاد پر کی جائے گی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَجَبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ وَفِي رِوَايَةٍ يُقَادُّونَ إِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ (رواه البخاری) 1-1664

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا: اللہ ان لوگوں سے خوش ہوتا ہے جو بیڑیوں میں جنت جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے جنہیں بیڑیاں ڈال کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہ جنتی ایسے ہوں گے جو کفر کی حالت میں قیدی بن کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت سے نوازا۔ اور یہ مسلمان ہو گئے۔ جن میں اکثر غلامی کی حالت میں دنیا سے چل بسے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قسمت پر خوش ہوتا ہے کہ بیڑیاں پہنے ہوئے جنت میں داخل ہوئے۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى

النَّبِيُّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرٍ
فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ اَطْلُبُوهُ وَاقْتُلُوهُ فَقَتَلْتُهُ فَنَفَلَنِي
سَلْبَةً. (متفق عليه) 2-1665

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
هَوَازِنَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَضَحَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ إِذْ
جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ فَأَنَاحَهُ وَجَعَلَ
يَنْظُرُ وَلَبَيْنَا ضَعْفَةٌ وَرِقَّةٌ مِنَ الظَّهْرِ وَبَعْضُنَا
مُشَاةٌ إِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ فَأَتَى جَمَلَهُ فَأَنَارَهُ
فَاشْتَدَّ بِهِ الْجَمَلُ فَخَرَجْتُ أَشْتَدُّ حَتَّى
أَخَذْتُ بِخِطَامِ الْجَمَلِ فَأَنَخْتُهُ ثُمَّ اخْتَرَطْتُ
سَيْفِي فَضَرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ ثُمَّ جِئْتُ
بِالْجَمَلِ أَقْوَدَهُ وَعَلَيْهِ رَحْلُهُ وَسِلَاحُهُ
فَاسْتَقْبَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ فَقَالَ مَنْ
قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوا ابْنُ الْأَكْوَعِ فَقَالَ لَهُ سَلْبَتُهُ
أَجْمَعُ. (متفق عليه) 3-1666

ﷺ کے پاس مشرکوں کا ایک جاسوس آیا۔ آپ ﷺ
سفر میں تھے۔ وہ آپ کے اور صحابہ کرام کے پاس بیٹھا
باتیں کرتا رہا۔ بعد ازاں چلا گیا۔ تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا
: اسے تلاش کرو اور قتل کر دو۔ تو میں نے اسے قتل کر دیا تو
آپ نے مجھے اس کا مال دے دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے
رسول مکرم ﷺ کے ساتھ ہوازن کی جنگ لڑی۔ ایک
مرتبہ ہم رسول محترم ﷺ کے ساتھ ناشتہ کر رہے تھے۔ کہ
اچانک ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار ہو کر آیا اس نے اونٹ
بٹھایا اور غور سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جبکہ ہم کمزور
تھے اور سواریاں بھی کم تھیں اور ہم میں کچھ پیدل چلنے والے
تھے۔ اچانک اس شخص نے بھاگنا شروع کر دیا اور اپنے
اونٹ کے پاس پہنچا اسے اٹھایا اور وہ اونٹ اپنے سوار سمیت
تیزی سے بھاگ نکلا میں بھی تیز بھاگا یہاں تک کہ میں نے
اس کے اونٹ کی مہار کو پکڑ لیا اور اسے بٹھایا۔ پھر میں نے
تکوار نیام سے نکالی اور اس شخص کا سر قلم کر دیا۔ اس کے بعد
میں اس کے اونٹ کو ہانکتا ہوا لایا اس پر اس کا فر کے ہتھیار

اور اسباب تھے۔ رسول اکرم ﷺ اور لوگ مجھے سامنے سے ملے۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: اس شخص کو کس نے قتل کیا
تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ آپ نے فرمایا اس کا تمام مال واسباب ابن اکوع کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب بنو قریظہ
نے سعد بن معاذ پر فیصلہ چھوڑ دیا تو رسول رحمت ﷺ نے
سعد کو بلایا۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب وہ گدھے پر
سوار ہو کر قریب پہنچے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے
سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ سعد آپ کے پاس بیٹھ
گئے۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ آپ کا فیصلہ تسلیم

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلْتُ
بَنُو قَرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَعَثَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُومُوا إِلَيَّ سَيِّدُكُمْ
فَجَاءَ فَجَلَسَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ

أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسَبَّى الذَّرِيَّةُ قَالَ لَقَدْ
حَكَمْتُ فِيهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ وَفِي رِوَايَةٍ
بِحُكْمِ اللَّهِ. (متفق عليه) 4-1667

کرتے ہیں۔ سعد نے کہا: میرا فیصلہ یہ ہے کہ لڑائی کے
قابل لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور بچوں کو قیدی بنایا جائے۔
آپ نے فرمایا: بلاشبہ ان کے بارے میں تمہارا فیصلہ

بادشاہ حقیقی کے فیصلے کی طرح ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ خَيْلًا قَبْلَ نَجْدٍ فَبَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي
حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثِمَامَةُ بْنُ أَثَالٍ سَيِّدُ أَهْلِ
الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي
الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ
مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثِمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي يَا مُحَمَّدُ
خَيْرٌ إِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنْعِمَ تُنْعِمَ عَلَى
شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ
مَا شِئْتَ فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى كَانَ الْغَدُ
فَقَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثِمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي مَا
قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمَ تُنْعِمَ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ
تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ الْمَالَ فَسَلْ
تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى
كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثِمَامَةُ
فَقَالَ عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمَ تُنْعِمَ عَلَى
شَاكِرٍ وَإِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ
الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَطْلِقُوا ثِمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ
قَرِيبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ
الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا مُحَمَّدُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ
نے ایک لشکر نجد کی طرف بھیجا۔ وہ دستہ بنو حنیفہ کے آدمی
ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لایا جو یمامہ کے علاقے کا
رئیس تھا۔ انہوں نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک
کے ساتھ باندھ دیا۔ رسول اکرم ﷺ اس کے پاس آئے
اور اس سے دریافت کیا: اے ثمامہ! تیرا کیا حال ہے؟ اس
نے جواب دیا: میرا حال اچھا ہے اگر مجھے قتل کر دیں تو ایسے
فحش کو قتل کریں گے جس کے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ اور
اگر آپ احسان کریں گے تو احسان کا شکریہ ادا ہوگا۔ اور اگر
آپ مال چاہتے ہیں تو طلب کریں جتنا چاہتے ہو مل جائے
گا۔ رسول اکرم ﷺ اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ جب دوسرا
دن ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے حال دریافت کیا:
ثمامہ تمہارا کیا ذہن ہے؟ اس نے جواب دیا اگر آپ
احسان کریں گے تو آپ کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائے
گا۔ اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے فحش کو قتل کریں گے جس
کے خون کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا
مال چاہتے ہیں اتنا ہی دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ اسے
چھوڑ کر چلے گئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اس
سے پوچھا! تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا۔ اگر آپ
احسان کریں گے تو آپ کے احسان کا شکریہ ادا کیا جائے گا۔
اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے فحش کو قتل کریں گے جس کے خون کا

وَاللّٰهُ مَا كَانَ عَلَىٰ وَجْهِ الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ
إِلَىٰ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهَكَ أَحَبَّ
الْوُجُوهِ كُلِّهَا إِلَىٰ وَاللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ دِينٍ
أَبْغَضَ إِلَىٰ مِنْ دِينِكَ فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ
الدِّينِ كُلِّهِ إِلَىٰ وَاللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ
إِلَىٰ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ
كُلِّهَا إِلَىٰ وَإِنْ خَيْلَكَ أَخَذْتَنِي وَأَنَا أُرِيدُ
الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرَىٰ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَأَمَرَهُ أَنْ يَغْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ
أَصْبَوْتُ؟ فَقَالَ لَا وَلَكِنِّي أَسَلَمْتُ مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ لَا وَاللّٰهُ لَا تَأْتِيَكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةٌ
حِنْطَةٍ حَتَّىٰ يَأْذَنَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

(مسلم) (واختصره البخاری) 5-1668

بدلہ لیا جائے گا۔ اگر آپ ﷺ مال چاہتے ہیں تو اس قدر
مال دیا جائے گا جتنا آپ چاہیں گے۔ تو رسول مکرم ﷺ
نے فرمایا: مٹامہ کو کھول دو۔ چنانچہ وہ مسجد کے قریب کھجوروں
کے باغ میں گیا غسل کیا۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہوا اور اس
نے اقرار کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود
نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔
اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی چہرہ ایسا نہ
تھا جو مجھے آپ کے چہرے سے برا لگتا ہو مگر اب آپ کا
چہرہ تمام چہروں سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! آپ
کے دین سے زیادہ کوئی دین میرے لیے برا نہیں تھا مگر اب
آپ کا دین تمام ادیان سے مجھے بہتر لگتا ہے۔ اللہ کی قسم!
آپ کے شہر سے زیادہ برا مجھے کوئی شہر نہیں لگتا تھا۔ مگر اب
آپ کا شہر تمام شہروں سے مجھے اچھا لگتا ہے۔ اور آپ کے

لشکر نے مجھے اس وقت گرفتار کیا جب میں عمرہ ادا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اب آپ کی کیا رائے ہے؟ رسول کریم ﷺ نے اسے
خوشخبری دی اور کہا جاؤ عمرہ ادا کرو۔ جب وہ مکہ آیا تو کسی کہنے والے نے اس سے کہا: تو صابی ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں میں تو
رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اسلام میں داخل ہو گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! تمہارے پاس یمامہ کی گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب
تک اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے۔ (مسلم اور بخاری نے اس حدیث کو مختصر بیان کیا ہے۔)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ
نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا: اگر مطعم بن عدی
زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان فتنہ پرور پلید لوگوں کے بارے
سفرارش کرتا تو میں اس کے کہنے پر (بغیر فدیہ کے) ان کو رہا
کردیتا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل مکہ سے اسی (۸۰)
افراد جمعیتم پہاڑ کی جانب سے مسلح ہو کر آئے۔ وہ نبی
کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے خبری میں نقصان

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي
أَسَارِي بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِي حَيًّا لَمْ
كَلَّمْنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنِي لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ.

(بخاری) 6-1669

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ لَمَانَيْنِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ
هَبَطُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ جَبَلِ التَّعِيمِ
مُتَسَلِّحِينَ يُرِيدُونَ غِرَّةَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَصْحَابِهِ

فَاَخَذَهُمْ سَلَمًا فَاَسْتَحْيَاهُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ فَاَعْتَقَهُمْ فَاَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَهُوَ
الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ
بِطَنْ مَكَّةَ. (مسلم) 7-1670

ہاتھ سے تم کو اور تمہارے ہاتھ سے ان کو بچالیا۔“ (الفتح ۲۳:۲۸) (مسلم)

وَعَنْ قَتَادَةَ ۞ قَالَ ذَكَرْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ
عَنْ أَبِي طَلْحَةَ ۞ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ يَوْمَ
بَدْرٍ بِأَرْبَعَةِ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ
قُرَيْشٍ فَقَذَفُوا فِي طُوبَى مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ
خَيْبٌ مُخْبِتٌ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ
بِالْعَرَصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرِ الْيَوْمِ
الثَّالِثِ أَمَرَ بِالرَّاحِلَةِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ
مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ
الرُّكْبَى فَجَعَلَ يَنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ
آبَائِهِمْ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَيْسَرُكُمْ أَنْتُمْ أَطْعَمُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدْنَا رَبَّنَا
حَقًّا؟ فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقَالَ
عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا تَكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ
لَا أَرْوَاحَ لَهَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَالَّذِي نَفْسُ
مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ .
وَفِي رِوَايَةٍ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا
يُجِيبُونَ. (متفق عليه)

وَرَأَى الْبُخَارِيُّ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمْ اللَّهُ حَتَّى
أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَضْغِيرًا وَنِقْمَةً
وَحَسْرَةً وَنِدْمًا 8-1671

پہنچانا چاہتے تھے۔ آپ نے انہیں قیدی بنالیا لیکن انہیں قتل
نہ کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں آزاد
کر دیا اور اسی واقعہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت
نازل کی۔ ”اور وہی ہے جس نے مکہ کی وادی میں ان کے

حضرت قتادہ ۞ فرماتے ہیں: انس بن مالک ۞ نے ہمیں
ابو طلحہ ۞ کے حوالہ سے بیان کیا نبی اکرم ۞ نے جنگ
بدر کے موقع پر قریش کے چوبیس (۲۴) سرداروں کے
بارے میں حکم دیا تو انہیں بدر کے گندے کنوؤں میں سے
ایک بدبودار کنویں میں پھینک دیا گیا۔ آپ ۞ کی عادت
تھی کہ جب آپ ۞ کسی قوم پر غالب آتے تو ان کے علاقہ
میں تین راتیں قیام فرماتے۔ جب بدر میں رہتے ہوئے
تیسرا دن ہوا تو آپ ۞ کے حکم پر آپ کی سواری پر پالان
باندھا گیا پھر آپ ۞ پیدل چلتے ہوئے تو آپ ۞ کے
ساتھ صحابہ کرام ۞ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ۞
مذکورہ کنویں کے کنارے کھڑے ہوئے ان کا اور ان کے
باپ دادوں کا نام لے کر انہیں بلارہے تھے: اے فلاں کے
بیٹے! اے فلاں کے بیٹے! اب تم چاہتے ہو گے کہ کاش تم اللہ
اور اس کے رسول ۞ کی اطاعت کرتے؟ بلاشبہ ہم سے
ہمارے پروردگار نے جو وعدہ (فتح و نصرت کا) کیا تھا، ہم
نے اس کو درست پایا ہے۔ کیا تم سے تمہارے رب نے جو
(عذاب کا) وعدہ کیا تھا تم نے بھی اس کو سچا پایا؟ حضرت عمر
۞ نے یہ کلمات سن کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ
۞ ایسی لاشوں سے مخاطب ہو رہے ہیں جن میں روح
نہیں ہے؟ نبی معظم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے

ہاتھ میں میری جان ہے، تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے ہو۔ لیکن وہ میری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری میں اضافہ ہے کہ قنادةؓ نے بیان کیا: اللہ نے ان کو زندہ کیا اور ان کو آپ ﷺ کی باتیں سنوائیں۔ اس سے مقصود ان کو ڈانٹنا، ذلیل کرنا اور ناراضگی کا اظہار کرنا تھا تا کہ وہ حسرت کریں اور پچھتائیں۔

مردان اور مسور بن مخرمةؓ فرماتے ہیں: جب رسول کریم ﷺ کی خدمت میں ہوازن قبیلے کا وفد اسلام لانے کے بعد آیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ انہیں ان کا مال اور ان کے قیدی واپس کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کر لو! قیدی یا مال! انہوں نے عرض کیا: ہم اپنے قیدی واپس لینا چاہتے ہیں۔ اس پر رسول محترم ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ کی شایان شان مدح فرمائی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بھائی توبہ کر کے تمہارے پاس آئے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں ان کے قیدی واپس کر دوں۔ تم میں سے جو شخص بخوشی ایسا کرنا چاہتا ہے وہ ایسے کر دے۔ اور تم میں سے جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے عوض ہم اسے سب سے پہلے ملنے والے مال فنی سے دیں تو وہ اسی شرط پر قیدی واپس کر دے۔ لوگوں نے اعلان کیا: اللہ کے رسول ﷺ ہم بخوشی اس کی اجازت دیتے ہیں۔ یہ سن کر رسول رحمت ﷺ نے فرمایا: ہمیں معلوم نہیں کہ تم میں سے کس شخص نے اس بات کو قبول کیا، اور کس نے نہیں۔ تم واپس جاؤ! تمہارے نمائندے تم

عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَقَدْ هَوَازَنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ فَاخْتَارُوا أَحَدَ الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ قَالُوا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَنَّنِي عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنْ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوا تَائِبِينَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيءُ اللَّهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَبِينَا ذَالِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّا لَا نَذَرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاؤُكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرْفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَبَّبُوا وَأَذِنُوا. (بخاری) 9-1672

سے گفتگو کر کے مجھے اطلاع دیں۔ تو لوگ واپس چلے گئے اور ان کے نمائندوں نے ان سے مشورہ کیا۔ پھر ان کے نمائندے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ کو اطلاع دی کہ انہوں نے (آپ کا فیصلہ کے مطابق) بخوشی قیدی آزاد کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ (بخاری)

حضرت عمران بن حصینؓ ذکر کرتے ہیں: کہ ثقیف قبیلہ بنو عقیل کا حلیف تھا۔ ثقیف قبیلے نے رسول مکرم ﷺ کے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ قَالَ كَانَ ثَقِيفٌ حَلِيفًا لِبَنِي عُقَيْلٍ فَاسْرَتْ ثَقِيفٌ رَجُلَيْنِ مِنْ

أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَسْرَ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَقِيلٍ فَأَوْثَقُوهُ
فَطَرَحُوهُ فِي الْحَرَّةِ فَمَرَّ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ ﷺ يَا مُحَمَّدُ فِيمَ أُخِذْتُ
قَالَ بِجَرِيرَةِ خُلَفَائِكُمْ ثَقِيفٍ فَتَرَكَهُ وَمَضَى
فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَرَحِمَهُ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ فَرَجَعَ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنِّي
مُسْلِمٌ فَقَالَ لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ
أَفَلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ قَالَ فَفَدَاهُ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ بِالرَّجُلَيْنِ الَّذِينَ أَسْرَتَهُمَا
ثَقِيفٌ. (مسلم) 10-1673

صحابہ کرام ﷺ میں سے دو آدمیوں کو قید کر لیا۔ اور صحابہ کرام
نے بنو عقیل کے آدمی کو قید کر لیا اور اس کو جکڑ کر پتھر لی
زمین میں پھینک دیا۔ رسول محترم ﷺ اس کے پاس سے
گزرے تو اس نے آپ ﷺ کو آواز دی: اے محمد! اے
محمد! مجھے کس جرم کی پاداش میں گرفتار کیا گیا ہے۔ آپ
ﷺ نے فرمایا: تیرے حلیف بنو ثقیف کے جرم میں۔ یہ
جواب دے کر آپ اس کو چھوڑ کر چل دیے۔ اس نے پھر
آپ ﷺ کو آواز دی: اے محمد! اے محمد! رسول رحمت ﷺ کو
اس پر رحم آگیا۔ آپ ﷺ واپس گئے اور اس سے پوچھا:
کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میں تو مسلمان ہوں آپ
ﷺ نے فرمایا: اگر تو اس وقت یہ بات کہہ دیتا جب تو آزاد

تھا تو ہر طرح سے کامیاب ہو جاتا۔ راوی کہتا ہے رسول اکرم ﷺ نے اس کے عوض اپنے ان دو آدمیوں کو رہا کر لیا جن کو
بنو ثقیف نے قید کر لیا تھا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ
النَّبِيُّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ
فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا
أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ صَبَانَا صَبَانَا فَجَعَلَ
خَالِدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَا
أَسِيرَةً حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمَ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ
كُلَّ رَجُلٍ مِّنَا أَسِيرَةً فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ
أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِي أَسِيرَةً
حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ
يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ

تیسری فصل
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی رحمت ﷺ
نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجا۔ خالد بن
ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے
اسلمنا نہ کہا بلکہ کہا ہم صابی ہو گئے ہیں اپنے دین سے
دوسرے دین میں داخل ہو گئے۔ یہ سن کر خالد بن ولید
رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر ہم میں
سے ہر شخص کو اس کا قیدی سوپ دیا۔ اس کے بعد ایک دن
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے
قیدی کو قتل کر دے۔ میں نے کہا: میں اپنے قیدی کو قتل نہیں
کروں گا اور اسی طرح میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی

اپنے قیدی کو قتل نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ہم نبی ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دو مرتبہ فرمایا: اے اللہ! خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو کام کیا ہے میں تیری بارگاہ میں اس سے اپنی برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ کچھ لوگ بیڑیاں پہنے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔
- ۲۔ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔
- ۳۔ کلمہ پڑھنے والے مد مقابل کو بھی قتل نہیں کرنا چاہیے۔
- ۴۔ دشمن کے ساتھ قیدیوں کا تبادلہ کرنا سنت ہے۔
- ۵۔ دشمن کے جاسوسوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کرنا جائز ہے۔
- ۶۔ خصوصی کارنامے پر خصوصی انعام و اکرام عطا کرنا سنت ہے۔
- ۷۔ کسی کافر کے اہل اسلام کے ساتھ حسن سلوک کے عوض اس کے ساتھ امتیازی و اعزازی سلوک کرنا جائز ہے
- ۸۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو فوت شدگان بعض اوقات زندوں سے بھی بہترین سن سکتے ہیں لیکن لڑائی یا معذرت یا کچھ بھی کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔
- ۹۔ کفار کے مقتولین کو اجتماعی طور پر دفن کرنا جائز ہے۔
- ۱۰۔ کسی مسلمان جرنیل کے کسی غیر شرعی حکم کو ماننا مجاہدین کے لیے ضروری نہیں۔



بَابُ الْأَمَانِ

امان دینے کے بارے میں

حالت جنگ میں دشمن کے کسی آدمی کو پناہ دینے کو امان کہا جاتا ہے۔ یہ امان ملکی مصلحت، جنگ کے قوانین کے مطابق اور اتھارٹی کی اجازت کے ساتھ ہونی چاہیے۔ ہر آدمی کو اپنے طور پر اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر معافی کے اعلان عام کے ساتھ یہ فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر کے کواڑ بند کر لے اسے کچھ نہ کہا جائے۔ اسی بنا پر آپ ﷺ کی چچا زاد بہن ام ہانی رضی اللہ عنہا نے اپنے کسی قریبی کو پناہ دی تو آپ ﷺ نے اس کی پناہ کو منظور کر لیا۔ اس سے اسلام کی امن پالیسی کی ترجمانی ہوتی ہے اور غیر مسلم کو نور ایمان کی طرف آنے کا موقع دینے کے لئے ان کی جان و مال کے تحفظ کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب بیان کرتی ہیں : میں فتح مکہ کے سال رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جب میں وہاں پہنچی تو آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک کپڑے کے ساتھ آپ ﷺ کے لیے پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کون ہے؟ میں نے جواب دیا: میں ام ہانی ابوطالب کی بیٹی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ام ہانی کے لئے خوش آمدید! جب آپ ﷺ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے کپڑے ہو کر ایک کپڑے میں لپٹ کر آٹھ رکعت نفل ادا کیے۔ پھر آپ ﷺ میری جانب متوجہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ

عَنْ أُمِّ هَانِي بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَنْ هَذِهِ فَقُلْتُ أَنَا أُمُّ هَانِي بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِي فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِي رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّی عَلِيٌّ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهُ فَلَا نَ ابْنَ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتَ يَا أُمُّ هَانِي قَالَتْ أُمُّ هَانِي وَذَلِكَ ضَحَى.

(متفق علیہ) 1-1675

کے رسول ﷺ! میرا بھائی علیؑ کہتا ہے کہ وہ ایک شخص فلاں بن حمیرہ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، جس کو میں نے پناہ دے رکھی ہے۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی! جس شخص کو تو نے پناہ دی ہے اسے ہم بھی پناہ دیتے ہیں۔ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ چاشت کا وقت تھا (بخاری و مسلم)



بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُولِ فِيهَا

مالِ غنیمت کی تقسیم اور اس میں خیانت

پہلے انبیاء علیہ السلام پر مالِ غنیمت حرام تھا۔ رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میری خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ میرے لیے مالِ غنیمت کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید سورۃ انفال (دسویں پارے کی ابتدا) میں مالِ غنیمت کی تقسیم کا ایک طریقہ کار بتلایا ہے۔ اور آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پیدل مجاہد کے مقابلے میں گھوڑ سوار کو تین حصے دیے جائیں گے۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ جس کے ہاتھ جو چیز آئے اٹھا کر لے جائے بلکہ اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ جو مال جس کے ہاتھ آئے وہ امیر لشکر کے سامنے پیش کرے۔ امیر لشکر اپنی اعلیٰ کمان کی ہدایت کے مطابق تقسیم کرنے کا مجاز ہوگا۔ اگر دینی اور ملکی مصلحت کا تقاضا ہو تو تقسیم کے طریق کار کو تبدیل بھی کیا جاسکتا ہے۔ اپنی مرضی سے کوئی چیز رکھ لینا بدترین قسم کی خیانت ہے اور ایسے شخص کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

ان ارشادات میں آپ ﷺ نے حسب ضرورت دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے فخریہ کلمات کہنے کی اجازت عنایت فرمائی لیکن شریک نہ کرے اور کلمات کی ہرگز اجازت نہیں دی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کا بیان ذکر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہم سے پہلے کسی امت کے لیے غنائم حلال نہ تھیں۔ ہمارے لیے اس وجہ سے حلال ہوئیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کا احساس فرماتے ہوئے انہیں ہمارے لیے حلال کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم جب حنین میں نبی محترم ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو ابتداء مسلمانوں کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ تو میں نے ایک مشرک کو دیکھا وہ ایک مسلمان پر غالب آچکا تھا میں نے پیچھے سے اس کی گردن اور کندھے کے درمیانی پٹھے پر تلوار ماری میں نے اس کی زرہ کاٹ دی وہ میری جانب لپکا اور اس نے مجھے اتنے زور سے دبوچا کہ میں نے اس سے موت کی پوچھائی۔ تاہم موت اس پر وارد ہو گئی۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ مِنْ قَبْلِنَا ذَلِكَ بَأَنَّ اللَّهَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَطَيَّبَهَا لَنَا. (متفق عليه)

1-1676

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا التَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَضْرَبْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدَّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَمَنِي ضَمَةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمَرَ اللَّهُ ثُمَّ رَجَعُوا

وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلْبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ فَقُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلْبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا هَا اللَّهُ إِذَا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلْبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَقَ فَأَعْطَاهُ فَأَعْطَانِيهِ فَأَبْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلَمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأْتِلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ. (متفق عليه) 2-1677

عمر بن خطاب ؓ سے ملا۔ میں نے ان سے پوچھا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ کی تقدیر! بعد ازاں وہ (صحابہ) مڑے (اور فتح یاب ہوئے) اور نبی کائنات ﷺ (جنگ کے بعد) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: جس شخص نے کسی دشمن کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس بات کا ثبوت ہو تو اس کا مال و اسباب اسے ملے گا۔ میں نے اٹھ کر کہا: میرا گواہ کون ہے؟ یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی بات کو دہرایا۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا اور پہلی بات کہہ کر بیٹھ گیا۔ تیسری بار جب آپ نے فرمایا تو میں کھڑا ہوا۔ آپ نے دریافت کیا: ابو قتادہ ؓ کیا بات ہے؟ میں نے آپ کو واقعہ بتایا۔ ایک شخص نے کہا:

ابو قتادہ ؓ سچا ہے۔ اس کا مال و اسباب میرے پاس ہے۔ اسے فرمائیں کہ یہ مال میرے پاس رہنے دے۔ حضرت ابو بکر ؓ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا۔ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑے اور مالِ غنیمت اسے نہ ملے۔ یہ سن کر نبی محترم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر ؓ نے ٹھیک کہا ہے۔ مال و اسباب ابو قتادہ ؓ کو دیا جائے۔ ابو قتادہ ؓ فرماتے ہیں اس کا مال و اسباب مجھے عطا کر دیا گیا اور میں نے اس کے عوض بنو سلمہ (کی زمینوں) میں ایک باغ خریدا۔ تو یہ پہلا مال تھا جس کو میں نے اسلام میں حاصل کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَسَهُمْ لِلرَّجُلِ وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَشْهُمٍ سَهْمًا لَهُ وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ. (متفق عليه) 3-1678

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں: کہ رسولِ مکرم ﷺ نے مجاہد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے مقرر فرمائے۔ ایک حصہ مجاہد اور دو حصے گھوڑے کے لیے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ يَزِيدَ ؓ بَنِي هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُورِيُّ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْعَبْدِ وَالْمَرْأَةِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ هَلْ يَقْسَمُ لَهُمَا فَقَالَ لِيَزِيدَ أَكْتُبْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا سَهْمٌ إِلَّا أَنْ يُحْلَيَا.

یزید بن ہرمز ؓ بیان کرتے ہیں: کہ نجدہ حروری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ایک خط ارسال کیا اس نے ان سے غلام اور عورت کے بارے میں استفسار کیا کہ اگر وہ دونوں مالِ غنیمت تقسیم کرتے وقت موجود ہوں تو کیا ان کو حصہ دیا جائے؟ انہوں نے یزید سے کہا: اس کو لکھیں ان دونوں کا کچھ حصہ نہیں۔ البتہ انہیں بطور عطیہ تھوڑا

وَفِي رِوَايَةٍ كَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّكَ

كَتَبْتُ تَسَالِنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَقَدْ كَانَ يَغْزُو بِهِنَّ يُدَاوِينَ الْمَرْضَى وَيُحْدِثْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ وَأَمَّا السَّهْمُ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ. (رواه مسلم) 4-1679

سامال دیا جاسکتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی جانب لکھا: تو نے میری جانب تحریر بھیجی اور مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے عورتوں کو لے جایا کرتے تھے اور ان کو حصہ دیتے تھے؟ آپ ﷺ ان کو جہاد میں لے جاتے تھے وہ

بیماروں کا علاج کرتیں۔ اور انہیں غنیمت سے عطیہ کے طور پر مال دیا جاتا۔ مگر آپ ﷺ نے ان کا حصہ مقرر نہیں کیا۔ (مسلم)

عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَطْنَهُ مَعَ رَبَاحِ غَلَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ أَغَارَ عَلَى ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُمْتُ عَلَى أَكْمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِينَةَ فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا يَا صَبَاحَاهُ ثُمَّ خَرَجْتُ فِي الثَّارِ الْقَوْمِ أَرْمِيهِمْ بِالنَّبْلِ وَأَرْتَجِزُ أَقُولُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضْعِ فَمَا زِلْتُ أَرْمِيهِمْ وَأَعْقِرُ بِهِمْ حَتَّى مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ بَعِيرٍ مِنْ ظَهْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا خَلَفْتُهُ وَرَاءَ ظَهْرِي ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ أَرْمِيهِمْ حَتَّى الْقَوَا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِينَ بُرْدَةً وَ ثَلَاثِينَ رُمْحًا يَسْتَحْفِقُونَ وَلَا يَطْرَحُونَ شَيْئًا إِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ أَرَامًا مِنَ الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى رَأَيْتُ فَوَارِسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلِحَقَّ أَبُو قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بَعْدَ الرَّحْمَنِ فَقَتَلَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَةَ وَ خَيْرُ رَجَالِنَا سَلَمَةُ قَالَ ثُمَّ أَعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَهْمَيْنِ سَهْمِ الْفَارِسِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے اپنے اونٹ رباح کے ساتھ بھیجے جو رسول محترم ﷺ کے غلام تھے۔ اور میں اس کے ساتھ تھا۔ صبح کے وقت عبدالرحمان فزاری نے رسول رحمت ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کر دیا۔ میں ایک اونچی جگہ پر چڑھا اور مدینہ کی جانب منہ کر کے تین بار آواز دی: لوگو! ہم صبح کے وقت لوٹے گئے! پھر میں نے ان کا تعاقب شروع کیا۔ میں انہیں تیر مارتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ میں ان پر تیر پھینکتا رہا اور انہیں زخمی کرتا رہا یہاں تک کہ رسول محترم ﷺ کے جتنے اونٹ تھے میں نے ان کو چھڑا کر اپنے پیچھے محفوظ کر لیا۔ پھر بھی میں ان کے پیچھے پیچھے نہیں تیرتا رہا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تیس چادریں اور تیس نیزوں سے زیادہ پھینک دیے۔ وہ فرار ہونے کے لیے خود کو ہلکا کر رہے تھے وہ جس چیز کو پھینکتے میں اس پر پتھر بطور علامت کے رکھتا جا رہا تھا تاکہ رسول اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کو پہچان لیں۔ یہاں تک کہ میری نظر رسول اللہ ﷺ کے سواروں پر پڑی۔ اور رسول محترم ﷺ کا خاص شاہ سوار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمان فزاری کو جا ملا اور اسے قتل کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: آج کے دن ہمارا بہترین سوار ابوقتادہ ہے اور ہمارا بہترین پیادہ سلمہ ہے۔ راوی نے بیان کیا: پھر

وَسَهْمَ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِي جَمِيعًا ثُمَّ
أَرَدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَأَاهُ عَلَى الْعُضْبَاءِ
رَاجِعِينَ إِلَى الْمَدِينَةِ. (رواه مسلم) 5-1680
عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ كَانَ يُنْقِلُ بَعْضَ مَنْ يَبْعَثُ مِنَ السَّرَايَا
لَا نَفْسَهُمْ خَاصَّةً سِوَى قِسْمَةِ عَامَّةِ الْجَيْشِ.

(متفق علیہ) 6-1681

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ نَقَلْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَقْلًا سِوَى
نَصِيبِنَا مِنَ الْخُمْسِ فَأَصَابَنِي شَارِفٌ وَالشَّارِفُ
الْمُسْنُ الْكَبِيرُ. (متفق علیہ) 7-1682
وَعَنْهُ قَالَ ذَهَبَتْ فَرَسٌ لَهُ فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ
فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدُّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

وَفِي رِوَايَةٍ أَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِالرُّومِ فَظَهَرَ
عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ فَرَدُّ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ
بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ. (رواه البخاری) 8-1683

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ
ابْنُ عَفَّانٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي
الْمُطَلِبِ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ
بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ فَقَالَ إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ
وَبَنُو الْمُطَلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ
يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي
نُوفَلٍ شَيْئًا. (رواه البخاری) 9-1684

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
أَيُّمَا قَرْيَةٍ آتَيْتُمُوهَا وَأَقَمْتُمْ فِيهَا فَسَهْمُكُمْ فِيهَا

رسول معظم ﷺ نے مجھے سوار اور پیادہ دونوں حصے اکٹھے عطا
کیے۔ اور جب ہم مدینہ منورہ واپس لوٹے تو آپ نے مجھے اپنی
”عضباء“ نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کیا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ رسول محترم ﷺ
جن دستوں کو بھیجتے، ان میں سے بعض کو خاص طور پر لشکر کے
عام فوجیوں کے حصے کے علاوہ بھی عطیات دیتے۔ (بخاری
و مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ
نے ہمیں ہمارے خمس میں سے حصہ کے علاوہ زائد عطیہ بھی
دیا، چنانچہ مجھے زیادہ عمر کا اونٹ ملا۔ (بخاری و مسلم)

اور ان ہی سے روایت ہے کہ ان کا گھوڑا بھاگ کر ثمن کے قبضہ
میں چلا گیا۔ جب مسلمان ان پر غالب آئے تو میرا گھوڑا مجھے
واپس دے دیا گیا۔ اور رسول اللہ کے زمانے کی بات ہے۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا غلام
بھاگ کر روم چلا گیا۔ جب رومیوں پر مسلمانوں کا تسلط ہوا تو
خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے بعد وہ غلام ابن
عمر رضی اللہ عنہما کو واپس کر دیا۔ (بخاری)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہما نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم
نے عرض کیا: آپ ﷺ نے خیبر کے خمس سے بنو مطلب کو عطا
کیا ہے، لیکن ہمیں کچھ نہیں دیا، حالانکہ ہمارا آپ سے ایک ہی
جیسا رشتہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بنو ہاشم اور بنو مطلب
دونوں ایک ہیں۔ جبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: نبی گرامی ﷺ نے بنو
عبد شمس اور بنو نوفل کو مال تقسیم کرتے وقت کچھ نہ دیا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے
ارشاد فرمایا۔ جس بستی میں تم آؤ اس میں اقامت اختیار کرو تو

وَأَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتْ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ خُمْسَهَا
لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ. (رواه
مسلم) 10-1685

اس میں تمہارا (عام مسلمانوں جیسا) حصہ ہے۔ اور جس بستی
والے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں تو اس کا 'خمس'
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے اور باقی تمہارے
لیے ہے۔ (مسلم)

عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ
اللَّهِ بِغَيْرِ حَقِّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (رواه
البخاری) 11-1686

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے
رسول مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ اللہ کے مال
میں بلا جواز تصرف کرتے ہیں، قیامت کے دن ان کے لیے
آگ ہوگی۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُولَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ
أَمْرَهُ ثُمَّ قَالَ لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ يَجِيئُ يَوْمَ
الْقِيَمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُولُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ
شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ يَجِيئُ
يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ
فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ
لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ
يَجِيئُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ
فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ
لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ
يَجِيئُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاخٌ
فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ
لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ
يَجِيئُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تُخَفِّقُ
فَيَقُولُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ
لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أَلْفِينَ أَحَدَكُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: ایک دن رسول اکرم
ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ ﷺ نے غنیمت کے
مال میں خیانت کا ذکر کیا اور اسے بہت بڑا گناہ گردانا اور اس
خیانت کو کبیرہ گناہ قرار دیا۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص
کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر
میں آئے تو اس کی گردن پر ایسا اونٹ ہو جو آواز نکال رہا ہو۔
وہ شخص کہے گا: اے اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیے! میں
کہوں میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک
(فریضہ زکوٰۃ کی) بات پہنچا دی تھی۔ پھر فرمایا تم میں کسی کو
اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں
آئے اور اس کی گردن پر گھوڑا بٹھنہ رہا ہو۔ وہ شخص کہے: اے
اللہ کے رسول! میری مدد فرمائیے۔ میں جواب دوں: میں
تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچا دی
تھی۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں
کہ وہ قیامت کے دن آئے تو اس کی گردن پر بکری میاں رہی
ہو۔ وہ کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے! میں کہوں:
میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں بتا دیا تھا۔ پھر
فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ

يَجِيءُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُولُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ اغْنِنِي فَأَقُولُ لَا أَمْلِكُ لَكَ
شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ (متفق عليه) وَهَذَا لَفْظُ
مُسْلِمٍ وَهُوَ أَكْثَرُ 12-1687

قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر سوار انسان چلا رہا
ہو۔ وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے! میں
کہوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک
بات پہنچادی تھی۔ پھر فرمایا: میں تم میں سے کسی کو اس حالت

میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر کپڑے پھڑپھڑا رہے ہوں اور وہ التجا کر رہا ہو: اے اللہ کے
رسول ﷺ! میری مدد کیجئے! میں جواب دوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تجھ تک بات پہنچادی تھی۔ پھر فرمایا:
میں تم میں سے کسی شخص کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے اور اس کی گردن پر سونا چاندی لدا
ہوا ہو۔ اور وہ التجا کر رہا ہو: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری مدد کیجئے! میں جواب دوں: میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ میں
نے تجھ تک بات پہنچادی تھی۔ (بخاری و مسلم) اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور اس کی روایت زیادہ مکمل ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ أَهْدَى رَجُلٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
غَلَامًا يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحْطُ رَحْلاً
لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ أَصَابَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ
فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ الشُّمْلَةَ الَّتِي
أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا
الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلَ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ ذَلِكَ
النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكِ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ
مِنْ نَارٍ. (متفق عليه) 13-1688

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول
محترم ﷺ کو ایک کو غلام بطور ہدیہ دیا جس کا نام مدغم تھا۔
ایک مرتبہ مدغم رسول معظم ﷺ کی سواری سے کجاوہ اتار رہا
تھا کہ۔ اچانک اس کو نامعلوم جانب سے آنے والا تیر لگا جس
سے وہ مر گیا۔ لوگوں نے کہا: مبارک ہو! یہ شخص جنتی ہے!
رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس
کے ہاتھ میں میری جان ہے بے شک وہ چادر جس کو اس نے
جب خیر کے مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اٹھایا تھا وہ اس پر
آگ بن کر مشتعل ہے جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک شخص
ایک تمہیادو تھے آپ ﷺ کے پاس لایا۔ آپ ﷺ نے
فرمایا: یہ ایک یادو تھے آگ کے ہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی
کریم ﷺ کا سامان اٹھانے پر ایک آدمی مقرر تھا جس کا نام
'کرکرہ' تھا۔ وہ فوت ہو گیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ
شخص دوزخی ہے۔ لوگ اس کا سامان دیکھنے لگے تو انہیں پتہ
چلا اس نے ایک چادر کی خیانت کی تھی۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر ہم لڑائی

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عَلَى ثَقَلِ
النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كَرْكِرَةٌ فَمَاتَ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوا
يَنْظُرُونَ فَوَجَدُوا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا (رواه
البخاری) 14-1689

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا

نُصِيبُ فِي مَغَارِئِنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَأْكُلُهُ
وَلَا نَرْفَعُهُ. (رواه البخاری) 15-1690

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَصَبْتُ جَرَابًا
مِنْ شَحْمِ يَوْمٍ خَيْرَ فَالْتَزَمْتُهُ فَقُلْتُ لَا أُعْطَى
الْيَوْمَ أَحَدًا مِنْ هَذَا شَيْئًا فَالْتَفْتُ فَإِذَا رَسُولُ
اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَبَسَّمُ إِلَيَّ. (متفق علیہ) 16-1691

میں شہد اور انگور پاتے تو انہیں کھا لیتے تھے اور بیت المال میں
جمع نہیں کراتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خیبر کی جنگ
میں مجھے چربی کا ایک تھیلا ملا میں نے اُسے دبوچ لیا اور میں
نے کہا: آج اس چربی سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا۔ میں نے
پلٹ کر دیکھا تو رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب دیکھتے ہوئے
مسکرا رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یہ کھانے کی معمولی چیز تھی جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنے کے باوجود سکوت فرمایا۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں جنگ بدر
کے دن صف میں کھڑا تھا۔ اچانک میں نے اپنے دائیں
بائیں دیکھا تو دو انصاری لڑکے کھڑے تھے جن کی عمریں کچھ
زیادہ نہیں تھیں۔ میں نے آرزو کی کہ کاش میں ان سے زیادہ
طاقتور آدمیوں کے درمیان ہوتا۔ ان میں سے ایک نے میرا
کندھا چھوتے ہوئے دریافت کیا: چچا! آپ ابو جہل کو
پہچانتے ہیں؟ عبدالرحمان کہتے ہیں: میں نے اثبات میں
جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا: بھیجے تھے اس سے کیا مطلب
ہے؟ اس نے بتایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو برا بھلا کہتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں
میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میں اس سے الگ
نہیں ہوں گا جب تک ہم میں سے وہ شخص نہ مرجائے جس
کی موت کا وقت زیادہ قریب ہے۔ حضرت عبدالرحمان کہتے
ہیں: اس کی یہ بات سن کر میں متعجب ہوا۔ انہوں نے کہا:
دوسرے نے بھی مجھے وہی بات کہی جو پہلے نے کہی تھی۔ زیادہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ إِنِّي لَوَاقِفٌ
فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَعَنْ
شِمَالِي فَإِذَا أَنَا بَغْلَا مَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثِيَّةٍ
أَسْنَانُهُمَا فَتَمَنَيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعِ مِنْهُمَا
فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا فَقَالَ أَيَّ عَمٍّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا
جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ فَمَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي
قَالَ أَخْبَرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يَفَارِقُ
سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا قَالَ
فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ قَالَ وَغَمَزَنِي الْآخَرُ فَقَالَ
لِي مِثْلَهَا فَلَمْ أَتَسَبَّ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ
يَجُولُ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ لَا تَرِيَانِ هَذَا
صَاحِبُكُمْ الَّذِي تَسْأَلَانِي عَنْهُ قَالَ فَابْتَدَرَاهُ
بَسِيفَيْهِمَا فَضْرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْبَرَاهُ فَقَالَ أَيُّكُمَا قَتَلَهُ

فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا فَقَالَا لَا فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَا كُما قَتَلَ وَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَسْلَبَهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْجَمُوحِ وَالرَّجُلَانِ مُعَاذُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ الْجَمُوحِ وَمُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ. (متفق عليه) 17-1692

دیر نہ گزری تھی کہ میں نے ابو جہل کو دیکھا کہ وہ لوگوں میں چکر لگا رہا ہے۔ میں نے ان دونوں لڑکوں سے کہا: کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو؟ وہ شخص ہے جس کے بارے میں تم دونوں مجھ سے پوچھ کر رہے تھے۔ عبدالرحمان ؓ فرماتے ہیں: وہ لڑکے نہایت سرعت کے ساتھ اپنی تلواریں لے کر اس کی طرف لپکے اور مار مار کر اسے ختم کر دیا۔ پھر وہ دونوں رسول محترم ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ ﷺ کو بتایا۔ آپ ﷺ نے دریافت

کیا: تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا: میں نے قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم دونوں نے تلواروں کو صاف تو نہیں کیا؟ تو انہوں نے نفی میں جواب دیا: آپ ﷺ نے دونوں کی تلواریں دیکھ کر فرمایا: تم دونوں نے اسے قتل کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کے جنگی سامان کا فیصلہ معاذ بن عمرو بن جموح کے حق میں فرمایا۔ دونوں نوخیز نوجوانوں سے مراد معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

دوسری روایت میں دونوں میں سے ایک کا نام معوذ آیا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ لَنَا مَا صَنَعَ أَبُو جَهْلٍ فَاَنْطَلِقْ ابْنُ مَسْعُودٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنُ عَفْرَاءَ حَتَّى بَرَدَ قَالَ فَآخَذَ بِلَحْيَتِهِ فَقَالَ أَنْتَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوهُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ فَلَوْ غَيْرُ أَكْثَارٍ قَتَلْنِي. (متفق عليه) 18-1693

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کون دیکھ کر ہمیں بتائے گا کہ ابو جہل کا کیا ہوا؟ یہ سن کر عبداللہ بن مسعود ؓ چلے انہوں نے دیکھا کہ ابو جہل کو عفرانامی عورت کے بیٹوں نے تلواریں ماریں اور وہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ ابن مسعود نے اس کی داڑھی پکڑ کر پوچھا کہ کیا تو ابو جہل ہے؟ اس نے جواب دیا: اس شخص سے بڑھ کر جس کو تم نے قتل کیا ہے کوئی سردار نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے اس

نے کہا: کاش! ایک دھقان کے علاوہ کوئی (قریشی جنگجو) مجھے قتل نہ کرتا (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے چند افراد کو عطیہ دیا جبکہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک شخص کو عطیہ نہ دیا۔ حالانکہ وہ شخص مجھے ان سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ تو میں نے عرض کیا: تو آپ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ؓ قَالَ أَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَهْطًا وَأَنَا جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا هُوَ أَعْجَبُهُمْ إِلَيَّ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ وَاللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ مُسْلِمًا ذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ
فَلَمَّا وَاجَبَهُ بِمِثْلِ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ إِنِّي لَا عِطَى
الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةً أَنْ يَكُتَبَ
فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ (متفق عليه).

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الزُّهْرِيُّ فَنَرَى أَنَّ
الْإِسْلَامَ الْكَلِمَةُ وَالْإِيمَانُ وَالْعَمَلُ
الصَّالِحُ. 19-1694.

ﷺ نے فلاں کو نہیں دیا، کیا وجہ ہے؟ اللہ کی قسم! میں اسے
مومن سمجھتا ہوں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: مومن نہیں
مسلم کہو۔ سعد نے اپنی بات کو تین بار دہرایا۔ آپ نے بھی
اپنے ارشاد کو تین دفعہ دہرایا۔ پھر آپ نے وضاحت فرمائی:
بے شک میں ایک شخص کو اس خدشہ کے پیش نظر عطیہ
دیتا ہوں کہ کہیں یہ شخص اوندھے منہ دوزخ میں نہ گرایا
جائے۔ حالانکہ اس کی بجائے دوسرا شخص مجھے زیادہ پیار ہوتا

ہے۔ (بخاری و مسلم) اور ان دونوں (بخاری و مسلم) کی ایک اور روایت میں ہے، زہری راوی نے بیان کیا: اس بات سے ہم
نے سمجھا کہ اسلام صرف کلمہ شہادت کے اقرار کا نام ہے جبکہ ایمان عمل صالح کا نام ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
غَزَا نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَقَالَ لِقَوْمِهِ لَا يَتَّبِعُنِي
رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَبْنِيَ
بِهَا وَلَمَّا بَيْنَ بِهَا وَلَا أَحَدٌ بَنَى بَيْوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ
سُقُوفَهَا وَلَا رَجُلٌ اشْتَرَى غَنَمًا أَوْ خِلْفَاتٍ
وَهُوَ يَنْتَظِرُ وَلَا ذَهَابًا فَغَزَا فَدَنَّا مِنَ الْقَرْيَةِ
صَلُوةَ الْعَصْرِ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ
لِلشُّمُسِ إِنَّكَ مَأْمُورَةٌ وَأَنَا مَأْمُورٌ اللَّهُمَّ
احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبْسَتْ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ
الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَغْنَى النَّارِ لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ
تُطْعَمْهَا فَقَالَ إِنَّ فِيكُمْ غُلُولًا فَلْيَبْيَأْغِنِي مِنْ
كُلِّ قَبِيلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ فَقَالَ
فِيكُمْ الْغُلُولُ فَجَاءَ وَابِرَاسٍ مِثْلَ رَأْسِ بَقَرَةٍ
مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعَهَا فَجَاءَتْ النَّارُ فَآكَلَتْهَا.
زَادَ فِي رِوَايَةٍ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِأَحَدٍ قَبْلَنَا ثُمَّ
أَحَلَّ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَأَى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ
نے فرمایا: انبیائے کرام میں سے ایک پیغمبر جہاد کے لیے
نکلے۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا میرے ساتھ وہ شخص نہ
چلے جو کسی عورت کے ساتھ نکاح کر چکا ہے اور اس کا ارادہ
اسے گھرانے کا ہے لیکن ابھی تک گھر نہیں لایا۔ اور وہ شخص
بھی نہ چلے جو گھر تعمیر کر رہا ہے۔ اور ابھی تک چھت نہیں ڈال
سکا۔ اور وہ شخص بھی نہ چلے جس نے حاملہ اونٹیاں یا بکریاں
خریدی ہوئی ہیں اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہے۔ پس
اس پیغمبر نے جہاد کیا وہ عصر کے وقت یا اس کے قریب بستی
کے نزدیک پہنچا۔ اس نے سورج سے کہا۔ بلاشبہ تو (اللہ کے)
حکم کا پابند ہے اور مجھے بھی حکم ملا ہے۔ اے اللہ! سورج کو
ہمارے لیے ٹھہرا! تو سورج ٹھہرا دیا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ
نے ان کو فتح سے ہم کنار فرمایا۔ اس نے غنائم جمع کرنے کا حکم
دیا تو آگ غنائم کو جلانے کے لیے آئی لیکن اس نے مال
غنیمت کو نہ جلایا۔ اس پیغمبر نے کہا: یقیناً تم میں خیانت ہے۔
ہر قبیلہ کا ایک (سردار) شخص میرے ہاتھ پر بیعت کرے آخر

ایک شخص کی ہتھیلی پیغمبر کی ہتھیلی سے چٹ گئی۔ پیغمبر نے فرمایا

تم میں خیانت ہے۔ تو وہ آدمی (تحقیق کر کے) گائے کے سر کے برابر سونے کا ایک گولہ لایا۔ اور اسے غنیمت میں شامل کر دیا۔ اس کو رکھنے کے بعد آگ آئی اور اس نے غنیمت کے مال کو جلا دیا۔ ایک روایت میں اضافہ ہے کہ ہم سے پہلے کسی کے لیے غنائم حلال نہ تھیں اللہ نے ہمارے لیے غنائم کو جائز قرار دیا۔ اللہ کو ہمارے ضعف اور ہماری عاجزی کا معلوم ہے تو غنائم کو ہمارے لیے حلال قرار دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے حضرت عمرؓ نے بتایا کہ جس دن جنگ خیبر ہوتی اس دن صحابہ کرامؓ آئے انہوں نے کہا: فلاں شہید ہے فلاں شہید ہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک شخص کا ذکر کیا کہ وہ شہید ہے۔ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ہرگز نہیں ایک چادر یا پٹے کی خیانت کے سبب میں نے اسے دوزخ میں دیکھا ہے۔ پھر رسول اکرمؐ نے فرمایا اے ابن خطابؓ جاؤ لوگوں میں تین مرتبہ اعلان کرو کہ جنت میں صرف ایمان والے لوگ ہی داخل ہوں گے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں چلا اور تین بار اعلان کیا کہ جنت میں صرف ایمان والے (امانت دار) لوگ ہی داخل ہوں گے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ أَقْبَلَ نَفَرٌ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ وَفُلَانٌ شَهِيدٌ حَتَّى مَرُّوا عَلَيَّ رَجُلٍ فَقَالُوا فُلَانٌ شَهِيدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلَّا إِنِّي رَأَيْتُهُ فِي النَّارِ فِي بُرْدَةٍ غُلَّهَا أَوْ عَبَاءَةٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ أَذْهَبَ فَنَادِي فِي النَّاسِ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ثَلَاثًا قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ ثَلَاثًا. (رواه

مسلم) 21-1696

خلاصہ باب

- ۱۔ دشمن کے سامنے اسے مرعوب کرنے کے لیے فخر کی بات کرنا جائز ہے۔
- ۲۔ جہاد میں نمایاں بہادری دکھانے والے مجاہد کو اعزاز دینا چاہیے۔
- ۳۔ جہاد میں نمایاں کارنامہ سرانجام دینے والے کو نقد انعام دیا جاسکتا ہے۔
- ۴۔ حکمت و مصلحت کی خاطر مال غنیمت کی تقسیم میں عدم مساوات جائز ہے۔
- ۵۔ مال غنیمت میں خیانت کبیرہ گناہ ہے۔
- ۶۔ مال غنیمت میں خیانت کرنے والا جہنم میں جائے گا۔
- ۷۔ جہاد میں ایک دوسرے سے سبقت کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْجَزِيَّةِ

جزیہ

اسلام نے فاتح مسلمان کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ مفتوح علاقے کے غیر مسلم عوام، جنہیں شریعت کی زبان میں ذمی کہا جاتا ہے، ان سے معمولی واجبات وصول کر سکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مال انہی کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔ اس میں بھی اس بات کی رعایت رکھی گئی ہے کہ جو لوگ یہ ٹیکس ادا نہیں کر سکتے ان پر کسی قسم کا جبر نہ ہو۔ اسی اصول کی روشنی میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ نے جب ایک عیسائی بوڑھے کو مانگتے ہوئے دیکھا تو یہ کہہ کر ایسے لوگوں پر ٹیکس کی معافی کا اعلان کیا کہ ”یہ بات کس طرح گوارا ہو سکتی ہے کہ جوانی میں یہ لوگ ٹیکس ادا کریں اور بڑھاپے میں یہ غربت کے ہاتھوں مانگنے پر مجبور ہو جائیں؟“

اسی اصول کے تحت مسلمان حکمران ذمیوں کو تحفظ کی ضمانت فراہم کرتے تھے اور جب وہ کسی فوجی مصلحت کی خاطر کسی مفتوحہ علاقے کو چھوڑتے، تو وہاں سے وصول کی ہوئی رقم کی ایک ایک پائی واپس کیا کرتے تھے۔ اور با اصول طرز عمل کا غیر مسلم رعایا پر بڑا مثبت اثر پڑتا اور اہل اسلام کے گرویدہ ہو کر رہ جاتے، جیسے کہ ایک دفعہ جب شام کے ایک مفتوحہ علاقے سے مسلمان افواج واپس آنے لگیں اور انہوں نے لوگوں سے وصول کیے ہوئے جزیہ کا ایک ایک درہم واپس کیا۔ تو وہاں کے عیسائی آسمان کی طرف چہرے اٹھا کر زار و قطار روتے ہوئے دعائیں کرتے تھے: الہی ان جیسے دیانت دار اور فرشتہ صفت لوگوں کو پھر یہاں آنے کی توفیق نصیب فرماتا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت بجالہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں اخف ؓ کے چچا جزء بن معاویہ کا کاتب تھا۔ ہمارے پاس حضرت عمر ؓ کا مکتوب ان کی وفات سے ایک سال قبل پہنچا کہ مجوسیوں کے محرم جوڑوں کے درمیان علیحدگی کرو اور عمر ؓ نے اس وقت تک مجوسیوں سے ٹیکس وصول نہ کیا، جب تک عبدالرحمان بن عوف ؓ نے گواہی نہ دی کہ رسول اکرم ﷺ نے ہجر شہر کے مجوسیوں سے ٹیکس لیا تھا۔ (بخاری)

عَنْ بُجَالَةَ قَالَ كُنْتُ كَاتِبًا لِجُزءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَخْنَفِ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قِيلَ مَوْتُهُ بِسَنَةِ أَنْ فَرَّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ الْجَزِيَّةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسٍ هَجَرَ. (رواه البخاری) 1-1697

فہم الحدیث

آتش پرستوں کے نزدیک بیٹی، بہن، بھانجی یعنی محرم رشتوں کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔ حضرت عمرؓ نے ایسے جوڑوں کے نکاح ختم کیے اور ان کو ایک دوسرے سے الگ کر دینے کا حکم صادر فرمایا۔

خلاصہ باب

- ۱۔ عام طور پر اسلام ذمیوں کو ان کے اپنے مذہب و طریقہ کار کے مطابق زندگی بسر کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ لیکن انہیں اپنے کفریہ عقائد کی کھلے عام اشاعت کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی طرح ان کے بعض وہ فحش اعمال جن کی اجازت دینے سے معاشرے پر منفی اثر پڑتا ہو ان پر پابندی لگائی جائے گی۔
- ۲۔ قرآن نے اہل کتاب پر جزیہ مسلط کیا ہے۔ اور مجوسیوں سے جزیہ لینے سے ان کے اہل کتاب ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

بَابُ الصَّلْحِ

صلح کرنا، کروانا

صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس معاہدہ سے مکہ اور حجاز کی فتح کا دروازہ کھلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جس بنا پر رسول معظم ﷺ نے بظاہر کمزور شرائط پر اہل مکہ سے صلح کا معاہدہ فرمایا۔ بدر احد خندق کی جنگوں اور اہل مکہ کے اکیس سال کے پراپیگنڈے نے عوام الناس کو اسلام سے دور کر رکھا تھا۔ اس صلح کے بعد باہمی تعصبات کی دیواریں ٹوٹ گئیں۔ لوگ مسلمانوں کے قریب آئے۔ جب انہوں نے اپنے ہی اعضاء و اقرباء میں اس قدر نمایاں تبدیلی دیکھی تو وہ اسلام کی طرف والہانہ طور پر لپکے۔ ان اسرار و رموز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس معاہدہ کو فتح مبین قرار دیا جس کی وجہ سے لوگ فوج در فوج حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔

اس معاہدہ میں امت کو حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سبق دیا گیا ہے کہ چاہے کسی کے ساتھ کتنی ہی دشمنی کیوں نہ ہو اگر ان کے ساتھ کوئی معاملہ طے پا جائے تو اس کی ہر حال میں پابندی کرنا مسلمانوں پر لازم ہوتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم بیان کرتے ہیں: حدیبیہ کے سال نبی مکرم ﷺ ایک ہزار سے کچھ زیادہ صحابہ کرام کے ساتھ نکلے۔ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے جانوروں کی گردنوں میں پٹے ڈالے اور اونٹوں کا شعار کیا۔ وہاں عمرہ کا احرام باندھا اور آگے چل پڑے۔ جب اس گھاٹی میں پہنچے جس کے آگے کفار کا سامنا تھا تو آپ ﷺ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے آواز لگائی: اٹھو اٹھو قصواء اڑ گئی، قصواء اڑ گئی۔ تو نبی معظم ﷺ نے فرمایا قصواء اڑی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی یہ عادت ہے۔ اسے تو اس ذات نے روکا ہے جس نے ابرہہ کے ہاتھوں کو روکا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اوہ (قریش) مجھ سے ایسی بات کا مطالبہ کریں جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرتے ہوں تو میں ان کی ہر ایسی بات تسلیم کر لوں گا۔ تب آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی کو ڈانٹا

عَنْ الْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْحَدِيثِ فِي بَضْعِ عَشْرَةِ مِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرُوا أَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَسَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِي يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتُ بِهِ رَاحِلَتُهُ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ خَلَّاتِ الْقَصَوَاءُ خَلَّاتِ الْقَصَوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَا خَلَّاتِ الْقَصَوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخَلْقٍ وَلَكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفَيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْأَلُونِي خُطَّةً يُعْظَمُونَ فِيهَا حُرُمَاتِ اللَّهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتَّى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحَدِيثِ عَلَى ثَمَدٍ قَلِيلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يَلْبَثْهُ النَّاسُ حَتَّى نَزَحُوهُ وَشَكَّى إِلَى رَسُولِ اللَّهِ

عَلَيْهِ السَّلَامُ الْعَطَشَ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كَنَانَتِهِ ثُمَّ
أَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهُ فِيهِ فَوَاللَّهِ مَا زَالَ يَجِيشُ
لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتَّى صَدَرُوا عَنْهُ فَبَيْنَاهُمْ كَذَلِكَ
إِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخَزَاعِيُّ فِي نَفَرٍ مِنْ
خَزَاعَةَ ثُمَّ آتَاهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَسَاقَ
الْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالَ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَكْتُبْ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ سُهَيْلُ لَوْ كُنَّا
نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا صَدَدْنَاكَ
عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلَكِنْ أَكْتُبْ مُحَمَّدُ
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَاللَّهِ إِنِّي
لَرَسُولُ اللَّهِ وَإِنْ كَذَبْتُمُونِي أَكْتُبْ مُحَمَّدُ
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلَى أَنْ لَا يَأْتِيكَ
مِنَارُ جُلٍّ وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ
عَلَيْنَا فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ قِصَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ لَا ضَحَابِهِ قَوْمُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ
أَحْلِقُوا ثُمَّ جَاءَ بِسُورَةِ مُؤْمِنَاتٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ
تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ
الْمُؤْمِنَاتُ مِنْهَا جَرَّاتِ الْآيَةِ فَنَهَاكُمْ اللَّهُ تَعَالَى
أَنْ يَرُدُّوهنَّ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ
رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَجَاءَهُ أَبُو بَصِيرٌ رَجُلٌ مِنْ
قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوا فِي طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ
فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتَّى إِذَا بَلَغَا
ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوا يَأْكُلُونَ مِنْ تَمَرٍ لَهُمْ فَقَالَ أَبُو
بَصِيرٍ لِأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَرَى سَيْفَكَ
هَذَا يَا فَلَانَ جِدًّا أَرِنِي أَنْظُرَ إِلَيْهِ فَاْمَكَّنَهُ مِنْهُ

تو وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ آپ ﷺ مکہ کے راستے سے
ہٹ گئے اور حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے اور حدیبیہ کے
آخری کنارے پر اترے جہاں معمولی پانی کا کنواں تھا۔ لوگ
وہاں سے تھوڑا تھوڑا پانی حاصل کر رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر
میں لوگوں نے اس کا پانی ختم کر دیا۔ جب رسول اکرم ﷺ
کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے
اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس تیر کو
اس کنویں میں پھینکیں۔ راوی بیان کرتا ہے اللہ کی قسم! تیر
ڈالنے سے پانی جوش سے نکلنے لگا یہاں تک کہ لوگ واپسی
تک خوب سیر ہو کر پیتے رہے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ بدیل
بن ورقاء خزاعی بنو خزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ آیا۔ پھر
آپ ﷺ کے پاس عروہ بن مسعودؓ آئے۔ اور راوی
نے سارے حالات بیان کیے۔ اس کے بعد سہیل بن عمرو آیا
تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لکھو یہ معاہدہ ہے جو محمد اللہ کے
رسول ﷺ نے..... سہیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا
: اللہ کی قسم! اگر ہم اس بات پر یقین رکھتے کہ تم اللہ کے رسول
ہو تو تجھے بیت اللہ میں داخل ہونے سے نہ روکتے اور نہ آپ
سے لڑائی کرتے۔ تم محمد بن عبد اللہ تحریر کرو۔ یہ سن کر نبی کریم
ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تمہارے جھٹلانے کے باوجود میں
اللہ کا پیغمبر ہوں۔ محمد بن عبد اللہ ہی تحریر کیا جائے۔ اور (سہیل
نے دیگر شرائط کے ساتھ یہ بھی) تحریر کروایا کہ ہماری طرف
سے جو شخص آپ کے پاس چلا آئے چاہے وہ آپ کے دین
پر ہو تو آپ اسے ہماری طرف واپس کرنے کے پابند ہوں
گے۔ جب صلح نامہ کی تحریر لکھنے سے فارغ ہوئے تو رسول
محترم ﷺ نے اپنے رفقاء سے فرمایا: انھو قرابائیں ذبح کرو
پھر سر کے بال مونڈ واؤ۔ بعد میں چند عورتیں آئیں جو ایمان

فَضَرَبَهُ حَتَّى بَرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتَّى أَتَى الْمَدِينَةَ
فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَغْدُو فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَقَدْ
رَأَى هَذَا دُعْرًا فَقَالَ قُتِلَ وَاللَّهِ صَاحِبِي وَإِنِّي
لَمَقْتُولٌ فَجَاءَ أَبُو بَصِيرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَيْلَ
أُمَّهُ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ
ذَلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتَّى
أَتَى سَيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَانْفَلَتَ أَبُو جَنْدَلِ بْنُ
سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ
قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِي بَصِيرٍ
حَتَّى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عَصَابَةٌ فَوَاللَّهِ مَا
يَسْمَعُونَ بَعِيرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّامِ إِلَّا
اعْتَرَضُوا لَهَا فَقَتَلُوهُمْ وَأَخَذُوا أَمْوَالَهُمْ
فَارْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ تَنَا هَذِهِ اللَّهُ
وَالرَّحِمَ لَمَّا أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فَمَنْ أَنَا هُوَ أَمِنْ
فَارْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ. (رواه
البخاری) 1-1698

لا چکی تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”اے
ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے
آئیں؟ تو تم ان کا امتحان کر لیا کرو! ان کے ایمان کو اللہ خوب
جانتا ہے۔ تو اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مومنات ہیں تو ان کو کفار
کے پاس واپس نہ بھیجو کیونکہ نہ وہ عورتیں ان کافروں کے لیے
حلال ہیں اور نہ وہ کافران عورتوں کے لیے حلال ہیں۔ اور جو
کچھ ان کافروں نے ان پر خرچ کیا ہو وہ ان کو ادا کر دو۔“ پھر
آپ ﷺ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ اس دوران آپ
ﷺ کے پاس قریش سے ابوبصیر نامی ایک آدمی مسلمان ہو
کر آیا۔ کفار مکہ نے اس کو واپس لانے کے لیے دو آدمیوں کو
بھیجا۔ آپ ﷺ نے ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالے کر دیا تو
وہ اس کو لے کر مکہ چل پڑے۔ جب وہ ذوالحلیفہ مقام پر میں
پہنچے تو وہ دونوں آدمی وہاں رک کر کھجوریں کھانے لگے۔ تو ابوبصیر
نے ان دونوں میں سے ایک آدمی سے کہا: اے فلاں!
اللہ کی قسم! مجھے یہ تمہاری تلوار بہت عمدہ معلوم ہوتی ہے ذرا
مجھے دکھاؤ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں اس نے وہ تلوار ابوبصیر کو

پکڑادی تو ابوبصیر نے اسے تلوار ماری تو وہ مر گیا۔ اور دوسرا آدمی بھاگ کر مدینہ منورہ پہنچا اور ہانپتا ہوا مسجد نبوی میں داخل
ہوا۔ اسے دیکھ کر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس شخص کا کسی خوف ناک واقعہ سے واسطہ پڑا ہے۔ اس نے جلدی سے کہا: اللہ کی
قسم! میرا ساتھی قتل ہو چکا ہے۔ بلاشبہ میں بھی قتل ہو جاؤں گا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی آ پہنچا۔ اس کو دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے
فرمایا: تیری ماں مر جائے تو لڑائی آگ بھڑکانے والا ہے اگرچہ تیرا ایک ہی ساتھی کیوں نہ ہو۔ ابوبصیر نے یہ سن کر یقین کر لیا
کہ نبی کریم ﷺ اس کو واپس بھیج دیں گے تو وہ وہاں سے نکلا اور ساحل سمندر پر جا پہنچا۔ اس دوران ابوجندل بن سہیل بھی
بیڑیاں توڑ کر نکلا اور ابوبصیر سے آ ملا۔ پھر جو شخص بھی قریش مکہ سے مسلمان ہو کر نکلتا وہ ابوبصیر کے ساتھ آ ملتا۔ یہاں تک کہ
وہاں ان کی ایک جماعت قائم ہو گئی۔ راوی نے بیان کیا: اللہ کی قسم! جب وہ قریش کے کسی قافلے کے بارے میں سنتے کہ وہ
شام کی جانب جا رہا ہے تو وہ اس قافلے پر حملہ کر دیتے۔ قافلے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے اور ان کے مالوں پر قبضہ کر
لیتے۔ قریش نے گھبرا کر نبی معظم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا اور آپ ﷺ کو صلہ رحمی اور اللہ کی قسم دے کر کہا کہ آپ ﷺ

عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ صَالِحُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ عَلَى مَنْ آتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ رَذَّةُ إِلَيْهِمْ وَمَنْ آتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يَرُدُّوهُ وَعَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلْبَانِ السِّلَاحِ وَالسِّيفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهِ فَجَاءَ أَبُو جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِي قِيُودِهِ فَرَذَّهُ إِلَيْهِمْ. (متفق عليه) 2-1699

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ فِي بَيْعَةِ
النِّسَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ
بِهَذِهِ الْأَيَّةِ "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ
الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ" فَمَنْ أَقْرَأَ بِهَذَا
الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا قَدْ بَايَعْتُكَ كَلَامًا

يُكَلِّمُهَا بِهِ وَاللَّهُ مَا مَسَّتْ يَدُهُ يَدًا مَرَّةً قَطُّ
فِي الْمُبَايَعَةِ. (متفق عليه) 4-1701

مخاطب ہو کر فرماتے: میں نے تجھ سے بیعت لے لی آپ ﷺ اس کے ساتھ صرف زبانی کلام فرماتے۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم! بیعت لیتے ہوئے کبھی آپ ﷺ کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں لگا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَبَنَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدْعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَدْخُلَ يَغْنَى مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ يُقِيمُ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالُوا لَا نُقْرِبُهَا فَلَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مَنَعْنَاكَ وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أُمِّهِ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أُمَحُّوكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ بِالسَّلَاحِ إِلَّا السِّيفَ فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتَّبِعَهُ وَأَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يَقِيمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا قَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ. (متفق عليه) 5-1702

حضرت براء بن عازب ؓ فرماتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے ذوالقعدہ میں عمرہ ادا کرنا چاہا، لیکن مکہ والوں نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ یہاں تک کہ ان سے طے ہوا کہ آپ آئندہ سال آئیں گے اور مکہ مکرمہ میں صرف تین دن قیام کریں گے۔ جب کفار نے صلح نامہ تحریر کرنا چاہا تو آپ نے یوں تحریر لکھوائی کہ اس معاہدے پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ انہوں نے فوراً اعتراض کیا۔ ہم آپ کی رسالت تسلیم نہیں کرتے۔ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے تو کبھی آپ کو نہ روکتے۔ آپ تو بس محمد بن عبد اللہ ہیں: یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور محمد بن عبد اللہ بھی ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ کے الفاظ مٹا دے۔ انہوں نے عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم! میں ہرگز ان الفاظ کو نہیں مٹاؤں گا۔ تو رسول معظم ﷺ نے قلم پکڑا جبکہ آپ بہتر انداز میں لکھ نہیں سکتے تھے۔ آپ ﷺ نے یہ تحریر کیا ”صلح محمد بن عبد اللہ نے کی ہے۔ آئندہ برس جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے تو صرف تلواریں ساتھ ہوں گی جو میان میں رکھیں گے۔ اور مکہ والوں میں سے کسی کو بھی آپ ﷺ اپنے ساتھ نہیں لے جاسکیں گے اگرچہ کوئی آپ ﷺ کے ساتھ جانا بھی چاہے۔ اور اگر آپ ﷺ

کے صحابہ میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو آپ ﷺ اسے نہیں روکیں گے (اگلے سال) جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور مدت اقامت ختم ہو گئی تو کفار حضرت علی ؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا: اپنے ساتھی سے کہیں کہ وہ یہاں سے نکل جائے کیونکہ مدت اقامت ختم ہو چکی ہے۔ تو نبی مکرم ﷺ نے روائی اختیار کی۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ امت کے وسیع تر مفاد کی خاطر کفار سے نرم شرائط کے ساتھ معاملہ طے کرنا جائز ہے۔
- ۲۔ معاہدہ کی تکمیل سے پہلے انحراف کا حق ہوتا ہے۔
- ۳۔ کفار سے کیے گئے عہد کی بھی پاس داری فرض ہے۔
- ۴۔ پھینکنے سے کنویں کے پانی کا اہل پڑنا آپ کا معجزہ ہے
- ۵۔ اسباب و نتائج اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں بظاہر نقصان دہ نظر آنے والے شرائط کو کس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے حق میں کر دیا
- ۶۔ گوریلا وار کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ مجبور اور پسے ہوئے مسلمان کسی خلافت و امارت کے بغیر ہی کفار کے خلاف چھاڑہ مار جنگ شروع کر دیں تو جائز ہے
- ۷۔ امت کے باپ پیغمبر ﷺ نے بیعت کے وقت بھی عورتوں کو نہ دیکھا نہ ان کا ہاتھ پکڑا
- ۸۔ کفار بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ رشتے داری کا بہت لحاظ کرتے ہیں
- ۹۔ کفار لاتوں کے بھوت ہیں باتوں سے نہیں مان سکتے اس لیے ان سے امن کے لیے مذاکرات نہیں طاقت بڑھانی چاہیں۔



بَابُ اخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ

جزیرہ عرب سے یہودیوں کو نکالنا

دنیا میں بڑے بڑے جرائم پیشہ سازشی شرارتی لوگ اور قومیں موجود ہیں۔ لیکن ان میں سب سے بدترین سازشی اور شرارتی یہودی قوم ہے۔ یہ قوم اتنی بد باطن، خبیث النفس، سفاک، مکار، چالاک اور عیار ہے کہ اپنے مفاد کی خاطر ایک یہودی اپنے حقیقی باپ کو بھی معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ جب مکہ معظمہ میں قیام فرماتے تو یہودی مسلمانوں کو پھسلانے کے لیے اہل مکہ کی نہ صرف معاونت کرتے بلکہ ایسے عجیب و غریب سوالات اور اعتراضات انہیں بتلاتے کہ جن سے عام آدمی چکرا کر رہ جاتا۔ نبی معظم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہودیوں نے آپ اور مسلمانوں کو اپنا پہلا حریف قرار دے کر سازشوں کا ایسا تاننا بانا تیار کیا کہ اب تو بزم خود کھی جالے میں پھنس چکی ہے۔ لیکن جب آپ ان کی سازشوں کو پھانپ جاتے تو یہ لوگ لومڑی کی طرح مکاری کر کے آپ کے سامنے معذرت اور منت سماجت کرتے۔ مدینہ کے دس سال کے عرصہ میں یہودیوں نے منافقوں کو کئی دفعہ استعمال کیا، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں کیں، پورے عرب کو مدینے پر حملہ آور ہونے کے لیے تیار کیا۔ غزوہ خندق کے موقع پر نہ صرف نبی کریم ﷺ سے کیے ہوئے معاہدے کی خلاف ورزی کی بلکہ جہاں مسلمان خواتین پناہ کے طور پر ٹھہری ہوئی تھیں ان کو ہراساں اور بے آبرو کرنے کا منصوبہ بنایا گیا کہ یہ لوگ مرکز اسلام مدینہ میں آستین کے سانپ اور بے پناہ وسائل اور اثر و رسوخ رکھنے والا بدترین سازشی گروہ تھا۔ آپ نے غزوہ خندق کے بعد آخری دفعہ سمجھایا کہ ان سازشوں سے باز آ جاؤ۔ لیکن انہوں نے انکار اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔ جس کی وجہ سے آپ نے ان کو مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ ان سازشوں اور خباثتوں کے باوجود آپ نے انہیں اس بات کی اجازت مرحمت فرمائی کہ جو سامان تم لے جا سکتے ہو تو تمہیں لے جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ ان کی جبلت اور فطرت کو جانتے ہوئے آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ ان کو سرزمین حجاز سے جلا وطن کیا جائے تاکہ مرکز اسلام اندرونی طور پر ہمیشہ کے لیے محفوظ اور مامون ہو جائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ہم مسجد میں موجود تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہودیوں کی جانب چلو۔ ہم آپ کے ساتھ چلے اور ان کے مدرسہ میں پہنچے۔ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر کہا اے یہودی مسلمان ہو جاؤ تم محفوظ رہو گے اور یقین کر لو یہ زمین اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قبضہ میں ہے میں تمہیں اس سرزمین سے جلا وطن کرنا چاہتا ہوں۔ تو تم میں سے جس شخص کو اس

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمَدْرَسِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اسْلِمُوا اسْلِمُوا اَعْلَمُوا اَنْ اَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَاِنِّي اُرِيدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِغْهُ. (متفق عليه) 1-1703

کے مال کے بدلے کچھ دستیاب ہوتا ہے تو وہ اسے فروخت کر دے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَامِلٌ يَهُودِيٌّ خَيْرٌ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا أَقْرَكُمْ اللَّهُ وَقَدْ رَأَيْتُ أَجْلَاءَهُمْ فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنَا أَحَدُ بَنِي أَبِي الْحَقِيقِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَخْرِجْنَا وَقَدْ أَقْرَنَا مُحَمَّدٌ وَعَامِلُنَا عَلَى الْأَمْوَالِ فَقَالَ عُمَرُ أَطْنَنْتِ ابْنِي نَسِيتُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ بَكَ إِذَا أَخْرَجْتَ مِنْ خَيْرٍ تَعْدُو بِكَ قُلُوبُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ هَذِهِ كَانَتْ هَزِيلَةً مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللَّهِ فَاجْلَاهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَابِلًا وَعَرُوضًا مِنْ أَقْتَابٍ وَجِبَالٍ وَغَيْرِ ذَلِكَ. (رواه البخاری) 2-1704

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا اور کہا کہ رسول مکرم ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کی زمینوں کے بارے میں مزارعت کا معاملہ کیا اور فرمایا جب تک تمہیں اللہ برقرار رکھے گا ہم بھی انہیں برقرار رکھیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے ہے تمہیں اس مقام سے جلا وطن کر دوں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جلا وطن کرنے کا پختہ ارادہ کیا تو ان کے پاس ابوالحقیق کے بیٹوں میں سے ایک آیا اس نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ ہمیں جلا وطن کر رہے ہیں حالانکہ ہمیں محمد ﷺ نے آباد کیا اور زمینوں میں کام ہمارے ذمہ کیا تھا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا تیرا خیال ہے کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کے ارشاد کو فراموش کر دیا ہے جب تجھ سے آپ نے فرمایا تھا تیرا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب تجھے خیبر سے جلا وطن کیا جائے گا؟ تیری جوان اونٹنی مسلسل کئی

راتیں تجھے اٹھا کر تیز چلتی رہے گی اس نے کہا یہ تو ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کا مزاحیہ جملہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زور دے کر کہا اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلا وطن کر دیا اور انہیں ان کے پھلوں کی قیمت کے بدلے مال اونٹ سامان پالان رسیاں وغیرہ دیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْصَى بِثَلَاثَةِ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَاجْزُوا الْوَلَدَيْنِ مَا كُنْتُمْ أَجِزُهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَ سَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ فَانْسَيْتُهَا. (متفق علیہ) 3-1705

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔ آپ نے حکم دیا مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا باہر سے آنے والے وفود کو اسی طرح عطیات دینا جس طرح میں ان کو دیتا ہوں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں تیسری

باتیں انہوں نے خاموشی اختیار کی یا آپ کی تیسری بات مجھے یاد نہیں رہی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے

الْخَطَابُ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا أُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ حَتَّى لَا أَدْعُ فِيهَا إِلَّا مُسْلِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رَوَايَةٍ لِسَنِّ عِشْتٍ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَا أُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ. 4-1706

الفصل الثالث

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَجْلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ الْيَهُودَ مِنْهَا وَكَانَتْ الْأَرْضُ لَمَّا ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فَسَأَلَ الْيَهُودَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَتْرُكَهُمْ عَلَى أَنْ يَكْفُوا الْعَمَلَ وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَقَرْتُكُمْ عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا فَأَقْرُوا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ فِي أَمَارَتِهِ إِلَى تَيْمَاءَ وَارْيَحَاءِ. (متفق عليه) 5-1707

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے ضرور نکال دوں گا۔ یہاں میں صرف مسلمانوں کو رہنے دوں گا۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں زندہ رہا اور اللہ نے چاہا تو میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے ضرور نکال دوں گا۔

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو حجاز کے علاقے سے جلاوطن کر دیا اور جب رسول اکرم ﷺ نے خیبر پر غلبہ پایا تو انہوں نے ارادہ کیا کہ وہاں سے یہودیوں کو جلاوطن کیا جائے کیونکہ اس علاقے پر جب غلبہ حاصل ہوا تو یہ زمین اللہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کی تھی۔ یہودیوں نے رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی وہ زمینوں اور باغات میں کام کریں گے اور انہیں پھلوں سے نصف حصہ دیا جائے۔ اس پر رسول معظم ﷺ نے فرمایا جب تک ہم پسند کریں گے تمہیں یہاں رہنے دیں گے تو وہ وہاں آباد رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے دور خلافت میں شام کے ملک میں تینا اور اریحاستیوں کی جانب جلاوطن کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ذمیوں سے جزیہ لینا جائز ہے۔
- ۱- بدترین سازشی دشمن کو جلاوطن کرنا جائز ہے۔
- ۲- یہودی بدترین اور دغا باز قوم ہے۔
- ۴- وفود کو تحائف دینے اور انکی عزت کرنا سنت ہے۔
- ۵- نصف پیداوار کے عوض بیائی پر زمین دینا جائز ہے۔
- ۷- غیر مسلم کے ساتھ مزارعت کرنا جائز ہے۔

بَابُ الْفَى

مال فی

مال فی دشمنوں سے حاصل ہونے والے اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر مذبحیہ کے حاصل ہو جائے۔ یہ مال غنیمت ہی کی ایک قسم ہے۔ جس کو سربراہ مملکت دینی اور قومی مصلحت کے تحت جس طرح چاہے خرچ کر سکتا ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ اللہ نے مال فی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو یہ اختیار نہ تھا۔ پھر انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی ”اور جو مال اللہ نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے بغیر لڑائی کے دلویا ہے اس میں تمہارا کچھ حصہ نہیں ہے کیونکہ اس کے لیے نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ لیکن اللہ اپنے پیغمبروں کو جن پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو یہ مال رسول اکرم کے لیے خاص تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے اپنے گھر

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ إِنَّ اللَّهَ قَدْ خَصَّ رَسُولَهُ صلی اللہ علیہ وسلم فِي هَذَا الْفَى بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ ثُمَّ قَرَأَ (مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ) إِلَى قَوْلِهِ قَدِيرٌ فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَتَيْهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ. (متفق عليه) 1-1708

والوں کے لیے سال کا خرچ لیتے تھے۔ اور باقی مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بنو نضیر کا مال وہ مال تھا جو اللہ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر عطا کیا تھا اس لیے کہ مسلمانوں نے اس کے حصول کے لیے گھوڑے اونٹ وغیرہ نہیں دوڑائے تھے تو یہ مال خالصتاً اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر اس مال سے اپنے گھر والوں پر خرچ کرتے تھے اور باقی مال کو جہاد کی تیاری کے لیے ہتھیاروں اور گھوڑوں کی خرید پر صرف فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِغَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَاصَّةً يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَتَيْهِمْ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السَّلَاحِ وَالْكَرَاعِ عُذَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (متفق عليه) 2-1709



کتاب الصيد والذبائح

شکار اور حلال جانوروں کے مسائل

کتنا ناپاک اور پلید جانور ہے۔ اس کے منہ میں ایسے جراثیم ہوتے ہیں جن سے کئی خطرناک بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے عام کتے کے چائے ہوئے برتن کو ایک دفعہ مٹی سے رگڑنے اور چھ دفعہ پانی سے دھونے کا حکم دیا ہے۔ موجودہ میڈیکل سائنس سے یہ حقیقت آشکارا ہو چکی ہے کہ اس طرح دھوئے بغیر کتے کے جراثیم ختم نہیں ہوتے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے بے مقصد کتا رکھنے کو نہایت ہی ناپسند فرمایا ہے۔ بلکہ آوارہ کتوں کو مار دینے کا حکم دیا۔ تاہم کتے کی ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جس کو سکھلایا جائے تو وہ خود کھانے کی بجائے شکار کو اپنے مالک کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ شکار پر کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ واللہ اکبر پڑھنا چاہیے۔ گویا علم اور تربیت کی وجہ سے یہ کتا دوسرے ہم جنسوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ اور شکاری کتے کی یہ خوبی بھی ہے کہ وہ دوسرے کتوں کی طرح ہر چیز کو چاٹنا پسند نہیں کرتا۔ آپ ﷺ کے فرمان سے یہ بات بھی عیاں ہوتی ہے کہ شکاری کتے کے منہ میں دوسرے کتوں کی طرح مہلک جراثیم نہیں ہوتے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا: جب تو اپنا کتا شکار کے لیے چھوڑے تو بسم اللہ پڑھ۔ اگر کتا شکار کو تمھارے لیے پکڑے اور شکار تمھیں زندہ مل جائے تو تب تمھیں چاہیے کہ اسے ذبح کر لے اور اگر شکار زندہ نہیں ہے اور کتے نے اس سے کھایا بھی نہیں ہے تو تمھارے لیے اس کو کھانا جائز ہے۔ اور اگر اس نے شکار میں سے کچھ کھایا ہے تو تب تمھیں چاہیے کہ اسے نہ کھاؤ اس لیے کہ کتے نے اسے اپنے لیے شکار کیا ہے اور اگر تمھارے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا شامل ہو گیا اور شکار زندہ نہیں بچا تو اسے نہ کھاؤ اس لیے کہ تمھیں نہیں معلوم کہ اسے کس نے شکار کیا ہے۔ اور تم شکار کی جانب تیر پھینکو تو بسم اللہ پڑھ لو۔ اگر شکار تم سے ایک دن اوچھل

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَسَلْتَ كَلْبَكَ فَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ فَإِنْ أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَادْكُرْهُ حَيًّا فَادْبَحْهُ وَإِنْ أَدْرَكَهُ قَدْ قُتِلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ وَقَدْ قُتِلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهُمَا قُتِلَ وَإِذَا رَمَيْتُمْ بِسَهْمِكُمْ فَادْكُرِ اسْمَ اللَّهِ فَإِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيهِ إِلَّا أَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ إِنْ شِئْتَ وَإِنْ وَجَدْتَهُ غَرِيقًا فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ (متفق عليه) 1-1710

رہا اور اس میں تمھارے تیر کے علاوہ کسی دوسری چیز کا نشان نہیں لگا تو اس شکار کو کھاؤ۔ اور اگر تم شکار کو اس حال میں پاؤ کہ وہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے تو اسے نہ کھایا جائے۔ (بخاری، مسلم)

ایک دن اوجھل رہنے کا مفہوم یہ ہے کہ شکاری نے جانور کو نشانہ بنایا، جانور گر پڑا لیکن شکاری کو نہیں مل سکا اور اتفاق سے اگلے دن زخمی ہونے کی حالت میں یا مرنے کی صورت میں ملا اور ابھی کھانے کے قابل ہے تو فرمان ہے کہ اسے کھا سکتے ہو۔

وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعْلَمَةَ قَالَ كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ إِنَّا نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرَضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ (متفق علیہ) 2-1711

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ ہم سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر چھوڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جس شکار کو وہ تمہارے لیے روک لے تو اسے تم کھاؤ۔ میں نے دریافت کیا اگر شکار مر جائے۔ آپ نے فرمایا: اگر شکار مر بھی جائے تب بھی۔ پھر میں نے عرض کیا: ہم بھالا مار کر شکار کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: اگر سوراخ کر دے تو اسے کھاؤ اور اگر اسے چوڑائی کے بل لگے اور شکار اس کے لگنے سے مر جائے تو وہ لکڑی کی چوٹ کھا کر مرا تصور ہوگا۔ ایسا شکار نہیں کھانا چاہیے۔ (بخاری۔ مسلم)

اگر کتے کو تکبیر پڑھ کر چھوڑا گیا ہو اور کتے کے شکار کرنے سے جانور مر جائے تو اسے کھانا جائز ہے۔ بشرطیکہ کتے نے اس سے کچھ نہ کھایا ہو۔ اسی طرح تکبیر پڑھ کر فائر کرنے سے جانور مر جائے تو وہ بھی حلال ہوگا۔

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُسَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ إِنَّا بَارِضُ قَوْمِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَأْكُلُ فِي أَيْتِهِمْ وَبَارِضٍ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعْلَمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعْلَمِ فَمَا يَصْلُحُ لِي قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ مِنْ آيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا وَمَا صِدَّتْ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتُ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ وَمَا صِدَّتْ بِكَلْبِكَ الْمُعْلَمِ فَذَكَرْتُ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ وَمَا صِدَّتْ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعْلَمٍ فَأَذْرَكْتُ ذِكْرَهُ فَكُلْ. (متفق علیہ) 3-1712

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا اے اللہ کے پاک نبی ﷺ ہم اہل کتاب کے علاقے میں ہوتے ہیں تو کیا ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں؟ اور جب ہم شکار کے علاقے میں ہوتے ہیں تو ہم کمان اور ایسے کتے کے ساتھ شکار کرتے ہیں جو سدھایا ہوا نہیں ہوتا۔ نیز اس کتے کے ساتھ جو سدھایا ہوا ہوتا ہے تو ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اہل کتاب کے برتنوں کے علاوہ تمہیں اور برتن دستیاب ہوں تو ان کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاؤ۔ اگر ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی دوسرا برتن دستیاب نہ ہوں تو انہیں دھو کر ان میں کھاؤ۔ اور جب تم کمان کے ساتھ شکار کرو اور بسم اللہ پڑھی ہو تو شکار کھاؤ۔

اور اگر سدھائے ہوئے کتے کے ساتھ شکار کرو اور بسم اللہ پڑھی ہو تو شکار کو کھاؤ۔ اور اگر اس کتے کے ساتھ شکار کرو جو سدھایا ہوا نہیں لیکن شکار زندہ ہے تو اسے ذبح کر کے کھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَعَابَ عَنْكَ فَأَذْرُكُمَا لِكُلِّ مَالَمٍ يُنْتَن. (رواه مسلم) 4-1713

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْيَدَى يُذْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ فَكُلُّهُ مَالَمٍ يُنْتَن. (رواه مسلم) 5-1714

ابو ثعلبہ حُشَنی ؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم شکار کو تیر مارو اور تیر لگنے کے بعد اگر شکار غائب ہو جائے اور (پھر ایک دو دن کے بعد) تلاش کرنے سے مل جائے تو اگر وہ بد بودار نہیں ہو تو اسے کھاؤ۔ (مسلم)

ابو ثعلبہ حُشَنی ؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص تین روز کے بعد اپنے شکار کو پائے اور وہ بد بودار نہیں ہو تو اسے کھالے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سر دیوں میں یا ٹھنڈے علاقے میں شکار کئی کئی روز خراب نہیں ہوتا۔ ایسا شکار کھایا جاسکتا ہے۔ جو محفوظ رہا ہو۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هُنَا أَقْوَامًا حَدِيثُ عَهْدِهِمْ بِشَرِكٍ يَأْتُونَنَا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي أَيَذْكُرُونَ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا أَمْ لَا قَالَ أَذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللَّهِ وَكُلُّوا (رواه البخاری) 6-1715

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صحابہ کرام ؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ یہاں کچھ لوگ ہیں جو عہد نئے مسلمان ہوئے ہیں اور وہ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت اس پر بسم اللہ پڑھی ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھو اور اسے کھاؤ۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ ؓ قَالَ سُئِلَ عَلَى هَلْ خَصَّكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَيْءٍ لَمْ يَغْمُ بِهِ النَّاسَ إِلَّا مَا فِي قِرَابِ سَيْفِي هَذَا فَأَخْرَجَ صَحِيفَةً فِيهَا لَعْنُ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ وَلَعْنُ اللَّهِ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْأَرْضِ. فَفِي رِوَايَةٍ مِنْ غَيْرِ مَنَارِ الْأَرْضِ.

حضرت ابو الطفیل ؓ بیان کرتے ہیں: حضرت علی ؓ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ کے رسول نے تمہیں کوئی خاص چیز بتائی تھی؟ انہوں نے کہا: مجھے کوئی خاص چیز نہیں بتائی جو آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو نہ بتائی ہو سوائے اس تحریر کے جو میری اس تلوار کے میان میں ہے۔ تو انہوں نے اس میں سے رکھا ہوا کاغذ نکالا اس میں تحریر تھا: اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے۔ اس شخص پر بھی اللہ کی لعنت ہو جو

وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَوَى
 مُخَدِّثًا. (رواه مسلم) 7-1716
 زمین کی حد بندی میں چوری کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں
 ہے جو شخص زمین کی حد بندی کی علامت کو بدل دیتا ہے۔ اور
 اس شخص پر بھی اللہ کی لعنت ہو جو اپنے والد پر لعنت کرتا ہے۔ نیز اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو کسی بدعتی کو پناہ دیتا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

سیدنا حضرت علیؓ کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کے پاس صحابہ کرامؓ کے علاوہ علم لدنی تھا۔ یعنی جو نبی محترم
 ﷺ نے صرف حضرت علیؓ کو سکھایا تھا۔ بالخصوص صوفیاء نے ایسی باتیں انکی طرف منسوب کر رکھی ہیں۔ حضرت علیؓ
 کے اس ارشاد سے واضح طور پر ایسے نظریے کی تردید ہوتی ہے۔

وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ؓ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ إِنَّا لَا قُورَاءَ لَنَا وَلَا قُورَاءَ غَدَاً وَلَيْسَتْ مَعَنَا
 مَذْيُ أَفْزَبَحٍ بِالْقَضْبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ
 وَذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفْرُ
 وَسَاحِدُكَ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعِظْمٌ وَأَمَّا الظُّفْرُ
 فَمَذْيُ الْحَبَشِ وَأَصَبْنَا نَهَبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ
 مِنْهَا بَعِيرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِهَذَا
 الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا
 شَيْءٌ فَافْعَلُوا بِهِ هَكَذَا (متفق عليه) 8-1717
 وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ أَنَّهُ كَانَ لَهُ غَنَمٌ
 حضرت رافع بن خدیجؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض
 کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کل کے دن دشمن سے ملنے والے
 ہیں اور ہمارے پاس گھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم سرکنڈوں کے
 ساتھ ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چیز خون
 بہائے اور اس پر بسم اللہ پڑھی جائے تو اسے کھانا جائز
 ہے۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہوں اور میں تمہیں اس کے
 بارے میں بتاتا ہوں دانت ہڈی ہے اور ناخن، حبشہ کی چھری
 ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: ہمیں مال غنیمت میں اونٹ اور
 بکریاں ہاتھ لگیں جن میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا تو ایک
 شخص نے اس کو حیر مارا اور اسے روک لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ
 نے فرمایا: بعض اونٹ بھاگ جاتے ہیں جس طرح جنگلی

جانور ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی قابو نہ آئے تو اسے اسی طرح تیر مارا جائے۔ (بخاری و مسلم)

تُرْعَى بِسَلْعٍ فَأَبْصَرْتُ جَارِيَةً لَنَا بِشَاةٍ مِنْ
 غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرْتُ حَجَرًا فَذَبَحْتُهَا بِهِ
 فَسَأَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَمَرَهُ بِأَكْلِهَا. (رواه
 البخاری) 9-1718
 حضرت کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میری چند بکریاں
 تھیں جو سلع نامی پہاڑی پر چرا کرتی تھیں۔ انہوں نے
 بتایا کہ ہماری لونڈی نے ایک بکری قریب المرگ دیکھی تو اس
 نے ایک پتھر کو توڑا اور اس کے ساتھ بکری کو ذبح کر دیا۔ پس
 انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت

وَعَنْ شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ ؓ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 کیا تو آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ (بخاری)

قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قُتِلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَإِذَا ذُبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحَدِّثْ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُورِخْ ذُبِيحَتَهُ. (رواه مسلم) 10-1719

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى أَنْ تُصْبَرَ بِهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ (متفق عليه) 11-1720

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنْ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا. (متفق عليه) 12-1721

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا

فَهْمُ الْحَدِيثِ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا بے شک اللہ نے ہر چیز کے ساتھ احسان واجب قرار دیا ہے۔ جب تم قتل کرو تو اس میں بھی احسان کا خیال رکھو۔ اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اپنی چھری کو تیز کرو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے چوپائے کو باندھ کر قتل کرنے اور نشانہ لگانے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی جو ذی روح چیز کے ساتھ نشانہ بازی کرتا ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

کافر کو قتل کرنے، قصاص لینے اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت کم سے کم تکلیف دینی چاہیے۔ جہالت کے دور میں لوگ نشانہ بازی کیلئے جانوروں کو باندھ کر نشانہ بازی کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: کسی ذی روح چیز سے نشانہ بازی نہ کرو بناؤ۔ (مسلم) 13-1722

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ. (رواه مسلم) 14-1723

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ عَلَيْهِ وَقَدْ وَسِمَ فِي وَجْهِهِ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْإِدْيَ وَسَمَهُ. (رواه مسلم) 15-1724

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَدَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهُ فَوَافَيْتُهُ فِي يَدِهِ الْمَيْسَمُ يَسْمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے چہرے کو داغا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص پہ اللہ کی لعنت ہو جس نے اس کو (اس طرح) داغا ہے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو

رسول اکرم ﷺ کے پاس لے گیا، تاکہ آپ اسے گھٹی دیں۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ کے ہاتھ میں داغنے کا ٹھپہ تھا، آپ اس سے زکوٰۃ کے اونٹوں کو نشان لگا رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي مَرْبِدٍ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةَ حَسْبَتِهِ قَالَ فِي إِذَانِهَا. (متفق علیہ)

17-1726

حضرت ہشام بن زید رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ جانوروں کے باڑے میں بکریوں کو داغ رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ان کے کانوں کو داغ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یہ معمولی قسم کا داغ ہوتا۔ جس سے جانور کو زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ جب ریوڑ مختلف مالکوں کی ملکیت ہو تو ایسے نشان لگانے پڑتے ہیں۔ اسی طرح قربانی کے جانوروں کو نشانی کے طور پر پریشکار کرنا یعنی گردن سے خون بہا کر ملا دینا جائز ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ شکاری کتے کا پکڑا ہوا جانور حلال ہے۔ ۲۔ کتے کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑنا چاہیے۔ ۳۔ ذبح کرتے وقت جانور کا خون بہنا ضروری ہے۔ ۴۔ ٹھوکر کھا کر مرنے والے جانور کا گوشت حلال نہیں۔ ۵۔ غیر مسلموں کے برتن دھو کر استعمال کیے جاسکتے ہیں۔ ۶۔ شک کی صورت میں نو مسلم کا کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھالینا جائز ہے۔ ۷۔ اللہ کے نام کے سوا دیا ہوا نذرانہ کھانا حرام ہے۔ ۸۔ ذبح کرتے وقت چھری تیز ہوتا کہ جانور کو کم از کم تکلیف ہو۔ ۹۔ جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنا حرام ہے۔ ۱۰۔ چہرے پر تھپڑ مارنا یا داغ لگانا منع ہے۔ ۱۱۔ قربانی کے جانوروں کو معمولی داغ لگانا جائز ہے۔ ۱۲۔ عورت کا ذبیحہ جائز و حلال ہے۔ ۱۳۔ شکار کرنا جائز اور شکار کھیلنا حرام ہے۔ ۱۴۔ بدکح ہوئے پالتو جانور کو شکار کی طرح مار کر روک لینا جائز ہے۔ ۱۵۔ حد بندیوں میں ہیراڑھیری کرنا موجب لعنت حرام کام ہے۔ ۱۶۔ صوفیاء اور پیروں میں مروج صدری علوم یا علوم لدنیہ باطل اور بے بنیاد اصطلاحات ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ ۱۷۔ باز کو لعنت کرنے والا خود اللہ کی لعنت اور غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ ۱۸۔ کسی بدعتی شخص کو مساجد میں امام خطیب یا مدرس نہیں رکھنا چاہیے اس پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے۔ ۱۹۔ بدعتی کو پناہ دینے پر اللہ کی لعنت ہے خود بدعتی پر اللہ تعالیٰ کو کتنا غصہ ہوگا۔



بَابُ ذِكْرِ الْكَلْبِ کتے کے متعلق احکامات

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ. (متفق علیہ) 1-1727

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حفاظت یا شکار کی خاطر رکھے ہوئے کتے کے علاوہ (شوقیہ) کتا رکھا تو روزانہ اس کے اعمال میں سے دو قیراط کٹوتی کی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زُرْعٍ انْقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ. (متفق علیہ) 2-1728

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے چوپایوں کی حفاظت، شکار یا کھیتی کی رکھوالی کی غرض کے علاوہ کتا رکھا تو روزانہ اس کے اعمال سے ایک قیراط کم ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّىٰ إِنْ الْمَرْأَةُ تَقْدُمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهُ ثُمَّ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ الْبَهِيمِ ذِي النِّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ. (رواه مسلم) 3-1729

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتوں کو مارنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اس کتے کو بھی مار دیتے تھے۔ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا اور فرمایا تم ایسے کتے کو مارو جو بالکل سیاہ رنگ کا ہو جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں بے شک وہ شیطان ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ غَنَمٍ أَوْ مَاشِيَةٍ. (متفق علیہ) 4-1730

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکاری اور بکریوں یا چوپایوں کی حفاظت کے لیے پالے گئے کتوں کے علاوہ دیگر کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

ایسا بالکل سیاہ اور نقطوں والا کتا دیکھنے میں بھی خطرناک لگتا ہے اور اچانک کاٹ لیتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ حفاظت یا شکار کے لیے کتا رکھنا جائز ہے۔ ۲۔ بے مقصد یا شوقیہ کتا رکھنا نیکیوں میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ ۳۔ آوارہ کتوں کو مارنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ۴۔ کتے کی قیمت کھانا حرام ہے۔ ۵۔ شیطان بعض اوقات کالے کتے کا بہروپ بھر لیتا ہے۔

بَابُ مَا يَحِلُّ أَكْلُهُ وَمَا يَحْرُمُ

ان اشیا کا بیان جن کا کھانا حلال یا حرام ہے

دین شہری، دیہاتی اور صحرائی لوگوں کی بیک وقت رہنمائی کا اہتمام کرتا ہے۔ دیہاتوں اور صحراؤں میں پالتو جانوروں کے ساتھ قدرتی ماحول میں پرورش پانے والے پرندے اور جانور بھی وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں شکار کرنا انسانی ضرورت بھی ہے اور شوق بھی۔ ان جانوروں کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں نبی محترم ﷺ نے نہایت آسان اصول بیان فرمایا۔ ہر کچلی والا جانور یعنی درندہ اور پنچے سے شکار کرنے والا جانور حرام قرار دیا۔ پھر شریعت نے جس جانور یا پرندے کو حلال قرار دیا ہے اس کے کسی عضو کو مکروہ قرار نہیں دیا۔ تاہم یہ بات طبع انسانی پر چھوڑ دی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال سمجھتے ہوئے کوئی شخص طبعاً کوئی چیز نہیں کھانا چاہتا تو اسے کوئی گناہ نہیں جیسا کہ ابھی آپ اس باب میں ”گوہ“ کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا عمل ملاحظہ فرمائیں گے۔ البتہ آپ ﷺ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ کوئی چیز نیچے گر جائے اور وہ کھانے کے قابل ہو لیکن محض اسے حقارت کی وجہ سے نہ کھایا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کی ناقدری کے ساتھ ساتھ اس کا ضیاع ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: ہر کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ.

(رواہ مسلم) 1-1731

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر پنچے والے پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبَاعِ وَكُلِّ ذِي مَخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ. (رواہ

مسلم) 2-1732

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے گھر یلو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَحُومَ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ. (متفق علیہ) 3-1733

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے خیبر کے دن گھر یلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لَحُومِ الْحُمْرِ الْأَهْلِيَّةِ وَأَذِنَ فِي لَحُومِ الْخَيْلِ. (متفق علیہ) 4-1734

فہم الحدیث

۱۔ بخاری اور مسلم کی مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جس موقع پر گدھے کی حرمت کا اعلان ہوا اسی موقع پر آپ نے گھوڑے کے حلال ہونے کا اعلان فرمایا چنانچہ ابو حنیفہؒ کے سوا تمام آئمہ بشمول احمدیث کے مذکورہ حدیث کی بنا پر گھوڑے کی حلت کے قائل ہیں۔ ابو حنیفہ نے جس روایت کو گھوڑے کی حرمت کے فتوہ کی دلیل بنایا وہ روایت بطیہ بن ولید نا قائل اعتبار راوی کی اختراع ہے۔ پھر یہ بھی ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اپنی وفات سے تین دن پہلے گھوڑے کو حرام قرار دینے کے فتویٰ سے رجوع کر لیا تھا اور اس مسئلہ میں بھی دیگر بہت سے مسائل کی مانند اپنی غلط فہمی کا اعتراف کر لیا تھا۔ اور یہی جو انمردی اور اخلاقی جرأت ہے جو ہر عالم دین کا شیوہ ہونا چاہیے۔ اور پھر یاد رہنا چاہیے کہ اگر امام ابو حنیفہ اس مسئلہ میں رجوع نہ بھی کرتے تو اس سے کوئی فرق نہ پڑتا۔ کیونکہ حلال اور حرام قرار دینا اللہ اور اس کے رسول کے اختیار میں ہے۔ کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے کسی چیز کی حلت و حرمت بدل نہیں جایا کرتی۔

۲۔ عرب نیل گائے کو جنگلی گدھا کہا کرتے تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ گھریلو گدھا حرام اور جنگلی گدھا (یعنی نیل گائے) حلال ہے۔

۳۔ حلال جانور کا ہر عضو کھانا جائز ہے۔ کسی عضو (کپورے وغیرہ) کو مکروہ یا حرام قرار دینے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ تاہم کوئی شخص حلال جانور کے کسی حصہ کا کوئی گوشت طبعاً پسند نہیں کرتا تو اسے کھانے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ گوہ صحرائی جانور ہے جو چوہے کی طرح ہل بنا کر رہتی ہے۔ یہ جاز کی سرزمین میں زیادہ نہیں پائی جاتی تھی۔ اس لیے عربوں کے ہاں اس کے کھانے کا رواج نہیں تھا۔ یہ شام اور دوسرے علاقوں میں پائی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے حلال قرار دیا ہے۔ لیکن خود کھانا پسند نہیں فرمایا۔ اگر کوئی اسے کھاتا ہے تو اس پر آوازیں کسنا حدیث اور اخلاق کے منافی بات ہے۔ بعض لوگوں نے گوہ سے مراد سانڈ الیا ہے جس کا آج بھی چولستان کے علاقے میں شکار کیا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ ؓ أَنَّهُ رَأَى حِمَارًا وَحَشِيًّا فَعَقَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رَجُلُهُ فَأَخَذَهَا فَأَكَلَهَا. (متفق عليه) 5-1735

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جنگلی گدھا دیکھا اور اسے شکار کیا۔ نبی مکرم ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت سے کچھ باقی ہے۔ ابو قتادہؓ نے جواب دیا: ہمارے پاس اس کی ٹانگ ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو لیا اور تناول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ أَلْفَجْنَا أَرْبَابًا بِمَرِّ الظُّهْرَانِ فَأَخَذْتُهَا فَاتَيْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَلَذَّبَحَهَا وَبَعْتُ إِلَى رَسُولِ ﷺ بِوَرِكَيْهَا وَفَخَذِيهَا فَقَبِلَهَا.

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نے ”مَرِّ الظُّهْرَانِ“ نامی وادی میں خرگوش پکڑا۔ میں اسے لے کر ابو طلحہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کی سرین اور ٹانگیں

رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجیں، تو آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ”گوہ“ کھاتا ہوں نہ حرام قرار دیتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ رسول مکرم ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ میمونہ ان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں کی خالہ تھیں۔ انہوں نے ان کے پاس بھیجی ہوئی گوہ دیکھی۔ میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں گوہ پیش کی تو رسول اکرم ﷺ نے گوہ کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا گوہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن یہ میری قوم کے علاقے میں نہیں ہوتی، اس لیے میں اس کے کھانے کو ناپسند کرتا ہوں۔ خالد رضی اللہ عنہ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَسْتُ أَكُلُهُ وَلَا أَحَرِّمُهُ. (متفق)

(علیہ) 7-1737

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوزًا فَقَدِمَتْ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَنِ ضَبٍّ فَقَالَ خَالِدٌ أَحَرَامُ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ بَارِضٍ قَوْمِي فَأَجَذَنِي أَعَافَهُ قَالَ خَالِدٌ فَأَجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيَّ. (متفق علیہ)

8-1738

نے بیان کیا کہ میں نے اسے اٹھایا اور کھالیا، جبکہ رسول محترم ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو مرغی کا گوشت تناول فرماتے ہوئے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ. (متفق علیہ)

9-1739

حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسول معظم ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک ہوئے ہم آپ ﷺ کے ہمراہ ٹڈی کھاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ كُنَّا نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ. (متفق)

(علیہ) 10-1740

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے جیش الخبط کی جنگ لڑی۔ ہمارے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم نے شدید بھوک محسوس کی تو سمندر نے ساحل پر مردہ مچھلی پھینکی ہم نے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ جَيْشَ الْخَبْطِ وَأَمَرَ عَلَيْنَا أَبُو عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جَوْعًا شَدِيدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ نَرِ مِثْلَهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا

مِنْهُ بِصَفِّ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّائِبُ تَحْتَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا كَرْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كُلُوا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ إِلَيْكُمْ وَأَطِيعُوا إِن كَانَ مَعَكُمْ قَالَ فَأَرْسَلْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْهُ فَأَكَلَهُ. (متفق عليه)

11-1741

اتنی بڑی مچھلی نہیں دیکھی تھی اس کا نام عنبر تھا۔ ہم اسے پندرہ روز تک کھاتے رہے۔ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی کھڑی کی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا۔ اللہ نے تمہارے لیے جو رزق نکالا اسے کھاؤ بلکہ اگر تمہارے پاس

ہے تو ہمیں بھی کھاؤ راوی نے بتایا کہ ہم نے اس میں سے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِثْنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءٌ. (رواه البخاری) 12-1742

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو اچھی طرح ڈبو دے پھر اسے نکال دے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اس کے ایک پر میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔ (بخاری)

فہم حدیث

آج میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ واقعتاً مکھی کے ایک پر میں بیماری کے جراثیم ہیں اور دوسرے پر میں جراثیم کش قوت ہوتی ہے مکھی اس پر کو ڈوبے نہیں دیتی۔ رسول اکرم ﷺ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے اگر کوئی ایسی چیز کھانا چاہے تو اسے مکھی ڈبو کر وہ چیز کھا لینی چاہیے۔ اس طرح وہ نقصان دہ نہیں رہتی اگر برتن بہت بڑا ہے اور اس میں چوہا گر جائے چوہا نکالنے سے باقی چیز سلامت رہے تو اسے کھایا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ ایسی چیز کھانے یا استعمال کرنے پر طبیعت آمادہ ہو۔

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ فَارَةَ وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُّوه. (رواه البخاری) 13-1743

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا۔ اس کے بارے میں رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا چوہے اور اس کے ارد گرد کے گھی کو پھینک دیں اور (بقیہ) گھی کھالیں۔ (بخاری)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ أَقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَأَقْتُلُوا ذَا الطُّفَيْتَيْنِ وَالْأَبْتَرِ فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبْلَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَبِينَا أَنَا أَطَارِدُ حَيَّةً أَقْتَلُهَا نَادَانِي أَبُو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، انہوں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے فرمایا: دھاری دار سانپوں کو قتل کرو۔ یعنی جن کی پشت پر دو سفید لکیریں ہوتی ہیں۔ نیز دم کٹے سانپ کو قتل کرو یہ دو قسموں کے سانپ نظر کو

لُبَابَةٌ لَا تَقْتُلُهَا فَقُلْتُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ
بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ
ذَوَاتِ الْبُيُوتِ وَهُنَّ الْعَوَامِرُ. (متفق عليه)

14-1744

ختم کر دیتے اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما نے مزید بیان کیا کہ ایک دفعہ میں سانپ کو
مارنے کے لیے اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا کہ مجھے ابولبابہ
نے آواز دی اسے قتل نہ کرنا میں نے اسے بتایا کہ رسول مکرم

ﷺ نے سانپوں کو قتل کا حکم دیا ہے۔ تو ابولبابہ نے وضاحت کی کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے
سانپوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا تھا۔ (بخاری) اور وہ (حیات وغیرہ میں سے) آباد کار ہوتے ہیں۔

فہم الحدیث

یعنی ایسے زہریلے سانپ بھی ہوتے ہیں جن کے اثرات سے آدمی کی نظر ختم اور عورت کا بچہ ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو السائبؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت ابو
سعیدؓ خدریؓ کے پاس گئے۔ ہم وہاں بیٹھے ہوئے
تھے کہ اچانک ہم نے ان کی چارپائی کے نیچے سے آہٹ
سنی۔ ہم نے غور کیا تو وہاں سانپ تھا۔ میں اسے مارنے کے
لیے اٹھا۔ اور حضرت ابو سعید خدریؓ نماز پڑھ رہے تھے۔
انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ تم بیٹھ جاؤ۔ میں ان کے
اشارے پر بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں
نے محلے کے ایک گھر کی جانب اشارہ کیا۔ انہوں نے کہا: وہ
تمہیں گھر نظر آ رہا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ ابو
سعیدؓ نے فرمایا۔ اس میں ہمارا ایک نوجوان رہتا تھا جس
کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ابو سعیدؓ نے بتایا کہ ہم رسول
اکرم ﷺ کے ساتھ خندق کی طرف روانہ ہوئے تو یہ نوجوان
دوپہر کے وقت رسول محترم ﷺ سے اجازت لے کر
اپنے گھر آ جاتا۔ ایک روز اس نے اجازت طلب کی تو رسول
محترم ﷺ نے اس کو اجازت عطا کرتے ہوئے فرمایا: اپنے
ہتھیار ساتھ لے جاؤ میں تیرے بارے میں بنو قریظہ سے
خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ تو اس شخص نے ہتھیار لیے اور اپنے

عَنْ أَبِي السَّائِبِ ؓ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَبِي
سَعِيدٍ ؓ الْخُدْرِيِّ ؓ فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ إِذْ
سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِيرِهِ حَرَكَهَ فَانْظَرْنَا فَإِذَا فِيهِ
حَيَّةٌ فَوَثَبْتُ لِأَقْتُلَهَا وَأَبُو سَعِيدٍ يُصَلِّي فَأَشَارَ
إِلَى أَنْ أَجْلِسُ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ
إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَى هَذَا الْبَيْتَ
فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كَانَ فِيهِ فَتَى مِّنَّا حَدِيثُ
عَهْدٍ بِعُورَسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذَلِكَ الْفَتَى
يَسْتَاذِنُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِانْصَافِ النَّهَارِ
فَيَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَاذَنَهُ يَوْمًا فَقَالَ لَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذْ عَلَيْكَ سَلَا حَكَ
فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قَرِيظَةَ فَأَخَذَ الرَّجُلُ
سَلَا حَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَإِذَا امْرَأَتُهُ بَيْنَ الْبَابَيْنِ قَائِمَةٌ
فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا بِهِ وَأَصَابَتْهُ
غَيْرَةً فَقَالَتْ لَهُ اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ
وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتَّى تَنْظُرَ مَا الَّذِي أَخْرَجَنِي

فَدَخَلَ فَإِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيمَةٍ مُنْطَوِيَةٍ عَلَى
الْفِرَاشِ فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمَحِ فَأَنْتَضَمَهَا بِهِ ثُمَّ
خَرَجَ فَرَكْزَهُ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا
يُذَرِّى أَيْهَمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْحَيَّةُ أَمْ الْفَتَى
قَالَ فَجِئْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَذَكَّرْنَا ذَلِكَ
لَهُ وَقُلْنَا ادْعُ اللَّهَ يُحْيِيهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا
الصَّاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِهَذِهِ النُّبُوتِ عَوَامِرَ
فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَخَرُّجُوا عَلَيْهَا ثَلَاثًا فَإِنْ
ذَهَبَ وَالْأَفْأَقْلُوهُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ وَقَالَ لَهُمْ
ادْهَبُوا فَادْفِنُوا صَاحِبَكُمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جُنَّا قَدْ أَسْلَمُوا
فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَادْفِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ
بَدَّالَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ
شَيْطَانٌ. (رواه مسلم) 15-1745

گھر کی جانب چل دیا۔ وہ گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس
کی بیوی دروازے میں کھڑی ہے۔ اس نے بیوی کو مارنے
کے لیے اس کی طرف نیزہ بڑھایا، اس کی غیرت نے اسے
ایسا کرنے پر اکسایا۔ بیوی نے اسے کہا: اپنے نیزے کو
روکئے جب آپ گھر میں داخل ہوں گے تو معلوم ہوگا کون
سی چیز نے مجھے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ وہ اپنے گھر میں
داخل ہوا تو اچانک اس کی نگاہ ایک سانپ پر پڑی جو بستر پر
کندلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے سانپ کی جانب نیزہ بڑھایا
اور اس کو نیزے میں پرولیا۔ پھر وہ کمرے سے باہر نکلا اور
نیزے کو صحن میں گاڑ دیا۔ سانپ اس پر پیچ و تاب کھانے
لگا لیکن یہ علم نہ ہوسکا کہ سانپ اور نوجوان میں سے پہلے کون
فوت ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ ہم رسول کریم ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہوئے اور واقعہ آپ ﷺ کے گوش گزار کیا اور
ہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں

کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لیے زندہ کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کے لیے استغفار کرو۔ پھر آپ نے فرمایا: بلا
شبہ ان گھروں میں بچات رہتے ہیں جب اپنے گھروں میں کسی سانپ کو دیکھو تو تین بار اسے وہاں سے چلے جانے پر مجبور کرو
۔ اگر وہ چلا جائے تو بہتر ورنہ اسے مار ڈالو کیونکہ وہ کافر جن ہے۔ آپ نے مزید فرمایا: جاؤ اپنے ساتھی کو دفن کرو۔ اور ایک اور
روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک مدینہ منورہ میں کچھ جن مسلمان ہو چکے ہیں جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو انہیں
تین دن تک مطلع کرتے رہو۔ اگر اس کے بعد بھی وہ تمہیں نظر آئے تو اسے مار ڈالو۔ یقیناً وہ شیطان ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہ سانپ غیر معمولی ساخت کا ہوتا ہے۔ اس کی حرکات بھی دوسرے سانپوں سے مختلف ہوتی ہیں۔ ایسے سانپ کو مارنے سے
پہلے وارننگ دینی چاہیے۔ اگر یہ جن ہوگا تو نکل جائے گا بصورت دیگر اسے مار دینا چاہیے۔

عَنْ أُمِّ شَرِيكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ
عَلَى إِبْرَاهِيمَ. (متفق عليه) 16-1746

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اکرم ﷺ نے
گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے واضح کیا یہ حضرت
ابراہیم کے لیے آگ میں پھونک مارتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَسَمَاءَهُ فَوَيْسِقًا. (رواه مسلم) 17-1747

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كَتَبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذَلِكَ. (رواه مسلم) 18-1748

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَرَضْتُ نَمْلَةَ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَأَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَأُخْرِقَتْ فَأَوْحَى اللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ أَنْ قَرَضْتُكَ نَمْلَةَ أَخْرِقْتُ أُمَّةً مِنَ الْأُمَمِ تُسَبِّحُ. (متفق عليه) 19-1749

حضرت سعد بن ابی وقاص رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا اور اس کو بدترین نقصان پہنچانے والا فاسق جانور قرار دیا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جس نے پہلی چوٹ سے ہی گرگٹ کو مار دیا تو اس کے لیے سو نیکیاں ثبت ہو جاتی ہیں اور دوسری بار میں مارنے سے اس سے کم اور تیسری بار میں مارنے سے اس سے بھی کم نیکیاں ملتی ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک چیونٹی نے ایک پیغمبر کو کاٹا انہوں نے چیونٹیوں کی بلوں کو جلانے کا حکم دے دیا۔ اور انہیں جلا دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب وحی کی تجھے ایک چیونٹی نے کاٹا تھا، لیکن تو نے ایک جماعت کو جلا دیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی تھی؟۔ (بخاری و مسلم)

فہم حدیث

اس ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کیڑے مکوڑے ایسی جگہ ہوں جہاں آدمی کو تکلیف دیں تو انہیں مارنا جائز ہے۔ البتہ جن سے تکلیف اور کسی قسم کے نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو انہیں مارنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ بھی اپنے خالق کی تسبیحات پڑھتے ہیں۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت زہرا سلمی رضي الله عنها بیان کرتے ہیں کہ میں ان دیگچوں کے نیچے آگ جلا رہا تھا جن میں گھریلو گدھوں کا گوشت تھا۔ اچانک منادی کرنے والے نے اعلان کیا کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے۔

عَنْ زَاهِرَةَ الْأَسْلَمِيِّ رضي الله عنها قَالَتْ إِنِّي لَأَوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُورِ بِلُحُومِ الْحُمْرِ إِذْ نَادَى مُنَادِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهَاهُمْ عَنْ لُحُومِ الْحُمْرِ. (رواه البخاری) 20-1750



خلاصہ باب

- ۱۔ کچلی والے جانور اور پنچے سے شکار کرنے والے پرندے کا گوشت کھانا حرام ہے۔
- ۲۔ گدھے کا گوشت حرام ہے۔
- ۳۔ جنگلی گدھا یعنی نیل گائے حلال ہے۔
- ۴۔ حلال جانور کا ہر عضو کھانا حلال ہے۔
- ۵۔ شرعاً حلال سمجھنے کے باوجود طبعاً کوئی چیز کھانا پسند نہ ہو تو گناہ نہیں۔
- ۶۔ گری ہوئی چیز کھانے کے قابل ہو تو اسے اٹھا کر کھالینا چاہیے۔
- ۷۔ موذی جانور کو مار دینا چاہیے۔
- ۸۔ گرگٹ کو مارنا ثواب ہے۔
- ۹۔ گھر میں سانپ ہو اور اس کی حرکات غیر معمولی دکھائی دیں تو اسے مارنے سے پہلے وارننگ دینی چاہیے ممکن ہے وہ جن ہو۔



بَابُ الْعَقِيقَةِ

عقیقہ اور اس کے احکام

عربی زبان میں ”حنك“ کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو چبا کر نرم کرنا یا ادب سکھانا۔ اسی سے عربی کا محاورہ ہے۔ ”حنك الصبي“ فلاں نے بچے کو ادب سکھایا ”نحنك“ کا معنی یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو کھجور یا کوئی اور میٹھی چیز چبا کر نرم کر کے بچے کے تالو میں لگائی جائے۔ جس سے بچے کا منہ، رگیں اور معدہ صاف ہو جاتا ہے۔ یہ عمل فوری طور پر جسم میں انسولین کا کام کرتا ہے۔ نحنك سے بچے کو دودھ پینے کا سلیقہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس کو اردو زبان میں گھٹی دینا کہا جاتا ہے۔ بہتر یہ ہے گھر میں سے سب سے نیک آدمی بچے کو گھٹی دے۔ بعض صحابیات رضی اللہ عنہن ”گھٹی“ دینا کیلئے اپنے بچے کو بھی رحمت ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا کرتی تھیں۔

مدینہ پہنچنے کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں عبداللہ بن زبیر ؓ پیدا ہوئے اور تمام مہاجرین کو ان کی پیدائش پر نہایت خوشی ہوئی کیونکہ یہودیوں نے یہ مشہور کر رکھا تھا کہ ہماری وجہ سے ان کی بیویاں بچے جنم دینے سے معذور ہو گئی ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سلمان بن عامر ؓ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے سنا: آپ ﷺ نے بچے کی دلا دت پر عقیقہ کا حکم دیا اور فرمایا اس کی جانب سے خون بہاؤ اور اس سے پلیدی کو دور کرو۔ (بخاری)

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ ؓ الصَّبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةً فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَامِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى.

(رواہ البخاری) 1-1751

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور گھٹی دیتے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فَيُبْرِكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ. (رواہ مسلم) 2-1752

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ وہ مکہ میں ہی تھیں اور عبداللہ بن زبیر ؓ اس کے لطن میں تھے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میرے ہاں قباء میں بچہ پیدا ہوا تو میں اسے کو لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے بچے کو آپ ﷺ کی گود میں دے دیا۔ آپ

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَوَلَدْتُ بِقَبَاءَ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ ثُمَّ حَنَنَهُ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَكَ

عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ. ﷺ نے کھجور منگوائی اسے چبایا اور اس کے منہ میں تھوڑے سے لعاب کے ساتھ ڈال دیا پھر اس کے حلق کے ساتھ اسے

(متفق علیہ) 3-1753

لگایا اور اس کے حق میں برکت کی دعا کی۔ یہ پہلا بچہ تھا جو مدینہ منورہ میں مہاجرین میں سے کسی مسلمان کے ہاں پیدا ہوا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ بچے کو گھٹی دینا سنت ہے۔
- ۲۔ ماں باپ یا کوئی نیک مرد یا عورت گھٹی دے سکتے ہیں۔
- ۳۔ گھٹی دینے والا نو مولود کے لیے برکت کی دعا کرے۔
- ۴۔ لڑکے کے لیے دو جانور اور بچی کے لیے ایک جانور عقیقہ کرنا چاہیے۔
- ۵۔ سات دن کے بعد بچے کا نام رکھنا، سر منڈوانا، نہلانا اور عقیقہ کرنا سنت ہے۔



کتاب الاطعمۃ

کھانے کے مسائل

کھانا پینا ہر جان دار کی ضرورت ہے۔ اس کے بغیر زندگی اپنا وجود کھو بیٹھتی ہے۔ مگر حیوان اور انسان بالخصوص مسلمان کے کھانے پینے میں واضح فرق ہونا چاہیے۔ حیوان کو مالک اور غیر کے چارے میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی ضابطے کا پابند ہے۔ جبکہ انسان کے لیے ایک ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ وہ صرف اپنا مال کھا سکتا ہے بلا اجازت دوسرے کا نہیں۔ مسلمان کو اپنا کھانا کھانے کے لیے بھی کچھ ضابطوں کا پابند کیا گیا ہے۔ تاکہ نہ صرف حیوان اور انسان کا فرق ہو بلکہ عام انسان اور مسلمان کے کھانے میں بھی نمایاں فرق پایا جائے۔ اسی لیے امت مسلمہ کو ایک سلیقے اور طریقے سے متعارف کروایا گیا ہے تاکہ مسلمان دستر خوان پر بھی مہذب اور سلیقہ شعار قوم دکھائی دیں۔ آپ ﷺ کھانے کے وقت تین انگلیاں استعمال کیا کرتے تھے تاکہ لقمہ چھوٹا لیا جائے۔ پھر اس طرح چباتے کہ لقمہ منہ سے باہر دکھائی نہ دیتا۔ لقمے کا منہ سے باہر نظر آنا پرلے درجے کی بدتہذیبی ہے۔ اس لیے لقمہ چھوٹا لیتے ہوئے منہ کو بند رکھنا چاہیے۔ چپا کی مار مار کر کھانا قبیح عمل ہے۔ تہذیب اور قناعت کا تقاضا یہ ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر اور اگر ایک سے زیادہ آدمی دستر خوان پر موجود ہوں تو ہر کسی کو اپنے سامنے سے کھانا چاہیے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ ”کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کر داور کھانا اپنے سامنے سے کھاؤ۔“ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ بتکبر اور مغرور لوگوں کی طرح نہیں بلکہ عاجز اور منکسر المزاج لوگوں کی طرح یعنی فیک لگا کر نہیں بلکہ سیدھا بیٹھ کر کھاؤ۔ نبی محترم ﷺ کھانا کھانے کے وقت دونوں پاؤں پر بیٹھتے یا ایک پر بیٹھتے ہوئے دوسرے کو کھڑا رکھنا پسند فرماتے تھے۔ (مسند امام احمد)

تاکہ کھانے والا پیٹ پھیلا کر نہیں سکیڑ کر کھائے اس طرح بسیار خوری سے بچنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی زیادہ کھانا کھانا چاہتا ہے تو پھر بھی اس کے لیے بہتر ہے کہ وہ اپنے پیٹ کے تین حصے کرے ایک حصہ کھانے دوسرا پینے اور باقی سانس کی آمد و رفت کے لیے چھوڑے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: کسی برتن کو اس کے کناروں تک بھر دینا اتنا نقصان دہ نہیں جتنا کہ اپنے پیٹ کو بالاب بھر دینا نقصان دہ ہے۔ (ترمذی)۔ اس طرح چل پھر کر کھانا پینا پسندیدہ انداز نہیں ہے۔ یہ انداز انسانوں کے بجائے حیوانوں سے زیادہ مشابہ ہے۔ مگر آج اپنے آپ کو مہذب جاننے والے کسی تقریب میں جائیں تو وہ دستر خوان پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ جیسے بڑی مدت سے ایک ایک لقمے کو ترس رہے ہوں۔ کئی دفعہ دھکم پیل اور چھینا جھپٹی سے بڑھ کر اچھا خاصا ہنگامہ اور چیخ و پکار کا عالم برپا ہو جاتا ہے، کپڑے سالن سے تر بتر، پلیٹیں اور بعض دفعہ دیکیں الٹ جاتی ہیں، چمچے آندھی کی طرح چلنے لگتے ہیں معمر اور مہذب لوگ حیرت زدہ ہوتے ہوئے یہ تماشا دیکھ کر کچھ کھائے بغیر واپس پلٹ جاتے ہیں۔ میزبان رسوائی اور خفت کی تصویر بنا دانت پیتا رہ جاتا ہے۔ افراتفری کی اس واردات میں دین دار طبقہ ہنگامہ آرائی میں تو شامل نہیں ہوتا لیکن بسیار خوری میں وہ بھی پیچھے رہنا پسند نہیں کرتا۔ ان کے کھانے پینے کے ایسے واقعات زبان زد عام ہیں کہ سننے والا ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا۔

چل پھر کر یا کھڑے ہو کر کھانا

کھانے کے علاوہ پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھانے کے ثبوت موجود ہیں، لیکن باقاعدہ کھانا کھڑے ہو کر کھانے کا کوئی حوالہ حدیث کی کتب میں نہیں ملتا ہے۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہی ہے کہ کھانا آرام سے بیٹھ کر کھایا جائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول معظم ﷺ کی سرپرستی میں بچپن گزار رہا تھا اور میرا ہاتھ کھانے کے دوران پلیٹ میں ادھر ادھر گھومتا رہا تو مجھے رسول اکرم ﷺ نے ہدایت کی کہ کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھا کرو! اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ! اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَمِ اللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ. (متفق عليه) 1-1754

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: شیطان اس کھانے کو اپنے لیے حلال تصور کرتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ (مسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذْكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ. (رواه مسلم) 2-1755

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تمہارے لیے اس گھر میں نہ جگہ ہے اور نہ کھانا ہے۔ اور جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تم نے رات رہنے کی جگہ پالی ہے۔ اور جب کوئی کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَذَكَرَ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ وَعِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلَا عِشَاءَ وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكَرِ اللَّهَ عِنْدَ دُخُولِهِ قَالَ الشَّيْطَانُ أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَإِذَا لَمْ يَذْكَرِ اللَّهَ عِنْدَ طَعَامِهِ قَالَ أَذْرَكْتُمُ الْمَبِيتَ وَالْعِشَاءَ. (رواه مسلم) 3-1756

تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تم نے رات رہنے کے لیے جگہ حاصل کر لی اور کھانا بھی حاصل کر لیا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب وہ پیے تو بھی دائیں ہاتھ سے پیے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ. (رواه مسلم) 4-1757

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا. (راوہ مسلم) 5-1758

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ بِثَلَاثَةِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا. (رواه مسلم) 6-1759

عَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَذَرُونَ فِي آيَةِ الْبَرَكَاتِ. (رواه مسلم) 7-1760

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا. (متفق عليه) 8-1761

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ حَتَّى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمْ اللَّقْمَةُ فَلْيَمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَدَى ثُمَّ لْيَأْكُلْهَا وَلَا يَدْعُهَا لِلشَّيْطَانِ فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَذَرِي فِي أَيِّ طَعَامِهِ يَكُونُ الْبَرَكَاتُ. (رواه مسلم) 9-1762

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ نہ کھائے اور نہ پیئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔ (مسلم)

حضرت کعب بن مالک ؓ ذکر کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ تین انگلیوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور انگلیوں کو صاف کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے انگلیوں اور پلیٹ کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا تمہیں کیا معلوم کس میں برکت ہے؟۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں کوئی شخص کھانے سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ صاف کرنے سے پہلے خود ان کو چاٹ لے یا کسی دوسرے کو چٹوا دے۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ شیطان تمہارے سب کاموں کے وقت حاضر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی حاضر ہوتا ہے۔ جب تم میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ اور جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیوں کو چاٹے کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے کھانا کھانے میں اس قدر نفاست تھی کہ آپ ﷺ انگوٹھا سمیت تین انگلیوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور اسی تعلیم سے امت کو آراستہ کرنے کی کوشش فرمائی۔ اس کے باوجود اگر کسی کی انگلیوں کو سالن لگ جائے تو ارشاد ہے کہ

چاٹ لے۔ اور برتن میں سالن لگا ہوا ہو تو اسے ضائع کرنے کے بجائے پلیٹ چاٹ لینا زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے کس لقمے اور ذرے میں برکت رکھی ہو۔ تجربہ اس بات کا گواہ ہے کہ بسا اوقات آدمی کھانے کے اختتام تک پہنچ جاتا ہے اور اس کی طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ اور پھر اچانک اچانک آخری چند لقمے کھانے کے بعد اس کی طبیعت سیر اور مطمئن ہو جاتی ہے۔ اس لیے فرمان ہے کہ آدمی کو برتن اور اپنی انگلیاں چاٹ لینی چاہئیں۔ اس میں تو واضح اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر دانی ہے اور اسی لیے اس میں برکت رکھ دی گئی ہے۔

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَا أَكُلُ مُتَكَبِّراً (رواہ البخاری) 10-1763

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تکبر لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ (بخاری)

عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا أَكَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى خَوَانٍ وَلَا فِي سَكْرَةٍ وَلَا خُبْزَةٍ مُرَقَّقٍ قِيلَ لِقَتَادَةَ عَلَى مَا يَأْكُلُونَ قَالَ عَلَى السُّفْرِ (رواہ البخاری) 11-1764

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکی یا میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ ٹرے میں کھانا کھایا ہے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے میدے کی روٹی تیار کی گئی۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا پھر وہ کس چیز پر کھانا کھاتے قتادہ نے کہا دسترخوان پر۔

فہم الحدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لباس اور رہن سہن میں سادگی اختیار نہیں کی بلکہ کھانے پینے میں بھی بسیار خوری اور پر تکلف دسترخوان کی بجائے فطری اور سادہ کھانے کو زیادہ پسند فرمایا ہے۔ بہت گرم کھانا بھی آپ کو پسند نہیں تھا اور آٹے سے بالکل چھان نکال دینے کو آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ بعض نام نہاد اہل علم نے آٹا نہ چھاننے کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غربت سے تعبیر کیا ہے لیکن موجودہ ریسرچ کے مطابق ڈاکٹر حضرات آٹے سے مکمل چھان نکالنے کو نظام انہضام کے لیے بہتر نہیں سمجھتے۔ قربان جانیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت سے اپنی امت کو چودہ سو سال پہلے روشناس کرایا۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ وَلَا رَأَى شَاةَ سَمِيطًا بَعَيْنِهِ قَطُّ (رواہ البخاری) 12-1765

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات تک میدے کی روٹی کو دیکھا ہو اور نہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سالم بھنی ہوئی بکری کو دیکھا۔ (بخاری)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم النَّقِيَّ مِنْ حَيْنِ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ وَقَالَ مَا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُنْخَلاً مِنْ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اس وقت سے فوت ہونے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میدے کی چپاتی دیکھی اور

حِينَ ابْتَعَثَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ قِيلَ كَيْفَ
كُنْتُمْ تَأْكُلُونَ الشَّعِيرَ غَيْرَ مَنْحُولٍ قَالَ كُنَّا
نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَيْنَاهُ
فَأَكَلْنَاهُ. (رواه البخاری) 13-1766

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَاعَابَ النَّبِيُّ ﷺ
طَعَامًا قَطُّ إِنْ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.
(متفق عليه) 14-1767

وَعَنْهُ ﷺ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيرًا
فَأَسْلَمَ وَكَانَ يَأْكُلُ قَلِيلًا فَذَكَرَ ذَلِكَ
لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مَعَا
وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ. (رواه
البخاری)

وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْنِ عُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الْمُسْنَدَ مِنْهُ فَقَطُّ
وَفِي أُخْرَى لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ طَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ فَشَرِبَ حَلَابُهَا ثُمَّ
أُخْرَى فَشَرِبَهُ ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ حَتَّى شَرِبَ
حَلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَهُ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِشَاةٍ فَحَلَبَتْ فَشَرِبَ حَلَابُهَا ثُمَّ
أَمَرَ بِأُخْرَى فَلَمْ يَسْتَمِمْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مَعَا وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ
يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ. 15-1768

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَعَامُ
الْإِنْسَانِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي

نہ چھلنی دیکھی۔ دریافت کیا گیا کہ تم جو کے آٹے کو بغیر چھانے
کیسے کھاتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اسے پیستے اور اس میں
پھونکیں مارتے پھونکوں سے جو کچھ اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو بچ جا
تا تو اسے ہم گوندھ کر پکاتے اور کھا لیتے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے کبھی
کھانے میں عیب نہیں نکالا اگر چاہت ہوتی تو کھا لیتے اور
اگر ناپسند جانتے تو چھوڑ دیتے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: ایک شخص بہت کھانا
کھایا کرتا تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا تو پھر کم کھانے لگا۔ نبی معظم
ﷺ کے ہاں اس کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں میں کھاتا

ہے۔ (بخاری) اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور
حضرت ابو موسیٰ اشعری سے واقعے کے بغیر اس حدیث میں
سے صرف فرمان رسول نقل کیا ہے اور جبکہ امام مسلم کی دوسری
روایت جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ذکر ہے کہ ایک
شخص حالت کفر میں رسول کریم ﷺ کا مہمان بنا رسول اکرم
ﷺ نے حکم دیا بکری کا دودھ دوہا جائے تو دودھ دوہا گیا اس نے
وہ دودھ پی لیا۔ پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا تو اس نے پی لیا
یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر صبح ہوئی تو وہ
مسلمان ہو گیا تو نبی محترم ﷺ نے اس کے لیے بکری کا دودھ
دوہنے کا حکم دیا۔ دودھ دوہا گیا اور وہ اسے پی گیا۔ پھر آپ
ﷺ نے دوسری بکری کا دودھ دوہنے کا حکم دیا اور اسے پلانے کو
کہا تو وہ نہ پی سکا۔ اس پر رسول محترم ﷺ نے فرمایا: مومن
ایک انتڑی میں پیتا ہے جبکہ کافر سات انتڑیوں میں پیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول گرامی ﷺ کا ارشاد بیان
کوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا

الْأَرْبَعَةَ. (متفق علیہ) 16-1769

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْإِثْنَيْنِ وَطَعَامُ الْإِثْنَيْنِ يَكْفِي الْأَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْأَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ. (رواه مسلم) 17-1770

تین کو کفایت کرتا ہے اور تین کا چار کو کفایت کرتا ہے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کفایت کرتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا کہ جو کادلیہ بیمار کے دل کو آرام اور اس کا بوجھ کم کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ التَّلْبِينَةُ مُجَمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزَنِ. (متفق علیہ) 18-1771

فہم الحدیث

دین ہر حال میں ایک دوسرے کے ساتھ ایثار اور خیر خواہی کا حکم دیتا ہے۔ اسی تعلیم کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ توقع فرماتے ہیں کہ جب کھانا ایک آدمی کا ہو تو ایک سے زائد آدمی ایثار کے جذبے کے ساتھ کھانا کھائیں گے تو یقیناً ان کے لیے یہ کھانا کافی اور باعثِ رحمت ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک درزی نے نبی مکرم ﷺ کو کھانے پر بلایا جو اس نے خود تیار کیا تھا۔ میں بھی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چلا گیا۔ اس نے جو کی روٹی اور شوربا جس میں کدو اور گوشت کے خشک کیے ہوئے ٹکڑے تھے آپ ﷺ کے سامنے رکھے۔ میں نے دیکھا کہ نبی محترم

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ خِيَاطًا دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لَطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبَتْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَبَعُ الدُّبَاءَ مِنْ حَوَالِي الْقِصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الدُّبَاءَ بَعْدَ يَوْمٍ مِثْلِهِ. (متفق علیہ) 19-1772

ﷺ پیالے میں ادھر ادھر سے کدو تلاش کر رہے تھے۔ اس روز سے میں ہمیشہ کدو کو محبوب جانتا رہا۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس نے نبی معظم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں بکری کی دسی تھی۔ آپ ﷺ اس میں سے چھری سے کاٹ کر کھا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ ﷺ نے گوشت کے ٹکڑے اور چھری کو رکھ دیا جس کے ساتھ آپ

عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمِيَّةٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَلَةِ فِي يَدِهِ فَدَعَى إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسَّكِينِ الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (متفق علیہ) 20-1773

ﷺ اسے کاٹ رہے تھے پھر آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ الْحُلُوءَ وَالْعَسَلَ.

(رواه البخاری) 21-1774

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَ أَهْلَهُ الْأَدَمَ فَقَالُوا مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ بِهِ وَيَقُولُ نِعَمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ نِعَمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ.

(رواه مسلم) 22-1775

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ الْكُمَاةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَا وَهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ. (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ مِنَ الْمَنِّ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ. 23-1776

فہم الحدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسولِ محترم ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے گھروالوں سے سالن طلب کیا۔ انہوں نے جواب دیا: ہمارے پاس تو بس سرکہ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے منگوایا اور اس کے ساتھ کھانے لگے اور فرمایا سرکہ بہت اچھا سالن ہے۔ سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔ (مسلم)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کھمبی من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا بخش ہے۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ اس ”من“ سے ہے جس کو اللہ نے موسیٰ پر نازل فرمایا۔

کھمبی ایک قدرتی سبزی ہے۔ جو سخت ترین زمین میں برسات کے موقع پر پیدا ہوتی ہے۔ یہ نہایت نرم سفید اور اس کا ذائقہ انڈے کے قریب تر ہوتا ہے۔ کچی کھانے میں بھی ایک مزا ہے۔ خودِ روسبزی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے من کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو دیکھا آپ کھجور کو ککڑی کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم رسولِ معظم ﷺ کے ساتھ ’مر اظہر ان مقام میں تھے۔ ہم پیلو چن رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سیاہ رنگ کے پیلو چن اس لیے کہ وہ بہت عمدہ ہوتے ہیں۔ آپ سے دریافت کیا گیا: کیا آپ ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْفِقَاءِ. (متفق عليه) 24-1777

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَرِّ الظُّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْنَا بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَطْيَبُ فَقِيلَ أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا. (متفق عليه) 25-1778

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا.

وَفِي رِوَايَةٍ يَأْكُلُ مِنْهُ أَكْثَلًا ذَرِيعًا. (رواه مسلم) 26-1779

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَقْرَنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتَّى يَسْتَاذِنَ أَصْحَابَهُ. (متفق عليه) 27-1780

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَجُوعُ أَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمُرُّ فِيهِ جِيعٌ أَهْلُهُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. (رواه مسلم) 28-1781

ثَنُّ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سَمٌ وَلَا سِحْرٌ. (متفق عليه) 29-1782

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً وَانْهَارَ بَرِيَاقٍ أَوَّلَ الْبُكْرَةِ. (رواه مسلم) 30-1783

فرمایا: ہر پیغمبر نے بکریاں چرائی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اکڑوں بیٹھے کھجوریں تناول فرما رہے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ کھجوریں جلدی جلدی تناول فرما رہے تھے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اپنے رفقاء کی اجازت کے بغیر دو کھجوریں بیک وقت ملا کر نہ کھائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں کھجوریں ہوں وہ بھوکے نہیں رہتے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ وہ گھر جس میں کھجوریں نہیں ہیں وہ بھوکے ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ دو یا تین بار دہرایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں تناول کرتا ہے اس روز اسے زہر اور جادو نقصان نہیں دے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ عالیہ کی عجوہ کھجور میں شفا ہے صبح کے وقت اس کا کھانا تریاق ہے یعنی زہر کے لیے نافع ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

عجوہ کھجور میں اللہ تعالیٰ نے کئی بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔ اگر اس کو ایک خاص ترکیب اور بالخصوص دوسری ادویات کے ساتھ ملا کر کھایا جائے۔ آپ نے دل کی بیماری کے لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو گٹھلی سمیت عجوہ کھجور کھانے کی تجویز دی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا تو نبی اکرم ﷺ میری تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔ آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ کی ٹھنڈک میرے دل نے محسوس کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ آپ دل

کے مریض ہیں آپ کو حارث بن کلدہ جو قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے ہیں ان سے علاج کروانا چاہیے۔ اور ان کو چاہیے کہ وہ سات عجوہ کھجوروں کو گٹھلیوں سمیت پیس کر تمہیں کھلائیں۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ صحت مند ہوئے۔ ہزاروں میل گھوڑے پر سفر کیا اور ایران کے فاتح قرار پائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ بسا اوقات پورا مہینہ گزر جاتا اور ہمارے ہاں آگ نہ جلتی۔ بس کھجوروں اور پانی پر گزارہ ہوتا یا کبھی کبھی کہیں سے تھوڑا سا گوشت آ جاتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مسلسل دو روز تک سیر ہو کر گندم کی روٹی نہیں کھائی ہر دوسرے روز ضرور کھجوریں ہوتیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور ہم آپ کی زندگی میں کھجوروں اور پانی سے بھی سیر نہیں ہوئے۔ (یعنی وہ بھی بہت تھوڑی سی میسر ہوتی تھیں) (بخاری۔ مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم جو چاہتے ہو وہی کچھ کھاتے پیتے ہو؟ لیکن میں نے تمہارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ تو کھجوریں بھی اس قدر نہیں پاتے تھے کہ پیٹ بھر کر کھائیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں جب کھانا لایا جاتا تو آپ اس سے تناول فرماتے اور باقی ماندہ میری جانب بھیج دیتے۔ آپ نے ایک روز میری جانب ایک بڑا پیالہ بھیجا۔ آپ نے اس سے بالکل تناول نہیں کیا تھا۔ اس لیے کہ اس میں لہسن تھا۔ میں نے آپ سے دریافت کیا: بھلا لہسن حرام ہے؟ آپ نے جواب دیا نہیں۔

لیکن اس کی بدبو کی وجہ سے میں اسے ناپسند جانتا ہوں۔ میں نے کہا: جس چیز کو آپ ناپسند جانتے ہیں میں بھی اسے ناپسند جانتا ہوں۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَأْتِي عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيهِ نَارًا إِنَّمَا هُوَ لَتَمْرٌ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنْ يُؤْتَى بِاللَّحْمِ. (متفق عليه) 31-1784

وَعَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ آلَ مُحَمَّدٍ يَوْمَيْنِ مِنْ خُبْزٍ بَرٍّ إِلَّا وَاحِدَهُمَا تَمْرٌ. (متفق عليه) 32-1785

وَعَنْهَا قَالَتْ تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا شَبِعْنَا مِنْ آلَا سَوْدَيْنِ. (متفق عليه) 33-1786

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَلَسْتُ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شَبِعْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقْلِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ. (رواه مسلم) 34-1787

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا أَتَى بِطَعَامٍ أَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهِ إِلَيَّ وَإِنَّهُ بَعَثَ إِلَيَّ يَوْمًا بِقُصْعَةٍ لَمْ يَأْكُلْ مِنْهَا لِأَنَّ فِيهَا نَوْمًا فَسَأَلْتُهُ أَحْرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلَكِنْ أَكْرَهُهُ مِنْ أَجْلِ رِيحِهِ قَالَ فَإِنِّي أَكْرَهُهُ مَا كَرِهْتَ. (رواه مسلم) 35-1788

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ
ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ قَالَ فَلْيَعْتَزِلْ
مَسْجِدَنَا أَوْ لْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ
أَبَى بِقَدْرِ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بَقُولٍ فَوَجَدَلَهَا
رَبِحًا فَقَالَ قَرَّبُوهَا إِلَيَّ بَعْضُ أَصْحَابِهِ وَقَالَ
كُلْ فَإِنِّي أَنَا جِيءُ مَنْ لَا تَنَاجِي. (متفق عليه)
36-1789

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو
فحش لہسن یا پیاز کھائے وہ ہماری مسجد سے دور رہے یا اپنے
گھر میں رہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک ہنڈیا لائی
گئی جس میں سبزیاں تھیں۔ آپ نے اس میں بومحسوس کی تو
آپ نے فرمایا: اسے فلاں فحش کے پاس لے جاؤ اور اسے
کہو وہ اسے کھالے اس لیے جس ذات سے میں سرگوشی کرتا
ہوں اس ذات سے تو سرگوشی نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ كِيلُوا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ.
(رواه البخاری) 37-1790

حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ کا فرمان
نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: خوراک والی جنس کو ماپ
لیا کرو ایسا کرنے سے اس میں تمہارے لیے برکت ہوگی۔

فہم حدیث

اس ارشاد کے معنی یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کی چیزیں یعنی آٹا اور سبزیاں وغیرہ پکاتے وقت کھانے والے افراد کے مطابق
اندازہ کرنا چاہیے تاکہ کھانا زیادہ نہ ہو اس طرح کھانا ضائع ہونے سے بچ سکتا ہے۔ یہ بھی باعث برکت ہے۔ ویسے بھی آدمی
متوازن استعمال کرتا ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رُفِعَ
مَائِدَتُهُ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا
مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُودِعٍ وَلَا مُسْتَغْنَى
عَنْهُ رَبَّنَا. (رواه البخاری) 38-1791

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ
کے سامنے سے دسترخوان اٹھالیا جاتا تو آپ ﷺ دعا
فرماتے: ”کثرت اور برکت سے بھر پور ساری تعریفیں صرف
اللہ کے لیے ہیں جو ختم نہ ہوں نہ ان کو چھوڑا جاسکتا ہے اور نہ اس
سے بے نیازی دکھائی جائے اے ہمارے پروردگار! (بخاری)
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا
بلاشبہ اللہ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھا کر اس کی
تعریف کرتا ہے یا پانی پی کر اس کی تعریف کرتا ہے۔
(مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
اللَّهَ تَعَالَى لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ
فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ
عَلَيْهَا. (رواه مسلم) 39-1792

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب کبھی ہم نبی کریم

عَنْ حَذِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا خَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ

ﷺ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ أَيْدِيَنَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ فَيَضَعُ يَدَهُ وَأَنَا حَاضِرًا مَعَهُ مَرَّةً
طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَانَتْهَا تُدْفَعُ فَلَذَبْتُ
لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ كَانَمَا يُدْفَعُ فَأَخَذَ بِيَدِهِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ
الطَّعَامَ أَنْ لَا يُذَكَّرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ جَاءَ
بِهَذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَأَخَذْتُ بِيَدَهَا
فَجَاءَ بِهِذَا الْأَعْرَابِيُّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ فَأَخَذْتُ
بِيَدِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ يَدَهُ فِي يَدِي مَعَ
يَدِهَا.

زَادَ فِي رِوَايَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ وَآكَلَ. (رواه
مسلم) 40-1793

ﷺ کے ساتھ کسی کھانے کی مجلس میں حاضر ہوتے تو جب
تک رسول مکرم ﷺ کھانے میں اپنا ہاتھ نہ ڈالتے، ہم بھی
نہ ڈالتے۔ حذیفہ ؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ ہم آپ ﷺ
کی رفاقت میں کھانے پر مدعو تھے کہ ایک لونڈی آئی یوں
محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے دھکیلا جا رہا ہے وہ کھانے میں اپنا
ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اکرم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
اس کے بعد ایک بدوی آدمی آیا، یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے
اسے بھی دھکیلا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ بھی
پکڑ لیا۔ اور فرمایا شیطان اس کھانے کو حلال گردانتا ہے جس
پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے۔ شیطان اس لڑکی کو لایا تھا
تاکہ اس کے ذریعہ اپنے لیے کھانا جائز کر لے میں نے اس
کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر اس بدوی کو لایا تاکہ اس کے ذریعے کھانا
حلال کر لے تو میں نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اس ذات

کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بلاشبہ شیطان کا ہاتھ اس وقت میرے ہاتھ میں لونڈی کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔ ایک
روایت میں اضافہ ہے کہ پھر آپ ﷺ نے 'بسم اللہ' پڑھی اور کھانا تناول فرمایا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں اور بسم اللہ پڑھتے ہوئے اپنے سامنے سے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانا کھانا
چاہیے۔ ۲۔ لقمہ چھوٹا لیجئے تاکہ چبانے کے دوران منہ سے باہر دکھائی نہ دے۔ ۳۔ چپا کی مار کر کھانا سنت کے خلاف
ہے۔ ۴۔ کھانے اور مشروبات میں پھونکنا جائز نہیں۔ ۵۔ دعوت کھانے کے بعد شکریہ ادا کرتے ہوئے بہتر تبصرہ کرنا
چاہیے۔ ۶۔ اول آخر دعا پڑھنا نہ بھولیے۔ ۷۔ بسیار خوری کفار کا طریقہ ہے۔ ۸۔ کھانے سے پہلے بسم
اللہ نہ پڑھنے والا شیطان کو اپنے ساتھ شریک کر لیتا ہے۔ ۹۔ نفاست کا تقاضا یہ ہے کہ کھانا تین انگلیوں
کے ساتھ کھایا جائے۔ ۱۰۔ کھانے کے بعد ہاتھ اور برتن صاف کرنا چاہیے۔ ۱۱۔ ٹیک لگا کر کھانا سنت کے خلاف
ہے۔ ۱۲۔ زمین پر بیٹھے ٹیبل پر رکھ کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ ۱۳۔ ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے۔
بشرطیکہ وہ صبر اور ایثار کے جذبے سے کھائیں۔ ۱۴۔ کھانا کھانے کے بعد گلی کیے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں، البتہ اونٹ کا
گوشت کھا کر وضو کرنا سنت ہے۔ ۱۵۔ لہسن یا سگریٹ پی کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے۔



بَابُ الصِّيَافَةِ

مہمان نوازی کے آداب

عرب دنیا میں مہمان نوازی کے حوالے سے ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ مہمان کی خدمت کے لیے میزبان کے پاس ذاتی سواری یا دودھ دینے والے جانور کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ اس کے باوجود اپنی روایات اور انا کی خاطر ذاتی سواری یا دودھ دینے والے جانور کو ذبح کر دیا کرتے تھے۔ تاہم بعض قبائل ایسے بھی تھے جو مہمان نوازی کے تصور سے بے خبر تھے۔ کئی دفعہ مہمان کی طرف سے یہ زیادتی ہوتی کہ وہ بلا وجہ اپنے میزبانوں کے ہاں کئی کئی دن ٹھہرا رہتا۔ رسول اکرم ﷺ نے عربوں کی روایتی مہمان نوازی اور کچھ لوگوں کی مہمان سے عدم التفاتی کی اصلاح کرتے ہوئے اس کو دینی روایات کا جامہ پہناتے ہوئے فرمایا: کہ جو شخص دل کی گہرائیوں سے اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے مہمان کی خاطر مدارات کرنی چاہیے۔ کیونکہ کوئی آدمی دوسرے کے پاس ذاتی غرض یا تعلق داری کے جذبے سے ہی آیا کرتا ہے۔ کسی کا آنا ہر اعتبار سے میزبان کی عزت کا باعث ہے۔ اس لیے اسے مہمان کی آمد پر خوشی ہونی چاہیے۔ میزبان حتی المقدور مہمان کی خدمت کرے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ مہمان نوازی کی مدت تین دن تک ہے۔ اس کے بعد اگر مہمان کے ساتھ خصوصی برتاؤ نہ کیا جائے تو حرج نہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو آدمی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف میں مبتلا نہ کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور ایک روایت میں پڑوسی کے بجائے یہ ہے کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن ایک رات خوب اہتمام کرے اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اس کے بعد

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَفِي رَوَايَةٍ بَدَلَ الْجَارِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. (متفق عليه) 1-1794

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالصِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ

لَهُ أَنْ يَتَوَيَّ عِنْدَهُ حَتَّى يُخْرِجَهُ. (متفق)
(عليه) 2-1795

صدقہ ہے اور اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسی کے ہاں مقیم رہے یہاں تک کہ میزبان تنگی میں مبتلا کر دے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّكَ تَبْعُنَا فَتَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُونَنَا فَمَا تَرَى فَقَالَ لَنَا إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَأَقْبِلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ. (متفق)
(عليه) 3-1796

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول مکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا آپ ﷺ ہمیں بھیجتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں کے پاس ٹھہرتے ہیں جو ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا اگر تم کسی قوم کے مہمان بنو وہ تمہارے لیے مہمان نوازی کا مناسب اہتمام کریں تو تم اسے قبول کرو اگر وہ مناسب اہتمام

کریں تو ان سے مہمان نہ نوازی کا مناسب حق وصول کر سکتے ہو۔ (بخاری۔ مسلم)

فہم الحدیث

اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کسی ایسے علاقے میں جائے جہاں اس کی جان پہچان ہو اور نہ ہی اس کے پاس زاور راہ ہو۔ اگر وہاں کے لوگ مہمان نوازی کی طرف توجہ نہیں کرتے تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ کسی سے تکرار کے ساتھ کھانا مانگ سکتا ہے کیونکہ اس کے بغیر اس کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْلَيْلَةً فَإِذَا هُوَ بِأَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَقَالَ مَا أَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوتِكُمَا هَذِهِ السَّاعَةِ قَالَا الْجُوعُ قَالَ وَأَنَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَخْرَجْنِي الَّذِي أَخْرَجَكُمَا قَوْمُوا فَقَامُوا مَعَهُ فَاتَى رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَإِذَا هُوَ لَيْسَ فِي بَيْتِهِ فَلَمَّا رَأَتْهُ الْمَرْأَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَ أَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْدِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ إِذْ جَاءَ الْأَنْصَارِي فَنَظَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَاحِبِيهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ مَا أَحْدَنَ الْيَوْمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں ایک دن یا ایک رات رسول اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ کی ملاقات ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت تم کیوں گھروں سے نکلے ہو؟ ان دونوں نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے جس نے تمہیں نکالا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چلیں! تو وہ آپ ﷺ کے ہمراہ ہو گئے آپ ﷺ ایک انصاری کے ہاں گئے وہ گھر میں نہیں تھا جب اس کی بیوی نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے کہا آپ ﷺ کا تشریف لانا مبارک ہو آئیں خوش آمدید۔ رسول مکرم

اَكْرَمَ اضْيَا فَاَمِنِي قَالَ فَاَنْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ
بِعِدْقٍ فِيهِ بُسْرٌ وَتَمْرٌ وَرُطْبٌ فَقَالَ كُلُوا مِنْ
هَذِهِ وَآخِذُوا الْمُدِيَّةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ فَلَذَبَحَ لَهُمْ فَأَكَلُوا مِنْ
الشُّلَّةِ وَمِنْ ذَلِكَ الْعِدْقِ وَشَرِبُوا فَلَمَّا أَنْ
شَبِعُوا وَرَوُّوا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا بَنِي بَكْرٍ
وَعُمَرَاءُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَسْأَلَنَّ عَنْ
هَذَا النَّعِيمِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بَيُوتِكُمْ
الْجُوعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوا حَتَّى أَصَابَكُمْ هَذَا
النَّعِيمُ. (رواه مسلم) 4-1797

ﷺ نے پوچھا آپ کا خاوند کدھر ہے؟ عورت نے جواب
دیا وہ ہمارے لیے بیٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اسی وقت انصاری
بھی آ گیا۔ اس نے رسول کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے دونوں
ساتھیوں کو مسرت بھری نگاہوں سے دیکھا پھر اس نے کہا
اللہ کا شکر ہے آج مہانوں کے اعتبار سے کوئی بھی مجھ سے
عزت والا نہیں ہے۔ راوی نے بیان کیا: وہ گیا اور ان کے
پاس کھجور کے درخت کی ایک شاخ لایا جس میں کچی کچی عمدہ
قسم کی کھجوریں تھیں۔ اس نے عرض کیا آپ ﷺ تناول
فرمائیں۔ اور اس انصاری نے چھری ہاتھ میں لی تو رسول
اکرم ﷺ نے مشورہ دیا کہ دودھ والا جانور نہ ذبح کرنا۔ اس

نے آپ کے لیے بکری ذبح کی آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے دونوں ساتھیوں نے بکری کا گوشت اور کھجوریں تناول
فرمائیں اور پانی پیا۔ جب اچھی طرح کھاپی کر سیر ہو گئے تو رسول معظم ﷺ نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہوتے
ہوئے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ تم
بھوکے گھروں سے نکلے تھے۔ واپس لوٹنے سے پہلے تمہیں یہ نعمتیں نصیب ہوئیں۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ مہمان کی خدمت کرنا ایمان کا تقاضا ہے۔
- ۲۔ مہمان نوازی کی مدت تین دن ہے۔
- ۳۔ بلا وجہ دوسرے کے ہاں ٹھہرے رہنا جائز نہیں۔
- ۴۔ ہر نعمت کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔
- ۵۔ بے تکلف عزیز و احباب کے ہاں کھانے پینے کی نیت سے جانا جائز ہے۔
- ۶۔ آدمی کے پاس کچھ نہ ہو تو بھوک کی شدت کی وجہ سے دوسرے سے کھانے پینے کی چیز مانگ سکتا ہے۔



بَابُ الْأَشْرَبَةِ

پینے کے آداب

کھانے پینے کے آداب کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا خلاصہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ مشروبات کے باب میں آپ ﷺ کے فرامین کا لب لباب یہ ہے کہ آدمی کو مشروبات غٹا غٹ نہیں پینے چاہیں۔ اس انداز سے پیٹ تو بھر جاتا ہے لیکن طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس طرح پینے سے ہوا کی کافی مقدار پیٹ میں بھر جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے پیٹ پھول جاتا ہے۔ لیکن پیاس نہیں بجھتی نیز غٹا غٹ پینے سے دھن سے مناسب مقدار میں ہاضم لعاب مشروب کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے جس وجہ سے اسے معدے کی طرف سے اپنائیت کی بجائے اجنبیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ گویا یہ کسی کے گھر میں باضابطہ مہذب اور شائستہ طریقہ سے آنے کی بجائے آدمکنے والی بات ہوئی۔ جو مناسب نہیں اس لیے اگر حدت پیاس میں اس طرح پانی پیا جائے تو بسا اوقات آدمی کے پیٹ میں درد شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بند برتن یا ٹوٹی وغیرہ سے منہ لگا کر پینے سے بھی منع کیا گیا اس میں یہ حکمت ہے کہ بند برتن کے منہ کے ساتھ منہ لگا کر پانی پینے میں ایک تو یہ وقت پیش آتی ہے کہ برتن سے خارج ہونے والی ہوا جب خارج نہیں ہو پاتی تو پانی پینے میں مشکل محسوس ہوتی ہے۔ جس کا تجربہ مشروب کی بوتل کو اپنے منہ میں ڈال کر کیا جاسکتا ہے۔ دوسری پریشانی ایسے مشروبات جو پیک نہیں ہوتے ان میں کیڑے مکوڑے یا تنکا ہو تو پیتے وقت پیٹ میں چلے جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس حکمت کے پیش نظر آپ ﷺ نے اس انداز سے پینے سے بھی منع فرمایا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ مشروب پیتے ہوئے تین بار سانس لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں اضافہ ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: اس طرح زیادہ سیرابی حاصل ہوتی ہے۔ صحت میں اضافہ ہوتا ہے اور ہضم کا فعل قوی ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا (متفق عليه)
وَزَادَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَةٍ وَيَقُولُ إِنَّهُ أَرَوَى وَ
أَبْرَأُ وَأَمْرًا. 1-1798

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے مشکیزوں کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشَّرْبِ مِنْ فِي السَّقَاءِ. (متفق عليه) 2-1799

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے مشکیزے کے منہ کے اختتام سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں وضاحت ہے کہ اختتام یہ ہے کہ اس کے منہ کو

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اخْتِنَاتِ الْأَسْقِيَةِ زَادَ فِي رِوَايَةٍ وَاخْتِنَاتُهَا أَنْ يُقَلَّبَ رَأْسُهَا ثُمَّ

يُشْرَبُ مِنْهُ (متفق عليه) 3-1800

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا. (رواه مسلم)

4-1801

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَشْرَبُ بَنٌ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَقِ.

(رواه مسلم) 5-1802

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ. (متفق عليه) 6-1803

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحْبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أَتَى بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّ أَنَا سَا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ

مِثْلَ مَا صَنَعْتُ. (رواه البخاری) 7-1804

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

الث کر اس سے بیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نبی کریم ﷺ کا بیان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیے۔

(مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر پانی نہ پیے۔ اور جو شخص بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لے تو وہ قتل کر دے۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی گرامی ﷺ کی خدمت میں آپ زَمَزَم کا ڈول پیش کیا تو آپ ﷺ نے اسے کھڑے ہو کر پیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے متعلق مروی ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز ادا کی پھر لوگوں کی ضرورتوں کو حل کرنے کے لیے کوفہ کے کھلے میدان میں تشریف فرما ہوئے۔ یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ پھر حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے پاس پانی لایا گیا۔ انہوں نے اسے پیا اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ راوی نے بیان کیا کہ انہوں نے اسی طرح سر اور دونوں پاؤں کو بھی دھویا۔ پھر انہوں نے کھڑے ہو کر باقی ماندہ پانی پیا۔ پھر فرمایا:

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ جانتے ہیں جبکہ نبی اکرم ﷺ نے بالکل اسی طرح کیا جیسا میں نے کیا ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

عام طور پر کھڑے ہو کر کھانا پینا مکروہ ہی نہیں بلکہ ممنوع ہے جیسے کہ صحیح مسلم کی سابقہ جیسے کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن مجبوراً کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز ہے جبکہ کچھ مواقع ایسے ہیں جہاں کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ ان میں سے وضوء کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔ جیسے کہ نسائی باب صفۃ الوضوء حدیث نمبر ۹۵ ہے۔ نیز جامع ترمذی باب فی وضوء النبی کیف کان حدیث نمبر ۴۸ میں اس کی وضاحت ہے کہ یہ صرف ایک چلو وضوء کے بچے ہوئے پانی سے لے کر کھڑے ہو کر پیتا تھا۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ فَرَدُّ

حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ایک انصاری کے ہاں گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کا

الرَّجُلُ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَيْءٍ
وَالْأَكْرَعُ غَنًا فَقَالَ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَيْءٍ
فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيشِ فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ
حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ
أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ. (رواه
البخاری) 8-1805

ایک صحابی بھی تھا۔ آپ ﷺ نے اسلام علیکم کہا۔
اس نے آپ ﷺ کے سلام کا جواب دیا جبکہ وہ باغ میں
پانی لگا رہا تھا نبی مکرم ﷺ نے اس سے پوچھا: اگر تیرے
پاس رات کا پانی مشکیزے میں ہے۔ تو ہم پی لیتے ہیں
ورنہ ہم منہ لگا کر پانی پی لیں گے۔ اس نے جواب دیا:
میرے ہاں مشکیزے میں پانی ہے۔ وہ چھپر کی جانب چل
دیا اس نے پیالے میں پانی ڈالا۔ پھر اس میں گھریلو بکری کا

دودھ دوہا تو نبی کریم ﷺ نے پیا پھر اس نے مزید پانی اور دودھ ڈالا تو اس شخص نے پیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ (بخاری)
عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ الَّذِي يَشْرَبُ فِي آيَةِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا
يُجْرُجُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ. (متفق عليه)
وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّ الَّذِي يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ
فِي آيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ. 9-1806

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول مکرم ﷺ
نے فرمایا: جو شخص چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ
میں دوزخ کی آگ ڈالتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی
روایت میں ہے کہ جو شخص چاندی اور سونے کے برتنوں میں
کھاتا پیتا ہے.....“

عَنْ حُدَيْفَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ
وَلَا تَشْرَبُوا فِي آيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا
تَأْكُلُوا فِي صَحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ
لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ. (متفق عليه) 10-1807

حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول محترم ﷺ
سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: باریک اور دیبا ج ریشم نہ پہنو
اور سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی ان کی پلیٹوں
میں کھاؤ۔ بے شک یہ چیزیں دنیا میں غیر مسلموں کے لیے
ہیں اور آخرت میں تمہارے لیے ہیں۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ حَلَبْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
شَاةً دَاجِنٌ وَشَيْبَ لَبْنُهَا بِمَاءٍ مِنَ الْبُئْرِ الَّتِي
فِي دَارِ أَنَسٍ فَأَعْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْقَدَحَ
فَشَرِبَ وَعَلَى يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ وَعَنْ يَمِينِهِ
أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ أَعْطِ أَبَا بَكْرٍ يَا رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ الَّذِي عَنْ يَمِينِهِ
ثُمَّ قَالَ لَا يَمَنُ فَا لَا يَمَنُ

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ کے
لیے ایک گھریلو بکری کا دودھ دوہا گیا اور دودھ میں اس
کنوئیں سے پانی ملایا گیا جو انس ؓ کے گھر میں تھا۔ رسول
اکرم ﷺ کو پیالہ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے پیا۔ آپ ﷺ کی
بائیں جانب ابو بکر ؓ تھے اور دائیں جانب ایک دیہاتی
تھا۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ
ﷺ ابو بکر کو پکڑائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے بدوی کو پکڑایا جو

وَفِي رِوَايَةٍ لَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا فَيَمْنُونَ ۖ أَفَيَمْنُونَ ۚ
(متفق علیہ) 11-1808

آپ ﷺ کی دائیں جانب تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا
دائیں جانب والا مقدم ہے۔ ایک روایت میں ہے دائیں

جانب والے دائیں جانب والے (مقدم ہیں) سؤتم دائیں جانب والوں کو مقدم رکھو۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ۖ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ
بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ أَصْغَرُ
الْقَوْمِ وَالْأَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا غُلَامُ
أَتَأْذُنُ أَنْ أُعْطِيَهُ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ مَا كُنْتُ
لَأَوْزَرَ بِفَضْلٍ مِنْكَ أَحَدًا يَا رَسُولَ اللَّهِ
فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. (متفق علیہ) 12-1809

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ
کے پاس ایک پیالہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پیا۔
آپ ﷺ کے دائیں جانب ایک نو عمر لڑکا تھا اور عمر رسیدہ
لوگ بائیں جانب بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: برخوردار
کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے۔ میں یہ پیالہ عمر رسیدہ لوگوں کو
دوں؟ اس نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں

آپ ﷺ کے بچے ہوئے (مشروب) اپنے سے کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا تو آپ ﷺ نے پیالہ لڑکے کو تھما دیا۔
(بخاری، مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ پانی تین بار سانس لے کر پینا چاہیے۔
- ۲۔ بغیر عذر کے کھڑے ہو کر کھانا پینا منع ہے۔
- ۳۔ وضو اور زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔
- ۴۔ چاندی اور سونے کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے۔
- ۵۔ تقسیم کرتے وقت دائیں ہاتھ سے ابتدا کرنی چاہیے۔
- ۶۔ دودھ میں پانی ملا کر پینا سنت ہے۔ لیکن پانی ملا کر دودھ بیچنا حرام ہے۔



بَابُ النَّعِيعِ وَالْأَنْبَذَةِ

منقہ اور کھجور سے تیار کردہ نبیذ

جس طرح ہمارے ہاں گاجر میں کچھ دن پانی ڈال کر مکے میں کانچی بنائی جاتی ہے۔ عربوں کے ہاں بھی یہ رواج تھا وہ کھجوروں میں پانی ڈال کر کچھ وقت کے لیے برتن کا منہ بند کر دیا کرتے تھے۔ اس طرح ایک میٹھا مشروب تیار کرتے جسے نبیذ کہا جاتا ہے۔ اس مشروب کے لیے آپ ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی کہ اس کو جلدی پی لینا چاہیے کیونکہ تاخیر کی صورت میں اس میں جوش یعنی نشہ پیدا ہو جاتا ہے اور نشہ آور چیز کو آپ ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ ایسے ہی کھجور کے تنے کو کھود کر اس میں نبیذ بنانے سے بھی منع کر دیا گیا۔ کیونکہ لوگ اس طرح شراب بنایا کرتے تھے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے اس پیالے میں رسول معظم ﷺ کو ہر قسم کا مشروب یعنی شہد، نبیذ، پانی اور دودھ پلایا۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم مشکیزے میں رسول معظم ﷺ کے لیے نبیذ تیار کرتے تھے۔ مشکیزے کے اوپر کے منہ کو رسی کے ساتھ بند کر دیا جاتا اور اس کے نچلے حصے میں ایک ٹونٹی نما سوراخ ہوتا۔ ہم صبح کے وقت نبیذ بناتے تو

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِقَدَحِي هَذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ. (رواه مسلم) 1-1810

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَبْنِذُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ يُوكَا أَغْلَاهُ وَلَهُ عَزْ لَاءُ نَبْنِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَنَبْنِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً. (رواه مسلم) 2-1811

آپ اسے شام کے وقت نوش فرماتے اور جب ہم شام کے وقت نبیذ بناتے تو آپ ﷺ صبح کے وقت نوش فرماتے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ کے لیے رات کے شروع میں نبیذ تیار کیا جاتا۔ جب صبح ہوتی تو آپ ﷺ اسے تمام دن اگلی رات، دوسرے دن اس سے اگلی رات اور تیسرے روز عصر کے وقت تک پیتے رہتے۔ اور اگر کچھ باقی رہ جاتا تو اسے خادم کو پلا دیتے یا بہادینے کا حکم دیتے۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول مکرم ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا۔ اور جب مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے برتن میں نبیذ تیار کیا جاتا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُبْنِذُ لَهُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ إِذَا أَصْبَحَ يَوْمَهُ ذَلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي تَجِيءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْآخَرَى وَالْغَدَ إِلَى الْعَصْرِ فَإِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمُ أَوْ أَمَرَبَهُ فَصَبَّ. (رواه مسلم) 3-1812

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ يُبْنِذُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سِقَاءٍ فَإِذَا لَمْ يَجِدُوا سِقَاءً يُبْنِذُ لَهُ فِي تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ. (رواه مسلم) 4-1813

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى

عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزْقَةِ وَالنَّقِيرِ وَأَمَرَ
أَنْ يُنْبَذَ فِي أَسْقِيَةِ الْآدَمِ (رواه مسلم)
5-1814

عَنْ بُرَيْدَةَ ۖ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوفِ فَإِنْ ظَرُفًا لَا يَحِلُّ شَيْئًا
وَلَا يَحْرُمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.
وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَشْرَبَةِ إِلَّا فِي
ظُرُوفِ الْآدَمِ فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وَغَاءٍ غَيْرَ أَنْ
لَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا (رواه مسلم) 6-1815

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى ۖ قَالَ نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ نَبِيدِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ
قُلْتُ أَتَشْرَبُ فِي الْأَبْيَضِ قَالَ لَا. (رواه
البخاری) 7-1816

محترم ﷺ نے کدو، سبز مکے، چینی کے برتن اور کھجور کے تنے
سے بنائے گئے برتن میں نبید بنانے سے منع فرمایا۔ اور حکم دیا
چمڑے کے مشکیزوں میں نبید بنائی جائے۔ (مسلم)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے
فرمایا: میں نے تمہیں چند برتنوں کے استعمال سے منع کیا تھا
لیکن کوئی برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا۔ اور ہر نشہ آور چیز
حرام ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا:
میں نے تمہیں چمڑے کے برتنوں کے سوا دوسرے برتنوں میں
پینے سے منع کیا تھا۔ اب تمہیں ان برتنوں کے استعمال کی
اجازت ہے۔ البتہ تم نشہ آور مشروب نہ پیو۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول
محترم ﷺ نے سبز مکے میں تیار شدہ نبید کے استعمال سے
منع فرمایا: عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے پو
چھا: کیا سفید مکے میں نبید بنا کر پی سکتے ہیں؟ تو آپ
ﷺ نے فرمایا: نہیں! (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔
- ۲۔ شراب کے مخصوص برتنوں میں کھانا پینا مناسب نہیں ہے۔
- ۳۔ شراب بذات خود بیماری ہے۔
- ۴۔ کوئی چیز کسی مخصوص نام سے یا خاص برتن میں حرام نہیں۔ حرمت کا اصل سبب نشہ ہے۔ آپ کا فرمان:
ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ آپ کے اس فرمان سے ہر نشہ آور مشروب خواہ وہ کسی نام سے معروف ہو حرام ہے۔ اسی طرح ہر معجون
جیسے افیم یا پاؤڈر جیسے ہیروئن نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ اس طرح ہر نشہ آور انجیکشن، ہر نشہ آور پرفیوم، نشہ آور ٹافی،
نشہ آور مرہم، ماشین وغیرہ شرعاً حرام سمجھے جائیں گے۔
- ۵۔ کانچی کی طرح کھجور، انگور کا مشروب پینا جائز ہے۔
- ۶۔ ایسے مشروب کو جلدی پی لینا چاہیے۔
- ۷۔ مشروب میں جوش پیدا ہو جائے تو اسے پینا منع ہے۔

بَابُ تَغْطِيَةِ الْاَوَانِي وَغَيْرِهَا

برتنوں کو ڈھانپنے، دروازے بند کرنے اور چراغ بجھانے کی تلقین اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء دنیا میں مبعوث فرمائے وہ دین کے ساتھ لوگوں کو دنیاوی امور کا سلیقہ بھی سمجھاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بالخصوص قرآن حکیم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ. (ال عمران: ۱۶۴)

وہ لوگوں کو تعلیم و حکمت سکھانے کے ساتھ ان کا تزکیہ کرتے ہیں

”آپ ﷺ لوگوں کو دینی تعلیمات کے ساتھ حکمت و دانش سے بھی ہمکنار کرتے ہیں۔“ آپ نے تہذیب و تمدن کے مختلف پہلوؤں کو روشن فرمایا، جن میں یہ بھی تھا کہ رات سوتے وقت کھانے پینے والے برتنوں کو ڈھانپا جائے۔ کیونکہ ان کے منہ نہ ڈھکنے کی صورت میں ان میں گرد و غبار، کیڑے مکوڑے اور کئی قسم کے گندے اور زہریلے جراثیم داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا نہ کرنے کو آپ ﷺ نے شیطانی عمل سے تعبیر فرمایا ہے۔ کیونکہ شیطان آدمی کو ہر اعتبار سے نقصان پہنچانے کے درپے رہتا ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ سوتے وقت بلا وجہ آگ جلانے رکھنے کی بجائے اسے بجھا دینا چاہیے۔ ایک تو اندھیرے میں سونے سے سکون ملتا ہے اور دوسرا جلتی ہوئی آگ چھوڑنے کے نقصانات سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ بجلی کے بل میں یقیناً کمی واقع ہوتی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جب رات چھا جائے یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو گھروں سے باہر نکلنے سے روکو۔ کیونکہ اس وقت شیطان گھومنے پھرنے لگ جاتا ہے۔ اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو اپنے بچوں کو آزاد کر دو۔ دروازے بند رکھو اور انہیں بند کرتے وقت بسم اللہ پڑھو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا۔ اور بسم اللہ پڑھ کر مشکیزے کے منہ پر سی باندھا کر دو اور اپنے برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپا کر دو اگر چہ ان پر کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ رکھنی پڑے۔ نیز سوتے وقت چراغوں کو بجھا دیا کرو۔ (بخاری - مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپو مشکیزے کے منہ بند کر دو دروازوں کو بند رکھو اور شام کے وقت

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوا صَبِيَّانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوا قَرَبَكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَخَمِّرُوا آيَتَكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّ تَعْرِضُوا عَلَيْهِ شَيْئًا وَأَطْفَنُوا مَصَابِيحَكُمْ. (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ خَمِّرُوا الْأَنْيَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَأَجِفُّوا الْأَبْوَابَ وَاكْفَتُوا صَبِيَّانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً وَأَطْفَنُوا الْمَصَابِيحَ عِنْدَ الرُّقَادِ فَإِنَّ الْقَوَّيْسَةَ

رُبَّمَا اجْتَرَبَ الْفُعَيْلَةَ فَأَخْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ .
وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا
السِّقَاءَ وَاغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ
الشَّيْطَانَ لَا يَحِلُّ سِقَاءً وَلَا يَفْتَحُ بَابًا وَلَا
يَكْشِفُ إِنَاءً فَإِنْ لَمْ يَجِدْ أَحَدَكُمْ إِلَّا أَنْ يَعْزِضَ
عَلَى إِنَائِهِ عُوْذًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ
الْفُؤَيْسِقَةَ تَضُرُّ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ .

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ لَا تُرْسِلُوا مَوَاشِيَكُمْ
وَصِبْيَانَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ
فَحِمَّةُ الْعِشَاءِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يُبْعَثُ إِذَا غَابَتِ
الشَّمْسُ حَتَّى تَذْهَبَ فَحِمَّةُ الْعِشَاءِ وَفِي رِوَايَةٍ
لَهُ قَالَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي
السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَاءٌ لَا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَيْسَ
عَلَيْهِ غِطَاءٌ أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وَكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيهِ
مِنْ ذَلِكَ الْوَبَاءِ . 1-1817

بچوں کو گھر سے باہر جانے سے روکے رکھو۔ اس لیے کہ اس
دوران شیطان جن پھیل جاتے ہیں اور وہ بچوں کو اچک لیتے
ہیں۔ (یعنی بچوں کو نقصان پہنچاتے ہیں) اور سوتے وقت
چراغوں کو بجھا دیا کرو اس لیے کہ بعض اوقات چوبہیا چراغ کی بتی
کھینچ لے جاتی ہے اور اہل خانہ سمیت پورے گھر کو جلانے کا
ذریعہ بنتی ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے
فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو مشکیزوں کے منہ کو رسی سے باندھو
دروازوں کو بند رکھو اور چراغ بجھاؤ اس لیے کہ شیطان بند
مشکیزوں اور بند دروازوں کو نہیں کھولتا۔ نیز ڈھانپے ہوئے برتن کو
بھی نہیں کھولتا۔ اگر تمھیں ڈھانپنے کے لیے لکڑی ہی ملے تو اسے
برتن پر بسم اللہ پڑھ کر رکھو۔ بے شک چوبہیا اہل خانہ سمیت
ان کے گھر پر آگ بھڑکا دیتی ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے
۔ آپ ﷺ نے فرمایا سورج غروب ہونے کے وقت اپنے
چارپاؤں یا اپنے بچوں کو آزاد نہ چھوڑو جب تک اندھیرا
پوری طرح نہ چھا جائے۔ اس لیے کہ شیطان سورج غروب

ہونے کے وقت سے عشاء کے اندھیرے کے چھانے تک گھومتے پھرتے رہتے ہیں۔ مسلم کی ہی ایک اور روایت میں ہے
آپ ﷺ نے فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو مشکیزوں کا منہ بند کر کے رکھو۔ اس لیے کہ سال میں ایک ایسی رات آتی ہے
جس میں وہاں نازل ہوتی ہے۔ اور جس برتن پر ڈھکنا نہ ہو یا جس مشکیزے کا منہ بند نہ ہو وہ اس میں اتر پڑتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: ابو حمید انصاری 'نقیع'
مقام سے دودھ کا بھرا ہوا ایک برتن نبی کریم ﷺ کے
پاس لایا۔ تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تجھے اس کو ڈھانپنا
چاہیے تھا۔ اگرچہ اس پر لکڑی رکھ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی معظم
ﷺ نے فرمایا: سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ جلتی نہ
چھوڑا کرو۔ (بخاری۔ مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ أَبُو حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ
مِنَ النَّقِيعِ بِإِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ أَلَا خَمْرَتَهُ وَلَوْ أَنَّ تَعْرِضَ عَلَيْهِ
عُوْذًا . (متفق علیہ) 2-1818

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا
تَتْرَكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُونَ . (متفق
علیہ) 3-1819

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں: رات کے وقت مدینہ منورہ میں ایک گھراہل خانہ سمیت آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ اس واقعہ کا تذکرہ نبی محترم ﷺ سے کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آگ تمہارے لیے ایک دشمن (کی طرح) ہے۔ اس لیے سونے سے پہلے آگ بجھا دیا کرو۔
(بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي مُوسَىؓ قَالَ اخْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحَدَّثَ بِشَأْنِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَذْوٌ لَّكُمْ فَإِذَا يَمُتُمْ فَاطْفِئُوهَا عَنْكُمْ. (متفق عليه) 4-1820

خلاصہ باب

- ۱۔ مغرب کے فوراً بعد چھوٹے بچوں کو گھر سے نکلنے سے روکنا چاہیے۔
- ۲۔ رات کے وقت دروازے بند کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنی چاہیے۔
- ۳۔ سوتے وقت آگ اور لائٹ وغیرہ بجھا دینی چاہیے۔
- ۴۔ رات کو برتن ڈھانپنے چاہئیں۔
- ۵۔ شام کے وقت جنات و شیطین کا خصوصی ہلا گلا ہوتا ہے اس لیے مسلمان کو اس وقت خصوصی شرعی حفاظتی ذرائع کا اہتمام کرنا چاہیے۔



کتاب اللباس

لباس اور اس کے آداب

اللہ تعالیٰ نے لباس کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے صرف مسلمان یا کسی خاص قبیلے اور قوم کو ہی مخاطب نہیں فرمایا بلکہ لباس کی مقصدیت اجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ لباس نوع انسان کی زینت اور ستر پوشی کا مظہر ہے۔
يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ (سورۃ اعراف ۲۶، پ ۸)

”اے آدم کی اولاد! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا جو تمہارے جسموں کو ڈھانپنے کیساتھ تمہارے وجود کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ ہے۔ بہترین لباس پرہیزگاری کا لباس ہے۔“
ریش ریش پرندے کے پروں کو بھی کہا جاتا ہے۔ جو اس کا لباس ہونے کے ساتھ ساتھ حسن و زیبائی کا باعث اور پھر اس کی اڑان اور پروان کا ذریعہ بھی ہیں۔ انسان کیونکہ پوری مخلوق میں ظاہری اور معنوی اعتبار سے خوب صورت ترین پیدا کیا گیا ہے۔ جیسے کہ فرمایا:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (التین، پ ۳۰)

”بلاشبہ ہم نے انسان کو بہترین انداز میں تخلیق کیا ہے۔“

اس لئے ضروری ہے کہ آدمی ایسا لباس زیب تن کرے جو وضع قطع اور رنگ و ڈیزائن کے اعتبار سے اس کی قد و قامت، نکھار اور سنوار میں اضافہ کا باعث ہو۔ دوسرا مقصد تقویٰ قرار پایا۔ یہاں تقویٰ کے دونوں معنی مراد لینے کی انجائش ہے۔ یعنی باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ ظاہری کثافت و نجاست اور موسموں کی حدت و برودت، ہوا اور فضا کے برے اثرات سے اپنے آپ کو بچانا۔ اسی کے باعث آپ ہمیشہ موسم کے مطابق لباس زیب تن فرماتے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ گرمیوں میں آپ کھلا کرتا پہنتے۔ جب آپ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو بسا اوقات سامنے بیٹھا ہوا آدمی آپ کی آستینوں سے بغلوں کے قریب بازوؤں کی سفیدی دیکھ سکتا تھا۔

وَأَنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّىٰ يُوْرِي بَيَاضَ ابْطِينِهِ. (مشکوۃ کتاب الاستسقاء)

”آپ نے اس قدر ہاتھ بلند کئے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔“

اور اسی طرح آپ سردیوں میں نسبتاً چست لباس استعمال فرماتے۔ یہاں تک کہ آپ ایک دفعہ وضو کرنے لگے تو کہنیوں کو دھونے کے لئے آستینیں چڑھانا چاہیں جب اوپر نہ ہو پائیں تو آپ کو اچکن اتارنا پڑی۔

اور تقویٰ کے باطنی معنی کے لحاظ سے لباس کا دوسرا مقصد شرم و حیا کے تمام تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ہے۔ اگر لباس موسم کے مطابق نہیں تو صحت خراب ہونے کا اندیشہ ہے اور اگر شریعت کے تقاضے پورے نہیں کرتا تو حیا کے رخصت ہونے کا خدشہ ہے۔ اسی بنا پر خاص کر عورت کو شرم و حیا کی تلقین فرماتے ہوئے پردے کا حکم دیا۔ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ الْمَرْأَةُ فَإِذَا

خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ. (رواہ الترمذی) ”جناب عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: عورت پردہ ہے اور اسے پردے میں ہی رہنا چاہیے۔ جب کوئی عورت بے پردہ باہر نکلتی ہے تو شیطان صفت لوگ اس کو اپنی نظروں کا نشانہ بناتے ہیں۔“

اور یہ بھی فرمایا کہ عورتیں زیادہ باریک لباس نہ پہنیں۔ جس سے ان کا جسم نظر آئے۔ اور لباس کے باوجود برہنہ دکھائی دینے والی عورتوں پر پھٹکار کے الفاظ استعمال کئے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ عَلَيْهَا ثِيَابٌ رِفَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَنْ يَصْلَحَ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا وَ هَذَا وَ أَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَ كَفَّيْهِ. (ابو داؤد)

”حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں (میری بہن) اسماء بنت ابی بکرؓ رسول پاکؐ کے پاس آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ تو آپؐ نے ان کی طرف سے چہرہ پھیر لیا اور کہا: اے اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کے ہاتھوں اور چہرے کے علاوہ جسم کو کوئی حصہ نظر آئے۔“

دوسری روایات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ چہرے کا ڈھانپنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر چہرہ نگاہ ہو تو پردے کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔

غرور اور تکبر سے حذر البابھی ہے۔ غرور و تکبر سے بچنے کے لئے مردوں کو ٹخنوں سے نیچے تہبندر کھنے سے منع کر دیا۔ جیسا کہ ”حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص ٹخنوں سے نیچے تہبندر کھے گا اس کے ٹخنوں کو آگ میں جلا یا جائے گا۔“ (بخاری)

آپ ﷺ کے ملبوسات کے رنگ و ڈیزائن

عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ الْبُسُو الثِّيَابُ الْبَيْضُ فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَ أَطْيَبُ وَ كَفَّنُوا فِيهَا مَوْتَانَا كُمْ. (الترمذی)

”حضرت سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو۔

اور اپنے فوت ہونے والوں کو سفید کپڑوں میں کفن دیا کرو۔“

اس پسندیدگی کے باوجود آپ ﷺ رنگ دار لباس بھی زیب تن کرتے تھے۔ خصوصاً وفود سے ملاقات کرتے ہوئے گیری رنگ کا لباس پہنتے۔ تاہم بالکل کالا، سبز اور سرخ رنگ آپ ﷺ نے کبھی استعمال نہیں کیا۔ مخصوص لباس اور ہمیشہ ایک ہی رنگ اختیار کئے رکھنا نیکی کی نمائش اور جاہل صوفیاء کا طریقہ ہے۔

احادیث کی مقدس دستاویزات میں کالے یا سرخ رنگ کے لباس کے جو اشارے ملتے ہیں اس سے مراد سرخی یا سیاہی مائل لکیر دار کپڑے ہیں۔ حافظ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ بالکل سیاہ، سبز اور سرخ لباس آپؐ نے نہیں پہنا۔ حدیث میں ایسے رنگوں سے مراد ان رنگوں کا غالب ہونا ہے۔ البتہ دستار مبارک اور سردیوں میں اوپر لینے والی چادر خالص کالے رنگ کی استعمال فرمائی۔

وضع قطع کے اعتبار سے چند معمولی تبدیلیوں کے ساتھ آپؐ نے وہی لباس استعمال فرمایا جو اس زمانے میں لوگ پہنا کرتے

تھے۔ اس دور میں لوگ اکثر قمیص کے ساتھ تہبند اور سر پر دستار سجایا کرتے تھے۔ یہی بڑے اور معزز لوگوں کا لباس ہوا کرتا تھا۔ البتہ معاشرے میں پاجامہ اور شلوار بھی لوگوں کے زیر استعمال تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن قیمؒ امام نوویؒ نے بابت احادیث نقل کی ہیں کہ نبی محترمؐ شلوار بھی پہنا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ سے شلوار پاجامہ اور سروں پر ٹوپیاں پہننے کے تو بہت سے ثبوت موجود ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں نبی مکرمؐ جس لباس کو پہننا زیادہ محبوب جانتے تھے وہ دھاری دار لباس تھا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحَبْرَةَ. (متفق عليه) 1-1821

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں: نبی معظمؐ نے رومی جبہ زیب تن فرمایا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ لَبَسَ جُبَةً رُومِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَيْنِ. (متفق عليه) 2-1822

حضرت ابو بردہؓ بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک ایسی چادر نکال کر دکھائی جس میں پیوند لگے ہوئے تھے کہ اور ایک ایسا تہبند دکھایا جو موٹے سوت سے بنا ہوا تھا اور بتایا جب رسول مکرمؐ کی روح قبض

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كِسَاءً مُلْبَدً وَازَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ قَبِضَ رُوحُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَيْنِ. (متفق عليه) 3-1823

کی گئی تو آپؐ نے یہ دو چادریں زیب تن کر رکھی تھیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس بستر پر آپؐ سویا کرتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ أَدَمًا حَشْوُهُ لَيْفٌ. (متفق عليه) 4-1824

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ نبی کریمؐ جس تکیہ پر ٹیک لگاتے تھے وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ وِسَادُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي يَتَكِي عَلَيْهِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لَيْفٌ. (رواه مسلم) 5-1825

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دفعہ ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، دوپہر کی گرمی تھی۔ کسی کہنے والے نے حضرت ابو بکرؓ کو بتایا کہ یہ اللہ کے رسول محترمؐ

وَعَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي حَرِّ الظَّهْرِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَبِّعًا. (رواه

تشریف لے آئے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے اپنا سر مبارک

ڈھانپا ہوا تھا۔ بخاری

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے اسے خبردار کیا کہ ایک بستر خاوند کا دوسرا بیوی کا تیسرا مہمان کا اور چوتھا شیطان کا ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَأَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ. (رواه مسلم) 7-1827

فہم الحدیث

اس سے مراد وہ فضول بستر ہیں۔ جن سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کسی کے گھر مہمانوں کی آمد رفت زیادہ ہو تو ضرورت کے مطابق

اس سے زیادہ بستر بنا سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس شخص کی جانب نہیں دیکھے گا جو تکبر کے ساتھ چادر لٹکا کر چلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطْرًا. (متفق عليه) 8-1828

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کے ساتھ چادر کھینچ کر چلا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی جانب نہیں دیکھے گا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ. (متفق عليه) 9-1829

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک شخص تکبر کے ساتھ چادر کھینچ کر چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب وہ

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخِيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ. (رواه البخاری) 10-1830

قیامت کے دن تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: ٹخنوں سے نیچے چادر دوزخ میں ہے۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ. (رواه البخاری) 11-1831

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے بائیں ہاتھ سے کھانے ایک جوتے میں چلنے اور اس طرح چادر لپیٹنے کہ ہاتھ باہر نہ نکل سکیں یا ایک کپڑے کو اس طرح استعمال کرنے سے کہ اس کی شرم گاہ نظر آنے لگے منع

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَاءَ أَوْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ. (رواه البخاری)

مسلم) 12-1832

عَنْ عُمَرَ وَآنَسٍ وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَآبِي أُمَامَةَ
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ لَبَسَ الْحَرِيرَ فِي
الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ. (متفق)

عليه) 13-1833

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا
يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَقَ لَهُ فِي
الْآخِرَةِ. (متفق عليه) 14-1834

عَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ
نَشْرَبَ فِي أَيْةِ الْفِضَةِ وَالذَّهَبِ وَأَنْ نَأْكُلَ
فِيهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالذِّيَّاجِ وَأَنْ
نَجْلِسَ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 15-1835

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ قَالَ أَهْدَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
خُلَّةَ سِيرَاءٍ فَبَعَثَ بِهَا إِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ
الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ بِهَا
إِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ
لِتُشَقَّهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ. (متفق)

عليه) 16-1836

عَنْ عُمَرَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ
الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا وَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِصْبَعِيهِ
الْوُسْطَى وَالسَّبَابَةَ وَضَمَّهُمَا. (متفق عليه) وَفِي
رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّهُ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهَى
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ
إِصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ. 17-1837

فرمایا۔ (مسلم)

حضرت عمرؓ انسؓ ابن زبیرؓ اور ابوامامہؓ نبی مکرم ﷺ کا
فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص دنیا
میں ریشمی لباس پہنے گا اسے آخرت میں ایسا لباس نہیں پہنایا
جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول
اکرم ﷺ نے فرمایا دنیا میں جو لوگ ریشم پہنتے ہیں جن کا
آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں: ہمیں رسول محترم
ﷺ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے موٹا
اور باریک ریشم پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔
(بخاری و مسلم)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: رسول معظم ﷺ کو ایک ریشم کا
'جبہ' تحفہ دیا گیا آپ نے اسے میری جانب بھیجا تو میں نے
اسے پہن لیا۔ تو میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے
آثار پائے۔ آپ نے فرمایا: میں نے اسے تیری جانب اس
لیے نہیں بھیجا تھا کہ تو اسے پہن لے میں نے تو اسے تیری
طرف اس لیے بھیجا تھا کہ تو اسے پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے
بنالے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے
صرف دو انگلیوں کے برابر ریشم پہننے کی اجازت دی۔ آپ
ﷺ نے درمیانی اور انگشت شہادت کو ملا کر اور انہیں بلند
کرتے ہوئے اشارے کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی۔
(بخاری، مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت
عمرؓ نے شام کے علاقے جابیہ میں خطبہ دیتے ہوئے

فرمایا رسول اکرم ﷺ نے صرف دو تین یا چار انگلیوں کے بقدر ریشم کی اجازت دی ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
أَنَّهَا أَخْرَجَتْ جُبَّةً طَيَّالِسَةً كَسَرُوا نِيَّةَ لَهَا
لِبْنَةِ دِيْبَاجٍ وَفَرَجِيَّهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالْدِيْبَاجِ
وَقَالَتْ هَذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَتْ
عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَلَمَّا قُبِضَتْ
قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَلْبَسُهَا فَخَنُ
نَفْسُهَا لِلْمَرَضَى نَسْتَشْفِي بِهَا. (رواه

مسلم) 18-1838

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لِلزُبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي لُبْسِ
الْحَرِيرِ لِحِكْمَةٍ بِهِمَا. (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ
لِمُسْلِمٍ قَالَ إِنَّهُمَا شَكَّوَا الْقَمَلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا
فِي قُمْصِ الْحَرِيرِ. 19-1839

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ
رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى ثَوْبَيْنِ مُعْصَفَرَيْنِ
فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسُوهَا
وَفِي رِوَايَةٍ قُلْتُ أَغْسِلُوهَا قَالَ بَلْ أَحْرِقُوهَا.
(رواه مسلم) 20-1840

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے گاڑھا کسروانی
جبہ نکالا جس کے گریبان اور دونوں چاکوں کی پٹی ریشمی تھی۔
حضرت اسماء رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا
جبہ ہے۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔
جب وہ وفات پا گئیں تو میں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا
۔ نبی مکرم ﷺ اس کو پہنا کرتے تھے اور ہم اسے دھو کر اس کا
پانی شفا یابی کے لیے بیماروں کو پلاتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے
زبیر اور عبد الرحمان رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشم پہننے کی
اجازت دی۔ (بخاری۔ مسلم) مسلم کی روایت میں حضرت
انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ان دونوں نے جوؤں کی شکایت
کی تو آپ ﷺ نے انہیں ریشمی قمیض پہننے کی اجازت دی۔
حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ
رسول معظم ﷺ نے مجھ پر زرد رنگ کی دو چادریں دیکھیں تو
آپ نے فرمایا: یہ تو کافروں کا لباس ہے تم انہیں نہ پہنا کرو۔ اور
ایک دوسری روایت میں ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے
ہیں: میں نے آپ ﷺ سے پوچھا: کیا میں انہیں دھوؤں
؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ انہیں جلادے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

غیر مسلموں کا ایسا لباس جو ان کی مذہبی یا قومی پہچان کے طور پر ہو۔ اس سے مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ غیرتِ اسلامی اور
قومی حمیت کا تقاضا ہے۔

تیسری فصل

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں رسول
معظم ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ میرا تہہ بند نیچے گر رہا

الفصل الثالث

عَنْ ابْنِ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ مَرَرْتُ
بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي إِزَارِي إِسْتِرْخَاءٍ

فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ ارْفَعْ إِزَارَكَ فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ
رَدُّ فَرِذْتُ فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ
الْقَوْمِ إِلَى أَيْنَ قَالَ إِلَى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ.
(رواه مسلم) 21-1841

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خِيَلَاءَ
لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِذَا رَأَى يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ اتَّعَاهَدَهُ
فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّكَ لَسْتَ بِمَنْ
يُفَعِّلُهُ خِيَلَاءَ. (رواه البخاری) 22-1842

مکرم ﷺ نے فرمایا: تیرا شمار ان لوگوں میں نہیں ہے جو تکبر کے ساتھ چادر لٹکاتے ہیں۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَيْمَنَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
عَنْ أَبِيهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا
دِرْعٌ قِطْرِيٌّ ثَمَنُ خُمْسَةِ دَرَاهِمٍ فَقَالَتْ ارْفَعْ
بَصْرَكَ إِلَى جَارِيَتِي انْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهَا تُزْهِى
أَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِي مِنْهَا دِرْعٌ
عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَا كَانَتْ امْرَأَةً تَقِينُ
بِالْمَدِينَةِ إِلَّا أُرْسِلَتْ إِلَيَّ تَسْتَعِيرُهُ. (رواه
البخاری) 23-1843

وقت خوب صورت بنانا مقصود ہوتا تو وہ میری طرف بھیجتی اور اس قمیض کو عاریتاً طلب کرتی۔ (بخاری)

عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ لَبَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا
قَبَاءَ دِيْبَاجٍ أَهْدَى لَهُ ثُمَّ أَوْشَكَ أَنْ نَزَعَهُ
فَأَرْسَلَ بِهِ إِلَى عُمَرَ فَقِيلَ قَدْ أَوْشَكَ مَا
إِنْتَزَعْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ نَهَانِي عَنْهُ جِبْرِئِيلُ
فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِي فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَرِهْتَ

تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبد اللہ! تہہ بند اونچا کر۔ تو
میں نے تہہ بند اونچا کیا آپ ﷺ نے فرمایا اور اونچا کر
میں نے مزید اونچا کر لیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ محتاط رہا۔
کچھ لوگوں نے دریافت کیا آپ نے کہاں تک اونچا
کروایا۔ انہوں نے جواب دیا نصف پنڈلی تک۔ (مسلم)
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں: نبی
کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص تکبر کے ساتھ اپنی چادر لٹکاتا
ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ
احتیاط کرنے کے باوجود میرا تہہ بند لٹک جاتا ہے؟ رسول

حضرت عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ بن ایمن اپنے والد سے بیان
کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا: میں حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا کے ہاں گیا۔ انہوں نے موٹے سوت کی قمیض پہن
رکھی تھی۔ جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔ حضرت عائشہ رضی
اللہ عنہا نے فرمایا: آپ ﷺ میری اس لونڈی کی طرف
دیکھیں وہ گھر میں بھی ایسا لباس پہننے سے نفرت کرتی ہے۔
حالانکہ رسول مکرم ﷺ کے زمانہ میں میری اس طرح کی
ایک قمیض تھی مدینہ منورہ میں جس کسی عورت کو رخصتی کے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک روز رسول مکرم ﷺ
نے ریشم کا کوٹ زیب تن فرمایا جو آپ ﷺ کو تحفہ کے طور ملا
تھا۔ آپ ﷺ نے جلد ہی اس کو اتار دیا اور اسے حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی جانب بھیج دیا۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: اے
اللہ کے رسول! آپ نے جلد ہی اسے کیوں اتار دیا۔ آپ نے

أَمْرًا وَأَعْطَيْنِيهِ فَمَالِي فَقَالَ إِنَّي لَمْ أُعْطِكُهُ فَرَمَا جبرائیل نے مجھے اس کے پہننے سے منع فرمایا ہے۔
 تَلْبَسُهُ إِنَّمَا أَعْطَيْتُكَ تَبِيعَهُ فَبَاعَهُ بِالْفُیْ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوتے ہوئے آپ
 دَرَّهَم. (رواہ مسلم) 24-1844 کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

آپ ﷺ نے ایک چیز کو ناپسند فرمایا اور مجھے وہ چیز دے دی ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تجھے یہ کوٹ اس لیے
 نہیں دیا کہ تو اسے پہننے میں نے اس لیے دیا ہے تاکہ اسے فروخت کرے۔ تو حضرت عمر نے اسے دو ہزار درہم میں فروخت کر دیا۔
 (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ غیر ملکی کپڑا استعمال کیا جاسکتا ہے۔
- ۲۔ بے مقصد لباس اور بستر بنانا جائز نہیں۔
- ۳۔ متکبر آدمی کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے۔
- ۴۔ ایک پاؤں ننگا اور دوسرے پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا جائز نہیں۔
- ۵۔ ریشم کے کپڑے مردوں پر حرام ہیں۔
- ۶۔ خالیش وغیرہ جیسی تکلیف کی وجہ سے ریشم کا لباس پہنا جاسکتا ہے۔
- ۷۔ تہبند ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہیے۔
- ۸۔ ٹخنوں سے نیچے تہبند رکھنے والے کے ٹخنوں کو جہنم کی آگ سے جلایا جائے گا۔
- ۹۔ ریشم پر بیٹھنے سے ممانعت کی بناء پر مردوں کے لیے ریشمی بیڈ شیٹ، ریشمی صوفہ نیز ریشمی جائے نماز کا استعمال جائز نہیں ہے۔



بَابُ الْخَاتِمِ

انگوٹھی پہننے کے مسائل

کتاب الجہاد میں ذکر ہو چکا ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ نے دنیا کے مختلف حکمرانوں کو مراسلات لکھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کے رفقاء گرامی نے عرض کیا کہ جب تک آپ ﷺ ان خطوط پر اپنی مہر ثبت نہیں فرمائیں گے اس وقت تک آپ کے مراسلات کی ان کے ہاں مسلم حیثیت نہیں ہو سکتی۔ اس ضرورت کے پیش نظر آپ ﷺ نے انگوٹھی بنوائی جس کے نگینہ پر اس انداز میں یہ مبارک اور عظیم الفاظ کندہ تھے ”محمد، رسول، اللہ“۔ یہ انگوٹھی آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاں رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی جس کے بارے میں روایت ہے کہ ان کے ہاتھ سے یہ کنویں میں گر گئی۔ تلاش بسیار کے باوجود با برکت گرامی قدر اور عظیم المرتبت نشانی نہ مل سکی۔ آپ ﷺ کی انگوٹھی کا نقش اس طرح اللہ رسول محمد تھا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ .

وَفِي رَوَايَةٍ وَجَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ أَلْقَاهُ ثُمَّ أَخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرَقٍ نَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِي هَذَا وَكَانَ إِذَا لَبَسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَطْنَ كَفِّهِ . (متفق عليه) 1-1845

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْقَسِيِّ وَالْمَعْصَفِرِ وَعَنْ تَخَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ . (رواه مسلم) 2-1846

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ يَغِمُّ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ فَيَقِيلُ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَذَ خَاتَمَكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی تیار کروائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے دائیں ہاتھ میں پہنا۔ بعد ازاں اسے پھینک دیا۔ اس کے بعد آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ منقش تھا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کوئی شخص میری اس انگوٹھی جیسا نقش نہ بنوائے۔ اور آپ جب اسے پہنتے تو اس کا نگینہ جھیلی کے اندر کی جانب رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے قسی اور زرد رنگ کے لباس سونے کی انگوٹھی اور رکوع کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے اسے اتار کر پھینک دیا۔ اور اسے سرزنش کی کہ تم آگ کے شعلے کو ہاتھ میں لیتے ہو؟ رسول معظم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تم اپنی

اَنْتَفِعَ بِهِ قَالَا لَا وَاللّٰهِ لَا اخُذْهُ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. (رواه مسلم)

3-1847

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَرَادَ اَنْ يَكْتُبَ اِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِي فَقِيْلَ اِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا حَلَقَةً فِضَّةٍ نَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ. (رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ كَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةً اَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلٌ سَطْرٌ وَاللّٰهُ سَطْرٌ. 4-1848

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ. (رواه البخاری)

5-1849

عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبَسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِي يَمِيْنِهِ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصُّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ. (متفق عليه) 6-1850

وَعَنْهُ قَالَا كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هَذِهِ وَاَشَارَ اِلَى الْخِنَصْرِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرَى. (رواه مسلم) 7-1851

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَتَخِمْ فِيْ اَصْبَعِيْ هَذِهِ اَوْ هَذِهِ قَالَا فَاَوْمِ اِلَى الْاَوْسَطَى وَالتَّبِيْ تَلِيْهَا. (رواه مسلم) 8-1852

انگوٹھی اٹھا لو اور اس سے فائدہ حاصل کرو۔ اس شخص نے برملا کہا، میں ہرگز اس کو نہیں اٹھاؤں گا، جسے رسول مکرم ﷺ نے پھینکا ہے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے کسری، قیصر اور نجاشی کی جانب خطوط لکھنے کا ارادہ کیا۔ تو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ لوگ مہر کے بغیر خطوط وصول نہیں کرتے۔ اس وجہ سے رسول محترم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں محمد رسول اللہ منقوش تھا۔ (مسلم) اور بخاری کی روایت میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر مشتمل تھا۔ محمد ایک سطر میں رسول دوسری میں اور اللہ تیسری سطر میں تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ کی انگوٹھی اور اس کا نگینہ چاندی کا تھا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی جس کا نگینہ حبشی طرز کا تھا۔ آپ اس نگینہ کو تھیلی کی جانب رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ کی انگوٹھی اس انگلی میں ہوتی تھی اور انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ کی چھنگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے رسول معظم ﷺ نے منع کیا کہ میں اپنی اس یا اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں اور آپ نے درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کی جانب اشارہ کیا۔

خلاصہ باب

۱۔ انگوٹھی دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہنی جاسکتی ہے۔ ۲۔ مرد کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ ۳۔ رکوع میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرنی چاہیے۔ ۴۔ سونے کی انگوٹھی فروخت کرنا جائز ہے۔ ۵۔ انگوٹھی چھنگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں پہنی جاسکتی ہے۔

بَابُ النِّعَالِ

جوتوں کی کیفیت اور ان کے احکام

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ وہ جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ ایک جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جوتے پہنے رکھو اس لیے کہ جب انسان جوتے پہنے ہوئے ہو تو وہ سوار ہوتا ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ. (رواه البخاری) 1-1853

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قَبَالَانِ. (رواه البخاری) 2-1854

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ غَزَاهَا يَقُولُ اسْتَكْبِرُوا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا اتَّعَلَ. (رواه مسلم) 3-1855

فہم الحدیث

جس طرح سواری پر ہونے کی وجہ سے آدمی کے پاؤں مٹی اور کانٹوں وغیرہ سے محفوظ ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جوتا پہننے سے پاؤں محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی نیچے پاؤں چلنے کی نسبت جوتا پہن کر چلنے میں آسانی اور سکون ہوتا ہے۔ جس طرح سوار کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے اس طرح جوتا پہننے سے بھی پاؤں گرد و غبار سے بچے رہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص جوتا پہنے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور جب جوتا اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے۔ دائیں پاؤں میں پہلے جوتا پہنا جائے اور دائیں پاؤں سے آخر میں اتارا جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ دونوں کو اتار دے یا دونوں کو پہنے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اتَّعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمْنِي وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيَمْنِي أَوَّلَهُمَا تَنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تَنْزَعُ. (متفق عليه) 4-1856

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُخَفِّهَهَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلَهُمَا جَمِيعًا. (متفق عليه) 5-1857

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَلَا يَحْتَبِي بِالثُّوبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفُ الصُّمَاءَ. (رواه مسلم)

6-1858

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے۔ اسے چاہیے کہ وہ اسے مرمت کرے۔ کوئی شخص ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔ اور بائیں ہاتھ سے کھانا بھی نہ کھائے۔ اور ایک کپڑے میں گوٹھ نہ مارے۔ اور چادر کو اس طرح بھی نہ لپیٹے کہ ہاتھ باہر نہ نکل سکیں۔ (مسلم)

فہم حدیث

اللہ، اللہ کتنے مفید اور مہذب ارشادات ہیں۔ ایک جوتا پہننے سے آدمی غیر مہذب نظر آتا ہے اس کے چلنے میں توازن نہیں رہتا۔ جس سے ناف پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے کھانا شیطان کی تہذیب ہے۔ اس طرح گوٹھ مار کر بیٹھنا کہ اچانک ضرورت کے وقت آدمی سے اٹھانہ جائے نقصان دہ بات ہے۔ دیہاتوں میں دیکھا گیا کہ ایسا آدمی اچانک اٹھتے وقت بسا اوقات گر پڑتا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ جوتا پہننا گویا کہ سوار ہونا ہے۔
- ۲۔ ایک پاؤں ننگا اور دوسرے میں جوتا پہن کر چلنا منع ہے
- ۳۔ جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنا جائے۔
- ۴۔ اتارنے کے وقت پہلے بایاں جوتا اتارنا سنت ہے۔
- ۵۔ جوتا پہننے کی شریعت میں ترغیب دی گئی ہے۔ اس لیے ننگے پاؤں چلنا اچھی عادت نہیں۔



بَابُ التَّرَجُّلِ

بالوں میں کنگھی کرنا اور سنوارنا

آدمی کا رہن سہن، وضع قطع، لباس اور بالوں کی تراش خراش اس کے کردار اور نظریات کے ترجمان ہوتے ہیں۔ اچھے ہوئے بال پریشانی اور ڈھنسی پر اگندگی کی علامت ہیں۔ جسم کے بعض حصوں کے بال حد سے زیادہ لمبے ہوں تو صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لبوں کے بال منہ میں پڑتے ہوں تو گندگی کھانے پینے کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہ تعلیم دیا کرتے تھے کہ وہ اپنے بالوں کا اچھی طرح خیال رکھیں۔ ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف فرما تھے ایک آدمی آیا اور اس کی ڈاڑھی اور سر کے بال نکھرے ہوئے تھے تو آپ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے سمجھایا کہ بالوں کو اس طرح سنوار کر رکھا کرو۔ جب وہ اگلی نماز میں شامل ہوا تو اس نے بالوں کو دھویا ہوا اور کنگھی کی ہوئی تھی۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کو شیطان کا روپ دھارنے کی بجائے اس طرح رہنا کہیں بہتر ہے۔ آپ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبروئی کو پسند کرتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. (اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔)

حجامت کے مخصوص انداز سے ملت اسلامیہ کی نہ صرف تہذیب میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس سے امت کے افراد دوسری قوموں سے ممتاز اور نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ حسن و جمال کا یہ معنی نہیں کہ آدمی ڈاڑھی منڈوانا حسن کی علامت سمجھنے لگے یا مرد عورتوں کی مشابہت اور عورتیں مردوں جیسا روپ دھارنا شروع کر دیں۔ ان حرکات پر آپ ﷺ نے لعنت کی ہے۔ مردوں کے لیے تیز شوخ رنگ اور عورتوں کو تیز خوش بولگانے اور بناؤ سنگھار کو غیر محرموں کے سامنے نمایاں کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ اور اس چیز سے بھی منع کیا ہے کہ عورت ہو یا مرد کہ وہ خوبصورت بننے کے لیے اپنے بھنویں اکھاڑنا شروع کر دے اور چہرے یا جسم کے کسی حصہ میں سرمہ سے کسی کے نقش بنانے کی آپ نے ہرگز اجازت نہیں دی۔ ایسے بے جا تکلفات سے منع کرتے ہوئے مصنوعی بال لگوانے کو بھی ناجائز قرار دیا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حائضہ ہونے کی حالت میں بھی رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: پانچ کام فطرت سے ہیں (۱) ختنہ کرنا، (۲) زیر ناف بال مونڈنا، (۳) مونچھیں تراشنا، (۴)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ. (متفق علیہ) 1-1859

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَقَلِيلُ الْأَظْفَارِ وَتَقْفُ

الإبط. (متفق عليه) 2-1860

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَوْ فِرُوا اللَّحَى وَأَحْفُوا لَشَوَارِبَ.

وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُمْ كَوُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحَى. (متفق عليه) 3-1861

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَتْ وَقَّتْ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَتَنْفِ الْإِبطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَنْ لَا تَتْرَكَ أَكْثَرُ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً. (مسلم) 4-1862

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ فَخَالِفُوهُمْ. (متفق عليه) 5-1863

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ أُنْبِيَ بَابِي فَحَافَةَ يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ وَرَأْسَهُ وَلَحِيَّتَهُ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ غَيِّرُوا هَذَا بِشْيءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ. (مسلم) 6-1864

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْأَلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ رُءُوسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدُ. (متفق عليه) 7-1865

ناخن کاٹنا (۵) بغل کے بال اکھاڑنا۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرّم ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو تراشو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مونچھوں کو خوب اچھی طرح تراشو اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: ہمارے لیے مونچھوں کے تراشنے، ناخنوں کے کاٹنے، بغل کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بالوں کو مونڈنے کے لیے یہ معیاد مقرر فرمائی کہ چالیس راتوں سے زیادہ نہ گزرنے پائیں۔ (مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: یہودی اور عیسائی بال نہیں رنگتے، تم ان کی مخالفت کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضي الله عنه بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کو لایا گیا، ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال مٹامہ بوٹی کے پھولوں کی مانند سفید تھے۔ نبی مکرّم ﷺ نے فرمایا اس سفیدی کو کسی دوسرے رنگ میں تبدیل کرو البتہ سیاہ رنگ سے اجتناب کرنا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: جن کاموں میں نبی اکرم ﷺ کو کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا، ان میں آپ ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے اور اہل کتاب اپنے سر کے بال مانگ نکالے بغیر رکھتے تھے اور مشرک لوگ مانگ نکالتے تھے۔ نبی مکرّم ﷺ نے اپنے سامنے کے بالوں کو یوں چھوڑتے بعد ازاں آپ ﷺ نے مانگ نکالنا شروع کر دی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان

عَنْ نَافِعٍ رضي الله عنه عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ

النَّبِيُّ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْقَرْعِ قَبْلَ لِنَافِعٍ
مَا الْقَرْعُ قَالَ يُخْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ
وَيَتْرَكَ الْبَعْضُ. (متفق عليه) 8-1866

کرتے ہیں میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے
'قرع' سے منع فرمایا حضرت نافع سے دریافت کیا گیا 'قرع'
کیا ہے؟ انہوں نے بتایا بچے کے سر کے کچھ حصہ کو مونڈنا
اور کچھ حصے کو چھوڑ دینا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى صَبِيًّا
قَدْ خُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتَرَكَ بَعْضُهُ فَهَاهُمْ
عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ اخْلِقُوا كُلَّهُ أَوْ اتْرُكُوا
كُلَّهُ. (مسلم) 9-1867

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی گرامی
ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈا
ہوا تھا اور کچھ حصہ اسی طرح تھا آپ ﷺ نے ایسا کرنے
سے منع کر دیا اور فرمایا: سر کے تمام بالوں کو منڈاؤ یا سب کو
رہنے دو۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ
الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ
النِّسَاءِ وَقَالَ أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ.
(بخاری) 10-1868

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی معظم
ﷺ نے ان مردوں کو ملعون قرار دیا جو مخنثوں کا روپ
دھارتے ہیں: اور ان عورتوں کو بھی لعنتی قرار دیا جو مردوں کا
روپ دھارتی ہیں اور آپ ﷺ نے حکم دیا ان لوگوں کو
گھروں سے نکال دو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَعَنَ اللَّهُ
الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ
وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.
(بخاری) 11-1869

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے
ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ان مردوں پر اللہ کی لعنت ہو
جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اور ان عورتوں پر
اللہ کی لعنت ہو جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ
الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ
وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. (متفق عليه) 12-1870

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی
محترم ﷺ نے فرمایا: اس عورت پر اللہ کی لعنت ہو جو اپنے
سر میں مصنوعی بال لگاتی ہے اور جو لگواتی ہے۔ جو سرمہ بھرتی
ہے اور جو بھرواتی ہے۔ (بخاری۔ مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ
الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَمَوِّصَاتِ
وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغْفِرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ
فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرمہ بھرنے
والیوں اور بھروانے والیوں بھنوں اور رخسار کے بال
اکھڑنے والیوں اور خوب صورتی کے لیے دانٹوں کو باریک
بنانے والیوں اور اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیوں پر اللہ کی لعنت

ہو۔ ایک عورت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی اور کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپؓ نے فلاں فلاں عورت کو ملعون قرار دیا ہے؟ عبداللہ بن مسعودؓ نے جواب دیا: میں کیوں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اکرم ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر اللہ کی کتاب میں لعنت کی گئی ہے۔ اس عورت نے کہا: میں نے دونوں تختیوں کے درمیان (یعنی پورے) قرآن مجید کی تلاوت کی ہے مجھے اس میں وہ بات

کُتِبَتْ وَكُتِبَ فَقَالَ مَالِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللُّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ قَالَ لَئِنْ كُنْتَ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ أَمَا قَرَأْتَ مَا اتَّكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا قَالَتْ بَلَى قَالَ فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ. (متفق علیہ) 13-1871

نہیں ملی جو آپؐ کہہ رہے ہیں۔ ابن مسعودؓ نے وضاحت فرمائی کہ اگر تو نے قرآن مجید کی تلاوت کی ہوتی تو اس میں اس حکم کو پالیتی کیا تو نے قرآن مجید میں نہیں پڑھا ”تمہیں جو چیز رسول دیں اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کریں اس سے رک جاؤ“ (الحشر)؟ اس عورت نے جواب دیا: بالکل عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: تو نبی کریم ﷺ نے ان باتوں سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلْعَيْنُ حَقٌّ وَنَهَى عَنِ الْوَسْمِ. (بخاری) 14-1872

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: نظر کا لگ جانا ایک حقیقت ہے۔ اور آپ ﷺ نے جسم میں سرمہ بھرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

ضرورت کے تحت بالوں کو چپکایا جاسکتا تھا۔ آپؐ نے حج کے موقع پر بالوں کو چپکایا تھا تا کہ حج کے ایام میں بال پر اگندہ نہ ہونے پائیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُلْبِدًا. (بخاری) 15-1873

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعَفَرَ الرَّجُلُ. (متفق علیہ) 16-1874

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطِيبُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَطْيَبَ مَا نَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَبَيْضَ الطَّيِّبِ فِي رَأْسِهِ وَلِخَيْتِهِ. (متفق علیہ) 17-1875

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول محترم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے سر کے بالوں کو چپکایا ہوا تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے مردوں کو زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کو دستیاب خوش بوؤں میں سے سب سے عمدہ خوش بو لگاتی یہاں تک میں خوش بو کی چمک آپ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں محسوس کرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ نَافِعٍ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنه إِذَا اسْتَجَمَرَ اسْتَجَمَرَ بِاللَّوَةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُورٍ يَطْرَحُهُ مَعَ اللَّوَةِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا كَانَ يَسْتَجِمِرُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم) 18-1876

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب دھونی لیتے۔ تو کبھی کافور کی آمیزش کے بغیر اور کبھی کافور ملا کر دھونی لیتے۔ پھر فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہی دھونی لیا کرتے تھے۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ ثَابِتٍ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ رضي الله عنه عَنْ خِصَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنْتُ فِي رَأْسِهِ فَعَلْتُ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ وَقَدْ اخْتَضَبَ أَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه بِالْحِنَاءِ وَالْكُتْمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَاءِ بَحْتًا. (متفق عليه) 19-1877

حضرت ثابت رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضي الله عنه سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہندی لگانے کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے کہا: اگر میں چاہتا تو آپ کے سر کے سفید بالوں کو شمار کروں تو کر سکتا تھا۔ آپ نے بالوں کو مہندی نہیں لگائی۔ ایک روایت میں اضافہ ہے۔ حضرت ابو بکر رضي الله عنه نے مہندی اور وسہ کے ساتھ بالوں کو خضاب کیا۔ اور حضرت

عمر رضي الله عنه نے خالص مہندی کے ساتھ بالوں کو رنگ کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مویہ رضي الله عنه فرماتے ہیں: میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگین بال نکال کر دکھائے۔ (بخاری)

عَنْ عُثْمَانَ رضي الله عنه بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعْرًا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَخْضُوبًا. (بخاری) 20-1878

خلاصہ باب

۱۔ حائضہ عورت دوسرے کو کنگھی کر سکتی ہے۔ ۲۔ ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھیں تراشنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال صاف کرنا ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے۔ ۳۔ زیر ناف بال چالیس دن کے اندر صاف کر لینے چاہئیں ۴۔ ڈاڑھی پوری رکھنی چاہیے۔ ۵۔ سفید بال سیاہی مائل سرخ کیے جاسکتے ہیں۔ بشرطیکہ خالص سیاہ رنگ نہ ہو۔ ۶۔ بالوں میں مانگ نکالنا سنت ہے۔ ۷۔ حجامت کے وقت سر کے کچھ بال چھوڑ دینا گناہ ہے۔ ۸۔ منٹ بننے یعنی عورت جیسا روپ دھارنے والے مرد اور مرد جیسا روپ دھارنے والی عورت پر اللہ کی پھٹکار ہوتی ہے۔ ۹۔ مرد یا عورت کو مصنوعی وگ وغیرہ لگوانا گناہ ہے۔ ۱۰۔ پیشانی، چہرے یا جسم کے کسی حصہ میں کوئی لفظ کندہ کروانا یا رنگ بھروانا گناہ ہے۔ ۱۱۔ بھنوں کے بال اکھاڑنے والے پر لعنت ہے۔ ۱۲۔ نظر کا لگ جانا برحق ہے۔ ۱۳۔ مرد رنگ دار میک اپ نہیں کر سکتا۔ ۱۴۔ خوشبو لگانا سنت ہے۔ ۱۵۔ سفید بالوں کو مہندی وغیرے سے رنگنے کا حکم ہے۔

بَابُ التَّصَاوِيرِ

تصاویر بنانے اور ان کے مضمرات

جان دار چیزوں کی تصویر بنانے سے کئی وجوہات اور حکمتوں کی بنا پر منع کیا گیا ہے۔ دنیا میں شرک کی ابتدا تصویر اور مجسمہ سازی کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان موجود ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام انتقال کر گئے تو ان کے بعد لوگوں نے شیطان کے اکسانے پر اپنی قوم کے ان نیک لوگوں کی تصویریں اور بعد ازاں مجسمے تراش کر عبادت کے وقت اپنے سامنے رکھنا شروع کر دیا ان کا خیال تھا کہ اس طرح بزرگوں کی یاد اور عبادت میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ صوفیائے کرام اپنے مریدوں کو تصویر شیخ کا درس دیتے ہیں۔ اور قبروں پر چلہ کشی بھی اسی تصور کا تسلسل ہے۔ بزرگوں کے واسطے، وسیلے اور طفیل یا اس قسم کی حرکات کے ذریعے اللہ کا قرب تلاش کرنا شرک کے مترادف ہے اور قرآن مجید نے اس سے منع کیا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو ہدایت سے محروم اور عقیدے کے اعتبار سے کذاب قرار دیا ہے۔

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ ذُنُوبِهِمْ أُولِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ (الزمر: ۳۹)

”وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سر پرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔ اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو۔“

بزرگوں اور اپنے اعزہ و اقربا کی تصاویر سے غلط عقیدت پیدا ہوتی ہے اور کئی دفعہ تصویر کی بے حرمتی سے آدمی بزرگوں کی توہین اور اپنی ذلت محسوس کرتا ہے۔ ان فکری اور اعتقادی نقصانات کے ساتھ یہ بات بھی مسئلہ ہے کہ جب کبھی آدمی اپنے قریبی عزیزوں کی تصاویر کو دیکھتا ہے تو جدائی کے زخم تازہ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ شریعت کا مطلق نظریہ ہے کہ آدمی کو صبر و حوصلہ کے ساتھ غم بھلانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تصویر کے حوالے سے آدمی اس لیے غم عقیدت یا توہین محسوس کرتا ہے کہ وہ شعوری اور غیر شعوری طور پر تصویر کو کچھ نہ کچھ حقیقت کا بدل سمجھتا ہے۔ اس سے غم اور پریشانی میں اضافے کے ساتھ اعتقاد میں کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ بسا اوقات آدمی تصویر کو چومتا ہے اور عقیدت کے ساتھ اس کے سامنے موڈب ہو جاتا ہے۔ جبکہ تصویر ایک عکس ہے اور اس عکس کا فوت ہونے والے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس پریشانی اور ایمانی کمزوری سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے تصویر کشی سے سختی کے ساتھ منع کیا۔ اور تصویر کھینچنے والے پر پھٹکار کی گئی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے

تصاویر. (متفق علیہ) 1-1879

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَصْبَحَ يَوْمًا وَاجِمًا وَقَالَ إِنَّ جَبْرِئِيلَ كَانَ وَعْدَنِي أَنْ يَلْقَانِي اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِي أَمْ وَاللَّهِ مَا أَخْلَفَنِي ثُمَّ وَقَعَ فِي نَفْسِهِ جَرُّ كُلِّبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهُ فَلَمَّا أَمْسَى لَقِيَهُ جَبْرِئِيلُ فَقَالَ لَقَدْ كُنْتُ وَعْدَتْنِي أَنْ تَلْقَانِي الْبَارِحَةَ قَالَ أَجَلٌ وَلَكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كُلِّبٌ وَلَا صُورَةٌ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَئِذٍ فَأَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى أَنَّهُ يَأْمُرُ بِقَتْلِ كُلِّبِ الْحَائِطِ الصَّغِيرِ وَيَتْرُكُ كُلِّبَ الْحَائِطِ الْكَبِيرِ. (مسلم) 2-1880

اور تصویریں ہوں۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ميمونه رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن رسول مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم غمگین دکھائی دیے۔ آپ نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے اس رات ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تھا، لیکن انہوں نے مجھ سے ملاقات نہیں کی۔ آپ نے فرمایا: سنئے اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر آپ کے ذہن میں خیال آیا کہ میری چارپائی کے نیچے کتیا کا بچہ بیٹھا ہے۔ آپ نے اس کو نکال دینے کا حکم دیا۔ جب اسے نکال دیا گیا، تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اس جگہ پر پانی چھڑکا جب شام کا وقت ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے دریافت کیا: آپ نے گزشتہ رات مجھ سے ملاقات کا وعدہ کیا تھا؟ انہوں نے

جواب دیتے ہوئے وضاحت کی کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ صبح ہوئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مارنے کا حکم دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نافذ کر دیا کہ چھوٹے باغیچوں کے کتوں کو بھی مار دیا جائے۔ البتہ بڑے باغوں کے کتوں کو چھوڑ دیا جائے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود ہر ایسی چیز کو توڑ دیتے تھے جس پر صلیب کی تصویر ہوتی تھی۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبٌ إِلَّا نَقَضَهُ. (بخاری) 3-1881

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر داخل نہ ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اللہ اور آپ کے حضور معافی مانگتی

وَعَنْهَا أَنَّهَا اشْتَرَتْ ثُمْرُقَةَ فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَأَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَالْإِلَهِ إِلَى رَسُولِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا بَالُ هَذِهِ الثُّمْرُقَةِ قَالَتْ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ

لَتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذِّبُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّورَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

(متفق عليه) 4-1882

ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تکلیف کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اسے آپ کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں اور اس کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ یہ بات سن کر رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب میں گرفتار

ہوں گے اور ان سے مطالبہ کیا جائے گا کہ جن تصویروں کو تم نے بنایا ہے ان میں زندگی پیدا کرو۔ نیز آپ نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ قَدْ اتَّخَذَتْ عَلَى سَهْوَةٍ لَهَا سِتْرًا فِيهِ تَمَائِيلٌ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نَمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهَا. (متفق عليه) 5-1883

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اپنے گھر کے سامنے تصویروں والا کپڑا لٹکایا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے پھاڑ ڈالا۔ تو تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی کے دو ٹکے بنالئے تو وہ ٹکے گھر میں تھے آپ ان پر بیٹھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

کپڑا پھاڑنے سے تصویریں بھی دو حصوں میں پھٹ گئیں جس سے ان کی اصلیت کی پہچان ختم ہو چکی تھی جس کی وجہ سے آپ ﷺ ان کو اپنے استعمال میں لایا کرتے تھے۔

وَعَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي غَزَاةٍ فَأَخَذَتْ نَمَطًا فَسَتَرَتْهُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَأَى النَّمَطَ فَجَذَبَهُ حَتَّى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُو الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ. (متفق عليه) 6-1884

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی مکرم ﷺ ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ میں نے ایک چادر دروازے پر بطور پردہ لٹکادی۔ جب آپ تشریف لائے اور آپ نے چادر دیکھی تو اسے کھینچ کر پھاڑ ڈالا۔ اور واضح کیا کہ اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا ہے کہ ہم پتھروں اور مٹی کو لباس پہنائیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

جس طرح آج دیواروں کو خوب صورت بنانے کے لیے لوگ قالین لٹکاتے ہیں۔ اسی طرح اس زمانے میں بھی لوگ گھر کی خوب صورتی کے لیے چادریں وغیرہ لٹکایا کرتے تھے۔ لیکن رسول محترم ﷺ نے اس انداز کو پسند نہیں فرمایا۔

وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتی

يَوْمَ الْقِيَمَةِ الَّذِينَ يُضَاهَوْنَ بِخَلْقِ
اللَّهِ. (متفق عليه) 7-1885

ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے
زیادہ عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو اللہ کی تخلیق میں
اللہ کی مشابہت کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ
ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذُرَّةً
أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً. (متفق عليه)

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں : میں نے رسول اکرم
ﷺ سے سنا: آپ نے یہ ارشاد فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ
ہے۔ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے
کی طرح پیدا کرتا ہے؟ انہیں چاہیے کہ وہ ایک ذرہ یا ایک
دانہ یا ایک جوہی پیدا کر کے دکھائیں۔ (بخاری و مسلم)

8-1886

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا
عِنْدَ اللَّهِ الْمُصَوِّرُونَ. (متفق عليه) 9-1887

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں : میں نے
رسول معظم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے
ہاں سخت ترین عذاب میں مصور لوگ مبتلا ہوں گے۔
(بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ
بِكُلِّ صُورَةٍ صَوْرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ فَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ لِمَا
فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوحَ فِيهِ. (متفق عليه)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔
میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ہر تصویر
بنانے والا دوزخ میں ہوگا۔ اس کی ہر تصویر کے بدلے ایک
وجود بنایا جائے گا جو جہنم میں اس کو عذاب دیتا رہے گا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔
اگر تم ضرور تصویریں بنانا چاہتے ہو تو درختوں اور غیر ذی
روح کی تصویریں بنالیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

10-1888

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ
تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كَلَّفَ أَنْ يَغْقَدَ بَيْنَ
شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَقْعَلَ وَمَنْ اسْتَمَعَ إِلَى حَدِيثٍ
قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ أَوْ يَفِرُونَ مِنْهُ صَبَّ فِي
أُذُنَيْهِ الْأَنْكُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُورَةً
عَذَبَ وَكَلَّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔
میں نے رسول مکرّم ﷺ سے سنا: آپ نے فرمایا: جس شخص
نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہیں تو اسے
تکلیف دی جائے گی کہ وہ جو کے دو دانوں کے درمیان گرہ
لگائے۔ لیکن وہ گرہ نہیں لگا سکے گا۔ اور جو شخص کسی کی
باتیں چوری سنتا ہے جبکہ وہ لوگ اس کے سننے کو ناپسند کرتے
ہیں یا اس سے کنارہ کش ہو کر بیٹھتے ہیں تو سننے والے کے

(بخاری) 11-1889

دونوں کانوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ اور جو شخص کسی ذی روح کی تصویر بناتا ہے۔ تو اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اس پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ وہ اس میں روح ڈالے۔ جبکہ وہ اس میں کبھی روح نہیں ڈال سکے گا۔ (بخاری)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص 'زرد شیر' (شطنج) کھیتا ہے گویا وہ اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں ڈبو رہا ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت سعید بن ابوالحسن بیان کرتے ہیں: میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! میں ایسا شخص ہوں کہ میرا گزارہ میرے ہاتھ کے فن میں ہے۔ اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں تجھے وہ حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تصویریں بناتا ہے اللہ اس کو سزا دیتا رہے گا حتیٰ کہ وہ اس تصویر میں روح ڈالے۔ جبکہ وہ کبھی اس میں روح نہیں ڈال سکے گا۔ یہ سن کر اس شخص نے زور دار آہ! بھری۔ اور اس کا چہرہ زرد ہو گیا۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تیرا بھلا ہوا اگر تو نے ضرور تصویریں بنانی ہیں تو درختوں اور غیر ذی روح کی تصویریں بنایا کرو۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے تو آپ کی ایک بیوی نے ماریہ نامی ایک گرجے کا ذکر کیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا وہاں حبشہ میں گئیں تھیں۔ اس لیے انہوں نے گرجے کے حسن اور اس میں موجود تصاویر کا ذکر کیا۔ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ان لوگوں میں سے جب کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر عبادت گاہ تعمیر کر دیتے تھے اور

عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنُّرْدِ شِيرٍ فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خَنزِيرٍ وَدَمِهِ. (مسلم) 12-1890

الفصل الثالث

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ إِنِّي رَجُلٌ إِنَّمَا مَعِيشَتِي مِنْ صُنْعَةٍ يَدِي وَإِنِّي أَصْنَعُ هَذِهِ التَّصَاوِيرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا أُحَدِّثُكَ إِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللَّهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيهِ الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِعٍ فِيهَا أَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رُبُوعًا شَدِيدَةً وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهِذَا الشَّجَرِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيهِ رُوحٌ. (بخاری) 13-1891

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَّةٌ فَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ اتَّيَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرْنَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرِ فِيهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ بِلَکِ الصُّورِ

خلاصہ باب

- ۱۔ تصویر اور کتے والے گھر میں رحمتِ خاص کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔
- ۲۔ صلیب اور تصویر والی چیز استعمال کرنا گناہ ہے۔
- ۳۔ تصویر بنانے والوں کو سخت عذاب ہوگا۔
- ۴۔ بے جان چیزوں اور قدرتی مناظر کی مصوری کرنا جائز ہے۔
- ۵۔ جھوٹا خواب بیان کرنے والے کو ”جو“ کے دانوں کے درمیان گرہ لگانے کی سزا دی جائے گی۔
- ۶۔ قبر پر عمارت تعمیر کرنے والے اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔
- ۷۔ چمکے چمکے اور دیواروں کے ساتھ لگ کر دوسروں کی باتیں سننا حرام ہے۔
- ۸۔ بیوی بچوں میں کوئی غیر شرعی بات دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا حیا داری، اخلاق یا مروت کے زمرے میں نہیں آتا۔ رسول اللہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بلا توقف اہل خانہ کو غیر شرعی کام پر ٹوکنا چاہیے۔



کتاب الطب والرقي

بیماریوں، ادویات اور دم کرنے کا ذکر

رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے ساتھ اس کا علاج بھی پیدا فرمایا ہے۔ اس سے دو حقیقتیں واضح ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ بیماری کا علاج کروانا چاہیے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ بالخصوص مسلمانوں کو طب میں جستجو اور ترقی کرنی چاہیے تاکہ بیماروں کی تکلیف میں افاقہ ہو اور وہ سکون اور آرام کے ساتھ زندگی کے دن گزار سکیں۔ آپ کی عطا کردہ اس فکر ہی کا نتیجہ تھا کہ مسلمان طب کی دنیا میں امام اور پیشوا مانے گئے۔ مسلمانوں نے بڑی بڑی ریسرچ گاہیں اور لیبارٹریاں قائم کیں۔ جن بیماریوں کو اس زمانے کے لوگ لا علاج سمجھتے تھے مسلمان حکما اور اطباء نے اللہ کی توفیق سے ان بیماریوں کا شافی علاج دریافت کیا لیکن افسوس! ملت اسلامیہ جس طرح زندگی کے دوسرے محاذوں سے پسپا ہوئی اسی طرح آج طب کے محاذ میں بھی پیچھے رہ گئی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے علاج کے ساتھ پرہیز کو بھی ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جسمانی علاج کے ساتھ روحانی علاج بھی کرنا چاہیے۔ پھر آپ نے کسی بیماری کو کلیتہً متعدی بیماری قرار نہیں دیا۔ تاہم مہلک بیماریوں میں مریض کے ساتھ خلط ملط ہونے سے قدرے پرہیز کرنے کا اشارہ دیا ہے۔ اگر بیماری کو کلیتہً متعدی قرار دیا جاتا تو ہزاروں مریض تڑپ تڑپ کر جان دے دیتے اور کوئی ان کا علاج اور خدمت کرنے والا نہ ہوتا ہے۔ اس سوچ کی نفی کے لیے آپ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ ”پہلے اونٹ کو کس نے بیمار کیا ہے؟“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی جس کا علاج نازل نہ کیا ہو۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً. (بخاری) 1-1893

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: ہر بیماری کا علاج ہے۔ جب علاج بیماری کے موافق ہوتا ہے تو اللہ کے حکم سے تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللَّهِ. (مسلم) 2-1894

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفا ہے۔ سبکی لگوانے میں۔ شہد پینے میں۔ یا گرم لوہے کے ساتھ داغنے میں۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: میں اپنی امت کو داغنے سے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ فِي شَرِطَةٍ مَحْجَمٍ أَوْ شَرِبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيْةٍ بِنَارٍ وَأَنَا أَنَّهُیْ أَمْتِي عَنِ الْكَيِّ. (بخاری) 3-1895

منع کرتا ہوں۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جبک احزاب کے دن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے گلے پر تیر لگا۔ تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خود داغا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رگ میں تیر لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تیر کے پھل کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنے دست مبارک سے داغا پھر اس پر دم آگیا تو آپ نے دوبارہ اسے داغا۔ (مسلم)

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی جانب طیب بھیجا اس نے اس کی رگ کو کاٹا پھر اس کو داغا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کلو نجی کا استعمال موت کے سوا ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں 'السام' سے مراد موت اور الحبة السوداء سے مراد کلو نجی ہے۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے شکوہ کیا کہ میرے بھائی کا پیٹ بہہ پڑا ہے۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ اس شخص نے اسے شہد پلایا۔ پھر وہ آپ کے پاس حاضر ہوا اور بتایا میں نے اس کو شہد پلایا ہے، لیکن شہد پلانے سے مزید دست آرہے ہیں۔ آپ نے اسے تین بار شہد پلانے کے لیے کہا۔ پھر وہ چوتھی بار آیا تو آپ نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ اس نے بتلایا کہ میں نے شہد پلایا تھا، لیکن پھر بھی جلاب میں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ پھر اس شخص نے اسے مزید شہد پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ رُمِيَ أَبِي يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى أَكْحُلِهِ فَكَوَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رواه مسلم) 4-1896

وَعَنْهُ قَالَ رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ فِي أَكْحُلِهِ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ بِمَشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ. (مسلم) 5-1897

وَعَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى أَبِي بَنٍ كَعْبٍ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ. (مسلم) 6-1898

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ السَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِيزُ. (متفق عليه) 7-1899

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتَطْلَقَ فَقَالَ لَهُ تِلْكَ مَرَاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتَطْلَقَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ فَسَقَاهُ فَبَرَأَ. (متفق عليه) 8-1900

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ أُمِّلَ مَا تَدَا وَيُتَمَّ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ. (متفق عليه) 9-1901

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمَزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ. (متفق عليه) 10-1902

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا تَدْعُرْنَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلْدُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. (متفق عليه) 11-1903

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْحُمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ. (متفق عليه) 12-1904

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الرُّقِيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ. (مسلم) 13-1905

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ. (متفق عليه) 14-1906

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ تَعْنِي صُفْرَةً فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ. (متفق عليه) 15-1907

حضرت انس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر علاج سینگی لگوانا اور قسط بحری کا استعمال کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تم بچوں کو حلق کی گھنڈی دبانے کے ساتھ تکلیف میں نہ ڈالو بلکہ قسط بحری کا استعمال کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تم کس لیے اپنی اولاد کو حلق کی گھنڈی دبانے کے ساتھ تکلیف دیتی ہو؟ تم عود ہندی استعمال کرو اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ ان میں نمونیا بھی ہے۔ گھنڈی کی وجہ سے ناک میں عود ہندی کا عرق ٹپکایا جائے اور نمونیا کی وجہ سے منہ کے کنارے سے ڈالا جائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور رافع بن خدیج رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش مارنے کی مانند ہے اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے نظر لگنے، بچھو کے ڈسنے اور پھنسیوں پر دم کرنے کی اجازت دی ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہم نظر لگنے سے دم کروائیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس کے گھر میں ایک لونڈی دیکھی جس کا چہرہ زرد تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو دم کرو اسے نظر لگ گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرُّقَى فَجَاءَ آلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقِيَّةٌ تَرُقِي بِهَا مِنَ الْعَقَرِ وَأَنْتَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقَى فَعَرَضُوهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَا أَرَى بِهَا بَأْسًا مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ. (مسلم) 16-1908

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے دم کروانے سے منع فرمایا، تو عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے گھروالے آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک دم ہے جس کے ساتھ ہم بچھو کے ڈسے کو دم کرتے ہیں۔ اور آپ نے دم کرنے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے دم پڑھا۔ آپ نے فرمایا: میں اس دم میں کوئی حرج نہیں پاتا۔ تم میں سے جو شخص اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ اسے ضرور فائدہ پہنچائے۔ (مسلم)

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَرُقِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَرَى فِي ذَلِكَ فَقَالَ أَغْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ. (مسلم) 17-1909

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ اجمعی بیان کرتے ہیں: ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے سامنے اپنا دم پیش کرو! ایسا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔ (مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَلْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتَغْسَلْتُمْ فَاغْسِلُوا. (مسلم) 18-1910

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: نظر کا لگ جانا برحق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آسکتی تو نظر تھی۔ اگر کوئی تم میں سے غسل کے پانی کا مطالبہ کیا جائے تو تم اس کے لیے غسل کرو۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أُرْسِلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مَخْضَبَةً فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ تُمَسِّكُهُ فِي جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضَخَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ

تیسری فصل

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موهب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے گھروالوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی جانب پانی کا پیالہ دے کر بھیجا اور جب بھی کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی تکلیف لاحق ہوتی تو وہ ان کی جانب پانی کا برتن بھیج دیتے اور وہ رسول معظم ﷺ کے بال مبارک نکالتی جن کو انہوں نے چاندی کی ڈبیا میں رکھا ہوا تھا۔ اور وہ ان کو پانی میں ہلاتیں

قَالَ فَاطْلَعْتُ فِي الْجُلُجْلِ فَرَأَيْتُ شَعْرَاتِ
حَمْرَاءَ. (بخاری) 19-1911
اور بیمار اسے پی لیتا۔ راوی نے بیان کیا کہ میں نے ڈبیا کو غور
سے دیکھا تو اس میں کچھ سرخ بال تھے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کا علاج پیدا فرمایا ہے۔
- ۲۔ علاج جب بیماری کے مطابق ہو جائے تو اللہ کی طرف سے صحت حاصل ہوتی ہے۔
- ۳۔ کلو نجی موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے مفید ہے۔
- ۴۔ شہد میں اللہ نے شفا رکھی ہے۔
- ۵۔ بخار کی کئی اقسام کا علاج ٹھنڈا پانی ہے۔
- ۶۔ نظر اور بیماری کے وقت دم کرنا اور کروانا جائز ہے۔
- ۷۔ کفریہ اور شرکیہ دم سے بچنا لازم ہے۔
- ۸۔ غیر شرکیہ دم کرنا کروانا جائز ہے
- ۹۔ رسول اللہ کے حقیقی آثار سے تبرک جائز اور باعث شفاء ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے غیر کے آثار سے تبرک ناجائز ہے۔



بَابُ الْفَالِ وَالطَّيْرَةِ

نیک فال اور بدشگونی کا بیان

ہر دور کے جہالت زدہ لوگوں میں بدشگونی (BADOMEN) لینے کی عادت رہی ہے۔ جس کی مختلف شکلوں میں سے ایک شکل یہ تھی کہ لوگ مخصوص اوقات میں بیٹھے ہوئے کسی پرندے کو اڑاتے۔ اگر وہ اڑتے ہوئے دائیں جانب رخ کرتا تو اڑانے والا آدمی جو کام کرنے کا ارادہ رکھتا تھا وہ سمجھتا کہ یہ کام کرنا میرے لیے بہتر ہے۔ اور اگر وہ پرندہ دوسری جانب اڑتا تو کام نہ کرنے اور اس میں برکت نہ ہونے کا تصور لیا جاتا۔ اسی طرح ہی وہ تیروں سے فال نکالتے، جس طرح ہمارے ہاں یہ کام طوطے اور جانوروں کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ اس عمل کو عربی میں فال اور طیرہ اور اردو میں شگون لینے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے آدمی نفسیاتی مریض، توہم پرست اور بزدل بن جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر آدمی کے اعتماد اور توکل کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بد اعتقادی پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی مکمل یا جزوی طور پر غیب جاننے والے موجود ہیں۔ یہ حرکات عقیدہ ایمان کے سراسر منافی ہیں جس سے منع کیا گیا ہے۔

البتہ کوئی شخص کسی بات سے اچھا شگون لینا چاہے تو اس کی اجازت عنایت فرمائی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: میں نے البتہ رسول معظم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: بدشگونی جائز نہیں البتہ فال بہتر ہے! صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا: کہ فال کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا کلمہ جو تمہیں سنائی دے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا طَيْرَةَ وَلَا خَيْرَهَا الْفَالُ قَالُوا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ. (متفق عليه) 1-1912

حضرت ابو ہریرہؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی بیماری متعدی نہیں۔ بدشگونی کی بھی نہیں ہے۔ نہ الوبد روح ہے اور نہ صفر کا مہینہ نحوس

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفْرَ وَفَرٌّ مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ. (بخاری) 2-1913

والا ہے۔ اور کوڑھی شخص سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہے۔ نہ الوبد روح ہے اور نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے۔ ایک اعرابی نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا عَدْوَى وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفْرَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ لَكَائِهَا الطَّبَاءُ فَيَخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ. ریشلے علاقے میں رہتے ہیں ہر نیوں کی مانند نظر آتے ہیں اور جب خارش زدہ اونٹ ان کے ساتھ ملتا ہے تو ان سب (بخاری) 3-1914

کو خارش زدہ کر دیتا ہے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا اگر معاملہ یوں ہے تو بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش زدہ کیا؟ (بخاری) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا عَدْوَى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوَّءَ وَلَا صَفَرَ. (مسلم) 4-1915

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا غَوْلَ. (مسلم) 5-1916

عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ فِي وَفْدٍ لِقَيْفٍ رَجُلٌ مَجْدُومٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَأَرْجِعْ. (مسلم) 6-1917

فہم الحدیث
اچھی بات سے فال لینے کا معنی یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے یا وہ سفر کے لیے نکلا ہے تو ابتدا ہی اس کو کسی نے اچھی خبر سنائی کہ آپ کا فلاں کام ہو چکا ہے۔ یا جس طرف آپ جانے لگے ہیں وہاں کے حالات بہتر ہو گئے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اس چیز کو اچھے شگون کے طور پر لینا چاہیے۔ اگر کام کرنے سے پہلے یا سفر کے آغاز میں گاڑی میں خرابی یا کوئی بُری بات سننے میں آئی ہے تو اس کو بُرا شگون سمجھ کر آدمی کو اپنا ارادہ نہیں بدلنا چاہیے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ اچھا شگون لینا جائز اور بد شگون گناہ ہے۔
- ۲۔ کوئی جاندار چیز بدروح نہیں ہوا کرتی۔
- ۳۔ صفر کا مہینہ یا کوئی دن یا وقت فی نفسہ منحوس نہیں ہوتا۔
- ۴۔ بنیادی طور پر کوئی بیماری بھی متعدی نہیں ہے۔
- ۵۔ خاص قسم کے مریض سے پرہیز کیا جاسکتا ہے۔

بَابُ الْكَهَانَةِ

کہانت کا بیان

کہانت ایک مذہبی پیشہ اور عمل ہے۔ عیسائیوں، یہودیوں اور بت پرستوں کے نزدیک کاہن اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی کی حاجت روائی اور لوگوں کو اسرار و رموز کی خبروں سے آگاہ کرے۔ اسلام اس بات کی مکمل طور پر نفی کرتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں یہ بات شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی شخص نیک ہو یا بد حتیٰ کہ نبی اور رسول بھی غیب کا علم نہیں جانتے۔ قرآن و حدیث میں اس عقیدے کی درجنوں مثالیں اور شہادتیں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غیب دان سمجھنے کے کئی نقصانات ہیں۔ کیونکہ کائنات کا حقیقی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کے برعکس یہ عقیدہ رکھنا نہ صرف ایمان کی نفی ہے بلکہ اس عقیدے سے انسان فکری اور عملی طور پر کمزور ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایسے غیب دانی جھوٹے دار کاہن قسم کے لوگوں کے اس فن اور عمل کی وجہ سے معاشرے میں غلط فہمیاں اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کے دل و دماغ پر شیطان جھوٹی باتیں القا کرتا ہے اور یہ اسی کو بنیاد بنا کر لوگوں کو غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ کا ارشادِ عالی ہے کہ جو شخص ان کی باتوں پر یقین کرتا ہے اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ایسے شخص کے ایمان کی نفی فرمائی ہے۔

فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ ﷺ

”اس نے تو جو مجھ پر نازل ہوا ہے اسکا انکار کر دیا ہے“

مسلمانوں میں کاہن تو موجود نہیں لیکن بے شمار علماء اور پیر فقیر کہانت جیسے وظائف اور عمل کرتے ہیں۔ مثلاً لوٹا گھمانا۔ بچے کو سامنے بٹھا کر قرآن مجید کی کوئی سورۃ تلاوت کرتے ہوئے اس سے غیب کی خبریں پوچھنا۔ چند لمحے مراقبہ کرنے کے بعد گمشدہ چیزوں یا اس قسم کی خبریں دینا یہ سب کہانت ہی کے مترادف ہے۔ اسی طرح ستارہ پرستی، دست شناسی اور زانچہ بندی کرنا جائز نہیں۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ

عُرُورًا ۖ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝ (الانعام: ۱۱۲)

”اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے سرکش انسان اور جن دشمن بنائے۔ جو ایک دوسرے کو چپکے چپکے خوش نما اور

دھوکا دینے والی باتیں سکھاتے تھے۔ اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ پس انہیں اور جو وہ بہتان باندھتے ہیں اسے چھوڑ دیجئے۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کچھ کام ایسے ہیں جنہیں جاہلیت میں ہم کیا کرتے تھے۔ ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُمُورًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَسْأَلُ الْكُهَّانَ قَالُوا فَلَا تَفْعَلُوا الْكُهَّانَ قَالُوا قُلْتُ

كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذَالِكَ شَيْءٌ يَجْذُهُ أَحَدُكُمْ فِي نَفْسِهِ فَلَا يَصُدُّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رَجُلٌ يَخْطُونَ قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ فَمَنْ وَافَقَ خَطُّهُ فَلَذَاكَ. (مسلم) 1-1918

تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کاہنوں کے پاس مت جایا کرو۔ اس نے کہا: ہم بدشگونی پکڑا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جو دل میں پیدا ہوتی ہے۔ لیکن تمہیں کام کرنے سے ہرگز نہ روکے۔ اس نے کہا: میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: ایک پیغمبر لکیریں کھینچا کرتے تھے تو جس شخص کی لکیریں ان کی لکیروں کے موافق ہو گئیں پھر تو ٹھیک ہے۔ ورنہ نہیں۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ أَنَسُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّهُمْ لَيَسُؤُوا بِشَيْءٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطُفُهَا الْجَنِيُّ فَيَقْرُهَا فِي أُذُنٍ وَلِيهِ قَرُّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلُطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ. (متفق عليه) 2-1919

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کاہن کی کوئی حقیقت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کاہن کبھی ایسی بات بتاتے ہیں جو درست ہوتی ہے؟ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کسی سچی بات کو کوئی جن اچک لیتا ہے۔ اور اپنے دوست کے کان میں مرغی کی آواز کی طرح القا کرتا ہے۔ تو کاہن لوگ اس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْأَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَعْرِقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوحِيهِ إِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ. (بخاری) 3-1920

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسول محترم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: بے شک فرشتے بادلوں میں اترتے ہیں اور جس معاملے کا فیصلہ آسمانوں میں ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ تو شیطان و جنات اسے چوری چھپے سنتے ہیں اور کاہنوں کو اس کی خبر دیتے ہیں۔ تو کاہن لوگ اپنی طرف سے اس میں سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص گم شدہ یا چوری کا پتا بتانے والے کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ (مسلم)

عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَتَى عَرُافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَوةُ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً. (مسلم) 4-1921

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضي الله عنه قَالَ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَوةَ الصُّبْحِ بِالْحَدِيثِ عَلَى آثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَاكَ كَافِرٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِسُوءٍ كَذَا وَكَذَا فَذَاكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ. (متفق عليه) 5-1922

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ مقام میں رات کی بارش کے بعد صبح کی نماز پڑھائی جب آپ فارغ ہوئے تو کرلوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا تم جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ راوی نے بیان کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے کہا ہے کہ میرے بندوں میں سے صبح کے وقت کچھ مومن ہو گئے ہیں اور کچھ کافر ہو گئے جن لوگوں نے کہا: اللہ کے فضل اور رحمت سے ہم پر بارش برسی ہے تو وہ مجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور ستاروں کے منکر ہیں۔ اور جن لوگوں نے کہا: ہم

پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی تو وہ میرا انکار کرنے والے ہیں اور ستاروں پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ نے آسمان سے جب بھی برکت نازل کی ہے تو لوگوں میں سے ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے۔ بارش اللہ برساتا ہے تو وہ کہتے ہیں فلاں فلاں ستاروں کی طفیل سے ہوتی ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب آسمان پر کوئی فیصلہ صادر فرماتے ہیں تو اللہ کے فرمان کے رعب کی وجہ سے فرشتوں کے پروں میں ہے۔ جیسے صاف پتھر پر لوہے کی زنجیر گرنے سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی ہے تو وہ دریافت کرتے ہیں: تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ وہ اللہ کے اس ارشاد کا ذکر کرتے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہتے ہیں یہ اس اللہ کا ارشاد ہے جو بلند ہے اور بڑا ہے۔ تو چوری چھپے سننے والے اس فیصلے کو سن لیتے ہیں

پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش ہوئی تو وہ میرا انکار کرنے والے ہیں اور ستاروں پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ إِلَّا أَصْبَحَ فَرِيقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِينَ وَيُنْزِلُ اللَّهُ الْغَيْثَ فَيَقُولُونَ بِكُوكَبٍ كَذَا وَكَذَا. (مسلم) 6-1923

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا لِلَّذِي قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فَسَمِعَهَا مُسْتَرْقُوا السَّمْعَ وَمُسْتَرْقُوا السَّمْعَ هَكَذَا بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانٌ بِكَفِّهِ فَحَرَفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ ثُمَّ يُلْقِيهَا

الْآخِرُ إِلَى مَنْ تَحْتَهُ حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ
السَّاحِرِ أَوْ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا أَذْرَكَ الشَّهَابُ
قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُذْرِكَ
فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ فَيَقَالُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ
لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيَصْدُقُ بِتِلْكَ
الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ.

(بخاری) 7-1924

اور چوری چھپے سننے والے اس طرح ایک دوسرے کے اوپر
ہوتے ہیں۔ حدیث کے راوی سفیان نے اس کو اپنی ہتھیلی
کے ساتھ بیان کیا کہ ہتھیلی کو ٹیڑھا کیا اور ہتھیلیوں کی
انگلیوں کے درمیان فاصلہ رکھا۔ اوپر والا شیطان اس فیصلے کو
سنتا ہے۔ اور اپنے سے نیچے والے شیطان کی طرف اس
کا القاء کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ شیطان جادو گر یا کاہن کی
زبان پر اس کا القاء کرتا ہے۔ بسا اوقات شیطان کے القاء

سے پہلے اس کو شہاب ثاقب لگتا ہے اور کبھی شہاب ثاقب کا نشانہ بننے سے پہلے وہ اس کا القاء کر دیتا ہے۔ اور وہ کاہن اس کے
ساتھ سوجھوٹ کا اضافہ کر کے بتاتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے: کیا اس شخص نے فلاں فلاں بات نہیں کہی تھی؟ تو اس کلمہ کے سبب جو
آسمان سے سنا گیا تھا اس کی ہر بات سچی سمجھی جاتی ہے۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِنْ
أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُمْ بَيْنَاهُمْ
جُلُوسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم رُمِيَ بَنَجْمٍ
وَاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا كُنْتُمْ
تَقُولُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هَذَا
قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ كُنَّا نَقُولُ وَلَدَ اللَّيْلَةِ
رَجُلٌ عَظِيمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيمٌ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِنَّهَا لَا يُرْمَى بِهَا لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا
لِحَيَوَاتِهِ وَلَكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ إِذَا قَضَى
أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ
السَّمَاءِ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ التَّسْبِيحُ
أَهْلَ هَذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِينَ يَلُونَ
حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ
فَيُخْبِرُونَهُمْ مَا قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ أَهْلِ
السَّمَوَاتِ بَعْضًا حَتَّى يَبْلُغَ هَذِهِ السَّمَاءَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک انصاری شخص نے
مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ وہ رات کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر تھے کہ ایک ستارہ ٹوٹا اور اس کی روشنی
ہوئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ جب
جاہلیت میں اس طرح کا کچھ ٹوٹا کرتا تھا تو تم کیا کہا کرتے
تھے؟ انہوں نے جواب دیا کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر
جانتے ہیں۔ ہم تو کہا کرتے تھے کہ آج کی رات کوئی بڑا
انسان پیدا ہوا ہے۔ یا کوئی عظیم انسان فوت ہوا ہے۔ رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ستارہ کسی کی زندگی یا موت پر نہیں
ٹوٹتا۔ البتہ ہمارا پروردگار جس کا نام برکت والا ہے۔ جب وہ
کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش سبحان اللہ کہتے
ہیں۔ بعد ازاں ان سے قریب والے آسمان کے فرشتے
سبحان اللہ کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ سبحان اللہ کہنے کی آواز
پہلے آسمان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے۔ بعد ازاں عرش کو

الدُّنْيَا فَيُخَفِّفُ الْجَنُّ السَّمْعَ فَيَقْدِفُونَ إِلَى أُولِيائِهِمْ وَيُرْمُونَ بِهِ فَمَا جَاءُوا بِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلَكِنَّهُمْ يَقْرِفُونَ فِيهِ وَيَزِيدُونَ. (مسلم) 8-1925

اٹھانے والے فرشتوں کے قریب والے فرشتے، عرش کو اٹھانے والے فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ چنانچہ وہ انہیں اللہ کے فرمان کے بارے میں اطلاع دیتے ہیں۔ اور پھر اسی طرح ایک آسمان

والے فرشتے دوسرے فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر جب پہلے آسمان کے فرشتوں تک پہنچتی ہے تو جن شیطان اس خبر کو اچک لیتے ہیں اور اپنے دوستوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس وقت ان پر یہ (شہاب) نارے جاتے ہیں۔ تو خبر کے جس حصہ کو اس کی اصل شکل میں پیش کرتے ہیں اتنی تو وہ خبر سچی ہوتی ہے۔ لیکن اس میں جھوٹ کی آمیزش کر کے اضافہ کر لیتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى هَذِهِ النُّجُومَ لثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِينَةً لِلسَّمَاءِ وَرُجُومًا لِلشَّيْطَانِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا. فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بَغْيًا ذَلِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيْبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْلَمُ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا) 9-1926

حضرت قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین مقاصد کے لیے بنایا ہے۔ (۱) آسمان کی زینت کے لیے (۲) شیطانوں کو مارنے کے لیے (۳) اور یہ ستارے ایسے نشانات ہیں جن کے ذریعے راستے معلوم کیے جاتے ہیں۔ جس شخص نے ان کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی بات کہی اس نے غلطی کی اور اپنے اعمال کو ضائع کیا۔ وہ خواہ

مخواہ ایسی باتیں کرتا ہے جن کا اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (امام بخاری نے اس روایت کو معلق بیان کیا ہے)

خلاصہ باب

- ۱۔ زانچہ بندی کے ذریعے خبریں دینا گناہ ہے۔
- ۲۔ غیب کی خبریں بتلانے والے کے پاس جانے سے چالیس دن تک کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔
- ۳۔ ستاروں کے ذریعے قیافہ لگانا شرک اور کفر ہے۔
- ۴۔ کاہنوں، نجومیوں اور پیروں فقیروں کی خبریں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں۔
- ۵۔ ستارے آسمان کی زینت، شیاطین کے لیے شہاب ثاقب اور سفر کی نشان دہی کرتے ہیں۔
- ۶۔ بارش کی نعمت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔



کِتَابُ الرُّؤْيَا

خواب اور اس کی تعبیر

خواب ایک حقیقت ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے خواب کو نبوت کا چھالیساواں حصہ قرار دیا ہے۔ لیکن انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی نیک سے نیک آدمی کا خواب بھی کسی کے لیے حجت اور دلیل نہیں بن سکتا اور نہ ہی خواب کی بنیاد پر کسی آدمی کو کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا۔

خواب کا انسان کی صحت اور اس کے ساتھ ہونے والے حالات و واقعات کے ساتھ گہرا تعلق ہے جس قسم کے ماحول اور حالات سے آدمی گزر رہا ہو شعوری یا غیر شعوری طور پر ان کے اثرات انسان کے ذہن پر مرتب ہوتے ہیں اور اکثر اوقات وہ نیند میں خواب کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ خواب دیکھنے والوں کو یہ ہدایات فرمایا کرتے تھے۔ کہ جب کسی کو خواب آئے تو وہ ایسے شخص کے سامنے اس کا ذکر کرے جس کو خواب کی تعبیر کا ملکہ حاصل ہو۔ اور دوسرے شخص کے سامنے خواب بیان کرنے سے روک دیا۔ کیونکہ تعبیر کا علم نہ جاننے کی وجہ سے وہ اوٹ پٹانگ باتیں کرے گا۔ جس سے خواب دیکھنے والا مزید پریشان ہو جائے گا۔ لہذا آپ ﷺ نے ان الجھنوں سے بچنے کے لیے امت کو آسان ترین طریقہ بتلایا ہے کہ جب کسی کو برا خواب آئے تو جاگتے ہی اللہ سے خواب کے شر سے بچنے کی دعا کرے اور اگر خواب میں بہتر صورت حال دیکھے تو اس کے حصول کے لیے بارگاہ خداوندی میں درخواست پیش کرے کہ اے اللہ! اس خیر کو جلد میرے نصیب میں لکھ دیجیے۔

آپ ﷺ کی زیارت کی سعادت عظمیٰ

رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

”جس نے خواب میں میری زیارت کی اس نے واقعتاً میری ہی زیارت کی کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔“

خواب میں آپ کی زیارت پاک کا نصیب ہونا دنیا و جہان کی نعمتوں اور سعادتوں سے بڑھ کر نعمت اور سعادت ہے لیکن یہ بات غور طلب ہے کہ خواب میں شیطان اگر کسی بزرگ کی شکل اختیار کر کے خواب دیکھنے والے کو یہ تاثر دینا چاہے کہ میں ہی رسول ﷺ ہوں کیونکہ شیطان کی طرف سے ایسے فریب کا امکان موجود ہے۔ اس لئے کہ جس نے نبی پاک کا آپ کی حیات مبارکہ میں دیدار نہیں کیا وہ کیسے فیصلہ کر سکتا ہے کہ واقعتاً خواب میں دیکھی جانے والی صورت حقیقتاً نبی کریم ﷺ کی شکل مبارک ہے۔ خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کا فیصلہ صحابہ کرام ہی کر سکتے تھے کیونکہ انہوں نے آپ کی ذات اقدس کو بنفس نفیس دیکھا تھا۔

تاہم خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہونا ناممکنات میں سے نہیں ہے۔ آپ کی زیارت کے تاثرات کو خواب میں دیکھنے والا ہی محسوس کر سکتا ہے۔ اس کو منبر و محراب پر یا کتابوں میں ذکر کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ نہیں تھا۔ لہذا خواہ مخواہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے ایسی باتوں کا ذکر کرنا مناسب نہیں ہے۔

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ. (رواه البخاری) 1-1927

پہلی فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت میں سے خوش خبری دینے والی باتوں کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ خوش خبریوں سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھے خواب!۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے فی الحقیقت مجھے دیکھا۔ اس لیے کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا کیوں کہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ اور برے خیالات شیطان کی جانب سے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی شخص خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس کو صرف اس شخص کے سامنے بیان کرے جو اس کا دوست ہے۔ اور اگر کوئی

عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ (متفق عليه) 2-1928

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَأَى فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي. (متفق عليه) 3-1929

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ رَأَى فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ (متفق عليه) 4-1930

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي. (متفق عليه) 5-1931

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ

بائیں جانب تھو کے اور کسی کے سامنے اس کو خواب بیان نہ کرے۔ بلاشبہ برا خواب اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَلْيَتَّقِ لَئَلَّا وَلَا يُحَدِّثَ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ (متفق عليه) 6-1932

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُرْ عَنْ يَسَارِهِ لَئَلَّا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ لَئَلَّا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ (رواه مسلم) 7-1933

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ يَكْذِبْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَارْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبُوءَةِ وَمَا كَانَ مِنَ النَّبُوءَةِ فَإِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ وَأَنَا أَقُولُ الرُّؤْيَا ثَلَاثُ حَدِيثِ النَّفْسِ وَتَخْوِيفِ الشَّيْطَانِ وَبُشْرَى مِنَ اللَّهِ فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلَا يَقْصُصْهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيَصَلِّ قَالَ وَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَيُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيَقَالُ الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ (متفق عليه) 8-1934

ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے اس ناپسندیدہ خواب کے شر اور شیطان کے شر سے پناہ طلب کرے۔ اور تین بار حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے۔ اور تین بار شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرے۔ اور جس پہلو پر وہ سویا ہوا تھا اس کو بدل لے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا وقت قریب ہوگا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوا کرے گا مومن کا خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہے۔ اور جو خواب نبوت کا حصہ ہے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ خواب تین طرح کے ہیں (۱) کچھ خواب نفس کے خیالات ہوتے ہیں (۲) کچھ شیطان کی طرف سے خوف ناک (۳) جبکہ کچھ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری ہوتے ہیں۔ تو جو شخص کسی ناپسندیدہ خواب کو دیکھے تو اسے کسی کے پاس بیان نہ کرے۔ بلکہ وہ نیند سے

بیدار ہو تو نماز پڑھنے لگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حالت نیند میں گلے میں طوق دیکھنے کو ناپسندیدہ جانتے تھے البتہ پاؤں میں بیڑیاں پسند کرتے تھے۔ اور بیان کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص خواب میں بیڑیاں دیکھے تو اس کی تعبیر اسلام پر ثابت قدمی ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم حدیث

جناب محمد بن سیرین بڑے جلیل القدر تابعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خواب کی تعبیر کا بڑا ملکہ عنایت فرمایا تھا۔ ان کی تعبیرات کو ان کے ایک شاگرد رشید نے ”کتاب الرؤیاء“ کے نام پر مرتب کیا جس کا ترجمہ اردو زبان میں ہو چکا ہے اور یہ کتاب آج بھی دستیاب ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَخَصَّ نَبِيَّ الْغَرَامِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِبَيَانِ كَيْفَ يَكُونُ

فَقَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ رَأْسِي قُطِعَ قَالَ
فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَالَ إِذَا لَعِبَ
الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي مَنَامِهِ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ
النَّاسَ. (رواه مسلم) 9-1935

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُ
ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ
ابْنِ رَافِعٍ فَأَوْتَيْنَا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ
فَأَوْلَتْ أَنْ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي
الْآخِرَةِ وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ (رواه مسلم)
10-1936

عَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ
فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا
نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلَيْتُ إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرْتُ
فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرُبُ وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ
هَذِهِ أَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ فَإِذَا هُوَ
مَا أَصِيبَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهُ
أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ
اللَّهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ (متفق
عليه) 11-1937

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُوتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي
كَفِّي سَوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبَّرَا عَلَيَّ فَأَوْجَحِي
إِلَيَّ أَنْ أَنْفُخَهُمَا فَنَفُخْتُهُمَا فَلَذَبَا فَأَوْلَتْهُمَا
الْكُذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءٍ وَ
صَاحِبُ الْيَمَامَةِ (متفق عليه) 12-1938

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بیان کیا: میں نے خواب
دیکھا، گویا کہ میرا سر کاٹا گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہیں: نبی کریم ﷺ اس کا خواب سن کر ہنس پڑے اور فرمایا:
جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں مذاق کرے
تو وہ ایسی باتیں لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرّم ﷺ نے فرمایا:
میں نے ایک رات دیکھا، جس طرح کہ سونے والا خواب
دیکھتا ہے: گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں۔ اور ہمارے
پاس ابن طاب کی تازہ کھجوروں میں سے کچھ لائی گئیں۔ تو میں
نے اس کی تعبیر یوں کی ہے کہ ہمارے لیے دنیا میں بلندی ہے
اور آخرت میں اچھا انجام ہے۔ اور ہمارا دین عمدہ ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی محترم ﷺ سے روایت کرتے
ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا میں مکہ
مکرمہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجوریں
ہیں۔ تو میرا خیال یمامیہ ہجرت کی طرف گیا۔ لیکن وہ شہر بیثرب
نکلا۔ اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار کو حرکت دی
اس کی دھار ٹوٹ گئی اس سے مراد وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جو میدان
احد میں شہید ہوئے۔ پھر میں نے اسے دوبارہ ہلایا تو وہ پہلے
سے بھی اچھی تھی۔ اس سے مراد مومنوں کا اجتماع اور وہ فتح تھی جو
اللہ نے عطا کی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ
نے فرمایا: ایک دفعہ میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس زمین
کے خزانے لائے گئے، میری ہتھیلیوں میں دو سونے کے ٹکڑے
ڈالے گئے۔ وہ مجھ پر گراں گزرے تو میری جانب وحی کی
گئی کہ ان کو پھونک ماریں۔ میں نے پھونک ماری تو وہ
دونوں غائب ہو گئے۔ میں نے ان دونوں سے مراد وہ دو

کذاب سمجھے جن کے میں درمیان میں ہوں۔ ایک صنعاء والا (اسود غسی کذاب) دوسرا ایمامہ کا (مسلمہ کذاب)۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے خواب میں عثمان بن مظعون ؓ کا جاری چشمہ دیکھا میں نے یہ خواب رسول اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: یہ اس کا عمل ہے جو اس کے بعد جاری رہے گا۔ (بخاری)

حضرت سمرہ بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو آپ ہماری جانب اپنا چہرہ پھیر کر متوجہ ہوتے ہوئے دریافت فرماتے: آج رات تم میں سے کس شخص نے خواب دیکھا ہے؟ راوی بیان کرتے ہیں: اگر کسی شخص نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ اس کو بیان کرتا۔ آپ جواباً جو اللہ چاہتا فرماتے۔ تو ایک روز آپ نے ہم سے دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے نفی میں جواب دیا آپ نے فرمایا: میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس دو شخص آئے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ارض مقدس کی جانب لے گئے۔ وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور ایک شخص کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کی کنڈی تھی وہ اس شخص کی ایک باجھ میں داخل کرتا اور اس کی گدی تک اس کو چیرتا تھا۔ پھر اس کی دوسری باجھ کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا۔ اس دوران اس کی پہلی باجھ درست ہو جاتی تو وہ دوبارہ اسے اس کنڈی کے ساتھ چیرتا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا: آگے چلئے۔ ہم چلے یہاں تک کہ اس شخص کے پاس پہنچے جو اپنی گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اور ایک دوسرا آدمی اس کے سر پر پتھر لیے کھڑا تھا اور پتھر کے ساتھ اس کا سر کچل رہا تھا

عَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ ؓ قَالَتْ رَأَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ ذَلِكَ عَمَلُهُ يَجْرِي لَهُ (رواه البخاری)

13-1939

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ ؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ الرُّؤْيَا؟ قَالَ فَإِنْ رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ فَسَأَلْنَا يَوْمَئِذٍ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُؤْيَا؟ قُلْنَا لَا! قَالَ لَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ آتَيْنِي فَأَخَذَا بِيَدَيَّ فَأَخْرَجَانِي إِلَى أَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهِ كَلْبُوتٌ مِنْ حَدِيدٍ يُدْخِلُهُ فِي شِدْقِهِ فَيَشْقُهُ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرَ مِثْلَ ذَلِكَ وَيَلْتَمِمْ شِدْقَهُ هَذَا فَيَعُودُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ قُلْتُ مَا هَذَا؟ قَالَا أَنْطَلِقُ فَاَنْطَلَقْنَا حَتَّى آتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلَى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ بِفِهْرٍ أَوْ صَخْرَةٍ يَشْدُخُ بِهَا رَأْسَهُ فَإِذَا ضَرَبَهُ نَدَاهُ الْحَجَرُ فَاَنْطَلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هَذَا حَتَّى يَلْتَمِمْ رَأْسَهُ وَعَادَ رَأْسَهُ كَمَا كَانَ فَعَادَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ فَقُلْتُ مَا هَذَا؟ قَالَا أَنْطَلِقُ فَاَنْطَلَقْنَا حَتَّى آتَيْنَا إِلَى ثَقَبٍ مِثْلِ الثُّورِ أَغْلَاهُ ضَيْقٌ وَأَسْفَلُهُ وَاسِعٌ تَتَوَلَّدُ تَحْتَهُ

نَارًا فَإِذَا ارْتَفَعْتِ ارْتَفَعُوا حَتَّى كَادَ أَنْ
يَخْرُجُوا مِنْهَا وَإِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوا فِيهَا وَفِيهَا
رَجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هَذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ
فَانْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ فِيهِ رَجُلٌ
قَاتِمٌ عَلَى وَسْطِ النَّهْرِ وَعَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ
بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي
النَّهْرِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ
بِحَجَرٍ فِيهِ فَرْدُهُ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كَلِمًا
جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا
كَانَ فَقُلْتُ مَا هَذَا؟ قَالَا انْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتَّى
اَتَّهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضِرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ
عَظِيمَةٌ وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصَبِيَانٌ وَإِذَا
رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ
يُوقِدُهَا فَصَعِدَا بَنَى الشَّجَرَةَ فَأَذْخَلَانِي دَارًا
وَسَطَ الشَّجَرَةِ لَمْ أَرْقُطُ أَحْسَنَ مِنْهَا فِيهَا
رَجَالٌ شُبُوحٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصَبِيَانٌ ثُمَّ
أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَا بَنَى الشَّجَرَةَ
فَأَذْخَلَانِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ مِنْهَا فِيهَا
شُبُوحٌ وَشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا إِنَّكُمَا قَدْ
طَوَّقْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ قَالَا
نَعَمْ أَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْقُ شِدْقُهُ
فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى
تُبْلَغَ الْأَفَاقُ فَيُصْنَعُ بِهِ مَا تَرَى إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ
الْقُرْآنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيهِ
بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ

۔ جب وہ اسے پتھر مارتا تو پتھر لڑھک جاتا۔ وہ پتھر اٹھانے
کے لیے اس کی جانب چلتا۔ ابھی اس تک پہنچ نہیں پاتا تھا
کہ اس کا سر درست ہو جاتا اور وہ پہلے جیسا ہو جاتا۔ پھر وہ
اس سر کی جانب جاتا اور اس کو پتھر مارتا۔ میں نے پوچھا یہ
کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھ سے کہا: آپ ﷺ چلیں! حتیٰ
کہ ہم چلے ہم ایک گڑھے کے پاس پہنچے جو تنور کے مشابہ تھا
اس کا اوپر کا حصہ تنگ اور نچلا حصہ کھلا ہوا تھا اس کے نیچے
آگ بھڑک رہی تھی۔ جب آگ بلند ہوتی تو اس میں موجود
لوگ بھی اوپر اچھلتے قریب تھا کہ وہ اس سے باہر نکل
جائیں۔ اور جب آگ نیچے ہوتی تو لوگ بھی نیچے
ہو جاتے۔ اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔ میں نے
دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے کہا: آپ چلیں!
چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس
میں ایک شخص نہر کے درمیان کھڑا تھا اور دوسرا شخص نہر کے
کنارے پر تھا۔ اس کے آگے پتھر تھے۔ نہر والا شخص جب نہر
سے نکلنے کا ارادہ کرتا تو کنارے والا شخص اس کے منہ پر پتھر
مارتا تو وہ وہیں لوٹ جاتا جہاں سے چلا تھا۔ میں نے
دریافت کیا: یہ کیا معاملہ ہے؟ ان دونوں نے کہا آپ ﷺ
چلیں۔ چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک سرسبز و شاداب
باغ کے قریب آ گئے جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔
اور درخت کی جڑ کے قریب ایک بوڑھا انسان اور کچھ بچے
تھے۔ اور وہاں ایک شخص درخت کے قریب تھا اور اس کے
سامنے آگ تھی جس کو وہ جلا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: انہوں
نے مجھے اس درخت پر چڑھایا اور درخت کے درمیان ایک
مکان میں لے گئے میں نے اس سے بہتر مکان کبھی
نہیں دیکھا تھا اس میں بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے

الْقِيَامَةِ وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي الثَّقَبِ فَهُمْ الزُّنَاةُ
وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ أَكُلَ الرِّبَا وَالشَّيْخُ
الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ
وَالصَّبِيَّانِ حَوْلَهُ فَأَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِي يُوقِدُ
النَّارَ مَالِكُ خَازِنِ النَّارِ وَالَّذَارُ الْأُولَى الَّتِي
دَخَلْتَ دَارَ عَامَةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ
الشُّهَدَاءِ وَأَنَا جَبْرِئِيلُ وَهَذَا مِيكَائِيلُ فَارْفَعْ
رَأْسَكَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ
السَّحَابِ .

وَفِي رِوَايَةٍ مِثْلُ الرُّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ قَالَا ذَاكَ
مَنْزِلُكَ قُلْتُ دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي قَالَا إِنَّهُ بَقِيَ
لَكَ عُمْرٌ لَمْ تَسْتَغْمِلْهُ فَلَوْ اسْتَغْمَلْتَهُ أَتَيْتَ
مَنْزِلَكَ (رواه البخاری) 14-1940

تھے۔ پھر انہوں نے مجھے وہاں سے نکالا اور ایک دوسرے
درخت پر لے گئے پھر وہ مجھے ایک مکان میں لے گئے جو
پہلے مکان سے بھی زیادہ خوب صورت اور بہتر تھا۔ اور اس
میں بوڑھے اور جوان لوگ تھے۔ آپ نے فرمایا: میں نے
ان سے دریافت کیا: آج رات تم نے مجھے جو سیر کروائی
ہے۔ مجھے بتاؤ میں نے جو دیکھا ہے وہ کیا تھا؟ انہوں نے
جواب دیا: ضرور! وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا تھا کہ اس
کی باچھیں چیری جارہی تھیں وہ جھوٹا انسان تھا، جھوٹی
باتیں کرتا تھا اور اس سے جھوٹی باتیں لے کر اطراف
واکناف میں پہنچائی جاتی تھیں۔ قیامت تک اس کے ساتھ
یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ اور وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا
کہ جس کا سر کچلا جا رہا تھا تو یہ وہ شخص تھا جس کو اللہ نے
قرآن کا علم عطا کیا لیکن وہ رات بھر سویا رہتا اور دن میں اس

کے مطابق عمل نہ کیا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ اور جو منظر آپ نے تنور میں دیکھا ہے وہ زانی
ہیں۔ اور جس شخص کو آپ نے نہر میں دیکھا وہ سودخور ہے۔ اور وہ بوڑھا شخص جس کو آپ نے درخت کے تنے کے نیچے دیکھا
تھا وہ ابراہیمؑ ہیں۔ اور ان کے گرد جو بچے تھے وہ لوگوں کے بچے تھے۔ اور جو شخص آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا دربان فرشتہ تھا۔
اور پہلا مکان جس میں آپ داخل ہوئے تھے وہ عام مومنوں کی رہائش گاہ ہے۔ اور دوسرا یہ مکان شہدا کی رہائش گاہ ہے۔ میں
جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ آپ سر اٹھائیں! نبی کریم فرماتے ہیں میں نے سر اٹھایا تو میرے سر پر بادل جیسی کوئی چیز تھی
اور ایک روایت میں ہے۔ کہ سفید بادل کی طرح تھی انہوں نے بتایا کہ وہ آپ کی رہائش گاہ ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ
دیں تاکہ میں اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے، ختم نہیں ہوئی اگر آپ کی عمر ختم ہو
گئی ہوتی تو آپ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہو گئے ہوتے۔ (بخاری)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت سمرة بن جندب ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم
ﷺ اکثر و بیشتر صحابہ کرام ؓ سے دریافت فرماتے: کیا تم
میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ تو آپ کے سامنے وہ
شخص خواب بیان کرتا جس کے لیے اللہ چاہتا کہ وہ خواب

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مِمَّا يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ لِأَصْحَابِهِ هَلْ
رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْيَا فَيَقْصُصُ عَلَيْهِ مِنْ شَاءَ
اللَّهُ أَنْ يَقْصُصَ وَأَنَّهُ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ أَنَّهُ

اتَّبَايَ اللَّيْلَةَ اَيَّانَ وَانَّهُمَا ابْتَعَثَانِي وَانَّهُمَا
 قَالَا لِي اَنْطَلِقْ وَاِنِّي اَنْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَذَكَرَ
 مِثْلَ الْحَدِيثِ الْمَذْكُورِ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ
 بِطَوِيلِهِ وَفِيهِ زِيَادَةٌ لَيْسَتْ فِي الْحَدِيثِ
 الْمَذْكُورِ وَهِيَ قَوْلُهُ فَاتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَةٍ
 فِيهَا مِنْ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِيعِ وَاِذَا بَيْنَ ظَهْرِي
 الرُّوضَةِ رَجُلٌ طَوِيلٌ لَا اَكَاذُ اَرَى رَأْسَهُ طَوِيلاً
 فِي السَّمَاءِ وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ
 وَلَدَانِ رَأَيْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ لَهُمَا مَا هَذَا مَا هُوَ لَاءِ
 قَالَ قَالَا لِي اَنْطَلِقْ فَاَنْطَلَقْنَا فَانْتَهَيْنَا اِلَى
 رَوْضَةٍ عَظِيمَةٍ لَمْ اَرِ رَوْضَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا
 وَلَا اَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِي اِرْقُ فِيهَا قَالَ
 فَارْتَقَيْنَا فِيهَا فَانْتَهَيْنَا اِلَى مَدِينَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبَنِ
 ذَهَبٍ وَلَبَنِ فِضَّةٍ فَاتَيْنَا بَابَ الْمَدِينَةِ
 فَاسْتَفْتَحْنَا فَفَتَحَ لَنَا فَدَخَلْنَا هَا فَتَلَقَانَا فِيهَا
 رَجَالٌ شَطْرَ مَنْ خَلَقَهُمْ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاَءِ
 وَشَطْرَ مِنْهُمْ كَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاَءِ قَالَ قَالَا لَهُمْ
 اَذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَالِكَ النَّهْرِ قَالَ وَاِذَا نَهَرٌ
 مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَاَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي
 الْبَيَاضِ فَذْهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ ثُمَّ رَجَعُوا اِلَيْنَا قَدْ
 ذَهَبَ ذَالِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي
 اَحْسَنِ صُورَةٍ وَذَكَرَ فِي تَفْسِيرِهِ هَذِهِ
 الزِّيَادَةُ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيلُ الَّذِي فِي
 الرُّوضَةِ فَاِنَّهُ اِبْرَاهِيمُ وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِي
 حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُودٍ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ
 فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاَوْلَادُ

بیان کرے۔ ایک صبح آپ نے ہمیں بتایا کہ آج رات
 میرے پاس دو آنے والے آئے۔ انہوں نے مجھے اٹھایا
 اور کہا: آپ چلیں! میں ان کے ساتھ چل پڑا.... اور پہلی
 فصل میں جو طویل حدیث گزر چکی ہے اس جیسی حدیث
 بیان کی لیکن اس میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں جو مذکورہ حدیث
 میں نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں پس ہم ایک سرسبز باغچے میں آئے
 جس میں موسم بہار کی طرح ہر رنگ و قسم کے پھول تھے۔
 باغیچے کے درمیان ایک طویل القامت شخص تھا۔ اس کے
 طویل ہونے کی وجہ سے اس کے سر کا آسمان کی طرف والا
 حصہ یعنی چوٹی نظر نہیں آتی تھی۔ اور اس شخص کے گرد بڑی
 تعداد میں بچے تھے میں نے کبھی کسی کے گرد اتنی کثرت سے
 بچے نہیں دیکھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان
 دونوں سے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں
 انہوں نے مجھ سے کہا: آپ چلیں! ہم چلے تو ہم ایک
 بڑے باغ کے پاس پہنچے۔ میں نے اس سے بڑا اور خوب
 صورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا:
 آپ اس پر چڑھیں! تو ہم اس پر چڑھ گئے اور ایک شہر کے
 قریب پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنا ہوا تھا۔
 ہم شہر کے دروازے پر آ گئے اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔
 ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہو گئے
 ہمیں اس میں کچھ لوگ ملے جن کا آدھا جسم بہت خوب
 صورت تھا اور آدھا جسم بہت بدصورت تھا۔ آپ نے فرمایا:
 ان دونوں فرشتوں نے ان سے کہا: اس نہر میں غوطہ لگاؤ!
 آپ نے فرمایا اچانک ہماری نظر ایک چوڑی بہتی ہوئی
 نہر پر پڑی جس کا پانی دودھ کی مانند سفید تھا۔ وہ لوگ اس
 میں داخل ہو گئے۔ پھر جب ہماری جانب واپس لوٹے تو ان

المُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَوْلَادُ
 الْمُشْرِكِينَ وَأَمَّا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَانُوا شَطْرَ
 مِنْهُمْ حَسَنَ وَشَطْرَ مِنْهُمْ قَبِيحَ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ قَدْ
 خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللَّهُ
 عَنْهُمْ. (رواه البخاری) 15-1941

کی بد صورتی ختم ہو چکی تھی اور وہ بہت زیادہ خوب صورت
 شکل میں ہو چکے تھے۔ اور اس روایت میں جو اضافہ ہے اس
 کی تعبیر آپ نے یہ بیان فرمائی کہ وہ طویل القامت شخص
 جو باغیچے میں تھا، وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور جو بچے ان
 کے گرد تھے یہ وہ بچے تھے جو بچپن میں فطرت پر فطرت ہو

گئے۔ بعض مسلمانوں نے سوال اٹھایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مشرکوں کے بچے بھی؟ آپ نے فرمایا: مشرکوں کے بچے
 بھی۔ اور وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوب صورت تھا اور آدھا بد صورت تھا۔ ان کے بارے میں آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ تھے
 جنہوں نے اچھے اعمال کے ساتھ برے اعمال بھی کئے تھے، لیکن اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
 مَنْ أَفْرَى الْفِرَى أَنْ يَرَى الرَّجُلُ عَيْنِيهِ مَا لَمْ
 تَرِيَا (رواه البخاری) 16-1942

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ بیان
 کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا
 جھوٹ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو اس
 کی آنکھوں نے نہیں دیکھی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ اچھے خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہیں۔
- ۲۔ نبی معظم ﷺ کی شکل شیطان اختیار نہیں کر سکتا۔
- ۳۔ برا خواب دیکھنے والے کو تین دفعہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھ کر بائیں طرف تھوکتے ہوئے پہلو
 بدلنا چاہیے۔
- ۴۔ برا خواب لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔
- ۵۔ جھوٹے خواب بیان کرنے والا سب سے بڑا جھوٹا ہے۔



کتاب الآداب

آداب کی کتاب

دنیا میں ہر قوم کے ایک دوسرے سے ملنے کے کچھ آداب ہیں۔ جن سے باہم خیر سگالی اور محبت کے جذبات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسلامی تہذیب کے مقابلے میں ہر قوم کے آداب میں وقتی اور جزوی جذبات کا اظہار ہے۔ ہندو ملنے کے وقت پرنام یعنی باہم ملنے وقت ہاتھ جوڑتے ہیں۔ اور انگریز گڈ مارنگ اور گڈ نائٹ کے الفاظ کہتے ہیں۔ نبوت سے پہلے عرب صبح الخیر وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ جب کہ اسلام کی تہذیب یہ ہے کہ ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا جائے۔ یہ کلمات ملاقات پورے دین کے ترجمان اور ہر لمحہ سلامتی کی دعا ہے اس کے ساتھ سرورِ دو عالم ﷺ نے مصافحہ کرنے کا طریقہ بتلایا تاکہ باہمی الفت و محبت میں مزید اضافہ ہو۔ نیز بدیر ملاقات پر معانقہ کی رعایت بھی رکھی۔ جنتی جنت میں ایک دوسرے سے انہی کلمات کے ساتھ ملاقات کریں گے اور ہر جانب سلامتی کی صدائیں ہوں گی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر تخلیق فرمایا۔ ان کا قد ساٹھ (60) ہاتھ لمبا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی تخلیق سے فارغ ہوا تو، حکم فرمایا: آدم اس جماعت کے پاس جا کر سلام کہو۔ وہ فرشتوں کی مجلس ہے۔ وہ جو جواب تجھے دیں اسے سنو، وہی جواب تیرا اور تیری اولاد کا ہوگا۔ جب حضرت آدم نے جا کر السلام علیکم کہا تو انہوں نے السلام علیک ورحمۃ اللہ سے جواب دیا۔ نبی محترم ﷺ فرماتے ہیں کہ فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کا اضافہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں: جنت میں داخل ہونے والا ہر شخص آدم علیہ السلام کی شکل و صورت پر ہوگا۔ اور ہر جنتی کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ أَذْهَبُ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلَيْكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُحْيُونَكَ، فَإِنَّهَا نَحْيُكَ وَتَحْيِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذَهَبَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ: فَرَادَوْهُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ: فَكُلْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُونَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهُ حَتَّى الْآنَ. (متفق عليه) 1-1943

ہوگا۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کے بعد انسانی قد میں مسلسل کمی ہوتی رہی یہاں تک کہ انسان کا قد اتارہ گیا۔ (بخاری و مسلم) وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ: رَسُوْلُ مُحَمَّدٍ ﷺ

تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ
وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. (متفق علیہ) 2-1944

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا أَوْ لَا أَذْلِكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ.
(رواه مسلم) 3-1945

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ.
وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ. (متفق علیہ) 4-1946

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ،
وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ. (رواه البخاری) 5-1947
وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى غُلَمَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمَا. (متفق علیہ)
6-1948

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَبْدُؤُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَى بِالسَّلَامِ،
وَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُ إِلَى أَضْيَقِهِ. (رواه مسلم) 7-1949

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمُ السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقُلْ: وَعَلَيْكَ. (متفق علیہ) 8-1950

کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تو کھانا کھلائے اور ہر واقف و ناواقف کو سلام کہے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک تم ایمان نہیں لاتے۔ اور تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک تم باہم محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم اسے اپنالو گے تو باہمی محبت کرنے لگو گے۔ تم آپس میں السلام علیکم کہا کرو۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ذکر کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے۔ سوار پیادہ کو، پیدل بیٹھے ہوئے کو، کم تعداد زیادہ کو السلام علیکم کہیں۔ (بخاری و مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہی بیان ہے کہ، رسول محترم ﷺ کا فرمان ہے کہ، چھوٹا بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہنے میں پہل کریں۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ، رسول معظم ﷺ چند بچوں کے قریب سے گزرے تو آپ نے انہیں سلام کہا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں، کہ رسول محترم ﷺ کا ارشاد ہے، کہ یہود و نصاریٰ کو سلام کہنے میں پہل نہ کیا کرو۔ جب راستے میں تمہاری ان سے ملاقات ہو، تو انہیں تنگ راستے کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرو۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: یہودی تمہیں سلام کہتے وقت السام علیک کہتے ہیں (تم تباہ و برباد ہو جاؤ)، تم جواب میں کہا کرو وعلیک یعنی تم پر ایسا ہو۔ (بخاری و مسلم)

فہم حدیث

اسلام نے غیر اسلامی تہذیبوں کی طرح یہی اصول نہیں اپنایا کہ ہر حال میں غریب امیر کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرتا رہے۔ اس کے برعکس اسلام کی تہذیب یہ ہے، کہ حالات کے مطابق سلام کیا جائے۔ اگر بڑا سواری پر ہو تو اسے پیدل کو سلام کرنا چاہیے۔ تاکہ اس میں انکساری پیدا ہو۔ اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں تاکہ جواب میں انہیں زیادہ لوگوں کی دعا مل جائے۔

جب سے رسول محترم ﷺ مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے، یہودی ہر لحاظ سے آپ ﷺ اور مسلمانوں کو تنگ کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ سے ملاقات کے وقت لفظوں کو مروڑ کر راعی (چرواہا) اور السلام کی جگہ اسام کہتے۔ جس کا معنی یہ تھا، کہ آپ مرجائیں۔ اسی طرح گلی کو چوں میں چلتے ہوئے کمزور مسلمانوں حتیٰ کہ عورتوں کو بھی پریشان کرتے تھے۔ جس کے جواب میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ اگر یہ باز نہ آئیں تو ان کے راستے تنگ کر دیے جائیں اور ان کو السلام علیکم نہ کہا جائے۔ اگر یہ کہیں تو جواب میں صرف وعلیکم کہا کرو۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ.
(متفق علیہ) 9-1951

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب جب تمہیں سلام کہیں تو ان کے جواب میں صرف وعلیکم کہو کہ تم پر ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: یہودیوں کے ایک گروہ نے رسول معظم ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور اسام علیکم کہا کہ تم ہلاک ہو جاؤ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے ان کے جواب میں کہا تم پر ہلاکت ہو! اور لعنت بھی ہو! یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ نرمی پسند کرنے والا ہے، اور تمام کاموں میں نرمی پسند کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا۔ آپ ﷺ نے سنا نہیں، جو انہوں نے کہا؟ ارشاد فرمایا اس لیے میں نے کہہ دیا: اور تم پر ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ تم پر ہو۔ یعنی لفظ واؤ (اور) نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لِّلْبَخَارِيِّ. قَالَتْ: إِنَّ الْيَهُودَ اتَّوَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ قَالَ وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا السَّامُ عَلَيْكُمْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ یہودی نبی محترم ﷺ کے پاس

وَلَعَنَكُمُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُم، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَلَيْكَ بِالرَّفْقِ وَإِيَّاكَ وَالْعُنفَ وَالْفَحْشَ. قَالَتْ أَوْلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ أَوْلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ. وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِي.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ. قَالَ لَا تَكُونِي فَاحِشَةً فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَحْشَ وَالْفُحْشَ. 10-1952

ہوئے ہیں۔ اور ان کے کلمات میرے بارے میں قبول نہیں ہوئے۔ مسلم کی روایت میں ہے: اے عائشہ! تجھے بری گفتگو سے احتراز کرنا چاہیے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ برے الفاظ اور فحش گوئی کو ناپسند کرتا ہے۔

فہم الحدیث

آئے انہوں نے کہا السام علیکم یعنی آپ تباہ ہو جائیں۔ آپ نے جواب دیا: بلکہ تم پر ایسا ہو۔ چنانچہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر اللہ کی لعنت اور اس کا غضب ہو۔ یہ سن کر رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! نرمی اختیار کرو۔ تیز گفتگو اور بدزبانی سے اجتناب کرتی رہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: آپ نے ان کے کلمات نہیں سنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے میربات نہیں سنی! میں نے ان کی بددعا کا جواب دے دیا ہے۔ اور ان کے بارے میں میرے کلمات منظور

ہوئے ہیں۔ اور ان کے کلمات میرے بارے میں قبول نہیں ہوئے۔ مسلم کی روایت میں ہے: اے عائشہ! تجھے بری گفتگو سے احتراز کرنا چاہیے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ برے الفاظ اور فحش گوئی کو ناپسند کرتا ہے۔

یہ بات پہلے بھی عرض کی گئی ہے کہ محدثین کی ذہانت و امانت کا یہ حال ہے کہ اگر روایت میں ایک لفظ کا فرق ہو تو وہ اسے واضح فرمادیتے ہیں۔ خواہ انہیں یہ روایت دو مرتبہ یا کئی مرتبہ بیان کرنی پڑے۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ ایک مجلس کے قریب سے گزرے، جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی اکٹھے تھے۔ آپ نے انہیں السلام علیکم کہا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: راستوں میں نہ بیٹھا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں، کہ ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کریں۔ آپ نے فرمایا جب تمہیں وہاں بیٹھنا ہی ہے تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہوں کو نیچا رکھنا۔ تکلیف دہ چیزوں کو دور کرنا۔ سلام کہنے والے کا جواب دینا۔ اچھائی کا حکم دینا۔ اور برائی سے روکنا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ اخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبْدَةَ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ. (متفق عليه) 12-1953

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطَّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بَدُّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (متفق عليه) 12-1954

فہم حدیث

مخلوط مجلسوں میں دل میں مسلمانوں کا خیال رکھ کر السلام علیکم کہنا چاہیے۔ تاکہ کافروں کی وجہ سے مسلمان تو مسلمان کی دعا سے محروم نہ رہ جائیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ ملاقات کے وقت السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کے بجائے وعلیکم السلام کہنا چاہیے۔ اور اگر رحمۃ اللہ وبرکاتہ ساتھ ملایا جائے تو ثواب میں تین گنا اضافہ ہوگا۔
- ۲۔ آنے والا بیٹھنے والے کو چھوٹا بڑے کو سوار پیدل کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کہیں۔
- ۳۔ غیر مسلم کو جواب میں صرف وعلیکم کہنے کا حکم ہے۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے۔
- ۴۔ اور سلام نوع انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے پہلی تعلیم ہے۔
- ۵۔ سلام پر عمل باعث دخول جنت ہے۔
- ۶۔ یہودیوں کے سلام کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔
- ۷۔ آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ ہاتھ تھا۔ اہل جنت کا بھی اتنا ہی قد ہوگا۔
- ۸۔ راہ گزر پر مجلس کرنے یا بیٹھک بنانے سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہئے۔
- ۹۔ راہ گزر پر بیٹھنا مجبوری ہو جیسے کہ دوکاندار وغیرہ تو پھر رستے کا بھی حق ادا کرنا چاہئے۔
- ۱۰۔ محبت میں اضافے کے لئے آپس میں زیادہ سے زیادہ سلام کہنا چاہئے۔
- ۱۱۔ کھانا کھلانے سے بھی تعلق و محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔



بَابُ الْإِسْتِثْذَانِ

گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا

اسلام کی تہذیب یہ ہے کہ جب آدمی اپنے یا کسی کے گھر جائے تو اسے سلام کہنا چاہیے۔ دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا نہایت ضروری ہے۔ اجازت کے لیے سلام کہنا یا دروازے پر دستک دینا دونوں طرح جائز ہے۔ البتہ گھر والے کے سامنے آنے کے بعد سلام کرنا لازم ہے۔ گھر والا مصروف ہو تو واپس پلٹنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ کسی کے ہاں بالخصوص دوسرے شہر میں جانے سے پہلے اپنی آمد کی اطلاع دینی چاہیے۔ ایسا کرنا اسلامی تہذیب کے زیادہ قریب ہے۔ اجازت لیتے وقت دروازے کے دائیں بائیں کھڑا ہونا چاہیے تاکہ دوسرے کے گھر میں نظر نہ پڑ سکے۔ جان بوجھ کر دروازے کے سوراخوں میں جھانکنا بدترین حرکت ہے۔ جس کے رد عمل میں اندر سے اگر کوئی جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہوگا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت عمر ؓ نے میری طرف پیغام بھیجا کہ میں ان کے ہاں پہنچوں۔ جب میں امیر المؤمنین کے دروازے پر گیا تو میں نے تین مرتبہ السلام علیکم کہا۔ انہوں نے جواب نہ دیا تو میں واپس آ گیا۔ حضرت عمر ؓ نے مجھ سے نہ آنے کے متعلق پوچھا۔ میں نے بتایا کہ میں حاضر ہوا اور دروازے پر تین دفعہ سلام کہا آپ کا جواب نہ پا کر میں واپس آ گیا۔ کیونکہ رسول معظم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کسی کو تین بار طلب کرنے کے باوجود اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا آئے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ أَنَا أَبُو مُوسَى ؓ قَالَ إِنَّ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَنْ أَتِيَهُ فَاتَيْتُ بَابَهُ فَسَلَّمْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنَا فَقُلْتُ إِلَيَّ أَتَيْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيَّ بِبَابِكَ ثَلَاثًا فَلَمْ تَرُدَّ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ، وَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْ أَحَدَكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَلْيَرْجِعْ، فَقَالَ عُمَرُ ؓ أَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ ؓ فَقُمْتُ مَعَهُ، فَلَذَبْتُ إِلَى عُمَرَ ؓ فَشَهِدْتُ.

(متفق علیہ) 1-1955

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس حدیث پر گواہ پیش کرو۔ حضرت ابوسعید ؓ کہتے ہیں کہ میں ابو موسیٰ کے ساتھ کھڑا ہوا اور ہم حضرت عمرؓ کے پاس گئے۔ اور میں نے گواہی دی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ إِذْ نَكَ عَلَى أَنْ تَرْفَعَ

عبد اللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے مجھے فرمایا: تجھے میرے پاس آنے کی عام اجازت ہے تو

الْحِجَابَ وَأَنْ تَسْمَعَ سَوَادِي حَتَّىٰ أَنْهَاكَ.
(رواہ مسلم) 2-1956

پردہ اٹھا سکتا ہے۔ میری پوشیدہ گفتگو سن سکتا ہے حتیٰ کہ تجھے منع نہ کر دوں۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ۖ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ فِي دِينٍ كَانَ عَلَىٰ أَبِي، فَدَقَّقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ: أَنَا أَنَا!! كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. (متفق عليه)
3-1957

حضرت جابر ۓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میرے والد مقروض تھے۔ میں نبی کریم ۓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازے پر دستک دی۔ آپ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں ہوں! میں ہوں! گویا کہ آپ نے اسے ناپسند کیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ: أَبَاهِرِ الْحَقَّ بِأَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ فَاتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوا، فَاسْتَأْذَنُوا، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوا. (رواہ البخاری) 4-1958

ابو ہریرہ ۓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول محترم ۓ کے ساتھ آپ ۓ کے گھر میں داخل ہوا۔ آپ ۓ نے ایک پیالے سے دودھ پایا۔ تو مجھے فرمایا، ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جا کر انہیں میری طرف سے دعوت دو۔ میں ان کے پاس گیا اور انہیں دعوت دی۔ انہوں نے آکر اجازت طلب کی،

آپ ۓ نے انہیں اجازت عنایت فرمائی اور وہ تب داخل ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ دروازے پر پہنچ کر دستک دینا یا سلام کرنا دونوں طریقے جائز ہیں۔
- ۲۔ گھر والے کے پوچھنے پر ”میں“ کہنے کی بجائے اپنا نام بتانا چاہیے۔
- ۳۔ اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا منع ہے۔
- ۴۔ حدیث کے معاملہ میں حضرت عمر ۓ کی احتیاط۔
- ۵۔ خادم خاص کو ہر بار اجازت لے کر آنا ضروری نہیں۔



بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَالْمُعَانَقَةِ

مصافحہ اور معانقہ کرنا

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ آپس میں مصافحہ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا! ہاں۔ (بخاری)

عَنْ قَتَادَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ ؓ أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ. (رواه البخاری) 1-1959

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے حسن بن علی ؓ کا بوسہ لیا۔ آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس موجود تھا۔ اس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول معظم ﷺ نے اس کی جانب دیکھا۔ پھر فرمایا: جو شخص کسی پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ ؓ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ ؓ فَقَالَ الْأَقْرَعُ ؓ إِنَّ لِي عَشْرَةَ مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا. فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ. (متفق عليه) 2-1960

خلاصہ باب

- ۱۔ مصافحہ اور معانقہ کرنا سنت ہے۔
- ۲۔ اپنے بچوں، پوتوں اور نواسوں کو چومنا سنت ہے۔
- ۳۔ جو اپنے بچوں سے پیار نہیں کرتا وہ بے رحم شخص اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔
- ۴۔ اپنے بچوں، پوتوں اور نواسوں کو چومنا سنت ہے۔



بَابُ الْقِيَامِ

کسی شخص کی آمد پر کھڑے ہونا

کسی معزز اور بزرگ کی تشریف آوری کے وقت استقبال کے لیے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس کے بیٹھنے کے ساتھ ہی بیٹھا جائے۔ اسلامی تہذیب سے پہلے حکمران اور مذہبی راہنماؤں کے سامنے لوگ سر و قامت کھڑے رہتے، جب کہ وہ بیٹھا ہوتا تھا۔ اسلام ایسے آداب کو پسند نہیں کرتا۔ اسلامی تہذیب میں آنے والے کے لئے اٹھنا اور اس کا استقبال کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کے بیٹھنے کے ساتھ بیٹھ جایا جائے یہ بات بھی اسلامی آداب کا حصہ ہے کہ کوئی شخص واپس آنے کے لیے مجلس سے اٹھ کر جائے تو اس کی جگہ پر نہ بیٹھا جائے۔ اس کے ساتھ یہ تہذیب بھی سکھلائی گئی ہے کہ دوسرے کے آنے پر مجلس میں فراخی پیدا کی جائے تاکہ جگہ کے ساتھ استقبالیہ جذبات کا اظہار نمایاں ہو۔

پہلی فصل

الفصل الاول

ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ بنو قریظہ نے حضرت سعد کو فیصل تسلیم کرنے پر، نبی محترم ﷺ نے حضرت سعد ؓ کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ آپ ﷺ کے قریب ہی تھے۔ جب گدھے پر سوار ہو کر مسجد نبوی کے قریب آئے تو نبی معظم ﷺ نے انصار کو حکم دیا، کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ ؓ سَبَّعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِ، وَكَانَ قَرِيبًا مِنْهُ، فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْأَنْصَارِ: قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ. (متفق عليه) 1-1961

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص خود بیٹھنے کے لیے کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے۔ اس کی بجائے مجلس میں فراخی و وسعت اختیار کر لیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ، وَلَكِنْ تَفْسَحُوا وَتَوَسَّعُوا. (متفق عليه) 2-1962

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص اپنی جگہ سے اٹھ کر واپس آئے تو اسے اپنی جگہ پر بیٹھنے کا زیادہ حق ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ. (رواه مسلم) 3-1963

خلاصہ باب

- ۱۔ کسی کے آنے پر کھڑا ہونا جائز ہے۔ البتہ آنے والے کو اس کی خواہش نہیں ہونی چاہیے۔
- ۲۔ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر بیٹھنا مناسب نہیں۔
- ۳۔ دوسرے کے آنے پر مجلس میں وسعت پیدا کرنی چاہیے۔

بَابُ الْجُلُوسِ وَالنُّومِ وَالْمَشْيِ

بیٹھنے، سونے اور چلنے پھرنے کے آداب

پہلی فصل

الفصل الاول

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے بیت اللہ کے صحن میں رسول اللہ ﷺ کو دونوں ہاتھوں کے ساتھ گوتھ مار کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِفَنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِياً بِيَدَيْهِ.
(رواہ البخاری) 1-1964

عبادہ بن تمیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ اس کے چچا نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چٹ لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِياً وَاضِعاً إِحْدَى قَدَمَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. (متفق عليه) 2-1965

فہم الحدیث

آپ ﷺ نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر چٹ لیٹنے سے منع فرمایا ہے۔ جبکہ اس حدیث میں آپ ﷺ کا ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا ثابت ہو رہا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ چٹ لیٹنا مناسب نہیں کیونکہ چادر پہنے ہوئے آدمی کا اس طرح لیٹنے سے اس کے برہنہ ہونے کا خدشہ زیادہ ہے۔ تاہم اگر کوئی شلوار پہنے ہوئے یا چادر کو سنبھال کر ایسے لیٹتا ہے تو جائز ہوگا۔ جیسا کہ آپ ﷺ سے اس طرح استراحت فرمانا ثابت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے کسی بھی شخص کو پاؤں پر پاؤں رکھ کر پیٹھ کے بل چٹ لیٹنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ. رواه مسلم 3-1966
وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا يَسْتَلْقِيَنَّ أَحَدُكُمْ ثُمَّ يَضَعُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. (رواہ مسلم) 4-1967

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص چٹ لیٹ کر اپنے پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ ایک شخص دو چادریں پہنے، تکبر سے چل رہا تھا۔ وہ اس حالت پر بہت مغرور تھا تو اسے زمین میں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخَّرُ فِي بُرْدَيْنِ وَقَدْ أَغْبَتَتْهُ نَفْسُهُ، خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ فَهُوَ

يَتَجَلَّجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. (متفق) دھنسا دیا گیا۔ اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا چلا جائے
 علیہ 5-1968 گا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

تکبر اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں۔ تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنا سنت نبوی ﷺ کی مخالفت اور تکبر کی علامت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر دل میں تکبر نہ ہو تو تہبند ٹخنوں سے نیچے رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے لیے وہ حضرت ابو بکر کی مثال پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکر نے آپ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ کوشش کے باوجود میرا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابو بکر تم متکبروں میں نہیں ہو۔ بات سمجھنے والی یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تو ابو بکر کو جانتے تھے۔ کہ تکبر کی وجہ سے نہیں بلکہ پتلے دبلے ہونے کی وجہ سے ان سے ایسے ہو جاتا ہے۔ آج کسی کے بارے میں کون گواہی دے سکتا ہے کہ اس شخص کا دل تکبر سے پاک ہے۔ اس سے تو صرف اتنا مسئلہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی بیمار، کمزور یا پتلے دبلے آدمی ہے اور اس کی چادر کوشش کے باوجود نیچے ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں تو فیشن اور غیر اسلامی تہذیب کا جواز ڈھونڈا جاتا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ تکبر اللہ تعالیٰ کو ہرگز، ہرگز پسند نہیں۔
- ۲۔ تکبر کی ہر علامت سے پرہیز کرنا چاہئے۔
- ۳۔ چت لیٹنا مناسب نہیں تاہم پردے کا خیال رکھتے ہوئے اس طرح لیٹنے میں حرج نہیں۔



بَابُ الْعَطَاسِ وَالتَّأَوُّبِ

چھینک اور جمائی لینا

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں اور جمائی لینا اللہ کو پسند نہیں ہے۔ چھینک لینے سے آدمی کی طبیعت سے سستی دور اور طبیعت میں نشاط پیدا ہوتی ہے۔ البتہ ایک سے زیادہ چھینک آنے سے آدمی کے اعصاب کمزور ہوتے ہیں اور اکثر اوقات یہ زکام کی علامت ہوا کرتی ہے۔ اس لیے چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ کے الفاظ میں دعا دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری صحت کو ہر قسم کے عارضہ سے محفوظ رکھے۔ اس کے برعکس جمائی لینا اور سستی کی علامت ہے۔ سستی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ رب کریم مومن کو مستعد، حاضر دماغ اور ہشاش بشاش دیکھنا چاہتا ہے۔ جبکہ شیطان مومن کو سست، غافل اور کمزور کرنے کے درپے رہتا ہے۔ اس قسم کے حقائق کے پیش نظر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھینک پر راضی ہوتا ہے اور جمائی کو پسند نہیں کرتا۔

جمائی کے وقت شیطان کامنہ میں داخل ہونا حقیقی طور پر ہو سکتا ہے کیونکہ سستی اور غفلت شیطان ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بسا اوقات زور سے جمائی لینے سے آدمی کے جڑے کھلے کھلے رہ جاتے ہیں۔ جو انتہائی مضحکہ خیز اور صحت کے لیے پریشان کن صورت ہے۔ اس لئے جمائی کو دبانا چاہئے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی لینے کو نا پسند کرتا ہے۔ جب کوئی چھینک مارتے وقت ”الحمد لله“ کہے تو سننے والے مسلمان پران کلمات کے جواب میں ”یرحمک اللہ“ کہنا لازم ہے۔ اور جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو ممکن حد تک اسے روکنے کی کوشش کرے۔ آدمی کے جمائی لینے پر شیطان کھلکھلا کر ہنستا ہے۔ (بخاری) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعَطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّأَوُّبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللَّهَ كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَأَمَّا التَّأَوُّبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَأَوَّبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُرِدْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا تَأَوَّبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ. رواه البخاری. وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَإِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا قَالَ مَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ مِنْهُ. 1-1969

جب تم میں سے کوئی جمائی لیتے ہوئے ”ہا“ کرتا ہے تو شیطان اس بات پر ہنستا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو وہ ”الحمد لله“ کہے اور اس کا بھائی یا دوست۔ یر

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ

اللَّهُ. فَلْيَقُلْ يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بِالْكُم. (رواه البخاری) 2-1970

حمک اللہ کہے اور اس کے ریحک اللہ کہنے پر جواباً
”یَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بِالْكُم“ (اللہ تعالیٰ تمہیں

ہدایت دے اور تمہارے حالات درست کر دے) کہنا چاہیے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتْ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ شَمَّتْ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي قَالَ: إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللَّهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللَّهَ. (متفق علیہ) 3-1971

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کے پاس دو آدمیوں نے چھینکا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کی چھینک کا جواب دیا اور دوسرے کی چھینک کا جواب نہیں دیا۔ اس شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس کی چھینک کا جواب دیا ہے۔ لیکن میری

چھینک کا جواب نہیں دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے الحمد للہ کہا اور تو نے الحمد للہ نہیں کہا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ فَشَمِّتُوهُ، وَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ فَلَا تُشَمِّتُوهُ. (رواه مسلم) 4-1972

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم میں سے کوئی شخص چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہے تو تم اس کا جواب دو۔ اور اگر وہ الحمد للہ نہ کہے، تو جواب

دینے کی ضرورت نہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانٌ كَرْتِمْ فِيهِ نَبِيٌّ كَرِيْمٌ ﷺ سَمِعَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ ثُمَّ عَطَسَ أُخْرَى فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُومٌ. (رواه مسلم) 5-1973

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس چھینک لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یرحمک اللہ یعنی اللہ تجھ پر رحم کرے۔ اس نے پھر دوبارہ چھینک لی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو زکام ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيَانٌ كَرْتِمْ فِيهِ نَبِيٌّ كَرِيْمٌ ﷺ قَالَ إِذَا تَنَآوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فَمِهِ. فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ. (رواه مسلم) 6-1974

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب جمائی لے تو اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کو بند کرے۔ کیونکہ کھلے منہ میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ ممکن حد تک جمائی پر کنٹرول کرنا چاہیے۔ ۲۔ چھینک لینے والا الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہنا سنت ہے۔ ۳۔ چھینک پر الحمد للہ نہ کہنے والے کا جواب نہیں دینا چاہیے۔ ۴۔ ایک چھینک رحمان کی طرف سے اور جمائی شیطان کی وجہ سے آتی ہے۔

بَابُ الضَّحْكِ

ہنسنے کے آداب

وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى (النجم: ۴۳)

”اور یقیناً اللہ ہی ہنسانے اور رونے والا ہے“

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے۔ کہ وہ دکھ اور تکلیف کے وقت پریشان ہوتا ہے۔ دکھ اور تکلیف جب حد سے بڑھ جاتے ہیں تو بے ساختہ انسان کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کا کرم ہے کہ آنسو بہنے سے آدمی کا غم ہلکا ہو جاتا ہے۔ غم اور پریشانی کے برعکس آدمی جب کسی کام میں کامیابی یا کوئی اچھی بات دیکھتا اور خوش خبری سنتا ہے تو اچانک اس کی طبیعت بہل جاتی ہے۔ آدمی کا چہرہ خوشی کی وجہ سے کھل جاتا ہے اور کئی دفعہ کھل کھلا کر ہنستا ہے۔ رسول محترم ﷺ نے رونے اور ہنسنے کے آداب بتلائے ہیں۔ اور ہنسنے کے وقت آپ ﷺ کی سنت اور فرمان ہے کہ آدمی کو پورا منہ کھولنے کی بجائے اپنی خوشی پر قابو پانا چاہیے۔ قہقہہ لگاتے وقت منہ مکمل طور پر نہیں کھولنا چاہیے۔ یہ اعلیٰ تہذیب کے خلاف اور دل کو غافل کر دینے والی ہنسی بن جاتی ہے۔ اس کی بجائے معمولی ہنسنے اور مسکراہٹ سے حقیقی لذت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی معظم ﷺ کو کبھی بھی قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کو دیکھ سکوں۔ آپ صرف مسکرایا کرتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجِمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَالِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ. (رواه البخاری) 1-1975

حضرت جریر بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا نبی گرامی ﷺ نے مجھے اپنے گھر آنے سے نہیں روکا اور جب بھی مجھے دیکھتے تو مسکراتے۔ (بخاری۔ مسلم)

وَعَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَأَيْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ. (متفق عليه) 2-1976

حضرت جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز کے بعد اپنے مصلے پر سورج نکلنے تک تشریف فرما رہتے۔ جب سورج طلوع ہو جاتا تو آپ ﷺ کھڑے ہوتے اس وقت تک صحابہ کرامؓ زمانہ جاہلیت کے واقعات بیان کرتے اور ہنستے۔ لیکن آپ ﷺ صرف مسکراتے تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَاةٍ الَّتِي يُصَلِّي فِيهَا الصُّبْحُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ، وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ، وَيَتَبَسَّمُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رواه مسلم. 3-1977

فہم حدیث

بعض روایات میں صحابہ کرامؓ کا یہ بیان پایا جاتا ہے کہ نبی محترم ﷺ جب ہنستے تو آپکی ڈاڑھیں نظر آ جاتی تھیں۔ اس ہنسنے سے مراد آپ کا نسبتاً ذرا کھل کر ہنسانا ہے۔ ایسی ہنسی میں بھی آپکی آخری ڈاڑھیں اور تالونظر نہیں آیا کرتا تھا۔ تاہم کوئی شخص بے ساختہ کھل کھلا کر ہنستا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے۔
- ۲۔ قہقہہ لگا کر ہنسنے کی بجائے صرف مسکرایا چاہیے۔
- ۳۔ غم کے وقت رونا جائز ہے۔
- ۴۔ خوشی کے وقت خوشی کا اظہار کرنا فطرت اور سنت ہے۔
- ۵۔ صلوٰۃ ضحیٰ (اشراق) پڑھ کر مقبول حج و عمرہ کا ثواب حاصل کیا جاسکے۔ لیکن اس بیٹھنے کے دوران کسی عمل خاص کا اہتمام ضروری نہیں اس موقع پر آپ ﷺ سے خوابوں کا سننا اور سننا بھی ثابت ہے۔ اسی طرح آپ کی موجودگی میں صحابہ کا امور جاہلیت کا ذکر کرتے ہنسا اور ہنسانا بھی آیا ہے۔ علاوہ ازیں اس دوران کی تعلیم و تعلم، درس و تدریس، وعظ و نصیحت اور ذکر اذکار اور تلاوت قرآن کا اہتمام بھی کیا جائے۔



بَابُ الْأَسْمَى

نام رکھنے کے آداب

آدمی کی ذات پر اس کے نام کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مشاہدہ یہ ہے کہ کسی شخص کو سمجھانے کے لیے اسے اس کے اچھے نام کی لاج رکھنے کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ والدین کے فرائض میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ بچے کا نام رکھتے ہوئے اچھا نام تجویز کریں۔ نبی کریم ﷺ نے چند اچھے ناموں (عبداللہ، عبدالرحمن) کا تذکرہ فرما کر یہ رہنمائی فرمائی ہے کہ بہتر نام وہ ہیں جن میں شرک کے بجائے عبدیت اور بڑائی کی بجائے انکساری پائی جائے۔

اگر کسی کا شرعی نقطہ نظر سے غلط نام رکھ دیا گیا ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنا نام فوراً تبدیل کر لے۔ نبی محترم ﷺ نے حلقہ اسلام میں داخل ہونے والے ایسے لوگوں کے نام تبدیل فرمادیے تھے۔

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ایک دوسرے کے نام بگاڑ کر نہ لیا کرو۔ نام بگاڑنے کی غلطی ماں باپ یا قریبی عزیز پیار میں آکر کرتے ہیں۔ اس طرح الٹا نام عام ہو جاتا ہے بسا اوقات زندگی کا جزو لا ینفک بن جاتا ہے۔ جس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (الحجرات ۴۹: ۱۱)

”آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو (نام بگاڑ کر) بے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ بازار میں جارہے تھے کہ ایک شخص نے آواز دی: اے ابوالقاسم! نبی محترم ﷺ نے اس کی جانب پلٹ کر دیکھا تو اس نے عرض کیا: حضرت! میں نے تو فلاں شخص کو آواز دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرا نام رکھ سکتے ہو، لیکن میری کنیت رکھنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھ سکتے ہو، لیکن میری کنیت نہ رکھو! بلاشبہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے کہ میں تم میں سے (علم و حکمت یا اموال

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ! فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّمَا دَعَوْتُ هَذَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَمُوا بِاسْمِي، وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي. (متفق عليه) 1-1978

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ سَمُوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتُبُوا بِكُنْيَتِي فَإِنِّي إِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ. (متفق عليه) 2-1979

غنائم) تقسیم کرنے والا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ناموں میں سے اللہ کے ہاں زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہیں۔ (مسلم)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے بچے کا نام یسار، رباح، نجیح اور ارح نہ رکھو! اس لیے کہ تم کہو گے: وہ یہاں ہیں؟ وہ نہیں ہوگا، تو کہنے والا کہے گا نہیں ہیں، (مسلم) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بچے کا نام رباح، یسار، ارح، اور نافع نہ رکھو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ یعلیٰ، برکت، ارح، یسار، نافع اور اس جیسے نام رکھنے سے منع کر دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ منع کرنے سے چپ رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی روح مبارک جلد قبض کر لی گئی، لیکن آپ ﷺ نے اس سے منع نہیں کیا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام ناموں سے برانام اس شخص کا ہوگا، جو شہنشاہ کہلاتا ہے۔ (بخاری) مسلم کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں زیادہ نافرمانی کے لائق اور برانام اس شخص کا ہے، جس کو شہنشاہ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ جبکہ شہنشاہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا نام ”برہ“ رکھا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نیکی کا دعویٰ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکوکاروں کو جانتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ. (رواه مسلم) 3-1980

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا تُسَمِّينَ غُلَامَكَ يَسَارًا، وَلَا رَبَاحًا، وَلَا نَجِيحًا، وَلَا أَفْلَحَ، فَإِنَّكَ تَقُولُ أَتَمَّ هُوَ فَلَا يَكُونُ، فَيَقُولُ: لَا. (رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ، قَالَ: لَا تُسَمِّ غُلَامَكَ رَبَاحًا وَلَا يَسَارًا، وَلَا أَفْلَحَ وَلَا نَافِعًا. 4-1981

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْهَى عَنْ أَنْ يُسَمَّى بِيَعْلَى وَيَبْرَكَةَ وَبِأَفْلَحَ وَبِيسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَيَنْحُو ذَلِكَ ثُمَّ سَكَتَ بَعْدَ عَنْهَا ثُمَّ رَأَيْتُهُ قَبِضَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذَلِكَ. (رواه مسلم) 5-1982

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلاَكِ. (رواه البخاری)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ أُغِيْظَ رَجُلٌ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاجْتَبَاهُ رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلاَكِ لَا مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ. 6-1983

وَعَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِيتُ بَرَّةً، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ أَلَّا أَعْلَمُ بِأَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ. (رواه مسلم) 7-1984

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ جَوِيرِيَّةُ اسْمُهَا بَرَّةٌ فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اسْمَهَا جَوِيرِيَّةً وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ. (رواه مسلم) 8-1985

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَمَّا هَارِ سَوْلاً اللَّهُ ﷺ جَمِيلَةً. (رواه مسلم) 9-1986

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَتَى بِالْمُنْدِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ فَقَالَ: مَا اسْمُهُ قَالَ: فُلَانٌ قَالَ: لَا وَلَكِنْ اسْمُهُ الْمُنْدِرُ. (متفق عليه) 10-1987

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي كُلُّكُمْ عَبْدُ اللَّهِ وَكُلُّ نِسَاءٍ كُنَّ إِمَاءَ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيتِي وَفَتَايَ وَلَيْقُلِ الْعَبْدُ: رَبِّي وَلَكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِي.

وَفِي رِوَايَةٍ لِيَقُلْ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ، فَإِنْ مَوْلَاكُمْ اللَّهُ. (رواه مسلم) 11-1988

وَعَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَقُولُوا الْكُرْمَ، فَإِنَّ الْكُرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ. (رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَا تَقُولُوا الْكُرْمَ وَلَكِنْ قُولُوا: الْعَنْبُ وَالْحَبْلَةُ.

12-1989

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین ”جویریہ“ کا نام ”برہ“ تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھ دیا۔ آپ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ کہا جائے کہ آپ ”برہ“ (نیکی) کے پاس سے نکل گئے ہیں۔ (مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو عاصیہ کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ (مسلم)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ جب منذر بن اسید پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے اپنی رانوں پر رکھا اور پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ جواب دیا گیا، فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! اس کا نام منذر ہے۔ (بخاری، مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: میرا بندہ، میری بندی۔ تم سب اللہ کے بندے ہو اور سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ لیکن یہ کہا کرو: میرا غلام، میری لونڈی، میرا لڑکا اور میری لڑکی ہے۔ نیز غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے۔ البتہ ایک روایت میں ہے کہ ”سردار“ کہے۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ وہ میرے سردار اور میرے مولا کہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ غلام اپنے آقا کو میرے مولا نہ کہے۔ بے شک تمہارا مولا اللہ ہے۔ (مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم (انگور کی تیل) ”کرم“ نہ کہو، کیونکہ کرم مومن کا دل ہے۔ (مسلم) وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کرم نہ کہو بلکہ عنب یعنی انگور اور حبلہ یعنی انگور کی تیل کہو۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسْمُوا الْعَبَّ الْكَرْمَ، وَلَا تَقُولُوا يَا خَيَّةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ. (رواه البخاری) 13-1990

وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَسُبُّ أَحَدُكُمْ الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ. (رواه مسلم) 14-1991

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: خَبَثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ لِقَسَتْ نَفْسِي. (متفق عليه) 15-1992

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ جَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَحَدَّثَنِي أَنَّ جَدَّهُ حَزَنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا اسْمُكَ؟ قَالَ اسْمِي حَزْنٌ قَالَ بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ ۖ قَالَ مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَانِيَهُ أَبِي. قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا زَالَتْ فِينَا الْحَزُونَةُ بَعْدُ. (رواه البخاری) 16-1993

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں، کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تم انکو رکنا نام ”کرم“ نہ رکھو اور اس طرح بھی نہ کہو کہ زمانہ بُرا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دراصل زمانہ (بنانے والا) ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص زمانے کو برا بھلا نہ کہے اس لیے کہ اللہ ہی حقیقت میں زمانہ ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص تم میں سے یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے، بلکہ یہ کہے کہ میرا نفس بوجھل ہو گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں سعید بن مسیب ؓ کے پاس بیٹھا تھا اس نے مجھے بتلایا کہ اس کا دادا جس کا نام حزن (بمعنی غم و سختی) تھا، نبی گرامی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میرا نام حزن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تو سہل (یعنی آسانی والا) ہے۔ اس کے دادا نے کہا: میں اپنا نام کبھی تبدیل نہیں کروں گا، جو میرے والد نے رکھا ہے۔ ابن المسیب بیان کرتے ہیں: اس کے بعد ہمیشہ ہم میں سختی رہی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی والے نام زیادہ پسند ہیں۔ ۲۔ نام کے بھی طبیعت پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ۳۔ غلطی سے غیر شرعی نام رکھ لیا جائے، تو اسے بدل دینا چاہیے۔ ۴۔ کسی کو اپنا بندہ یا اپنی بندی کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسی طرح کسی سے بطور خوشامد کہنا کہ میں آپ کا بندہ یا غلام یہ اس سے بھی برا ہے۔ ۵۔ اپنا نام گنہگار (عاصی) رکھنا جائز نہیں۔ ۶۔ اپنے آپ کو شہنشاہ کہلانا جائز نہیں۔

بَابُ الْبَيَانِ وَالشَّعْرِ

خطابت اور شعر گوئی

انسان کو بہترین شکل و صورت میں پیدا کیا گیا ہے۔ جسمانی نعمتوں کے حوالے سے جس نعمت کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہوا ہے وہ آدمی کی قوت بیان ہے۔

خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ (الرحمن ۵۵: ۴)

”اس نے انسان کو پیدا کیا اور اسی نے بولنا سکھایا۔“

نطق وہ ملکہ ہے جو انسان اور حیوان میں واضح فرق کرتا ہے۔ اس صلاحیت کے ذریعے انسان اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہے۔ جس میں جس قدر یہ صلاحیت زیادہ ہوگی وہ دوسرے شخص کو گرویدہ کرنے اور اپنا موقف سمجھانے اور منوانے میں اسی قدر زیادہ کامیاب ہوگا۔ انبیاء میں یہ صلاحیت عام لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے رب عظیم کا عظیم الشان پیغام لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اور رسول معظم ﷺ کو کائنات کے تمام انسانوں سے بڑھ کر اس صلاحیت سے سرفراز کیا گیا، تاکہ آپ اللہ کا آخری پیغام واضح، شفاف اور موثر انداز میں لوگوں تک پہنچائیں۔

آدمی کی گفتار، الفاظ اور انداز اس کی ذہنیت اور نظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ معلم اعظم ﷺ نے مسلمانوں کو سلیقہ گفتگو سمجھاتے ہوئے فرمایا، کہ نہ صرف آدمی کو غلط بیانی اور ترش زبانی سے بچنا چاہیے بلکہ خواہ مخواہ پر تکلف الفاظ اور انداز سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے گفتگو کرنے والے کو نہ صرف موقع مسجع الفاظ ڈھونڈنے پڑتے ہیں بلکہ بسا اوقات سننے والا ایسے شخص کے بارے میں ہلکا پن بھی محسوس کرتا ہے۔

جہاں تک شعر و شاعری کا تعلق ہے قرآن مجید نے رسول کریم ﷺ کی یہ خوبی بیان فرمائی ہے کہ آپ شاعر نہیں ہیں۔ شاعری میں الفاظ ڈھونڈنا انہیں بحر کے مطابق ڈھالنا، پھر ان میں مد و جزر پیدا کرنا ہوتا ہے۔ سخن کی اس قسم میں بے پناہ اور بے جا تکلف پایا جاتا ہے۔ مزید برآں شاعر عملی دنیا میں کمزور ہی نہیں اکثر بد عمل ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا:

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ۝ (يسہ ۳: ۷۰-۶۹)

”ہم نے اس (نبی) کو شعر نہیں سکھایا اور نہ شاعری اس کو زیب ہی دیتی ہے۔ یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف پڑھی جانے والی کتاب ہے۔“

نیز فرمایا: وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغُيُونُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ۝ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ۝

(الشعراء ۲۶: ۲۲۴-۲۲۶)

”رہے شعراء تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو، کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں۔ اور وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔“

تاہم شریعت نے شعر و شاعری کی کلیتاً نفی بھی نہیں فرمائی، بلکہ اچھے شعراء اور ان کے اچھے کلام کی تعریف فرمائی ہے۔ کیونکہ بعض موقعوں پر شاعر کا ایک جملہ خطیب کی طویل ترین گفتگو سے زیادہ موثر ثابت ہوتا ہے۔

الفصل الاول

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسُخْرًا. (رواه البخاری) 1-1994

وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الشَّعْرِ حِكْمَةً. (رواه البخاری) 2-1995

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلَكَ الْمُتَطَعُونَ قَالَهَا ثَلَاثًا. (رواه مسلم) 3-1996

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةٌ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلٌ. (متفق عليه) 4-1997

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ ؓ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمِّيَّةِ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ هِيَ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيَ ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ: هِيَ حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةً بَيْتٍ. (رواه مسلم) 5-1998

وَعَنْ جُنْدُبٍ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيتُ أَصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا أَصْبَعٌ دَمِيتُ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ مَالِقِيَّتٍ (متفق عليه) 6-1999

وَعَنِ الْبَرَاءِ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مشرقی علاقے سے دو شخص آئے۔ ان دونوں نے تقریر کی تو لوگوں نے ان کی تقریر پر تعجب کا اظہار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ بعض تقریریں جادو کا اثر رکھتی ہیں۔ (بخاری)

حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ بعض اشعار حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تکلف کے ساتھ گفتگو کرنے والے تباہی کے دہانے پر ہیں۔ اس بات کو آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: سب سے زیادہ درست بات، جو کسی شاعر نے کہی، وہ لبید کی بات ہے کہ ”سنو! اللہ کے علاوہ تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں“۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن شریذ ؓ اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں، کہ انہوں نے بتایا کہ میں ایک دن رسول مکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ نے مجھ سے پوچھا: کیا تجھے امیہ بن ابی الصلت کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! آپ نے فرمایا: سنائیں! میں نے آپ کو ایک شعر سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور سنو! آپ فرماتے رہے اور اس طرح میں نے ایک سو شعر پڑھ دیے۔ (مسلم)

حضرت جندب ؓ بیان کرتے ہیں، کہ نبی اکرم ﷺ کی ایک جنگ میں انگلی زخمی ہو گئی، تو آپ نے فرمایا: بس تو صرف انگلی ہے، جو زخمی ہو گئی۔ تجھے جو تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کے راستے میں پہنچی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء ؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے جنگ

قُرْبَةُ لِحَسَانٍ بِنِ ثَابِتٍ ۖ أَهْجُ
 الْمُشْرِكِينَ فَإِنَّ جَبْرِيلَ مَعَكَ وَكَانَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِحَسَانٍ أَجِبْ عَنِّي اللَّهُمَّ
 أَيْدُهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ. (متفق عليه) 7-2000
 وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ ﷺ قَالَ أَهْجُوا قُرَيْشًا فَإِنَّهُ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ
 مِنْ رَشَقِ النَّبْلِ. (رواه مسلم) 8-2001
 وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
 لِحَسَانٍ ۖ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ
 يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
 وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:
 هَجَاهُمْ حَسَانٌ فَشَفَى وَاشْتَفَى. رواه
 مسلم 9-2002

وَعَنِ الْبَرَاءِ ۖ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
 يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى اغْبَرَّ بَطْنُهُ
 يَقُولُ. وَاللَّهِ لَوْ لَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا.
 وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلِّينَا.
 فَأَنْزَلَنُ سَكِينَةً عَلَيْنَا.
 وَكَبَّتِ الْأَقْدَامُ إِنْ لَا قَيْنَا.
 إِنْ الْأُولَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا.
 إِذَا أَرَادُوا، فِتْنَةً أَبِينَا.
 يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ:
 أَبِينَا أَبِينَا..... (متفق عليه) 10-2003

قریظہ کے دن حسان بن ثابت ؓ سے کہا: تم مشرکین کی
 مذمت! کرو بلاشبہ جبرائیل تمہاری معاونت کریں گے۔
 رسول مکرم ﷺ نے حسانؓ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ
 میری طرف سے جواب دیجیے۔ اے اللہ! روح القدس کے
 ساتھ اس کی مدد فرما۔ (بخاری و مسلم)
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول معظم ﷺ
 نے حکم دیا، تم قریش کی مذمت کرو، بلاشبہ وہ ان کے لیے
 تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ (مسلم)
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے رسول
 محترم ﷺ سے سنا، آپ نے حضرت حسانؓ کو فرمایا: بلا
 شبہ جبرائیل تیری تائید کرتے ہیں، جب تک تو اللہ تعالیٰ اور
 اس کے رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں: میں نے رسول
 اکرم ﷺ سے سنا، حسانؓ نے ان کی مذمت کی، اس نے دل
 ٹھنڈا کر دیا اور خود بھی قرار پایا۔ (مسلم)
 حضرت براہن عازب ؓ بیان کرتے ہیں، کہ جب خندق
 کے دوران رسول اللہ ﷺ مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک
 کہ آپ ﷺ کا پیٹ مبارک غبار آلود ہو گیا آپ کہہ
 رہے تھے۔
 اللہ کی قسم! اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتے تو نہ ہم صدقہ کرتے
 اور نہ نمازیں ادا کرتے۔
 اے اللہ! ہم پر سکون نازل فرما
 اور جب ہم دشمن سے ملیں تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما
 بلاشبہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔
 وہ ہمیں دین سے پھیرنا چاہتے ہیں۔
 ہم ان کی یہ بات نہیں مانیں گے۔

نہیں مانیں گے، کے الفاظ پر آپ ﷺ کی آواز بلند فرماتے اور فرماتے نہیں مانیں گے! نہیں مانیں گے! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفَرُونَ الْخُنْدُقَ وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ وَهُمْ يَقُولُونَ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَجِئُهُمُ اللَّهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ فَاغْفِرْ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ (متفق عليه) 11-2004

فہم الحدیث

خندق کے موقع پر آپ نے صحابہ کے اشعار کا جواب دیتے ہوئے، ایسے جملے استعمال فرمائے، جو اشعار کے وزن پر ہیں۔ جبکہ قرآن مجید سورۃ یسین میں ہے، کہ آپ کو شعر نہیں سکھلائے گئے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اگر اتجاہلاً زبان سے ایسے جملے نکل جائیں، تو نبوت کی شان کے خلاف نہیں ہیں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَأَنْ يَمْتَلِي جَوْفَ رَجُلٍ قَبِيحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِي شِعْرًا. (متفق عليه) 12-2005

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے، جس سے اس کے پھپھر دے متاثر ہوں، یہ اس بات سے بہتر ہے، کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: رسول محترم ﷺ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر کا انتظام فرماتے۔ حسان منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتے اور رسول مکرم ﷺ فرماتے: بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسان رضی اللہ عنہ کی روح القدس کے ساتھ معاونت فرماتا ہے، جب تک وہ اللہ کے رسول ﷺ کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا، يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ يُنَافِحُ وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا نَافِحَ أَوْ فَاخِرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (رواه البخاری) 13-2006

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَدِيدٌ يُقَالُ لَهُ أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ رُؤَيْدُكَ يَا أَنْجَشَةُ لَا تُكْسِرِ الْقَوَارِيرَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کا حدی خواں تھا، جس کا نام انجشہ تھا۔ اس کی آواز بہت اچھی تھی۔ نبی معظم ﷺ نے اسے حکم دیا: اے انجشہ ٹھہر

قَالَ قَتَادَةُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يَغْنَى ضَعْفَةَ
النِّسَاءِ. (متفق عليه) 14-2007
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ
نَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْعَرَجِ إِذْ عَرَضَ
شَاعِرٌ يُنْشِدُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذُوا
الشَّيْطَانَ أَوْ امْسِكُوا الشَّيْطَانَ، لَأَنْ يَمْتَلِيَ
جَوْفَ رَجُلٍ فَيَحَاخِرَ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيَ
شِعْرًا. (رواه مسلم) 15-2008

جاؤ! اس طرح شمشے چکناچور ہو جائیں گے۔ قتادہ بیان کرتے
ہیں شیشوں سے مراد کمزور عورتیں تھیں۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ ہم
رسول معظم ﷺ کے ساتھ عرج کے علاقے میں سفر کر رہے
تھے کہ اچانک ایک شاعر نے آ کر شعر کہنے شروع کر دیے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شیطان کو پکڑو، یا شیطان کو
دور کر دو کہ اگر کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہو تو وہ اس سے
بہتر ہے کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہو! (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ مؤثر گفتگو کرنا اللہ کا انعام ہے۔
- ۲۔ جان بوجھ کر پر تکلف گفتگو کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔
- ۳۔ اچھے اشعار سننا سنتِ مبارکہ ہے۔
- ۴۔ برے شاعر شیطان کے ترجمان ہوتے ہیں۔



بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ وَالْغَيْبَةِ وَالشَّتْمِ

زبان کی حفاظت کرنا، غیبت اور گالی دینے سے احتراز کرنا

رسول محترم ﷺ کا زبان کے حوالے سے فرمان ہے کہ صبح سویرے انسان کے تمام اعضاء زبان کے سامنے عرض گزار ہوتے ہیں کہ اللہ کے لیے تیری بے احتیاطی کی وجہ سے ہمیں سزا نہیں ملنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ بے شمار لوگ اپنی زبانوں پر قابو نہ پانے کی وجہ سے اوندھے منہ جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

اسی لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو صحیح معنوں میں اللہ اور آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

لہذا مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی زبان سے فحش کلامی کرنے اور گالی دینے سے نہ صرف پرہیز کرے بلکہ اسے دوسرے بھائی کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے غیبت اور کردار کشی سے بھی بچنا چاہیے۔

غیبت کی مختصر تعریف یہ ہے کہ بات کہنے والا اس نیت اور انداز سے دوسرے کے بارے میں اس کی پیٹھ پیچھے گفتگو کرے جو اس کو بری لگے۔ بر سبیل تذکرہ کسی کے بارے میں گفتگو کرنا یا اس کی اصلاح کے لیے کسی ذمہ دار آدمی کو آگاہ کرنا یا ایک شخص دوسرے کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا چاہتا ہے تو معاملہ کرنے والے کو نیک نیتی کے ساتھ متعلقہ شخص کے بارے میں مبالغہ کیے بغیر اس کی کمزوری سے آگاہ کرنا غیبت کے زمرہ میں نہیں آتا۔ اگر ان ضروریات کے علاوہ کسی کے بارے میں ایسی گفتگو کی جائے جسے وہ پسند نہیں کرتا تو وہ غیبت ہوگی۔

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق غیبت اپنے فوت شدہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کے بارے میں ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ. (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

1-2009

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب آدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی کلمہ زبان سے نکالتا ہے حالانکہ وہ اس کو معمولی سمجھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرماتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی بات کرتا ہے اور وہ اس کو معمولی سمجھتا ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا، يَرْفَعُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللَّهِ لَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي جَهَنَّمَ، (رَوَاهُ

الْبَخَارِيُّ).

وَفِي رَوَايَةٍ لَهُمَا يَهْوَىٰ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ-2010-2

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ. (متفق عليه) 2011-3

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ كَافِرٌ فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا. (متفق عليه)

4-2012

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ، وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ. (رواه البخاري) 2013-5

وَعَنْهُ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ، أَوْ قَالَ عَدُوُّ اللَّهِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ، إِلَّا حَارَّ عَلَيْهِ. (متفق عليه) 2014-6

وَعَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: الْمُسْتَبَانُ مَا قَالَا، فَعَلَى الْبَادِي مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ. (رواه مسلم) 2015-7

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِصَدِيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَانًا. (رواه مسلم) 2016-8

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ

تو اس معمولی بات کی وجہ سے وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ (بخاری و مسلم) کی روایت میں ہے کہ اس کلمہ کی وجہ سے وہ مشرق و مغرب کی مسافت سے بھی زیادہ گہرائی تک جہنم میں گرتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک ضرور اس کا مستحق ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ذر ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اعظم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی دوسرے کو فاسق یا کافر کہتا ہے اگر وہ شخص اس کا مستحق نہیں ہے تو اس کے کلمے کا گناہ کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔ (بخاری)

حضرت ابو ذر ؓ ہی راوی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو کافرا اللہ کا دشمن کہتا ہے اگر جب کہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اسی پر پلٹ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس ؓ اور ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: دو شخص جو ایک دوسرے کو گالی دے رہے ہوں تو اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے ابتدا کی ہوگی۔ جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: کسی سچے مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی دوسرے پر لعنت کرنے والا ہو۔ (مسلم)

حضرت ابو درداء ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول معظم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: لعنت بھیجنے والے قیامت

وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواہ مسلم) کے دن لوگوں کے حق میں گواہ ہونے اور سفارش کرنے سے محروم ہوں گے۔ (مسلم)

9-2017

فہم الحدیث

سب کو تباہ گرداننے والا خود بھی اسی معاشرے کا حصہ اور لوگوں میں شامل ہے۔ لہذا وہ خود بھی بربادی کے راستے پر ہے۔ ایسا کہنے والا شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے آپ کو دوسروں سے نیک سمجھتا ہے۔ یہ بھی اس کی بربادی کی علامت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کہے کہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے تو وہ شخص ان سب سے زیادہ تباہ و برباد ہونے والا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ بڑا اس شخص کو پاؤ گے جو دوغلا ہے۔ ادھر کوئی بات کہتا ہے اور دوسروں کے پاس جا کر کچھ کہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: چغل خور جنت میں نہیں جاسکے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سچائی اختیار کرو۔ اس لیے کہ سچائی نیکی کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ یہاں تک کہ آدمی سچی بات کہنے کا عادی اور سچائی کا طلب گار ہو جاتا ہے، تو وہ اللہ کے نزدیک سچا لکھ دیا جاتا ہے۔ اور تم جھوٹ سے کنارہ کش رہو! اس لیے کہ جھوٹ گناہ کی جانب لے جاتا ہے۔ اور گناہ دوزخ میں پہنچا دیتے ہیں۔ ایک شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَالَ الرَّجُلُ: هَلَكَ النَّاسُ فَهُوَ أَهْلُكُهُمْ. (رواہ مسلم) 10-2018

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَجِدُونَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِي يَأْتِي هَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ وَهَوْلَاءَ بِوَجْهِهِ. (متفق علیہ) 11-2019

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَاتٌ. (متفق علیہ) 12-2020

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدِّيقًا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا. (متفق علیہ).

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: إِنَّ الصَّدَقَ بَرُّوْا إِنَّ
الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْكَذِبَ فُجُورٌ
إِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ. 13-2021

دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے:
بلاشبہ سچ بولنا نیک کام ہے۔ اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی
کرتی ہے۔ اور جھوٹ بولنا بُرا کام ہے اور بُرا کام دوزخ کی
طرف لے جاتا ہے۔

وَعَنْ أُمِّ كَلثُومٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ
بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا. (متفق
عليه) 14-2022

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول معظم
ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو جھوٹ بول کر
لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے۔ اچھی بات کہتا اور اچھی
بات کی تبلیغ کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْمُقَدَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْتُوا فِي
وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ. (رواه مسلم) 15-2023

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرّم ﷺ
نے فرمایا: جب تم لوگوں کو مدح سرائی کرتے دیکھو تو ان کے
منہ میں مٹی ڈالو۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ قَالَ أَتْنِي رَجُلٌ: عَلَى
رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ
عُنُقَ أَخِيكَ فَلَأْنَا مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا
لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فَلَانَا وَاللَّهُ حَسِيْبُهُ
إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذَلِكْ، وَلَا يُزَكِّي عَلَى
اللَّهِ أَحَدًا. (متفق عليه) 16-2024

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ کی
موجودگی میں ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی۔ آپ
ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو تو نے اپنے بھائی کی
گردن کاٹ دی ہے۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ
دہرائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی نے
کسی شخص کی تعریف ضروری کرنی ہو تو وہ کہے کہ فلاں کے

بارے میں میرا یہ خیال ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی حقیقت خوب جانتا ہے۔ اور یہ تبھی کہہ سکتا ہے جب حقیقتاً اس شخص کو ایسا ہی
پائے کیونکہ اللہ کے ہاں تم کسی کی گارنٹی نہیں دے سکتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے
فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا
اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ
نے فرمایا: تم اپنے بھائی کو ان الفاظ کے ساتھ یاد کرو جنہیں
وہ ناپسند کرے۔ عرض کیا گیا: اگر میرے کسی بھائی میں وہ
ناپسندیدہ بات موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو (پھر اس

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: أَتَذَرُونَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ
أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَحْيٍ مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ
كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ
مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهْتُهُ. (رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا قُلْتَ لَا خِيَكَ مَا فِيهِ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ، وَإِذَا قُلْتَ مَا لَيْسَ فِيهِ فَقَدْ بَهْتَهُ. 17-2025

صورت میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟) آپ نے فرمایا: اگر اس میں بات موجود ہے جو تو کہہ رہا ہے تو پھر تو نے اس کی غیبت

کی اور اگر اس میں وہ بات موجود نہیں جو تو نے کہی ہے تو نے وہ اس پر بہتان ہوگا۔ (مسلم) اور ایک روایت میں ہے۔ اگر تو نے اپنے بھائی کی وہ بات کی جو اس میں موجود ہے تو تو نے غیبت کی۔ لیکن اگر ایسی بات کہی جو اس میں موجود نہیں تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ فَقَالَ ائْذِنُوا لَهُ فَبَسَّ أَخُو الْعَشِيرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقُلْتَ لَهُ: كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ، وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَتَى عَاهَدْتَنِي فَعَاشَا إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ وَفِي رِوَايَةٍ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ. (متفق عليه) 18-2026

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: اسے آنے دیجئے اور بتایا کہ یہ اپنے قبیلے کا بڑا آدمی ہے۔ جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچا تو نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آئے اور مسکراتے رہے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس شخص کے بارے میں یہ الفاظ کہے تھے پھر آپ ﷺ اسے خندہ پیشانی سے ملے اور مسکراتے رہے؟ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: عائشہ تو نے مجھے کب فحش گوئی کرتے پایا۔ قیامت کے دن وہ لوگ بڑے ہوں گے

جنہیں لوگوں نے ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے ان کی بڑی باتوں سے بچنے کی خاطر چھوڑ دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کے اس عمل سے دو باتیں ثابت ہو رہی ہیں۔ ایک یہ کہ دوسرا جتنا بھی برا ہو آدمی کو اپنا اخلاق خراب نہیں کرنا چاہئے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ برسبیل تذکرہ کسی کے بارے میں اس کے کردار کے متعلق کوئی بات کی جائے تو غیبت نہیں ہوتی۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ أُمَّتِي مُعَافَى إِلَّا الْمُجَاهِرُونَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: میری تمام امت کو رہائی حاصل ہو جائے گی لیکن ان لوگوں کو معافی نہیں ملے گی جو کھلم کھلا بے حیائی کرنے والے

يُضْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَيَقُولُ يَا فَلَانُ عَمِلْتَ
الْبَارِحَةَ كَذًا وَكَذًا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ
وَيُضْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللَّهِ عَنْهُ. (متفق عليه)
19-2027

ہیں۔ بلاشبہ یہ بھی بے حیائی ہے کہ آدمی رات کو غلط کام
کرے اور صبح اٹھ کر کہے: لوگو! میں نے گزشتہ رات فلاں
بڑا کام کیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بڑے فعل پر پردہ
ڈالا تھا اور وہ صبح اٹھ کر اللہ کے پردہ کو خود ہی چاک کر دے۔
(بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شیطان کسی بھی
فحش کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کے پاس جا کر انہیں
جھوٹی باتیں بتاتا ہے۔ لوگ جب مجلس سے منتشر ہو جاتے ہیں
تو ان میں سے ایک فحش کہتا ہے: میں نے ایک فحش سے سنا ہے
جس کو چہرے سے تو میں آشنا ہوں لیکن اس کے نام سے

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَعْمَلُ فِي
صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَحْدِثُهُمْ
بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ
مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرَفَ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا
اسْمُهُ يُحَدِّثُ. (رواه مسلم) 20-2028
بے خبر ہوں۔ وہ فلاں فلاں بات کہتا ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والا جنت میں داخل ہوگا۔
- ۲۔ مسلمان کو گالی دینا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔
- ۳۔ مسلمان کو کافریا فاسق کہنے والا خود اس کا مرتکب ہو جائے گا۔
- ۴۔ گالی کی ابتداء کرنے والا جواب میں دوسرے کی گالی کا بھی ذمہ دار ہوگا۔
- ۵۔ بلاوجہ کسی پر لعنت کرنا جائز نہیں۔
- ۶۔ دو غلے پن کا حامل انسان قیامت کے دن بدترین لوگوں میں شامل ہوگا۔
- ۷۔ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔
- ۸۔ ہمیشہ سچ بولنے والا اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔
- ۹۔ مسلسل جھوٹ بولنے والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔
- ۱۰۔ صلح کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے۔
- ۱۱۔ منہ پر تعریف کرنے والے کے منہ میں مٹی ڈالنی چاہیے۔
- ۱۲۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں اس کو نا پسند بات کرنا غیبت ہے۔ ۱۳۔ بد اخلاق فحش کے بھی
ساتھ بھی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا سنت ہے۔ ۱۴۔ اپنے گناہوں کو خود آشکار نہیں کرنا چاہیے۔

بَابُ الْوَعْدِ

وعدے کی اہمیت

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس علاء رضی اللہ عنہ بن حضرمی کی طرف سے مال آیا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا: جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض لینا ہے یا آپ نے اس سے کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے۔ جابر کہتے ہیں: میں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ مجھے اس قدر مال دیں گے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو پھیلایا تھا۔ جابر بیان کرتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دونوں ہاتھ بھر کر

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَاءَ أَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ مَالٌ مِنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ: مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم دَيْنٌ أَوْ كَانَتْ لَهُ قَبْلَهُ عِدَّةٌ فَلْيَأْتِنَا، قَالَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ: وَعَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُعْطِيَنِي هَكَذَا، وَهَكَذَا، وَهَكَذَا، فَبَسَطَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ رضی اللہ عنہ فَحَسَالِي حَتَّى فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ قَالَ: خُذْ مِنْهَا. (متفق علیہ) 1-2029

ایک مرتبہ مال دیا۔ میں نے اس کو شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھے۔ اور پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے دو گنا اور لیجیے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عمل سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ جو شخص کسی کے بعد اس کی ذمہ داریاں سنبھالے تو اس کا اخلاقی اور شرعی فرض ہے کہ اپنے پیش رو کے عہد و پیمان کا خیال رکھے خواہ وہ معاہدہ کافروں اور مشرکوں کے ساتھ ہی کیوں نہ ہو!

بَابُ الْمَزَاحِ

مزاح اور خوش طبعی

ظرافت اور خوش طبعی اخلاق کا حصہ ہے۔ اس سے طبعی کھٹن دور ہوتی ہے اور آدمی کی طبیعت بہل جاتی ہے۔ ظرافت کے اظہار سے دوسرا شخص محبت اور قربت محسوس کرتا ہے۔ بشرطیکہ اخلاقی حدود میں رہ کر خوش طبعی کی جائے۔ بڑا آدمی جب اپنے سے چھوٹے آدمی کے ساتھ ایسے انداز سے ہم کلام ہوتا ہے تو عمر اور منصب میں چھوٹا شخص اپنے لیے اس بات کو اعزاز سمجھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کبھی کبھار اپنے ساتھیوں سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی عظیم المرتبت شخصیت کی وجہ سے دوری اور خوف محسوس نہ کریں۔ اس طرح چھوٹے آدمی کو بڑے کے ساتھ کھل کر بات کرنے کا موقع میسر آتا ہے۔ البتہ اخلاق سے گری ہوئی خوش طبعی کسی لحاظ سے بھی جائز نہیں۔ مومنوں کو ایسی بے ہودہ گوئی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔ (المؤمنون ۳:۲۳)

”مومن وہ ہیں جو بے ہودہ گوئی سے اعراض کرتے ہیں۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لِيُخَالِطَنَا حَتَّى يَقُولَ لَأَخِ لِي صَغِيرٍ يَا أَبَا عَمِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا فَعَلَ النُّفَيْرُ، كَانَ لَهُ نُفَيْرٌ يَلْعَبُ بِهِ فَمَا ت. (متفق عليه) 1-2030

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ بلاشبہ رسول معظم ﷺ ہم سے کھل مل کر رہتے تھے۔ حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے۔ اے ابوعمیر! تیرے مولے کو کیا ہوا؟ ابوعمیر کا ایک مولہ تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا اور وہ مر گیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ آپس میں خوش طبعی کرنا سنت ہے اور اس سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۲۔ بڑے لوگوں کو چھوٹوں کے ساتھ ایک حد تک کھل مل کر رہنا چاہئے



فخر و غرور اور جاہلی تعصبات کی ممانعت

قرآن پاک کے ارشادات اور دنیا کے مشاہدات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو خوبیوں، صلاحیتوں اور اسباب کے اعتبار سے یکساں پیدا نہیں فرمایا۔ تاکہ یہ ایک دوسرے کی ضرورت اور احترام و مقام کے فرق کی بنیاد پر مل جل کر رہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ایک انسان دوسرے پر، بڑی اقوام چھوٹی قوموں پر ظلم کریں اور طاقتور ملک کمزور ملکوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا شروع کر دیں یا کہ باکمال لوگ ان شخصی و مقامی صلاحیتوں، قومی خوبیوں اور علاقائی امتیازات کو غرور اور فخر کا ذریعہ بنائیں لیں۔ ان تعصبات سے خاندان تباہ اور قومیں جنگ و جدل اور ملک تقسیم در تقسیم کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان چیزوں کو فقط باہمی تعارف اور معاملات کو سمجھنے سمجھانے کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ اس لیے نبی معظم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا۔ ”لوگو! تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے تخلیق کیا گیا۔ تم میں بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے اور آج کے بعد میں تمام عصبتوں اور تعصبات کو اپنے پاؤں تلے روند رہا ہوں۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ زیادہ عزت والے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ زیادہ عزت والے ہیں جو زیادہ پڑھیں گار ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ سے پوچھنے کا مقصد یہ نہیں۔ فرمایا: تمام لوگوں سے زیادہ عزت والے اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں جو اللہ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ قَالَ: أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ نَبِيُّ اللَّهِ، قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْتَلِكَ قَالَ: فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ بْنُ النَّبِيِّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ نَبِيِّ اللَّهِ ابْنُ خَلِيلِ اللَّهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الصَّعَرِ تَسْأَلُونِي قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: فِخْيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا.

(متفق عليه) 1-2031

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم نے یہ بات بھی آپ سے عرض نہیں کی۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں تو کیا تم مجھ سے عرب قبائل کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو لوگ جاہلیت میں بہتر ہیں وہی اسلام میں بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول

اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنُ الْكَرِيمِ، يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ. (رواه البخاری) 2-2032

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: فِي يَوْمٍ حُنَيْنٍ كَانَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اخِذًا بِعَنَانٍ بَغْلَتِهِ يَغْنِي بِغَلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا غَشِيَهُ الْمُشْرِكُونَ، نَزَلَ فَجَعَلَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: فَمَارِئِي مِنَ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ أَشَدُّ مِنْهُ. (متفق عليه) 3-2033

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ! فَقَالَ ذَاكَ إِبْرَاهِيمُ. (رواه مسلم) 4-2034

وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُطْرُونِي كَمَا أَطَرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا، عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ. (متفق عليه) 5-2035

وَعَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَوْحَى إِلَيَّ أَنْ تَوَاضَعُوا حَتَّى لَا يَفْخَرَ أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ وَلَا يَتَّبِعِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ. (رواه مسلم) 6-2036

اگر ﷺ نے فرمایا: معزز بیٹے وہ، معزز کے وہ بیٹے معزز کے اور وہ بیٹے معزز کے، اور وہ بھی بیٹے معزز کے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ہیں علیہم السلام۔ (بخاری)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ جب حنین کے بارے بتاتے ہیں کہ ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا۔ جب مشرکین نے آپ کو گھیر لیا تو آپ سواری سے اتر پڑے اور آپ نے یہ اعلان کرنا شروع کیا: میں اللہ کا نبی ہوں اس میں کچھ شک نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ راوی بیان کرتے ہیں اس روز نبی معظم ﷺ سے زیادہ بہادر کسی شخص کو نہیں پایا گیا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کہا: اے تمام مخلوق سے بہتر انسان! اس کی بات سن کر رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تمام مخلوق سے بہتر تو ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ (مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: میری تعریف میں تم مبالغہ آرائی نہ کیا کرو جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں تو اس کا بندہ ہوں۔ تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری طرف اس بات کی بھی وحی فرمائی ہے کہ لوگو! تواضع اختیار کرو! لہذا کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فخر نہ جتائے اور نہ زیادتی کرے!

خلاصہ باب

- ۱۔ زیادہ پرہیزگار اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب ہے۔ ۲۔ خاندانی اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خانوادہ سب سے معزز ہے۔ ۳۔ اسلام معزز شخص کو معزز ترین بنا دیتا ہے۔ ۴۔ نبی کریم ﷺ کی تعریف میں بھی مبالغہ کرنا جائز نہیں۔

بَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَةِ

نیکی اور صلہ رحمی

رحم کا لفظ رحم، یو رحم سے نکلا ہے۔ جس کے معنی ہے شفقت اور مہربانی کرنا۔ صلہ رحمی سے مراد عام لوگوں کے ساتھ شفقت و مہربانی کرنا ہے۔ بالخصوص رشتہ داروں کے ساتھ مہربانی اور ہمدردی کرنے کو صلہ رحمی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک سوال کا جواب عنایت فرماتے ہوئے صلہ رحمی کرنے کی ایک ترتیب قائم فرمائی ہے۔ یہ ترتیب حقیقی استحقاق کی بنا پر اور اس قدر مرحلہ وار ہے کہ اگر اس کا خیال رکھا جائے تو کوئی شخص بھی ایک دوسرے کی ہمدردی سے محروم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ دنیا میں شاید ہی کوئی آدمی ایسا ہو جو قریبی اور دور کے رشتوں سے یکسر محروم ہو چکا ہو۔ قریبی رشتوں سے محروم ہونے والوں کو بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے والدین دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں اگر وہ والدین کے دوست و احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تو یہ والدین کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے مترادف سمجھا جائے گا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ: رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ: أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمُّكَ قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أَبُوكَ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ أُمُّكَ ثُمَّ أُمُّكَ ثُمَّ أَبَاكَ ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ. (متفق عليه) 1-2037

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: کہ ایک شخص نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول! میرے (قریبی عزیزوں میں سے) اچھے برتاؤ کا کون زیادہ حق دار ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے تیسری دفعہ عرض کیا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری والدہ۔ اس نے چوتھی دفعہ سوال کیا: پھر کس کا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے

والد کا۔ دوسری روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: والدہ کے ساتھ نیکی کر، پھر اپنی والدہ کے ساتھ پھر اپنی والدہ کے ساتھ پھر اپنے والد کے ساتھ پھر جو تیرا زیادہ قریبی ہے اس کے ساتھ تعاون کرو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: رَغِمَ أَنْفُهُ! رَغِمَ أَنْفُهُ! رَغِمَ أَنْفُهُ! قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس کی ناک خاک آلود ہو، اس شخص کی ناک خاک آلود ہو۔ جب تین

رسول! کس کی ناک خاک آلود ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپے کی عمر میں پایا اور جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (مسلم)

الْكِبَرِ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ
الْجَنَّةَ. (رواه مسلم) 2-2038

وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
قَالَتْ: قَدِمْتُ عَلَى أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي
عَهْدِ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
أُمِّي قَدِمَتْ عَلَى وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ:
نَعَمْ صِلِهَا. (متفق عليه) 3-2039

مرتبہ فرمایا، تو آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے
حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:
میرے پاس میری والدہ آئیں، وہ مشرکہ تھیں، قریش کے
ساتھ صلح کا معاہدہ ہو چکا تھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ
کے رسول! میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ مجھ سے
تعاون کی خواہش مند ہیں کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی
کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان کے ساتھ صلہ رحمی
کرو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں
نے رسول مکرم ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک
آل فلاں میرے دوست نہیں ہیں، میرے دوست تو اللہ
تعالیٰ اور نیک ایمان دار ہیں۔ ان کے ساتھ میرا سببی رشتہ

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ آلَ فُلَانٍ لَيْسُوا إِلَيَّ بِأَوْلِيَاءَ
إِنَّمَا وَلِيَّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَكِنْ لَهُمْ
رَحِمٌ أَبْلَاهَا بِبِلَالِهَا. (متفق عليه) 4-2040

ہے۔ میں ان کے ساتھ اس رشتہ کی وجہ سے صلہ رحمی کرتا رہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں کی نافرمانی کرنے، بیٹیوں کو زندہ
درگور کرنے، خود نہ دینے اور لوگوں سے عطیہ طلب کرنے کو
حرام قرار دیا ہے۔ اور بے مقصد باتوں سے زیادہ سوال کرنے
اور مال کو ضائع کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْمُغِيرَةِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمّهَاتِ، وَوَادَ الْبَنَاتِ
وَمَنْعًا وَهَاتِ. وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ
السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ. (متفق عليه) 5-2041

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ
گناہوں میں سے ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ
کے رسول! اپنے ماں باپ کو کوئی گالی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ
نے فرمایا: جو کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو جواب میں اس کے
باپ کو گالی دی جاتی ہے۔ اسی طرح کسی کی والدہ کو گالی دیتا ہے
تو وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتَمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ
قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ
وَالِدَيْهِ قَالَ: نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ
أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ. (متفق عليه) 6-2042

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبَرِّ صَلََةُ الرَّجُلِ أَهْلَ وَدَّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُؤَلَّى. (راوہ مسلم) 7-2043

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْطَلَّ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي آثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ. (متفق علیہ) 8-2044

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَأَخَذَتْ بِحَقْوِي الرَّحْمَنِ فَقَالَ مَهْ؟ قَالَتْ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ: أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكَ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكَ؟ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ: فَذَاكَ. (متفق علیہ) 9-2045

تجھ سے قطع تعلق کرتا ہے۔ رحم (رشتہ داری) نے عرض کیا: پروردگار کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرے لیے ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ اللَّهُ: مَنْ وَصَلَكَ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكَ قَطَعْتُهُ. (رواہ البخاری) 10-2046

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّحِمُ مُعَلِّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ: مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللَّهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ. (متفق علیہ) 11-2047

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی بیٹے کا اپنے والد کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا، جبکہ اس کا والد فوت ہو گیا ہو (یا سفر پر گیا ہو) بڑی نیکی ہے۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں برکت اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہیے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب مخلوق کو پیدا فرما کر فارغ ہوا تو ”رحم“ (رشتہ داری) کھڑی ہو گئی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے دامن کو پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یہ اس شخص کا مقام ہے جو تیرے ساتھ قطع رحمی سے پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں اس شخص کو اپنے قریب کروں جو تیرا خیال رکھتا ہے۔ اور میں اس شخص سے قطع تعلق کروں جو

تجھ سے قطع تعلق کرتا ہے۔ رحم (رشتہ داری) نے عرض کیا: پروردگار کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرے لیے ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ”رحم“ کا لفظ رحمان سے نکلا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو تجھے ملائے گا اسے میں ملاؤں گا اور جو تجھے توڑے گا اس سے میں قطع تعلق کروں گا۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کرتی ہیں: رحم (رشتہ داری) عرش کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ اعلان کرتی ہے: جو مجھے ملائے گا اسے اللہ تعالیٰ ملائے گا اور جو مجھے توڑے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کرے گا۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ

ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ. (متفق عليه) 12-2048

نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والا شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحْمَةُ وَصَلَهَا. (رواه البخاری) 13-2049

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو بدلے میں صلہ رحمی کرتا ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جس کے ساتھ قطع تعلق کیا جائے مگر وہ صلہ رحمی کرتا جائے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونَنِي وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيَسِيئُونَ إِلَيَّ وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ فَقَالَ: لَيْسَ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ فَكَأَنَّمَا نُسِفَهُمُ الْمَلُّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ. (رواه مسلم) 14-2050

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میرے کچھ رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں میں ان سے درگزر کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بات درست ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم خاک ڈال رہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ ان کے خلاف تیرا مددگار رہے گا۔ جب تک تو اس طرز عمل پر کاربند رہے گا۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی معظم ﷺ سے بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ تین آدمی چل رہے تھے۔ انہیں بارش نے آلیا اور وہ پہاڑ کی غار میں چھپ گئے۔ اچانک غار کے منہ پر پتھر آگرا۔ جس سے ان کا ٹکنا مشکل ہو گیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ایسے نیک اعمال یاد کرو جو تم نے صرف اللہ کی رضا کے لیے کئے ہوں۔ آج ان کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے شاید اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک نے یوں دعا کی: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے میں ان کے گزارے کے لیے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَمَا ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ يَتَمَشَّوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأُطْبِقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفَرِّجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اَللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَلِي صَبِيَّةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ قَبْدَاتٍ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيَهُمَا قَبْلَ وَلَدَيَّ، وَإِنَّهُ قَدْ

نَأَى بَى الشَّجَرِ، فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ،
فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ
أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ، فَقُمْتُ
عِنْدَرُؤُ سِهْمَا أَكْرَهُ أَنْ أَوْ قِظَهُمَا وَأَكْرَهُ أَنْ
أَبْدَأَ بِالصَّبِيَّةِ قَبْلَهُمَا وَالصَّبِيَّةُ يَتَضَاغُونَ
عِنْدَ قَدَمِي فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ ذَابِي وَذَابُهُمْ
حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ أَلَيْ فَعَلْتُ
ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَافْرُجْ لَنَا فَرْجَةً نَرَى
مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللَّهُ لَهُمْ حَتَّى يَرَوْنَ
السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِي: اَللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي بِنْتُ
عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجَالُ النِّسَاءَ
فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتَيْهَا بِمِائَةِ
دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ
فَلَقِيتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا
عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَا إِلَّا بِحَقِّهِ
فَقُمْتُ عَنْهَا اَللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتُ تَعْلَمُ فَعَلْتُ
ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَرْجَةً
لَهُمْ فَرْجَةً وَقَالَ الْآخَرُ: اَللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ
اسْتَأْجَرْتُ بِفَرْقِ أَرْزُ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ:
أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، فَتَرَكَهُ
وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَرْزَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ
مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا
تَظْلِمْنِيهِ وَأَعْطِنِي حَقِّي. فَقُلْتُ أَذْهَبُ إِلَى
ذَلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيَهَا فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْ
بِي فَقُلْتُ إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخَذْتُ ذَلِكَ
الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَآخَذَهُ فَأَنْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتُ

بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں شام کو واپس لوٹا
اور بکریوں کا دودھ دوہتا تو اپنے بچوں سے پہلے والدین کو
پلاتا تھا۔ ایک دن مجھے دور جا کر چارہ دستیاب ہوا اور میں جلد
واپس نہ آسکا یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ میں نے دیکھا کہ
میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے حسب معمول دودھ دوہا
اور دودھ کا برتن لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ مجھے یہ پسند
نہیں تھا کہ میں انہیں جگاؤں اور مجھے یہ بھی ناپسند تھا کہ اپنے
والدین سے پہلے اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں۔ جب کہ میرے
بچے بھوک کی وجہ سے میرے قدموں میں بلک رہے تھے۔ میرا
اور بچوں کا طلوع فجر تک یہی حال رہا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے
کہ میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے کیا ہے تو ہمارے
لیے اتنا رستہ کھول دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے
ان کے لیے اتنا پتھر ہٹا دیا کہ انہیں آسمان نظر آنے
لگا۔ دوسرے شخص نے دعا کی: اے اللہ! مجھے اپنے چچا کی بیٹی
کے ساتھ اس قدر محبت تھی جتنی کہ مرد زیادہ سے زیادہ عورتوں
سے کر سکتے ہیں۔ میں نے اس سے خواہش پوری کرنے کا
مطالبہ کیا۔ اس نے کہا میں اس وقت تک نہیں مانوں گی۔ جب
تک تو مجھے سودینار نہ دے۔ میں نے کوشش کی یہاں تک کہ
میں نے سودینار اکٹھے کئے۔ میں وہ دینار لے کر اس کے پاس
گیا۔ اور اس کے پاؤں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اے
اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور حلال کیے بغیر میرا پردہ حیا
چاک نہ کرو۔ میں اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اے اللہ!
اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری خوشی کی خاطر کیا ہے
تو ہمارے لیے راستہ کھول دے۔ ان کے لیے تھوڑا سا راستہ
اور کھل گیا۔ تیسرے نے دعا کی: الہی! میں نے ایک مزدور
ایک فرق چاول (۶۳۰۰ گرام) پر رکھا تھا۔ جب اس نے کام

تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءً وَجْهَكَ كَمَل کر لیا تو اس نے کہا میرا حق دیجئے۔ میں نے اس کے
فَأَفْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُمْ. (متفق) سامنے اس کا حق پیش کیا تو وہ اسے تھوڑا سمجھتے ہوئے اسے چھوڑ
کر چل دیا۔ میں ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ
(علیہ) 15-2051

میں نے ان سے کچھ بیل اور چرواہا حاصل کر لیے۔ پھر وہ شخص واپس آیا اور اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور مجھ پر زیادتی نہ کرو اور میرا
حق مجھے دے دو۔ میں نے اس سے کہا: ان بیلوں اور چرواہے کو لے جائیے۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ
کرو۔ میں نے کہا: میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کر رہا تم ان بیلوں اور چرواہے کو لے جاؤ۔ چنانچہ وہ ان کو لے گیا۔ اے اللہ اگر تو
جانتا ہے۔ کہ میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تو غار کا باقی منہ بھی کھول دے تو اللہ نے ان کا رستہ کھول دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس عورت کے بارے میں دوسری روایت میں آتا ہے کہ وہ بار بار انکار کرتی رہی۔ بالآخر غربت کے ہاتھوں ایک دن مجبور ہو
کر مان گئی۔ لیکن جوں ہی ان کی آپس میں قربت ہوئی، تو وہ حیا کے ہاتھوں مجبور ہو کر رو کر کہنے لگی اللہ کے بندے اللہ ذوالجلال
سے ڈرو اور میری غربت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ تب اس جوان کو اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوا جس کا اس نے غار میں اللہ تعالیٰ
کے حضور واسطہ دیا۔ یاد رہے دعا کرتے ہوئے اپنی نیکی کا واسطہ دینا جائز ہے لیکن کسی مرحوم کا واسطہ دینا شرک ہے۔ تفصیل کے
لیے میری کتاب انبیاء کا طریقہ دعا پڑھیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ حقوق العباد میں سب سے زیادہ ماں اور پھر باپ کے حقوق ہیں۔
- ۲۔ بوڑھے ماں باپ کی خدمت نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو پائے گا۔
- ۳۔ مشرک اور کافر ماں باپ کے ساتھ بھی تعاون کرنا چاہیے۔
- ۴۔ والدین کی نافرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، فضول گوئی، خواہ مخواہ سوال کرنا اور حلال مال ضائع کرنا جائز نہیں۔
- ۵۔ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا، اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے۔
- ۶۔ ماں باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا، فوت شدہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کے برابر ہے۔
- ۷۔ صلہ رحمی کرنے والے کی عمر اور رزق میں برکت ہوتی ہے۔
- ۸۔ صلہ رحمی کو کاٹنے والا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوگا۔
- ۹۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اعمال کا وسیلہ پیش کیا جاسکتا ہے۔



بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ

اللہ کی مخلوق پر شفقت و مہربانی

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق بالخصوص اپنے بندوں پر شفیق اور مہربان ہے اور اس کا حکم اور منشا یہ ہے کہ انسان بھی ایک دوسرے پر شفقت اور مہربانی کرتے رہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر نرمی اور مہربانی نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ بھی اس پر شفقت و مہربانی نہیں فرماتا۔ آپ ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک جسم کی مانند ہونا چاہیے۔ اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ مختلف علاقوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان مدینہ طیبہ میں اس طرح رہ رہے تھے جیسے وہ ایک ہی خاندان کے فرد اور ایک باپ کی اولاد ہوں۔ جب تک مسلمانوں میں محبت کا یہ جذبہ کارفرما تھا، کسی کو یہ جرأت نہیں تھی کہ وہ ملت کے کسی ایک رکن پر بری نظر ڈال سکے۔ اور آج اگر امت ذلت و رسوائی سے دوچار ہے تو اس کے اسباب میں مرکزی سبب یہ ہے کہ ہم اپنوں کے لیے غیر اور غیروں کے لیے اپنے بن چکے ہیں۔ جبکہ قرآن حکیم نے تو ملتی اخوت کا یہ معیار قائم فرمایا ہے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ. (الفتح: ۲۸، ۲۹)

”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب بھی انہیں دیکھو گے رکوع و سجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوش نودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجدوں کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں کہ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ایک دیہاتی نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: کیا آپ ﷺ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ ہم تو نہیں لیتے۔ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اللہ نے اگر تیرے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ وہ مجھ

وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ.

(متفق علیہ) 1-2052

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ أَغْرَابِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَتَقْبَلُونَ الصَّيَّانَ فَمَا نَقَبْلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ تَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ. متفق علیہ 2-2053

وَعَنْهَا، قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلْنِي، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ

فَاعْطَيْتَهَا إِيَّاهَا، فَقَسَمْتُهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ. فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثَتْهُ، فَقَالَ: مَنْ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. متفق عليه 3-2054

سے کھانے کا سوال کر رہی تھی۔ اس وقت میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی میں نے وہ اس کو دے دی۔ اس نے اس کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور خود نہ کھائی۔ پھر وہ اٹھ کر باہر چلی گئی۔ اسی دوران نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے آپ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ تو

آپ نے فرمایا: جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا اور اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتَّى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ هَكْذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهُ. (رواه مسلم) 4-2055

حضرت انس رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دو لڑکیوں کی کفالت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، قیامت کے دن میں اور وہ شخص اس طرح ہوں گے: آپ نے انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمِلَةِ وَالْمَسْكِينِ كَالسَّاعِي فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتَرُّوْكَ كَالصَّائِمِ لَا يَفْطُرُ. (متفق عليه) 5-2056

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: بیوہ اور مسکین کا خیال رکھنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ اور راوی کہتا ہے میرا خیال ہے: آپ نے فرمایا کہ وہ اس شخص کی طرح ہے جو رات کو قیام کرنے میں سستی نہیں کرتا اور دن کو روزہ چھوڑتا نہیں۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ وَلِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. رواه البخاری 6-2057

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ وہ اس یتیم کا رشتہ دار ہو یا اجنبی، ہم جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان کچھ فرق رکھا۔ (بخاری)

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحِمِهِمْ وَتَوَادِهِمْ وَتَعَاطِفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم مسلمانوں کو باہم رحم، محبت اور شفقت کرنے کے حوالے سے ایک جسم کی مانند پاؤ گے۔ جب جسم کا کوئی عضو تکلیف میں ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم تکلیف

بِالسَّهَرِ وَالْحُمَى. (متفق علیہ) 7-2058
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُؤْمِنُونَ
كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنْ اِشْتَكَى عَيْنُهُ اِشْتَكَى كُلَّهُ،
وَإِنْ اِشْتَكَى رَأْسُهُ اِشْتَكَى كُلَّهُ. (رواه

مسلم) 8-2059

وَعَنْ أَبِي مُوسَى ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ
الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا
ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. (متفق علیہ)

9-2060

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ
أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ: اشْفَعُوا فَلْتُوجَرُوا
وَيَقْضَى اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ مَا شَاءَ.
(متفق علیہ) 10-2061

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْصُرُوا
أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْصُرْهُ مَظْلُومًا
فَكَيْفَ أَنْصُرْهُ ظَالِمًا قَالَ تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ،
فَلِذَلِكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ. (متفق علیہ)

11-2062

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ
وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللَّهُ فِي حَاجَتِهِ،
وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً

اور بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول رحمت
ﷺ نے فرمایا، مومنین ایک شخص کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ
میں درد ہو تو اس کا سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے اور اگر اس
کے سر میں درد ہو تو بھی اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے۔
(مسلم)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نبی رحمت ﷺ کے حوالے سے بیان
کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مومن، مومن کے لیے
عمارت کی مانند ہے، گویا کہ اس کے ایک حصے نے
دوسرے حصے کو مضبوط کیا ہوا ہے۔ پھر آپ نے اپنی انگلیوں
کو ایک دوسری میں داخل کیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہوئے نبی معظم ﷺ کا
فرمان نقل کرتے ہیں کہ جب آپ کے پاس سائل یا
ضرورت مند آتا تو آپ فرماتے: اس کی سفارش کرو تمہیں
ثواب ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی زبان پر جو
چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:
اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے
عرض: کیا مظلوم کی مدد کروں؟ مگر ظالم کی کیسے کروں؟
آپ نے فرمایا: تمہارا اس کو ظلم سے روکنا ہی اس کی مدد کرنا
ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ
نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے
اور نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑے۔ جو شخص اپنے مسلمان
بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت
پوری کرتا ہے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی کو دور کرتا

مِنْ كُرْبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ
اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (متفق عليه) 12-2063

ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پریشانیوں کو دور
فرمائیں گے۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپاتا ہے

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ ڈالے گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا
يُخْذَلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى
صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَبِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ
أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى
الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعَرْضُهُ. (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ذکر کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے
فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرے اور نہ
ذلیل کرے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھے۔ تقویٰ کا مقام یہاں
ہے: آپ ﷺ نے سینے کی جانب تین بار اشارہ کیا۔ اور فرمایا
کسی شخص کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان
بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال
اور عزت حرام ہے۔ (مسلم)

13-2064

وَعَنْ عِيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ
مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مَوْفِقٌ وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَفِيقٌ
الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٌ، وَعَفِيفٌ
مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيفُ
الَّذِي لَا زُبْرَ لَهُ الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعٌ لَا يَتَّبِعُونَ
أَهْلًا وَلَا مَالًا، وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ
وَأَنْ دَقَّ إِلَّا خَائِنَهُ، وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمَسِي
إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ،
وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوْ الْكَذِبَ، وَالشَّنْظِيرُ، الْفَحَّاشُ
(رواه مسلم) 14-2065

حضرت عیاض بن حمار ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ
نے فرمایا: جنت کے حق دار تین شخص ہیں۔ پہلا عادل حکمران
جو صدقہ کرنے والا ہے اور جسے نیک کاموں کی توفیق دی گئی
ہے اور دوسرا وہ شخص جو رحم دل ہے اس کا دل قریبی رشتہ دار اور
ہر مسلمان کے لیے نرم ہے۔ تیسرا وہ شخص جو حرام اور سوال سے
بچتا ہے، اہل و عیال والا ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: جہنمی
پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ پہلا کمزور شخص جس کی کوئی رائے نہیں
ہے جو تم میں پیچھے لگنے والا ہے ایسے لوگ جو بیوی اور مال کے
خواہاں نہیں ہوتے۔ دوسرا وہ خائن جس کا لالچ مخفی نہیں ہے
اگرچہ معمولی چیز ہو وہ پھر بھی خیانت کرتا ہے۔ تیسرا شخص جو
صبح و شام تیرے اہل اور مال کے بارے میں تجھے دھوکا دیتا

ہے۔ چوتھا آپ ﷺ نے بخیل یا کذاب کا ذکر کیا۔ اور پانچواں وہ بدخلق جو کثرت کے ساتھ فحش باتیں کرتا ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

مومن مسلمان کا بے ریب ٹھوس عقیدہ ہوتا ہے۔

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لَا
حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا
اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی
فخص اس وقت تک کامل ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے
پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خِيَه مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ. (متفق عليه) 15-2066
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ! وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ!
وَاللَّهِ لَا يُؤْمِنُ! قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ الَّذِي
ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرا توں سے محفوظ نہیں۔ (بخاری و مسلم)

لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَاقِهِ. (متفق عليه) 16-2067
وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ
سے محفوظ نہیں ہے۔ (مسلم)

جَارُهُ بَوَاقِهِ. (رواه مسلم) 17-2068
وَعَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ
ﷺ قَالَ مَا زَالَ جَبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى
ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورِثُهُ. (متفق عليه) 18-2069

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَجَالَى
الْإِنْسَانُ دُونَ الْآخِرِ حَتَّى تَخْتَلَطُوا بِالنَّاسِ، مِنْ
أَجْلِ أَنْ يُحْزَنَهُ. (متفق عليه) 19-2070

وَعَنْ تَمِيمٍ نِ الدَّارِيِّ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ
الَّذِينَ النَّصِيحَةُ ثَلَاثًا قُلْنَا: لِمَنْ قَالَ لِلَّهِ
وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ، وَلِلْإِئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ،
وَعَامَّتِهِمْ. (رواه مسلم) 20-2071

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: وہ ایمان دار نہیں، اللہ کی قسم! وہ ایمان والا
نہیں، اللہ کی قسم! وہ فخص ایمان دار نہیں۔ آپ ﷺ سے
دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کون ایمان دار نہیں

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا
وہ فخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کا پڑوسی اس کے شر
سے محفوظ نہیں ہے۔ (مسلم)

حضرت عائشہ اور عبد اللہ بن عمر ؓ نبی محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے
ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: جبرائیل پڑوسی کے بارے میں ہمیشہ
مجھے نصیحت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے یقین ہونے لگا کہ
وہ اسے وراثت میں حصہ دار بنادیں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے
فرمایا: جب تم تین ہو تو دو آدمی تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگو
شی نہ کریں جب تک تم لوگوں کے ساتھ شامل نہ ہو جاؤ۔ اس
لیے کہ اس طرح تیسرے کو پریشانی ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت تمیم داری ؓ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے تین
دفعہ فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے پوچھا، کس کے
لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ، اس کی کتاب، اس کے
نبی، مسلمان حکمران اور تمام مسلمانوں کے لیے۔ (مسلم)

وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (بخاری و مسلم)

(متفق علیہ) 21-2072

خلاصہ باب

- ۱۔ جو کسی پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔
- ۲۔ بچوں کے ساتھ پیار کرنا آپ کی سنت اور فطرت کا تقاضا ہے۔
- ۳۔ بیٹیوں کی تربیت اور ان کے ساتھ محبت کرنے والا جنت میں آپ کا پڑوسی ہوگا۔
- ۴۔ یتیم، مسکین کا خیال رکھنا جہاد، تہجد اور مسلسل نفلی روزہ رکھنے کے مترادف ہے۔
- ۵۔ مسلمان ایک جسم اور عمارت کی مانند ہیں۔
- ۶۔ یتیم کی کفالت کرنے والا دوا لگیوں کی طرح جنت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگا۔
- ۷۔ اچھے کام کی سفارش کرنے والے کو اس پر عمل کرنے والے کے برابر کا ثواب ملتا ہے۔
- ۸۔ ظالم کو ظلم سے روکنا اس کی مدد کرنے کی مانند ہے۔
- ۹۔ مسلمان کی پردہ پوشی کرنے والے کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پردہ پوشی کرے گا۔
- ۱۰۔ کامل مسلمان وہ ہے کہ جو چیز اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسرے کے لیے پسند کرے۔
- ۱۱۔ جس شخص کے پڑوسی اس سے تنگ ہوں وہ جنت میں نہیں جاسکے گا۔
- ۱۲۔ دین دوسروں کی خیر خواہی کا نام ہے۔ حتیٰ کہ ہر مسلمان سے خیر خواہی کی باقاعدہ بیعت لی گئی ہے۔
- ۱۳۔ پڑوسی کو دکھ دینے والا قطعاً مومن نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی جنت میں جاسکتا ہے۔



بَابُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ وَمِنَ اللَّهِ

اللہ کے لیے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کی محبت بندے کے لیے

محبت وہ جذبہ ہے جس سے ماں اپنے بیٹے کو پالتی پوتی ہے۔ اسی جذبے کی بنا پر وحشی درندے اپنے بچوں سے محبت کرتے ہیں۔ اسی سے خاندان، بستیاں اور شہر آباد ہیں۔ جب یہ جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو عام انسان تو درکنار جنم دینے والی مانتا بھی اپنے بچوں کا کلیجا چبا لینے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانوں کی نسبت انسانوں میں یہ جذبہ زیادہ رکھا ہے۔ اور محبت کو صحیح رخ پر قائم رکھنے کے لیے یہ اصول عطا فرمایا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ اور اگر کسی سے اختلاف ہو تو اس کی بنیاد بھی رضائے الہی ہونی چاہیے۔ اس سے اس اصول یا محاورے کی قطعی طور پر نفی کر دی گئی ہے، کہ محبت اور دشمنی میں کوئی اصول نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص طبعی محبت کے اظہار کے وقت بھی یہ نیت کرے کہ میں یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے کر رہا ہوں تو اسے دنیا کے فائدے کے ساتھ آخرت میں بے پناہ اجر سے نوازا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: کہ جب کوئی شخص کسی سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر اس کے ساتھ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ یہ اثرات مختلف مراحل کے بعد لوگوں کے دلوں پر اتر جاتے ہیں اور دنیا والے ایسے شخص کے ساتھ محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ آدمی کی محبت جائز طریقے اور جائز مقام پر ہونی چاہیے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: ارواح کے مختلف قسم کے گروہ ہیں۔ جو ارواح روزِ اول متعارف ہوئیں دنیا میں بھی باہم قریب قریب ہوں گی اور جو ازل میں ایک دوسرے سے دور تھیں وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوں گی۔ (بخاری)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْآرَوَاحُ جُنُودٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا اتَّعَلَفَ وَمَا تَنَافَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ. (رواه البخاری) 1-2073

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں: میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو۔ روای بیان کرتا ہے: پھر جبرائیل علیہ السلام اس شخص سے محبت کرتے ہیں اس کے بعد آسمان پر اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ سب اس کے ساتھ محبت کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَقَالَ إِنِّي أُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّهُ قَالَ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي السَّمَاءِ فَيَقُولُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوَضِّعُ لَهُ الْقَبُولَ فِي الْأَرْضِ وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ فَيَقُولُ إِنِّي أَبْغَضُ فُلَانًا

فَابْغِضْهُ فَيَبْغِضُهُ جَبْرِيلُ ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ
السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ فُلَانًا فَأَبْغِضُوهُ قَالَ
فَيَبْغِضُونَهُ ثُمَّ يُوَضَّعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ.
(رواہ مسلم) 2-2074

کرتا ہے۔ تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اس
کے بعد زمین میں بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے۔ اور جب
اللہ تعالیٰ کسی بندے کو برا سمجھتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا
کر حکم دیتے ہیں کہ میں فلاں شخص کو برا سمجھتا ہوں تم بھی

اسے برا جانو۔ راوی نے بیان کیا: پھر جبرائیل علیہ السلام اسے برا سمجھتے ہیں۔ اور پھر آسمان والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو برا جانتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو۔ چنانچہ وہ اس سے بغض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر زمین والے
اس سے نفرت کرتے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ
يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي
الْيَوْمَ أَظْلُهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي.
(رواہ مسلم) 3-2075

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ
نے فرمایا۔ بلاشبہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میری
تعظیم کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے کہاں
ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا۔ آج کے
دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی محترم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں
کہ ایک شخص کسی دوسری بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات
کرنے کو چلا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے پر ایک فرشتہ
مقرر فرمایا دیا۔ فرشتے نے پوچھا: اے مسافر تیرا کہاں کا
ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا: میں اس بستی میں اپنے بھائی
سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ فرشتہ پوچھتا ہے: تو اس کا
احسان مند ہے کہ اس کے بدلے کے لیے جا رہا ہے؟ مسافر

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخَاهُ
فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللَّهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ
مَلَكًا قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ أَخَايَ فِي هَذِهِ
الْقَرْيَةِ قَالَ: هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا
قَالَ لَا غَيْرَ آتَى أَحَبُّتُهُ فِي اللَّهِ قَالَ فَإِنِّي
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكَ بَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا
أَحَبُّتُهُ فِيهِ. (رواہ مسلم) 4-2076

نے نفی میں جواب دیا اور کہا: صرف اتنی بات ہے کہ میں اس سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں

تیری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ جس طرح تو اس سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک
شخص نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا
ہے: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے کیا
فرماتے ہیں جو ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جن جیسا وہ

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ؓ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَقُولُ
فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ
الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. (متفق علیہ) 5-2077

نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا أَعَدُّتُ لَهَا قَالَ مَا أَعَدُّتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتِ قَالَ أَنَسٌ فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا. (متفق عليه) 6-2078

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس تجھ پر، تو نے قیامت کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے جواب دیا: میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے ساتھ ہوگا، جس کے ساتھ تیری محبت ہے۔ حضرت

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو دیکھا، وہ اسلام کے بعد کسی بات پر اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے وہ اس بات پر خوش ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوءِ كَحَامِلِ الْمَسْكِ وَنَافِخِ الْكَبِيرِ، فَحَامِلُ الْمَسْكِ إِمَّا أَنْ يُخْلِدِيكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخِ الْكَبِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً. متفق عليه. 7-2079

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اچھے اور برے دوست کی مثال ایسے ہے کہ جیسے ایک کستوری رکھنے والا اور دوسرا بھٹی میں آگ بھڑکانے والا ہے۔ کستوری والا تجھے کستوری کا تحفہ دے گا، یا تو اس سے کستوری خریدے گا یا پھر کم از کم تو اس سے بہترین خوشبو پائے گا اور بھٹی کو بھڑکانے والا تیرے کپڑے جلائے گا۔ یا اس سے توبہد بوبائے گا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنے والے محشر میں رب کریم کے عرش کے سایہ میں ہوں گے۔
- ۲۔ نیک آدمی سے محبت کمزور ایمان والے کے لیے، جنت میں قرب کا ذریعہ ثابت ہوگی۔
- ۳۔ نیل مجلس کے مثبت اور بُری محفل کے بُرے اثرات ہوا کرتے ہیں۔
- ۵۔ فرشتے اللہ کی خاطر محبت اور نفرت کرتے ہیں۔
- ۶۔ دنیا میں آنے سے پہلے بھی روحوں کا تعارف تھا۔
- ۷۔ اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرنے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔



بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنَ التَّهَاجُرِ وَالتَّقَاطُعِ وَاتِّبَاعِ الْعَوْرَاتِ

ترک ملاقات، قطع تعلق اور عیوب کا تجسس جیسے امور جن سے روکا گیا ہے اس باب میں ان اخلاقی کمزوریوں سے منع کیا گیا ہے جن سے کئی نقصانات اور گناہ جنم لیتے ہیں۔ دوسروں کے عیوب پر نظر رکھنے اور لوگوں کے عیوب تلاش کرنے سے آدمی اپنے گناہوں کی طرف توجہ نہیں دے پاتا۔ اس طرح اپنے گناہ معمولی اور دوسروں کے گناہ بڑے نظر آتے ہیں اور ایسے شخص پر یہ محاورہ سوفیصد صادق آتا ہے کہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا اسے شہتیر دکھائی دیتا ہے۔ اس بری خصلت کی وجہ سے باہمی محبت کی بجائے نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور گناہ ختم ہونے کے بجائے مزید پھیلتے ہیں۔ اور اصلاح کے بجائے معاشرے میں فساد برپا ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی واقعتاً دوسرے کی اصلاح کرنا چاہتا ہے تو اسے آپ ﷺ کا فرمان سامنے رکھنا چاہئے۔ کہ مومن مومن کے لیے آئینہ ہے۔ آئینہ قریب سے دیکھا اور دکھایا جاتا ہے اور پھر آئینے کی خوبی یہ ہے وہ آدمی کو چپکے سے وہی کچھ دکھاتا ہے جو اس میں نقص پایا جائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ کسی آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے۔ کہ جب وہ ملیں تو ایک دوسرے سے منہ پھیر لیں۔ ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کہنے میں پہل کر دے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (متفق عليه)

1-2080

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا، تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے۔ تم کسی کی عیب جوئی اور جاسوسی نہ کرو۔ نہ دھوکا دو نہ حسد کرو، نہ بغض رکھو اور نہ ہی دشمنی کرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ تم جھگڑا نہ کیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّكُمْ وَالظَّنُّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسُّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا تَنَافَسُوا. (متفق عليه)

2-2081

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور ہر اس شخص کو معاف کر دیا جاتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔ البتہ وہ شخص جس کی اپنے کسی

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوا

هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا. (رواه مسلم) 3-2082

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تُعَرِّضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَتْرَكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيثَا (رواه مسلم) 4-2083

وَعَنْ أُمِّ كَلْثُومَ بِنْتِ أَبِي مُعَيْطٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا. (متفق عليه) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَتْ وَلَمْ أَسْمَعْهُ تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يُرَخِّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ كَذِبٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ الْحَرْبُ وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ وَحَدِيثُ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ وَحَدِيثُ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا. 5-2084

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَى عَيْسَى بْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عَيْسَى سَرَقْتَ قَالَ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ. فَقَالَ عَيْسَى: اْمَنْتُ بِاللَّهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِي. (رواه مسلم) 6-2085

بھائی کے ساتھ دشمنی ہے۔ تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے ان دونوں کو باہم صلح کرنے تک رہنے دو۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: ہفتے میں دو دفعہ پیر اور جمعرات کے روز لوگوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ البتہ وہ شخص جس کے اور اس کے بھائی کے درمیان کوئی رنجش ہے تو ان کے بارے میں کہا جاتا ہے: دونوں کو باہم اتفاق کر لینے تک رہنے دو۔ (مسلم)

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو لوگوں کے درمیان صلح کرواتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے۔ اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات کی تبلیغ کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم) مسلم نے زیادہ ہے کہ حضرت ام کلثوم فرماتی ہیں: میں آپ ﷺ سے ان باتوں میں جنہیں لوگ جھوٹ کہتے ہیں صرف تین موقعوں پر جھوٹ کی اجازت دیتے سنا۔ دورانِ جنگ، لوگوں کے درمیان صلح کروانے اور میاں بیوی کی مفاہمت کے وقت۔

تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے ایک آدمی کو چوری کرتے ہوئے دیکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا تو نے چوری کی ہے۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الہ نہیں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنے نفس کو جھوٹا قرار دیتا ہوں۔ (مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں۔ ۲۔ عیب جوئی بدگمانی، دھوکا دہی اور مسلمان کے ساتھ حسد اور بغض رکھنا جائز نہیں۔ ۳۔ لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے جھوٹ بولنے والا جھوٹا نہیں سمجھا جائے گا۔ ۴۔ مخلص آدمی کی قسم پر یقین کرنا ضروری ہے۔

بَابُ الْحَذَرِ وَالتَّانِي فِي الْأُمُورِ

معاملات میں سوچ و بچار

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار لوگوں کو غور و خوض اور سوچ و بچار کی دعوت دی ہے۔ اور جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے انہیں جانوروں سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ شریعت نے مسلمان کو اس قدر دانش مند اور دور اندیش بنانے کی کوشش فرمائی ہے کہ مسلمان بظاہر تو دنیا میں چلتا پھرتا ہو۔ لیکن اس کے ہر کام میں اس قدر دور اندیشی پائی جاتی ہو کہ وہ دنیا کی ترقی کے ساتھ لامتناہی مستقبل پر نظر رکھے ہوئے ہوتا ہے۔ اس دور بینی، روشن خیالی کی وجہ سے اس کی بصیرت اس قدر بہتر ہوتی ہے کہ اسے دھوکہ دینا بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ خاص کر ایک ہی شخص سے دوسری بار دھوکہ کھانا مسلمان کی بصیرت کے خلاف ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں ڈسا جاسکتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ . (متفق علیہ) 1-2086

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبدالقیس کے رئیس ”اشج“ سے کہا: تجھ میں دو خوبیاں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک بردباری اور دوسری معاملات کے بارے میں غور و فکر ہے۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِأَشَجِّ عَبْدِ الْقَيْسِ: إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ. الْحِلْمُ وَالْأَنَاءُ. (رواه مسلم) 2-2087

خلاصہ باب

- ۱۔ مومن سمجھ دار اور دور اندیش ہوتا ہے۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کو بردباری اور عقل و فکر بہت پسند ہیں۔



بَابُ الرَّفْقِ وَالْحَيَاءِ وَحُسْنِ الْخُلُقِ

نرمی، حیا اور حسنِ اخلاق

اخلاق کا لفظ آدمی کی گفتار، کردار اور معاملات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اخلاق کا جامع تصور یہ ہے جہاں جتنی نرمی اور سختی کی ضرورت ہو اس کا اتنا ہی استعمال کیا جائے۔ رسول کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا اخلاق کیا تھا؟ تو انہوں نے سوال پوچھنے والے سے التماس فرمایا کہ کیا تم قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے؟ تو سائل نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ تب فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کا اخلاق قرآن مجید کے مطابق تھا۔

گفتار، کردار اور معاملات میں شریعت کا مجموعی مزاج نرمی کی طرف ہے۔ نرمی کے بغیر نظام زندگی کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ آپ نے نرم الفاظ اور اچھے اخلاق کی تعلیم دی ہے اور حیا کو انسانیت کا زیور قرار دیا ہے۔ اگر انسانی ضمیر کا یہ لباس اتر جائے تو اس سے ہر گناہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ آپ نے ایک سوال کا جواب عنایت فرماتے ہوئے مسلمان کی یہ تعریف فرمائی کہ وہ مسلمان دوسروں سے ممتاز سمجھا جائے گا جس کا اخلاق بہتر ہے۔ اخلاق ہی تو وہ قوت ہے جس سے آدمی اپنے دشمن کو بھی گرویدہ بنا لیتا ہے۔ اسی لیے دنیاۓ اسلام کے دانشور اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام تلوار کی بجائے اخلاق سے پھیلا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے، اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ اور نرمی کرنے پر جو عنایت فرماتا ہے وہ سختی کرنے پر نہیں دیتا۔ بلکہ اس کے علاوہ پر بھی نہیں دیتا۔ (مسلم)

مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: نرمی اختیار کرو! اپنے آپ کو سختی اور فحش کلامی سے بچاؤ۔ بے شک آدمی کی نرمی اسے اچھائی عطا کرتی ہے۔ اور نرمی کا رخصت ہونا ہے آدمی کو عیب دار کر دیتا ہے۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ ہر قسم کی اچھائی سے محروم ہو گیا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى رَفِيقٌ يُحِبُّ الرَّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرَّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ. (رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ: قَالَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَلَيْكَ بِالرَّفْقِ وَإِيَّاكَ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ إِنَّ الرَّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ 1-2088

وَعَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ يُحْرِمِ الرَّفْقَ يُحْرِمِ الْخَيْرَ. (رواه مسلم)

2-2089

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ

عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعُهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ (متفق عليه) 3-2090
وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ، وَفِي رِوَايَةِ الْحَيَاءِ خَيْرٌ كُلُّهُ. (متفق عليه) 4-2091

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِمَّا أَذْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْخَى فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ. (رواه البخاری) 5-2092

وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ﷺ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِيمَانِ فَقَالَ: الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِيمَانُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يُطْلَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ. (رواه مسلم) 6-2093

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ، مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا. (رواه البخاری) 7-2094
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا (متفق عليه) 8-2095

مُعَظَّم ﷺ ایک انصاری کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیا کے متعلق سمجھا رہا تھا۔ رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو شرم و حیا ایمان کا حصہ ہے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا: شرم و حیا سے صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور روایت میں ہے شرم و حیا میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے پہلے انبیاء کے کلام میں سے جو بھی پایا ہے، اس میں یہ بات ہے کہ جب تجھ میں شرم نہیں تو جو چاہے کرتا رہے۔ (بخاری)

حضرت نواس بن سمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حسنِ خلق نیکی ہے۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگوں کو اس بات کا پتہ چل جائے۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے مجھے وہ زیادہ پسند ہے جو تم میں بہترین اخلاق والا ہے۔ (بخاری)
عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے وہ بہتر ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے بہتر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ تعالیٰ سخت طبیعت آدمی کی بجائے نرم خور آدمی کو پسند کرتا ہے۔ ۲۔ شرم و حیا میں خیر اور بے حیائی میں برائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ ۳۔ گناہ وہ ہے جس کا دل میں کھٹکا محسوس ہو۔ ۴۔ مسلمانوں میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اخلاق میں اچھے ہیں۔ ۵۔ بے شرم سے ہر گناہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ جو نرمی کی بنا پر عنایت فرماتا وہ سختی سے نہیں۔ ۷۔ نرمی کے رخصت ہونے سے آدمی عیب دار ہو جاتا ہے۔

بَابُ الْغَضَبِ وَالْكِبْرِ

غصہ اور تکبر کے بارے میں

باعزت زندگی گزارنے اور دوسرے کو اپنے آپ پر زیادتی سے روکنے کے لیے غصہ آدمی کے لیے محافظ کا کام دیتا ہے۔ یہ صرف طاقتور کے لیے ہی نہیں بلکہ غریب کا بھی محافظ ہے۔ کئی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر غریب اور کمزور ظالم کے مقابلے میں مرنے مارنے پر ٹل جائے تو زیادتی کرنے والا اس کمزور شخص سے خوف زدہ ہو جاتا ہے لیکن یہی غصہ اگر حد سے بڑھ جائے تو آدمی سے بڑی بڑی حماقتیں سرزد ہوتی ہیں۔ جس کی کئی سالوں بلکہ نسلوں تک سزا بھگتنا پڑتی ہے اور مغلوب الغضب شخص کو بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ قرآن مجید میں حوصلہ مند مومنوں کا خصوصی تذکرہ ہوا۔

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (ال عمران ۳: ۱۳۴)

”اور غصے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

متکبروں کے مقابلے میں تکبر جائز ہی نہیں بلکہ نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول معظم ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر حضرت ابو دجانہؓ کو کوفار کے مقابلے میں متکبرانہ چال چلتے دیکھ کر فرمایا تھا: اے ابو دجانہ! رب ذوالجلال کو غرور اور تکبر ہرگز پسند نہیں ہے لیکن آج تیرا اس طرح چلنا اللہ تعالیٰ کو نہایت پسند آ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک سوال کے جواب میں یہ وضاحت فرمائی کہ بن سنور کر رہنا، اچھا لباس پہننا تکبر میں شامل نہیں بشرطیکہ آدمی کے دل میں عاجزی پائی جائے۔ تکبر کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ایک تکبر یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ رعوت اور نفرت کے ساتھ پیش آیا جائے

۲۔ اور دوسرا تکبر یہ ہے کہ حق اور سچ بات کا انکار کر دیا جائے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ایک آدمی نے رسول محترم ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ آپ ﷺ نے اس بات کو کئی دفعہ دہرایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: پچھاڑ دینے والا پہلوان نہیں۔ طاقتور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت حارثہ بن وہبؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّ ذَلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ. (رواه البخاری) 1-2096

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (متفق عليه) 2-2097

وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلِّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّةَ إِلَّا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلِّ عُتْلٍ جَوَاطٍ مُسْتَكْبِرٍ. (متفق عليه).

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ كُلِّ جَوَاطٍ زَنِيمٍ مُتَكَبِّرٍ
3-2098

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ. وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبَرٍ.

(رواه مسلم) 4-2099

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ قَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنًا قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ. الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمَطُ النَّاسِ. (رواه مسلم) 5-2100

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ.

وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ.

6-2101

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعِظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ

ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر ضعیف اور عاجزی کرنے والا کہ اگر وہ اللہ کی قسم اٹھائے تو اللہ اس کی قسم کو پورا فرماتا ہے۔ کیا میں تم کو اہل جہنم کے متعلق نہ بتلاؤں؟ جھگڑالو، بد اخلاق، بخیل اور تکبر کرنے والے (بخاری و مسلم) مسلم کی ایک روایت میں ہے، جو بدنام اور متکبر ہیں۔

حضرت ابن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابن مسعود ﷺ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ ایک شخص نے کہا: کہ بے شک ہر شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتے اچھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی خوب صورت ہے اور خوب صورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر حق تو بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جانتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کا تزکیہ نفس کرے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا اور ان کو دردناک عذاب دیا جائیگا۔ (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) غریب متکبر۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے جس

نَارَ عَنِّي وَاحِدًا مِنْهُمَا أَذْخَلْتُهُ النَّارَ وَفِي رِوَايَةٍ قَدْ فُتُّهُ فِي النَّارِ. (رواه مسلم) 7-2102 ایک اور روایت میں ہے کہ میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ (مسلم)

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ سے اس کی عظمت و کبریائی چھیننے سے مراد آدمی کا تکبر کرنا ہے۔ ایسا کرنے والا گویا کہ رب کبریائی کی کبریائی میں بالفعل شریک ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ جب کہ عظمت و کبریائی صرف اور صرف اسی کی ذات اکبر کو زیبا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (ادْفَعْ بِالْيَمِينِ هِيَ أَحْسَنُ) قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ، وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوا عَصَمَهُمُ اللَّهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَذُوبُهُمْ كَأَنَّهُ وَلِيُّ حَمِيمٍ قَرِيبٌ. (رواه تَعْلِيْقًا البخاری) 8-2103 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس قول کہ ”اچسن طریقے سے جواب دو“ کے بارے میں فرمایا: (اس سے مراد) غصہ کے وقت صبر کرنا اور زیادتی کے وقت معاف کرنا ہے۔ جب لوگ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو بچائے گا اور ان کا دشمن ان کے سامنے جھک جائے گا۔ گویا کہ وہ

نہایت ہی قریبی دوست ہے۔ امام بخاری نے اس کو معلق بیان کیا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ طاقتور وہ ہے جو غصے پر قابو پالیتا ہے۔
- ۲۔ جھگڑالو، بداخلاق، بخیل اور متکبر جہنم میں جائیں گے۔
- ۳۔ حسن و جمال اور نظافت و نفاست کا خیال رکھنا تکبر نہیں۔
- ۴۔ غصہ پر قابو پانے والا اور زیادتی کے وقت معاف کر دینے والا کامیاب ہوتا ہے۔



بَابُ الظُّلْمِ

ظلم کی مذمت

کائنات میں سب سے بڑا ظلم خالق کائنات کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ کیونکہ مشرک اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار اور اس کے حقوق اور اختیارات میں دوسروں کو شریک سمجھتا ہے۔ لیکن یہاں ظلم سے مراد لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمان کی یہ تعریف بھی فرمائی ہے کہ مسلمان نہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اپنے بھائی کو بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ اور مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ اور مامون ہوتے ہیں۔ دوسروں پر زیادتی کرنے والا مسلمان قیامت کے روز سب سے زیادہ غریب اور قلاش ہوگا۔ جب زیادتیوں کے عوض اس کی نیکیاں دوسروں کو دے دی جائیں گی اور نیکیاں کم ہونے کی صورت میں بدلے کے طور پر دوسروں کے گناہ اس کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے۔ اور بالآخر اسے جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

ظلم کا امکان عام طور پر بڑے اور با اختیار لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے آپ ﷺ جب کسی شخص کو کسی علاقے کا ذمہ دار مقرر فرماتے تو اور نصیحتوں کے ساتھ بالخصوص یہ نصیحت فرماتے کہ اپنے آپ کو ظلم سے بچائے رکھنا کیونکہ ظلم کے باعث قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے اور آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ (متفق علیہ)
 ”مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کی بددعا کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔
 (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (متفق علیہ) 1-2104

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے۔ لیکن جب اس کو پکڑتا ہے تو پھر وہ بچ نہیں سکتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ”اسی طرح تیرے رب کی پکڑ ہے جب بستی والے ظلم کرتے ہیں تو انہیں پکڑ لیتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَيُمْلِي الظَّالِمَ حَتَّى إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذَلِكَ أَخَذَ رَبُّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ الْآيَةَ. (متفق علیہ) 2-2105

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا مَرَّ

بِالْحَجَرِ قَالَ "لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ" ثُمَّ قَنَعَ رَأْسَهُ وَاسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى اجْتَازَ الْوَادِيَ. (متفق عليه)

3-2106

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ كَانَتْ لَهُ مَظْلَمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدَرٍ مَظْلَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتٍ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ" (رواه

البخاری) 4-2107

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اتَذَرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟" قَالُوا: الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ: "إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا، وَقَذَفَ هَذَا، وَأَكَلَ مَالَ هَذَا، وَسَفَكَ دَمَ هَذَا، وَضَرَبَ هَذَا، فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ"

(رواه مسلم) 5-2108

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَتُؤَدَّنَ الْحُقُوقُ إِلَى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، حَتَّى يُقَادَ

کا گزر تو مٹھو کی بستیوں پر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جن لوگوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ان کے گھروں میں ٹھہرنے کی بجائے روتے ہوئے گزر جاؤ کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ آ لے جو انہیں پہنچا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور تیز چلتے ہوئے وادی سے گزر گئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی بے عزتی کی اور اس پر زیادتی کی تو اسے چاہیے وہ اس سے آج ہی معافی مانگ لے اس سے پہلے کہ جب دینار اور درہم نہ ہوں گے۔ اگر اس کے نیک اعمال ہوں گے تو اس کی زیادتی کے مطابق ان میں سے (مظلوم کو دینے کے لیے) لے لیے جائیں گے۔ اور اگر اس کے نیک عمل نہیں ہوں گے تو مظلوم شخص کی برائیوں کو اس پر لا دیا جائے گا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ وہ شخص مفلس ہے جس کے پاس درہم اور اسباب نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا، لیکن اس نے کسی کو برا کہا ہوگا کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال چھینا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ تو اس کی نیکیاں مظلوموں کو دے دی جائیں گی۔ اور اگر اس کی نیکیاں اس سے پہلے ختم ہو گئیں کہ اس کے ذمہ عائد حقوق کا بدلہ بن سکیں تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے بعد ازاں اسے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تمہیں قیامت کے دن لوگوں کے حقوق ان کے

مالکوں کو ادا کرنا پڑیں گے یہاں تک کہ جس بکری کے سینگ نہیں ہیں اس کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔
(مسلم)

تیسری فصل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم نہ ملایا“ تو یہ آیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر گراں گزری اور انہوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہیں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات نہیں اس سے مراد تو شرک ہے۔ تم نے لقمان علیہ السلام کا قول نہیں سنا جب انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا تھا، اے میرے بیٹے! تو شرک نہ کرنا، بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے؟ ایک اور روایت میں ہے کہ (فرمایا) اس سے وہ ظلم مراد نہیں جو تم خیال کرتے ہو۔ بلکہ اس سے مراد وہ ظلم ہے

لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ، (رواہ مسلم) وَذَكَرَ حَدِيثُ جَابِرٍ: ((اتَّقُوا الظُّلْمَ)) فِي ((بَابِ الْإِتِّفَاقِ)) 6-2109

الفصل الثالث

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ: (الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ) شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّا لَنَمُ ظَلِمَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((لَيْسَ ذَلِكَ، إِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ، أَلَمْ تَسْمَعُوا قَوْلَ لُقْمَانَ لِابْنِهِ: (يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ). وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَيْسَ هُوَ كَمَا تَظُنُّونَ، إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ)) (متفق عليه) 7-2110

جس سے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو منع کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔
- ۲۔ مغضوب قوم کے علاقے سے اللہ کے غضب سے ڈرتے ہوئے تیزی سے گزرنا چاہیے۔
- ۳۔ حقیقی مفلس وہ ہے جس کی نیکیاں قیامت کے دن اس کی زیادتیوں کی وجہ سے دوسروں کو بانٹ دی جائیں گی۔
- ۴۔ قیامت کے دن جانوروں سے بھی ایک دوسرے کا بدلہ دلوا دیا جائے گا۔
- ۵۔ سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔
- ۶۔ ڈھیل کے بعد ظالم کی اچانک گرفت ہوتی ہے۔ پھر اسے رعایت نہیں دی جاتی۔



بَابُ الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ

نیکی کا حکم دینا

قرآن مجید نے اس امت کے وجود کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمہیں نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے والا بنایا گیا ہے۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اس فرض کی نشان دہی کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال فرمائے، لوگو! میں تو عنقریب اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، میرا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہنا۔ فرمایا:

فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

”حاضر کا فرض ہے کہ وہ غیر حاضر کو پہنچائے۔“

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ جو شخص تم میں سے برائی دیکھے اور اگر وہ روکنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے برائی ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

لیکن قرآن مجید کا فرمان ہے کہ تبلیغ کا فریضہ نہایت حکمت اور دل سوزی کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ جب تک یہ انداز اختیار نہ کیا جائے تو تبلیغ کے مثبت نتائج برآمد ہونا مشکل ہو جاتے ہیں۔ نیکی کی ترویج اور حوصلہ افزائی کے ساتھ برائی کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ اگر برائی کرنے والے کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو ایک وقت آئے گا کہ معاشرے کی اجتماعی شرافت اور خیر کا بیڑا غرقاب ہو جائے گا جس میں نیک و بد کا غرق ہونا یقینی امر ہے۔ لہذا امت کے ایک ایک فرد کا فرض ہے کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں اس فرض کی ادائیگی کے لیے سرگرم عمل رہے۔ فرد اور قوموں کی نجات اسی میں مضمر ہے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی محترم ﷺ سے بیان کرتے ہیں:

آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے۔ اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر کم از کم دل سے نفرت کرے۔ اور یہ سب سے کمزور ایمان ہے۔ (مسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرّم ﷺ نے فرمایا: حدود اللہ میں زیادتی کو نہ روکنے والے اور اس کا ارتکاب کرنے والے کی مثال ان لوگوں کی طرح ہے جنہوں

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ (رواه مسلم) 1-2111

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهْمُوا سَفِينَةً، فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا، وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّونَ بِالْمَاءِ

عَلَى الدِّينِ فِي أَغْلَاهَا، فَتَأَذُّوا بِهِ، فَأَخَذَ قَاسًا،
فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ، فَأَتَوْهُ فَقَالُوا:
مَا لَكَ قَالَ: تَأَذُّبْتُمْ بِي وَلَا بُدْلِي مِنَ الْمَاءِ،
فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ،
وَإِنْ تَرَكَوْهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ (رواه
البخاری) 2-2112

نے کسی کشتی کے لیے قرعہ اندازی کی۔ اور کچھ لوگ کشتی کے
نچلے حصے میں اور کچھ لوگ اوپر والے حصے میں چلے گئے۔ وہ
جو نچلے حصے میں تھے وہ اوپر والے لوگوں کے پاس سے پانی
کے لینے گزرتے تو اوپر والے اس سے تکلیف محسوس
کرتے۔ نیچے والوں میں سے ایک نے کلباڑا اٹھایا اور کشتی

پاس آئے اور کہا تجھے کیا ہو گیا ہے۔ اس نے کہا: مجھے پانی کی ضرورت ہے اور تمہیں اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اگر وہ اس کے
ہاتھ پکڑ لیں وہ بھی بچ جائے گا۔ اور یہ بھی بچ جائیں گے۔ اور اگر وہ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ بھی ہلاک ہو جائے گا اور یہ بھی
اپنے آپ کو ہلاکت کے حوالے کریں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صلی اللہ علیہ وسلم يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُلْقَى فِي
النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا
كَطْحَنِ الْحِمَارِ بِرَحَاةٍ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ
فَيَقُولُونَ: أَيُّ قَلَانٍ! مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتُ
تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ
كُنْتُ أُمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آئِيَهُ وَانْهَأَكُمْ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَآئِيَهُ. (متفق عليه) 3-2113

کے نچلے حصے میں سوراخ کرنا چاہا تو اوپر والے اس کے
حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول
معمظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا
جائے گا اسے جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کی انتڑیاں فوراً
باہر نکل آئیں گی اور وہ اپنی انتڑیوں کے گرد گدھے کی طرح
چکر لگائے گا۔ جہنم کے لوگ اس کے گرد جمع ہو کر کہیں گے:
اے فلاں! تیرا کیا معاملہ ہے؟ کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں

دیتا تھا؟ اور برائی سے نہیں روکتا تھا؟ وہ جواب دے گا۔ میں تمہیں تو نیکی کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تمہیں برائی سے
روکتا تھا۔ جب کہ خود برے کام کرتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ برائی سے روکنا مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے۔
- ۲۔ بد عمل و اعظ جہنم میں اپنی بکھری ہوئی انتڑیوں کے گرد چکر لگائے گا۔
- ۳۔ بُرائی کو ہاتھ سے یا زبان سے روکنا چاہیے مجبوراً دل سے بُرا جاننا چاہیے بصورت دیگر آدمی ایمان دار نہیں رہتا۔
- ۴۔ معاشرے کی مثال بحری جہاز کی سی ہے۔ جس کی سلامتی کے لیے ہر ایک کو فکر کرنی چاہیے۔

کتاب الرقاق

دل کو نرم کر دینے والی باتیں

سرورِ گرامی ﷺ کے فرمان اور طبی مشاہدات کے مطابق انسانی جسم میں ایک ایسا لوتھڑا ہے جس کی حرکت سے سارا جسم متحرک رہتا ہے۔ جس طرح انسان کے جسم پر لگنے والی چوٹ دل پر اثر انداز ہوتی ہے، ایسے ہی آدمی سے سرزد ہونے والے گناہوں کے اثرات بھی دل پر مرتب ہوتے ہیں۔ گویا کہ دل انسان کے جسم کا پاور ہاؤس بھی ہے اور میٹر بھی۔ قرآن مجید نے سب سے پہلے یہ حقیقت لوگوں کے سامنے آشکارا کی کہ گناہوں سے دل پتھر ہی نہیں بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے یہ بھی وضاحت فرمائی کہ جس طرح لوہا اور دھات زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ دل بھی گناہوں کی وجہ سے سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔ دل میں نرمی پیدا کرنے اور اس کا زنگ دور کرنے کے لیے آپ ﷺ نے مختلف قسم کے روحانی نسخہ جات تجویز فرمائے مثلاً قبروں کی زیارت، دکھی کے دکھ کا احساس، بیمار اور کمزور کے ساتھ ہمدردی، اللہ تعالیٰ کا ذکر، قرآن مجید کی تلاوت اور بالخصوص پہلی اقوام کے نیست و نابود ہونے کے اسباب اور واقعات پڑھنے کے ساتھ ساتھ دنیا کے آثار اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانات دیکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تاکہ انسان کا دل دنیا سے بے رغبت اور ربِ کبریا کے خوف اور اس کے سامنے پیش ہونے کے ڈر سے لبریز رہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا: دو نعمتوں کے بارے میں اکثر لوگ خسارے میں ہیں۔ (۱) صحت (۲) فرصت (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نِعْمَتَانِ مَغْبُورٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ. (رواه

البخاری) 1-2114

حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولِ مکرم ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا۔ اللہ کی قسم! دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں اتنی سی ہے جتنا کہ تم میں سے کوئی دریا میں اپنی انگلی ڈالے۔ پس وہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کتنا پانی آتا ہے؟۔ (مسلم)

وَعَنِ الْمُسْتَوْرِ بْنِ شَدَادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلُ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمِ يَرْجِعُ (رواه مسلم) 2-2115

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ گرامی ﷺ بھیڑ کے کان کٹے مردہ بچے کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس کو ایک

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِجَدْيٍ أَسْكَمٍ مَيِّتٍ. قَالَ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ هَذَا لَهُ بِدَرِّهِمْ فَقَالُوا مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ،

قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ (رواه مسلم) 3-2116

درہم کے عوض لینا چاہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ضمہ تو معمولی چیز کے بدلے بھی اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ آپ

ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! دنیا اللہ کے گال اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے جیل اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً، يُعْطِي بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزِي بِهَا فِي الْآخِرَةِ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتٍ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا، حَتَّى إِذَا أَفْضَى إِلَى الْآخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا (رواه مسلم) 4-2117

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی نیکی کو ضائع نہیں کرتے اس کے بدلے اسے دنیا اور آخرت میں عطیات دیے جاتے ہیں۔ جبکہ کافر نے جو اللہ کے لیے اچھے کام کئے تو اسے دنیا میں ان کا اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اور جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم کو شہوات کے ساتھ جبکہ جنت کو مشکلات کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے (بخاری و مسلم) مسلم میں ”حجبت“ کی جگہ ”حفت“ کے الفاظ ہیں۔ (معنی میں کوئی فرق نہیں)

إِلَّا أَنْ عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلٌ ”حُجِبَتْ“ 6-2119

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: درہم، دینار اور ریشمی لباس کا بندہ ناکام ہو۔ اگر دیا جائے تو خوش ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص بد نصیب اور ذلیل ہو۔ اسے کاٹا چھب جائے تو نکالنا نہ جائے۔ اس آدمی کے لیے خوش خبری ہے جس نے اللہ کی راہ میں گھوڑے کی لگام تھام رکھی ہے۔ اس کا سر پرانہ ہے اور پاؤں خاک آلودہ ہیں اگر اسے حفاظتی دستے میں کھڑا کیا جاتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے اگر لشکر کے

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَعَسَّ عَبْدُ الدِّينَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهِمِ وَعَبْدُ الْخَمِصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعَسَّ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شَيْكَ فَلَا انْتِقَاشَ، طُوبَى لِعَبْدٍ اخْتَدَ بَعْنَانَ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَشَعَتْ رَأْسُهُ، مُغْبِرَةً قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحَرَّاسَةِ كَانَ فِي الْحَرَّاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنْ اسْتَاذَنَ لَمْ يُؤْذَنَ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ

حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے بعد تمہارے بارے میں جو خطرہ لاحق ہے وہ یہ ہے کہ تم پر دنیا کی زیب و زینت عام کر دی جائے گی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا بھلائی شرکا باعث ہوگی؟ آپ ﷺ خاموش رہے، ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ راوی کہتا ہے: آخر آپ ﷺ نے پیشانی سے پسینہ صاف کیا اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ آپ ﷺ گویا اس کی تعریف فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک خیر شرکا ذریعہ نہیں بن سکتی، لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ موسم ربیع میں جو چارہ اگتا ہے وہ جانور کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور وہ اسے ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے۔ اور اگر وہ تروتازہ گھاس چرتا ہے اور اس کا پیٹ بھر جاتا ہے تو وہ سورج کے سامنے منہ کر کے جگالی کرتے ہوئے گوبر کرتا ہے اور پیشاب کرتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ کھانے لگتا ہے۔ (توفیقسان دہ نہیں)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ إِنَّ مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يَفْتَحُ
عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزَيْنَتِهَا. فَقَالَ رَجُلٌ:
يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ
فَسَكَتَ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ
عَنْهُ الرُّحْضَاءُ وَقَالَ: أَيُّنَ السَّائِلِ وَكَأَنَّهُ حَمْدُهُ
فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَإِنْ مِمَّ يَنْبُتُ
الرَّبِيعُ مَا يَقْتُلُ حَبْطًا أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا أَكَلَةَ الْخَضِرِ
أَكَلْتُ حَتَّى امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا، اسْتَقْبَلْتُ
عَيْنَ الشَّمْسِ فَتَلَطَّتُ وَبَالَتُ ثُمَّ عَادَتْ
فَأَكَلْتُ وَإِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلُورَةٌ فَمَنْ
أَخَذَهُ بِحَقِّهِ، وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُونَةُ
هُوَ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ
وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

اسی طرح دنیا کا مال سرسبز اور شیریں ہے۔ جس نے اسے صحیح طریقے سے حاصل کیا اور صحیح جگہ پر خرچ کیا تو وہ اس کا بہترین سہارا بنتا ہے۔ اور جس نے اسے ناحق طریقے سے حاصل کیا تو وہ اس کی مانند ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور قیامت کے روز مال اس کے خلاف شہادت دے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ؐ نے فرمایا، اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے میں غربت سے نہیں ڈرتا، بلکہ میں تمہارے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا فراخ کر دی جائے گی، جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی اور تم ان کی طرح ہی لالچی بن

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْثٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَاللَّهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسِطَ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكُكُمْ كَمَا أَهْلَكْتَهُمْ (متفق عليه) 9-2122

جاؤ گیا اور آخر دنیا تمہیں ہلاک کر دے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا.

دعا کی ضاعے اللہ! آل محمد ﷺ کو ضرورت کے مطابق رزق عطا فرما! اور دوسری روایت میں ہے کہ جس سے (صرف) بھوک دور ہو۔ (بخاری و مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ كَفَافًا (متفق علیہ) 10-2123

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوا جو مسلمان ہوا جسے ضرورت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ نے جو اسے دیا اس پر اس کو قناعت عطا فرمائی۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرَزَقَ، كَفَافًا، وَقَنِعَهُ اللَّهُ بِمَا آتَاهُ (رواه مسلم) 11-2124

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: انسان کہتا ہے: میرا مال! میرا مال! جبکہ اس کا مال تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) جو اس نے کھایا اور ختم کر دیا، (۲) جو پہنا اور بوسیدہ کر دیا، (۳) یا جو اس نے صدقہ دیا اور ذخیرہ کر لیا۔ اس کے علاوہ وہ باقی مال لوگوں کے لیے چھوڑ کر (خود قبر میں) جانے والا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْعَبْدُ: مَالِي مَالِي وَإِنْ مَالَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثُ: مَا أَكَلَ فَأَفْنِي، أَوْ لَبَسَ فَأَبْلِي، أَوْ أُعْطِيَ فَأَقْتَنِي وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ (رواه مسلم) 12-2125

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: میت کے ساتھ تین قسم کے اسباب جاتے ہیں (ان میں سے) دو واپس آ جاتے ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے ساتھ جانے والے اس کے اہل و عیال،

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتَّبِعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ (متفق علیہ) 13-2126

مال اور اس کے اعمال اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

میت کے ساتھ جو مال کی شکل میں دنیاوی سامان جاتا ہے چار پائی، کفن کے علاوہ کپڑے وغیرہ اور گاڑی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّكُمْ مَالٌ وَارِثُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا مِنَّا أَحَدٌ

إِلَّا مَالَهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالٍ وَارِثِهِ قَالَ فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالٍ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ. 14-2127

اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر کسی کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر

انسان کا اپنا مال تو وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا وہ اس کے ورثا کا ہے۔ (بخاری)

عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ (الْهَآكُمُ التَّكَآثُرُ) قَالَ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ، مَالِي مَالِي قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَنْتَ، أَوْ لَبِستَ فَأَبْلَيْتَ، أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ (رواه مسلم) 15-2128

مطرا اپنے والد عبد اللہ بن شخیرؓ سے بیان کرتے ہیں میں نبی محترم ﷺ کے پاس آیا تو اس وقت آپ ﷺ سورۃ (الہکم التکاثر) تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے: میرا مال، میرا مال آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرا مال وہ ہے جسے تو نے کھا کر ہضم کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا جو تو نے صدقہ کیا اور اسے بھیج چھوڑا (آخرت کے لیے)۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ (متفق عليه) 16-2129

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی ﷺ نے فرمایا: مال و متاع کی کثرت غنا نہیں بلکہ غنا تو نفس کا غنی ہونا ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ صحت اور فارغ البالی کے بارے میں اکثر لوگ لاپرواہی کرتے ہیں۔
- ۲۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت سمندر کے ایک قطرے سے بھی کم تر ہے۔
- ۳۔ دنیا مومن کے لیے جیل خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔
- ۴۔ قیامت کے دن مال بخیل آدمی کے خلاف گواہی دے گا۔
- ۵۔ دنیا کا حد سے زیادہ لالچ ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔
- ۶۔ اللہ کے عطا کردہ مال پر صبر و شکر کرنا چاہیے۔
- ۷۔ آدمی کے مال کے تین مصرف ہیں۔ کھانا، پہننا اور صدقہ کرنا جن میں سے صرف صدقہ باقی رہتا ہے۔
- ۸۔ غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو جائے۔
- ۹۔ مثال دے کر بات کی وضاحت کرنا سنت ہے۔ جیسے کہ آپ نے دنیا کی بے وقعتی کو مردہ میمنے کی مثال سے سمجھایا۔



بَابُ فَضْلِ الْفُقَرَاءِ وَمَا كَانَ مِنْ عَيْشِ النَّبِيِّ ﷺ

فقرا کی فضیلت اور نبی محترم ﷺ کا رہن سہن

انسان کے لیے مفلسی اور غربت بہت بڑی آزمائش ہے غربت میں آدمی کی صحت اور عزت متاثر ہوتی ہے بالخصوص جب اس کے گرد و پیش اور برادری کے لوگ صاحب ثروت ہوں تو پھر شادی بیاہ اور معاشرتی میل جول کے وقت غربت کا زیادہ احساس ہوتا ہے کہ ایک طرف دولت کی ریل پیل ہے اور دوسری طرف بیماری کے علاج اور بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہو پارہیں تو ایسے موقعوں پر یہ احساس دو آتشہ حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ اسلام نے غربت اور تنگ دستی کے تذکر کے لیے کئی اقدامات اور اصلاحات تجویز کی ہیں تاکہ امیر اور غریب کے فرق کو کم سے کم کیا جائے۔ معاشی ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ روحانی اور ایمانی جذبے کو پروان چڑھانے کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ غریب کو یہ اعتقاد اور احساس دلایا گیا کہ رزق کا تمام اختیار خالق حقیقی کے پاس ہے اور وہ اپنی حکمت اور مشیت کے مطابق ہر شخص کو رزق عطا کرتا ہے۔ اس لیے اس تقسیم پر راضی برضا اور اس کی ذات پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی کوشش و محنت کو جاری رکھنا چاہیے۔ اگر پھر بھی رزق میں وسعت اور کشادگی پیدا نہ ہو تو ایک مسلمان کی حیثیت سے صابر و شاکر رہنا چاہیے۔ ایسے لوگوں کو رسول کریم ﷺ کی ذاتی اور گھریلو زندگی کے حالات سامنے رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے اس فرمان کو دل و دماغ میں منقش کر لینا چاہیے کہ اس غربت کے بدلے قیامت کے دن رب کریم نیک غرباء کو مال دار نیکو کاروں سے چالیس سال پہلے جنت کی نعمتوں لطف اندوز ہونے کا موقع نصیب فرمائے گا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ بہت سے پراگندہ بال والوں کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرماتے ہیں۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَبُّ أَشْعَثَ مَذْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَهُ (رواه مسلم) 1-2130

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ اسے اس سے کم تر لوگوں پر فضیلت ہے۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا! تمہاری امداد اور جو تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ وہ تمہارے ضعیف لوگوں کی وجہ سے ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَى سَعْدٌ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعْفَائِكُمْ (رواه البخاری) 2-2131

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں جنت کے دروازے پر کھڑا

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَكَانَ عَامَّةُ

مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِينُ وَأَصْحَابُ الْجِدَّةِ
مَحْبُوسُونَ، غَيْرَ أَنْ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أَمَرَ
بِهِمْ إِلَى النَّارِ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا
غَامَّةٌ مَنِ دَخَلَهَا النِّسَاءُ (متفق عليه) 3-2132
وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَطْلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ
أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَأَطْلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ
أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ (متفق عليه) 4-2133
وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ
الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بَارَبَعِينَ
خَرِيفًا (رواه مسلم) 5-2134

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٌ مَا
رَأَيْتُكَ فِي هَذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ
النَّاسِ: هَذَا وَاللَّهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ
، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشْفَعَ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ”مَا رَأَيْتُكَ فِي هَذَا“ فَقَالَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ
هَذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ وَإِنْ شَفَعَ
أَنْ لَا يُشْفَعَ وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”هَذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ
الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا“ (متفق عليه) 6-2135

تھا۔ اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت فقرا کی تھی۔
جبکہ امرا کو روکا ہوا تھا۔ دوزخیوں کو دوزخ کا حکم دیا جا چکا
تھا۔ میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ اس میں داخل
ہونے والوں کی اکثریت عورتوں کی تھی۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم
ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے جنت کا مشاہدہ کرتے ہوئے
دیکھا اس میں اکثریت فقرا کی ہے اور جہنم کا مشاہدہ کیا تو میں
نے دیکھا اُس میں اکثریت عورتوں کی ہے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم
ﷺ نے فرمایا، بے شک روز قیامت فقیر مہاجر لوگ، مال دار
لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔
(مسلم)

حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم
ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ آپ ﷺ نے اپنے پاس
بیٹھے ہوئے آدمی سے کہا۔ اس شخص کے متعلق تیرا کیا خیال
ہے؟ اس نے کہا، یہ معزز لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ
شخص اس قابل ہے کہ وہ کسی کے ہاں منگنی کا پیغام بھیجے تو نکاح
ہو جائے۔ اگر کسی کے پاس سفارش کرے تو اس کی
سفارش قبول کی جائے حضرت سہل ؓ کہتے ہیں۔ نبی محترم
ﷺ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر ایک آدمی گزرا آپ ﷺ نے
اس کے متعلق فرمایا۔ اس کے بارے تیرا کیا خیال ہے؟ اس
نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آدمی فقیر مسلمانوں
میں سے ہے یہ تو اس قسم کا ہے کہ اگر منگنی کا پیغام بھیجے تو اس کا
نکاح نہ ہو۔ اگر سفارش کرے تو قبول نہ ہو۔ اگر کوئی بات

کرے تو اس کی بات کو نہ سنا جائے گا۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا، یہ آدمی اُس جیسے لوگوں سے بھری زمین سے افضل ہے۔
(بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آلَ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْرِ الشَّعِيرِ يَوْمَئِذٍ
مُتَابِعِينَ حَتَّى قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (متفق

عليه) 7-2136

وَعَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ ﷺ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ شَاةٌ مَضْلِيَّةٌ
فَدَعَاؤُهُ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ
النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشَبْعْ مِنْ خُبْرِ
الشَّعِيرِ (رواه البخاری) 8-2137

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِخُبْرِ
شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ ﷺ
دِرْعَالَهُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ، وَأَخَذَ مِنْهُ
شَعِيرًا لِأَهْلِيهِ، وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا أُمْسَى
عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ صَاعٌ بَرٌّ وَلَا صَاعٌ حَبٌّ
وَإِنْ عِنْدَهُ لَتَسْعَ نِسْوَةٌ (رواه البخاری) 9-2138

وَعَنْ عُمَرَ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالٍ حَصِيرٍ
لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَرِ الرِّمَالِ بِجَنْبِهِ
'مُتَكِنًا عَلَى وَسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشَوَهَا لَيْفٌ
قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ: ﷺ أَدْعُ اللَّهَ فَلْيُوسِّعْ
عَلَى أُمَّتِكَ، فَإِنَّ فَارِسَ وَالرُّومَ قَدْ وَسَّعَ
عَلَيْهِمْ وَهُمْ لَا يَعْبُدُونَ اللَّهَ فَقَالَ: أَوْفَى هَذَا
أَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَابِ أَوْلَيْكَ قَوْمٌ عَجَلَتْ
لَهُمْ طِبَاتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" وَفِي رِوَايَةٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول مکرم ﷺ کی وفات
تک آل محمد ﷺ نے مسلسل دودن جو کی روٹی سیر ہو کر نہیں
کھائی۔ (بخاری، مسلم)

سعید مقبری ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔
وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھی
ہوئی بکری پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دعوت
دی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کھانے سے انکار کر دیا اور
کہا کہ نبی معظم ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے جبکہ آپ ﷺ جو
کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی گرامی ﷺ کے پاس جو کی روٹی اور بدبو
دار بدلا ہوا رنگ والا تیل لے کر گئے۔ نبی محترم ﷺ نے اپنی
ذرہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی
۔ اس سے اپنے اہل و عیال کے لیے کچھ ”جو“ حاصل کئے
تھے۔ راوی کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے
سنا۔ کہ آل محمد ﷺ کے پاس گندم اور جو کا صاع بھی نہیں ہوتا
تھا۔ جبکہ آپ ﷺ کی نویویاں تھیں۔ (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں رسول معظم ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ (کھجور کی) چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔
آپ ﷺ اور چٹائی کے درمیان گدا نہیں تھا۔ چٹائی کے ٹکڑوں نے
آپ ﷺ کے جسم پر نشان ڈال ہے۔ آپ ﷺ چمڑے کے
تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ تکیے میں کھجور کے پتے بھرے
ہوئے تھے۔ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ اپنی امت پر
فراخی کے لیے اللہ سے دعا کریں جبکہ فارس اور روم پر اللہ کی عباد
ت نہ کرنے کے باوجود بھی فراخی کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا
۔ اے ابن خطاب تو یہ خیال کر رہا ہے؟ ان لوگوں کو تو دنیا میں ہی

أَمَّا تَرْضَى أَنْ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الْآخِرَةُ! (متفق عليه) 10-2139

ان کی عمدہ چیزیں دے دی گئی ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ ان کے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت ہو؟ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَيْهِ رِذَاءٌ، إِمَّا إِزَارٌ وَإِمَّا كِسَاءٌ، قَدْ رَبَطُوا فِي أَغْنَائِهِمْ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَيْنِ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الْكَعْبَيْنِ فَيَجْمَعُهُ بِيَدِهِ كَرَاهِيَةً أَنْ تُرَى عَوْرَتُهُ (رواه البخاری) 11-2140

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا ہے۔ ان میں سے کسی پر بھی چادر نہیں ہوتی تھی۔ ان کے پاس تہبند یا ایک چادر ہوتی جس کے کناروں کو انہوں نے اپنی گردنوں سے باندھا ہوتا تھا۔ کچھ کی چادریں آدھی پنڈلی تک ہوتی تھیں۔ اور کچھ کی ٹخنوں تک۔ تو ہر شخص اپنی چادر کو اس ڈر سے اکٹھا کرتا تھا کہ کہیں اس کی شرم گاہ نگلی نہ ہو جائے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فَضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْهُ (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ: انْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلُ مِنْكُمْ، وَلَا تَنْظُرُوا إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ 12-2141

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مال اور شکل و صورت کے لحاظ سے برتر شخص کو دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھے۔ (بخاری و مسلم)

اور مسلم کی روایت میں ہے۔ اپنے سے کمتر کی طرف دیکھو اور اپنے سے برتر کی طرف نہ دیکھو۔ یہ اس لیے ہے کہ جو تم پر اللہ کی نعمتیں ہیں تم انہیں حقیر نہ جانو۔

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ: أَلَسْنَا مِنْ فَقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ: أَلَا أَمْرٌ أَتَاوَى إِلَيْهَا قَالَ: نَعَمْ قَالَ أَلَا مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَأَنْتَ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ قَالَ فَإِنَّ لِي خَادِمًا قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْمُلُوكِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: وَجَاءَ ثَلَاثَةٌ نَفَرٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنَا

حضرت ابو عبد الرحمن حبلیؒ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن عمروؓ سے سنا۔ ان سے ایک آدمی نے پوچھا۔ کیا ہم فقیر مہاجر نہیں ہیں عبد اللہؓ نے اس سے کہا۔ کیا تیری بیوی ہے، جس کے ساتھ تو رہتا ہے؟ اس نے کہا، ہاں! عبد اللہؓ نے پوچھا، کیا تیرے پاس رہائشی گھر ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ عبد اللہؓ نے کہا۔ تم تو مال داروں میں ہو۔ اس نے کہا میرا ایک خادم ہے۔ آپؓ نے فرمایا تو بادشاہوں میں سے ہے حضرت عبد الرحمانؓ نے بیان کیا

عِنْدَهُ فَقَالُوا: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّا وَاللَّهِ مَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ لَا نَفْقَهُ وَلَا ذَايَةَ وَلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَا سِئْتُمْ إِنْ سِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسِّرَ اللَّهُ لَكُمْ وَإِنْ سِئْتُمْ ذَكَّرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ وَإِنْ سِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنْ فُقِرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا قَالُوا: فَإِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْأَلُ شَيْئًا (رواه مسلم) 13-2142

تین آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور میں بھی دیر تھا۔ انہوں نے کہا، اے ابو محمد! اللہ کی قسم! ہم کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔ نہ خرچ نہ جانور اور نہ ہی ساز و سامان ہے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کیا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم چاہو تو ہمارے پاس آنا۔ ہم تمہیں مال دیں گے۔ جس سے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کرے گا۔ اگر تم چاہو تو ہم تمہارا معاملہ سلطان کے سپرد کر دیں گے۔ اگر تم اسی حالت پر صبر کرو تو ٹھیک ہے۔ بے شک میں نے نبی محترم ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ بلاشبہ فقیر مہاجرین روز قیامت مال دار لوگوں سے چالیس برس قبل جنت میں جائیں گے۔ انہوں نے کہا، ہم صبر کرتے ہیں اور کسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں خیبر فتح ہونے تک ہم نے کبھی پیٹ بھر کر کھجوریں نہیں کھائیں تھیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَا سَبَعْنَا مِنْ تَمْرٍ حَتَّى فَتَحْنَا خَيْبَرَ (رواه البخاری) 14-2143

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ تعالیٰ غریب بندوں کی قسم کا احترام کرتے ہیں۔
- ۲۔ دولت مندوں کو کمزور لوگوں کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہے۔
- ۳۔ جنت میں غریب لوگوں کی اکثریت ہوگی۔
- ۴۔ زیادہ عورتیں جہنم میں جائیں گی۔
- ۵۔ غریب نیک لوگ امیر لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔
- ۶۔ آدمی کو اپنے سے کم تر لوگوں کی طرف دیکھنا چاہیے۔
- ۷۔ جو شخص شادی شدہ اپنا مکان اور خادم رکھتا ہو وہ مال دار ہے۔



بَابُ الْأَمَلِ وَالْحِرْصِ

لمبی آرزوئیں اور دنیوی لالچ

حضرت انسانی کا ذکر کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اکثر انسانوں کا حال یہ ہے کہ جوں جوں وہ بڑھاپے کی دہلیز کی طرف بڑھتے ہیں اسی قدر ان کی خواہشات طویل سے طویل تر ہوتی جاتی ہیں۔ ایسا شخص دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے سے بھی باز نہیں آتا۔ اور بسا اوقات دولت کی حرص اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ مال اکٹھا کرنے کے لالچ میں اولاد تو درکنار وہ اپنی ذات پر خرچ کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ ایسے شخص کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکے گی۔

حرص و لالچ پر کنٹرول کرنے کے لیے رسول معظم ﷺ نے ہر آدمی کو یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش فرمائی کہ بے شک انسان ساری دنیا کے خزانے جمع کر لے اس کی ذات کے لیے تو فقط تین قسم کا مال ہی مفید ہوا کرتا ہے۔ کھانے اور پہننے کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے گا۔ اور مرنے کے بعد وہ اس صدقہ کو اپنے سامنے پائے گا۔ اس لیے کیوں نہ ہو کہ آدمی اپنی خواہشات پر قابو پائے اور فیاضی کا رویہ اختیار کرے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے ایک دفعہ ایک مربع شکل کا خط کھینچا۔ اور وسطی خط کے درمیان سے کچھ خطوط کھینچے۔ ایک درمیان سے باہر نکلنے والا خط کھینچا اور فرمایا: یہ انسان ہے۔ اور یہ مربع اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے۔ اور جو خط باہر نکل رہے ہیں وہ اس کی خواہشات ہیں۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے خطوط آفات و بیماریاں ہیں۔ اگر ایک سے محفوظ رہا تو یہ دوسری اسے آ لے گی۔ اگر یہ بھی اس سے خطا کر جائے تو تیسری آفت اسے اپنا نشانہ بنا لے گی۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَطُّ النَّبِيِّ ﷺ خَطٌّ مُرَبَّعٌ وَخَطٌّ خَطٌّ فِي الْوَسْطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطٌّ خَطٌّ صَغِيرًا إِلَى هَذَا الَّذِي فِي الْوَسْطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِي فِي الْوَسْطِ فَقَالَ هَذَا الْإِنْسَانُ وَهَذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ وَهَذَا الَّذِي هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ وَهَذِهِ الْخُطُوطُ الصَّغَارُ الْأَعْرَاضُ فَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَسَهُ هَذَا وَإِنْ أَخْطَأَهُ هَذَا نَهَسَهُ هَذَا (رواه البخاری)

1-2144

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے کچھ خطوط کھینچتے ہوئے فرمایا۔ یہ خط انسان کی آرزوئیں ہیں۔ اور یہ مربع خط اس کی موت ہے۔ وہ اسی حالت میں ہوتا ہے کہ قریب والا خط موت اسے آدبوچتا ہے۔ (موت) (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطُّ النَّبِيِّ ﷺ خُطُوطًا فَقَالَ هَذَا الْأَمَلُ وَهَذَا أَجَلُهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ (رواه البخاری)

2-2145

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَهْرَمُ ابْنُ آدَمَ

وَيَشِيبُ مِنْهُ اِنْسَانُ الْحِرْصِ عَلَى الْمَالِ
وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمْرِ (متفق عليه) 3-2146
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَزَالُ
قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًا فِي الثَّيْنِ فِي حُبِّ الدُّنْيَا
وَطَوْلِ الْأَمَلِ (متفق عليه) 4-2147

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَعْدَرَ اللَّهُ
إِلَى أَمْرٍ آخَرَ أَجَلَهُ حَتَّى بَلَغَهُ سِتِينَ سَنَةً
(رواه البخاری) 5-2148

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ
لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا يَبْتَغِي ثَلَاثًا
وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ
اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ (متفق عليه) 6-2149

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
بِبَعْضِ جَسَدِي فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ
غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدْ نَفْسَكَ مِنْ أَهْلِ
الْقُبُورِ (رواه البخاری) 7-2150

فرمایا۔ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے جبکہ اس کی دو خصلتیں مال
کا لالچ اور عمر کی تمنا جوان رہتی ہوتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد
فرمایا: بوڑھے شخص کا دل دو معاملات میں جوان رہتا ہے۔
ہمیشہ دنیا کی محبت اور بڑی بڑی خواہشات۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے
ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا کوئی عذر نہیں رہتا
جس کی عمر ساٹھ برس ہو گئی۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نبی گرامی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔
اگر ابن آدم کے پاس دو سونے کی وادیاں ہوں تو وہ تیسری
کی خواہش کرے گا۔ ابن آدم کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔
اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: نبی محترم ﷺ نے
میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا۔ دنیا میں اجنبی یا مسافر کی
طرح رہو۔ اور اپنے آپ کو اہل قبور میں شمار کرو۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ بوڑھا ہونے کے باوجود مال اور عمر کی تمنا جوان رہتی ہے۔
- ۲۔ ساٹھ سال عمر پانے والے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر نہیں ہوگا۔
- ۳۔ ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔
- ۴۔ دنیا میں اجنبی اور مسافر کی طرح رہنا چاہیے۔



بَابِ اسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمْرِ لِلطَّاعَةِ

اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری کی خاطر مال و عمر سے محبت
رب کریم کی نعمتوں میں سے عمر اور مال گراں قدر نعمتیں ہیں۔ لیکن اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے۔ نیک اعمال کے ساتھ لمبی
عمر پانے والے کو آپ ﷺ نے بہترین شخص قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس طرح آدمی کو نیکیاں زیادہ کرنے کا موقعہ میسر آتا ہے۔
اسی طرح مال کو قرآن مجید نے آزمائش کہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مال و اسباب کو خیر اور انسانی زندگی کا استحکام قرار دیا۔
خاص کر اس شخص کو قابل رشک قرار دیا ہے جو دائیں بائیں مال صدقہ کرتا رہتا ہے۔
اس حدیث مبارکہ میں پرہیزگاری اور خلوت نشینی کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اعمال قرار فرمایا گیا ہے۔ تقویٰ تمام عبادتوں کی
روح اور حاصل ہے۔ اسلام بھر پور زندگی گزارنے کا حکم دیتا ہے لیکن جو شخص کمزور ہو یا معاملات کو سمجھنے سمجھانے میں اکثر ٹھوکر
کھانے والا یعنی سادہ مزاج ہو تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ لوگوں کے معاملات سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کرے اس
طرح وہ کئی قسم کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
اللَّهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ (رواه
حضرت سعد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں: نبی معظم ﷺ نے فرمایا:
بے شک اللہ تعالیٰ متقی، غنی، خفی کو پسند کرتا
ہے۔) (مسلم)

(مسلم) 1-2151

فہم الحدیث

مالداری ایک فتنہ ہے جو انسان کے لئے گناہ کے اسباب آسانی سے مہیا کر دیتا ہے۔ نیز شہدت طلبی، ریاکاری اور نمود نمائش جیسے
نفسیاتی امراض میں بھی مبتلا کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مالداری کے باوجود تقویٰ اختیار کرتا ہے اور گناہ کے اسباب سے
احتراز کرتا ہے۔ اور دوسری طرف خود کو نمایاں کرنے اور اخلاقی گراوت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے سادگی اور گم نامی کو ترجیح دیتا
ہے تو ظاہر ہے کہ اتنے سارے فتنوں اور امتحانوں میں سرخرو ہونے والا یہ شخص تو اللہ کا ولی ہے۔ اور اللہ کی محبت کا مستحق ہے۔



بَابُ التَّوَكُّلِ وَالصَّبْرِ

توکل اور صبر کی فضیلت

توکل کا معنی ہے کسی پر اعتماد اور بھروسہ کرنا۔ توکل علی اللہ کا یہ مفہوم ہوا کہ بندہ اپنے خالق و مالک پر کامل اعتماد و یقین کا اظہار کر رہا ہو۔ جو اپنے رب پر بھروسہ اور توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور اس کی مشکلات آسان کر دیتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق ۳)
جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اس کے لیے وہ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کر کے رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔

وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ (یوسف ۱۲: ۶۷)
”اس پر ہی بھروسہ کرنے والوں کو اعتماد کرنا چاہیے۔“

قرآن و سنت کی روشنی میں توکل کا کامل تصور یہ بنتا ہے کہ وسائل اور اسباب کو استعمال کرتے ہوئے کام کا نتیجہ اور انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے۔

بلاشبہ اسباب کا استعمال لازم اور ضروری ہے۔ اور مسائل کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ نے مادی وسائل میں بڑی قوت رکھی ہے۔ سردی، گرمی سے بچنے کے لیے موسم کے مطابق لباس اور رہائش اختیار نہ کی جائے تو انسانی صحت پر مہلک اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی طرح سفر کے لیے سواری درکار ہے۔ جبکہ دشمن سے بچاؤ کے لیے ہتھیار کی ضرورت ہوتی ہے۔ بے شک آدمی کے پاس وسائل ہوں تو وہ قدرے مطمئن اور اپنی کامیابی کے بارے میں پُر اعتماد ہوتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ عقیدے کے اعتبار سے کمزور مادہ پرست انسان کی نگاہ صرف اسباب پر رک جایا کرتی ہے۔ اور مسبب الاسباب کی طرف اس کا ذہن بہت کم متوجہ ہوتا ہے۔ اکثر اوقات تو ایک دنیا دار انسان حاصل شدہ اسباب کو اپنی محنت اور صلاحیت کا نتیجہ سمجھتا ہے اور وہ اس حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی عطا نہ ہوتی تو جس طرح میرے جیسے بہت سے لوگ وسائل سے محروم ہیں، میں بھی اس طرح ہی دامن ہوتا۔

پھر اسے یہ خیال بھی رہنا چاہیے کہ مالک و مختار کی مشیت اور حکم شامل حال نہ ہو تو وسائل اور اسباب دھڑے دھڑے رہ جاتے ہیں۔ اس دنیا و جہان میں ہر روز رونما ہونے والے واقعات اس فکر اور عقیدے کی تائید کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسباب کی قوت کار کو سلب کر لیا جاتا ہے تو پھر سب کچھ موجود ہونے کے باوجود انسان ناکامی اور نامرادی کا سامنا کرتا ہے۔ اگر اسباب بذات خود انسان کی مشکلات کا مداوا ہوتے تو ڈاکٹر اور حکیم موت کی وادیوں میں کبھی بسیرا نہ کرتے۔ دنیاوی مسائل کا حل ہوتے تو بڑے بڑے فرماں روا اقتدار کے ایوانوں سے نکل کر جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ایڑیاں نہ رڑرتے۔

اسی لیے انبیائے اکرام کی تعلیم اور تربیت یہ تھی کہ وسائل کو ہر حال میں استعمال کیا جائے مگر اس کی قوت کار کے بارے میں یہ عقیدہ و یقین ہو کہ یہ اسی وقت کار آمد اور مفید ثابت ہوں گے جب مالک حقیقی کا حکم ہوگا۔

صبر کا معنی ہے اپنے آپ کو شریعت کی حدود کا پابند رکھنا، غم اور پریشانی میں ٹڈال ہونے سے بچنا اور خوشی کے موقع پر بے قابو ہونے سے پرہیز کرنا۔ اس طرح کا طرز عمل اختیار کرنے والے کو صابر کہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کو پورے اور بھرپور اجر سے نوازوں گا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا: میری امت سے ستر ہزار افراد بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ دم کراتے تھے اور نہ بدفالی پکڑتے تھے۔ بلکہ تمام کاموں میں اپنے رب پر توکل کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (متفق عليه) 1-2152

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک روز نبی محترم ﷺ باہر نکلے اور ارشاد فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئیں۔ چنانچہ ایک پیغمبر گزرا اس کے ساتھ اس کا ایک پیروکار تھا۔ کسی کے ساتھ دو آدمی تھے۔ کسی کے ساتھ ایک جماعت تھی۔ اور بعض ایسے پیغمبر بھی ہوئے جن کا کوئی پیروکار نہیں ہوا۔ چنانچہ میں نے اپنے سامنے ایک بہت بڑا اجتماع دیکھا جو آسمان کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا۔ میں نے خیال کیا شاید میری امت ہے۔ لیکن بتایا گیا کہ یہ تو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے۔ پھر مجھے کہا گیا: آپ دیکھیں! تو میں نے بہت بڑا اجتماع دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو بھرا ہوا ہے۔ مجھ سے دائیں اور بائیں جانب بھی دیکھنے کے لیے کہا گیا۔ میں نے دیکھا ادھر بھی بہت زیادہ لوگ آسمان کے کناروں تک پھیلے ہوئے ہیں تو مجھ سے کہا گیا: یہ سب آپ کے امتی ہیں اور ان کے ساتھ ستر ہزار

وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ غَرَضْتُ عَلَى الْأَمَمِ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأَفْقَ فَرَجَوْتُ أَنْ يَكُونُ أُمَّتِي فَقِيلَ هَذَا مُوسَى فِي قَوْمِهِ ثُمَّ قِيلَ لِي أَنْظِرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأَفْقَ فَقِيلَ لِي أَنْظِرْ هَكَذَا وَهَكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأَفْقَ فَقَالَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا قَدْ آمَهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَسِرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مَحْصَنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ

رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ
فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عَكَاشَةُ (متفق)
وہ بھی ہیں۔ جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔
اور یہ وہ ایسے لوگ ہیں جو نہ بد فالی اور نہ دم کراتے ہیں اور نہ
گرم لوہے سے داغے ہیں۔ بلکہ صرف اپنے اللہ پر توکل
علیہ 2-2153

کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) عکاشہ بن محسن کھڑے ہوئے۔ کہا: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ان میں
شامل فرمائے۔ آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اسے ان میں شامل فرما۔ اس کے بعد ایک اور شخص کھڑا ہوا، اس نے
بھی آپ سے دعا کی درخواست کی کہ اللہ مجھے بھی ان سے شامل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں عکاشہ تم سے
سبقت لے گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

انسان بنیادی طور پر کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے بیماری اور تکلیف کے وقت اسے دوائی اور اسباب اختیار کرنے کی اجازت دی
گئی ہے۔ لیکن اچھی فال سے بھی شکون نہ لینا اور دوسروں سے دم کروانے سے بھی پرہیز کرنا مضبوط ترین ایمان اور اپنے رب پر
بے انتہا اعتماد کی دلیل ہے۔ کیوں کہ دوسروں سے دم کروانے کی عادت بنائی جائے تو انسان اللہ تعالیٰ سے براہ راست توبہ استغفار
اور مانگنے کی بجائے دوسرے پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے اور اس سے عملی زندگی میں کمزوری اور ایمان میں ضعف واقع ہوتا ہے۔

وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ
وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ
سَرَاءٌ شَكَرَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَاءٌ
صَبَرَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُ (رواہ مسلم) 3-2154

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ
نے فرمایا: ایمان دار شخص کی حالت پر تعجب ہے کہ وہ اپنے
معاملات میں ہر حال میں بہتر ہے۔ اور یہ اعزاز صرف
ایمان دار کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر اسے خوشی ملے تو شکر
کرتا ہے۔ اور اس کا شکر اس کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر
اسے تکلیف وغیرہ پہنچے تو صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لیے
بہتر ہوتا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَنْ كَانَ مِنَ الْمُؤْمِنِ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ
الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلِّ خَيْرٍ آخِرُ صُ
عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجِزْ وَإِنْ
أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ
كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ
نے فرمایا: قوی مومن بہتر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن
سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اگرچہ بھی مومن بہتر ہیں۔ تم ایسے
دینی کام کی خواہش کرو جو تجھے فائدہ دے اور اپنے رب سے
مدد مانگو اور کمزوری نہ دکھاؤ۔ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچے تو اس
طرح نہ کہو کہ اگر میں فلاں کام کر لیتا تو فلاں نتیجہ نکلتا۔ البتہ

فَإِنْ لَوْ تَفَتَحْ عَمَلَ الشَّيْطَانِ (رواہ
مسلم) 4-2155

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ
نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَفَلَ مَعَهُ
فَأَدْرَكَتْهُمْ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِصَاهِ
فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَتَفَرَّقَ النَّاسُ
يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم
تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا
رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُونَا، وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ
فَقَالَ إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ
فَأَسْتَيْقِظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلَاتَا قَالَ مَنْ
يُمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ اللَّهُ فَلَانَا وَلَمْ يُعَاقِبْهُ
وَجَلَسَ (متفق عليه) 5-2156

تم اس طرح کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر بنائی ہے سو جو وہ
چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس لیے کہ لو یعنی اگر مگر کلمہ شیطان
کے عمل کو مدد دیتا ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کیا۔ جب رسول محترم
صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو واپسی پر وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا۔ تو
صحابہ کرام کو خاردار درختوں کی وادی میں قیلولہ کرنا پڑا۔
رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پڑاؤ کیا اور صحابہ کرام سائے کی
تلاش میں علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک
کانٹے دار درخت کے نیچے پڑاؤ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
کے ساتھ تلوار لٹکائی اور سو گئے۔ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمیں آواز دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بدو تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: اس نے مجھ پر میری تلوار سونت لی اور جبکہ میں
سویا ہوا تھا اچانک میں بیدار ہوا تو میری تلوار اس کے

ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا: تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے تین دفعہ کہا: اللہ! اللہ! اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سزا دی
اور بیٹھ گئے۔ (بخاری و مسلم)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: گویا کہ میں رسول معظم
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء میں سے ایک
نبی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اس کی قوم نے اسے مار
مار کر خون آلود کر دیا۔ وہ پیغمبر اپنے چہرے سے خون صاف
کرتے ہوئے تھے دعا کر رہے تھے۔ اے اللہ! میری قوم کو
معاف فرما یقیناً یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَنِي أَنْظُرُ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ
ضَرَبَتْهُ قَوْمُهُ فَأَذْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ
وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا
يَعْلَمُونَ (متفق عليه) 6-2157

خلاصہ باب

حقیقی توکل کرنے کی بنا پر ستر ہزار مسلمان بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ ۲۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام انبیاء کی
زیادہ ہوگی۔ ۳۔ مومن کامیابی پر شکر اور تکلیف کے وقت صبر کرتا ہے۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت خیر طلب کرنا چاہیے۔

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

ریا کاری اور شہرت سے بچنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تو تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے۔ میں شرکاء کے شرک سے پاک ہوں۔ جو شخص بھی کوئی شرکیہ عمل کرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو مسترد کر دیتا ہوں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میں اس سے بری ہوں اور اس نے جو عمل جس کے لیے کیا وہ اسی کے لیے ہے۔ (مسلم)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص شہرت کے لیے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اسے ذلیل کر دے گا اور جو ریا کاری

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صَوْرَتِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ (رواه مسلم) 1-2158

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشُّرْكِ، مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِيَ غَيْرِي، تَرَكْتُهُ وَشُرْكَهُ

وَفِي رِوَايَةٍ فَإِنَّا مِنْهُ بَرِيٌّ هُوَ لِلَّذِي عَمِلَهُ (رواه مسلم) 2-2159

وَعَنْ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَمِعَ سَمْعَ اللَّهِ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ (متفق عليه) 3-2160

کے لیے عمل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو ویسی ہی جزا دے گا۔ (بخاری مسلم)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا کام کرنے والے آدمی کے بارے میں بتائیں۔ جس کی لوگ اچھے کام کی وجہ سے اس کی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے۔ کہ لوگ اس اچھے کام کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (لوگ جس کے عمل کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں) یہ مومن کے لیے خوشخبری ہے۔، (مسلم)

تیسری فصل

حضرت ابو تمیمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں صفوان اور اس کے

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ. وَفِي رِوَايَةٍ يُحِبُّهُ النَّاسُ عَلَيْهِ.

قَالَ بَلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ (رواه مسلم) 4-2161

الفصل الثالث

عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ شَهِدْتُ

صَفْوَانٌ وَأَصْحَابُهُ وَجُنْدٌ يُؤْصِيهِمْ
فَقَالُوا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ
سَمِعَ سَمِعَ اللَّهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ
اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوا أَوْصِنَا فَقَالَ إِنْ
أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ فَمَنْ اسْتَطَاعَ
أَنْ لَا يَأْكُلَ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ
لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْءُ كَفٍّ مِنْ دَمٍ
إِهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ (رواه البخاری) 5-2162

ساتھیوں کے پاس تھا۔ اور جناب ﷺ انہیں وصیت کر رہے
تھے۔ انہوں نے حضرت جناب ﷺ سے پوچھا: کیا تم نے
رسول مکرم ﷺ سے کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے
جواب دیا: میں نے رسول محترم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا
کہ جو آدمی اپنی شہرت کراتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن
(اسے ذلیل کر کے) اس کی شہرت کرائے گا۔ اور جو مشقت
میں ڈالتا ہے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس پر مشقت مسلط
کرے گا۔ صفوان ﷺ اور اسکے ساتھیوں نے حضرت جناب
ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ ہمیں وصیت کریں۔

انہوں نے کہا: انسان کے اعضاء میں سے سب سے پہلے اس کا پیٹ خراب ہوگا۔ تو جو شخص حلال کھانے کی طاقت رکھتا ہے
وہ حلال ہی کھائے۔ اور جس شخص میں استطاعت ہے کہ اس کے درمیان اور جنت کے درمیان ہتھیلی کے بقدر نا جائز خون
گرایا جائے نہ ہو تو اسے یہ کام کرنا چاہیے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

صحابہ کرامؓ کے زمانے میں نوجوان نسل یہ خواہش رکھتی تھی کہ ان کے بزرگ انہیں نصیحت فرمایا کریں۔ نوجوان بڑے شوق
سے رسول محترم ﷺ کے حسن و جمال اور آپ ﷺ کے ارشادات اور عادات کے بارے میں پوچھتے تو صحابہ کرامؓ
بڑی تفصیل کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے ارشادات عادات اور حسن و جمال کا تذکرہ کرتے۔ ایسے ہی موقع پر حضرت جناب
ﷺ نے وصیت کی کہ ایک وقت آئے گا جب لوگ حرام و حلال کی تمیز نہیں کریں گے اور ایک دوسرے پر ظلم کریں گے نیز
جناب جناب جناب ﷺ وصیت فرما رہے ہیں کہ جو جنت کا خواہش مند ہے اسے ظلم اور حرام سے بچنا چاہیے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ اللہ تعالیٰ مال اور چہروں کو دیکھنے کی بجائے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔
- ۲۔ نمود و نمائش کرنے والا قیامت کے دن ذلیل و خوار ہوگا۔
- ۳۔ اللہ تعالیٰ مشرک اور مشرک کے تمام اعمال سے بے پروا ہے۔
- ۴۔ خواہش نہ ہونے کے باوجود آدمی کی تعریف ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔
- ۵۔ دوسرے کو تکلیف دینے والے کو اللہ تعالیٰ آخرت کے دن تکلیف میں مبتلا کرے گا۔

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ

گریہ وزاری کرنا اور اللہ کے عذاب سے ڈرنا

انسان کی اصلاح اور درنگی کے لیے دنیا و جہان کے قانون ضابطے بنالیے جائیں اور درجنوں افراد اس کی نگرانی پر مامور کر دیے جائیں تو اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ تاوقتیکہ اس کی سوچ کے زاویے تبدیل نہ ہوں اور اس کے ضمیر میں ایسا احساس نہ پیدا کیا جائے جس سے اس میں خود احتسابی اور ہر وقت اپنی نگرانی کا شعور پیدا ہو۔ اس کے لیے عقیدہ توحید اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی ذات اور احکام کا احترام ہونا ضروری ہے۔ اسی اعتقاد کی بنیاد پر انبیاء کی جدوجہد سے ایک نیا انسان تیار ہو جایا کرتا تھا۔ اس احساس کو مؤثر اور گہرا کرنے کے لیے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی ذات کے بارے میں بھی کچھ معلوم نہیں کہ میرے ساتھ رب ذوالجلال کیا معاملہ فرمائیں گے۔

اور اس کے لیے قرآن حکیم بار بار رب ذوالجلال کا خوف آخرت کی فکر اور جہنم کی ہولناکیوں کا احساس دلاتا ہے تاکہ خود احتسابی اور خشیت الہی کی وجہ سے انسان صرف ظاہری طور پر ہی تبدیل نہ ہو بلکہ اس میں حقیقی اور بنیادی تبدیلی پیدا ہو جائے جس سے دنیا میں امن و امان اطمینان اور آخرت میں سرخروئی نصیب ہوگی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے: جو میں جانتا ہوں اگر تم جان جاؤ تو تم زار و قطار آنسو بہاؤ اور ہنسنے سے پرہیز کرو۔ (بخاری)

حضرت ام العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔ کہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے آگ ظاہر کی گئی۔ میں نے اس میں بنی اسرائیل کی عورت کو دیکھا۔ جسے اس کی بلی کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا۔ اس نے بلی کو باندھے رکھا۔ نہ اسے کچھ کھانے کے لیے دیا اور نہ ہی اسے آزاد کیا کہ وہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا. (رواه

البخاری) 1-2163

وَعَنْ أُمِّ الْعَلَاءِ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ لَا أَدْرِي، وَاللَّهِ لَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ. (رواه البخاری) 2-2164

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَأَيْتُ فِيهَا امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ تُعَذِّبُ فِي هِرَّةٍ لَهَا رَبَطُهَا فَلَمْ تُطْعَمْهَا وَلَمْ تَدْعُهَا تَأْكُلْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا، وَرَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ

عَامِرٍ ۖ الْخُزَاعِيُّ يَجْرُ قُضْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ
أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السُّوَابِ. (رواه مسلم) 3-2165
زمین کے حشرات کھا لیتی۔ یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی
اور میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو جہنم میں اپنی آنتوں کو

گھسیٹتے ہوئے دیکھا۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کا رواج ڈالا (مسلم)

فہم الحدیث

یہ تجارت کی غرض سے ایران گیا وہاں اس نے لوگوں کو عبادت کرتے وقت بتوں کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا۔ اسے یہ طریقہ پسند آیا اور وہاں سے ایک بت اپنے ساتھ لایا جس سے عرب میں بت پرستی کا رواج پڑا۔ بتوں کے نام پر سائبہ یعنی سانڈ کو آزاد چھوڑنے کی بھی رسم سب سے پہلے اسی نے ایجاد کی جس کو سائبہ کہا جاتا ہے۔

وَعَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ ۖ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَرِغًا يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَيَلُّ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرِّ قَدْ اقْتَرَبَ، فُتِّحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمٍ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ مِثْلُ هَذِهِ وَخَلَقَ بِأَصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَيْنَبُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! أَفَنُهَلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبْثُ (متفق عليه). 4-2166

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دن رسول محترم ﷺ گھبراہٹ کی حالت میں ان کے ہاں تشریف لائے۔ اور فرمانے لگے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں محربوں کے لیے ایک بہت بڑا ہلاکت خیز فتنہ بالکل قریب آ گیا ہے! یا جوج و ما جوج کی دیوار میں اس قدر سوراخ ہو گیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے وضاحت کے لیے اپنے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم ہلاک کر دیے جائیں گے؟

جبکہ ہم میں نیک لوگ موجود ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! جب خباثتیں زیادہ ہو جائیں گی (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي عَامِرٍ أَوْ أَبِي مَالِكٍ ۖ الْأَشْعَرِيُّ ۖ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْخَزْوَ وَالْحَرِيرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَاذَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عِلْمٍ يَرُوحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيهِمْ رَجُلٌ لِحَاجَةٍ فَيَقُولُونَ ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيَبْئِثُهُمُ اللَّهُ وَيَضَعُ الْعِلْمَ وَيَمْسَخُ أَحْلِيْنَ قَرْدَةً وَخَنَازِيرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (رواه البخاری). 5-2167

حضرت ابو عامر۔ یا حضرت ابو مالک۔ اشعریؒ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ میری امت میں سے ایسے لوگ ہوں گے جو خنزیر (ریشم اور اون کا بنا ہوا کپڑا) حریر، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو جائز سمجھیں گے۔ اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے دامن میں اتریں گے۔ ان کے مویشی شام کے قریب پیٹ بھرے واپس آئیں گے۔ ان کے پاس کوئی حاجت مند آئے گا۔ وہ کہیں گے: کل ہمارے پاس آنا۔ لیکن اللہ تعالیٰ انہیں رات کو ہی ہلاک کر دے گا۔ اس وقت علم اٹھالیا جائے گا۔ اور کچھ کی شکلیں مسخ کر کے قیامت تک کے لیے

انہیں بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ (بخاری)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرتے ہیں تو وہ ہر کسی کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر شخص اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ تم کچھ ایسے اعمال کرتے ہوتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے بھی زیادہ معمولی ہیں جبکہ ہم رسول محترم ﷺ کے زمانے میں انہیں تباہ کرنے والے سمجھتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ میرے والد نے آپ کے والد ابو موسیٰ سے کیا کہا تھا؟ ابو بردہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ کہ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میرے والد نے تمہارے والد کو کہا تھا: اے ابو موسیٰ! کیا تجھے یہ پسند ہے کہ رسول معظم ﷺ کے ساتھ ہمارا اسلام لانا، ہمارا ہجرت کرنا، ہمارا جہاد کرنا اور ہمارے تمام کام ہمارے لیے ثابت و قائم رہیں۔ لیکن وہ تمام اعمال جو ہم نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کئے ہم ان سے برابر برابر بھی چھوٹ جائیں (تو یہ ہمارے لیے کافی ہوگا)۔ لیکن آپ کے والد نے میرے والد سے کہا۔ اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہے۔ ہم نے رسول محترم ﷺ کی وفات کے بعد جہاد کیا نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور بہت سے نیک کام کئے اور ہماری وجہ سے بہت

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ. (متفق علیہ) 6-2168

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ. (رواه مسلم) 7-2169

الفصل الثالث

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ، إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدْقُ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ، كُنَّا نَعْلَمُهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْمُؤَبَّاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ. (رواه البخاری) 8-2170

وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَذَرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ: قَالَ قُلْتُ: لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسْرُكُ أَنْ إِسْلَامَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهَجَرْتَنَا مَعَهُ وَجَهَادَنَا مَعَهُ وَعَمَلْنَا كُلَّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَأَنْ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجُونَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ؟ فَقَالَ أَبُوكَ لَا بَشَى لَا وَاللَّهِ، قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَلَيْنَا وَصُمْنَا وَعَمَلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَأَنَا لَنَرْجُوا ذَلِكَ قَالَ أَبِي وَلَكِنْ أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوِدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنْ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ

نَجُونَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ سَعْدُ بْنُ ابْنِ سَعْدٍ (رواه البخاری) سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ بلاشبہ ہم ان (اعمال کے ثواب) کی امید رکھتے ہیں۔ میرے والد حضرت عمرؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے: مجھے تو

9-2171

پسند ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ والے عمل ہمارے لیے برقرار رہیں۔ اور جو عمل ہم نے آپ ﷺ کی وفات کے بعد کئے ہیں ہم ان سے برابر برابر چھوٹ جائیں تو یہ ہماری نجات کے لیے کافی ہے۔ ابو بردہؓ کہتے ہیں اللہ کی قسم! بے شک آپ کے والد میرے والد سے بہتر تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایمان امید اور خوف کے درمیان رہتا ہے۔ انسان کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ کا خوف بڑھ جاتا ہے تو ڈر کے مارے اپنی نیکیوں کو حقیر جانتے ہوئے توبہ استغفار کرتا ہے۔ اور جب رب کریم کی رحمت و کریمی کے واقعات پڑھتا ہے تو بخشش اور انعامات کی امید لگا لیتا ہے۔ اس حدیث میں حضرت عمرؓ کا خیال اللہ کے خوف کی طرف ہے اور حضرت ابو موسیٰؓ کا خیال اللہ کی رحمت کی طرف ہے

خلاصہ باب

- ۱۔ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا علم ہو جائے تو وہ ہنسنے کی بجائے زیادہ رویا کریں۔
- ۲۔ کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ قیامت کے دن اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔
- ۳۔ جس شخص نے کسی برے کام کا آغاز کیا قیامت تک وہ اس میں حصہ دار رہے گا۔
- ۴۔ قیامت کے قریب نیکی کی بجائے برائی زیادہ ہو جائے گی۔
- ۵۔ اللہ تعالیٰ کا عذاب برے لوگوں کے ساتھ نیکیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ تاہم قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔
- ۶۔ حکومتی عہدہ بہت بڑی ذمہ داری کی چیز ہے۔
- ۷۔ اپنے عمل پر غور نہیں کرنا چاہیے۔



بَابُ تَغْيِيرِ النَّاسِ

لوگوں میں تبدیلیوں کا رونما ہونا

انسان عقل و شعور کا مالک ہونے کے باوجود ہمیشہ ماحول سے متاثر ہوتا رہا ہے۔ خاص کر جس چیز کو لوگوں کی اکثریت اپنالے تو دیکھنے والا سوچے سمجھے بغیر اس رواج اور فیشن کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں کوئی ضابطہ اور نصیحت انسان پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ بھیڑ چال اختیار کرتے ہوئے اس برائی کے پیچھے دوڑتا چلا جاتا ہے۔ اس روش سے بچنے کے لیے آپ ﷺ نے پہلی امتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میری امت کی بڑی تعداد بھی یہ رویہ اختیار کرے گی کہ وہ کسی نقصان کی پروا کیے بغیر پہلی قوموں کے قدم بقدم چلنے پر فخر محسوس کریں گے۔ جس سے وہ انہی مسائل اور مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے جن مسائل میں پہلی قومیں مبتلا ہوئی تھیں۔ ایسی صورت میں دنیا میں پریشانیاں ہوں گی اور آخرت میں ذلت اٹھانا پڑے گی۔ یہ انداز فکر اسی وقت ہی آدمی اختیار کرتا ہے جب اس میں احساس ذمہ داری کا فقدان اور انجام کار کا احساس ختم ہو جائے وہ بظاہر اچھا بھلا انسان نظر آتا ہے لیکن حقیقتاً اس میں انسانیت کا جو ہر ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ اس سطحی انداز فکر اور مقلدانہ سوچ کو آپ ﷺ نے اونٹوں کی مثال سے اس بات کو واضح فرمایا کہ اونٹ تو بے شمار ہوتے ہیں لیکن بار برداری اور سواری کے قابل بہت کم ہوتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک لوگ ایسے سواؤنٹوں کی مانند ہیں۔ کہ جن میں مشکل سے کوئی ہی سواری کے قابل ہوتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنَّمَا النَّاسُ كَالْإِبِلِ الْمَائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً (متفق عليه) 1-2172

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا۔ یقیناً تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے پر بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ کی طرح ان کے ساتھ برابر چلو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ ”گوفہ“ کی بل میں داخل ہوئے ہوں تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا وہ یہود

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شَبْرًا بِشَبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ قَالَ فَمَنْ (متفق عليه) 2-2173

و نصاریٰ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ان کے علاوہ اور کون ہو سکتے ہیں؟ (بخاری، مسلم)

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے فرمایا۔ نیک لوگ یکے بعد دیگرے فوت ہوتے

وَعَنْ مِرْدَاسِ الْأَسْلَمِيِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ، الْأَوَّلُ

فَالْأَوَّلُ وَتَبْقَى حُفَالَةٌ ، كَحُفَالَةِ الشَّعِيرِ
 أَوِ التَّمْرِ ، لَا يِيَّالِيهِمُ اللَّهُ بَالَةً
 (رواة البخاری) 3-2174
 جائیں گے۔ اور بے کار لوگ باقی رہ جائیں گے۔ جس طرح
 جو کا بھوسہ یا ردی کھجور باقی رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی
 کچھ پرواہ نہیں ہوگی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ آدمی تو بے شمار ہیں کام کے آدمی بہت کم ہوتے ہیں۔
- ۲۔ امت محمدیہ ﷺ میں بھی کئی لوگ یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلنے لگیں گے۔
- ۳۔ قرب قیامت نیک لوگ یکے بعد دیگرے فوت ہوں گے اور بے عمل لوگ باقی رہ جائیں گے۔
- ۴۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور ناراضی کی پرواہ نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کی پرواہ نہیں کرتے۔



بَابُ الْإِنذَارِ وَالْتَحْذِيرِ

ڈرانا اور نصیحت کرنا

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

”ہم نے آپ کو حق کی گواہی دینے، خوشخبری اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں اپنے رسول کے فرائض کا اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ آپ ﷺ حق پر قائم اور اس کی شہادت دینے والے اور لوگوں کو ان کے اچھے کردار کے نتیجے میں خوشیوں اور کامیابیوں کی بشارت دینے والے اور برے اعمال کے برے انجام سے ڈرانے اور انتباہ کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ایک داعی کی دعوت کے دو ہی نتائج ہو سکتے ہیں۔ پہلا مقصد لوگوں کے لیے کامیاب راستے کی نشاندہی کرنا اور اس پر چلنے والوں کو روشن مستقبل کی خوشخبری دینا۔ نہ ماننے والوں کو انکار کے خطرات اور مضمرات سے آگاہ کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تلقین کرنا ہے۔ جس دعوت کا آپ نے فاران کی چوٹیوں سے آغاز کیا تھا۔ اس کو اس قدر جان سوزی، مسلسل جدوجہد اور اخلاص کے ساتھ آگے بڑھایا کہ ٹھیک 23 سال کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر لوگ بیک زباں پکاراٹھے۔ اے رسولِ محترم ﷺ! آپ نے بشیر اور نذیر ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ تصدیق و تائید کے الفاظ سنتے ہی آپ نے فرمایا۔ میرے بعد اس فرض کو ادا کرنا امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہوگی۔ کیونکہ امت کی کامیابی کا راز اسی بات میں مضمر ہے کہ وہ فریضہ تبلیغ کی انجام دہی کے لیے سرگرم عمل رہے۔ اس فرض سے کوتاہی کرنا جرائم کے ساتھ سمجھوتہ کرنے کے مترادف ہے یہ کردار کسی بھی تحریک اور قوم کے لیے تباہی کا پیغام ہوا کرتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک روز نبی محترم ﷺ نے خطبہ میں فرمایا، خبردار! میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ جن باتوں کو تم نہیں جانتے۔ میں ان کی تمہیں تعلیم دوں۔ جن کا مجھے آج اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر وہ مال جو میں بندے کو دیتا ہوں حلال ہے اور میں نے اپنے تمام بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا ہے۔ یقیناً ان کے پاس شیطان آتے ہیں اور انہیں ان کے دین سے پھرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ ان پر ایسے جانوروں کو حرام کر دیتے ہیں جن کو میں نے ان کے لیے حلال قرار دیا ہے۔ اور وہ انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارِ بْنِ الْمُجَاشِعِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَةٍ أَلَّا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي خُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ اتَّهَمُوا الشَّيَاطِينَ فَأَجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَمْتُ عَلَيْهِمْ مَا أَحَلَلْتُ لَهُمْ أَمَرْتُهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَإِنَّ اللَّهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَمَقْتَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لَا بَعْلِيكَ وَابْتَلِي بِكَ وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ

كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَأُ هُ نَائِمًا وَيَقْظَانِ
وَأَنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُخْرِقَ قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ
إِذَا يَفْلُغُوا رَأْسِي فَيَدْغُوهُ خُبْرَةً قَالَ
اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا أَخْرَجُوكَ اغْزُهُمْ نَغْرَكَ
وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَأَبْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثُ
خَمْسَةَ مِثْلَهُ وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ
عَصَاكَ. (رواه مسلم) 1-2175

متعلق میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی اور فرمایا بے شک
اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو دیکھا۔ تو ان کے عرب و عجم سبھی کو
پسند نہیں فرمایا سوائے اہل کتاب کے باقی لوگوں کے اور اللہ
تعالیٰ نے فرمایا میں نے آپ ﷺ کو پیغمبر بنایا تاکہ تمہاری
آزمائش کروں۔ اور تمہارے کے ساتھ قوم کی آزمائش کروں
اور تم پر کتاب کو نازل کیا جسے پانی ختم نہیں کر سکے گا، تم
سوئے جاگتے اس کی تلاوت کرتے رہو گے آپ ﷺ

نے فرمایا اور اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں قریش میں سے کافروں کو جلا دوں۔ عرض کیا اس وقت تو یہ لوگ میرا سر کچل دیں گے
اسے روٹی کی طرح بنادیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم ان کو نکال دو جس طرح انہوں نے تمہیں نکالا تھا۔ اور تم ان سے جہاد کرو
ہم تمہیں لڑنے کے اسباب مہیا کر دیں گے۔ خرچ کرو ہم تمہیں کو اس کا بدل دیں گے۔ لشکر بھیجو ہم پانچ گنا لشکر بھیجیں گے اور
اپنے پیروکاروں کو لے کر ان لوگوں سے لڑائی کرو جنہوں نے تمہاری نافرمانی کی۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ
وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ صَعِدَ النَّبِيُّ
ﷺ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي
عَدَى لِبَطْنِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَقَالَ
أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ
تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّ
بُنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ
يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبًا لَكَ
مَسِيرَ الْيَوْمِ إِلَهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي
لَهَبٍ وَتَبَّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ نَادِي يَا
بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ إِنَّمَا مَنَلْنِي وَمَنَلَكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ
رَأَى الْعَدُوَّ يَرْبَأُ أَهْلَهُ أَنْ يَسْبِقُوهُ فَجَعَلَ يَهَيِّفُ
يَا صَبَاحَاهُ. 2-2176

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ جب یہ
آیت نازل ہوئی ”اور آپ ﷺ اپنے قریبی رشتہ داروں کو
ڈراؤ۔“ تو نبی محترم صفا پہاڑی پر چڑھے۔ آپ ﷺ
پکارنے لگے۔ اے بنو فہر! اے بنو عدی! قریش کے قبائل کو
بلایا جب وہ جمع ہو گئے آپ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے۔
اگر میں تم سے کہوں کہ اس وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ کرنے
والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے ہاں میں
جواب دیا ہم نے آپ ﷺ کے متعلق سچائی کا ہی تجربہ کیا
ہے نبی محترم ﷺ نے فرمایا میں تمہیں آنے والے شدید
عذاب سے ڈارتا ہوں۔ یہ سن کر ابو لہب نے کہا آج کے
دن تیری تباہی ہو گیا تو نے ہمیں اس لیے اکٹھا کیا تھا۔
چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ”ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ
جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔“ (مسلم و بخاری)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پکارا اے بنو عبد مناف! میری اور تمہاری مثال اس شخص کی طرح ہے۔ جس نے دشمن کو
دیکھا تو وہ بھاگا تاکہ وہ اپنی قوم کی حفاظت کرے۔ لیکن وہ ڈر گیا کہ اس کا دشمن اس سے قبل ہی اس کی قوم تک نہ پہنچ جائے
۔ چنانچہ اس نے وہیں سے چلنا شروع کر دیا ہائے مارے گئے!

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَانْزِلُوا عَشِيرَتَكِ الْأَقْرَبِينَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَأَحْبَتَمُوا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي مُرَّةِ بْنِ كَعْبِ اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي هَاشِمٍ اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اتَّقُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اتَّقِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَابِلَهَا بِلَالُهَا (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي الْمُتَّفِقِ عَلَيْهِ) قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِّينِي مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. 3-2177

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی ”اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دعوت دی وہ جمع ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خاص و عام سبھی کو دعوت دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو کعب بن لؤی! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اے بنو مرہ بن کعب! تم اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ اے بنو عبد شمس! تم خود کو دوزخ سے بچاؤ۔ (اے بنی عبد مناف بنی ہاشم بنی عبد المطلب) تم خود کو اپنے آپ کو دوزخ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ! تو اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا۔ میں تمہارے لیے اللہ کے ہاں کسی چیز کا مالک نہیں۔ اگرچہ تمہارے ساتھ قرابت داری ہے۔ اس رشتہ داری کا احترام رہے گا۔ (مسلم) اور بخاری اور مسلم میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے گروہ قریش! تم اپنے آپ کو آزاد کر لو میں تم سے اللہ کے عذاب سے کچھ دور نہیں کر سکتا اے بنی عبد مناف! میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اے عباس بن عبد المطلب! میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا اے رسول کی پھوپھی صفیہ! میں تم سے اللہ کے عذاب سے کچھ دور نہیں کر سکتا۔ اے فاطمہ بنت محمد! تو مجھ سے جس قدر چاہے مال کا سوال کرو لیکن میں اللہ کے ہاں تیرے کچھ کام نہیں آؤں گا۔

فہم الحدیث

اسلام نے آدمی کے عقیدہ اور کردار پر زور دیا ہے۔ اگر عقیدہ میں جھول ہے تو اس کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کوئی بھی نیک آدمی قیامت کے دن اس کی سفارش کی جرأت کر سکے۔ البتہ ایسے آدمی کے بارے میں سفارش قبول ہوگی جو نیک اعمال کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن بشری کمزوری کی بنا پر کچھ گناہ سرزد ہو گئے۔

خلاصہ باب

۱۔ خطبہ میں لوگوں کو مؤثر انداز میں نصیحت کرنی چاہیے۔ ۲۔ تبلیغ کی ابتدا اپنی ذات اور قرب و جوار کے لوگوں سے ہونی چاہیے۔ ۳۔ شرک کے لیے اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ ۴۔ مذہبی اختلاف کے باوجود حتی المقدور رشتہ داریوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

کتاب الفتن فتنوں کا وقوع ہونا

اس دنیا کو امتحان اور آزمائش گاہ بنایا گیا ہے۔ مال اولاد و صحت اقتدار اور اختیار یہ سب اس امتحان گاہ کی آزمائشیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دوسرے انسانوں پر یہ بات عیاں کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو جس جہان رنگ و بو میں تم رہ رہے ہو اسی میں میرے بندے زندگی بسر کرتے ہوئے اور وہ ان آزمائشوں میں پورا اتر کر اس امتحان گاہ میں سرخرو ہو رہے ہیں انسانی زندگی کے قافلے آزمائش کے پل سے گزرتے ہوئے زندگی کی شاہراہ پر رواں دواں رہتے ہیں لیکن بالآخر ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جس کو قرآن مجید نے یوم الدین قیامت اور کئی ناموں سے متعارف کروایا ہے اس دن کی ابتدا ہی بڑی ہولناک ہوگی جس سے اس زمانے کے لوگوں کو واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ اب دنیا کی بساط بس لپٹنے والی ہے۔ نبی آخر الزماں ﷺ نے انسانوں بالخصوص مسلمانوں کو ان فتنوں سے آگاہ کیا اور ان سے محفوظ رہنے کا طریقہ بتلایا تا کہ اہل ایمان اس مشکل دور میں ایمان کی دولت کو سلامت رکھ کر دنیا میں سرخرو ہوں اور آخرت میں کامیابی پائیگی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ حَدِيثِهِ ﷺ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَقَامًا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظُهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ قَدْ عَلِمَهُ أَصْحَابِي هَؤُلَاءِ وَإِنَّهُ لَيَكُونُ مِنْهُ الشَّيْءُ قَدْ نَسِيَهُ فَأَرَاهُ فَأَذْكُرُهُ كَمَا يَذْكُرُ الرَّجُلُ وَجْهَ الرَّجُلِ إِذَا غَابَ عَنْهُ ثُمَّ إِذَا رَأَاهُ عَرَفَهُ (متفق عليه) 1-2178

حضرت حدیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ رسول محترم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے قیام کے دوران ہر قسم کے فتنے کا ذکر کیا۔ جو اس وقت سے لے کر قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے ہیں۔ جو یاد رکھ سکتا تھا اس نے یاد کر لیا۔ اور بھول جانے والے اسے بھول گئے۔ حضرت حدیفہ ﷺ فرماتے ہیں میرے فلاں فلاں ساتھی ان فتنوں کو جانتے ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے جب بھی کوئی فتنہ رونما ہوتا ہے جسے میں بھول چکا تھا تو اسے وقوع

پذیر ہوتے دیکھ کر مجھے یاد آ جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی شخص جب کسی ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جو اس سے غائب رہا ہو پھر دیکھتے ہی اسے پہچان لیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

قیامت کے نزدیک امانت دیانت اس طرح تیزی کے ساتھ اٹھ جائے گی کہ ایک شخص سوکراٹھے گا تو اس کے دل کی کیفیت بدل چکی ہوگی۔ اور امانت کا احساس پہلے کی نسبت کمزور ہو چکا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے مثال سے سمجھایا۔ کہ جیسے آبلے کا نشان ہوتا پھر وہ آہستہ آہستہ ختم ہوتا جاتا ہے ایسے ہی امانت دیانت کا احساس دلوں سے ختم ہو جائے گا۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
تُعْرَضُ الْفِتْنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ
غُودًا غُودًا فَإِذَا قَلَبَ أَشْرَبَهَا نَكِثَتْ فِيهِ نَكْثَةً
سَوْدَاءُ وَإِذَا قَلَبَ أَنْكَرَهَا نَكِثَتْ فِيهِ نَكْثَةً
بَيْضَاءُ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ أَبْيَضٍ مِثْلِ
الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ
وَالْأَرْضُ وَالْآخِرُ أَسْوَدُ مُرَبَّادًا كَالْكُوزِ
مُجْجِنًا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا إِلَّا
مَا أَشْرَبَ مِنْ هَوَاهُ (رواه مسلم) 2-2179

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول مکرم
ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ فتنے دلوں پر اس طرح اثر انداز
ہوں گے جس طرح چٹائی کا ایک ایک تنکا جوڑا جاتا ہے۔ جو
دل فتنہ قبول کرے گا تو اس پر سیاہ رنگ کا نکتہ لگا دیا جائے گا
اور جو دل فتنے کو قبول نہیں کرے گا اس پر سفید رنگ کا نکتہ لگا
دیا جائے گا۔ حتیٰ کہ دل دو قسموں میں تقسیم ہو جائیں گے
۔ ان دو دلوں میں سے سفید دل بالکل صاف ہوگا اور جب
تک آسمان و زمین موجود ہیں اسے کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچا
سکے گا۔ اور دوسرا مٹیالے رنگ جیسا سیاہ، اوندھے برتن کی
طرح ہو جائے گا۔ ایسا دل نہ اچھی بات کو اچھا اور نہ بری بات کو برا سمجھے گا۔ وہ دل ان چیزوں کو قبول کرے گا جو اس کی

خواہشات کے مطابق اس میں سما جائیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ﷺ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
حَدِيثَيْنِ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ
حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ
الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ
السُّنَنِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ
النُّومَةَ فَتَقْبِضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيُظِلُّ أَثَرُهَا
مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتَقْبِضُ فَيَبْقَى
أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرِ دَخَرَجْتَهُ عَلَى
رَجْلِكَ فَتَنْفِطُ فَتَرَاهُ مُتَبَرِّأً وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ
وَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ وَلَا يَكَاذُ أَحَدٌ يُوَدِّي
الْأَمَانَةَ فَيُقَالُ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا
وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْفَرَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ
وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ
(متفق عليه) 3-2180

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ہمیں رسول مکرم
ﷺ نے دو باتیں بتلائیں۔ ان میں سے ایک کو میں دیکھ چکا
ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ امانت
لوگوں کے دلوں میں سے نکل جائے گی۔ پھر انہوں نے
قرآن پاک اور سنت رسول کا علم حاصل کیا۔ اور آپ ﷺ
نے ہمیں امانت کے اٹھ جانے کے متعلق فرمایا۔ آپ ﷺ
نے فرمایا ایک شخص سوئے گا اور امانت اس کے دل سے اٹھ
جائے گی اور امانت کا نشان نکتہ کی مانند باقی رہ جائے گا۔ پھر
دوسری مرتبہ غافل ہوگا۔ تو امانت اٹھ جائے گی۔ اور اس کا
نشان آبلے کی مانند ہوگا۔ جیسا کہ تم آگ کے انگارے کو
اپنے پاؤں پر سے گزارو تو اس سے آبلہ نمودار ہو جائے۔
جیسے پھولا ہوا دیکھو لیکن اس میں اور کوئی مادہ نہ ہو۔ لوگوں کا یہ
حال ہوگا کہ جب وہ صبح کریں گے۔ تو آپس میں خرید و
فروخت کریں گے ان میں کوئی شخص بھی امانتوں کو ادا کرنے

والا نہیں ہوگا کہا جائے گا۔ بیشک فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے۔ وہ بہت عقل مند، سمجھ دار ہے۔ جبکہ اس کے دل میں

رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٌّ فَجَاءَنَا اللَّهُ بِهَذَا الْخَيْرِ فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ قَالَ نَعَمْ وَفِيهِ دَخَنٌ قُلْتُ وَمَا دَخْنُهُ قَالَ قَوْمٌ يَسْتَتُونَ بِغَيْرِ سُنَّةِي وَيَهْتَدُونَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاءُ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِالسِّنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَذَرَكَ قَالَ تَلَزِمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ بِلَكَ الْفِرْقِ كُلِّهَا وَلَوْ أَنْ تَعْصُ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ يَكُونُ بَعْدِي أُمَّةٌ لَا يَهْتَدُونَ بِهَدَايَ وَلَا يَسْتَتُونَ بِسُنَّتِي وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُفْمَانِ إِنْسٍ قَالَ حَذِيفَةُ قُلْتُ كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَفْرَكْتُ ذَلِكَ قَالَ تَسْمَعُ وَتُطِيعُ الْأَمِيرَ وَإِنْ ضَرَبَ ظَهْرُكَ وَأَخَذَ مَالَكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعَ 4-2181

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، لوگ رسول مکرم ﷺ سے بھلائی کے متعلق پوچھتے تھے۔ اور میں آپ ﷺ سے شر کے متعلق دریافت کرتا تھا۔ میں اس بات سے ڈرتا تھا کہیں فتنے مجھے اپنی لپیٹ میں نہ لے لیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک ہم قبل از اسلام جاہلیت اور برائی میں مبتلا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھلائی عطا کی تو کیا اس بھلائی کے بعد کوئی شر بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں نے پوچھا کیا اس برائی کے بعد بھی خیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! اس میں کدورت ہوگی۔ میں نے پوچھا کدورت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو میری سنت پر نہیں چلیں گے اور وہ میرے بتائے ہوئے طریقوں کے خلاف راہنمائی کریں گے۔ تم ان میں اچھی اور بری باتیں پاؤ گے۔ میں نے پوچھا کیا اس بھلائی کے بعد کوئی شر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو ان کی باتیں مانے گا وہ اسے جہنم میں پھینک دیں گے۔ اللہ کے رسول! ہمارے لیے ان کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ وہ بظاہر ہم میں سے ہوں گے، اور ہماری زبان میں گفتگو کریں گے۔ میں نے پوچھا، میں اس صورت حال سے دوچار ہو جاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امیر کے ساتھ مل کر رہنا۔ میں نے عرض کیا۔ اگر ان کی جماعت اور امیر نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر ان تمام گروہوں سے الگ ہو جانا اگرچہ تجھے درخت کی جڑ ہی چبانی

پڑے۔ یہاں تک کہ تجھے اسی حالت میں موت آ جائے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے بعد ایسے راہنما ہوں گے۔ جو میری ہدایت پر نہیں چلیں گے۔ اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے۔ اور ان میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو انسانی جسم کے مالک ہوں گے۔ لیکن ان کے دل شیطانوں کے دل کی مانند ہوں گے۔ حضرت حذیفہ ؓ نے بیان کیا۔ اے اللہ کے رسول! اگر میں اس دور کو پاؤں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔ اگرچہ تیری پشت پر کوڑا مارا جائے۔ اور تیرا مال چھین لیا جائے۔ تو سننا اور اطاعت کرنا۔

فہم الحدیث

اہل لغت نے دُخُن کا معنی دھواں۔ کدورت۔ کینہ اور فساد کیا ہے یہاں فساد سے مراد دین میں فساد برپا ہونا ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے خود وضاحت فرمائی ہے

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فَعِنَّا كَقِطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا يَبِيعُ دِينَهُ بَعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا (رواه مسلم) 5-2182

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا فتنوں سے قبل نیک اعمال میں جلدی کرو۔ فتنے تاریک رات کے لمحات کی مانند ہوں گے۔ ایک شخص صبح مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو جائے گا۔ اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر ہوگا۔ دنیا کے مفاد کے عوض اپنے دین کو فروخت کر دے گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَتَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَآئِئِ وَالْمَآئِئِ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَشَتَّرَفَهُ فَمَنْ وَجَدَ مَلَجًا أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ (متفق عليه) وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ تَكُونُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي فَمَنْ وَجَدَ مَلَجًا أَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ بِهِ. 6-2183

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ عنقریب فتنے رونما ہوں گے۔ ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا اس کام میں ملوث ہونے والے سے۔ جو بھی ان کی جانب متوجہ گا فتنے اسے کھینچ لیں گے۔ تو جو پناہ کی جگہ پائے یا کوئی پناہ دینے والا مل جائے تو اسے چاہیے وہ اس سے پناہ لے (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سونے والا بیدار سے اور بیدار کھڑا ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا اس میں دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ تو جو شخص پناہ کی جگہ پائے یا کوئی پناہ دینے والا مل جائے تو اسے چاہیے وہ پناہ کی جگہ پناہ طلب کرے۔

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

حضرت ابو بکر ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے

عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنٌ أَلَا تَكُونُ فِتْنٌ أَلَا
تُمْ تَكُونُ فِتْنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي
وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِي إِلَيْهَا أَلَا فَإِذَا
وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ وَمَنْ
كَانَ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ
أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَرَأَيْتَ مَنْ لَّمْ تَكُنْ لَهُ إِبِلٌ وَلَا غَنَمٌ وَلَا
أَرْضٌ قَالَ يَعْمِدُ إِلَى سَيْفِهِ فَيَذُقُ عَلَى حَدِّهِ
بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُو إِنْ اسْتَطَاعَ النِّجَاءَ اللَّهُمَّ هَلْ
بَلَغْتُ ثَلَاثًا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ
أُكْرِهْتُ حَتَّى يَنْطَلِقَ بِي إِلَى أَحَدِ الصَّفَيْنِ
فَضَرَبَنِي رَجُلٌ بِسَيْفِهِ أَوْ يَجِيءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلَنِي
قَالَ يَسُوءُ بِأَنِّمِهِ وَالْمِكْ وَيَكُونُ مِنْ
أَصْحَابِ النَّارِ (رواه مسلم) 7-2184

ارشاد فرمایا۔ بے شک عنقریب فتنے ظہور پذیر ہوں گے۔ خبر
دار! اس کے بعد ایک بڑا فتنہ ہوگا۔ اس میں بیٹھنے والا چلنے
والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ خبردار
! جب فتنے رونما ہوں تو جس کے پاس اونٹ ہوں تو وہ
اونٹوں کے پاس چلا جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ
اپنی بکریوں کے پاس چلا جائے۔ اور جس کی زمین ہو۔ وہ
اپنی زمین میں چلا جائے۔ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ
کے رسول! آپ ﷺ بتائیں جس شخص کے پاس اونٹ،
بکریاں اور زمین نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ اپنی تلوار
پتھر پر مار کر اس کی دھار کند کر دے۔ اس کو چاہیے اگر وہ فتنہ
سے بھاگنے کی طاقت رکھتا ہو تو بھاگ نکلے۔ پھر آپ ﷺ
نے فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے
یہ کلمہ تین مرتبہ دہرایا۔ ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے
رسول! آپ ﷺ مجھے بتائیں۔ اگر مجھے مجبور کر کے دو جھگڑا

کرنے والوں میں سے ایک کی صف کی طرف لے جایا جائے اور مجھے کوئی شخص اپنی تلوار سے تہ تیغ کر دے یا کوئی اچانک تیر آئے،
اور میرا خاتمہ کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ اپنے اور تیرے گناہ کے ساتھ لوٹے گا۔ اور اس کا شمار جہنمیوں میں ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم
ﷺ نے فرمایا۔ قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین مال اس کی
بکریاں ہوں گی۔ وہ ان کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور
بارش والی جگہوں پر چلا جائے گا۔ اپنے دین کی خاطر فتنوں
سے بھاگ جائے گا۔ (بخاری)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی معظم
ﷺ نے مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعے کی طرف
جھانکا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم ان چیزوں کو دیکھ رہے ہو
جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نفی میں جواب دیا۔
آپ ﷺ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ فتنے تمہارے گھروں

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَطَامِ
الْمَدِينَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى قَالُوا لَا قَالَ
فَإِنِّي لَا أَرَى الْفِتْنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَوَقْعِ
الْمَطَرِ (متفق عليه) 9-2186

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلَكَةُ أُمَّتِي عَلَى يَدَيِ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ (رواه البخاری) 10-2187

وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيُلْقَى الشُّحُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوا وَمَا الْهَرْجُ قَالَ أَلْقَتُلُ (متفق علیہ) 11-2188

نے فرمایا ہرج سے مراد قتل و غارت ہے۔ (بخاری و مسلم)
وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يُدْرَى الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُولُ فِيْمَ قُتِلَ فَقِيلَ كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ قَالَ الْهَرْجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ (رواه مسلم) 12-2189

سبب ہوگا۔ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہوں گے۔ (مسلم)
وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهَجْرَةِ الْيَتَامَى (رواه مسلم) 13-2190

وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَّوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحِجَابِ فَقَالَ اصْبِرُوا فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ أَشْرُ مِنْهُ حَتَّى تَلْقُوا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم (رواه البخاری) 14-2191

کے درمیان بارش کی طرح گر رہے ہیں۔ (بخاری، و مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند جوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عنقریب وقت آئے گا جب، علم ختم ہو جائے گا، فتنے ظہور پذیر ہوں گے، بخل واقع ہوگا اور ہرج بکثرت ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا۔ ہرج کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔ جب تک لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے کہ نہ قاتل کو علم ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا اور نہ ہی مقتول کو کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا۔ ایسا کیوں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہرج

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہرج یعنی فتنے میں عبادت کرنے کا اجر میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔ (مسلم)

حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہم نے حجاب کی طرف سے پہنچنے والے ظلم کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا تم صبر کرو بے شک تم پر جو وقت ہے اس کے بعد والا اس سے بھی بدتر ہوگا۔ یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کرو گے۔ میں نے یہ بات تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

قتل و غارت اور فتنوں کے دور میں جھگڑوں سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی سمع و اطاعت اور عبادت کرنا مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے مترادف اور اسکے ثواب کے برابر ہوگا۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں پہلا فتنہ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا سانحہ رونما ہوا تو اس وقت کوئی بدری صحابی موجود نہ تھا۔ اس کے بعد دوسرا فتنہ جنگ حرہ کا واقعہ پیش آیا۔ تو حدیبیہ یعنی بیعت رضوان کے شرکاء میں سے کوئی نہ تھا۔ بعد ازاں تیسرا فتنہ رونما ہوا۔ وہ اس حالت میں ختم ہوا کہ لوگوں میں قوت مدافعت باقی نہ رہی۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَغْنَى مَقْتَلُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَغْنَى الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَّةِ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَبِالنَّاسِ طَبَاخٌ (رواہ البخاری) 15-2192

خلاصہ باب

- ۱۔ بددیانت کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے۔
- ۲۔ فتنوں کے دور میں جماعت سے الگ رہنا جائز ہے۔
- ۳۔ بادلِ نحواستہ بھی نیک حکمران کی تابع داری کرنی چاہیے۔
- ۴۔ فتنوں کے دور میں بیٹھ رہنا بہتر ہے۔
- ۵۔ قیامت کے قریب بے انتہا قتل و غارت گری ہوگی۔



بَابُ الْمَلَا حِم

لڑائیوں کے متعلق پیش گوئیاں

قیامت کے قریب آپؐ نے وارد ہونے والی نشانیوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مختلف زمانوں میں یکے بعد دیگرے تیس جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے جو لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کریں گے اور کثرت سے زمین میں زلزلے آئیں گے اور کئی علاقے زمین میں دھنس جائیں گے۔ جس کی ابھی سے ماہرین اراضیات اور سائنسدان اس طرح تصدیق کر رہے ہیں کہ اگر زمین سے تیل، کوئلہ، گیس اور معدنیات اس تیزی کے ساتھ نکلتی رہیں تو نیچے سے کھوکھلی ہونے کی وجہ سے زمین کامیلوں پھیلا ہوا رقبہ دھنس جائے گا۔ اس باب میں قیامت کی جن نشانیوں کا ذکر کیا جا رہا ہے ان کے ظہور کے بعد قیامت ہر صورت برپا ہوگی اور دنیا کی بقا کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔ رسول معظم ﷺ نے ان نشانیوں کے نزول اور درمیانی مدت کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ یہ حقیقت تو اللہ کو معلوم ہے کہ ایک نشانی کے بعد دوسری نشانی کے درمیان کتنا وقفہ ہوگا اور قرب قیامت ان نشانیوں کا نزول کس درجہ پر رونما ہوگا۔ البتہ یہ اپنی جگہ پر حقیقت ہے کہ دجال کا ظہور اور عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے قریب تروقّت میں ہوگا۔ اور مسلمانوں کے دوسری قوموں کے ساتھ بڑے بڑے معرکے ہوں گے اور دنیا کی بدترین قوم یہودیوں کی سازشیں اس قدر بے نقاب اور یہودی اس طرح بے سہارا ہو جائیں گے کہ انہیں کوئی چیز پناہ دینے کے لیے تیار نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ کی قدرت سے درختوں کے تنے بھی اپنے پیچھے چھپنے والے یہودی کا نام پکارا نہیں گے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت سے قبل دو بڑی جماعتیں لڑیں گی۔ ان کے درمیان بہت بڑی لڑائی ہوگی۔ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔ یہاں تک کہ قریباً تیس دجال کذاب رونما ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ یہاں تک کہ علم ختم ہو جائے گا، کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے، امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ قریب آجائے گا۔ فتنے رونما ہوں گے۔ قتل و غارتگری میں اضافہ ہوگا مال و دولت کی فراوانی ہوگی مال دار پریشان ہوگا کہ کون اس سے صدقہ لے اور جب وہ کسی کو صدقہ دینے کی کوشش کرے گا۔ وہ کہے گا مجھے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلَ فِتْنَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعَاؤُهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتَّى يُسَعَتْ دَجَالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ وَحَتَّى يَقْبُضَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَيُظْهَرَ الْفِتْنُ وَيَكْثُرَ الْهَرَجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمْ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتَّى يَهْمَ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتَّى يَغْرِضَهُ فَيَقُولَ الَّذِي يَغْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ

وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِي
مَكَانَهُ وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا
طَلَعَتْ وَرَأَاهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذَلِكَ
حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ
أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ
وَقَدْ نَشَرَ الرُّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتْبَاعِيَانِهِ
وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ انْصَرَفَ
الرَّجُلُ بَلْبَنٍ لِقَحْبِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ
وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ
السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أَكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا
(متفق عليه) 1-2193

اس کی ضرورت نہیں اور لوگ عمارتیں بنانے میں فخر کریں
گے۔ یہاں تک کہ کوئی کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے
گزرے گا تو کہے گا۔ آہ کاش! میں اس کی جگہ ہوتا پھر سورج
مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ جب سورج مغرب کی
طرف سے طلوع ہوگا اور سب اسے دیکھ لیں گے تو وہ تمام
ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اس وقت کسی شخص کو اس
کا ایمان اور نیک عمل فائدہ نہیں دے گا ماسوائے ان کے جو
اس سے قبل ایمان نہیں لایا تھا۔ اور قیامت اس قدر تیزی
کے ساتھ قائم ہوگی کہ دو آدمیوں نے اپنے درمیان کپڑا
پھیلا رکھا ہوگا سودا ہونے اور کپڑا الپٹنے سے قبل ہی قیامت
قائم ہو جائے گی۔ اور اس حالت میں کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا

دودھ دودھ رہا ہوگا دودھ پینے سے قبل ہی قیامت قائم ہو جائے گی۔ ایک شخص اپنے حوض کو ٹھیک کر وارہا ہوگا۔ پانی پلانے سے
پہلے ہی قیامت قائم ہو جائے گی۔ کسی شخص نے لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھایا ہوگا۔ ابھی اس کو کھانے کی نوبت نہ آئی ہوگی کہ
قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ
وَحَتَّى تُقَاتِلُوا التُّرِكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ
حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأَنْوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهُهُمْ
الْمَجَانُ الْمَطْرَقَةُ (متفق عليه) 2-2194

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک
تم ان لوگوں سے نہ لڑو گے جن کے جوتے بالوں والے
ہوں گے۔ اور یہاں تک کہ ایسے ترکوں سے جنگ کرو گے۔
جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور چہرے سرخ ہوں گے۔

اور ناک چپٹے ہوں گے۔ گویا ان کے چہرے ایسی ڈھالوں کے مانند ہوں گے۔ جو ایک دوسرے کے اوپر رکھی گئی ہوں۔
(بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا خُرُزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ
حُمْرَ الْوُجُوهِ فُطْسَ الْأَنْوْفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ
وُجُوْهُهُمْ الْمَجَانُ الْمَطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ (رواہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا
قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ”خوز“ اور
”کرمان“ کے عجی باشندوں سے قتال نہ کرو۔ ان کے چہرے
سرخ، ناک چپٹے، آنکھیں چھوٹی اور ان کے چہرے ایسی ڈھالو

البخاری) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبٍ
عَرَّاضَ الْوُجُوهِ 3-2195
کی طرح ہوں گے۔ جو ایک دوسرے کے اوپر رکھی گئی ہوں۔
اور ان کے جوتے بالوں والے ہوں گے۔ (بخاری) اور

بخاری کی ایک روایت میں عمرو بن تغلب سے مروی ہے۔ ان کے چہرے چوڑے ہوں گے۔
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ
فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ
مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ
وَالشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ
خَلْفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ
الْيَهُودِ (رواه مسلم) 4-2196
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک
مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کریں۔ مسلمان ان کو قتل کریں
گے۔ یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپے گا تو
وہ پتھر اور درخت کہے گا اے مسلمان! اللہ کے بندے! یہ
یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ تو آگے بڑھ کر اسے قتل
کر دے لیکن غرقہ درخت ایسا نہیں کہے گا۔ کیونکہ وہ یہودیوں
کا درخت ہے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

قیامت کے قریب مسلمانوں اور یہودیوں کے مابین ہونے والی لڑائی میں پتھروں اور درختوں کا یہودیوں کی مخبری کرنا اور غرقہ
درخت کا یہودی کے بارے میں مسلمانوں کو نہ بتلانا حقیقتاً بھی ہو سکتا ہے اور مجازاً بھی! کہ جس علاقے میں غرقہ کے درخت ہوں
وہاں یہودیوں کے حلیف ہوں اور باقی علاقوں میں مسلمانوں کے خیر خواہ رہتے ہوں ممکن ہے آپ ﷺ نے یہ الفاظ محاورۃً
استعمال فرمائے ہوں جیسا کہ آپ ﷺ محاورے کی زبان بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (واللہ اعلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قُحْطَانَ
يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ (متفق عليه) 5-2197
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے
فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک ایک
فحش قحطان سے لوگوں کو اپنی لاشی سے ہانکتے ہوئے نہ نکلے
گا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَذْهَبُ
الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ
الْجَهْجَاهُ وَفِي رِوَايَةٍ حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِّنَ
الْمَوَالِي يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ (رواه
مسلم) 6-2198
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے
ارشاد فرمایا۔ دن اور رات اس وقت تک ختم نہیں ہوں گے
جب تک کہ ججہ نامی شخص بادشاہ نہیں بنے گا۔ اور ایک روایت
میں ہے۔ یہاں تک کہ غلاموں میں سے ایک فحش بادشاہ بنے
گا۔ جسے ”ججہ“ کہا جائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةُ مَنْ الْمُسْلِمِينَ كَنْزَ آلِ كِسْرَى الَّذِي فِي الْأَبْيَضِ (رواه مسلم) 7-2199

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلَكَ كِسْرَى فَلَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَقِصْرُ لَيْهَلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُونُ قِصْرُ بَعْدَهُ وَلَتُقْسَمَنَّ كَنْزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَسَمَى الْحَرْبَ خُدْعَةً (متفق عليه) 8-2200

وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُثْبَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَالَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ (رواه مسلم) 9-2201

سے جنگ کرو گے۔ اس کو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمَ فَقَالَ اْعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِي ثُمَّ فَتَحْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مَوْتَانِ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقَعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيُظَلُّ سَاحِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا (رواه البخاری) 10-2202

حضرت جابر بن سمرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی محترم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کسری کے خزانوں کو فتح کرے گی۔ جو سفید قلعہ میں ہوں گے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کسری ہلاک ہو گیا۔ پھر اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا۔ اور قیصر بھی ہلاک ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی ”قیصر“ نہیں ہوگا۔ ان دونوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تقسیم کیے جائیں گے۔ اور نبی محترم ﷺ نے لڑائی کو چال بازی کا نام دیا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت نافع بن عتبہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم جزیرۃ العرب کیلئے جنگ کرو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے فتح کرائے گا۔ اس کے بعد فارس کو اللہ تعالیٰ فتح کرائے گا۔ اس کے بعد تم رومیوں سے جنگ کرو گے اس کو بھی اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں فتح کرائے گا۔ پھر تم دجال

حضرت عوف بن مالک رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ میں جنگ تبوک میں نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ چمڑے کے خیمے میں تھے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت سے قبل چھ نشانوں کو شمار کرو۔ میری وفات، بیت المقدس کی فتح، بے شمار اموات جیسے بکریاں اچانک مرجاتی ہیں۔ مال کا زیادہ ہونا۔ یہاں تک کہ ایک شخص کو سودینار دیا جائے گا۔ لیکن وہ ناراض ہو جائے گا۔ ایک فتنہ رونما ہوگا جو عرب کے تمام گھروں میں داخل ہو جائے گا تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہو جائے گی لیکن وہ عہد شکنی کریں گے۔ وہ تمہارے پاس ۸۰ چھنڈوں تلے مقابلہ کے لیے آئیں گے۔ ہر چھنڈے کے نیچے وہ بارہ ہزار ہوں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ فَيَخْرُجَ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِّنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ إِذَا تَصَافَوْا قَالَتِ الرُّومُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَّوْنَا نَقَاتِلَهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللَّهِ لَا نَخْلِي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيَقَاتِلُوهُمْ فَيَنْهَزُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ وَيَفْتَحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَحُونَ قُسْطَنْطِينَ فَيَسْمَاهُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَقُوا سِيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ أَنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاؤُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَا هُمْ يُعَدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَسُومُهُمْ فَإِذَا رَأَاهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَا نَذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ (رواه مسلم) 11-2203

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک رومی ”اعماق“ یا ”دابق“ نامی مقام میں نہ اتریں گے۔ اس کی طرف شہر سے ایک لشکر نکلے گا۔ یہ لوگ اس وقت زمین پر لوگوں میں سے سب سے بہتر ہوں گے۔ جب وہ صف بندی کریں گے تو رومی کہیں گے۔ ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ جنہوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنایا ہم ان سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان کہیں گے، نہیں اللہ کی قسم! ہم تمہیں اور اپنے بھائیوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ تو وہ ان سے لڑائی کریں گے۔ مسلمانوں کے لشکر کا تیسرا حصہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کبھی ان کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ اور مسلمانوں کے لشکر کا تیسرا حصہ قتل ہو جائے گا۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل شہید ہونگے پھر لشکر کا تیسرا حصہ کامیاب ہو جائے گا۔ وہ کبھی بھی کسی آزمائش میں مبتلا نہیں کئے جائیں گے۔ وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ تو آپس میں مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے اپنی تلواروں کو زیتون کے درختوں سے لٹکایا ہوگا۔ اچانک ان میں شیطان بلند آواز سے منادی کرے گا۔ تمہارے پیچھے تمہارے گھروں میں مسیح دجال داخل ہو چکا ہے۔ وہ دجال کی طرف

نکلے گا لیکن یہ جھوٹی بات ہوگی۔ البتہ جب وہ شام پہنچیں گے تو مسیح دجال کا خروج ہو چکا ہوگا۔ اسی دوران لوگ دجال سے لڑائی کے لئے تیار ہو رہے ہوں گے، صفیں درست کر رہے ہوں گے کہ نماز کی اقامت کہی جائے گی۔ تو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے وہ ان کے امام بنیں گے۔ جب اللہ کا دشمن عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا، کمزور ہوتا چلا جائے گا جیسا کہ نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو کچھ نہیں کہیں گے۔ پھر بھی وہ کمزور ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ اپنی موت آپ مر جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ اس کا قتل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں کروائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو اپنے نیزے میں لگا ہوا اس کا خون دکھائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى لَا يُقَسَمَ مِيرَاثٌ وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيمَةٍ ثُمَّ قَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُونَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ يَعْنِي الرُّومَ فَيَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتُلُونَ حَتَّى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيءُ هَوْلَاءِ وَهَوْلَاءِ كُلُّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشَّرْطَةُ ثُمَّ يَتَشَرَّطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتُلُونَ حَتَّى يُمْسُوا فَيَفِيءُ هَوْلَاءِ وَهَوْلَاءِ كُلُّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشَّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللَّهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتُلُونَ مَقْتَلَةً لَمْ يَرِ مِثْلُهَا حَتَّى أَنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَابَتِهِمْ فَلَا يُخْلِفُهُمْ حَتَّى يَخِرَّ مَيِّتًا فَيَتَعَادُ بَنُو الْأَبِ كَانُوا مِائَةً فَلَا يَجِدُونَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِأَيِّ غَنِيمَةٍ يَفْرَحُ أَوْ أَيْ مِيرَاثٍ يُقَسَمُ فَبَيْنَاهُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعُوا بِبَاسِ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ فَجَاءَهُمُ الصَّرِيخُ أَنَّ الدَّجَالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي ذُرَارِيهِمْ فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيُقْبِلُونَ فَيَبْعَثُونَ عَشْرَ فَوَارِسَ طَلِيعَةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّي لَا عَرَفَ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَالْوَأَنَ خِيُولَهُمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرَضِ

ضِ يَوْمَئِذٍ (رواه مسلم) 12-2204

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک وراثت کا مال تقسیم نہیں ہوگا اور کوئی شخص مالِ غنیمت پر خوش نہیں ہوگا۔ پھر انہوں نے بیان کیا۔ دشمن شامیوں کے لئے جمع ہوں گے۔ اور مسلمان بھی دشمن یعنی رومیوں سے لڑائی کے لئے جمع ہو جائیں گے تو مسلمان ایک لشکر کی موت کی شرط لگائیں گے کہ وہ غالب ہو کر ہی واپس آئیں۔ تب وہ دشمن سے برسرِ پیکار رہیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی۔ دونوں فریق واپس آ جائیں گے۔ کوئی غالب نہیں ہوگا۔ اور منتخب دستے مارے جائیں گے۔ اس کے بعد مسلمان کچھ اور لوگوں کو لڑائی کے لئے منتخب کریں گے۔ کہ وہ غالب آنے کے بعد ہی واپس آئیں۔ وہ بھی لڑتے رہیں گے۔ اور ان کے درمیان بھی رات حائل ہو جائے گی۔ تو یہ اور وہ دونوں فریق واپس آ جائیں گے۔ کوئی بھی غالب نہ ہوگا۔ اور منتخب دستے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے اس کے بعد مسلمان کچھ اور لوگوں کو لڑائی کے لئے منتخب کریں گے۔ کہ وہ غالب ہونے کے بعد ہی واپس آئیں وہ شام تک لڑتے رہیں گے۔ یہ دستہ اور وہ دستہ بھی واپس آ جائے گا۔ کوئی بھی غالب نہیں ہوگا۔ پھر یہ نامزد دستے موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ جب چوتھا دن ہوگا۔ تو مسلمانوں کی باقی فوج لڑائی کے لئے جائے گی تو اللہ تعالیٰ رومیوں پر شکست مسلط فرمادیں گے۔ لیکن اس دن ایسی لڑائی ہوگی کہ اس جیسی کبھی دیکھی نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ پرندے ان کے اطراف سے گزریں گے۔ ان کے اوپر سے گزرنے والے مرکز گر جائیں گے۔ ایک باپ کے بیٹے جن کی تعداد ایک سو تھی ان کو شمار کیا

جائے گا تو ان میں ایک کے سوا اور کسی کو نہ پائیں گے صرف ایک شخص باقی ملے گا۔ تو اب وہ کس طرح کسی غنیمت پر خوش ہوں

جائے گا تو ان میں ایک کے سوا اور کسی کو نہ پائیں گے صرف ایک شخص باقی ملے گا۔ تو اب وہ کس طرح کسی غنیمت پر خوش ہوں یا وراثت کو تقسیم کریں بہر حال مسلمان اسی حالت میں ہی ہوں گے کہ اچانک شدید جنگ کا اعلان سنیں گے۔ جو پہلی سے بھی بڑی ہوگی۔ تو ان کے پاس لوگ چیختے ہوئے آئیں گے کہ دجال ان کی غیر موجودگی میں ان کے بال بچوں میں پہنچ گیا ہے۔ وہ اس مال و اسباب کو چھوڑ دیں گے جو ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ مسلمان پیش قدمی کریں گے اور دس بہادروں کو بطور جاسوس بھیجیں گے۔ تاکہ وہ حالات کے بارے میں معلومات بہم پہنچائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ان کے نام، ان کے آباء کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ کو بھی پہچانتا ہوں۔ وہ اس وقت روئے زمین پر بھجریں شہسوار ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةٍ جَانِبِ مَنَاهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبِ مَنَاهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَفْزَوْهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ فَإِذَا جَاؤُوا نَزَلُوا فَلَمْ يَقَاتِلُوا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدٌ جَانِبِهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ الرَّاَوِيُّ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّانِيَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخِرُ ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّالِثَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَفْرُجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُونَهَا فَيَغْنَمُونَ فَيَنْمَاهُمْ يَفْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيحُ فَقَالَ إِنَّ الدُّجَالَ قَدْ خَرَجَ فَيَعْرُكُونَ كُلُّ شَيْءٍ وَيُوجَعُونَ (رواه مسلم) 13-2205

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نے ایسے شہر کے متعلق سنا ہے۔ جس کا ایک کنارہ خشکی اور دوسرا سمندر میں ہے۔ صحابہ نے جواب دیا جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک اسحق علیہ السلام کے بیٹوں سے ستر ہزار آدمی لڑائی نہ کریں گے۔ جب وہ وہاں پہنچ کر پڑاؤ ڈالیں گے۔ تو یہ لوگ نہ ہی ان سے لڑیں گے اور نہ تیر اندازی کریں گے۔ بلکہ ”وہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ کہیں گے۔ تو اس شہر کے دو کناروں میں سے ایک کنارہ گر پڑے گا۔ ثور بن یزید راوی کہتے ہیں مجھے معلوم ہے حضرت ابو ہریرہ ؓ نے سمندر والی دیوار کے گرنے کے متعلق کہا تھا۔ اس کے بعد وہ دوسری دفعہ ”لا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ بلند کریں گے۔ تو دوسرا کنارہ بھی گر جائے گا۔ پھر وہ تیسری دفعہ ”لا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ کہیں گے تو ان کے لئے

راستہ کھل جائے گا۔ وہ اس سے داخل ہو کر مال غنیمت لوٹیں گے۔ جب وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ اچانک ان کے پاس چیخ آئے گی۔ جیسے کوئی کہہ رہا ہوگا کہ دجال نکل چکا ہے۔ تو لوگ سب کچھ چھوڑ دیں گے۔ وہ دجال سے لڑنے کے لئے پلٹ جائیں گے۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ شَقِيقِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ

حضرت شقیق رحمہ اللہ تعالیٰ، حضرت حذیفہ ؓ سے بیان

كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ
 اللَّهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ فَقُلْتُ أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ
 قَالَ هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِي وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ
 سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي
 أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكْفِرُهَا
 الصِّيَامُ وَالصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ
 وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هَذَا أُرِيدُ
 إِنَّمَا أُرِيدُ الَّتِي تَمُوجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ قُلْتُ
 مَا لَكَ وَلَهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا
 بَابٌ مُغْلَقٌ قَالَ فَيُكْسَرُ الْبَابُ أَوْ يَفْتَحُ قَالَ قُلْتُ
 لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذَلِكَ آخَرُي أَنْ لَا يُغْلَقَ أَبَدًا
 قَالَ فَقُلْنَا لِحُلَيْفَةٍ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مِنَ الْبَابِ
 قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنْ دُونَ غَدٍ لَيْلَةٌ إِلَيَّ حَدِيثُهُ
 حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيطِ قَالَ فَهَبْنَا أَنْ نَسْأَلَ
 حُلَيْفَةَ مِنَ الْبَابِ فَقُلْنَا لِمَسْرُوقٍ سَلَهُ فَسَأَلَهُ
 فَقَالَ عُمَرُ (متفق عليه) 14-2206

کرتے ہیں۔ ہم حضرت عمرؓ کے پاس تھے۔ انہوں نے
 پوچھا تم میں سے کس شخص کو فتنہ کے متعلق رسول مکرم ﷺ کی
 حدیث یاد ہے؟ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے کہا
 مجھے اسی طرح یاد ہے جس طرح نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا
 تھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ آپ بیان کریں۔ بے شک
 تم جرات مند ہو۔ آپ ﷺ نے کس طرح بیان فرمایا۔
 حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے نبی محترم ﷺ سے سنا
 آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے۔ آدمی کے لئے آزمائش
 اس کے اہل، اس کے مال، اس کے نفس، اس کی اولاد اور
 اس کے پڑوسی میں ہے۔ اس فتنہ کو روزہ، نماز، صدقہ، نیکی کی
 تلقین اور برائی سے منع کرنا جیسے امور دور کر سکتے ہیں۔
 حضرت عمرؓ نے کہا۔ میری مراد یہ فتنہ نہیں ہے۔ بلکہ میں تو
 اس فتنہ کے متعلق جاننا چاہتا ہوں جو سمندر کی لہروں کی مانند
 رواں ہوگا۔ میں نے کہا۔ اے امیر المومنین آپ کو اس فتنہ
 سے کیا غرض؟ بے شک آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان
 ایک دروازہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ کیا یہ دروازہ

توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ میں نے کہا نہیں! بلکہ توڑا جائے گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ ممکن ہے کہ پھر وہ بند نہ ہو۔ راوی
 نے بیان کیا۔ ہم نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا۔ کیا حضرت عمرؓ کو دروازے کے بارے میں علم تھا؟ حضرت حذیفہؓ
 نے جواب دیا۔ ہاں! وہ اس طرح اس بات کو جانتے تھے۔ جیسے کل کے بعد رات ہے حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں میں نے
 انہیں صحیح حدیث سنائی جس میں غلطی کا شبہ نہیں ہے، حضرت شقیق رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا۔ ہم حضرت حذیفہؓ سے
 پوچھنے سے ڈر گئے۔ کہ وہ دروازہ کون تھا؟ ہم نے حضرت مسروقؓ سے کہا آپ ان سے پوچھیں۔ انہوں نے حضرت
 حذیفہؓ سے پوچھا تو انہوں نے بتایا وہ دروازہ حضرت عمرؓ ہیں۔



خلاصہ باب

- ۱۔ قیامت سے پہلے پہلے تیس کذاب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔
- ۲۔ قرب قیامت کثرت کے ساتھ زلزلے آئیں گے۔
- ۳۔ مال و دولت کی فراوانی ہو جائیگی۔
- ۴۔ لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے پر فخر کریں گے۔
- ۵۔ نیک آدمی دوسرے کی قبر دیکھ کر آرزو کریگا کہ کاش میں بھی قبر میں دفن ہو چکا ہوتا۔
- ۶۔ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور اس کے ساتھ ہی توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔
- ۷۔ قوم یا جوج و ماجوج دنیا میں دنگا فساد کریں گے۔
- ۸۔ یہودیوں کے چھپنے کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی۔
- ۹۔ دجال کا ظہور ہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل کریں گے۔
- ۱۰۔ قیامت کی تین قسم کی نشانیاں ہیں جو اب تک ہو چکی ہیں۔
- ۱۱۔ درمیانی وقفہ میں رونما ہونی والی۔
- ۱۲۔ بالکل قریب قیامت برپا ہونے والی۔



بَابُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ

قیامت کی نشانیاں

قیام قیامت سے پہلے لوگوں کے کردار اور اخلاق پر تبصرہ کرتے ہوئے نبی معظم ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگ جہالت میں مبتلا بُد کرداریوں میں گرفتار شراب کے رسیا اور بددیانتی اور کذب بیانی کو اپنی زندگی کا معمول بنالیں گے۔ جنگوں یا دیگر وجوہات کی وجہ سے عورتوں کی بہتات ہوگی نا اہل اور غیر ذمہ دار لوگ حکمران بن جائیں گے جن کی وجہ سے بھی یہ خرابیاں عام ہو جائیں گی۔ لوگوں کی عیش و عشرت اور دنیاوی ترقی کا عالم یہ ہوگا کہ بڑے بڑے پہاڑوں کو اکھاڑ کر باغ باغیچوں میں تبدیل کر دیں گے۔ عرب کی وہ سرزمین جس میں ہمیشہ سے پانی کی قلت رہی ہے اس میں نہریں چلنی شروع ہو جائیں گی۔ لوگ اور حکمران اپنے کردار کو سنوارنے کے بجائے اپنی تمام تر کوششیں دنیا کی ترقی اور وسائل کی دستیابی پر صرف کریں گے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا ان کے لیے گل و گلزار بن جائے گی لیکن آخرت ان کی برباد ہو جائیگی۔ یہاں تک کہ قیامت سے پہلے آگ ان سب سہولتوں اور آسائشوں کو جلا کر خاکستر کر دے گی اور لوگوں کو محشر کے میدان میں اکٹھا ہونے کیلئے مجبور کر دیا جائیگا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول معظم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک قیامت کی نشانیاں میں سے ہے کہ علم اٹھ جائے گا جہالت عام ہو جائے گی۔ زنا عام ہوگا اور شراب نوشی کثرت سے ہوگی۔ مرد کم اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا کفیل ایک آدمی ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ علم ختم اور جہالت عام ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ وَيَكْثُرَ الزَّوْنُ وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ لِخَمْسِينَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ وَفِي رِوَايَةٍ يَقِلُّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ (متفق عليه) 1-2207

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی گرامی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔ بے شک قیامت سے قبل جھوٹے لوگ ہوں گے۔ تم ان سے بچتے رہنا۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَابِينَ فَأَحْذَرُوهُمْ (رواه مسلم) 2-2208

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ نبی محترم ﷺ ارشاد فرما رہے تھے تو اچانک ایک بدوی آیا۔ اس نے کہا، قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب امانت کو ضائع کیا جائے گا تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے کہا۔ ضیاع

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُحَدِّثُ إِذْ جَاءَ أَغْرَابِي فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ إِذَا ضَيَّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قَالَ كَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِدَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ

فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ (رواه البخاری) 3-2209 سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا۔ جب خلافت

ایسے لوگوں کے سپرد کی جائے گی جو اس کے اہل نہیں ہوں گے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِضَ حَتَّى يُخْرِجَ الرَّجُلُ زَكَاةَ مَا لَيْهِ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهَا مِنْهُ وَحَتَّى تَعُودَ أَرْضُ الْعَرَبِ مُرُوجًا وَانْهَارًا (رواه مسلم) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ قَالَ تَبْلُغُ الْمَسَاكِينُ إِهَابًا يَهَابَ 4-2210

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک مال کی کثرت نہ ہو جائے۔ مال اس قدر زیادہ ہو جائے گا کہ ایک شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نکالے گا۔ وہ کسی کو قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔ اور یہاں تک کہ سرزمین عرب میں باغات اور پانی کی نہریں جاری ہوں گی۔ (مسلم)

مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔ مدینہ منورہ کے مکانات ”اہاب“ یا ”یہاب“ تک پہنچ جائیں گے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعْدُهُ وَفِي رِوَايَةٍ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يُخْشِي الْمَالَ حَتَّى لَا يَعْدُهُ عَدًّا (رواه مسلم) 5-2211

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ آخری دور میں ایک خلیفہ ہوگا۔ جو بے حساب مال تقسیم کرے گا ایک اور روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت کے آخر میں خلیفہ ہوگا۔ جو مٹھیاں بھر بھر کر مال دے گا اور گنتی نہیں کرے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوْشِكُ الْفَرَاثُ أَنْ يُحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا (متفق عليه) 6-2212

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، عنقریب دریائے فرات سونے کے خزانہ سے اٹ جائے گا۔ جو آدمی وہاں حاضر ہوا سے چاہیے وہاں سے کچھ نہ لے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَحْسِرَ الْفَرَاثُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ يَقْتِيلُ النَّاسُ عَلَيْهِ فَيَقْتُلُ مِنْ كُلِّ مِائَةِ تِسْعَةً وَتِسْعُونَ وَيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ لَعَلِّي أَكُونُ الْيَدَى الْجَوْ (رواه مسلم) 7-2213

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی۔ جب تک دریائے فرات سونے کے پہاڑ سے اٹ نہ جائے۔ لوگ سونے کے حصول کیلئے ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ سو میں سے ننانوے قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک کا یہ خیال ہوگا۔ شاید میں ہی وہ ہوں جو بچ جاؤں گا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَقِيءُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے

الْأَرْضُ أَفْلَاذُكَ بِهَذَا أَمَّا الْإِسْطَوَانَةُ مِنَ
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَيَجِيءُ الْقَائِلُ فَيَقُولُ فِي
هَذَا قَتَلْتُ وَيَجِيءُ الْقَاطِعُ فَيَقُولُ فِي هَذَا
قَطَعْتُ رَحِمِي وَيَجِيءُ السَّارِقُ فَيَقُولُ فِي
هَذَا قَطَعْتُ يَدِي ثُمَّ يَدْعُوهُ فَلَا يَأْخُذُونَ
مِنْهُ شَيْئًا (رواه مسلم) 8-2214

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ
عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ يَلَيْتَنِي كُنْتُ
مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلَّا
الْبَلَاءُ (رواه مسلم) 9-2215

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ
السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ
تُضِيءُ أَغْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى (متفق عليه)
10-2216

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَوَّلُ
أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَخْشُرُ النَّاسَ مِنَ
الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ 11-2217

فرمایا۔ زمین اپنے اندر چھپے ہوئے خزانے نکال دے گی۔ جو
سونے اور چاندی کے ستونوں کی طرح ہوں گے تو قاتل آئے
گا اور کہے گا کیا میں نے اس کی وجہ سے قتل کیا تھا؟ اور قطع رحمی
کرنے والا آئے گا اور کہے گا کیا اس کی وجہ سے میں نے قطع رحمی
کی اور چور آ کر کہے گا کیا اس کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا؟ پھر وہ
مال چھوڑ دیں گے اور اس میں سے کچھ نہیں لیں گے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے
فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے دنیا
اس وقت تک ختم نہیں ہوگی۔ جب تک ایک شخص کسی قبر کے
پاس سے نہ گزرے گا کہ وہ اس پر اپنا جسم رگڑ کر کہے گا۔
کاش! میں اس قبر میں ہوتا۔ یہ خواہش دین داری نہیں بلکہ
فتنوں کے سبب سے ہوگی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے
ارشاد فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک سر
زمین حجاز سے آگ نہ نکلے گی۔ جس سے ”بصری“ کے
اونٹوں کی گردنیں روشن ہوں گی۔ (بخاری، مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے فرمایا
قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے
مغرب کی طرف لے جائے گی۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ قرب قیامت: جہالت، بدکاری، شراب عام اور مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہوں گی۔ ۲۔ کذب بیانی اور بددیانتی عام ہو جائے گی۔ ۳۔ نا اہل لوگ حکمران ہوں گے۔ ۴۔ سرزمین عرب میں باغات، اور نہریں جاری ہو جائیں گی۔ ۵۔ دریائے فرات سے سونے کا خزانہ نکلے گا۔ جس پر قومیں جنگ و جدال کریں گی۔ ۶۔ زمین سے سونا، چاندی اور کئی قیمتی معدنیات کے خزانے نکلیں گے۔ ۷۔ حجاز کی سرزمین پر لگنے والی آگ بصرہ شہر کو روشن کر دے گی۔

بَابُ الْعَلَامَاتِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَذِكْرُ الدَّجَالِ

قیامت کے قریب ظاہر ہونے والی آخری علامات اور دجال

صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین الخطیب رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں رسول محترم ﷺ کے وہ فرمان نقل کیے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے قریب ایک کے بعد دوسری دس نشانیاں ایسی ہوں گی جن کے وارد ہونے کے بعد قیامت ٹل جانے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان نشانیوں کے درمیان کتنا وقفہ اور مدت ہوگی اس کا علم علام الغیوب کے علاوہ کسی کو نہیں۔ تاہم یہ نشانیاں ایسی ہیں جن میں سے ہر ایک نشانی کی تکمیل ہونے میں ذرہ برابر شک نہیں رہے گا لوگ زار و قطار روتے ہوئے توبہ و استغفار کریں گے لیکن ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول نہ ہوگی کیونکہ جو نبی سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور دجال کی آمد ہو چکی ہوگی تو گویا یہ اس بات کا اعلان ہوگا کہ اب اس دنیا کی بساط لپیٹ لی جائے گی ہے اور عمل کے بجائے اب حساب کا وقت آن پہنچا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم آپس میں قیامت کا ذکر کر رہے تھے آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کس چیز کا ذکر کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا قیامت کا ذکر ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس کی دس نشانیاں نہ دیکھ لو جو آپ نے ذکر فرمائیں۔ دھواں، دجال، دلبۃ الارض، سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول یا جوج و ماجوج کا خروج اور لوگوں کا تین دفعہ دھنسائے جانے کا ذکر فرمایا، ان میں سے ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں ہوگا۔ ان کے آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف دھکیلے گی۔ ایک اور روایت میں ہے۔ آگ عدن کے آخری کنارے

وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ أطلعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَعْدُو السَّاعَةَ فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَيَأْجُوجَ وَمَاجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسَفَ بِالْمَشْرِقِ وَخَسَفَ بِالْمَغْرِبِ وَخَسَفَ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدْنٍ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِي رِوَايَةٍ الْغَائِثَةُ وَرِيحٌ تَلْقَى النَّاسَ فِي الْبَحْرِ (رواه مسلم) 1-2218

سے نکلے گی۔ جو لوگوں کو میدانِ محشر کی طرف دھکیل کر لے جائے گی تیسری روایت میں دسویں علامت کے طور پر آمدِ مہدی کا ذکر ہے جو لوگوں کو سمندر میں گرا دے گی۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَادِرُوا أَبَا أَعْمَالٍ سَعَا الدُّخَانُ
وَالدُّجَالُ وَذَابَتْ الْأَرْضُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ
مِنْ مَغْرِبِهَا وَأَمْرُ الْعَامَةِ وَخُيُصَّةٌ أَحَدِكُمْ
(رواہ مسلم) 2-2219

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ
خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجُ
الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَإِيَّهَمَا مَا كَانَتْ
قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَإِلَّا أُخْرِى عَلَى آثَرِهَا قَرِيْبًا
(رواہ مسلم) 3-2220

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْتُ إِذَا خَرَجْنَا لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا
لَمْ تَكُنْ أَمَنْتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيْمَانِهَا
خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا
وَخُرُوجُ الدُّجَالِ وَذَابَةُ الْأَرْضِ (رواہ
مسلم) 4-2221

فہم الحدیث

دابت الارض ایسا جانور ہے جو قیامت کی نشانی کے طور پر ظاہر ہوگا جو اب دنیا میں موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے قریب
ترپید کرے گا۔ جو اپنی شکل و صورت کے لحاظ سے انتہائی خوفناک اور عجیب و غریب ہوگا۔ ممکن ہے یہاں ایک جانور سے مراد
ایک قسم ہو۔ یعنی ایک نہیں لاکھوں کروڑوں ایسے جانور ہوں۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کیا تجھے معلوم ہے جب سورج غروب ہوتا ہے تو کہاں جاتا
ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَتَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ
هَذِهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا
تَذْهَبُ حَتَّى تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاذِنُ

فَيُؤَذِّنُ لَهَا وَيُؤْهِكُ أَنْ تَسْجُدَ وَلَا تُقْبَلَ مِنْهَا وَتَسْتَأْذِنُ فَلَا يُؤَذِّنُ لَهَا وَيُقَالُ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذَا لَكَ قَوْلُهُ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ (رواه مسلم) 5-2222

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدُّجَالِ (رواه مسلم) 6-2223

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدُّجَالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيَمْنَى كَانَ عَيْنُهُ عِنَبَةً طَافِيَةً (متفق عليه) 7-2224

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِلَّا أَنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر (متفق عليه) 8-2225

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ إِلَّا أَنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر (متفق عليه) 8-2225

اجازت طلب کرتا ہے۔ تو اسے اجازت مل جاتی ہے۔ قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے گا اور اس کا سجدہ قبول نہ ہو۔ وہ طلوع ہونے کی اجازت طلب کرے گا۔ اس کو اجازت نہ ملے۔ بلکہ اسے حکم ہو جدھر سے آیا اسی طرف سے طلوع ہو جاوے۔ چنانچہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سورج اپنے مستقر کی طرف چلا جاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کا ٹھکانا عرش کے نیچے ہے۔ (مسلم) حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قیامت قائم ہونے تک دجال سے بڑا فتنہ کوئی نہیں۔ (مسلم)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ تم پر مخفی نہیں ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کا نا نہیں ہے۔ جبکہ مسیح دجال کی دائیں آنکھ کا نی ہوگی گویا اس کی آنکھ پھولا ہو انگور ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر پیغمبر نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے۔ خبردار! بے شک دجال کا نا ہے۔ جبکہ تمہارا پروردگار کا نا نہیں ہے۔ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”ک ف ر“ یعنی کافر لکھا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا، خبردار میں تمہیں دجال کے متعلق بتاتا ہوں کسی بھی نبی نے اس کے متعلق اپنی امت کو نہیں بتایا۔ وہ کا نا ہوگا۔ اور اپنے ساتھ جنت و جہنم کے مشابہ رکھے گا۔ جس کو وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی۔ میں تمہیں اس سے ڈراتا

ہوں جیسا کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اس سے ڈرایا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ جس کو لوگ پانی خیال کریں گے وہ جلا دینے والی آگ ہوگی اور جسے لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا۔ تم میں سے جو بھی اسے پائے تو وہ اس کی آگ میں چھلانگ لگا دے۔ وہ ٹھنڈا عمدہ پانی ہوگا۔ (بخاری و مسلم) مسلم میں زیادہ ہے بے شک دجال کی آنکھ برابر سطح والی ہوگی۔ اس پر موٹا سا آبلہ ہوگا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ”کافر“ لکھا ہوگا۔ ہر مومن شخص اسے پڑھے گا۔ خواہ وہ پڑھنا جانتا ہے یا نہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اور بال گھنے ہوگے۔ اس کے ساتھ اس کی جنت و جہنم ہوگی۔ لیکن اس کی دوزخ جنت ہوگی اور جنت دوزخ ہوگی۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال آئے گا۔ تو اس کی جانب ایک مومن شخص روانہ ہوگا۔ اس شخص سے دجال کے مسلح محافظ ملاقات کریں گے اور اس سے پوچھیں گے تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے؟ وہ بتائے گا میں اس شخص کی طرف جا رہا ہوں جس نے ابھی خروج کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اس سے دریافت کریں گے کہ کیا تو ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ جواب دے گا۔ نہیں ہمارا رب تو جانا پہچانا ہے وہ کہیں گے اسے قتل کر دو۔ پھر وہ آپس میں اس خیال کا اظہار کریں گے کہ کیا تمہارے خدا (دجال) نے تمہیں روکا نہیں ہے کہ تم

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ الدَّجَالَ يَخْرُجُ وَإِنْ مَعَهُ مَاءٌ وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تَحْرِقُ وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقْعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ (متفق علیہ) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَأَنَّ الدَّجَالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظَفْرَةٌ غَلِيظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَأُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٌ وَغَيْرُ كَاتِبٍ. 10-2227

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الدَّجَالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّتُهُ وَنَارُهُ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ (رواہ مسلم) 11-2228

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْرُجُ الدَّجَالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَالِ فَيَقُولُونَ لَهُ أَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُولُ أَعِمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ قَالَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَوْ مَا تَوْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُولُ مَا بِرَبِّنَا خِفَاءً فَيَقُولُونَ أَقْتُلُوهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ الْيَسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَالِ فَإِذَا رَأَاهُ الْمُؤْمِنُونَ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا الدَّجَالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ

فَيَا مُرَّ الدَّجَالِ بِهِ فَيُشَجُّ فَيَقُولُ خُذُوهُ
وَشُجُّوهُ فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا قَالَ
فَيَقُولُ أَوْ مَا تَوَمَّنُ بِي قَالَ فَيَقُولُ أَنْتَ
الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ قَالَ فَيَوْمَرُ بِهِ فَيُوشَرُ
بِالْمُنْشَارِ مِنْ مَفْرَقِهِ حَتَّى يَفْرُقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ
قَالَ ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ ثُمَّ
يَقُولُ لَهُ قُمْ فَيَسْتَوِي قَائِمًا ثُمَّ يَقُولُ لَهُ أَتَوَمَّنُ
بِي فَيَقُولُ مَا اِزْدَدْتُ فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً قَالَ
ثُمَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي
بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ فَيَأْخُذُهُ الدَّجَالُ لِيَذْبَحَهُ
فَيَجْعَلُ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوته نَحَاسًا فَلَا
يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ
فَيَقْدِفُ بِهِ فَيَحْسِبُ النَّاسُ إِنَّمَا قَذَفَهُ إِلَى
النَّارِ إِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ هَذَا أَكْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ
الْعَالَمِينَ (رواه مسلم) 12-2229

نے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو قتل نہیں کرنا۔ چنانچہ وہ
اسے دجال کے پاس لے جائیں گے جب ایمان دار دجال
کو دیکھے گا۔ تو کہے گا اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا
تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے راوی بیان کرتا ہے دجال
اس شخص کے متعلق حکم دے گا اسے پیٹ کے بل لٹا دیا جائے
اور کہے گا اسے پکڑو اور اس کا سر پکڑ دو چنانچہ اس کی کمر اور
اس کا پیٹ زخمی ہوں گے آپ ﷺ نے فرمایا دجال کہے گا تو
اب بھی مجھ پر ایمان نہیں رکھتا؟ وہ کہے گا تو مسیح کذاب ہے
۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس کے بارے میں حکم دے گا۔ اس
کی ٹانگوں کے درمیان پر آرا چلایا جائے یہاں تک کہ اس کی
دونوں ٹانگوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا۔ پھر دجال دونوں
ٹکڑوں کے درمیان چلے گا پھر اس شخص کو کہے گا کھڑا ہو تو وہ
سیدھا کھڑا ہو جائے گا اس کے بعد اسے کہے گا کیا تو مجھ پر
اب بھی ایمان نہیں رکھتا؟ وہ جواب دے گا میری بصیرت میں
اضافہ ہو چکا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس کے بعد وہ شخص
اعلان کرے گا اے لوگو! اب میرے بعد کسی شخص کے ساتھ

یہ دجال ایسا نہیں کر سکے گا۔ آپ نے فرمایا اس کے بعد دجال اس کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا، لیکن اس کی گردن سے ہنسی تک
تانے کی طرح ہو جائے گی وہ اس کو قتل کرنے کی طاقت نہیں پائے گا پھر وہ اسے اس کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سے
پکڑ کر پھینک دے گا لوگوں کا خیال ہوگا۔ اس نے اس کو آگ میں پھینکا ہے جب کہ اسے جنت میں ڈالا گیا ہوگا۔ رسول محترم
ﷺ نے فرمایا اللہ رب العالمین کے نزدیک یہ شخص تمام لوگوں سے شہادت کے لحاظ سے بڑا عظمت والا ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ أُمِّ شَرِيكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَالِ
حَتَّى يَلْحَقُوا بِالْجِبَالِ قَالَتْ أُمُّ شَرِيكَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّ الْعَرَبَ يُؤَمِّدُ قَالَ هُمْ قَلِيلٌ
(رواه مسلم) 13-2230

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول مکرم
ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگ دجال سے بھاگیں گے۔ یہاں
تک کہ پہاڑوں میں پناہ لیں گے۔ ام شریک کہتی ہیں میں
نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ان دنوں عرب کہاں ہوں
گے؟ آپ نے فرمایا وہ بہت کم ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَتَّبِعُ الدَّجَالُ مَنْ يَهُودٍ أَصْفَهَانِ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ (رواه مسلم) 14-2231

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَأْتِي الدَّجَالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ بَقَابَ الْمَدِينَةِ فَيَنْزِلُ بَعْضُ السَّبَاحِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَدِيثُهُ فَيَقُولُ الدَّجَالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشْكُونُ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ وَاللَّهِ كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلِّطُ عَلَيْهِ (متفق عليه) 15-2232

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا، اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہوں گے۔ انہوں نے طیلسان پہن رکھا ہوگا۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول محترم ﷺ نے فرمایا، دجال نکلے گا اور اس پر مدینہ کی گلیوں میں داخل ہونا حرام کیا گیا ہے اور مدینہ منورہ میں شور مچا دے گا۔ اس کے پاس ایک شخص جائے گا جو سب لوگوں سے نیک ہوگا یا نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ وہ اس سے کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ دجال ہے جس کے متعلق رسول مکرم ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے۔ دجال کہے گا مجھے بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے زندہ کر لوں تو کیا تم میری خدائی کے متعلق شک کرو گے؟ وہ نفی میں جواب دیں گے وہ اسے قتل کر دے گا، پھر اسے زندہ کرے گا، وہ شخص کہے گا اللہ کی قسم! مجھے تیرے بارے میں آج کے دن سے زیادہ بصیرت پہلے

کبھی نہ تھی۔ اس کے بعد دجال اسے قتل کرنا چاہے گا۔ لیکن اس کو اس پر تسلط حاصل نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مسیح دجال دمشق سے نکلے گا اس کا ارادہ مدینہ منورہ کا ہوگا مدینہ منورہ میں وہ احد پہاڑ کے پیچھے اترے گا تو فرشتے اس کے چہرے کو شام کی جانب پھیر دیں گے وہاں تباہ ہو جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ میں دجال کا خوف نہیں ہوگا۔ ان دنوں مدینہ منورہ کے سات دروازے ہوں گے۔ ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ (بخاری)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هَمَّتُهُ الْمَدِينَةُ حَتَّى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهَذَا لَكَ يَهْلِكُ (متفق عليه) 16-2233

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُغْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ (رواه البخاری) 17-2234

وَعَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِنْتُ قَيْسٍ قَالَتْ

سَمِعْتُ مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُنَادِي الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزِمُ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَذَرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنِّي وَاللَّهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِأَنْ تَمِيمَ الدَّارِي كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافِقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ بِهِ عَنِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بِحَرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لُحْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعَبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ فَأَرْفَأَ إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ فَجَلَسُوا فِي أَقْرَبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَيْفَرِ الشَّعْرِ لَا يَذَرُونَ مَا قَبْلَهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثَرَةِ الشَّعْرِ قَالُوا وَيْلَكَ مَا أَنْتَ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ أَنْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمِعْتُ لَنَا رَجُلًا فَرَقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً قَالَ فَاَنْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ مَا رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَاشْدَهُ وَثَاقًا مَجْمُوعَةً يَدَّاهُ إِلَى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا أَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُكُمْ عَلَى خَبَرِي فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ قَالُوا نَحْنُ أَنْاسٌ مِنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ

نے رسول معظم ﷺ کی طرف سے منادی کرنے والے کو یہ پکارتے ہوئے سنا۔ نماز کے لیے جمع ہو جاؤ چنانچہ میں مسجد میں گئی اور رسول محترم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ مسکرارہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی مرغوب چیز کے لیے اور نہ ہی دشمن سے ڈرانے کے لئے جمع کیا ہے۔ البتہ میں نے تمہیں اس لیے جمع کیا ہے۔ تمیم داری نصرانی تھا وہ آیا۔ اس نے بیعت کی اور اسلام قبول کر لیا۔ اس نے مجھے مسیح دجال کے متعلق بتایا ہے جو میں تمہیں بتا چکا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا وہ ان تیس رہتا کے ساتھ پانی کی بڑی کشتی میں سوار ہوا۔ جن کا تعلق لُحْم اور جُذَام قبیلے کے ساتھ تھا۔ ایک ماہ کشتی سمندر میں موجوں کے تھپڑے کھاتی رہی۔ سورج غروب ہونے کے قریب کشتی کو ایک جزیرے کے قریب لنگر انداز کر دیا گیا۔ چنانچہ سب چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے وہاں انہیں ایک ایسا جانور ملا جس پر گھنے اور سخت بال تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ انہیں اس کے اگلے پچھلے حصہ کا علم نہ ہو سکا۔ انہوں نے کہا تجھ پر افسوس ہے تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں جاسوس ہوں انہوں نے پوچھا جاسوسی کا مطلب کیا؟ اس نے کہا لوگو اس شخص کے پاس چلو جو اس محل میں رہتا ہے۔ وہ تمہاری باتیں سننے کا مشتاق ہے۔ تمیم داری نے بیان کیا کہ جب اس نے ایک شخص کا ذکر کیا تو ہمیں جاسوس سے خوف ہوا کہ کہیں شیطان نہ ہو تمیم داری نے بتایا ہم تیز تیز چلتے ہوئے محل میں

بَحْرِيَّةٌ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا فَدَخَلْنَا
الْجَزِيرَةَ فَلَقِينَا ذَا بَّةَ أَهْلَبُ فَقَالَتْ أَنَا
الْجَسَّاسَةُ ائْجِدُونِي إِلَى هَذَا فِي الدَّيْرِ فَأَقْبَلْنَا
إِلَيْكَ سِرَاعًا فَقَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ
بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّهَا
تُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ
الطُّبْرِیَّةِ هَلْ فِيهَا مَاءٌ قُلْنَا هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ
قَالَ إِنْ مَاءٌ هَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ قَالَ
أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرٍ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ
وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قُلْنَا نَعَمْ هِيَ
كَثِيرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَاءِ هَا قَالَ
أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأَمِّيِّينَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ
خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَشْرِبُ قَالَ أَقَاتَلَهُ
الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ
فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ
وَأَطَاعُوهُ قَالَ أَمَّا إِنْ ذَلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ
يُطِيعُوهُ وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي أَنَا الْمَسِيحُ
الدُّجَالُ وَإِنِّي يُوشِكُ أَنْ يُؤَذَّنَ لِي فِي
الْخُرُوجِ فَأَخْرُجُ فَأَسِيرُ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدْعُ
قَرْبَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ
وَطَبِئَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا
أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي
مَلَكٌ بِيَدِهِ السِّيفُ صَلَاتَايُضِدْنِي عَنْهَا وَإِنْ
عَلَى كُلِّ نَقَبٍ مِنْهَا مَلَكَةٌ يَحْرُسُونَهَا قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي
الْمَنْبَرِ هَذِهِ طَبِئَةُ هَذِهِ طَبِئَةُ هَذِهِ طَبِئَةُ هَذِهِ

داخل ہوئے تو وہاں ایک بہت بڑا انسان تھا ہم نے اتنی بڑی
قد و قامت اور مضبوط انسان پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ جکڑا
ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ جکڑے
ہوئے تھے۔ اس کے دونوں گھٹنے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیر
سے بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے پوچھا افسوس تو کون ہے؟
اس نے جواب دیا میرے بارے میں تو تمہیں علم ہو چکا ہے
تم مجھے بتاؤ کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم عربی باشندے ہیں۔
ہم کشتی میں سوار ہوئے سمندر کی موجوں نے ہمیں ایک ماہ
تک گھیرے رکھا ہم جزیرے میں داخل ہوئے تو ہماری
ملاقات ایک ایسے جانور سے ہوئی جس کے جسم پر گھنے بال
تھے۔ اس نے بتایا کہ میں جاسوس ہوں۔ تم لوگ اس محل میں
چلو۔ تو ہم سب رفتاری سے تیری طرف چل پڑے۔ اس
نے کہا تم مجھے بیسان بستی کی کھجوروں کے متعلق بتاؤ ہم نے
کہا اس کے بارے میں تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا
میں تم سے پوچھتا ہوں کیا وہ کھجوریں پھل دے رہی ہیں۔
ہم نے کہا ہاں اس نے بتایا یاد رکھو عنقریب وہ بار آور نہیں
ہوا کریں گی۔ اس نے پوچھا مجھے بحیرہ طبریہ کے بارے میں
بتاؤ ہم نے پوچھا کہ بحیرہ ”طبریہ“ کے بارے میں کیا پوچھنا
چاہتا ہے؟ اس نے وضاحت کی کیا اس میں پانی ہے؟ ہم
نے اس کو بتایا کہ اس میں بے انتہا پانی ہے۔ اس نے بتایا
عنقریب اس کا پانی ختم ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ تم مجھے
ذغر کے چشمے کے بارے میں بتاؤ اس نے پوچھا کہ کیا اس
چشمہ میں پانی موجود ہے اور وہاں کے باشندے اس پانی
سے زراعت کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں! اس میں بے
بہا پانی اور وہاں کے باشندے اس کے ذریعے زراعت
کر رہے ہیں اس نے کہا تم مجھے نعی امین کے بارے میں
بتاؤ۔ اس نے کیا کہا ہے؟ ہم نے بتایا وہ مکہ چھوڑ کر مدینہ

يَغْنِي الْمَدِينَةَ أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدُّ تُعُكُم فَقَالَ
النَّاسُ نَعَمْ أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ
الْيَمَنِ لَا بَلَّ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَأَوْ مَا
بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ (رواه مسلم) برقم:
18-2235 (۴۹۳۴)

آگئے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس نے عرب سے جنگ کی
ہے ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا ان کا مقابلہ کیسا رہا۔ ہم
نے بتلایا کہ وہ نبی عرب کی قریبی وادیوں پر غالب آچکا ہے
اور وہاں کے لوگوں نے اس کی اطاعت کی ہے۔ اس نے
تاکید استفسار کیا کہ کیا ایسا ہو چکا ہے ہم نے کہا ہاں۔ اس

نے کہا خبردار اس کی اطاعت کرنا یہ اطاعت کرنے والوں کے لیے بہتر ہے۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں۔ میں
مسح دجال ہوں یقیناً جلد ہی مجھے نکلنے کی اجازت مل جائیگی۔ میں ظاہر ہوں گا۔ چالیس دن میں زمین پر پھر جاؤں گا مکہ
مکرمہ اور مدینہ کے علاوہ ہر بستی میں جاؤں گا۔ ان دونوں میں جانے کی مجھے اجازت نہیں ہے۔ جب بھی میں ان دونوں
میں سے کسی میں داخل ہونا چاہوں گا تو میرے سامنے فرشتہ ہو گا۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہو گئی۔ وہ مجھے اس میں جانے
سے روک دے گا۔ بلاشبہ مدینہ کی ہر جانب پر فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر لاٹھی مارتے
ہوئے فرمایا یہ طیبہ ہے یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے۔ آگاہ رہو! کیا میں تمہیں بتا یا نہ کرتا تھا؟ سب لوگوں لوگوں نے
کہا جی بلاشبہ۔ خبردار! بلاشبہ وہ شام یا یمن کے سمندر میں ہے۔ نہیں! وہ مشرق کی جانب ہے۔ اور آپ ﷺ نے ہاتھ کے
ساتھ مشرق کی جانب اشارہ کیا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ قَالَ رَأَيْتُنِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ
رَجُلًا أَدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَوْهُ مِنْ آدَمَ
الرَّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَأَوْهُ مِنَ
اللَّمَمِ قَدْ رَجَلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَكَأً عَلَى
عَوَاقِي رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ
هَذَا فَقَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ قَالَ ثُمَّ إِذَا
أَنَا بِرَجُلٍ جَعِدَ قَطِطٍ أَغْوَرَ الْعَيْنِ الْيَمْنَى كَأَنَّ
عَيْنَهُ عِنَبَةً طَافِيَةً كَأَشْبَهُهُ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ
بِابْنِ قُطَيْنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَي رَجُلَيْنِ
يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا هَذَا
الْمَسِيحُ الدَّجَالُ (متفق عليه).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم
ﷺ نے فرمایا۔ میں نے اپنے آپ ﷺ کو آج کی رات
خواب میں کعبہ کے پاس پایا میں نے دیکھا گندمی رنگ
والے لوگوں میں ایک شخص نہایت خوبصورت دکھائی دے رہا
ہے۔ اس کے بال کانوں کے نچلے کناروں سے نیچے تھے
۔ وہ اس طرح خوب صورت دکھائی دے رہے تھے۔ جیسے تم
اس قسم کے بال رکھنے والوں میں سے کسی کو بہت زیادہ خوب
صورت خیال کرتے ہو۔ اس نے بالوں میں کنگھی کی ہوئی
تھی۔ اس کے بالوں سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔ وہ
دو آدمیوں کے کندھوں پر ٹیک لگا کر بیت اللہ کا طواف کر رہا
تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ مسیح بن مریم
ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر میں ایک اور شخص کے پاس

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ فِي الدَّجَالِ رَجُلٌ أَحْمَرُ
جَسِيمٌ جَعَلَ الرَّأْسِ أَعْوَزَ عَيْنِ الْيَمْنَى أَقْرَبُ
النَّاسِ بِهِ شَبَهَا ابْنَ قَطْنٍ وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي
هُرَيْرَةَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ
مِنْ مَغْرِبِهَا فِي بَابِ الْمَلَا حِمٍ وَسَنَذْكُرُ
حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي
النَّاسِ فِي بَابِ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ إِنْشَاءَ اللَّهِ
تَعَالَى. 19-2236

تھا جسکے بال معمولی کنکھریا لے تھے۔ اس کی دائیں آنکھ کافی
تھی۔ گویا کہ اس کی آنکھ منقہ کی طرح پھولی ہوئی تھی۔ جن کو
میں نے دیکھا ہے ان میں سے وہ ابن قطن سے بہت مشابہ
تھا وہ دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے
بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟
طواف کرنے والوں نے بتایا یہ مسیح دجال ہے۔ (بخاری و
مسلم) دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دجال
کے بارے میں بتایا کہ وہ سرخ رنگ کا بھاری جسم والا

کنکھریا لے بالوں والا ہوگا اور اس کی دائیں آنکھ کافی ہوگی لوگوں میں سے ابن قطن اس سے ملتا جلتا ہے اور حضرت ابو
ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت میں اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا۔ یہ حدیث باب الملاحم
میں گزر چکی ہے۔ اور ہم عنقریب عبداللہ بن عمر کی حدیث رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے قصہ ابن صیاد کے باب میں ذکر
کریں گے۔

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ عَنِ الدَّجَالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ
قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ
جَبَلٌ خُبْرٍ وَنَهْرٌ مَاءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ
مِنْ ذَلِكَ (متفق عليه) 20-2237

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھ سے زیادہ کسی نے بھی
رسول محترم ﷺ سے دجال کے بارے میں نہیں پوچھا۔
بے شک آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تجھے تکلیف نہیں پہنچا
سکے گا۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ روٹیوں کا
پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی آپ ﷺ نے جواب دیا۔ وہ اللہ
کے ہاں اس سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ (بخاری و مسلم)



خلاصہ باب

- ۱۔ قیامت کے قریب دجال دابۃ الارض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور جوج و ماجوج کا ظہور ہوگا۔
- ۲۔ آگ لوگوں کو میدانِ حشر کی طرف اکٹھا کرے گی۔
- ۳۔ سخت ترین آندھیاں چلیں گی۔
- ۴۔ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔
- ۵۔ توبہ کا موقع ختم کر دیا جائے گا۔
- ۶۔ تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیام قیامت سب سے بڑا فتنہ دجال کا ہوگا۔
- ۷۔ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔
- ۸۔ دجال بڑے بڑے کرشموں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرے گا۔
- ۹۔ دجال کے سر پر بال گھنے ہونگے۔
- ۱۰۔ دجال زبردست محافظوں کے ساتھ چلے گا۔
- ۱۱۔ اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے خصوصی پیروکار ہوں گے۔
- ۱۲۔ دجال مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔
- ۱۳۔ دجال شام کے علاقے میں ہلاک ہوگا۔
- ۱۴۔ قرب قیامت مدینہ کے سات دروازے ہوں گے جن پر ملائکہ پہرے دار ہوں گے۔
- ۱۵۔ حضرت تمیم داری رحمۃ اللہ علیہ نے دجال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔



بَابُ قِصَّةِ ابْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کے بارے میں معلومات

ابن صیاد اصلاً یہودی تھا۔ اس نے ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لیا تھا۔ اس کی عادات اور شکل و صورت دجال کے ساتھ ملتی جلتی تھیں۔ اور یہ جان بوجھ کر ایسی حرکات کرتا کہ لوگ اسے دجال سمجھیں دجال کے بارے میں جو کچھ صحابہ سے سنتا ویسی ہی حرکتیں کرنے کی کوشش کرتا جس کی وجہ سے بعض صحابہ کو شک گزرتا کہ ہو سکتا ہے یہ دجال ہو۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چند صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم ابن صیاد کے پاس گئے۔ تو انھوں نے اسے بنو مغالہ کے قلعہ کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ ان دنوں وہ بلوغت کے قریب تھا۔ اسے علم نہ ہو سکا۔ جب تک آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی کمر پر مارتے ہوئے کہا کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے آپ ﷺ کی طرف غصے سے دیکھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ناخواندہ لوگوں کی جانب بھیجا گیا ہے۔ پھر ابن صیاد نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے اس کو زور سے دبا یا پھر آپ نے فرمایا میں تو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتا ہوں۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ابن صیاد سے استفسار کیا کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟ اس نے کہا کبھی میرے پاس سچی خبر آتی ہے اور کبھی جھوٹی۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ تیرا معاملہ مشتبہ ہے رسول محترم ﷺ نے اس سے پوچھا میں نے تجھ سے ایک بات چھپائی ہے۔ جب کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے یہ بات چھپائی تھی جس روز آسمان پر دھواں نمایاں ہوگا۔ اس نے بتایا وہ دھواں ہے آپ ﷺ نے فرمایا دور ہو جا تو اپنی طاقت سے آگے ہرگز نہ بڑھ سکے گا حضرت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قَبْلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبْيَانِ فِي أُطْمِ بَنِي مُغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأَمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَرَضَهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا بَنِي صَادِقٍ وَكَاذِبٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا وَخَبَأْتُ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ فَقَالَ هُوَ الدُّخَانُ فَقَالَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعُدَّ وَقَلْدَرَكُ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْذُنِي فِيهِ أَنِ اضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلِّطْ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبَى بَنُ

كَعْبٍ ۚ الْأَنْصَارِيُّ يَوْمَئِذٍ النَّخْلُ الَّتِي فِيهَا
ابْنُ صَيَّادٍ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْتَبِ
بِجَذْوَعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتَلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ
صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ
عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ
أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَقْتَبِ بِجَذْوَعِ
النَّخْلِ فَقَالَتْ أَيْ صَافٍ وَهُوَ اسْمُهُ هَذَا
مُحَمَّدٌ فَتَنَاهِيَ ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَوْ
تَرَكَتُهُ بَيْنَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَامَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَتَنِي عَلَى اللَّهِ
بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَالَ فَقَالَ إِنِّي
أَنْذَرُكُمْ مَوْتَهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ
لَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ
قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَغْوَرٌ وَأَنَّ
اللَّهَ لَيْسَ بِأَغْوَرَ (متفق عليه) 1-2238

عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس کی گردن
مارنے کی اجازت دیجیے۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ اگر
یہی دجال ہے تو تو اس پر قابو نہیں پاسکتا۔ اگر یہ دجال نہیں تو
تجھے اس کے قتل میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ابن عمر رضی اللہ
عنہما نے بیان کیا بعد ازاں رسول معظم ﷺ اور ابی بن
کعب انصاری رضی اللہ عنہ چل دیے ان کا ارادہ اس باغیچے کی طرف
تھا۔ جس میں ابن صیاد رہتا تھا آپ چھپ کر آرہے تھے۔
تاکہ ابن صیاد آپ ﷺ سے بے خبر رہے۔ آپ ﷺ ابن
صیاد سے کچھ سننا چاہتے تھے۔ اور اس وقت ابن صیاد اپنی
چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ ہلکی سی آواز میں گنگنا رہا تھا۔ اس
دوران ابن صیاد کی ماں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ
ﷺ کھجور کی شاخوں میں خود کو چھپا رہے تھے تو اس نے
ابن صیاد کو خبردار کیا۔ اے صاف! یہ ابن صیاد کا نام تھا۔ یہ محمد
ہیں ابن صیاد گنگنا نے سے رک گیا۔ رسول مکر ﷺ نے
فرمایا اگر اس کی والدہ اسے چھوڑ دیتی تو اس کا

معاملہ واضح ہو جاتا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول گرامی ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے آپ نے اللہ
کی شان حمد و ثناء بیان کی۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ اور ہر نبی نے اپنی قوم
کو اس دجال سے ڈرایا ہے۔ بے شک نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ میں تمہیں اس کے متعلق ایک ایسی بات
بتلاتا ہوں۔ جس سے کسی پیغمبر نے اپنی قوم کو مطلع نہیں کیا۔ تم جان لو کہ دجال کا نام ہے اور یقیناً اللہ کا نام نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَغْنِي ابْنُ
صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ هُوَ
أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
أَمَنْتُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ مَاذَا تَرَى
ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے کسی بازار
میں ابن صیاد سے ملے۔ رسول معظم ﷺ نے اس سے کہا۔
کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کیا
آپ ﷺ گواہی دیتے ہیں میں کہ اللہ کا رسول ہوں؟ رسول
گرامی ﷺ نے جواب دیا۔ میں اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں

قَالَ أَرَىٰ عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرَىٰ عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ قَالَ وَمَا تَرَىٰ قَالَ أَرَىٰ صَادِقِينَ وَكَاذِبًا أَوْ كَاذِبِينَ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِبِيسَ عَلَيْهِ فَذَعُوهُ (رواه مسلم) 2-2239

اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں تو کیسا دیکھتا ہے۔ اس نے بتایا میں پانی پر تخت دیکھتا ہوں رسول معظم ﷺ نے فرمایا تو سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے اور تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ اس نے جواب دیا میں دو سچے اور ایک جھوٹے شخص کو یا دو جھوٹے اور ایک سچے شخص کو دیکھتا ہوں

رسول مکر ﷺ نے فرمایا اس پر خلط ملط ہو چکا ہے اس کو چھوڑ دو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ أَنَّ بَنَ صَيَّادٍ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ثُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ (رواه مسلم) 3-2240

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابن صیاد نے رسول محترم ﷺ سے جنت کی مٹی کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میدے جیسی خالص کستوری کی طرح ہے۔

وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنَ عُمَرَ ابْنَ صَيَّادٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا أَغْضَبَهُ فَأَتَفَخَ حَتَّى مَلَأَ السُّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَكَ اللَّهُ مَا أَرَدْتَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضَبِي بَغْضِبِهَا (رواه مسلم) 4-2241

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ابن صیاد سے مدینہ کی گلی میں ملے۔ انہوں نے اسے کوئی بات کہی جس سے وہ ناراض ہوا اور بگڑ گیا اس نے راستہ روک لیا۔ بعد ازاں ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے پاس گئے انہیں اس واقعہ کے متعلق پتہ چل چکا تھا۔ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تیرا ابن صیاد کے ساتھ کیا واسطہ کیا تو

جانتا نہیں نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا۔ دجال کا خروج ہوگا اور وہ ناراض ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَيَّادٍ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ لِي مَا لَقِيتُ مِنَ النَّاسِ يَزْعُمُونَ أَنِّي الدَّجَالُ أَلَسْتُ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّهُ لَا يُولَدُ لَهُ وَقَدْ وُلِدَ لِي الْيَسَ قَدْ قَالَ وَهُوَ كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمٌ أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ وَلَا مَكَّةَ وَقَدْ أَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَأَنَا أُرِيدُ مَكَّةَ ثُمَّ قَالَ لِي فِي آخِرِ قَوْلِهِ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا عَلَمُ مَوْلَدُهُ وَمَكَانُهُ وَإِنِّي

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں مکہ تک ابن صیاد کے ساتھ گیا اس نے مجھے کہا میں کئی لوگوں سے ملا ہوں جو مجھے دجال خیال کرتے ہیں۔ کیا تو نے رسول معظم ﷺ سے سنا نہیں؟ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا؟۔ دجال کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ جبکہ میری اولاد ہے کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ دجال کافر ہوگا۔ جبکہ میں مسلمان ہوں کیا آپ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا۔ وہ مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہوگا۔ جبکہ میں مدینہ منورہ سے آ رہا ہوں۔ اور میں

هُوَ أَعْرِفَ أَبَاهُ وَأُمَّهُ قَالَ فَلَبَّسَنِي قَالَ قُلْتُ لَهُ
تَبَا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ قَالَ وَقِيلَ لَهُ أَيْسُرُكَ
أَنْتَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ
مَا كَرِهْتُ (رواه مسلم) 5-2242

مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہوں پھر اس نے آخر میں کہا 'سُو اللہ کی
قسم! میں دجال کے پیدا ہونے اور اس کے ٹھکانے کو جانتا
ہوں۔ (کہ وہ کہاں پیدا ہوگا) نیز وہ کہاں ہے۔ اور میں اس
کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں

اس نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا کہتے ہیں میں نے اس سے کہا تو تباہ ہو جائے۔ حضرت ابوسعید کہتے ہیں۔ ابن صیاد سے پوچھا
گیا کیا تجھے پسند ہے کہ تو ہی دجال ہو؟ اس نے کہا۔ اگر مجھ میں وہ باتیں پائی جائیں میں برا نہ سمجھوں گا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَقِيتُهُ وَقَدْ نَفَرْتُ
عَيْنُهُ فَقُلْتُ مَتَى فَعَلْتَ عَيْنُكَ مَا أَرَى قَالَ
لَا أَدْرِي قُلْتُ لَا تَدْرِي وَهِيَ فِي رَأْسِكَ
قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ خَلَقَهَا فِي عَصَاكَ قَالَ
فَنَخَرَ كَأَشَدِّ نَخِيرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ (رواه
مسلم) 6-2243

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ میں ابن صیاد
سے ملا اور اس کی آنکھ متورم تھی۔ میں نے کہا تیری آنکھ کو کیا
ہوا! جو میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ میں
نے کہا تجھے معلوم نہیں جبکہ آنکھ تیرے سر میں ہے؟ اس نے
کہا۔ اگر اللہ چاہے تو آنکھ کو تیرے عصا میں پیدا کر دے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ میں نے ابن صیاد
کو گدھے کی ہینگنے کی طرح چیختے ہوئے سنا۔ (مسلم)
حضرت محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میں نے
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا وہ قسم اٹھا کر کہتے تھے
کہ ابن صیاد دجال ہے۔ میں نے پوچھا آپ اللہ کی قسم اٹھا
کر کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ
اس بات پر نبی محترم ﷺ کے پاس قسم اٹھاتے تھے تو نبی مکرم
ﷺ نے ان کی بات کا انکار نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى
قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَخْلِفُ بِاللَّهِ
أَنَّ ابْنَ الصَّيَادِ الدَّجَالَ قُلْتُ تَخْلِفُ بِاللَّهِ
قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَخْلِفُ عَلَى ذَلِكَ
عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ ﷺ (متفق
عليه) 7-2244

خلاصہ باب

- ۱۔ ابن صیاد ایمان کا دعویٰ کرتا تھا لیکن حقیقتاً یہودی تھا۔
- ۲۔ ابن صیاد میں دجال کی کافی نشانیاں پائی جاتی تھیں۔
- ۳۔ وہ غائب کی خبریں بھی دیا کرتا تھا۔
- ۴۔ اس کی ایک آنکھ پھولی ہوئی تھی۔

بَابُ نُزُولِ عِيسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۚ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۚ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝ (النساء: 4-156)

”اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو قتل کیا حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے۔ بلکہ ان کے لیے یہ معاملہ مشتبہ ہو گیا اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک میں ہیں اس بات کا ان کے پاس کوئی صحیح علم نہیں۔ وہ فقط گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اسے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ پر ضرور ایمان لے آئے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔“

قرآن مجید کے اس ارشاد کی روشنی میں امت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنفس نفیس آسمانوں پر اٹھالیے گئے ہیں اور قیامت کے قریب وہ دنیا میں تشریف لائیں گے جس حالت اور جس انداز اور جس علاقے میں ان کا نزول ہوگا رسول محترم نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا بیان فرمایا۔ وہ نہ صرف دنیا میں دوبارہ جلوہ گر ہوں گے بلکہ اس زمانے میں امت مسلمہ کے پیشوا حضرت امام مہدی کے ساتھ مل کر دجال کو قتل کریں گے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرّم ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے عنقریب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں عادل حکمران بن کر نازل ہوں گے وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال کی بہتات ہو جائے گی کوئی بھی مال لینے کو تیار نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو ”کوئی اہل کتاب میں ایسا باقی نہیں رہے گا۔ جو عیسیٰ کی وفات سے قبل ان پر ایمان نہ لے آئے گا۔“ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُؤْهِكُنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجُزْيَةَ وَيُفِيضَ الْمَالَ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَقْرَأُ وَإِنْ هِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ الْآيَةَ (متفق عليه) 1-2245

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلًا فَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَنَّ الْخَنَزِيرَ وَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ وَلَيَتْرُكَنَّ الْقَلَاصَ فَلَا يَسْعَى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشُّحْنَاءُ وَالتَّبَاغِضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَيَدْعُونَ إِلَى الْعَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ (رواه مسلم) وَفِي رِوَايَةٍ لُهُمَا قَالَ كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ. 2-2246

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ کی قسم! عیسیٰ علیہ السلام عادل حکمران کی حیثیت سے آسمان سے نازل ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو مار دیں گے، ٹیکس ختم کر دیں گے اور اونٹنیوں کو چھوڑ دیں گے۔ ان سے کام نہیں لیا جائے گا۔ عداوت، بغض اور حسد ختم ہو جائے گا لوگوں کو مال کی طرف بلایا جائے گا لیکن کوئی بھی مال لینے کے لیے رضا مند نہیں ہوگا۔ (مسلم) (مسلم کی روایت میں ہے کہ تمہاری کیا حالت ہوگی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم پر امام بن کر نازل ہوں گے۔

فہم الحدیث

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حدیث میں جو امام کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ امت کے امام ہونگے۔ امت کے امام تو حضرت امام مہدی ہونگے۔ حضرت عیسیٰ بحیثیت حکمران نازل ہونگے۔ اور لوگوں کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھائیں گے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں وضاحت ہو رہی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَزَالُ طَائِفَتَيْنِ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ قَالَ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ تَعَالَى صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ لَا إِنْ بَغَضَكُمْ عَلَى بَعْضِ أُمَرَاءِ تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الْأُمَّةَ (رواه مسلم) 3-2247

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا۔ قربِ قیامت تک غالب رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے۔ مسلمانوں کے امیر کہیں گے۔ آپ آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نہیں بے شک تم میں بعض لوگ بعض کے امیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت سے نوازا ہے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امام نہیں امام مہدی کے مقتدی ہوں گے۔
- ۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتِ محمدیہ کے عادل حکمران ہوں گے۔
- ۳۔ وہ صلیب کو توڑیں گے۔
- ۴۔ حضرت عیسیٰ جزیہ ختم کر دیں گے۔

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ وَإِنَّ مَن مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ

قرب قیامت کے متعلق اور اس بات کا بیان کہ جو شخص فوت ہو گیا اس پر قیامت قائم ہوگئی رسولِ محترم ﷺ نے قیامت کی نشانیوں اور ہولناکیوں کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ امت کو آگاہ فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ اس بات کا شعور عنایت فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے لیے تو اصلاً قیامت برپا ہو جاتی ہے کیونکہ قیامت کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا اور اپنے اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ قیامت سے پہلے مرنے والے کے ساتھ یہ عمل قبر میں شروع ہو جاتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا کہ ہر مرنے والے پر قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ موت اور قیامت میں اس لحاظ سے بھی مماثلت پائی جاتی ہے کہ قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد لوگ اعمال کی بنیاد پر اپنا اپنا انجام پائیں گے۔ یہی صورت حال مرنے والے کو قبر میں درپیش آتی ہے۔ بد کو جہنم کی ہولناکیوں سے واسطہ پڑتا ہے اور نیک آدمی کو جنت کے نظاروں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کے ساتھ آپ ﷺ نے یہ بھی بتلایا اس وقت جو بھی ذی روح موجود ہے وہ سو سال کے بعد اس دنیا میں نہیں ہوگا۔ اس سے لوگوں کے اس باطل عقیدہ کی بھی نفی ہوتی ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کو پانیوں کا بادشاہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والی شخصیت سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنا صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ

”اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ قتادہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں رسولِ مکرم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔ شعبہ کہتے ہیں میں نے قتادہ کو اپنے بیان میں فرماتے ہوئے سنا جیسا کہ ان دونوں میں سے ایک کو دوسری پر برتری حاصل ہے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کیا انہوں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے یا قتادہ کا قول ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبیِ محترم ﷺ کو وفات سے ایک ماہ قبل یہ فرماتے ہوئے سنا۔ تم مجھ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہو، جبکہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اس وقت روئے

عَنْ شُعْبَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُولُ فِي قَصَصِهِ كَفَضْلٍ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَلَا أَدْرِي أَذْكَرُهُ عَنْ أَنَسٍ أَوْ قَالَ قَتَادَةَ (متفق عليه) 1-2248

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِشَهْرٍ تَسْأَلُونَنِي عَنِ السَّاعَةِ إِنَّمَا عَلِمْتُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَأُقْسِمُ بِاللَّهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مِّنْفَوْسَتِيَا بَنِي عَلَيْهَا

مِائَتُ سَنَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ (رواہ مسلم)

2-2249

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَأْتِي مِائَتُ سَنَةٍ وَعَلَى الْأَرْضِ نَفْسٌ

مَنْفُوسَةٌ الْيَوْمَ (رواہ مسلم) 3-2250

زمین پر کوئی ایسی جان نہیں جس پر سو سال گزریں اور وہ پھر بھی زندہ رہے۔ (مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آج جو لوگ بقید حیات ہیں ان میں سے کوئی بھی سو سال بعد زمین پر موجود نہیں رہے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ يَأْتُونَ النَّبِيَّ ﷺ فَيَسْأَلُونَهُ عَنِ السَّاعَةِ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلَى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُولُ إِنْ يَعْشُ هَذَا لَا يُدْرِكُهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْكُمْ

سَاعَتُكُمْ (متفق علیہ) 4-2251

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کچھ دیہاتی نبی مکرم ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے قیامت کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے ان میں سے سب سے چھوٹے کی طرف دیکھا اور فرمایا، اگر یہ شخص زندہ رہا اس پر بڑھا پانہیں آئے گا کہ تم پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس وفد میں ایک بچہ اور دوسرے لوگ معمر تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تم لوگ اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے فوت ہو جاؤ گے۔ آدمی کا فوت ہونا اس کے لیے قیامت برپا ہونے کے مترادف ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ جو مر گیا گویا اس پر قیامت قائم ہو گئی۔
- ۲۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے سو سال کے بعد اس وقت کے لوگ زندہ نہ رہے۔
- ۳۔ ہمیشہ زندہ رہنا رب کبریا کی شان ہے۔



بَاب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى أَشْرَارِ النَّاسِ

قیامت صرف بُروں پر قائم ہوگی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے اسی کی خاطر انسان کو تمام سہولتیں رعایتیں اور نعمتیں عطا فرمائی ہیں تاکہ انسان اس سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے رب کا شکر یہ اور اس کی عبادت اور تابع داری کرتا رہے۔ قیامت کے قریب انسان جب اس مقصد کو یکسر فراموش کر دیں گے تو ایسے اشرا لوگوں پر قیامت برپا کر دی جائے گی گویا کہ قیامت اس بات کا عملی اعلان ہوگا کہ اب اس کائنات کا مقصد فوت ہو چکا ہے لہذا ہر چیز کو ختم کرنے کے ساتھ تمام جنات اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا جائے تاکہ ہر کسی کو اس کے اعمال کا نتیجہ دکھلایا جائے۔ آپ ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ قیامت برپا ہونے سے پہلے نیک لوگ فوت کر دیے جائیں گے یہ نیک لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل ہوگا کہ رب کریم انہیں قیامت کی بہت سی ہولناکیوں سے بچالیں گے۔ اور قیامت صرف فاسق اور فاجر لوگوں پر قائم ہوگی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر اللہ اللہ کی آواز آنا ختم نہ ہو جائے گی ایک روایت میں ہے قیامت ایسے شخص پر قائم نہیں ہوگی، جو اللہ اللہ کہنے والا ہوگا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت تو مخلوق میں سے بدتر لوگوں پر قائم ہوگی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولِ معظم ﷺ نے فرمایا! اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دوس قبیلہ کی عورتیں اپنے کو لہے ذوالخلصہ نامی بت کے گرد نہ منکائیں گی۔ ذوالخلصہ قبیلہ دوس کے ایک بت کا نام ہے۔ جسکی وہ زمانہ جاہلیت میں عبادت کیا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ میں نے رسولِ محترم ﷺ کو فرماتے سنا۔ رات اور دن اس وقت تک ختم نہیں

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لَا يُقَالَ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ اللَّهُ وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ (رواه مسلم) 1-2252

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ الْخَلْقِ (رواه مسلم) 2-2253

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلْيَاثُ نِسَاءٍ دَوْسٍ حَوْلَ ذِي الْخَلَصَةِ وَ دُؤَالِ الْخَلَصَةِ طَاغِيَةً دَوْسِ التِّي كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ (متفق عليه) 3-2254

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ

وَالنَّهَارُ حَتَّى يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزَّى فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَا ظَنُّ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ
هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ
أَنْ ذَلِكَ تَأْمًا قَالَ إِنَّهُ سَيَكُونُ مِنْ ذَلِكَ مَا
شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتُوفَى كُلُّ
مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خُرْدٍ مِنْ
إِيمَانٍ فَيَبْقَى مَنْ لَا خَيْرَ فِيهِ فَيَرْجَعُونَ إِلَى دِينِ
آبَائِهِمْ (رواه مسلم) 4-2255

ہوں گے جب تک لات و عزی کی عبادت نہ ہونے لگ
جائے گی۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! میں سمجھتی
تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اللہ تو وہ
ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچا دین عطا
کر کے بھیجا تا کہ اس کو دوسرے تمام دینوں پر غالب کر
دے۔ اگرچہ مشرکین اسے ناپسند جانیں“ پھر بھی یہ دین
غالب ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جب تک
چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک لطیف ہوا بھیجے گا۔ جس سے ہر وہ
فحش فوت ہو جائے گا جس کے دل میں رائی

کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ تو وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ
جائیں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ الدَّجَالُ فَيَمُكُّ أَرْبَعِينَ
لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ عَامًا فَيَبْعَثُ
اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُودٍ
فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمُكُّ فِي النَّاسِ سَبْعَ
سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ الثَّانِي عِدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ
رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ
الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ
إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ
فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ قَالَ
فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِيفَةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ
السَّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرِوْفًا وَلَا يُنْكِرُونَ
مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ أَلَا
تَسْتَحْيُونَ فَيَقُولُونَ فَمَا تَأْمُرُنَا فَيَأْمُرُهُمْ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔
رسول مکرم ﷺ نے فرمایا دجال نکلے گا اور چالیس تک رہے
گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں۔ مجھے نہیں
معلوم چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال تھے پھر اللہ تعالیٰ
عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو نازل کریں گے۔ گویا کہ وہ عروہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مشابہ ہوں گے۔ وہ دجال کو تلاش کریں
گے اور اسے ہلاک کر دیں گے اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام
سات سال تک دنیا میں رہیں گے ہر دو انسانوں کے
درمیان کوئی عداوت نہیں رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی
طرف سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا اور زمین پر کوئی بھی ایسا نہیں
رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا یہاں تک کہ
اگر کوئی پہاڑ کے اندر بھی داخل ہو تو وہ اس تک پہنچ جائے گی
اور اس کی جان قبض کر لے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے
بعد بدترین لوگ رہ جائیں گے۔ جو پرندوں کی مانند تیز

بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ دَارٌ رِزْقُهُمْ
حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَلَا
يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْغَى لَيْتًا وَرَفَعَ لَيْتًا قَالَ
فَأَوَّلُ مَنْ يُسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ
فَيَضَعُ وَيَضَعُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا
كَأَنَّهُ الطَّلُ فَيَنْبُثُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ
فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ثُمَّ يُقَالُ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ قِفُوا هُمْ إِنَّهُمْ
مَسْئُولُونَ فَيُقَالُ أَخْرِجُوا بَعَثِ النَّارَ فَيُقَالُ
مِنْكُمْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعٌ مِائَةٌ
وَتِسْعَةٌ وَتُسْعِينَ قَالَ فَذَلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ
الْوِلْدَانَ شِيبًا وَذَلِكَ يَوْمٌ يُكْشَفُ عَنْ
سَاقٍ (رواه مسلم) 5-2256

طرار اور درندوں کی طرح سخت ہوں گے۔ وہ نہ بھلائی کے
متعلق جانتے ہوں گے اور نہ برائی کو برا جانیں گے۔
شیطان ان کے پاس انسانی شکل میں جا کر کہے گا۔ کیا تمہیں
شرم وحیا نہیں آتی؟ وہ کہیں گے تو ہمیں کیا حکم دیتا ہے؟ تو
شیطان انہیں بتوں کی عبادت کا کہے گا اور اس حالت میں
بھی انہیں بکثرت رزق مل رہا ہوگا۔ ان کی زندگی عیش
وعشرت والی ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ جو بھی اس کی
آواز سنے گا اپنے سر کو ایک طرف جھکا دے گا اور دوسری
طرف اونچا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، صور کی آواز
سننے والا پہلا شخص وہ ہوگا جو اپنے اونٹوں کے لئے حوض لپ
رہا ہوگا۔ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور لوگ بھی بے ہوش ہو
جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ شبنم کی طرح بارش بھیجے گا۔ اس
سیلوگوں کے جسم نمودار ہوں گے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا

جائے گا، تو سب لوگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ پھر منادی کی جائے گی کہ اے لوگو! اپنے رب کے پاس جلدی پہنچو۔
فرشتوں سے کہا جائے گا ”انہیں روک لو ان سے سوالات کئے جائیں گے“ حکم ہوگا جہنم کی طرف جانے والوں کو نکالو پوچھا
جائے گا۔ کتنوں میں کتنے جہنمی ہیں؟ حکم ہوگا۔ ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنمی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ ایسا دن ہوگا، جو
بچوں کو بوڑھا کر دے گا“ اور یہ ایسا دن ہوگا جس روز پنڈلی سے کپڑا اتارا جائے گا۔“ (مسلم)

فہم الحدیث

قرآن مجید سورہ زمر: 69 میں ہے کہ محشر کے دن جب اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہوئے تو اپنی پنڈلی مبارک سے کپڑا ہٹا دیں گے۔
تب جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک سمجھ کر نماز پڑھتے رہے ہوں گے سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ باقی تمام لوگوں کی کمریں
تختہ ہو جائیں گی۔

خلاصہ باب

- ۱۔ قیامت کے وقت ایک شخص بھی کلمہ پڑھنے والا نہیں ہوگا۔ ۲۔ قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ ۳۔ قیامت کے نزدیک
بے حیائی بہت زیادہ ہوگی۔ ۴۔ قیام قیامت سے پہلے ہلکی اور ٹھنڈی ہوا کے ذریعے مومنوں کی جان قبض کر لی جائے گی۔
- ۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے بعد سات سال تک زندہ رہیں گے۔ ۶۔ قیامت کے نزدیک شرک کا دور دورہ ہوگا۔
- ۷۔ صور پھونکنے کے ساتھ ہی لوگ مرنا شروع ہو جائیں گے۔ ۸۔ دوسرا صور پھونکنے سے پہلے شبنم کی ہلکی بارش ہوگی۔

بَابُ النَّفْخِ فِي الصُّورِ

صور پھونکنے کا بیان

اسلام میں توحید و رسالت کے بعد جس نظریہ پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ عقیدہ آخرت ہے۔ آخرت پر ایمان لائے بغیر اچھے کردار کی حوصلہ افزائی اور شر کو دبانے اور مٹانا ناممکن ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک خیر اور بھلائی کرنے والے کو یہ یقین نہ ہو کہ اگر دنیا میں نیکی کی ترویج اور بھلائی کی قدر افزائی نہیں ہو رہی تو زیادہ غم کی بات نہیں۔ ایک دن تو ایسا آنے والا ہے جب خیر کے ایک ایک جز کے بدلے میں مجھے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ عقیدہ آخرت پر ایمان برائی کی بیخ کنی اور بد کرداری کی حوصلہ شکنی کے لیے اس لئے بھی ضروری ہے کہ ایک ظالم اور سفاک کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ دنیا میں مجھے اگر کوئی پوچھنے اور ٹوکنے والا نہیں آخر میں تو مجھے عدالت کے اس کٹہرے میں کھڑا ہونا ہے جہاں دباؤ جھکاؤ اور کسی قسم کی کرپشن کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے قرآن حکیم میں عقیدہ آخرت کے اثبات اور احساس کے لیے فکری اور نظری دلائل کے ساتھ بہت عملی اور مشاہداتی دلائل ہیں۔ ہر رسول فکری دلائل کے ساتھ عملی اور مشاہداتی دلائل کے ذریعے آخرت کے بارے میں لوگوں کو ایمان و یقین کی دعوت دیا کرتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس عقیدے کے بارے میں اطمینان قلب کیلئے اللہ کے حضور یہ درخواست کی تو انہیں چار پرندوں کو اپنے ساتھ مانوس کرنے کے بعد ذبح کرنے اور مختلف پہاڑوں پر ان کے گوشت پوست کو رکھنے کا حکم دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر پرندے زندہ ہو کر آپ کے پاس آئے گا اسکی تفصیل تیسرے پارے میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں ہزاروں لوگوں کا مرنے کے بعد پھر اٹھ کھڑا ہونا اور قتل کے کیس میں مقتول کا زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ اور مکمل وقوعہ بیان کرنا اس کی تفصیل پہلے پارے میں پائی جاتی ہے۔ حضرت عزیزؑ کا سو سال کے بعد اٹھنا پھر انکے سامنے آنکے گدھے کو دوبارہ زندہ کرنے کا مشاہدہ کروایا جا گیا۔ اصحاب کہف کا تین سو سال سے زائد عرصہ کے بعد اٹھ کھڑا ہونا عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ وہ ناقابل تردید دلائل ہیں جو بڑے بڑے انبیاء کرام کی زبان سے ہی نہیں بلکہ ان کے سامنے عملی طور پر پیش کئے گئے۔ جبکہ آخرت کے عقیدے کے بغیر آدمی کا سنور نامشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرآن مجید اور رسول کریم ﷺ نے تفصیلی دلائل کے ساتھ اس نظریے سے آگاہ فرمایا تاکہ لوگ یوم آخرت کی باز پرس کے لئے اپنے آپ کو آمادہ اور تیار کریں۔ قیامت قائم ہونے سے پہلے اسکی تین قسم کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ پہلے رونما ہونے والیں ان کے بعد واقع ہونے والیں تیسری اور آخری نشانیاں وہ ہیں جو قیامت کے نزدیک ظاہر ہوں گی۔ ان کے ظہور کے بعد قیامت برپا ہونے میں زیادہ مدت نہیں ہوگی۔ تینوں قسم کی نشانیوں اور ہر ایک نشانی کے بعد دوسری کے وارد ہونے میں کتنے سال اور صدیوں کا وقفہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کسی کو علم نہیں۔ البتہ پہلے صور کے ساتھ اس دنیا کی انتہا اور دوسرے کے ساتھ آخرت کی ابتدا ہو جائے گی۔ اور صور پھونکنے والا فرشتہ بھی ساتھ ہی دم توڑ جائے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان عملی شکل میں حرف بحرف سامنے آ جائے گا

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (القصص: ۸۸)

”ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اسکی ذات کے فرمان روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔“ پہلے اور دوسرے صور کے درمیان کتنے سالوں کا وقفہ ہوگا قرآن اور حدیث میں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتلایا گیا۔ جب دوسرا صور پھونکا جائے گا تو اس سے پہلے صحراؤں دریاؤں اور پہاڑوں کو برابر کر کے ایک ایسا چٹیل میدان تیار ہوگا جس میں کسی قسم کی سلوٹ اور نشیب و فراز نہیں پایا جائے گا۔ زمین پر ہلکی بارش کے بعد لوگوں کو زندہ کیا جائے گا۔ میدان حشر کیلئے لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی۔ اور انسان اپنے اعمال کی بنیاد پر محشر کے میدان کی طرف چلیں گے۔ جن میں حسب مراتب سوار یوں پر پیدل چلنے والے اور اللہ کے سرکشوں اور نافرمانوں اور کافروں کو اٹے منہ چل کر رب ذوالجلال کے حضور پیش ہونا ہوگا۔

فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةً وَاحِدَةً ۖ وَخُيِّلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً ۖ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۖ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ . (الحاقة ۶۹، ۷۰، ۷۱)

”پھر جب صور میں پھونک ماردی جائے گی اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا“ اس روز وہ ہونے والا واقعہ پیش آجائے گا۔ اس دن آسمان پھٹے گا اور اس کی بندش ڈھیلی پڑ جائے گی۔“

وَنَفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ ۚ قَالُوا يَا يُونُسُ مَا بَعَثْنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۚ إِنَّ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۚ

(یسین ۳۶، ۵۱ تا ۳۵)

”پھر ایک صور پھونکا جائے گا اور یکا یک سب اپنے رب کے حضور پیش ہونے کیلئے اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے گھبرا کر کہیں گے، ارے یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا کھڑا کیا؟۔ یہ وہی چیز ہے جس کا خدائے رحمن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی۔ ایک ہی زور کی آواز ہوگی اور سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا دو صور پھونکنے کا عرصہ چالیس ہوگا۔ ابو ہریرہ ؓ سے ان کے شاگردوں نے کہا چالیس دن؟ ابو ہریرہ ؓ نے کہا میں یہ نہیں کہتا۔ انہوں نے استفسار کیا چالیس ماہ ہیں؟ ابو ہریرہ ؓ نے جواب فرمایا میں یہ نہیں کہتا۔ نے انہوں پھر پوچھا چالیس سال ہیں؟ ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں میں یہ بھی نہیں کہتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارشوں کو نازل فرمائے گا۔ تو لوگ یوں اگیں گے جس طرح انگوری اگتی ہے۔ آپ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالُوا أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالُوا أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ لَا يَتَلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الدَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق عليه) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ

كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجَبَ الدَّنَبِ
مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ. 1-2257

ﷺ نے فرمایا، انسان کی دچی کے علاوہ ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی۔ روز قیامت اسی سے تمام اعضا کو جوڑا جائے گا۔

(بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انسان کے تمام اعضاء کو مٹی کھا جائے گی۔ لیکن دچی کو نہیں کھائے گی اسی سے پیدا کیا جائے گا اور جوڑا جائے گا۔

فہم الحدیث

پیٹھ کی طرف ریڑھ کی ہڈی کے آخری مہر کو دچی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد ہڈی کا ٹکڑا نہیں بلکہ انسانی جسم کا کوئی سیل مراد ہے۔ جس پر انسانی جسم کی ساخت کا انحصار ہے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ (متفق عليه) 2-2258

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے قبضہ میں لے لے گا۔ اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دائیں ہاتھ میں لے کر فرمائے گا۔ میں ہی بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ، (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَطْوِي اللَّهُ السَّمَوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرْضَ بِشِمَالِهِ وَفِي رَوَايَةٍ يَأْخُذُ بِيَدِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ (رواه مسلم) 3-2259

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی عالم حاضر ہوا اس نے کہا اے محمد ﷺ! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر، اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر رکھا ہوا ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں حرکت دے گا۔ اور اعلان

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى إصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلَى إصْبَعٍ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَى إصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالْثَرَى وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إصْبَعٍ ثُمَّ يَهْزُهُنَّ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا اللَّهُ فَضْحِكُ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَجَّبَا مِمَّا قَالَ الْحَبْرُ تَصْدِيقًا لَهُ ثُمَّ قَرَأَا وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (متفق عليه) 4-2260

کرے گا میں بادشاہ ہوں، میں اللہ ہوں۔ نبی محترم ﷺ تعجب سے مسکرائے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ”انہوں نے اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر نہ پہچانا حالانکہ قیامت کے روز تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے

ہوئے ہوں گے، اللہ ان سے پاک اور بلند ہے جن کو وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں“ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ فَإِنَّ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ قَالِ عَلَى الصِّرَاطِ - (رواه مسلم) 5-2261

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں میں نے رسول محترم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا ”جس دن زمین تبدیل کر دی جائے گی اور آسمان لپیٹ لیے جائیں گے۔ اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، پل صراط پر ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكْوَرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواه البخاری) 6-2262

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز سورج اور چاند لپیٹ دیے جائیں گے۔ (بخاری)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى فَإِذَا نُفِرَ فِي النَّاقُورِ الصُّورُ قَالَ وَالرَّاجِفَةُ النُّفْحَةُ الْأُولَى وَالرَّادِفَةُ الثَّانِيَّةُ (رواه البخاری) 7-2263 (ترجمة باب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کہ ”جب صور میں پھونکا جائے گا“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”الراجفہ“ سے مراد پہلی دفعہ صور پھونکنا ہے اور الرادفہ سے مراد دوسری بار صور پھونکنا ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث کو ترجمۃ الباب میں ذکر کیا ہے۔

فہم الحدیث

امام بخاری حدیث نقل کرنے سے پہلے اس کا عنوان رکھتے ہیں۔ جسے ترجمۃ الباب کہا جاتا ہے۔

خلاصہ باب

۱۔ قیامت کے دن انسان کو اس کی دہچی سے پیدا کیا جائے گا۔ ۲۔ دہچی کے علاوہ جسم کو مٹی کھا جاتی ہے۔ ۳۔ محشر کے دن اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو اپنی انگلیوں پر رکھ کر سوال کریں گے۔ جابر اور متکبر حکمران اب کہاں ہیں؟ ۴۔ چاند اور سورج کو بے نور کر کے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ۵۔ پہلے صور پر کائنات تباہ ہو جائے گی اور دوسرے پر انسانوں کو زندہ کیا جائے گا۔

بَابُ الْحَشْرِ

قیامت کے دن مخلوق کا جمع ہونا

میدانِ محشر میں لوگوں کو بہت سی مشکلات اور کئی قسم کے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑے گا۔ جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا عرش لایا جائے گا، جو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ (الحاقہ پ ۲۹) اللہ تعالیٰ کے جلال اور رب کی وجہ سے عرش سے چرچہ اہٹ کی آوازیں آرہی ہوں گی۔ جو نبی اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال اور اس کے انوار و تجلیات کی وجہ سے کائنات کا ذرہ ذرہ منور ہو جائے گا (الزمر)۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی منکشف فرمائیں گے، تو جو انسان اور جنات دنیا میں اپنے رب کی خالص عبادت کرتے رہے وہ سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ مشرک، کافر اور منافق جھکنے کی کوشش کریں گے، لیکن ان کی کمریں تختہ بن جائیں گی۔

میدانِ محشر میں ملائکہ قطار اندر قطار کھڑے ہوں گے۔ لوگ برہنہ اور اپنے پسینے میں شرابور ہوں گے۔ اعمال کی پیشی اور اللہ تعالیٰ کے جلال کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے لوگ حواس باختہ ہوں گے۔ جہنم کو زنجیروں سے جکڑ کر لوگوں کے سامنے لایا جائے گا۔ نہ معلوم کتنی مدت تک لوگ اس حالت میں رہیں گے۔ بالآخر لوگ انتہائی مجبور ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے، کہ اے ہمارے جد اکبر آپ رب کریم کی خدمت میں ہماری سفارش کریں، کہ ہمارا حساب و کتاب شروع کیا جائے۔ لیکن آدم علیہ السلام معذرت کریں گے۔ لوگ یکے بعد دیگرے مختلف انبیائے کرام کے حضور جائیں گے۔ سب کے انکار پر آخر میں سرورِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوں گے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر مقام محمود پر طویل ترین سجدہ کرتے ہوئے، عرض کریں گے کہ یا اللہ لوگوں کو اپنا حساب پیش کرنے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ کو یہ کہہ کر سجدہ سے اٹھایا جائے گا کہ میرے محبوب آپ کی سفارش کو شرفِ باریابی بخشا جاتا ہے۔

جو نبی لوگوں کا حساب و کتاب شروع ہوگا تو اعمال نامے پرواز کرتے ہوئے خود بخود لوگوں تک پہنچ جائیں گے۔ نیک لوگوں کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامے ملیں گے تو ان کے چہرے منور اور خوشی سے باغِ باغ ہوں گے۔ اور وہ اپنے عزیز واقربا کو یہ کہہ کر اپنا اعمال نامہ پڑھنے کے لیے پیش کریں گے، کہ ہمیں تو پہلے ہی یقین تھا کہ رب کریم ہمارے ساتھ ضرور شفقت و مہربانی فرمائے گا۔

فاسق و فاجر، مشرک اور کافروں کو پشت کی طرف سے سامنے ہاتھ نکال کر بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا۔ اعمال نامہ ملتے ہی ان کے چہرے سیاہ، خوفناک اور انتہائی ذلت آمیز اور بھیانک صورت اختیار کر لیں گے۔ ہر مجرم اس بات کی خواہش کرے گا، کہ کاش میرا حساب و کتاب نہ ہوتا اور میں اس سے پہلے مر کر مٹی کے ساتھ مٹی ہو جاتا۔

حساب و کتاب میں حقوق اللہ کے بارے میں سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا اور حقوق العباد کے سلسلہ میں اولین قتل کے مقدمات نمٹائے جائیں گے۔ اور سب سے پہلے ریاء کار جہنم میں پھینکے جائیں گے۔

الفصل الاول

پہلی فصل

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النِّقْيِ لَيْسَ فِيهَا عِلْمٌ لِأَحَدٍ (متفق عليه) 1-2264

حضرت سہل بن سعد رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز لوگوں کو سرخی مائل سفید زمین پر جمع کیا جائے گا۔ زمین میدے کی روٹی کی مانند ہوگی زمین پر کسی قسم کا نشان نہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

قرآن مجید کا ارشاد ہے، کہ دیکھنے والا اس دن زمین میں کسی قسم کا نشیب و فراز نہیں دیکھ پائے گا۔ یعنی محشر کا میدان بالکل ہموار اور برابر ہوگا۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا یہ اس قدر ہموار ہوگی، جیسے روٹی برابر ہوتی ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَكُونُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّأُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَتَكَفَّأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ نَزْلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ فَاتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمَنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِلَّا أَخْبِرُكَ بِنَزْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلَى قَالَ تَكُونُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَالَ إِلَّا أَخْبِرُكَ بِإِدَائِهِمْ بِالْأَمِّ وَتُونٌ قَالُوا وَمَا هَذَا قَالَ تُونٌ وَتُونٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةٍ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا (متفق عليه) 2-2265

حضرت ابو سعید خدری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن زمین روٹی کی مانند ہوگی۔ اللہ رب العزت اس کو اپنے ہاتھ میں اپنی روٹی کو الٹا سیدھا کریں گے۔ جیسے تم میں سے کوئی شخص دوران سفر الٹی سیدھی کرتا ہے۔ اور یہ روٹی جنت والوں کی مہمانی ہوگی۔ ایک یہودی نے آ کر عرض کیا! اے ابوالقاسم! رحمن آپ پر برکت فرمائے! کیا میں آپ ﷺ کو قیامت کے دن جنتیوں کی مہمانی کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ضرور! اس نے کہا: زمین ایک روٹی کی طرح ہوگی۔ جیسے رسول معظم ﷺ نے بتلایا تھا۔ نبی گرامی ﷺ نے ہماری طرف دیکھا۔ اور اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اور پھر اس یہودی نے کہا! کیا میں آپ ﷺ کو ان کے سالن کے بارے میں نہ

بتلاؤں؟ وہ بالام اور نون ہے۔ صحابہ نے استفسار کیا یہ کیا ہے؟ یہودی نے کہا: اس سے مراد بیل اور مچھلی ہے۔ جس کے جگر کے ٹکڑے کو ستر ہزار افراد کھائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین قسموں میں جمع کیا جائے گا

وَرَاهِبِينَ وَالْأَنَانَ عَلَى بَعِيرٍ وَثَلَاثَةً عَلَى
بَعِيرٍ وَأَرْبَعَةً عَلَى بَعِيرٍ وَعَشْرَةً عَلَى بَعِيرٍ
وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ
قَالُوا وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتَصْبِحُ مَعَهُمْ
حَيْثُ أَصْبَحُوا وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا
(متفق علیہ) 3-2266

ایک قسم امید رکھنے والے۔ دوسری قسم ڈرنے والے اور
دو شخص ایک اونٹ پر، تین شخص ایک اونٹ پر، چار شخص ایک
اونٹ پر اور دس شخص ایک اونٹ پر سوار ہوں گے۔ تیسری قسم
میں باقی ماندہ لوگ ہوں گے جن کو آگ دھکیلے گی۔ جہاں وہ
قیلولہ کریں گے۔ وہ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ وہ ان کے
ساتھ رات گزارے گی، جہاں وہ رات گزاریں گے۔ وہ ان

کے ساتھ صبح کرے گی، جہاں انہوں نے صبح کی ہوگی۔ وہ ان کے ساتھ شام کرے گی، جہاں انہوں نے شام کی ہوگی۔ (بخاری
و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّكُمْ
مَحْشُورُونَ خُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ كَمَا بَدَأْنَا
أَوَّلَ خَلْقٍ نُعَمِّدُهُ وَعَدَا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ
(انبیاء 104/21) وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ
إِبْرَاهِيمُ وَإِنَّ أَنَسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتُ
الشَّمَالِ فَأَقُولُ أَصْحَابِي! أَصْحَابِي! فَيَقُولُ
إِنَّهُمْ لَنْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَيَّ أَغْقَابَهُمْ مُدًّا
فَارْقَتَهُمْ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ
عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ إِلَى قَوْلِهِ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (متفق علیہ) 4-2267

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان
کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تمہیں قیامت کے
دن ننگے پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھایا جائے گا۔ اس
کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”جس طرح ہم
نے ان کو پہلی بار پیدا کیا“ اسی طرح ہم ان کو لوٹائیں گے یہ
وعدہ ہم پہ لازم ہے۔ اور بے شک ہم ایسے ہی کرنے والے
ہیں“ (انبیاء 21-104) قیامت کے دن سب سے پہلے
حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اور میرے
کچھ ساتھیوں کو بائیں جانب یعنی دوزخ کی طرف لے جایا
جائے گا۔ میں کہوں گا: یہ میرے صحابی ہیں یہ میرے صحابی

ہیں۔ وہ فرشتے کہیں گے کہ جب آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے تو یہ دین سے پھر گئے۔ تب میں وہی کہوں گا، جو نیک بندے (عیسیٰ
علیہ السلام) نے کہا تھا ”جب تک میں ان میں رہا ان پر نگران تھا“ آپ نے یہاں تک آیت تلاوت کی۔ اللہ غالب حکمت والا
ہے۔ (مانندہ ۵-۱۱۸) (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ خُفَاةَ عُرَاةٍ غُرْلًا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِيعًا يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى
بَعْضٍ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَلَا مَرُءٌ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول
معموم کے کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ لوگ قیامت کے دن ننگے
پاؤں، ننگے بدن اور بلا ختنہ اٹھائے جائیں گے۔ میں نے
کہا: اے اللہ کے رسول کیا مرد اور عورتیں اکٹھے ہوں گے۔
وہ ایک دوسرے کی جانب دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ (متفق علیہ) 5-2268

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیہ) 6-2269

اس دن کا معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا۔ اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کافر کس طرح منہ کے بل چل کر میدان محشر کی طرف جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا وہ ذات اس بات پر قدرت نہیں رکھتی جس نے دنیا میں ان کو پاؤں پر چلنے کو طاقت دی کہ قیامت کے دن ان کو منہ کے بل چلائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آزر سے ملیں گے۔ اس کے چہرے پر سیاہی اور گرد و غبار ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے فرمائیں گے۔ کیا میں نے تمہیں دنیا میں نہیں کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کریں؟ ان کے والد جواب دیں گے: آج کے دن میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس پر ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کے حضور عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! بے شک آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا، کہ حشر کے دن آپ مجھ کو سوا نہیں کریں گے اور اس سے بڑھ کر کیا ذلت ہو سکتی ہے، کہ میرا باپ ذلیل

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ أَرْزَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَجْهِهِ أَرَزٌ قَهْرَةٌ وَغَبْرَةٌ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِي فَيَقُولُ لَهُ أَبُوهُ أَلَيْسَ يَوْمَ لَا أَغْصِيكَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَلْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُخْزَوْنَ فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدُ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي حَرَمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ ثُمَّ يُقَالُ لِإِبْرَاهِيمَ أَنْظِرْ مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِلَيْخٍ مُتَلَطِّحٍ فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ (رواه البخاری) 7-2270

ہو جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، بلاشبہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا جائے گا: اپنے قدموں کی طرف دیکھو! وہ دیکھیں گے، تو آپ کا باپ گندگی میں تھڑا ہوا بچو ہوگا، جس کو ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْرِقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عَرْقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ أَذَانُهُمْ (متفق علیہ) 8-2271

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے۔ ان کا پسینہ زمین میں ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا۔ اور حتیٰ کہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے سرورِ دوزخ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

وَعَنْ الْمِقْدَادِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مِنْ

الْخَلْقِ حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ فَيَكُونُ
النَّاسُ عَلَى قَدَرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ
مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبِيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى
رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ
يُلْجَمُهُمُ الْعَرَقُ الْجَمًّا وَأَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ (رواه مسلم) 9-2272

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى يَا آدَمُ يَقُولُ لَبَّيْكَ
وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ قَالَ
أَخْرِجْ بَعَثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعَثَ النَّارِ قَالَ مِنْ
كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةَ وَتِسْعِينَ فَعِنْدَهُ
يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمَلٍ
حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ
بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ قَالُوا يَا
رَسُولَ اللَّهِ وَإِنَّا ذَلِكَ الْوَاحِدُ قَالَ أَبْشِرُوا
فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا
ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا
رُبْعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا
ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ أَرْجُو أَنْ
تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا قَالَ مَا أَنْتُمْ
فِي النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السُّودَاءِ فِي جِلْدِ
نُورٍ أَبْيَضٍ أَوْ كَشَعْرَةِ بَيْضَاءٍ فِي جِلْدِ نُورٍ
أَسْوَدَ (متفق عليه) 10-2273

قیامت کے دن سورج لوگوں سے ایک میل کی مسافت پر
ہوگا: لوگوں کا پسینہ ان کے اعمال کے مطابق ہوگا۔ بعض
لوگوں کے ٹخنوں تک، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک
اور بعض کے منہ تک پسینہ ہوگا۔ یہ بیان کرتے ہوئے رسول
معظم ﷺ نے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم نے
فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اے آدم! وہ
کہیں گے: میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! ہر قسم کی خیر
تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: دوزخیوں کی
جماعت الگ کرو۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے: دوزخی کتنے
ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ایک ہزار انسانوں میں سے نو
سوننانوے۔ اس وقت بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ ہر حاملہ کا
حمل گر جائے گا۔ اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ نشہ میں ہوں
گے۔ لیکن حقیقت میں حالتِ نشہ نہیں ہوگی، بلکہ اللہ تعالیٰ کا
عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ
ہزار میں سے ایک شخص ہم میں سے کون ہوگا؟ آپ ﷺ
نے انھیں فرمایا: خوش ہو جاؤ! اس لیے کہ ایک شخص تم میں ہوگا
اور ہزار یا جوج ماجوج سے ہوں گے۔ بعد ازاں آپ ﷺ
نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے
میں امید کرتا ہوں کہ جنتیوں میں چوتھائی تعداد تمھاری ہوگی۔
اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ
جنتیوں میں تعداد کے لحاظ سے تیسرا حصہ تمہارا ہوگا۔

ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں، کہ تم جنت والوں میں نصف ہو گے۔ ہم نے اللہ اکبر کہا۔ آپ
ﷺ نے فرمایا تمہارا تناسب لوگوں میں ایک سیاہ بال کی طرح ہے جو سفید رنگ کے نیل پر ہو۔ یا سفید بال کی مانند جو سیاہ رنگ
کے نیل پر ہو۔ (بخاری، مسلم)

فہم الحدیث

یا جوج ماجوج بھی انسان ہیں یہ اللہ کے منکر ہوں گے، جو قیامت کے قریب دنیا فساد کریں گے۔ اور ان کے ہزار میں سے ایک جنتی ہوگا۔

وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ
وَمُؤْمِنَةٍ يَتَّقِي مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِي الدُّنْيَا رِبَاءً
وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوذُ ظَهْرُهُ طَبَقًا
وَاحِدًا (متفق علیہ) 11-2274

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ میں نے
سرورِ دو عالم ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا پروردگار
اپنی پنڈلی سے کپڑا اٹھائے گا تو سبھی ایمان دار مرد اور عورتیں
اللہ کو سجدہ کریں گے۔ جو لوگ دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے
لیے سجدہ کرتے تھے، وہ باقی رہ جائیں گے۔ وہ سجدہ کرنا
چاہیں گے، لیکن ان کی کمر تختہ بن جائے گی۔ (بخاری، مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترمؐ نے فرمایا
قیامت کے دن ایک بہت موٹی جسامت والا شخص آئے گا۔
لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن ایک مچھر کے پر کے برابر
بھی نہیں ہوگا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم یہ آیت پڑھو۔
”قیامت کے روز ہم ان کے لیے ترازو قائم نہیں کریں گے۔“

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ وَقَالَ اقْرَأُوا
فَلَا تُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا
(پ ۱۵ کھف ۱۰۵) (متفق علیہ) 12-2275

خلاصہ باب

۱۔ روز قیامت سفید اور سرخ رنگ کی زمین پر لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ جو چپاتی کی طرح برابر ہوگی۔ ۲۔ جنتیوں کا پہلا ناشتہ
بیل اور مچھلی کے جگر کا ہوگا۔ ۳۔ لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق سوار یوں پر ہوں گے، باقی لوگوں کو محشر کے میدان کی طرف
آگ اکٹھا کرے گی۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی پنڈلی دیکھ کر مومن سجدہ میں گر جائیں گے۔ کافر، مشرک، منافق اور بے نماز کوشش کے
باوجود سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ۵۔ تمام مرد وزن برہنہ ہوں گے اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے
گا۔ ۶۔ اللہ تعالیٰ کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے کوئی ایک دوسرے کو ننگے ہونے کے باوجود دیکھ نہیں سکے گا۔ ۷۔ بڑے سے
بڑے کافر کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگی۔ ۸۔ یا جوج ماجوج ہزار میں سے نو سو ننانویں جہنم میں جائیں
گے۔ ۹۔ بعض لوگ اوندھے منہ چل کر محشر کے میدان میں پہنچیں گے۔ ۱۰۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کو بجو کی شکل
میں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ ۱۱۔ بے شمار لوگ اپنے سینے میں ڈبکیاں لے رہے ہوں گے۔ ۱۲۔ بے نماز اور ریاکار لوگوں کی
کمریں تختہ ہو جائیں گی اور وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ۱۳۔ کفار کو بغیر حساب کے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

بَابُ الْحِسَابِ وَالْقَصَاصِ وَالْمِيزَانِ

حساب و کتاب قصاص اور ترازو کا بیان
حساب و کتاب کے لحاظ سے قیامت کے دن لوگوں کی مختلف قسمیں ہوں گی۔
(۱) بلا حساب جنت میں جانے والے۔

(۲) حساب و کتاب کے ساتھ جہنم میں جانے والے۔

(۳) حساب و کتاب کے بعد جنت میں جانے والے لوگ۔
ان کے اعمال کو ترازو میں رکھے بغیر ہی انہیں جہنم واصل کر دیا جائے گا۔

حدیث پاک میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جو کافر دنیا میں فلاح و بہبود اور نیکی کے کام کرتے رہے، ان کو دنیا ہی میں نیک نامی یا کسی اور شکل میں اس نیکی کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اسلام کے بنیادی عقائد سے انکار کی وجہ سے آخرت میں انہیں حساب کے بغیر ہی جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ ان کے برعکس ایمان داروں کو خصوصی شرف سے نوازا جائے گا، جو دنیا میں اپنے رب کی رضا کے لیے بڑی بڑی مشکلات میں مبتلا کیے گئے جان کٹھن مراحل میں صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کو نہایت ہی معمولی پوچھ گچھ کے بعد بلا حساب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور باقی لوگوں سے ان کے ایمان اور اعمال کے مطابق حساب لیا جائے گا۔ تاہم رسولِ معظم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر سوال کیا، کہ فلاں نافرمانی کا تیرے پاس کیا جواز اور جواب ہے تو وہ شخص چھوٹے نہیں پائے گا، کیونکہ بلا وجہ ایسا سوال فرمانا اللہ تعالیٰ کی شانِ عالی کے شایانِ شان نہیں۔

حساب و کتاب کے بعد سب سے پہلے جہنم میں جانے والے ریاکار اور نمود و نمائش کرنے والے لوگ ہوں گے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن جس سے حساب لے لیا گیا وہ ہلاک ہوا۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ”عنقریب اس کا آسان محاسبہ ہوگا“ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو معمولی پیشی ہے اور جس شخص سے باز پرس ہوئی۔ وہ تو ہلاک ہو گیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكَ قُلْتُ أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللَّهُ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يُسِيرًا فَقَالَ إِنَّمَا ذَلِكَ الْعَرَضُ وَلَكِنْ مَنْ نُوقِشَ فِي الْحِسَابِ يَهْلِكُ (متفق عليه) 1-2276

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ

اللَّهُ عَلَيْهِ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيَكْلِمُهُ رَبُّهُ
لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يَحْجُبُهُ
فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ
وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ
يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ
وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (متفق عليه) 2-2277

ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم
کلام ہوگا کہ رب اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا
اور نہ ہی کوئی پردہ حائل ہوگا۔ جب بندہ اپنی دائیں جانب
دیکھے گا تو اسے اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال دکھائی دیں
گے اور جب وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو اسے اپنے
برے اعمال دکھائی دیں گے۔ اگر سامنے نظر دوڑائے گا تو

اسے اپنے قریب آگ ہی آگ دکھائی دے گی۔ تم آگ سے بچو چاہے کھجور کا کچھ حصہ صدقہ کرنا پڑے۔ (بخاری و مسلم)
وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِنَّ اللَّهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ
وَيَسْتُرُهُ فَيَقُولُ اتَّعَرَفْتُ ذَنْبَ كَذَا اتَّعَرَفْتُ
ذَنْبَ كَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ أَيْ رَبِّ حَتَّى قَرَرَهُ
بِذُنُوبِهِ وَرَأَى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ قَدْ هَلَكَ قَالَ
سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا آغْفِرُهَا لَكَ
الْيَوْمَ فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْكُفَّارُ
وَالْمُنَافِقُونَ فَيُنَادِي بِهِمْ عَلَى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ
هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى رَبِّهِمْ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ
عَلَى الظَّالِمِينَ (متفق عليه) 3-2278

ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا۔ خبردار مشرکوں اور منافقوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللَّهُ إِلَى
كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُولُ هَذَا
فَكَاتُكُ مِنَ النَّارِ (رواہ مسلم) 4-2279

وَعَنِ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ يُجَاءُ بَنُوحَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ لَهُ هَلْ
بَلَغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْتَلُّ أُمْتُهُ هَلْ

حضرت موسیٰ اشعری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم
ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو
یہودی یا عیسائی دیں گے، اور فرمائیں گے: دوزخ سے
بچانے کے لیے یہ تیرا فدیہ ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید الخدری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں۔ رسولِ محترم
ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو لایا جائے
گا، اور ان سے پوچھا جائے گا۔ کہ آپ نے احکام پہنچائے

بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيَقَالَ مَنْ
شَهُودُكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ
ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ
أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (رواه
البخاری) 5-2280

تھے؟ وہ جواب دیں گے۔ ہاں! اے پروردگار۔ پھر ان کی
امت سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے تمہیں احکام پہنچائے
تھے وہ کہیں گے، ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا: کہا
جائے گا، اے نوح تیرے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے: محمد
ﷺ اور ان کی امت گواہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا،
پھر تمہیں بلایا جائے گا، تم گواہی دو گے کہ نوح علیہ السلام
نے احکام پہنچائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ

آیت تلاوت فرمائی تھی۔ ہم نے تم کو بہتر امت بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں کے گواہ ہو۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
فَضَحِكُ فَقَالَ هَلْ تَذَرُونَ مِمَّا أَضْحَكُ قَالَ
قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ
رَبَّهُ يَقُولُ يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ قَالَ
يَقُولُ بَلَى قَالَ فَيَقُولُ فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي
إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي قَالَ فَيَقُولُ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ
عَلَيْكَ شَهِيدًا وَبِالْكَرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا قَالَ
فَيُخْتَمُ عَلَىٰ فِيهِ فَيَقَالَ لَا رُكَايَةَ لِي أَنْطَقِي قَالَ
فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ ثُمَّ يُخَلِّي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ
فَيَقُولُ بَعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أَنَا ضِلُّ
(رواه مسلم) 6-2281

کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کے اعضاء کو حکم ہوگا۔ تم کلام کرو۔ فرمایا، پھر وہ اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گے۔ بعد
ازاں اس کے منہ سے مہر ختم کر دی جائے گی تو وہ بولے گا تو اپنے اعضاء پر بر سے گا کہ تمہارے لیے تباہی اور بربادی ہو۔ میں تو
تمہاری جانب سے مدافعت کرتا رہا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم نے
پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے
پروردگار کا دیدار کریں گے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمہیں دوپہر

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ هَلْ نَرَىٰ رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ
نُضَارُونَ فِي رُؤْيَا الشَّمْسِ فِي

الْظَّهِيرَةِ لَيْسَتْ فِي سَحَابَةٍ قَالُوا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِي سَحَابَةٍ قَالُوا لَا قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ إِلَّا كَمَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا قَالَ فَيَلْقَى الْعَبْدَ فَيَقُولُ أَيْ قُلْ أَلَمْ أَكْرِمْكَ وَأَسَوِّدَكَ وَأَزَوِّجَكَ وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ وَأَذْرَكَ تَرَأْسُ وَتَرْبَعُ فَيَقُولُ بَلَى قَالَ فَيَقُولُ أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِي فَيَقُولُ لَا فَيَقُولُ فَإِنِّي قَدْ أَنَسَاكَ كَمَا نَسَيْتَنِي ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِي فَذَكَرَ مِثْلَهُ ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ فَيَقُولُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أَمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَبَيْتَنِي بِخَيْرِ مَا اسْتَطَاعَ فَيَقُولُ هَهُنَا إِذَا تُمَّ يُقَالُ الْآنَ نَبْعَثُ شَاهِدًا عَلَيْكَ وَبَتَفَكَّرُ فِي نَفْسِهِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْهَدُ عَلَيَّ فَيُخْتَمُ عَلَيْهِ وَيُقَالُ لِفَخْذِهِ أَنْطَقِي فَتَنْطِقُ فَيُخَذُّهُ وَلَحْمُهُ وَعِظَامُهُ بِعَمَلِهِ وَذَلِكَ لِيُعَذِّرَ مِنْ نَفْسِهِ وَذَلِكَ الْمُنَافِقُ وَذَلِكَ الَّذِي سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِ. 7-2282

کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج دیکھنے میں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ صحابہ نے کہا: نہیں! آپ نے فرمایا۔ کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کو، جب بادل نہ ہوں دیکھنے میں کوئی دشواری ہوتی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تمہیں اپنے پروردگار کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی تکلیف تمہیں ان دونوں میں سے کسی کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔ نبی گرامی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پروردگار اپنے بندے سے ملاقات کرے گا اور کہے گا۔ اے فلاں شخص! کیا میں نے تجھے عزت عطا نہیں کی تھی؟ کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے بیوی نہیں عطا کی تھی؟ کیا میں نے گھوڑے اور اونٹ تیرے تابع نہیں کیے تھے؟ کیا میں نے تجھے قوم کی سربراہی عطا نہیں کی تھی؟ تو ان سے چوتھائی مال غنیمت وصول نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا: ہاں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پوچھیں گے۔ کیا تجھے یہ خیال تھا، کہ تیری میرے ساتھ ملاقات ہونے والی ہے وہ کہے گا: نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھے فراموش کر دیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے شخص سے ملاقات ہوگی۔ اس سے پہلے ہی کی طرح سوال کیے جائیں گے۔ پھر

تیسرے سے ملاقات ہوگی۔ اسے بھی پہلے ہی کہا جائے گا تو وہ کہے گا۔ اے پروردگار! میں تیرے ساتھ، تیری کتابوں اور تیرے پیغمبروں پر ایمان لایا، میں نے نمازیں ادا کیں، روزے رکھے، صدقات دیے اور جس قدر ہو سکے گا وہ اچھے کاموں کا ذکر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت فرمائے گا، تم یہیں ٹھہرو۔ ہم تمہارے جھوٹ پر گواہ پیش کرتے ہیں۔ وہ دل میں سوچے گا۔ کہ مجھ پر کون گواہی دے گا۔ تب اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کے متعلق بتائیں گی۔ اور ایسا اس لیے ہوگا تاکہ اس کا بہانہ ختم ہو جائے۔ یہ شخص منافق ہوگا۔ اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ ستر ہزار لوگوں کو بلا حساب جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔
- ۲۔ محشر کے میدان میں بندے اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔
- ۳۔ مشرکوں اور منافقوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے۔
- ۴۔ امت محمدیہ پہلے انبیاء کے حق میں گواہی دے گی۔ اور اس امت پر نبی آخر الزماں ﷺ گواہ ہوں گے۔
- ۵۔ اعمال نامے کا انکار کرنے والوں کے اعضاء جواب دیں گے۔
- ۶۔ آسان حساب یہ ہے کہ معمولی سوالات کے بعد جنت میں بھیج دیا جائے۔
- ۷۔ جسے سوالات ہوئے وہ پھنس جائے گا۔
- ۸۔ صدقہ دنیا کی مشکلات اور آخرت کے عذاب سے نجات کا ذریعہ ہے۔
- ۹۔ رسول معظم ﷺ پہلے انبیاء کے گواہ ہوں گے۔
- ۱۰۔ جنت میں جنتی رب کریم کے دیدار سے مشرف ہوں گے۔



بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ

حوض کوثر اور قیامت کے دن شفاعت

شفاعت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے اور یہ براہ راست توحید سے منسلک ہے۔ غلط عقیدے کے انسانی کردار پر بہت ہی منفی اثرات مرتب ہوئے: ہیں غلط عقیدہ رکھنے والے یہ سمجھ کر اپنے فرائض سے پہلو تہی اور جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں کہ ہمیں فلاں بزرگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے چھڑوا لیں گے۔ اس لیے قرآن مجید نے اس عقیدے کو بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ قرآن بار بار اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ رب کبریاء کی اجازت کے بغیر عدالت میں کوئی شخص بھی کسی کے حق میں ناجائز سفارش نہیں کر سکے گا۔ اور پھر اجازت کی صورت میں رب کبریاء کی عدالت میں ایسے شخص کی سفارش، ایسے الفاظ اور انداز میں ہو سکے گی جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو۔ بصورت دیگر سفارش کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ.

”کون ہے جو سفارش کر سکے اس کے پاس مگر اس کی اجازت سے؟“

نیز فرمایا:

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا.

جس دن جبرائیل امین اور ملائکہ صف بستہ کھڑے ہو گئے کوئی بول نہیں سکے گا، سوائے اس کے، جسے رحمن اجازت دے اور وہ اچھی بات ہی کر سکے گا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قَبَابُ الدَّرِّ الْمُجَوَّفِ قُلْتُ مَا هَذَا يَا جَبْرِيلُ قَالَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ فَإِذَا طِينُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ (رواه البخاری) 1-2283

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت کی سیر کر رہا تھا کہ اچانک میں ایک نہر کے پاس تھا، جس کے دونوں کناروں میں موتیوں کے گنبد تھے جو اندر سے خالی تھے۔ میں نے دریافت کیا اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا یہ حوض کوثر ہے، جو آپ کے رب نے آپ کو

عطا کیا ہے۔ اس کی مٹی کستوری کی تھی جس میں سے خوشبو آ رہی تھی۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ وَزَوَايَاهُ سَوَاءٌ وَمَاءُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنْ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا حوض (وسعت کے لحاظ سے) ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہے۔ اور اس کے چاروں کنارے برابر

الْمِسْكِ وَكَيْزَانُهُ كُنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ
يُشْرَبُ مِنْهَا فَلَا يَظْمَأُ أَبَدًا (متفق عليه)
2-2284

ہیں۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو
کستوری سے زیادہ عمدہ ہے۔ اور اس کے آنجورے آسمان
کے ستاروں جتنے ہیں۔ جو شخص ان آنجوروں سے پیے گا وہ
کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ (بخاری، مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِنَّ حَوْضِي أَبْعَدُ مِنْ أَيْلَةٍ مِنْ عَدْنٍ لَهُوَ
أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلَاجِ وَأَخْلَى مِنَ الْعَسَلِ
بِاللَّبَنِ وَلَا يَبِغُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ النُّجُومِ وَآتَى
لَأَصُدُّ النَّاسَ عَنْهُ كَمَا يَصُدُّ الرَّجُلُ إِبِلَ
النَّاسِ عَنْ حَوْضِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ اتَّعَرَّفْنَا
يَوْمَئِذٍ قَالَ نَعَمْ لَكُمْ سَيِّمَاءُ لَيْسَتْ لِأَحَدٍ مِنَ
الْأُمَمِ تَرِدُونَ عَلَيَّ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ أَمْرِ
الْوُضُوءِ (رواه مسلم)

ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
بلاشبہ میرا حوض عدن سے ایلہ شہر کے فاصلے سے بھی زیادہ
وسیع ہے، اس حوض کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے
بھی زیادہ میٹھا ہے، جس میں دودھ ملا ہوا ہے، اس کے
پیالے ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔ اور میں
دوسرے لوگوں کو اس حوض سے روکوں گا، جیسے کوئی آدمی
لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے روکتا ہے۔ صحابہ کرام
ؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ ﷺ ہمیں
پہچان لیں گے؟ آپ نے فرمایا بالکل! تمہاری ایک خاص
علامت ہوگی جو کسی دوسری امت کی نہ ہوگی، تم میرے پاس
(حوض پر) آؤ گے تو تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ
پاؤں وضو کے پانی کی وجہ سے چمکتے ہوں گے (مسلم) اور
مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس ؓ سے مروی ہے،
آپ نے فرمایا، اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے
برابر سونے اور چاندی کے آب خورے ہوں گے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ تَرَى فِيهِ أَبَارِيقُ
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ كَعَدَدِ نَجُومِ السَّمَاءِ .
وَفِي أُخْرَى لَهُ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سُئِلَ عَنْ شَرَابِهِ
فَقَالَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَخْلَى مِنَ الْعَسَلِ
يَبِغُ فِيهِ مِيزَابَانِ يَمْدُأَنِ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدُهُمَا
مِنْ ذَهَبٍ وَالْأُخْرَى مِنْ وَرَقٍ . 3-2285

اور مسلم ہی کی ایک دوسری روایت میں حضرت ثوبان ؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے اس کے مشروب کے بارے
میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اس حوض کو بھرنے کیلئے اس میں دو
آبشاریں گرتی ہیں جو جنت سے نکلتی ہیں ان میں سے ایک سونے کی اور دوسری چاندی کی ہے۔

حضرت سہل ؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: بے شک میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا، جو
شخص میرے پاس سے گزرے گا، وہ پیے گا۔ اور جو شخص بھی

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ۖ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ
عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا لَيَرِدَنَّ

عَلَى أَقْوَامٍ أَغْرَفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَأَقُولُ اللَّهُمَّ مَنِّي فَيَقَالَ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحَدْتُكَ أَبْعَدَكَ فَأَقُولُ سَحَقًا سَحَقًا لِمَنْ غَيْرَ بَعْدِي (متفق عليه)

4-2286

اس سے بچے گا وہ کبھی پیاسا نہیں رہے گا۔ مجھ پر کچھ لوگ وارد ہوں گے، جنہیں میں پہچانتا ہوں گا، اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے بعد ازاں میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا یہ تو میرے امتی ہیں؟! کہا جائے گا، کہ آپ ﷺ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے بعد کیا کیا

بدعتیں ایجاد کی ہیں؟ (آپ ﷺ نے فرمایا) میں کہوں گا کہ وہ لوگ دور ہو جائیں! دور ہو جائیں، جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَهْمُوا بِذَلِكَ فَيَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللَّهُ بِيَدِهِ وَأَسْكَنَكَ جَنَّةَ وَاسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتُهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ إِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ وَقَدْ نَهَى عَنْهَا وَلَكِنْ اتُّوا نُوحًا أَوَّلَ نَبِيِّ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَكِنْ اتُّوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ قَالَ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ كَذَبَهُنَّ وَلَكِنْ اتُّوا مُوسَى عَبْدًا آتَاهُ اللَّهُ التَّوْرَةَ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ نَجِيًّا قَالَ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایمان دار لوگوں کو روک لیا جائے گا، حتیٰ کہ وہ اس وجہ سے پریشان ہو جائیں گے۔ اور وہ کہیں گے کہ کاش! ہم کسی کو اپنے پروردگار کی خدمت میں سفارشی پیش کریں تاکہ وہ ہمیں اس سے نجات دلائے چنانچہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، کہ آپ آدم ہیں اور سب کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا آپ کو جنت میں ٹھہرایا اپنے ملائکہ سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام بتائے۔ آپ اپنے پروردگار کے پاس ہمارے لئے سفارش کریں، تاکہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے، کہ میرا یہ مرتبہ نہیں ہے۔ اور وہ عذر پیش کرتے ہوئے اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ممنوعہ درخت سے تناول کر کے کی تھی جب کہ انہیں اس (کے قریب جانے) سے روکا گیا تھا۔ لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ! وہ پہلے کے پیغمبر ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبی بنا کر بھیجا۔ چنانچہ وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ جواب دیں گے کہ میرا یہ

أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنْ اتُّوْا عِيسَى
عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَرُوحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ
فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَا كُمْ وَلَكِنْ
اتُّوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ فَيَأْتُونِي فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى
رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي
فَيَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدٌ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاشْفَعْ
تُشْفَعُ وَسَلِّ تَعْطَى قَالَ فَارْفَعْ رَأْسِي فَأَتِنِي
عَلَى رَبِّي بِسَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمْنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ
فَيَحْدُ لِي حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ
وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوذُ الثَّانِيَةَ فَأَسْتَأْذِنُ
عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي
ثُمَّ يَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدٌ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاشْفَعْ
تُشْفَعُ وَسَلِّ تَعْطَى قَالَ فَارْفَعْ رَأْسِي فَأَتِنِي
بِسَنَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يُعَلِّمْنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدُ لِي
حَدًّا فَأَخْرُجُ فَأَخْرِجُهُمْ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ
أَعُوذُ الثَّالِثَةَ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ
فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا
فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي ثُمَّ يَقُولُ ارْفَعْ
مُحَمَّدٌ وَقُلْ تَسْمَعُ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ وَسَلِّ تَعْطَى
قَالَ فَارْفَعْ رَأْسِي فَأَتِنِي عَلَى رَبِّي بِسَنَاءٍ وَ
تَحْمِيدٍ يُعَلِّمْنِيهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدُ لِي حَدًّا
فَأَخْرُجُ فَأَخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ
حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَهُ

مقام نہیں ہے۔ اور وہ اپنی اس غلطی کا ذکر کریں گے جس
کے وہ مرتکب ہوئے تھے جو انہوں نے اپنے پروردگار سے
اپنے بیٹے کے بارے میں علم کے بغیر سوال کیا تھا۔ فرمائیں
گے کہ تم ابراہیم خلیل الرحمن کے پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے
فرمایا چنانچہ وہ ابراہیم کے پاس جائیں گے تو وہ جواب دیں
گے کہ میری یہ شان نہیں ہے اور وہ اپنے تین مرتبہ جھوٹ
بولنے کا ذکر کریں گے، جو ان کی زبان سے نکلے
تھے۔ حضرت ابراہیم فرمائیں گے: تم موسیٰ علیہ السلام کے
پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے
تورات عطا کی اور اللہ تعالیٰ ان سے ہم کلام ہوئے اور ان
سے قریب ہو کے سرگوشی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تب
لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ جواب دیں
گے کہ میرا یہ مقام نہیں ہے اور وہ اپنی اس غلطی کا تذکرہ
کریں گے، جو ایک شخص کو قتل کرنے کی صورت میں ان
سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ، جو اللہ تعالیٰ
کے بندے ہیں اس کے رسول ہیں روح اللہ ہیں اور اس
کے کلمہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تب وہ عیسیٰ کے پاس
جائیں گے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کریں
گے، کہ میرا یہ مرتبہ نہیں ہے۔ لیکن تم حضرت محمد ﷺ کی
خدمت میں جاؤ! وہ ایسے بندے ہیں، جن کے اللہ تعالیٰ
نے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ آپ ﷺ نے
فرمایا چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، تو میں اپنے رب
سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا
چنانچہ مجھے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجازت دے دی جائے گی۔
جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا۔
پس اللہ تعالیٰ مجھے سجدے میں پڑا رہنے دیں گے جب تک

الْقُرْآنُ أَيْ وَجَبَ عَلَيْهِ خُلُودٌ ثُمَّ تَلَاهِذِهِ
 الْآيَةُ عَسَى أَنْ يَنْفَعَكَ رَبُّكَ مَقَامًا
 مُحْمُودًا قَالَ وَهَذَا الْمَقَامُ الْمُحْمُودُ الَّذِي
 وَعِدَهُ نَبِيِّكُمْ (متفق عليه) 5-2287

اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ
 تعالیٰ فرمائیں گے: محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور کہیں آپ ﷺ کی
 بات کو سنا جائے گا اور سفارش کریں، آپ ﷺ کی سفارش
 قبول کی جائے گی اور مانگیں آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ

ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی پھر حمد و ثناء بیان کروں گا اس کے بعد میں سفارش کروں گا چنانچہ
 میرے لئے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، تو میں واپس آؤں گا اور میں انہیں دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔
 پھر میں دوسری مرتبہ جاؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا۔ حاضری کی اجازت
 عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا، تو میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ سجدے میں رہنے دیں
 گے، جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے، کہ وہ مجھے سجدے میں رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیں
 اور عرض کریں، آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال
 پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور میں اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے
 سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، تو میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، تو میں بارگاہِ عزت باہر آؤں گا اور میں
 لوگوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں تیسری مرتبہ آؤں گا اور اپنے رب سے اس کی بارگاہ میں حاضر
 ہونے کی اجازت چاہوں گا۔ تو مجھے اس میں حاضری کی اجازت عطا کی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو میں
 سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس مجھے اللہ تعالیٰ سجدے میں رہنے دیں گے، جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ وہ مجھے سجدے میں
 رہنے دیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے محمد ﷺ! سر اٹھائیں اور بات کریں، آپ کی بات سنی جائے گی اور سفارش کریں
 آپ کی سفارش قبول کی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چنانچہ میں اپنا سر اٹھاؤں
 گا اور میں اپنے رب کی حمد و ثناء بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھلائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا اور میرے لئے ایک حد
 مقرر کر دی جائے گی تو میں بارگاہِ رب العزت سے باہر آؤں گا اور میں دوزخیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا
 ۔ یہاں تک کہ دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے، جن کو قرآن نے روک رکھا ہوگا، یعنی ان کے لئے (دوزخ میں)
 ہمیشہ ہمیشہ رہنا ثابت ہو چکا ہوگا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (ترجمہ) ”عنقریب آپ ﷺ کو آپ کا
 رب مقام محمود میں بھیجے گا اور یہی وہ مقام ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی سے کر رکھا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ
 الْقِيَامَةِ مَا جَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ فَيَأْتُونَ
 آدَمَ فَيَقُولُونَ اشفعْ اِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ

انس ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب
 قیامت کا دن ہوگا تو لوگ پریشان حال جھمکھٹا کئے ہوئے اور
 پھر وہ آدم کے پاس جائیں گے اور ان سے کہیں گے، کہ

لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ
الرَّحْمَنِ فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا
وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلِمَةُ اللَّهِ فَيَأْتُونَ
مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ
بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ
عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ
بِمُحَمَّدٍ فَيَأْتُونَ فَيَقُولُ أَنَا لَهَا فَاسْتَأْذِنُ عَلَى
رَبِّي فَيُؤْذِنُ لِي وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ
بِهَذَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ
الْمَحَامِدِ وَآخِرُهُ سَاجِدًا فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ
ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تَسْمَعُ وَسَلْ تُعْطَى
وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أُمْتِي أُمْتِي فَيَقَالُ
انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ
مِنْ إِيْمَانٍ فَانْطَلِقْ فَأَفْعَلْ ثُمَّ أَعُوذُ فَأَحْمَدُهُ
بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ آخِرُهُ سَاجِدًا فَيَقَالُ يَا
مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تَسْمَعُ وَسَلْ تُعْطَى
وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أُمْتِي أُمْتِي فَيَقَالُ
انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ
خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَانْطَلِقْ فَأَفْعَلْ ثُمَّ أَعُوذُ
فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ آخِرُهُ سَاجِدًا
فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تَسْمَعُ
وَسَلْ تُعْطَى وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَيَقُولُ يَا رَبِّ أُمْتِي
أُمْتِي فَيَقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ
أَذْنَى أَذْنَى مِثْقَالِ حَبَّةٍ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ
فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَانْطَلِقْ فَأَفْعَلْ ثُمَّ أَعُوذُ
الرَّابِعَةَ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ آخِرُهُ

آپ اپنے پروردگار کے پاس شفاعت کریں۔ وہ جواب
دیں گے، کہ میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں۔ تم ابراہیم
علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ خلیل الرحمن ہیں۔
چنانچہ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جا کر عرض
کریں گے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام معذرت کرتے ہوئے
فرمائیں گے کہ تم موسیٰ کے پاس جاؤ، ان سے اللہ پاک ہم
کلام ہوئے تھے۔ چنانچہ لوگ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں
گے تو وہ کہیں گے کہ میں سفارش کرنے کا اہل نہیں ہوں۔
البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کی روح اور اس
کا کلمہ ہیں۔ اب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس
جائیں گے تو وہ معذرت کریں گے کہ میں شفاعت کا اہل
نہیں ہوں۔ البتہ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ
میرے پاس آئیں گے۔ میں کہوں گا: ہاں! میں شفاعت
کروں گا۔ میں اپنے پروردگار کے ہاں حاضر ہونے کی
اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی۔ اور اللہ
تعالیٰ مجھے تعریف کے کلمات الہام کریں گے، جن کے ساتھ
میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا اور اب مجھے وہ کلمات
معلوم نہیں ہیں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کی ان کلمات کے ساتھ حمد
وثناء بیان کروں گا اور اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا
۔ مجھے کہا جائے گا اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں،
آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا
کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے
گی۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا اے میرے پروردگار!
میری امت! میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا، کہ آپ
چلیں اور دوزخ میں سے ان لوگوں کو نکال باہر کریں، جن
کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے۔ چنانچہ

سَاجِدًا فَيَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ
تُسْمِعُ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشْفَعْ فَأَقُولُ يَا
رَبِّ ائْذَنْ لِي فَيَمْنُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ
لَيْسَ ذَلِكَ لَكَ وَلَكِنْ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي
وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لَا خَرَجَ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (متفق عليه) 6-2288

میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں دوبارہ جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثناء بیان کروں گا، اس کے بعد میں سجدے میں گر
پڑوں گا، تو مجھے کہا جائے گا۔ اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو
آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں، آپ کا سوال پورا
کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے
گی۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا، اے میرے پروردگار!

میری امت! میری امت! تو مجھے حکم دیا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکال باہر کریں، جن کے دل میں ذرہ برابر
بھی ایمان ہے تو میں ان کو نکال لوں گا۔ پھر میں تیسری بار جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کروں گا اور اس کے بعد میں
سجدے میں گر جاؤں گا، تو حکم ہوگا، اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں، آپ کا
سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ تو میں کہوں گا، اے میرے پروردگار! میری امت!
میری امت! پس کہا جائے گا کہ آپ ایسے لوگوں کو باہر نکالیں جن کے دل میں رائی کے دانے کے تیسرے حصہ کے برابر بھی
ایمان ہے، میں انہیں نکال لوں گا اور اس کے بعد چوتھی بار میں جاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا اس کے بعد سجدہ
ریز ہوں گا تو مجھے کہا جائے گا، اے محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کریں آپ کا سوال پورا
کیا جائے گا اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، میں عرض کروں گا، اے میرے پروردگار! مجھے ان لوگوں کے
بارے میں بھی اجازت دیں جنہوں نے ”لا الہ الا اللہ“ پڑھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ تیرے لئے نہیں ہے، لیکن مجھے اپنی
عزت اپنے جلال، اپنی کبریائی اور اپنی عظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان لوگوں کو (خود) باہر نکالوں گا جنہوں نے ”لا الہ الا
اللہ“ کا کلمہ کہا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَسْعَدُ
النَّاسَ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ وَنَفْسِهِ (رواه
البخاری) 7-2289

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:
آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت کی
سعادت کا زیادہ کا حقدار وہ شخص ہوگا جس نے خالصتاً دل
سے ”لا الہ الا اللہ“ کا اقرار کیا۔ (بخاری)

عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَرَفَعَ إِلَيْهِ
الدِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ
قَالَ أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَوْمَ يَقُومُ
النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَيَبْلُغُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی محترم ﷺ کے ہاں گوشت لایا
گیا، اس سے آپ کو دستی پیش کی گئی جبکہ دستی (کا گوشت)
آپ کو مرغوب تھا تو آپ نے اگلے دانتوں کے ساتھ اس
سے ایک بار کاٹ کر کھایا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا:

النَّاسَ مِنَ الْعَمِّ وَالْكَرْبِ مَا لَا يُطِيقُونَ فَيَقُولُ
النَّاسُ أَلَا تَنْظُرُونَ مَنْ يُشْفَعُ لَكُمْ إِلَى رَبِّكُمْ
فَيَأْتُونَ آدَمَ وَذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ وَقَالَ
فَأَنْطَلِقْ فَإِنِّي تَحْتَ الْعَرْشِ فَأَقْعُ سَاجِدًا
لِرَبِّي ثُمَّ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى مَنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ
الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى أَحَدٍ قَبْلِي ثُمَّ
قَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ
وَأَشْفَعْ تُشْفَعُ فَاَرْفَعْ رَأْسِي فَأَقُولُ أُمِّي
يَا رَبِّ أُمِّي يَا رَبِّ أُمِّي يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَا
مُحَمَّدُ أَذْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ
عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ
وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا سِوَى ذَلِكَ مِنْ
الْأَبْوَابِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا
بَيْنَ الْمَصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصْرَاعٍ رِيعَ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ
مَكَّةَ وَهَجَرَ (متفق عليه) 8-2290

قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، جس دن لوگ
رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اور سورج قریب
ہوگا، لوگ غم اور پریشانی کی وجہ سے بے بس ہوں گے۔ تو
لوگ آپس میں کہیں گے کہ کون تمہارے پروردگار کے ہاں
تمہاری سفارش کرے؟ چنانچہ تمام لوگ حضرت آدم کے پاس
آئیں گے۔ اور شفاعت کی حدیث کو بیان کیا۔ اور آپ ﷺ
نے بتایا کہ میں عرش کے نیچے پہنچوں گا اور اپنے پروردگار کے
سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی
حمد و ثناء کے پسندیدہ کلمات کا الہام فرمائیں گے جو مجھ سے
پہلے کسی کو القا نہیں فرمائے ہوں گے۔ پھر فرمائیں گے، اے
محمد ﷺ! اپنا سر اٹھائیں اور سوال کریں۔ آپ کا سوال پورا کیا
جائے گا۔ اور سفارش کریں آپ کی سفارش قبول کی جائیگی۔ تو
میں سر اٹھا کر عرض کروں گا: میری امت! میری امت! اے
میرے پروردگار! میری امت! اے میرے پروردگار! کہا
جائے گا اے محمد! آپ اپنی امت کے لوگوں کو جنت کے

دروازوں میں سے دائیں دروازے سے داخل کریں، جبکہ یہ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ اس کے علاوہ دوسرے دروازوں
میں بھی شریک ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کی دہلیزوں میں سے ہر
دو دہلیزوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا کہ مکہ اور ہجر (بحرین) کے درمیان فاصلہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ فِي حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ عَنْ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ وَالرَّحِمُ
فَتَقُومَانِ جَنْبَتِي الصِّرَاطِ يَمِينًا وَشِمَالًا (رواه
مسلم) 9-2291

حضرت حذیفہ ؓ شفاعت والی روایت میں نبی اکرم ﷺ
سے بیان کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امانت اور صلہ
رحمی دونوں کو بھیجا جائے گا اور وہ پل صراط کے دائیں اور
بائیں جانب کھڑی ہوں گی۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ ؓ أَنَّ
النَّبِيَّ ﷺ تَلَا قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى فِي إِبْرَاهِيمَ
رَبِّ انْهِنْ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ

تَبَعْنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَقَالَ عِيسَى إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ
فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ أُمَّتِي
أُمَّتِي وَبَكِي فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى يَا جِبْرَائِيلُ
إِذْهَبْ إِلَى مُحَمَّدٍ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ فَسَلَّهُ مَا
يُحِبُّهُ فَآتَاهُ جِبْرَائِيلُ فَسَأَلَهُ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ مَا قَالَ فَقَالَ اللَّهُ لِيُجِبْرَائِيلُ إِذْهَبْ
إِلَى مُحَمَّدٍ فَقُلْ إِنَّا سَرَّضْنَاهُ فِي أُمَّتِكَ
وَلَا نُسْؤُكَ (رواه مسلم) 10-2292

بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے پس جو شخص میرا تابعدار بناوہ
مجھ سے ہے، اور عیسیٰ نے فرمایا ”اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا
کرے گا، تو بلاشبہ یہ لوگ تیرے بندے ہیں“ تب آپ
نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی اے اللہ! میری امت!
میری امت! اور آپ ﷺ رو پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اے جبرائیل! محمد کے پاس جاؤ! جبکہ تیرے پروردگار کو خوب
علم ہے اور ان سے دریافت کرو کہ ان کے رونے کا کیا سبب
ہے؟ چنانچہ آپ کے پاس جبرائیل آئے اور آپ ﷺ سے

دریافت کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں وجہ بتائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو
کہ ہم آپ کو آپ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور ہم آپ کو غمگین اور پریشان نہیں ہونے دیں گے۔ (مسلم)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّنَا سَأَلُوَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ هَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ
الْشَّمْسِ بِالظُّهَيْرَةِ صَحْوًا لَيْسَ مَعَهَا سَحَابٌ
وَهَلْ تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ
صَحْوًا لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ مَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
إِلَّا كَمَا تُضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ
يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذْنٌ مُرْدَنٌ لِيَتَّبِعَ كُلُّ أُمَّةٍ مَا
كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللَّهِ
مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقُطُونَ فِي
النَّارِ حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ
بَرٍّ وَفَاجِرٍ آتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ فَمَاذَا
تَنْظُرُونَ يَتَّبِعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَ تَعْبُدُ قَالُوا يَا
رَبَّنَا فَارْقَنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا أَفْقَرَ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ

ابو سعید خدری ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ کچھ لوگوں نے
دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کیا ہم
اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: ہاں! کیا تم دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں،
سورج کو دیکھنے میں دقت محسوس کرتے ہو؟ اور کیا تم
چودھویں کی رات میں چاند کے دیکھنے میں، جبکہ بادل نہ
ہو، تنگی محسوس کرتے ہو؟ صحابہ کرام نے جواب دیا، نہیں
! اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا، قیامت کے دن تم اللہ
تعالیٰ کے دیدار میں ہرگز مشکل نہیں پاؤ گے البتہ جس قدر تم
ان دونوں میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں تنگی پاتے ہو۔
اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی کرنے والا پکارے گا،
کہ ہر امت جس کی عبادت کیا کرتی تھی اس کے پیچھے چلی
جائے تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں اور درختوں کی پوجا
کرتے تھے، ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچے گا،
وہ سب دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ

وَلَمْ نَصَاحِبْهُمْ.

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ يَقُولُونَ هَذَا مَا كُنَّا حَتَّى يَأْتِينَا رَبُّنَا فَإِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ.

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ يَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ يَقُولُونَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ إِلَّا أَذِنَ اللَّهُ لَهُ بِالسُّجُودِ وَلَا يَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ اتِّقَاءَ وَرِيَاءَ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ ظَهْرَهُ طَبَقَةً وَاحِدَةً كُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَسْجُدَ خَرَّ عَلَى قَفَاهُ ثُمَّ يُضْرَبُ الْجَسْرُ عَلَى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ وَيَقُولُونَ االلَّهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُونَ كَطَرَفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرَّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرَّكَابِ فَنَاجٍ مُسَلِّمٌ وَمَخْدُوشٌ مُرْسَلٌ وَمَكْدُوشٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ بِأَشَدَّ مُنَاشِدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِلَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَخْوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبُّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيَحُجُّونَ فَيُقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ فَيُحَرِّمُ صُورَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبُّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْنَا بِهِ فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ

صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو نیک اور برے اعمال والے ہوں گے، لیکن وہ صرف اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ رب العالمین ان کے پاس آئیں گے اور دریافت کریں گے کہ تم کس کے انتظار میں ہو؟ ہر گروہ اس کے پیچھے جا رہا ہے، جس کی وہ پوجا کیا کرتا تھا۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! ہم نے دنیا میں ان لوگوں سے مکمل جدائی اختیار کر رکھی تھی، جبکہ ہمیں ان کی بہت زیادہ ضرورت تھی، لیکن ہم نے کبھی ان کی رفاقت اختیار نہ کی۔ (بخاری) اور ابو ہریرہ ؓ کی روایت میں ہے وہ لوگ کہیں گے کہ ہم یہیں ٹھہرے رہیں گے، جب تک کہ ہمارے رب ہمارے پاس تشریف نہیں لائے گا۔ اور جب ہمارا رب ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ اور ابو سعید خدری ؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی نشانی ہے، جس سے تم اسے پہچان لو گے؟ وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ پنڈلی سے کپڑا ہٹائیں گے اور اس موقع پر ہر اس شخص کو سجدہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے، جو اخلاص کے ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ اور وہ شخص جو کسی ڈر سے یا دکھاوے کی خاطر سجدہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی کمر توختہ بنا دیں گے، جب بھی وہ سجدہ کرنے کا ارادہ کرے گا تو اپنی گدی کے بل گر پڑے گا۔ اس کے بعد جہنم کے اوپر پل صراط رکھا جائے گا۔ اور سفارش کرنے کی اجازت مل جائے گی، اور تمام انبیاء بھی کہیں گے اے اللہ! سلامتی عطا فرما، سلامتی۔ بعض مومن لوگ آنکھ چھپکنے، بعض بجلی کی طرح، بعض ہوا کی طرح تیزی سے گزریں گے۔ اور بعض پرندے کی پرواز کی طرح، بعض تیز رفتار گھوڑے کی مانند۔ اور بعض اونٹ کے سوار کی طرح۔

فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ
فَأَخْرِجُوهُ فَإِخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُ
ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ
خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ فَإِخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ
يَقُولُ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيهَا خَيْرًا فَيَقُولُ اللَّهُ
شَفَعَتِ الْمَلَائِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّونَ وَشَفَعَ
الْمُؤْمِنُونَ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ
فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا لَمْ
يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوا حُمَمًا فَيُلْقِيهِمْ فِي
نَهَرٍ فِي أَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ نَهَرُ الْحَيَاةِ
فَيُخْرِجُونَ كَمَا تَخْرُجُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ
السَّيْلِ فَيُخْرِجُونَ كَاللُّؤْلُؤِ فِي رِقَابِهِمْ
الْخَوَائِمُ فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ هَؤُلَاءِ عَتَقَاءُ
الرَّحْمَنِ أَذْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ
وَلَا خَيْرَ قَدْ مَوَّهَ فَيَقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ
وَمِثْلَهُ مَعَهُ (متفق عليه) 11-2293

پس کچھ لوگ صحیح سالم گزر جائیں گے اور کچھ لوگ زخمی ہو کر
نکل جائیں گے۔ جبکہ کچھ لوگ دوزخ کی آگ میں دھکیلے
جائیں گے۔ اور جب ایماندار لوگ دوزخ سے نجات پا
جائیں گے، تو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے، تم میں سے کوئی شخص ظاہر حق کے مطالبہ میں اتنی
کوشش نہیں کرتا، جتنی سخت محنت اور سفارشیوں اہل ایمان
قیامت کے دن اپنے مومن بھائیوں کی نجات کیلئے اللہ تعالیٰ کے
حضور کریں گے جہنمیوں کے بارے میں کریں گے۔ وہ جہنمیوں
کے بارے میں عرض کریں گے، کہ اے ہمارے رب! وہ ہمارے
ساتھ روزے رکھا کرتے تھے نمازیں ادا کیا کرتے تھے اور حج کیا
کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا، کہ ان لوگوں کو جن کو تم پہچانتے
ہو، نکال لاؤ۔ چنانچہ ان کی صورتیں دوزخ پر حرام ہوگی۔ لہذا وہ
دوزخ سے بڑی تعداد میں لوگوں کو (پہچان کر) باہر نکالیں گے۔
اس کے بعد وہ کہیں گے اے ہمارے رب! دوزخ میں ایسا کوئی
شخص باقی نہیں ہے جس کو باہر کرنے کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا۔ تو
اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس جاؤ جس کے دل میں تم دینار کے

برابر ایمان پاتے ہو، اسے بھی دوزخ سے باہر لے آؤ۔ چنانچہ وہ بڑی تعداد دوزخیوں کی باہر نکالیں گے پھر اللہ تعالیٰ
فرمائیں گے واپس جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان ہے اسے بھی باہر نکال کو۔ پھر وہ بڑی تعداد میں لوگوں کو
باہر نکالیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جس کے دل میں تم ذرہ برابر بھی ایمان پاتے ہو۔ اس کو بھی نکال لاؤ۔ اس کے
بعد وہ بڑی تعداد میں دوزخیوں کو باہر نکالیں گے۔ اس کے بعد وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم نے دوزخ میں کسی ایسے
شخص کو نہیں چھوڑا، جس میں کوئی نیکی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کہ فرشتوں نے سفارش کی، پیغمبروں نے سفارش کی اور اب
صرف اللہ ارحم الراحمین باقی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک مٹھی بھر کر لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالیں گے، کہ جنہوں نے ہرگز کوئی
نیک عمل نہیں کیا ہوگا، وہ جل کر کوئلہ ہو گئے ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو اس نہر میں ڈالے گا جو جنت کے ابتدائی حصہ میں
ہے اور جسے نہر حیات کہا جائے گا۔ پھر وہ لوگ نہر سے اس طرح باہر نکلیں گے جیسا کہ دانہ سیلابی مٹی میں اگتا ہے۔ پس وہ نکلیں
گے تو موتیوں کی طرح ہوں گے ان کی گردنوں میں مہریں لگی ہوں گی جنت والے کہیں گے کہ یہ لوگ ”رحمان“ کے آزاد کردہ
ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی نیکی کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو جنت میں داخل کر دیا ہے۔
پھر ان سے کہا جائے گا، کہ یہ سب کچھ جو تم دیکھ رہے ہو ”ما حد نظر“ تمہارے لیے ہے اور اس جیسی اور بہت سی نعمتیں بھی ان
کے ساتھ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ
الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُولُ اللَّهُ
تَعَالَى مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ
مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ قَدْ امْتَحَشُوا
وَعَادُوا أَحْمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَوَةِ
فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حِمِيلِ السَّيْلِ
أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهُا تَخْرُجُ صَفَرَاءَ مُلْتَوِيَةً (متفق
عليه) 12-2294

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے
فرمایا: جب جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ
میں داخل ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کہ جس شخص
کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے، اسے
دوزخ سے نکال لو۔ پس انہیں نکالا جائے گا تو وہ جل کر
کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ انہیں نہر حیات میں ڈالا جائے گا
اور وہ وہاں سے اس طرح نکلیں گے جیسا کہ سیلابی مٹی سے
دانہ اگتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ دانہ کس طرح لپٹا ہوا،
زرد رنگ کا نکلتا ہے؟ (بخاری و مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا،
اے اللہ کے رسول! قیامت کے دن کیا ہم اپنے پروردگار کا
دیدار کریں گے؟ راوی نے ابوسعید خدری سے مروی مذکورہ
بالا حدیث کا ہم معنی بیان کیا، تاہم پنڈلی سے کپڑا اٹھانے کا
ذکر نہیں کیا۔ نیز بیان کیا، کہ دوزخ کے اوپر پل صراط رکھا
جائے گا اور تمام پیغمبروں سے پہلے میں اپنی امت کے
ساتھ گزروں گا۔ اور اس دن صرف پیغمبر ہی بات کریں
گے اور اس دن پیغمبروں کا کہنا یہ ہوگا، کہ اے اللہ! سلامتی
عطا کر! سلامتی عطا کر اور دوزخ کے کناروں میں خاردار
درخت ”سعدان“ کے کانٹوں کی مانند کنڈیاں آنگڑے
ہوں گی، جن کے طول و عرض کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا
ہے۔ وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب اچک لیں گی اور
کچھ لوگ تو اپنے برے اعمال کے سبب ہلاک کیے جائیں
گے اور کچھ لوگ شدید زخمی ہو جائیں گے لیکن پھر بھی نجات پا
جائیں گے، حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان
فیصلوں سے فارغ ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ
دوزخ سے نکالیں لیں جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے تھے تو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ
اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فذَكَرَ مَعْنَى
حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ غَيْرَ كَشَفِ السَّاقِ وَقَالَ
يُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانِي جَهَنَّمَ فَأَكُونُ
أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأَمْتِهِ وَلَا يَتَكَلَّمُ
يَوْمَئِذٍ إِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اللَّهُمَّ
سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيْبٌ مِثْلُ شَوْكِ
السَّعْدَانِ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عَظَمِهَا إِلَّا اللَّهُ تَخَطَّفُ
النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُوبَقُ بِعَمَلِهِ
وَمِنْهُمْ مَنْ يُخْرَدُّ ثُمَّ يَنْجُو حَتَّى إِذَا فَرَغَ
اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ وَارَادَ أَنْ يُخْرِجَ
مِنَ النَّارِ مَنْ ارَادَ أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ مَنْ كَانَ يَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَمَرَ الْمَلَكَةَ أَنْ يُخْرِجُوا مَنْ
كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَيُخْرِجُونَهُمْ وَيَعْرِفُونَهُمْ
بِآثَارِ السُّجُودِ وَحَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ
أَثَرَ السُّجُودِ فَكُلَّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ النَّارُ إِلَّا
أَثَرَ السُّجُودِ فَيُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ قَدْ

امْتَحِسُوا فَيَصَّبُ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَوةِ فَيَنْبِتُونَ
 كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ وَيَبْقَى
 رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ آخِرُ أَهْلِ النَّارِ
 دُخُولًا لِنِ الْجَنَّةِ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُولُ
 يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ وَقَدْ قَسَبْنِي
 رِيحُهَا وَأَحْرَقْنِي ذُكَاءُهَا فَيَقُولُ هَلْ عَسَيْتَ
 أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ أَنْ تُسْأَلَ غَيْرَ ذَلِكَ فَيَقُولُ
 لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللَّهُ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ عَهْدٍ
 وَمِيثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا
 أَقْبَلَ بِهِ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَأَى بِهَجَّتَهَا سَكَّتْ
 مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُسَكَّتْ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِمْنِي
 عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَلَيْسَ قَدْ
 أُعْطِيتَ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ أَنْ لَا تُسْأَلَ غَيْرَ
 الَّذِي كُنْتَ سَأَلْتَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَا أَكُونُ
 أَشْقَى خَلْقِكَ فَيَقُولُ فَمَا عَسَيْتَ أَنْ
 أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تُسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا
 وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَ ذَلِكَ فَيُعْطِي
 رَبُّهُ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيثَاقٍ فَيَقْدِمُهُ إِلَى بَابِ
 الْجَنَّةِ فَإِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَأَى زَهْرَتَهَا وَمَا فِيهَا
 مِنَ النُّضْرَةِ وَالسُّرُورِ فَسَكَّتْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ
 يُسَكَّتْ فَيَقُولُ يَا رَبِّ ادْخِلْنِي الْجَنَّةَ فَيَقُولُ
 اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ
 مَا أَغْدَرَكَ أَلَيْسَ قَدْ أُعْطِيتَ الْعَهْدَ
 وَالْمِيثَاقَ أَنْ لَا تُسْأَلَ غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ
 فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِي أَشْقَى خَلْقِكَ فَلَا
 يَزَالُ يَدْعُو حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ مِنْهُ فَإِذَا

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان لوگوں کو نکال لاؤ جو اللہ
 تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے تو فرشتے ان کو نکال لیں گے،
 اور انہیں سجدے کی علامات سے پہچانیں گے، کیونکہ اللہ
 تعالیٰ نے دوزخ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدے کے حصہ کو
 جلائے۔ پس آگ انسان کے تمام اعضاء کو کھا جائے گی،
 لیکن سجدے والے اعضاء کو آگ نہیں کھائے گی۔ چنانچہ
 انہیں دوزخ سے نکالا جائے گا، وہ جل چکے ہوں گے اور ان
 پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح نکلیں گے جیسے کہ
 سیلابی مٹی سے دانہ نمودار ہوتا ہے۔ اور ایک شخص جنت اور
 دوزخ کے درمیان باقی رہ جائے گا۔ یہ شخص جنت میں سب
 سے آخر میں داخل ہوگا، اس کا چہرہ دوزخ کی جانب ہوگا۔
 وہ عرض کرے گا، اے میرے پروردگار! دوزخ سے میرا چہرہ
 پھیر دے، مجھے اس کی زہریلی ہوائے تباہ کر دیا ہے اور مجھے
 اس کی حرارت نے جلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا،
 کیا یہ بات نہیں ہوگی کہ میں ایسا کروں تو تو مجھ سے اور سوال
 کرے گا؟ وہ کہے گا، نہیں! تیری عزت کی قسم! پھر وہ کچھ عہد
 و پیمان کرے گا، جو اللہ چاہے گا، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے
 چہرے کو دوزخ سے پھیر دیں گے۔ جب وہ جنت کی طرف
 متوجہ ہوگا اور اس کے حسن و جمال کو دیکھے گا تو وہ خاموش
 رہے گا، جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ عرض کرے گا،
 اے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے تک پہنچا دے۔ اللہ
 تعالیٰ اس سے دریافت کریں گے، کیا تو نے عہد و پیمان نہیں
 کیا تھا کہ تو اس سوال کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا، جو تو
 نے کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا، اے میرے پروردگار! میں ہی
 تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ قرار پاؤں! اللہ
 تعالیٰ فرمائے گا، کیا اس بات کا امکان نہیں ہے کہ اگر تیرا یہ

صَحِكَ اِذْنًا لَهُ فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ
تَمَنُّ فَيَتَمَنَّى حَتَّى اِذَا انْقَطَعَ اُمْنِيَّتُهُ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى تَمَنُّ مِنْ كَذَاوَاكَ اَقْبَلْ يَذْكُرُهُ رَبُّهُ
حَتَّى اِذَا تَهَتَّ بِهِ الْاَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ ذَلِكَ
وَمِثْلُهُ مَعَهُ .

وَفِي رِوَايَةِ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَكَ
ذَلِكَ وَعَشْرَةٌ اَمْثَالِهِ (متفق عليه) 13-2295

سوال پورا کر دیا گیا تو تو کوئی اور سوال نہیں کرے گا؟ وہ
عرض کرے گا، نہیں! تیری عزت کی قسم! میں تجھ سے اس
کے علاوہ کوئی اور سوال نہیں کروں گا۔ پھر وہ اپنے پروردگار
کے ساتھ کچھ عہد و پیمان کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ چاہے گا، تو
اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا۔ جب
وہ جنت کے دروازے کے قریب پہنچے گا اور جنت کی بہترین
زندگی زیبائش و آرائش اور خوشیاں دیکھے گا تو خاموش رہے گا،

جب تک کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا، کہ وہ خاموش رہے۔ پھر وہ عرض کرے گا، اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ اللہ
تعالیٰ فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے! تجھ پر افسوس ہے، کہ تو کس قدر عہد شکنی کرنے والا ہے! کیا تو نے پختہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو
اس کے علاوہ اور کوئی سوال نہیں کرے گا، حالانکہ تیرا سوال پورا کر دیا گیا تھا؟ وہ عرض کرے گا، اے میرے پروردگار! مجھے اپنی
مخلوق میں سے سب سے زیادہ بدنصیب نہ بنا، وہ مسلسل (یہی) دعاء کرتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ پر ہنس پڑیں گے۔ اور
جب اللہ تعالیٰ ہنس پڑیں گے تو اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جو چاہو مانگو! وہ اپنی
آرزوئیں پیش کرے گا اور جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ۔ فلاں فلاں چیز بھی مانگ لو! اور اللہ
تعالیٰ اس کو یاد کرائیں گے۔ اور جب اس کی تمام خواہشیں پوری ہو جائیں گی تو۔ ابو سعید کی روایت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرمائیں گے کہ یہ تمام نعمتیں تیرے لئے ہیں اور اس جیسی دس گنا مزید بھی تجھے عطا کی جاتی ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے
فرمایا: جو شخص جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا، وہ
ایسا ہوگا کہ کبھی چلتا ہوگا اور کبھی رک جاتا ہوگا۔ اور آگ
نے اس کو جھلسا دیا ہوگا۔ جب وہ دوزخ سے نکل کر آگے
گزر جائے گا تو دوزخ کی طرف دیکھ کر کہے گا، کہ وہ
ذات بڑی برکت والی ہے، جس نے مجھے تجھ سے نجات
عطا کی! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی نعمت سے ہمکنار کیا
ہے، جس سے اس نے اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی کو
نہیں نوازا ہے۔ چنانچہ اسے دور سے ایک درخت نظر آئے
گا۔ تو وہ التجا کرے گا، اے میرے پروردگار! مجھے اس
درخت کے نزدیک کر دے تاکہ میں اس کے سائے میں

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
اِخْرُ مِنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ رَجُلٌ فَهُوَ يَمْشِي مَرَّةً
وَيَكْبُو مَرَّةً وَتَسْفَعُهُ النَّارُ مَرَّةً فَاِذَا جَاوَزَهَا
اِلْتَفَتَ اِلَيْهَا فَقَالَ تَبَارَكَ الَّذِي نَجَانِي
مِنْكَ لَقَدْ اَعْطَانِي اللَّهُ شَيْئًا مَا اَعْطَاهُ
اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِينَ فَتَرَفَعَ لَهُ شَجَرَةٌ
فَيَقُولُ اَيُّ رَبِّ اَذِنَبِي مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ
فَلَا سَتِظِلُّ بِظِلِّهَا وَاشْرَبَ مِنْ مَّاءِهَا فَيَقُولُ
اللَّهُ يَا ابْنَ اٰدَمَ اَلَمْ تَعَاهِدْنِي اَنْ لَا تَسْأَلَنِي
غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَعَلِّي اِنْ اَعْطَيْتُكَهَا سَأَلْتَنِي
غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَا يَارَبِّ فَيُعَاهِدُهُ اَنْ لَا يَسْأَلَهُ

غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يُعَذِّرُهُ لَأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ
فَيَذْنِبُهُ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا وَيَشْرَبُ مِنْ
مَائِهَا ثُمَّ تَرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ
الْأُولَى فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَذْنِبِي مِنْ هَذِهِ
الشَّجَرَةِ لَا شَرَبَ مِنْ مَائِهَا وَاسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا لَا
أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ
تُعَاهِدْنِي أَن لَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيَقُولُ لَعَلِّي
إِنْ أَذْنَيْتُكَ مِنْهَا تَسْأَلَنِي غَيْرَهَا فَيُعَاهِدُهُ أَنْ
لَا يَسْأَلُهُ غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يُعَذِّرُهُ لَأَنَّهُ يَرَى مَا
لَا صَبْرَ لَهُ عَلَيْهِ فَيَذْنِبُهُ مِنْهَا فَيَسْتَظِلُّ بِظِلِّهَا
وَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا ثُمَّ تَرْفَعُ لَهُ شَجَرَةٌ
عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ هِيَ أَحْسَنُ مِنَ الْأُولَيَيْنِ
فَيَقُولُ رَبِّ أَذْنِبِي مِنْ هَذِهِ فَلَا اسْتَظِلُّ
بِظِلِّهَا وَاشْرَبَ مِنْ مَائِهَا لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا
فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ أَلَمْ تُعَاهِدْنِي أَن لَا تَسْأَلَنِي
غَيْرَهَا قَالَ بَلَى يَا رَبِّ هَذِهِ لَا أَسْأَلُكَ
غَيْرَهَا وَرَبُّهُ يُعَذِّرُهُ لَأَنَّهُ يَرَى مَا لَا صَبْرَ لَهُ
عَلَيْهِ فَيَذْنِبُهُ مِنْهَا فَإِذَا أَدْنَاهُ مِنْهَا سَمِعَ أَصْوَاتَ
أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَدْخَلْنِيهَا فَيَقُولُ
يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِيئُ مِنْكَ أَيَرْضِيكَ أَنْ
أُعْطِيكَ الدُّنْيَا وَمِثْلَهَا مَعَهَا قَالَ أَيُّ رَبِّ
أَتَسْتَهْزِئُ مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ
فَضَحِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَقَالَ أَلَا تَسْأَلُونَنِي مِمَّ
أَضْحَكَ فَقَالُوا أَمِّ تَضَحَكَ فَقَالَ هَكَذَا
ضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا أَمِّ تَضَحَكَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مِنْ ضَحِكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ

آرام حاصل کروں اور اس کا پانی پیوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا
'اے آدم کے بیٹے! ممکن ہے کہ اگر میں تیری آرزو پوری
کردوں تو، تو مجھ سے اس کے علاوہ مانگنا شروع کر دے
گا۔ وہ اقرار کرے گا' نہیں اے میرے پروردگار! وہ اللہ
تعالیٰ سے معاہدہ کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کسی
چیز کا سوال نہیں کرے گا جبکہ اس کا رب اسے معذور پائے گا'
کیونکہ وہ ایسی نعمت کا مشاہدہ کر رہا ہے جس سے اس کے صبر
کا پیمانہ لبریز ہو رہا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے
نزدیک لے جائے گا اور وہ اس کے سائے میں آرام کرے
گا اور اس کے پانی سے سیراب ہوگا۔ بعد ازاں اس کے
سامنے ایک اور سبزہ زار نمودار ہوگا، جو پہلے سبزہ زار
سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگا۔ وہ عرض کرے گا 'اے
میرے پروردگار! مجھے اس سبزہ زار کے قریب کیجیے! تاکہ
میں اس کے پانی سے سیراب ہو سکوں اور درخت کے سائے
کے نیچے آرام کر سکوں۔ میں تجھ سے اس کے علاوہ سوال
نہیں کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا 'اے آدم کے بیٹے
! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا، کہ تو مجھ سے اس کے
علاوہ کچھ طلب نہیں کرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہو سکتا
ہے کہ اگر میں نے تجھ کو اس کے قریب کر دوں تو تو مجھ سے
مزید کا سوال کرنا شروع کر دے گا؟۔ وہ اللہ تعالیٰ سے پختہ
عہد کرے گا کہ وہ اس سے اس کے علاوہ کچھ طلب نہیں
کرے گا۔ جبکہ اس کا پروردگار اس کو معذور سمجھے گا اس لئے
کہ وہ جس کا مشاہدہ کر رہا ہے وہ اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ اللہ
تعالیٰ اس کو اس کے قریب کر دے گا' تو وہ اس کے سائے
میں محو آرام ہوگا اور پانی نوش کرے گا۔ اس کے بعد اس کے
سامنے جنت کے دروازے کے قریب ایک (سبزہ زار)

حِينَ قَالَ اسْتَهِزِي مِنِّي وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ
فَيَقُولُ إِنِّي لَا سَتَهْزِي مِنْكَ وَلَكِنِّي عَلَى مَا
أَشَاءُ قَدِيرٌ (رواه مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ نَحْوَهُ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ
فَيَقُولُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا يَصْرِيئُ مِنْكَ إِلَى الْخَيْرِ
الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ وَيَذْكُرُهُ اللَّهُ سَلْ كَذَا
وَكَذَا حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى هُوَ لَكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالِهِ قَالَ ثُمَّ يَدْخُلُ
بَيْتَهُ فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ زَوْجَتَاهُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ
يَقُولَانِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَاكَ لَنَا وَأَحْيَانَا
لَكَ قَالَ فَيَقُولُ مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ مِثْلَ مَا
أُعْطِيَْتُ. 14-2296

دکھائی دے گا، جو پہلے دونوں سبزہ زاروں سے زیادہ
خوبصورت ہوگا۔ وہ التجا کرے گا، اے میرے پروردگار!
مجھے اس درخت کے قریب کر دیجیے تاکہ میں اس کے سائے
میں آرام حاصل کروں اور اس کے پانی سے سیراب ہوسکوں
۔ میں تجھ سے اس کے سوا کچھ نہیں مانگوں گا۔ اس کا پروردگار
اس کو معذور قرار دے گا۔ اس لئے کہ وہ جن نعمتوں کا مشاہدہ
کر رہا ہے وہ ان پر صبر نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو
اس کے نزدیک لے جائے گا جب وہ اس کے نزدیک جائے
گا۔ تو جنت میں رہنے والوں کی آوازوں کو سنے گا۔
چنانچہ وہ درخواست کرے گا، کہ اے میرے پروردگار! اب
مجھے جنت میں بھی داخل فرما دے! اللہ تعالیٰ جواب دے گا
اے آدم کے بیٹے! کوئی ایسی نعمت ہے جو تجھے مجھ سے سوال

کرنے سے مانع ہوگی؟ کیا تو خوش ہوگا۔ کہ اگر میں تجھے دنیا اور اس کے مثل عطا کردوں؟ وہ اس کو ناممکن تصور کرتے ہوئے
عرض کرے گا اے میرے پروردگار! آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟ حالانکہ آپ دونوں جہانوں کا رب ہیں؟! اس کے
بعد ابن مسعودؓ نے اور بولے کہ کیا تم مجھ سے ہنسنے کا سبب نہیں پوچھو گے؟ لوگوں نے استفسار کیا کہ آپ کیوں ہنسنے ہیں؟ ابن
مسعودؓ نے کہا کہ اسی طرح رسول اللہ بھی ہنسنے تھے اور لوگوں نے پوچھا تھا، کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں ہنسنے تھے؟ آپ
نے فرمایا، جس بات سے رب العالمین ہنسنے جب اس شخص نے کہا کہ اے رب العالمین! آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟
حالانکہ آپ تو رب العالمین ہیں؟! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے! میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا، لیکن میں قادر مطلق ہوں جو چاہوں
کر سکتا ہوں۔ (مسلم)

مسلم کی ایک روایت میں ابوسعید خدریؓ سے اسی طرح کی حدیث منقول ہے، البتہ اس نے یہ الفاظ ذکر نہیں کئے، کہ
اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! تجھے مجھ سے سوال کرنے سے کوئی چیز روکے گی؟ حدیث کے آخر تک..... نیز اس
میں اضافہ ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کو یاد کرائے گا، کہ تو فلاں فلاں چیز کا سوال کر۔ اور جب اس کی آرزوئیں پوری
ہو جائیں گی، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ بھی اور اس سے دس گنا مزید بھی تیرے لئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کے بعد وہ اپنے
جنت کے گھر میں داخل ہوگا تو وہاں اس کے پاس ”حور عین“ میں سے اس کی دو بیویاں آئیں گی۔ اور وہ کہیں گی کہ سب حمد و
ثناء اللہ تعالیٰ کیلئے ہے، جس نے تجھے ہمارے لئے اور ہمیں تیرے لئے پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا وہ شخص کہے گا، کہ جس قدر
مجھے دیا گیا ہے اس قدر کسی دوسرے کو نہیں دیا گیا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِيُصَيِّبَنَّ أَقْوَامًا سَفَعٌ مِنَ النَّارِ بِذُنُوبٍ أَصَابُوهَا عِقُوبَةُ ثُمَّ يَدْخُلُهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِهِ وَرَحْمَتِهِ فَيَقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّونَ (رواه البخاری) 15-2297

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَيُسَمُّونَ الْجَهَنَّمِيِّينَ (رواه البخاری)

وَفِي رِوَايَةٍ يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي يُسَمُّونَ الْجَهَنَّمِيِّينَ. 16-2298

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا أَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا فَيَقُولُ اللَّهُ أَذْهَبَ فَأَدْخِلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيَخِيلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلَأَتْ فَيَقُولُ يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلَأَتْ فَيَقُولُ أَذْهَبَ فَأَدْخِلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشْرَةَ أَمْثَالِهَا فَيَقُولُ أَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَكَانَ يُقَالُ ذَاكَ أَذْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً (متفق عليه) 17-2299

اُس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگوں کو آگ ان کے گناہوں کے سبب جھلسا دے گی جو وہ کیا کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کریں گے ایسے لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا (بخاری)

عمران بن حصین ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ رسول کریم ﷺ کی سفارش کے ساتھ دوزخ سے نکلیں گے اور جنت میں داخل کئے جائیں گے، انہیں جہنمی کہ جائے گا۔ (بخاری) دوسری روایت میں ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ دوزخ سے میری سفارش کے ساتھ نکالے جائے گے، انہیں جہنمی کہا جائے گا۔

عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ دوزخ میں سے سب سے آخر میں کون نکلے گا اور جنت میں سے سب سے آخر میں کون داخل ہوگا۔ وہ شخص جو دوزخ سے گھسٹتے ہوئے نکلے گا، اللہ اسے حکم دیں گے کہ جنت میں داخل ہو جا! وہ جنت کے قریب پہنچے گا، تو اسے خیال گزرے گا، کہ جنت تو بھری ہوئی ہے۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! جنت میں تو کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو حکم دیں گے کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ بلاشبہ تمہارے لئے دنیا کے برابر اور اس کی مثل دس گنا ہے۔ وہ عرض کرے گا: آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں، یا آپ مجھ سے خوش طبعی کر رہے ہیں، حالانکہ آپ بادشاہ ہیں۔ ابن مسعود کہتے ہیں: میں نے

رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ یہ بات فرما کر ہنس دیئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شخص جنتیوں میں سے کم درجے والا ہوگا (بخاری، مسلم)

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي

حضرت ابو ذر ﷺ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا عِلْمَ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا فِي الْجَنَّةِ وَآخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا رَجُلٌ يُؤْتَى بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقَالُ أَغْرَضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ وَارْفَعُوا عَنْهُ كِبَارَهَا فَتَعَرَّضَ عَلَيْهِ صِغَارُ ذُنُوبِهِ فَيَقَالُ عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، كَذَا وَكَذَا وَكَذَا وَعَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا، كَذَا وَكَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ نَعَمْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْكِرَ وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِ ذُنُوبِهِ أَنْ تَعَرَّضَ عَلَيْهِ فَيَقَالُ لَهُ فَإِنْ لَكَ مَكَانٌ كُلِّ سَيِّئَةٍ حَسَنَةٌ فَيَقُولُ رَبِّ قَدْ عَمِلْتُ أَشْيَاءَ لَا أَرَاهَا هَهُنَا وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ضَحِكَ حَتَّى بَدَثَ نَوَاجِذُهُ (رواه مسلم) 18-2300

بلاشبہ میں جانتا ہوں کہ اہل جنت میں سے سب سے آخر میں جنت میں کون داخل ہوگا؟ اور اہل جہنم میں سے سب سے آخر میں جہنم میں سے کون نکالا جائے گا؟ وہ ایسا شخص ہوگا، جسے قیامت کے دن پیش کیا جائے گا، اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو۔ اور اس کے کبیرہ گناہوں کو چھپالو۔ چنانچہ اس کے سامنے صغیرہ گناہ پیش کئے جائیں گے اور اسے کہا جائیگا کہ تو نے فلاں فلاں دن، فلاں فلاں کام کیا؟ اور فلاں فلاں دن فلاں فلاں عمل کیا؟ وہ اقرار کرے گا اس میں انکار کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ البتہ وہ اپنے کبیرہ گناہوں سے خائف ہوگا۔ کہ کہیں وہ اس پر پیش نہ کیے جائیں۔ تب اس سے کہا جائے گا بے شک تیرے لئے ہر برائی کے بدلہ میں ایک نیکی ہے۔ وہ عرض

کرے گا اے میرے پروردگار! میں نے بہت سے اور بھی گناہ کیے تھے، جن کو میں اعمال ناموں میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ابو ذرؓ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، کہ یہ بیان کر کے آپ اتنا ہنس رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں دکھائی دیں (مسلم)

عَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ أَرْبَعَةٌ فَيَعْرَضُونَ عَلَى اللَّهِ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِمْ إِلَى النَّارِ فَيُلْتَفَتُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ أَيْ رَبِّ لَقَدْ كُنْتُ أَرْجُو إِذَا أَخْرَجْتَنِي مِنْهَا أَنْ لَا تُعِيدَنِي فِيهَا قَالَ فَيُنَجِّهِ اللَّهُ مِنْهَا (رواه مسلم) 19-2301

انسؓ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا چار انسانوں کو دوزخ سے نکالا جائے گا انہیں اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا، اور پھر انہیں دوزخ کی جانب لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ تو ان میں سے ایک شخص مڑ کر (رحم طلب نظر سے) دیکھتے ہوئے عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں تو امید رکھتا تھا، کہ جب آپ نے مجھے دوزخ سے نکال لیا

ہے تو دوبارہ مجھے دوزخ میں نہیں ڈالیں گے۔ آپ نے فرمایا: چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے نجات عطا کریں گے (مسلم) وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُخْلَصُ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَيُجْلِسُونَ عَلَى فَنَطْرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں: رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جب ایمان دار لوگوں کو دوزخ سے باہر نکالا جائے گا تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک بل پر روک لیا جائے گا۔ پھر

فَيَقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضِ مَظَالِمِ كَانَتْ
بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا هُذِبُوا وَتُقَوُّوا أُذِنَ لَهُمْ
فِي دُخُولِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ
لَا أَحَدٌ هُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ
كَانَ لَهُ فِي الدُّنْيَا (رواه البخاری) 20-2302

ان کو ایک دوسرے سے ان حقوق کا بدلہ دلویا جائے گا، جو ان
کے درمیان دنیا میں تھے یہاں تک کہ وہ بالکل پاک و صاف
ہو جائیں گے۔ پھر انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت
دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان
ہے۔ بلاشبہ ان میں سے ہر شخص جنت میں اپنے گھر کو اپنے دنیا
والے مکان سے زیادہ پہچاننے والا ہوگا (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَا يَدْخُلُ أَحَدُنَ الْجَنَّةِ إِلَّا أَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ
لَوْ أَسَاءَ، لِيَزْدَادَ شُكْرًا وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا
أَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ أَحْسَنَ، لِيَكُونَ عَلَيْهِ
حَسْرَةٌ (رواه البخاری) 21-2303

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم ﷺ نے فرمایا
کوئی شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں کیا جائے گا
جب تک کہ اسے دوزخ میں وہ جگہ نہ دکھادی جائے گی، جو
اس کا ٹھکانہ ہوتا اگر وہ برے عمل کرتا، تاکہ وہ زیادہ سے
زیادہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہو۔ اور کوئی شخص اس وقت تک
دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ اسے جنت میں وہ مقام نہ دکھادیا جائے، جو اس کو ملنے والا تھا اگر وہ نیک اعمال
کرتا، تاکہ اسے سخت افسوس ہو۔ (بخاری)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَلَأَ اللَّهُ إِذَا سَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَأَهْلُ
النَّارِ إِلَى النَّارِ جَنِينَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ
الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يَذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادِيًا أَهْلُ
الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ
أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ أَهْلُ
النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ (متفق عليه) 22-2304

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے
فرمایا جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں
گے تو موت کو (مینڈھے کی شکل میں) لایا جائے گا، یہاں
تک کہ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان لٹا کر ذبح کر دیا
جائے گا۔ اس کے بعد ایک منادی کرنے والا کہے گا اے
جنت والو! اب موت نہیں آئے گی۔ اے دوزخ والو! اب
موت نہیں ہے۔ اس اعلان سے اہل جنت کی خوشیوں میں
مزید خوشیوں کا اضافہ ہوگا۔ اور اہل دوزخ کے غموں میں
مزید غم کا اضافہ ہوگا (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا
حوض یقیناً تمہارے سامنے ہوگا، اس کے دونوں کناروں کا
درمیانی فاصلہ ”جرباء“ اور ”اذرح“ کے درمیانی فاصلے جتنا ہو

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ
أَمَامَكُمْ حَوْضِي مَا بَيْنَ جَنْبَيْهِ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ
وَأَزْرَحَ قَالَ بَعْضُ الرُّوَاةِ هُمَا قَرَيْتَانِ بِالشَّامِ

بَيْنَهُمَا مَسِيرَةٌ ثَلَاثَ لَيَالٍ.

وَلَيْ رَوَايَةٌ فِيهِ أَبَارِيقُ كُنُجُومِ السَّمَاءِ مَنْ
وَرَدَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا (متفق)

(عليه) 23-2305

آئے گا اور اس سے پیئے گا، تو پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا (بخاری و مسلم)

گا۔ کسی راوی کا کہنا ہے کہ یہ دونوں مقامات ملک شام کی
بستیاں ہیں اور ان کے درمیان تین دن کی مسافت ہے۔ اور
ایک روایت میں ہے کہ اس میں آسمان کے ستاروں کی تعداد
کے برابر آب خورے ہوں گے، جو شخص اس حوض کوثر پر

عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ وَأَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْمَعُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى
النَّاسَ فَيَقُومُ الْمُؤْمِنُونَ حَتَّى تُزْلَفَ لَهُمُ
الْجَنَّةُ فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ يَا أَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا
الْجَنَّةَ فَيَقُولُ وَهَلْ أَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ
إِلَّا خَطِيئَةُ أَبِيكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ
إِذْهَبُوا إِلَى ابْنِي إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللَّهِ قَالَ
فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ إِنَّمَا
كُنْتُ خَلِيلًا مِنْ وَرَاءِ وَرَاءِ ائْتُوا إِلَى
مُوسَى الَّذِي كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكْلِيمًا فَيَأْتُونَ
مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ
إِذْهَبُوا إِلَى عِيسَى كَلِمَةِ اللَّهِ وَرُوحِهِ فَيَقُولُ
عِيسَى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ فَيَأْتُونَ
مُحَمَّدًا فَيَقُومُ فَيُؤْذَنُ لَهُ وَتُرْسَلُ الْأَمَانَةُ
وَالرَّحِمُ فَتَقُومُ أَنْ جَنَّبَتِي الصِّرَاطُ يَمِينًا
وَشِمَالًا فَيَمُرُّ أُولَئِكَ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ يَا بَابِي
أَنْتَ وَأُمِّي أَيُّ شَيْءٍ كَمَرِ الْبَرْقِ قَالَ أَلَمْ
تَرَوْا إِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِي طَرْفَةِ
عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِ الرِّيحِ ثُمَّ كَمَرِ الطَّيْرِ وَشِدَّةِ
الرِّجَالِ تَجْرِي بِهِمْ أَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ
عَلَى الصِّرَاطِ يَقُولُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتَّى

حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے
ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ لوگوں کو جمع
کریں گے، پس ایماندار شخص کھڑے ہوں گے جنت کو ان
کے قریب کر دیا جائے گا: پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کے
پاس آ کر کہیں گے: اے ہمارے باپ! ہمارے لیے جنت
کا دروازہ کھلوا دیجیے۔ حضرت آدم علیہ السلام (عذر پیش
کرتے ہوئے) کہیں گے، کہ تمہیں جنت سے تمہارے
باپ کی غلطی نے ہی نکلوا یا تھا، میں اس شفاعت کا اہل نہیں
ہوں۔ تم میرے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کے
پاس جاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا، حضرت ابراہیم کہیں گے کہ
میں اس شفاعت کا اہل نہیں ہوں، میں تو آج سے پہلے پہلے
خلیل تھا۔ تم موسیٰ کے پاس جاؤ، جن سے اللہ تعالیٰ بلا واسطہ
ہم کلام ہوئے۔ چنانچہ وہ حضرت موسیٰ کے پاس جائیں گے
تو وہ کہیں گے، کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ تم عیسیٰ علیہ
السلام کے پاس جاؤ، جو اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح اللہ ہیں۔
وہ کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ لوگ محمد ﷺ کے
پاس آئیں گے۔ آپ (عرش کی جانب) کھڑے ہوں گے
پس آپ کو (شفاعت کی) اجازت دی جائے گی۔ پھر امانت
اور رشتہ داری کو لایا جائے گا۔ وہ دونوں پل صراط کی دونوں
جانب دائیں اور بائیں کھڑی ہوں گی۔ پھر تم میں سے ایک
طبقہ بچا کی مانند گزر جائے گا۔ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ

تَعَجَزَ أَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتَّى يَجِيئَ الرَّجُلُ فَلَا
يَسْتَطِيعُ السَّيْرَ إِلَّا زَحْفًا قَالَ وَفِي حَافَتِي
الصِّرَاطِ كَلَالِيْبٌ مُعَلَّقَةٌ مَأْمُورَةٌ تَأْخُذُ مَنْ
أَمَرَتْ بِهِ فَمَخْذُوشٌ نَاجٍ وَمَكْذُوشٌ فِي النَّارِ
وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ أَنَّ قَعَرَ جَهَنَّمَ
لَسَبْعَيْنِ خَرِيفًا (رواه مسلم) 24-2306

میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں!
بجلی کی مانند گزرنے کی صورت کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
کیا تم دیکھتے نہیں ہو، کہ آسانی بجلی کس قدر تیزی کے ساتھ
گزر جاتی ہے اور پلک جھپکتے ہی واپس چلی جاتی ہے پھر کچھ
لوگ پرندوں کی طرح اور کچھ آدمیوں کے دوڑنے کی طرح
گزریں گے، ان کے اعمال ان کو چلائیں گے اور تمہارے

نبی ﷺ پل صراط پر کھڑے ہوئے، یہ کہے جا رہے ہوں گے اے رب! سلامتی عطا کر، سلامتی عطا فرما۔ حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال
انہیں چلانے سے عاجز آ جائیں گے، آخر ایک شخص آئے گا، وہ پل صراط پر سے اپنے کولہوں کے بل سرکتا ہوا گزرے گا۔ اس کے
بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اور پل صراط کے دونوں کناروں پر آنکڑے یا کنڈیاں لٹک رہی ہوں گی، جنہیں حکم دیا گیا ہوگا، کہ وہ ان
لوگوں کو کھینچ لیں جو قابل گرفت قرار پائے ہیں۔ پس کچھ لوگ زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے۔ اور کچھ لوگ دوزخ میں گر جائیں گے
۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے بلاشبہ جہنم کی گہرائی ستر برس کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ قَوْمٌ بِالشَّفَاعَةِ كَانَتْهُمْ
الْعَارِيَةُ قُلْنَا مَا الْعَارِيَةُ قَالَ إِنَّهُ
الضُّغَابِيُّسُ (متفق عليه) 25-2307

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ
سے کچھ لوگ شفاعت کے ساتھ نکالے جائے گے گویا کہ وہ
”معاریر“ ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم نے عرض کیا:
اے اللہ کے رسول! ”معاریر“ سے کیا مراد ہے؟ آپ

نے فرمایا: گویا کہ وہ کھیرے کٹریاں ہیں۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ رب کبریا کی اجازت کے بغیر کوئی نبی بھی سفارش نہیں کر سکے گا۔ ۲۔ کافر اور مشرک کی کوئی سفارش نہیں کرے گا۔
- ۳۔ رسول کریم انبیاء، اولیاء، صلحاء، والدین حتیٰ کہ معصوم بچے اپنے گنہگار والدین کے لئے بااصرار سفارش کریں گے۔
- ۴۔ پل صراط سے لوگ اپنے نیک اعمال کی بدولت گزریں گے۔ ۵۔ حوض کوثر سے پانی پینے والے کو جنت میں داخلے تک
پیار نہیں لگے گی۔ ۶۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ زمین تانبے کی مانند گرم ہوگی۔ جنت میں سب سے آخر
میں داخل ہونے والے کو پوری دنیا کی نعمتوں سے دس گناہ زیادہ نعمتیں ملیں گی۔ ۸۔ جنتی اپنے محلات اور جنت کی نعمتوں کو
خوب پہنچانتے ہوں گے۔



بَابُ صِفَةِ الْجَنَّةِ وَأَهْلِهَا

جَنَّت اور اہلِ جَنَّت کے احوال

جَنَّت کی جمع ہے جنات۔ جَنَّت کا معنی ہے باغ۔ جَنَّت کے پھلوں کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ وہ دیکھنے میں دنیا کے پھلوں کے ہم مثل ہوں گے۔ (پ۔ ا۔ البقرہ) لیکن رنگت، ذائقہ، بناوٹ اور سجاوٹ کے لحاظ سے ایسے ہوں گے جن کا تصور بھی کسی کے ذہن میں نہیں آ سکتا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”کسی آنکھ نے آج تک جنت جیسا نظارہ دیکھا ہی نہیں اور جنت کی نعمتیں کسی کے احاطہ تصورات میں آ سکتی ہی نہیں“
حالانکہ رسول اللہ ﷺ کو قوت گویائی اور قادر الکلامی کا وہ ملکہ عنایت فرمایا گیا جو کائنات میں کسی کے نصیب میں نہیں آیا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے مجھے عطا کردہ معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ میں گفتگو پر ایسا ملکہ رکھتا ہوں جو کسی شاعر، خطیب اور کسی قادر الکلام کو نہیں بخشا گیا۔“

پھر آپ نے نمازِ کسوف کی حالت میں جنت کو اس قدر اپنے قریب پایا۔ صحابہ ﷺ کہتے ہیں کہ ہم نے یوں دیکھا کہ آپ نمازِ کسوف پڑھاتے ہوئے اپنے ہاتھ بڑھاتے ہوئے آگے بڑھے جیسے کوئی چیز پکڑنا چاہ رہے ہوں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد ایک استفسار کے جواب میں فرمایا کہ آج جنت میرے اس قدر قریب لائی گئی کہ میں انگوروں کا خوشہ پکڑنے کے لیے آگے بڑھا۔ معراج کے موقع پر بھی براہِ راست آپ ﷺ نے جنت کا معائنہ فرمایا۔ لیکن فصیح اللسان ہونے اور براہِ راست جنت دیکھنے کے باوجود جنت کی نعمتوں کا پورا پورا تعارف کرانے سے آپ بھی بے بسی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور فرمابلا: کہ جنت کی نعمتیں انسان کے احاطہ خیالات میں نہیں آ سکتیں۔ تاہم جس قدر ممکن ہو سکا آپ نے جنت کی نعمتوں کا حدیث کے ان الفاظ میں تعارف کروایا ہے۔

آئیے آپ کی دیکھی ہوئی جنت کی نعمتوں کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے اپنے ایمان اور کردار کے حوالے سے ان دیکھی نعمتوں کی لذت محسوس کریں جو ہر صورت اہل ایمان کو حاصل ہوں گی۔ جنت میں اہل جنت جو چاہیں گے وہ پائیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا میں کاشتکاری کرنے والے جنت میں کاشت کاری کا شغل بھی کر سکیں گے۔ البتہ سب سے بڑی نعمت رب کائنات کی زیارت اور اس کی خوشنودی ہوگی۔ جس کو پا کر اہل جنت عیش عیش کرتے ہوئے پکار اٹھیں گے۔ اے رب کریم! تیری رضا اور حسن و جمال کے مقابلے میں سب نعمتیں میچ ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسولِ محترم ﷺ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ

وَلَا خَظَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٍ وَأَقْرَبُ وَإِنْ شِئْتُمْ
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ
أَعْيُنٍ (متفق علیہ) 1-2308

اور نہ ہی ان کے متعلق کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے
دل میں ان کا خیال آیا۔ اگر تمہیں پسند ہو تو اس آیت کی
تلاوت کرو۔ ”کوئی نہیں جانتا کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک
کے لیے کیا چیز چھپا کے رکھی گئی ہے۔“ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَوْضِعُ سَوَاطِ
فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا (متفق
علیہ) 2-2309

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول معظم ﷺ نے
ارشاد فرمایا۔ جنت میں ایک کوڑے کے برابر (گز بھر) جگہ دنیا
اور جو کچھ اس میں ہے سب سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)
حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد
فرمایا: اللہ کی راہ میں نکلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر
ہے۔ اگر اہل جنت کی عورتوں سے کوئی ان کی طرف جھانک
لے، تو مشرق و مغرب اور جوان کے درمیان ہے روشن اور معطر
ہو جائے۔ نیز اس کے سر کا دوپٹہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس
سے قیمتی ہے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَدُوَّةٌ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا
وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
أُطْلِعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لِأَضَاءِ ثَمَابَيْنَهُمَا
وَلَمَلَاتِ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا وَلَنْصِيفُهَا عَلَى
رَأْسِهَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا (رواہ
البخاری) 3-2310

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے
فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے۔ کہ اگر کوئی سوار اس
کے سایہ میں سو سال چلتا رہے تب بھی اس کو عبور نہ کر سکے گا
۔ اور یقیناً جنت میں تم میں سے کسی ایک شخص کی کمان کے
برابر جگہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور
غروب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي
ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا وَلَقَابُ قَوْسٍ
أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ
الشَّمْسُ أَوْ تَغْرُبُ (متفق علیہ) 4-2311

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم
ﷺ نے فرمایا۔ ایمان دار شخص کے لیے جنت میں ایک خیمہ
ہوگا جو ایک مکمل کھوکھلا موتی ہوگا۔ جس کی چوڑائی۔ اور ایک
دوسری روایت میں ہے کہ اس کی لمبائی۔ ساٹھ میل ہوگی۔
اور اس کے ایک کنارے میں رہنے والے دوسرے کنارے
والے کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ مومن شخص ان کے پاس چکر لگاتا

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخِيْمَةً مِنْ لَوْلُؤَةٍ
وَاحِدَةٍ مُجَوِّفَةٍ عَرْضُهَا
وَفِي رِوَايَةٍ طَوَّلُهَا .

سِتُّونَ مِثْلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ
الْآخِرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُونَ وَجَنَّتَانِ مِنْ

فِضَّةِ اِنِّيْتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ
اِنِّيْتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ
يَنْظُرُوْا اِلَى رَبِّهِمْ اِلَّا رِذَاءَ الْكِبْرِيَاءِ عَلٰى
وَجْهِهِ فِى جَنَّةٍ عَذْنٍ (متفق عليه) 5-2312

رہے گا اور دو جنتیں ہوں گی جس کے برتن اور جو کچھ اس میں
ہوگا چاندی کا ہوگا۔ اور دو جنتیں ہوں گی۔ جن میں برتنوں
سمیت ہر چیز سونے کی ہوگی۔ جنت عدن میں جنتی اپنے پر
وردگار کا دیدار کریں گے۔ تو اس وقت اہل جنت اور ان

کے رب کے درمیان کبریائی کی چادر کے سوا وہ جو اس کے چہرہ اقدس پر ہوگی کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ کے چہرہ اقدس چادر سے چھپا ہوا نہیں ہوگا یہ تو آپ ﷺ نے رب کبریاء کی جلالت و تمکنت سمجھانے کے لیے لفظ
استعمال فرمایا ہے۔ یعنی ایسا پر جمال اور پر جلال چہرہ جس کو جنتیوں کی آنکھ دیکھ تو سکے لیکن جلال و جمال کی وجہ سے ٹھہر نہ پائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا:
جنت میں ایک بازار ہے۔ جس میں جنتی لوگ اس بازار میں ہر
جمعہ کے روز آیا کریں گے تو شمال کی جانب سے ایک ہوا
چلا کرے گی۔ وہ ان کے کپڑوں اور چہروں پر خوشبو بکھیر دے
گی۔ جس سے ان کے حسن و جمال میں اضافہ ہو جائے گا۔ وہ
اپنے گھروں کی جانب لوٹیں گے تو ان کے حسن و جمال میں
اضافہ ہو چکا ہوگا۔ چنانچہ ان کے گھر والے ان سے کہیں گے۔
اللہ کی قسم! ہم سے الگ ہونے کے بعد تمہارے حسن و جمال

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ
فِى الْجَنَّةِ لَسُوْقًا يَّاتُوْنَہَا کُلُّ جُمُعَةٍ فَتُهْبُ
رِيْحُ الشَّمَالِ فَتَحْتُوْا فِى وُجُوْهِہُمْ وَبَیَابِہُمْ
فَیَزْدَادُوْنَ حُسْنًا وَجَمَالًا فَیَرْجِعُوْنَ اِلٰى
اَهْلِیْہُمْ وَقَدْ اَزْدَادُوْا حُسْنًا وَجَمَالًا فَیَقُوْلُ لَہُمْ
اَهْلُوْہُمْ وَاللّٰہُ لَقَدْ اَزْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا
فَیَقُوْلُوْنَ وَاَنْتُمْ وَاللّٰہُ لَقَدْ اَزْدَدْتُمْ بَعْدَنَا
حُسْنًا وَجَمَالًا (رواہ مسلم) 6-2313

میں اضافہ ہو گیا ہے۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی اضافہ ہو گیا ہے!!۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے
فرمایا جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے چودھویں
رات کے چاند کی طرح روشن (چہرہ) ہوں گے۔ پھر جو ان
کے بعد داخل ہوں گے یہ آسمان پر بہت تیز چمکنے والے
ستارے کی طرح ہوں گے۔ تمام جنتیوں کے دل ایک جیسے
ہوں گے۔ نہ تو ان کے درمیان باہمی اختلاف ہوگا اور نہ ہی
ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے۔ ان میں سے ہر شخص کے
لیے حوروں میں سے دو بیویاں ہوں گی۔ حسن کی وجہ سے

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ
اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ
لَیْلَةَ الْبَلْرِ ثُمَّ الْبَیْنُ یَلُوْنُہُمْ کَاَشَدَ کَوْکَبٍ فِیْرِی
بِی السَّمَاءِ اِضَاءَةً قُلُوْبُہُمْ عَلٰی قَلْبِ رَجُلٍ
وَاحِدٍ لَا اِخْتِلَافَ بَیْنُہُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِکُلِّ اَمْرِئٍ
مِّنْہُمْ زَوْجَتَانِ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ یُرٰی مِنْہُمْ سُوْقُہُنَّ
مِنْ وَّرَآءِ الْعَظْمِ وَاللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ یُسَبِّحُوْنَ
اللّٰہَ بُکْرَةً وَعَشِیًّا لَا یَسْقَمُوْنَ وَلَا یَمُوتُوْنَ وَلَا

يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَتَغَلَّلُونَ وَلَا يَمْتَحِنُونَ إِلَيْهِمْ
الْذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَأَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوُقُودُ
مَجَامِرِهِمُ الْأَلْوَةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ عَلَى خَلْقِ
رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُونَ ذِرَاعًا
فِي السَّمَاءِ (متفق عليه) 7-2314

جن کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے پیچھے دکھائی دے
گا۔ اہل جنت صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے نہ وہ
بیمار ہوں گے اور نہ ہی پیشاب کریں گے نہ رفع حاجت کریں
گے اور نہ ہی تھوکیں گے اور نہ ہی ناک سے رطوبت بہائیں
گے۔ ان کے برتن سونے، چاندی کے ہوں گے۔ ان کی

کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کی انگلیٹھیوں کا ایندھن عود ہندی ہوگا۔ اور ان کا پسینہ کستوری کی طرح ہوگا۔ سب کا اخلاق ایک
جیسا ہوگا۔ نیز وہ سب شکل و صورت میں اپنے باپ آدم علیہ السلام کی طرح ہوں گے۔ آدم کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا۔ (بخاری و مسلم)
وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ
وَلَا يَتَغَلَّلُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا
يَمْتَحِنُونَ قَالُوا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ جُشَاءُ
وَرَشْحُ كَرَشِحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ
وَالْتَحْمِيدَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفْسَ (رواه
مسلم) 8-2315

الحمد لله کا الہام کیا جائے گا۔ جیسے تمہاری سانس جاری رہتی ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم ﷺ
نے فرمایا۔ ہر جنت میں جانے والا ناز و نعمت میں رہے گا۔ نہ
وہ غمگین ہوگا اور نہ ہی اس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے۔ اور
نہ ہی اس کی جوانی ختم ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
تَبْلَى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ (رواه مسلم)

9-2316

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جنت میں منادی کرنے
والا آواز دے گا کہ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہ ہو
گے۔ اور یقیناً تم زندہ رہو گے، کبھی تم پر موت واقع نہ ہوگی،
تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ اور بلاشبہ تم
ناز و نعمت میں رہو گے، کبھی رنجیدہ نہ ہو گے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَا إِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ينادي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ
تَصِحُّوا فَلَا تَسْقُمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ
تَحْيُوا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشَبَّوْا
فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا
تَبْأَسُوا أَبَدًا (رواه مسلم) 10-2317

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْكُوكَبَ الدَّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأَفْقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ بِلَكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَتَلَفَهَا غَيْرُهُمْ قَالَ بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللَّهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ (متفق عليه) 11-2318

حضرت ابوسعید الخدری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلاشبہ جنتی لوگ بالا خانوں میں رہنے والوں کو اس طرح (بلند) دیکھیں گے۔ جیسے تم اُس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو مشرقی یا مغربی افق میں ڈوب رہا ہے اس لیے کہ جنتیوں کے درمیان مراتب کا فرق ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ منزلیں انبیاء کی ہوں گی کہ دوسرے لوگ ان بالا خانوں تک رسائی نہیں حاصل کر سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان لوگوں کی ان

(بالا خانوں) تک رسائی ہوگی جو اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان لائے اور انھوں نے پیغمبروں کی تصدیق کی۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

پرندوں کے دلوں سے مراد کہ دنیا میں اتنے معصوم جیسے پرندے معصوم ہوتے ہیں۔

یا پھر اس سے مراد ایسے جنتی جو پرندوں کی طرح ہر دم چپکتے اور چلنے پھرنے والے ہوں۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفِيدَتْهُمْ مِثْلُ أَفِيدَةِ الطَّيْرِ (رواه مسلم) 12-2319

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں لوگوں کی کئی ایسی جماعتیں داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فَيُؤْتِيكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أُعْطِينَا مَا لَمْ نَعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيَكُمْ الْفَضْلَ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَآيُ شَيْءٍ الْفَضْلُ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُ أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا (متفق عليه)

حضرت ابوسعید الخدری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھیں گے: اے جنت میں رہنے والو! جنتی کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں ہم تیرے حضور موجود ہیں۔ ہر قسم کی بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تم خوش ہو؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! بھلا ہم خوش کیوں نہ ہوں؟ آپ نے تو ہمیں ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا میں تمہیں اس سے بھی بہتر نعمت عطا نہ

کروں؟ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! اس سے

بڑھ کر اور نعمت کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تم پر ہمیشہ کے لیے خوش ہوں اب کبھی میں تم پر خفا نہیں ہوں گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جو شخص جنت میں ادنیٰ درجے کا ہوگا اس کا مقام یہ ہوگا کہ اسے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو آرزو کر! وہ آرزو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ بار بار اسے مانگنے اور آرزو کرنے کے لیے کہیں گے آخر اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے: کیا تو

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَدْنَىٰ مَقْعَدٍ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ أَنْ يَقُولَ لَهُ تَمَنِّ فَيَتَمَنَّى وَيَتَمَنَّى فَيَقُولَ لَهُ هَلْ تَمَنَيْتَ فَيَقُولَ نَعَمْ فَيَقُولَ لَهُ فَإِنَّ لَكَ مَا تَمَنَيْتَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ (رواه مسلم) 14-2321

نے اپنی تمام آرزوئیں بیان کر دی ہیں؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: تجھے تیری آرزوؤں کے مطابق بلکہ اتنا مزید اتنا عطا کیا جاتا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: سیمان، جیجان، فرات اور نیل سب جنت کی نہروں میں سے ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سِيحَانُ وَجِيحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنَّيْلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 15-2322

حضرت عتبہ بن غزوآن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ اگر ایک پتھر جہنم کے کنارے سے پھینکا جائے تو وہ ستر برس تک نیچے لٹرھکتا چلا جائے گا، لیکن جہنم کی گہرائی تک نہیں پہنچے گا۔ اللہ کی قسم! جہنم اتنی گہری ہونے کے باوجود بھی بھر جائے گی۔ عتبہ کہتے ہیں: ہمارے سامنے تذکرہ ہوا کہ جنت کی دو دہلیزوں کے درمیان چالیس برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ایک دن ایسا ہوگا کہ جنت رش کی بجائے بھر چکی ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرْنَا أَنَّ الْحَجَرَ يُلْقَى مِنْ شَفَةِ جَهَنَّمَ فَيَهْوِي فِيهَا سَبْعِينَ خَرِيفًا لَا يُذْرِكُ لَهَا قَعْرًا وَاللَّهُ لَتَمْلَأَنَّ وَلَقَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ مَا بَيْنَ مَضْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيحِ الْجَنَّةِ مَسِيرَةُ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَلَيَأْتِيَنَّ عَلَيْهَا يَوْمٌ وَهُوَ كَطِيطٍ مِنَ الزَّحَامِ (رواه مسلم) 16-2323

تیسری فصل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ کے پاس ایک دیہاتی پڑھا ہوا تھا۔ اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ جنتیوں میں سے ایک بندے نے اپنے رب سے کھیتی باڑی

الفصل الثالث
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ

فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَرْزَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتَوَاءَهُ وَاسْتَحْصَادُهُ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى ذُوْنَكَ يَا بَنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ وَاللَّهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قَرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زَرْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (رواه

البخاری) 17-2324

کی اجازت مانگی۔ اللہ رب العزت نے فرمایا۔ کیا تیرے پاس تیری پسند کی ہر چیز نہیں ہے؟ اس دیہاتی نے کہا کیوں نہیں؟ لیکن مجھے یہ بھی پسند ہے کہ میں کھیتی باڑی کروں۔ چنانچہ وہ بیج ڈالے گا۔ پلک جھپکتے ہی فصل اگ آئے گی۔ کھیتی بڑی ہو جائے گی اور کٹ جائے گی پہاڑ کے برابر انبار لگ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اے ابن آدم! لے تیری خواہش پوری ہوگئی۔ حقیقتاً تیرا پیٹ کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ دیہاتی کہنے لگا: اللہ کی قسم! وہ شخص قریشی یا انصاری ہوگا۔ کیونکہ وہی لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق

ہے ہم تو کھیتی باڑی کرنے والے نہیں۔ نبی مکرم ﷺ مسکرا دیے!۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ جنت کی نعمتیں انسانی تصورات میں نہیں آسکتیں۔
- ۲۔ جنت کی عورت اگر زمین پر جھانک لے تو مشرق و مغرب معطر اور منور ہو جائیں۔
- ۳۔ جنت کی عورت کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے۔
- ۴۔ جنت میں موتی سے بنا ہوا خیمہ ساٹھ میل چوڑا ہوگا۔
- ۵۔ متقیوں کے لیے دو جنتیں سونے اور دو چاندی کی ہوں گی۔
- ۶۔ اللہ تعالیٰ کے چہرہ پر جلال و جمال کا حجاب ہوگا۔ ۷۔ جنتیوں کے حسن و جمال میں ہر دم اضافہ ہوتا رہے گا۔
- ۸۔ جنتیوں کے دلوں سے غصہ و کدورت نکال دیے جائیں گے۔
- ۹۔ جنتیوں کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔ ۱۰۔ جنتیوں کے نقش و نگار اور قد و قامت حضرت آدم علیہ السلام جیسے ہوں گے۔ ۱۱۔ جنت کے کھانے ایک ڈکار سے ہضم ہو جائیں گی۔ ۱۲۔ جنتی ہمیشہ صحت مند جوان اور ہمیشہ زندہ اور خست میں رہیں گے۔ ۱۳۔ جنتی اپنے پیغمبروں سے ملاقات کا شرف پاتے رہیں گے۔ ۱۴۔ جنت میں سب سے بڑی نعمت اور سعادت عظمیٰ رب کریم کی خوشنودی اور ملاقات زیارت ہوگی۔ ۱۵۔ جنتیوں کو ان کی چاہت کے مطابق ہر نعمت پیش کی جائے گی۔ ۱۶۔ جنت میں کاشتکاری بھی کی جاسکے گی۔ ۱۷۔ بالآخر جنت کو کھچا کھچ بھر دیا جائے گا۔ ۱۸۔ اہل جنت ہر قسم کے عوارض سے مبرا ہوں گے۔



بَابُ رُؤْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى

دیدارِ الہی کا بیان

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (الانعام: ۱۰۳)

”اس کو نگاہیں نہیں پاسکتیں اور اسے نگاہوں اور اک ہے اور وہ بڑا باریک بین اور بڑا باخبر ہے۔“

قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اس دنیا میں انبیائے کرام علیہم السلام سمیت کوئی انسان ایسا نہیں ہوا اور نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو براہ راست دیکھ سکے۔ دنیا کی آنکھ میں اللہ تعالیٰ نے یہ قوت ہی نہیں رکھی کہ وہ اپنے رب کے جمال و جلال کا نظارہ کر سکے۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ طور میں اس بات کا واضح ثبوت پایا جاتا ہے۔ معراج کے حوالے سے جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا کہ رسول کریم کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کا براہ راست شرف پایا ہے؟ تو رسول معظم نے جواباً مذکورہ بالا آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ سبحان اللہ! میں اللہ تعالیٰ کو کیسے دیکھ سکتا تھا؟ جب کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے پردے تھے۔

لیکن جنت میں اللہ تعالیٰ انسانی جسم اور آنکھ میں ایسی قوت پیدا فرمائیں گے جس سے جنتی لوگ اپنے رحمان و رحیم خالق و مالک کو دیکھ سکیں گے۔ دیدارِ الہی کے بارے میں رسول محترم ﷺ جب ارشاد فرما رہے تھے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ اتنے سارے جنتی بیک وقت کس طرح دیدار کر سکیں گے؟ تو اس سوال کے جواب میں آپ نے جو ارشاد فرمایا وہ درج ذیل ہے

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم اپنے پروردگار کو اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ دوسری روایت میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا۔ اور فرمایا، بلاشبہ تم اپنے پروردگار کو ایسے دیکھو گے جیسے چاند کو دیکھ رہے ہو۔ اور جیسا کہ تم اس کو دیکھنے میں کوئی تنگی نہیں پاتے۔ اس کے لیے اگر تم میں طاقت ہو تو سورج طلوع ہونے سے پہلے کی نماز یعنی فجر کو اور اس کے غروب سے پہلے کی نماز کو نہ چھوڑو۔ ضرور ادا کرو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی ”اپنے

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ عَيَانًا. وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَظَرْتُ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ وَلَا تُصَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلِبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا ثُمَّ قَرَأَ وَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (متفق عليه) 1-2325

رب کی حمد و تحمید سورج طلوع ہونے سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے بیان کیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى تَرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ النَّارِ قَالَ فَيَرْفَعُ الْحِجَابَ فَيَنْظُرُونَ إِلَى وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ (رواه مسلم) 2-2326

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تم مزید کسی نعمت کو چاہتے ہو کہ میں تمہیں عطا کروں۔ وہ عرض کریں گے: کیا آپ نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا آپ نے ہمیں جنت بھی عطا فرمائی؟ اور دوزخ سے ہمیں نہیں بچایا ہے؟۔ آپ نے فرمایا، تب پردہ اٹھا دیا جائے گا۔ تمام جنتی رب العزت کے چہرے کا دیدار کریں گے۔ انہیں ایسی کوئی نعمت عطا نہیں

ہوئی ہوگی جو پروردگار کے دیدار سے انہیں زیادہ محبوب ہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ”جن لوگوں نے اچھے عمل کیے ان کے لیے جنت ہے اور مزید بھی۔“ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول معظم ﷺ سے پوچھا۔ کیا آپ نے اپنے پروردگار کو دیکھا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا تھا؟

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ (رواه مسلم) 3-2327

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ (مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کو اپنے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزْلَةً أُخْرَى قَالَ رَأَاهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ (رواه مسلم) 4-2328

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات (”دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔“)۔ (”انہوں نے جس چیز کو دیکھا ان کے دل نے نہ جھٹلایا۔“) (”بلاشبہ محمد نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔“) ان تینوں آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہے۔ کہ آپ ﷺ نے جبرائیل کو دیکھا اس کے چہ سو پر تھے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قَوْلِهِ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ وَفِي قَوْلِهِ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ وَفِي قَوْلِهِ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ قَالَ فِيهَا كُلُّهَا رَأَىٰ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتْمَانَةٌ جَنَاحٍ (متفق عليه) 5-2329

فہم الحدیث

کئی علماء قلوب قوسین سے رب کبریا کی ذات مراد لیتے ہیں۔ کہ نبی محترم ﷺ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔ حالانکہ آپ ﷺ نے ان ارشادات میں صاف فرمایا ہے کہ میں اپنے رب کو کس طرح دیکھ سکتا تھا؟ وہ تو نور ہے۔ اور جن صحابہ کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی زیارت کی ہے۔ وہ بھی معراج کی رات زیارت کے قائل نہیں بلکہ خواب کے حوالے سے زیارت کا ذکر کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے سورہ نجم کی ابتدائی آیات غور سے پڑھیں۔ جن میں واضح طور پر بیان ہوا ہے۔ کہ آپ ﷺ نے جبرائیل امین کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ جب کہ سب کا ایمان ہے کہ معراج پر آپ ایک ہی دفعہ تشریف لے گئے ہیں حالانکہ یہاں تو دو مرتبہ دیکھنے کا ذکر ہو رہا ہے جس کا معنی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک دفعہ سدرۃ المنتہی کے پاس اور دوسری مرتبہ زمین پر نیز انہیں آیات میں وضاحت ہے کہ آپ نے اپنے رب کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا ہے۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کو

خلاصہ باب

- ۱۔ جنتی چودھویں رات کے چاند کی طرح اللہ تعالیٰ کے دیدار کی سعادت کبریٰ حاصل کریں گے۔
- ۲۔ جنت میں سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔
- ۳۔ ”میں نے اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کی۔“ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔
- ۴۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو اصل حالت میں دیکھا تھا۔
- ۵۔ خصوصاً فجر اور عصر کی نمازوں میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔
- ۶۔ اہل جنت خود بھی بڑے خوبصورت اور سفید روشن چہروں والے ہوں گے۔



بَابُ صِفَةِ النَّارِ وَأَهْلِهَا

دوزخ کی کیفیت اور دوزخیوں کے حالات

جہنم مجرموں کے لیے جائے عقوبت اور جیل خانہ ہے جس میں ہر مجرم کو اس کے جرم کے مطابق پوری پوری سزا دی جائے گی۔ جبکہ کافر اور مشرک اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ دنیا میں بھاری جرائم (کبیرہ گناہوں کا ارتکاب) کرنے والے اہل ایمان اپنے جرائم کے مطابق اپنی اپنی سزا پا کر بالآخر جہنم سے نجات پائیں گے۔ ایک ایک جرم کی سزا کتنی کتنی مدت کی ہوگی اس کا قرآن و سنت میں ذکر موجود نہیں۔ البتہ مجرمانہ ذہن کی دلیری کے خاتمے کے لیے آپ نے انتباہ آمیز وضاحت فرمائی کہ جہنم اس قدر خوف ناک اور ہولناک جگہ ہے کہ ایسا شخص جس نے دنیا میں ہر نعمت پائی ہوگی اور ایک لمحہ کے لیے بھی اس نے پریشانی نہ دیکھی ہوگی جب اس کو جہنم میں ایک غوطہ لگوا کر پوچھا جائے گا کہ دنیا میں تو نے کتنی نعمتیں اور کس قدر آرام پایا؟ تو وہ زار و قطار روتے ہوئے جواب دے گا کہ مجھے کوئی لمحہ یاد نہیں کہ میں نے کبھی پل بھر کے لیے بھی آرام پایا ہو۔

جہنم میں لوگوں کے گناہوں اور جرائم کے مطابق ان کے جسم بنائے جائیں گے۔ جہنمی کی زبان کئی میل لمبی ہوگی۔ حتیٰ کہ اس کی ایک ڈاڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اس طرح اس کا جسم بذاتِ خود ذلیل ترین اور خوفناک صورت اختیار کر جائے گا۔ جہنمیوں کو ان کے اپنے جسم سے نکلنے والے گندے مواد غلیظ خون اور پیپ پینا پڑے گی۔ پھر اس وقت جہنمیوں کی حالت شرمندگی دیکھی نہ جائے گی جب ان کے محلے دار عزیز و اقرباء جنتی حتیٰ کہ ان کی نیک اولادیں انہیں اس ذلت آمیز حالت میں دیکھیں گی۔ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اس وقت ان کی کیا کیفیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مومن کو اس ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری آگ، دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک ہے آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جلانے کو تو یہی دنیا کی آگ ہی کافی تھی۔ آپ نے فرمایا دوزخ کی آگ کو دنیا کی آگ سے ابھر ڈگری بڑھا دیا گیا ہے۔ ہر ڈگری دنیا کی آگ کے برابر ہوگی۔ (بخاری و مسلم) یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ تمہاری آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے۔ نیز اس میں عَلَیْہُنَّ وَکُلَّہُنَّ کی بجائے عَلَیْہَا وَکُلَّہَا کے الفاظ ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءٍ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَاغِيَةٌ قَالَ لُفِضَتْ عَلَيْهِنَ بِعِشْعَةٍ وَ سَبْعِينَ جُزْءٍ كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا (متفق علیہ) وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيِّ .

وَفِي رِوَايَةِ مُسْلِمٍ نَارُكُمْ الَّتِي يُوقِدُ ابْنُ آدَمَ وَفِيهَا عَلَيْهَا وَكُلُّهَا بَدَلٌ عَلَيْهِنَّ وَكُلُّهُنَّ .

1-2330

فہم الحدیث

پہلے بھی عرض کی جا چکا ہے۔ کہ حدیث بیان کرنے والے صحابہ تابعین یا ان کے بعد محدثین اگر انہیں کسی لفظ کے بارے میں شبہ ہو تو وہ اس موقع پر جو الفاظ استعمال ہوئے ہوں۔ ان کو اسی طرح بیان کرتے ہیں۔ یہاں بھی راوی کو شک ہے کہ ان میں سے کوئی ایک لفظ ہوگا۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا (رواہ مسلم) 2-2331

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخ کو لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار لگائیں ہوں گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ کر لائیں گے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

پوری کی پوری جہنم کو ملا نکلے اس طرح کھینچ کر لوگوں کے سامنے لائیں گے جیسے آگ کی کٹھالی یا تارکول کی ٹرائی کو کھینچا جاتا ہے۔ جس سے بلاؤں اور آگ کے جوش مارنے کی خوف ناک آوازیں آئیں گی۔

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ أَهْلَ النَّارِ عَذَابًا مِّنْ لَّهِ نَعْلَانٍ وَشِرَاكًا مِّنْ نَّارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُنَّ كَمَا يَغْلِي الْمَرْجَلُ مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدَّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا (متفق علیہ) 3-2332

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً دوزخیوں میں سب سے معمولی عذاب والے کے پاؤں میں آگ کے جوتے اور تسمے ہوں گے۔ جس کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح کھول رہا ہوگا۔ اور وہ یہ خیال کرے گا کہ کسی دوسرے شخص کو اس سے زیادہ عذاب نہیں ہو رہا ہے حالانکہ وہ سب سے ہلکے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَهْلُ النَّارِ عَذَابًا أَبْوْطَالِبٍ وَهُوَ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاعُهُ (رواہ البخاری) 4-2333

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوئے ہوگا۔ جس کی وجہ سے اس کا دماغ اُبل رہا ہوگا۔ (بخاری)

وَعَنِ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوتَى بِأَنعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يَقُولُ يَا بَنِي

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن دوزخیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو سب سے زیادہ عیش و آرام کی زندگی بسر کرتا رہا

آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ فَيَقُولُ لَا وَاللَّهِ يَارَبِّ وَيُوتَنِي بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيَقَالُ لَهُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ وَهَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُولُ لَا وَاللَّهِ يَارَبِّ مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ (رواه مسلم) 5-2334

ہوگا اُسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد اس سے پوچھا جائے گا۔ اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے کبھی آرام دیکھا تھا؟ تجھ پر نعمتوں کا کوئی دور آیا تھا؟ وہ کہے گا: اللہ کی قسم! نہیں، اے میرے پروردگار! کبھی نہیں۔ اسی طرح جنتیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا، جو دنیا میں سب سے زیادہ تنگی والا ہوگا۔ اسے جنت کی ایک جھلک دکھائی جائے گی اور کہا جائے گا: کیا تو نے کبھی تنگی دیکھی تھی؟

کیا تجھ پر کبھی سختی کا وقت آیا تھا؟ وہ جواب دے گا اللہ کی قسم! مجھ پر ہرگز کوئی تنگی نہیں آئی اور نہ ہی میں نے کبھی سختی کا دور دیکھا تھا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ لَا هَوْنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هَذَا وَأَنْتَ فِي صَلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِي (متفق عليه) 6-2335

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے سب سے ہلکے عذاب والے سے پوچھیں گے: اگر تیرے پاس زمین کی اشیا میں سے کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اسے اس عذاب سے چھٹکار کے بدلے میں دے دیتا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ میں نے تجھ سے اس وقت بہت ہی معمولی

مطالبہ کیا تھا جب تو ابھی آدم کی پشت میں تھا۔ کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، لیکن تو نے انکار کیا اور میرے ساتھ شریک ٹھہراتا رہا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبِيهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْرَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَتِهِ (رواه مسلم) 7-2336

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی گرامی ﷺ نے فرمایا: آگ نے بعض لوگوں کے ٹخنوں تک، بعض کے گھٹنوں تک اور بعض کو کمر تک گھیرا ہوگا۔ اور بعض کی گردن تک پہنچی ہوگی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ جہنم میں کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ ایسا ہوگا کہ تیز رفتار سوار کے لیے تین دن کی مسافت ہوگی۔ دوسری

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا بَيْنَ مَنْكَبِي الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ .

روایت میں ہے کہ دوزخ میں کافر کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کی مسافت کے برابر ہوگی۔

اور اس باب سے متعلق ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ دوزخ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی جس کا ذکر نماز جلدی ادا کرنے کے باب میں ہو چکا ہے۔

وَلَيْ رِوَايَةِ حُزْرَمٍ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ وَغِلْظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ (رواہ مسلم).
وَذَكَرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فِي بَابِ تَعْجِيلِ الصَّلَاةِ 2337-8

خلاصہ باب

- ۱۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ تیز ہوگی۔
- ۲۔ جہنم کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔
- ۳۔ جہنم میں آگ کا جوتا پہنانے سے دماغ ہنڈیا کی طرح کھولنے لگے گا۔
- ۴۔ جہنم کا ایک غوطہ پوری زندگی کے عیش و آرام کو بھلا دے گا۔
- ۵۔ جنت کی ایک جھلکی زندگی بھر کے دکھوں کے لیے مرہم بن جائے گی۔
- ۶۔ جہنم میں جہنمیوں کے جسم پھولتے اور سوجتے چلے جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک ایک دانت پہاڑ پہاڑ جتنا ہو جائے گا۔ جسم کا اتنا بے ڈھنگا پن بذات خود ایک ذلیل کن عذاب ہوگا۔ (اللَّهُمَّ اجْزِنَا مِنَ النَّارِ)



إِلَى بَعْضِ قَقُولٍ قَطُّ بِعِزِّكَ
وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتَّى
يُنْشِئَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ
(متفق عليه) 2-2339

رکھیں گے تو جہنم کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا۔ اور
جہنم کہے گی: بس! بس! تیری عزت اور تیرے کرم کی قسم!
اور جنت میں ہمیشہ وسعت اور فراخی ہوگی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ
جنت کے لیے نئی مخلوق پیدا فرمادیں گے۔ جنہیں جنت کے

وسیع علاقے میں آباد کیا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى
يَوْمَ الصَّلَاةِ ثُمَّ رَفَى الْمُنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قَبْلَ
قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ أُرِيتُ أَلَا أَنْ مُدَّ
صَلَّيْتُ لَكُمْ الصَّلَاةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ مُمَثَّلَتَيْنِ
فِي قَبْلِ هَذَا الْجِدَارِ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي
الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (رواه البخاری) 3-2340

تیسری فصل

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن نبی گرامی
ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ منبر پر تشریف فرما
ہوئے۔ اور اپنے ہاتھ کے ساتھ مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ
کر کے فرمایا: ابھی جس دوران میں نے تمہاری امامت
کروائی، مجھے جنت اور دوزخ اس دیوار کے سامنے نظر
آئیں۔ میں نے آج تک اس طرح کبھی اتنی اچھی اور بری
چیز کا مشاہدہ نہیں کیا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ جہنم میں متکبران فرمان اور جنت میں کمزور اور سادہ لوح لوگ داخل ہوں گے۔
- ۲۔ جنت کو بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نئی مخلوق پیدا فرمائیں گے۔
- ۳۔ جہنم کو بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنا مبارک قدم داخل فرمائیں گے۔
- ۴۔ جنت اللہ کی رحمت ہے اور جہنم اللہ کا عذاب ہے۔
- ۵۔ جہنم لکھی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔



بَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ وَذِكْرِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

کائنات کی ابتدا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ جب آپ کے پاس بنو تمیم کے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا: اے بنو تمیم! خوشخبری قبول کرو۔ انہوں نے کہا آپ نے ہمیں خوشخبری تو دے دی ہمیں کچھ عطا بھی کریں۔ ان کے بعد اہل یمن کے کچھ لوگ بھی آئے۔ آپ نے فرمایا: اے اہل یمن! خوشخبری قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ اور آپ کی خدمت میں ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ ہم دین کی سمجھ حاصل کریں۔ اور ہم آپ سے کائنات کی ابتداء کے بارے میں پوچھیں کہ سب سے پہلے کیا چیز تھی؟ آپ نے فرمایا: اللہ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی۔ اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ پھر لوح محفوظ میں تمام چیزوں کو لکھا۔ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ پھر ایک شخص میرے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذْ جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا بَشَرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَدْخَلَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبَلْنَا جَنَّاكَ لِنَتَفَقَّهُ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلِّ شَيْءٍ ثُمَّ آتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ أَذْرُكَ نَاقَتَكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ فَأَنْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا وَإِيَّاهُ اللَّهُ لَوَدِدْتُ أَنِّي أَذْرُكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ أَقُمْ (رواه

البخاری) 1-2341

پاس آیا اس نے کہا: اے عمران! اپنی اونٹنی کا پتا کرو۔ وہ بھاگ گئی ہے۔ میں اسے ڈھونڈنے لگا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم مجھے یہ پسند

تھا کہ اونٹنی بے شک چلی جاتی، لیکن میں نہ اٹھتا۔ (بخاری) وَعَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَ مَنْ نَسِيَ (رواه

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ نے ہمیں کائنات کے آغاز سے جنت اور دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام احوال کا ذکر فرمایا۔ آپ کی ان باتوں کو جس نے یاد رکھا اسے یاد ہیں اور جس نے بھلا دیا وہ بھول گیا۔ (بخاری)

البخاری) 2-2342

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي فَهُوَ مَكْتُوبٌ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ (متفق علیہ) 3-2343

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ نے کائنات کی تخلیق سے پہلے لوح محفوظ میں تحریر فرمایا کہ ”میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔“ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عرش پر تحریر ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ (رواہ مسلم) 4-2344

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا اور آدم کو اس چیز سے پیدا کیا گیا جو تمہیں بتادی گئی ہے۔ یعنی آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللَّهُ آدَمَ فِي الْجَنَّةِ تَرَكَهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَتَرُكَهُ فَبَعَلَ إِبْلِيسُ يُطِيفُ بِهِ يَنْظُرُ مَا هُوَ فَلَمَّا رَأَاهُ أَجُوفَ عَرَفَ أَنَّهُ خُلِقَ خَلْقًا لَا يَتَمَالَكُ (رواہ مسلم) 5-2345

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں شکل و صورت بنائی۔ تو اس پیکر کو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا جنت میں اسی طرح رہنے دیا۔ تو ابلیس نے اس کے گرد گھومنا شروع کر دیا۔ وہ غور کرتا رہا کہ یہ کیا ہے؟ جب

اس نے مجسمہ کو دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے تو وہ سمجھ گیا کہ یہ ایک ایسی مخلوق تخلیق کی جا رہی ہے جو غیر مستحکم ہوگی۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اخْتَنَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقُدُومِ (متفق علیہ) 6-2346

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ ۸۰ برس کی عمر میں تیسے سے کیا۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَكْذِبْ إِبْرَاهِيمُ إِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ لِسْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِي ذَاتِ اللَّهِ قَوْلُهُ إِنِّي سَقِيمٌ وَقَوْلُهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةٌ إِذْ أَتَى عَلَى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ هَهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ فَأَرْسَلْ إِلَيْهِ فَسَأَلَهُ عَنْهَا مَنْ هَذِهِ قَالَ أُخْتِي فَاتَى سَارَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے تین توڑیے کیے (یعنی بچاؤ کے لیے خلاف واقعہ باتیں کہیں)۔ ان میں سے دو اللہ کے لیے ایک ان کا یہ کہنا کہ میں بیمار ہوں اور دوسرے ان کا یہ کہنا کہ ”یہ کام تو ان کے بڑے بت نے کیا ہے“ اور آپ نے فرمایا (اور تیسرے یہ کہ) ایک دفعہ ابراہیم علیہ السلام سارہ کی معیت میں ایک جاہل بادشاہ کے پاس سے گزرے۔ تو بادشاہ

فَقَالَ لَهَا إِنَّ هَذَا الْجَبَّارَ إِنْ يَعْلَمَ أَنَّكَ أَمْرَأَتِي
يَغْلِبُنِي عَلَيْكَ فَإِنْ سَأَلَكَ فَأَخْبِرِيهِ أَنَّكَ
أُخْتِي فَإِنَّكَ أُخْتِي فِي الْإِسْلَامِ لَيْسَ عَلَيَّ
وَجْهِ الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرِكَ فَأَرْسَلَ
إِلَيْهَا فَاتَتْ بِهَا قَامَ إِبْرَاهِيمُ يُصَلِّي فَلَمَّا دَخَلَتْ
ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ فَأَخِذَ وَيُرْوِي فَقَطَّ حَتَّى
رَكَّضَ بِرِجْلِهِ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا
أَضْرُكْ فَدَعَتْ اللَّهَ فَأَطْلِقْ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ
فَأَخِذَ مِغْلَهَا وَأَاشَدَّ فَقَالَ ادْعِي اللَّهَ لِي وَلَا
أَضْرُكْ فَدَعَتْ اللَّهَ فَأَطْلِقْ فَدَعَا بَعْضُ
حَاجَّتِهِ فَقَالَ إِنَّكَ لَمْ تَأْتِنِي بِإِنْسَانٍ إِنَّمَا
آتَيْتَنِي بِشَيْطَانٍ فَأَخْدَمَهَا هَاجِرَ فَاتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ
يُصَلِّي فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ مَهَيْمٌ قَالَتْ رَدَّ اللَّهُ كَيْدَ
الْكَافِرِ فِي نَحْرِهِ وَأَخْدَمَ هَاجِرَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ
بَلَكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ (متفق
عليه) 7-2347

کو بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے جس کے ساتھ اس کی
انتہائی خوبصورت بیوی ہے۔ بادشاہ نے ان کی طرف پیغام
بھیجا۔ اور ان سے عورت کے بارے میں پوچھا یہ کون ہے؟
ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا یہ میری بہن ہے: پھر
ابراہیم علیہ السلام سارہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ اگر
اس بادشاہ کو پتا چل گیا کہ تم میری بیوی ہو تو وہ تمہیں مجھ سے
زبردستی چھین لے گا۔ اس لیے اگر وہ تم سے پوچھے تو کہنا کہ تم
میری بہن ہو کیونکہ تم اسلامی طور پر میری بہن ہو۔ اور روئے
زمین پر میرے اور تمہارے علاوہ کوئی ایمان دار نہیں۔ چنانچہ
بادشاہ نے سارہ کی طرف پیغام بھیجا۔ انہیں لایا گیا۔ ابراہیم
نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ جب سارہ ظالم بادشاہ
کے سامنے گئیں۔ تو اس نے ان کو پکڑنے کے لیے ہاتھ
بڑھایا (تو اللہ کی طرف سے) اس کی گرفت ہو گئی۔ ایک
روایت میں ہے کہ وہ دیوچ لیا گیا۔ اور وہ زمین پر پاؤں
مارنے لگا۔ اس نے التجا کی کہ تو میرے لیے اللہ سے دعا کر
میں تجھے نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ

سے دعا کی تو اس سے دباؤ ختم ہو گیا۔ پھر اس نے دوبارہ پکڑنا چاہا۔ تو اسی طرح دباؤ کی زد میں آیا پہلے سے بھی زیادہ۔ اس نے
التجا کی کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔ حضرت سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اس سے
گرفت ختم ہو گئی۔ اس نے اپنے بعض نوکروں کو بلایا اور ان سے کہا: تم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے۔ بلکہ تم تو کسی
شیطان کو میرے پاس لائے ہو۔ بادشاہ نے انہیں ان کی خدمت کے لیے ہاجرہ عطا کر دی۔ سارہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس
پہنچی تو وہ نماز ادا کر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے دریافت کیا کہ کیا خبر ہے؟ سارہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے کافر
کے مکر کو اسی کے گلے میں ڈال دیا ہے۔ اور اس نے خدمت کے لیے ہاجرہ دی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اہل عرب
ہاجرہ تمہاری ماں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم
ﷺ نے فرمایا: ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَحْنُ أَحَقُّ
بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ

شک کا حق رکھتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام نے التجا کی تھی اے میرے پروردگار مجھے دیکھا کہ آپ کس طرح مردوں کو زندہ کرتے ہیں؟ حضرت لوط علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں ہوں وہ قوت والے اللہ کی پناہ میں تھے۔ اگر

تُحْيِي الْمَوْتَى وَيَرْحَمُ اللَّهُ لَوْ طَالَتْ كَانَ يَأْوِي إِلَى رُكْنٍ شَدِيدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طَوْلَ مَا لَبْتُ يُوسُفُ لَا جَبْتُ الدَّاعِيَ (متفق علیہ) 8-2348

میں قید خانے میں حضرت یوسف علیہ السلام جتنا عرصہ رہتا تو میں بلانے والے کی دعوت قبول کر لیتا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث میں آپ ﷺ نے حضرت یوسف کی ثابت قدمی کی تعریف فرمائی اور اپنے مرتبہ کا اظہار کرنے کی بجائے نہایت ہی انکساری کا اظہار فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت شرمیلے اور ستر کا انتہائی زیادہ خیال رکھنے والے تھے۔ ان کے جسم کے کسی حصہ کو شرم و حیا کی وجہ سے دیکھنا ناممکن تھا۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں نے انہیں تکلیف دینا چاہی اور کہا کہ موسیٰ جو اس قدر جو جسم کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ یا تو ان کے جسم پر برص ہے۔ یا ان کی جلد میں تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو ان عیوب سے مبرا اظاہر کرے۔ چنانچہ ایک دن تنہائی میں تھے۔ غسل کے لیے گئے اور کپڑے اتار کر تو پتھر پر رکھ دیے۔ پھر ان کے کپڑوں کو لے بھاگا۔ موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے تیز تیز بھاگے اور کہہ رہے تھے۔ اے پتھر! میرے کپڑے اے پتھر! میرے کپڑے۔ حتیٰ کہ وہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو برہنہ دیکھا تو انہیں اللہ کی مخلوق سے ہر لحاظ

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مُوسَى كَانَ رَجُلًا حَيًّا سَتِيرًا لَا يُرَى مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتَحْيَاءً فَأَذَاهُ مَنْ أَذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا مَا تَسْتَرُ هَذَا التَّسْتَرُ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ أَوْ أَذْرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُسْرِئَهُ فَخَلَايَوْمًا وَخَذَهُ لِيَغْسِلَ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ لِي حَجَرٍ فَقَرَأَ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ فَجَمَعَ مُوسَى فِي أَثَرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي يَا حَجَرُ ثَوْبِي يَا حَجَرُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَلَأٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ غُرْبَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فَقَالُوا وَاللَّهِ مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ وَآخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا فَوَاللَّهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِمَّنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا (متفق علیہ) 9-2349

سے بہتر پایا۔ اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہیں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے اٹھائے اور پتھر کو مارنے لگے۔ اللہ کی قسم! پتھر پر ان کی مار کی وجہ سے تین چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَمَا أَيُّوبُ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ

يَغْتَسِلُ غُرْيَانَا فَخَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ جَرَادٍ مِّنْ
ذَهَبٍ فَجَعَلَ أَيُّوبُ يَخِيئُ فِي ثَوْبِهِ فَنَادَاهُ رَبُّهُ
يَا أَيُّوبُ أَلَمْ أَكُنْ أَغْنَيْتَكَ عَمَّا تَرَى قَالَ
بَلَى وَعِزَّتِكَ وَلَكِنْ لَا غِنَى بِي عَنْ
بَرَكَتِكَ (رواه البخاری) 10-2350

نے فرمایا۔ لیک دفعہ حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل کر
رہے تھے۔ کہ ان پر سونے کی مکڑیاں گرنے لگیں۔ تو ایوب
علیہ السلام انہیں کپڑے میں ڈالنے لگے۔ ایوب علیہ السلام کو
ان کے پروردگار نے آواز دی۔ اے ایوب! جو چیز تم دیکھ
رہے ہو کیا اس سے ہم نے تمہیں مستغنی نہیں کر دیا؟ انہوں

نے عرض کیا: کیوں نہیں! تیری عزت کی قسم! لیکن میں تیری برکات سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ وَرَجُلٌ
مِّنَ الْيَهُودِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفَى
مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِينَ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ وَالَّذِي
اصْطَفَى مُوسَى عَلَى الْعَالَمِينَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ
يَدَهُ عِنْدَ ذَلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُودِيِّ فَذَهَبَ
الْيَهُودِيُّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ
مِنْ أَمْرِهِ وَأَمَرَ الْمُسْلِمَ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ
الْمُسْلِمَ فَسَأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ لَا تُخَيِّرُونِي عَلَى مُوسَى فَإِنَّ
النَّاسَ يَصْعَقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ
فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مُوسَى بَاطِشٌ
بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي كَانَ فِي مَنْ صَعِقَ
فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ كَانَ فِي مَنْ اسْتَشْنَى اللَّهُ .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان کرتے ہیں۔ ایک مسلمان
اور یہودی گالی گلوچ ہو گئے۔ مسلمان نے کہا: اللہ کی قسم جس
نے محمد ﷺ کو تمام لوگوں سے منتخب کیا! یہودی نے کہا۔ اللہ کی
قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں سے منتخب کیا۔ اس
پر مسلمان نے یہودی کے منہ پر طمانچہ دے مارا۔ یہودی نبی
گرامی ﷺ کے ہاں پہنچ گیا۔ اور آپ کو اپنے اور مسلمان کے
درمیان ہونے والے معاملہ کے متعلق بتایا۔ نبی اکرم ﷺ
نے اس مسلمان کو بلوایا اور اس جھگڑے کے بارہ پوچھا۔ تو
اس نے آپ کو واقعہ بتایا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے
موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ جب قیامت کے دن لوگ
بے ہوش ہو جائیں گے تو میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو
جاؤں گا سب سے پہلے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا۔
اس وقت موسیٰ علیہ السلام عرش کے پائے کو تھامے ہوئے
ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہوئے ہوں
گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے ہوں؟ یا اللہ تعالیٰ نے
ان کو مستثنیٰ رکھا ہو؟ ایک اور روایت میں ہے کہ اس وقت یہ
اس لیے ہوگا کہ وہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کی بے ہوشی کو اس
بے ہوشی میں شمار کر لیا جائے گا۔ یا مجھ سے پہلے ہوش میں
آجائیں گے۔ میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی یونس بن متی سے

وَفِي رِوَايَةٍ فَلَا أَدْرِي أَحْوَسَبَ بِصَعْقِهِ يَوْمَ
الطُّورِ أَوْ بُعِثَ قَبْلِي .
وَلَا أَقُولُ إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَى .
وَفِي رِوَايَةِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ
الْأَنْبِيَاءِ (متفق عليه).
وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا تَفْضَلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ

نے فرمایا تم انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی کو ایک دوسرے پر ترجیح نہ دو۔ ایک روایت میں ہے انبیاء کرام میں امتیاز یا ان کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُولَ إِنِّي خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى (متفق علیہ)۔
وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ 12-2352

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ (بخاری و مسلم) بخاری کی روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے یہ کہا کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ اس نے جھوٹ بولا۔

فہم الحدیث

اللہ تعالیٰ نے بے شک انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ اور اس بات کا تذکرہ تیسرے پارہ کی پہلی آیت میں فرمایا۔ ہے۔ اور یہ حقیقت ہے تمام انبیاء پر محمد ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی گئی ہے۔ جس طرح آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں لیکن اس اعزاز پر فخر نہیں کرتا۔ لہذا کسی نبی کی فضیلت دوسرے انبیاء پر فخر یہ بیان کرنا آپ ﷺ نے اس انداز بیان سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس سے دوسرے نبی کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ جو ہرگز جائز نہیں۔

وَعَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْغُلَامَ الَّذِي قَتَلَهُ الْخَضِرُ طَبَعَ كَافِرًا لَوْ عَاشَ لَا رَهَقَ أَبُوهُ طُغْيَانًا وَكُفْرًا (متفق علیہ) 13-2353

حضرت ابی بن کعب ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: وہ لڑکا جس کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ وہ کافر پیدا ہوا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو یقیناً اپنے والدین کو اپنے کفر اور سرکشی سے مصیبت میں مبتلا کر دیتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّمَا سُمِّيَ الْخَضِرُ لِأَنَّهُ جَلَسَ عَلَى فُرُورَةٍ بَيْضَاءَ فَإِذَا هِيَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضِرَاءَ (متفق علیہ) 14-2354

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت خضر کا نام خضر اس لیے رکھا گیا۔ کہ آپ زمین کے سفید ٹکڑے پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اچانک وہ زمین ان کے پیچھے سے سبزہ کی صورت لہلہانے لگی۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَهُ أَجِبْ رَبِّكَ قَالَ فَلَطَمَ مُوسَى عَيْنَ مَلِكِ الْمَوْتِ فَفَقَّاهَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلِكُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ موت کا فرشتہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا: اپنے رب کی طرف سے پیغام موت قبول کیجیے 1 آپ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ نے فرشتے کی آنکھ پر طمانچہ رسید کر کے اس

فَقَالَ إِنَّكَ أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدِكَ لَا يُرِيدُ
الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَا عَيْنِي قَالَ فَرَدَّ اللَّهُ إِلَيْهِ عَيْنَهُ
وَقَالَ ارْجِعْ إِلَى عَبْدِي فَقُلِ الْحَيَوةُ تُرِيدُ فَإِنْ
كُنْتَ تُرِيدُ الْحَيَوةَ فَضَعْ يَدَكَ عَلَى مَعْنَى
نُورٍ فَمَا تَوَارَثَ يَدَكَ مِنْ شَعْرَةٍ فَإِنَّكَ
تَعِيشُ بِهَا سَنَةً قَالَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ تَمُوتُ قَالَ
فَالآنَ مِنْ قَرِيبٍ رَبِّ أَدْنِنِي مِنَ الْأَرْضِ
الْمُقَدَّسَةِ رَمِيَةِ الْحَجَرِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَاللَّهِ لَوْ أَتَى عِنْدَهُ لَارْتَبَكُمْ قَبْرُهُ إِلَى جَانِبِ
الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَيْبِ الْأَحْمَرِ (متفق عليه) 15-2355

کی آنکھ نکال دی۔ فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر عرض کرتا
ہے: آپ نے مجھے اپنے ایسے بندے کی طرف بھیج دیا جو
موت کو نہیں چاہتا۔ اس نے تو میری آنکھ نکال دی ہے۔
راوی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ کو صحیح کر دیا اور کہا:
میرے بندے سے جا کر کہو۔ کیا آپ مزید زندگی چاہتے
ہیں؟ اگر آپ زندگی چاہتے ہیں تو ایک تیل کی کمر پر ہاتھ
رکھیے۔ جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ اتنے
سال آپ زندہ رہیں گے۔ کہا پھر کیا ہوگا؟ تو بتایا گیا پھر
موت ہی ہے۔ کہا پھر وہ ابھی کیوں نہ ہو، لیکن میری اپنے
پروردگار کے حضور التجا ہے۔ کہ رب کریم مجھے اوض مقدسہ سے
پھر پھینکنے کے فاصلے جتنا قریب کر دے۔ رسول گرامی ﷺ

نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں وہاں ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام کی قبر تمہیں دکھاتا۔ جو ایک راستے کے کنارے سرخ رنگ کے ٹیلے
کے پاس ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ
عَرَضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبَ مَنْ
الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَاءَةٍ وَرَأَيْتُ
عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ
شَبَهًا عُرْوَةً بَنَ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَإِذَا
أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي
نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرَائِيلَ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ
بِهِ شَبَهًا دَحْيَةَ بَنَ خَلِيفَةَ (رواه مسلم) 16-2356

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا:
انبیائے اکرام میرے سامنے لائے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام
ہلکے بدن کے آدمی تھے۔ جیسے شَنْوَاءَ قبیلے کے آدمیوں میں
سے ہیں۔ میں نے عیسیٰ کو دیکھا وہ میرے دیکھے ہوئے
لوگوں میں مشابہت کے لحاظ سے عروہ بن مسعود سے زیادہ
قریب تھے۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ مشابہت
کے لحاظ سے تمہارے ساتھی یعنی مجھ سے زیادہ قریب تھے۔
میں نے جبرائیل کو دیکھا وہ مشابہت کے لحاظ سے دحیہ بن
خلیفہ کے زیادہ قریب تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ
رَأَيْتُ لَيْلَةً أُسْرِي بِي مُوسَى رَجُلًا أَدَمَ طَوَالًا
جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَاءَةٍ وَرَأَيْتُ عِيسَى
رَجُلًا مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول
معظم ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی
گئی۔ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ گندم گوں دراز قد
شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے بال کھنکریا لے تھے، گویا وہ

سَبَطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ
وَالدُّجَالَ فِي آيَاتِ آرَاهُنُ اللَّهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ
فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ (متفق عليه) 17-2357

شنوۂ قبیلے میں سے ہیں اور میں نے عیسیٰؑ کو دیکھا وہ درمیانے
قد اور سرخ و سفید رنگ کے تھے۔ میں نے دوزخ کے دربان
مالک اور دجال کو دیکھا۔ یہ ان نشانیوں کے ضمن میں تھا جنہیں

اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ہی کو دکھایا۔ لہذا آپ کو ان کی ملاقات میں کوئی شک نہیں کرنا چاہیے۔ (بخاری و مسلم)
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ لَيْلَةَ أُسْرَى بَنِي لَقِيْتُ مُوسَى فَنَعَتَهُ
فَإِذَا رَجُلٌ مُّضْطَرِبٌ رَّجُلُ الشَّعْرِ كَأَنَّهُ مِنْ
رَّجَالِ شَنْوَاءَ وَلَقِيْتُ عِيسَى رَبْعَةً أَحْمَرَ
كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَغْنِي الْحَمَامَ وَرَأَيْتُ
إِبْرَاهِيمَ وَآلَاهُ شَبَّهَ وَلَدَهُ بِهِ قَالَ فَاتَيْتُ بِأَنَائِيْنِ
أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالْآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ فَقِيلَ لِي خُذْ
أَيُّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقِيلَ لِي
هُدَيْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا أَنْتَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ
غَوَتْ أُمَّتُكَ (متفق عليه) 18-2358

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ نے
فرمایا: جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی، میں موسیٰ علیہ
السلام سے ملا۔ ان کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ
ﷺ نے فرمایا۔ وہ طویل القامت شخص تھے۔ ان کے بال
معمولی گھنگریالے تھے گویا وہ شنوۂ قبیلے کے ہیں۔ میری
ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوئی۔ ان کا قد درمیانہ اور
رنگ سرخ تھا۔ جیسے کہ حمام سے نکلے ہوں۔ میں نے ابراہیم
علیہ السلام کو دیکھا ان کی تمام اولاد سے زیادہ مشابہ میں ہوں
۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس دو برتن لائے گئے۔ ان
میں سے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھ

سے کہا گیا۔ ان دونوں میں سے جس کو آپ چاہیں پکڑ لیں۔ میں نے دودھ والے برتن کو پکڑ کر پی لیا۔ تب مجھے کہا گیا۔ آپ کو
راہ فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔ یاد رہے! اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ سَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ
وَادٍ هَذَا فَقَالَ وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ
إِلَى مُوسَى فَذَكَرَ مِنْ لُونِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا
وَاضِعًا ضَبَعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ لَهُ جَوَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ
مَا رَأَيْتُ هَذَا الْوَادِيَّ قَالَتْ ثُمَّ سَرْنَا حَتَّى آتَيْنَا عَلَى
نَبِيَّةٍ فَقَالَ أَيُّ نَبِيَّةٍ هَذِهِ قَالُوا هَرُشَى أُولُفَتْ
فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ
عَلَيْهِ جُبَّةٌ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ مَارًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ ہم نے
نبی گرامی ﷺ کی معیت میں مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر
کیا۔ ہم ایک وادی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے
پوچھا۔ یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہؓ نے کہا: یہ وادی
ازرق ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ
رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رنگ
اور بالوں کا کچھ تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے
اپنی دو انگلیاں اپنے کانوں میں دے رکھی ہیں اور وہ اللہ کی
طرف لبیک کہتے ہوئے تضرع و آہ وزاری کے ساتھ اس

ہیں۔ اس کے ہم چلے اور ایک گھاٹی کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون سی گھاٹی ہے۔ صحابہ ﷺ نے کہا ہرشی یا ”لفت“ ہے۔ آپ ﷺ نے بعد ہم فرمایا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ جو سرخ اونٹنی پر سوار ہیں۔ موٹی اون کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ اونٹنی کی ٹیل کھجور کی ہے۔ وہ اس وادی سے لہیک کہتے ہوئے گزر رہے ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کی تلاوت آسان کی گئی تھی۔ وہ اپنے چار پایوں کے لیے حکم دیتے کہ ان پر زین کسی جائے۔ وہ زین کنے سے پہلے ہی زبور کی تلاوت سے فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ نیز حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کھاتے تھے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ خُفِّفَ عَلَى دَاوُدَ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَيُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلٍ يَدِيهِ (رواه البخاری)

20-2360

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ دو عورتیں تھیں۔ ان دونوں کے پاس اپنا اپنا بیٹا تھا۔ ایک بھیڑیا آیا۔ وہ ان میں سے ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا۔ بھیڑیا تیرے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا۔ دوسری کہنے لگی۔ وہ تیرے بیٹے کو اٹھا لے گیا ہے۔ آخر وہ دونوں فیصلہ کروانے کے لیے داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں۔ داؤد علیہ السلام نے بیٹے کا فیصلہ بڑی عمر والی عورت کے حق میں دے دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں سلیمان کے پاس آئیں۔ اور انھیں واقعہ بتایا۔

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَانَتْ امْرَأَةٌ تَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذَّنْبُ فَلَذَبَ بِابْنِ أَخِيهِمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ قَالَتِ الْآخَرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكَ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتْهُ فَقَالَ اتَّوْنِي بِالسَّكِينِ أَشَقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى (متفق عليه) 21-2361

ایمان علیہ السلام نے کہا: میرے پاس چھری لاؤ۔ تاکہ میں بچے کے دو ٹکڑے کر کے ان میں تقسیم کر دوں۔ چھوٹی عورت کہنے لگی اللہ آپ پر رحم کرے۔ ایسے نہ کریں۔ یہ اسی کا بیٹا ہے۔ چنانچہ سلیمان نے چھوٹی عمر والی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ دے دیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حقیقتاً بچہ چھوٹی عورت کا تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھری سے بچے کو دو ٹکڑے کرنے کی بات کہی۔ تو حقیقی ماں بچے کے قتل کرنے کے تصور سے کانپ گئی۔ اس نے سوچا اگر مجھے نہیں ملتا تو میری قسمت۔ اگر زندہ رہا تو بیٹے کا دیدار کرتی رہو گی۔ اس لیے دوسری کے حق میں دستبردار ہو گئی۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ سُلَيْمَانُ لَا طُوفَنَ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِينَ امْرَأَةً.

وَفِي رِوَايَةٍ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ

كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَاحِدَةً جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَائِمٍ الَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَرَسَانَا أَجْمَعُونَ (متفق عليه) 22-2362

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول معظم ﷺ نے فرمایا۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا آج رات میں اپنے نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ میں اپنی سو بیویوں کے ساتھ جماعت کروں گا۔ وہ سب ایک ایک شاہ سوار پیدا کریں گے جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ ایک فرشتے نے کہا۔ آپ ان شاء اللہ کہیں۔ انہوں نے یہ نہ کہا اور بھول گئے۔ انہوں نے اپنی بیویوں سے صحبت کی۔ ان میں صرف ایک حاملہ ہوئی۔ اس کے ہاں بھی ناقص بچہ پیدا ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر سلیمان

ان شاء اللہ کہتے تو سب کے سب اللہ کے راستے جہاد کرنے والے شاہ سوار ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک ہی رات اپنی سو بیویوں سے جماعت کرنا ان کا جسمانی معجزہ تھا۔ اور معجزہ وہ ہمیشہ معمول کے خلاف ہوا کرتا۔ ہے لہذا اس میں بحث نہیں کرنی چاہیے۔ نبی کا معجزہ اس کی ذات سے وابستہ ہو یا اس کے کار نبوت سے اگر سمجھ میں آجائے تو الحمد للہ اگر فہم و ادراک سے بالاتر ہو پھر بھی اس پر خلوص دل سے ایمان لانا چاہیے۔ کیونکہ معجزہ تو ہوتا ہی وہی ہے جو عقل کو عاجز کر دے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی سند تو صحیح ہے۔ لیکن درایت عقل کے خلاف ہے۔ لہذا ہم نہیں مانتے۔ اس کے ساتھ ہی بہانہ تراشتے ہیں کہ حدیث قرآن کے خلاف ہوگی اسے ہم نہیں مانیں گے۔ بھلا کوئی شخص ان سے سوال کرے جناب کوئی ایک ایسی حدیث بتلائیں جو قرآن مجید کے خلاف ہے۔ اسی حدیث کو ہی لے لیجئے کہ یہ قرآن کس آیت کے خلاف ہے کہ ایک نبی ایک رات میں نوے بیویوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتا۔ جب کہ حضرت سلیمان کو بے شمار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا۔ زکریا علیہ السلام بڑھتی تھی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں۔ سب انبیاء سوتیلے بھائی ہیں

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّا نَجَّارًا (رواہ مسلم) 23-2363

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عُلَاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى

وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ وَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ (متفق علیہ)

24-2364

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَطْعَنُ الشَّيْطَانَ فِي جَنْبِهِ بِأَصْبَعِهِ حِينَ يُولَدُ غَيْرَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَهَبَ يَطْعَنُ فَطْعَنَ فِي الْحِجَابِ (متفق علیہ) 25-2365

وہ صرف پردے میں مار سکا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الْفَرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ (متفق علیہ) 26-2366

فہم الحدیث

اس زمانے میں عرب گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر ایک خاص تکنیک سے کھانا تیار کرتے تھے۔ جو نہایت ہی زود ہضم اور لذیذ ہوتا ہے۔ اسے ٹرید کہا جاتا ہے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے روز مٹی کو پیدا کیا۔ اتوار کے دن پہاڑ بنائے۔ پیر کے روز درخت اگائے۔ منگل کے دن ناپسندیدہ چیزیں پیدا کیں۔ بدھ کے روز روشنی بنائی۔ جمعرات کے روز زمین پر چار پایوں کو پھیلایا اور جمعہ کے دن عصر کے بعد سب سے آخر میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ یہ آخری تخلیق دن کے آخری حصے میں عصر اور مغرب کے درمیان عمل لائی گئی۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِي فَقَالَ خَلَقَ اللَّهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الْاِثْنَاءِ وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْارْبَعَاءِ وَبَسَّ فِيهَا الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَخَلَقَ آدَمَ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ وَآخِرِ سَاعَةٍ مِنَ النَّهَارِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ (رواه مسلم) 27-2367

فہم الحدیث

اس حدیث مبارکہ میں زمین کے متعلقہ بڑی بڑی چیزوں کی تخلیق اور جس دن وہ پیدا کی گئیں ان کا ذکر پایا جا رہا ہے۔ آسمانی اور دیگر مخلوق کا تذکرہ اور آسمان کا تذکرہ نہ کرنے کی وجہ یہ کہ زمین اور آسمان پہلے ہی مادے کی صورت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو الگ الگ ہونے کا حکم دیا۔ قرآن مجید کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ زمین و آسمان بیک وقت پیدا کیے گئے۔ البتہ انکے بناؤ سنوار کے مختلف مراحل ہیں۔ تفصیل کے لیے درج ذیل مقامات کی تلاوت اور متعلقہ تفسیر کا مطالعہ فرمائیں۔ پ ۱۷۱ انبیاء ۳۰۔ پ ۲۳ حم سجدہ ۹ تا ۱۲۔ پ ۳۰ الشمس

ایسی چیزیں عطا کی گئی تھیں جو ان سے پہلے اور بعد میں کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔ آپ ﷺ کے بیان کرنے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا نیک کام کرنے سے پہلے بھی انشاء اللہ پڑھنا چاہیے۔ یا بلا دلیل حدیث کی سند کو ضعیف قرار دینا جائز نہیں۔

خلاصہ باب

- ۱۔ زمین و آسمان پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔
- ۲۔ کائنات پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کرنا تھا اور کچھ لوگ کریں گے تحریر فرما دیا تھا۔
- ۳۔ ملائکہ نور سے جنات آگ سے اور حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔
- ۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ اسی سال کی عمر میں خود کیا۔
- ۵۔ جب حضرت سارہ کو جبراً ظالم بادشاہ کے پاس بلوایا گیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ رہے تھے۔
- ۶۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کسی حال میں بھی بے نیاز نہیں ہونا چاہیے۔
- ۷۔ محشر کے میدان میں سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئیں گے۔
- ۸۔ انبیاء کو ایک دوسرے سے نہیں بڑھانا چاہیے۔
- ۹۔ نبی محترم ﷺ کی شکل و صورت حضرت ابراہیم کے مشابہ تھی۔
- ۱۰۔ مجرہ پر ایمان لانا ضروری ہے یا عقل کے مطابق ہو یا آدمی کی سمجھ سے بالاتر ہو۔
- ۱۱۔ حدیث کو عقل کے تابع نہیں عقل کو حدیث پاک کے تابع کرنا چاہیے۔
- ۱۲۔ ہوا پرندوں اور حشرات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ حیوانوں سے بھی گفتگو کیا کرتے تھے۔

بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ

سید المرسلین کے فضائل

اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء اور رسول دنیا میں مبعوث فرمائے وہ چنی چنی جسمانی، روحانی اور سماجی صفات کے اعتبار سے اپنی قوم میں منفرد اور ممتاز ہوا کرتے تھے۔ نبی آخر الزماں ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام میں اور آپ کے نسب کو ہر دور میں نمایاں اور ممتاز رکھا گیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سلسلہ نسب کو ہر دور میں دوسروں سے اعلیٰ اور ممتاز رکھا ہے۔ آپ کی ذات گرامی کو کائنات کے تمام انسانوں میں روحانی، جسمانی، علمی، عملی اور ہر لحاظ سے منفرد و ارفع اعزازات سے نوازا گیا جو ان گنت اور بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

آپ امام الانبیاء اور خاتم المرسلین ہیں۔ آپ کے چاہنے اور ماننے والے تمام امتوں سے زیادہ ہوں گے۔ آپ قیامت کے دن سب سے پہلے جلوہ افروز ہوں گے۔ محشر میں سب سے پہلے آپ ہی کو سفارش کا اعزاز حاصل ہوگا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اس کے ضابطوں کے تحت جو کچھ اللہ تعالیٰ کے حضور طلب کریں گے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ آپ حوض کوثر کے ساتی ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ جنت کا افتتاح فرمائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی آدم کے مختلف ادوار کے بہترین طبقات میں مجھے نسلاً بعد نسل منتقل کیا جاتا رہا یہاں تک کہ میں اس دور میں پیدا ہوا۔ (بخاری)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قُرْنَا فَقُرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقُرْنِ الْاَلْدَى كُنْتُ مِنْهُ (رواه البخاری) 1-2368

حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کا انتخاب کیا۔ پھر قریش کو کنانہ سے چنا۔ اور قریش سے بنو ہاشم کو پسند کیا۔ اور پھر میرا انتخاب بنی ہاشم میں سے فرمایا۔

وَعَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ (رواه مسلم) 2-2369

فہم الحدیث

رسول محترم ﷺ کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ میرا خاندان حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر مجھ تک نسل در نسل اپنے اپنے دور میں معزز اور محترم رہا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بنی ہاشم میں مجھے پیدا فرمایا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يُنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشْفَعٍ (رواه مسلم) 3-2370

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُفْرَعُ بِأَبِ الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 4-2371

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ابْنِي بِأَبِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاسْتَفْتِحْ فَيَقُولُ الْخَازِنُ مَنْ أَنْتَ فَأَقُولُ مُحَمَّدٌ فَيَقُولُ بِكَ أَمْرٌ أَنْ لَا أَفْتَحَ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ (رواه مسلم) 5-2372

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَا أَوَّلُ شَفِيعٍ فِي الْجَنَّةِ لَمْ يُصَلِّ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا صَلَّيْتُ وَإِنْ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا صَلَّاهُ مِنْ أُمَّتِهِ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ (رواه مسلم) 6-2373

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقْلِي وَمَقْلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَقْلِي فَصِرَ أَحْسَنُ بُنْيَانُهُ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبْنَةٍ فَطَافَ بِهِ النَّظَّارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ بُنْيَانِهِ إِلَّا مَوْضِعَ بِلَکِ اللَّبْنَةِ فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبْنَةِ خَتَمَ بِي الْبُنْيَانُ وَخَتَمَ بِي الرُّسُلُ .
وَفِي رِوَايَةٍ فَأَنَا اللَّبْنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (متفق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور میں ہی ہوں گا جس کی قبر سب سے پہلے کھلے گی۔ اولین شفاعت کرنے والا بھی میں ہوں گا اور میری ہی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں میری پیروی کرنے والوں کی تعداد تمام انبیاء کے متبعین سے زیادہ ہوگی۔ اور جنت کے دروازہ کو جو سب سے پہلے کھٹکٹائے گا وہ میں ہی ہوں گا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کو کھولنے کے لیے کہوں گا۔ جنت کا دربان پوچھے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں۔ وہ بتائے گا مجھے آپ سے پہلے کسی کے لیے بھی دروازہ نہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں میں سب سے پہلا شفیع ہوں گا۔ تمام انبیاء میں سے کسی نبی کی تصدیق اتنی نہیں کی گئی ہوگی، جتنی میری تصدیق کی گئی ہے۔ اور انبیاء میں سے ایک نبی ایسے بھی ہوں گے جن کی قوم میں سے صرف ایک شخص نے اس کی تصدیق کی ہوگی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری مثال اور دوسرے نبیوں کی مثال نہایت ہی اعلیٰ تعمیر شدہ محل کی سی ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔ اس کو دیکھنے والے اس کے ارد گرد گھومتے رہے۔ اس عمارت کے حسن کو دیکھ کر عرش عرش کراٹھتے۔ ماسوائے اس اینٹ کی خالی جگہ کے۔ چنانچہ میں نے اس اینٹ کے خلا کو پر کر دیا۔ مجھ پر اس عمارت کی تکمیل ہوئی اور رسولوں کا سلسلہ بھی مجھ ہی پر ختم

ہوا۔ دوسری روایت میں ہے، میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، انبیاء علیہم السلام میں سے جو نبی بھی گزرا اس کو جس قدر معجزات دیے گئے اسی قدر اس پر لوگ ایمان لاتے۔ خوش ہو جاؤ جو معجزہ مجھے عطا کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے جو مجھ پر نازل کیا گیا اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن اس پر سب سے زیادہ ایمان لانے والے ہوں گے (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ (۱) میں ایسے رعب کے ذریعے مدد کیا گیا ہوں جو ایک مہینے کی مسافت سے اثر انداز ہوتا ہے (۲) میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کر دینے والی بنا دی گئی چنانچہ میرا ہر امتی جہاں نماز کا وقت پائے نماز پڑھ لے (۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں کیا گیا (۴) مجھے شفاعت کا حق دیا

گیا (۵) میں تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں جب کہ اس سے پہلے نبی خاص طور پر اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے چھ خوبیوں سے دوسرے انبیاء پر برتری حاصل ہے (۱) مجھے جامع گفتگو کا ملکہ دیا گیا۔ (۲) خاص دبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی (۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا (۴) میرے لئے تمام زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنا دی گئی (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا (۶) مجھ پر سلسلہ انبیاء اختتام پذیر ہوا۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا لَقِيَ أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أَمِنْ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (متفق علیہ) 8-2375

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّ مَارِجِلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكْتُهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ وَأَحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً. (متفق علیہ) 9-2376

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لُقِيتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأَحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ (رواه مسلم) 10-2377

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ
الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي
أَتَيْتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي
يَدِي (متفق عليه) 11-2378

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے رسول معظم ﷺ
نے فرمایا مجھے جامع کلمات دے کر بھیجا گیا اور بذریعہ رعب
میری نصرت کی گئی سوتے ہوئے خواب میں میں نے
دیکھا مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئی ہیں اور انہیں
میرے ہاتھ میں تمھایا گیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

دشمن کا ایک مہینہ کی مسافت پر آپ ﷺ کے رعب و دبدبہ کو محسوس کرنے کے معجزہ کا خصوصی طور پر اظہار تبوک کے موقع پر ہوا تھا۔
وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا
وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زَوَى لِي
مِنْهَا وَأُعْطِيَتْ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ
وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لَا تُمِتْنِي أَنْ لَا يَهْلِكَهَا بِسَنَةِ
عَامَةٍ وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى
أَنْفُسِهِمْ فَيُسْتَبِيحَ بَيْضَتُهُمْ وَإِنْ رَبِّي قَالَ يَا
مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يَرُدُّ
وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أَهْلِكَهُمْ
بِسَنَةِ عَامَةٍ وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ
سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيُسْتَبِيحَ بَيْضَتُهُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَ
عَلَيْهِمْ مَنْ بَأَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ
يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا (رواه
مسلم) 12-2379

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے سامنے سمیٹا اور میں نے
اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھا۔ بلاشبہ جلد ہی میری
امت کی سلطنت وہاں تک قائم ہوگی جہاں تک اسے میرے
لیے سمیٹا گیا۔ مزید برآں مجھے دوسرے سفید خزانے عطا کئے
گئے۔ میں نے اپنی امت کے لیے اپنے مالک سے دعا کی کہ
اسے ہمہ گیر قحط سے ہلاک نہ کرنا اور یہ بھی دعا کی کہ اس پر
ان کے اپنوں کے سوا کسی ایسے دشمن کو مسلط نہ کرنا جو ان کے
منشأ و ماویٰ پر قابض ہو جائے (اور ان کی اجتماعیت کو ٹکڑے
ٹکڑے کر دے)۔ ان دعاؤں کا اللہ تعالیٰ نے یہ جواب عطا
فرمایا: یا محمد! بلاشبہ جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ بدلا
نہیں جاسکتا۔ اور میں تجھ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری
امت کو قحط عام سے تباہ نہیں کروں گا۔ اور نہ ان پر ان کے
اپنوں کے سوا کسی دشمن کو مسلط کروں گا جو ان کے منشأ و ماویٰ

(مرکز پر قابض ہو جائے خواہ وہ دشمن ان کے چاروں طرف سے مجتمع ہو کر ہی حملہ آور کیوں نہ ہوں۔ البتہ یہ ایک دوسرے کے
آپس میں گلے کاٹیں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنائیں گے۔) (مسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ
بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا بنو معاویہ کی
مسجد پر گزر ہوا۔ آپ اس مسجد کے اندر گئے اس میں دو رکعت

وَصَلَيْنَا مَعَهُ وَدَعَارَبَهُ طَوِيلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ
سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنْعَنِي
وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يَهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ
فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُ أَنْ لَا يَهْلِكَ أُمَّتِي
بِالْفَرَقِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ
بَيْنَهُمْ فَمَنْعَنِيهَا (رواه مسلم) 13-2380

نماز پڑھی اور ہم نے آپ کی اقتداء کی۔ پھر ربخ نور موڑ کر
فرمایا میں نے اپنے رب سے تین باتوں کا سوال کیا۔ اس نے
دو چیزیں مجھے عطا فرمادیں اور تیسری کو نہیں مانا۔ میں نے اپنے
رب سے یہ مانگا۔ کہ میری امت کو کسی بڑے قحط سے ہلاک نہ
کرے یہ مستجاب دعا ہوئی۔ دوسرا سوال تھا کہ میری امت کو
غرقاب نہ کیا جائے! میرا یہ سوال بھی قبول ہوا۔ تیسرا سوال یہ

تھا کہ وہ باہمی لڑائی و افتراق میں مبتلا نہ ہوں۔ لیکن یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ (مسلم)

فہم الحدیث

آپ ﷺ کی جو دعائیں اس موقع پر مقبول ہوئیں۔ ان کی قبولیت کا معنی یہ ہے کہ قحط عامہ اور سیلاب میں آپ کی پوری کی
پوری امت تباہ نہ ہوگی۔ جس طرح نوح علیہ السلام کے چند ایماندار ساتھیوں کے سوا باقی سب لوگ غرقاب ہو گئے۔ یہی معنی
دشمن کے غلبہ کا لینا چاہیے کہ دشمن تمام مسلمانوں پر براہ راست غلبہ نہیں پاسکے گا۔ البتہ مسلمانوں میں اپنے ایجنٹ پیدا کر کے
ایسا کر سکتا ہے گویا کہ مسلمان ہی ایک دوسرے کو کفار کی طرح غلام بنائیں گے جس سے دشمن کا مقصد پورا ہو جائے گا۔

وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ عَمْرٍو بْنَ الْعَاصِ قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي التَّوْرَةِ قَالَ أَجَلٌ وَاللَّهِ إِنَّهُ
لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا وَحَرًّا لِلَّامِئِينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي
سَمِعْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَطٍ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا
سَخَابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَذْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ
السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَغْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى
يُقِيمَ بِهِ الْحِلَّةَ الْعُجَاءَ بَانَ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عُمَيَّا وَأَذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہما سے ملے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں
تورات میں منقول وصف کے متعلق دریافت فرمایا حضرت
عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کیوں نہیں اللہ کی قسم
تورات میں رسول اکرم ﷺ کی بعض صفات تو وہ مذکور ہیں جو
قرآن مجید میں بھی آئی ہیں جیسے ”اے نبی! ہم نے تجھے
گواہ خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔“ مزید
برآں آپ ان پڑھوں کے ماویٰ میرے بندے اور میرے
رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ نہ
بدخو سخت مزاج اور نہ بازاروں میں شور و غوغا کرنے والے
اور نہ ہی۔ برائی کا برائی سے جواب دیتے ہیں۔ بلکہ معاف
کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کی روح اللہ

(رواہ البخاری) 14-2381

تعالیٰ اس وقت تک قبض نہ کرے گا جب تک راہ سے بھٹکی ہوئی قوم کو سیدھا نہ کر دیں۔ یہاں تک کہ لوگ اس کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ کو نہ مان لیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی برکت سے ان کی اندھی آنکھیں بہرے کان اور بند دل کھول دے گا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ کا خاندان نسلاً بعد نسل ہمیشہ سے معزز رہا ہے۔
- ۲۔ قیامت کے روز بھی آپ ﷺ سب سے زیادہ معزز اور محترم ہوں گے۔
- ۳۔ آپ ﷺ پہلے قبر سے اٹھنے والے پہلے سفارش کرنے والے اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے۔
- ۴۔ آپ ﷺ کی امت تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔
- ۵۔ آپ ﷺ قیامت تک کے لیے ہر دور اور ہر قوم کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔



بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَصِفَاتِهِ

نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارک اور صفات

رسول محترم ﷺ مکہ مکرمہ میں ۹ ربیع الاول عام الفیل کے پہلے سال ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۸ عیسوی بروز سوموار صبح صادق کے وقت پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان بنی ہاشم اور والد گرامی کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب جبکہ والدہ ماجدہ کا اسم مبارک آمنہ بنت وہب تھا۔ اور آپ کی دایہ کا نام حلیمہ سعدیہ تھا۔

حضرت قاضی سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ اللعالمین کے الفاظ کے مطابق حضور ﷺ ایسے مقدس ہیں جن کا پیکر اطہر عبودیت کے خون سے بنا جنہوں نے امن کے بطن مکہ میں مراہب وجود کو مکمل فرمایا جن کی تربیت حلم و بردباری کے شیر سے ہوئی۔ کیا ان اسماء کا اجتماع محض اتفاقی ہے؟ نہیں بلکہ قدرت اس مولود مسعود کی شان رفیع کی آئینہ داری فرما رہی ہے اور بتلا رہی ہے کہ جس بچہ کے پیکر عنصری میں ایسے فضائل کی جامعیت نمودار ہو ضرور ہے کہ وہ بچہ حقیقتہً محمد (ﷺ) ہو۔ آپ کا خاندانی نام محمد اور کتب آسمانی میں احمد ﷺ ہے۔ پیدائش کے چند روز بعد آپ کے دادا سردار عبدالمطلب آپ کو بیت اللہ میں لے کر آئے تو حاضرین نے سوال کیا کہ بچے کا نام کیا ہے؟ جناب عبدالمطلب نے فرمایا: اس کا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے لوگوں نے تعجب سے یہ نام رکھنے کی وجہ پوچھی کیونکہ محمد کا معنی ہے جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔ تو بوڑھے سردار نے اس موقع پر ایک جملہ استعمال کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت کا رنگ دے کر رسول محترم ﷺ کے نام اور کام کو شہرت دوام عطا فرمائی۔

رَجَاءُ أَنْ يُحَمَّدَ (امید ہے کہ اس کی تعریف کی جائے گی)

وَضَمُّ الْإِلَهِ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ

إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

وَشَقُّ لَّهُ مِنْ اسْمِهِ لِجِلَّةِ

فَلَوْ أَلْعَرِشِ مُحَمَّدٌ وَهَذَا مُعَمَّدٌ

”اللہ کریم نے اپنے نام کے ساتھ نبی (ﷺ) کے نام کو رکھ لیا ہے۔ کہ جب مؤذن پانچ وقت اذان میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔

اور اس نے اپنے نام میں سے اس کے نام کو نکالا تاکہ اس کو عظمت عطا کرے۔

پس عرش والا محمود ہے اور فرش والا محمد ﷺ ہے۔“

آپ کا الہامی اور آسمانی نام ”احمد“ ہے جس کا معنی ہے: بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے والا“ اسی نام کے حوالہ سے آپ کی نبوت کی اطلاع حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو دی تھی جس کا قرآن مجید نے یوں ذکر فرمایا ہے:

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ (الصف: ۶)

”اور بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔“

الفصل الاول

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضي الله عنه قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَيَّ قَدَمَيَّ وَأَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ (متفق عليه) 1-2382

پہلی فصل

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا: میرے کئی نام ہیں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ میں ”احمد“ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں ”ماحی“ (مٹانے والا) ہوں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا۔ میں ”حاشر“ (اکٹھا کرنے والا) ہوں کہ لوگ میری پیروی کرتے ہوئے اکٹھے کئے جائیں گے۔ اور میں

عاقب صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور عاقب سے مراد وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بہت سے ناموں سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ آپ نے بتایا: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میں مقفی ہوں میں حاشر ہوں میں نبی التوبہ اور نبی الرحمة ہوں۔ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلم)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقْفِيُّ وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ (رواه مسلم) 2-2383

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے سب دشمن اور لعنت کو کس طرح مجھ سے پھیر دیا۔ وہ ”ذم“ کو گالی گلوچ کرتے اور ملعون ٹھہراتے ہیں جب کہ میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتُمُونَ مُدْمَمًا وَيَلْعَنُونَ مُدْمَمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ (رواه البخاری) 3-8384

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور ڈاڑھی مبارک کے سامنے کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔ لیکن جب آپ تیل لگا لیتے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے۔ آپ کی ڈاڑھی مبارک کے بال گنجان تھے۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا۔ کیا آپ کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں بلکہ آپ کا چہرہ مبارک سورج اور چاند کی مانند روشن اور گول تھا۔ اور میں نے

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ شَمِطَ مُقَدِّمُ رَأْسِهِ وَلِخَيْتِهِ وَكَانَ إِذَا اذْهَنَ لَمْ يَتَبَيَّنْ وَإِذَا شَعِثَ رَأْسُهُ تَبَيَّنَ وَكَانَ كَثِيرُ شَعْرِ اللَّحْيَةِ فَقَالَ رَجُلٌ وَجْهَهُ مِثْلُ السِّيفِ قَالَ لَا بَلْ كَانَ مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَكَانَ مُسْتَدِيرًا وَرَأَيْتُ الْخَاتَمَ عِنْدَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشَبُّهُ

کی مانند مشاہدہ کی۔ اس کا رنگ آپ ﷺ کے جسم کے رنگ کی طرح تھا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کی زیارت کی اور آپ کے ساتھ روٹی اور گوشت کھایا یا ٹرید کھایا۔ پھر میں گھوم کر آپ کی پچھلی جانب گیا اور مہر نبوت کی زیارت کی۔ وہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی نرم ہڈی کی جانب تھی۔ وہ بند مٹھی کی مانند تھی اور سیاہ اور اس پر مسوں کی طرح کالے تل تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرْجِسٍ ؓ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَآكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا أَوْ قَالَ ثَرِيدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَنَا غَضٌّ كَتِفِهِ الْيُسْرَى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيَلَانٌ كَأَمْفَالِ الثَّالِيلِ (رواہ مسلم)

5-2386 (مسلم)

حضرت خالد بن سعید ؓ کی بیٹی ام خالد رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے جن میں ایک چھوٹی سی رنگ دار چادر بھی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ام خالد کو (یعنی مجھے) بلا بھیجا۔ چنانچہ اس کو اٹھا کر لایا گیا۔ پھر آپ نے سیاہ رنگ کی چادر اپنے ہاتھوں میں پکڑی اور اس کو پہناتے ہوئے دو دفعہ یہ دعا فرمائی اس کپڑے کو خوب پہنو کہ یہ بوسیدہ ہو جائے اس چادر میں سبز یا زرد رنگ کے تیل بوٹے تھے۔ آپ نے فرمایا یا ام خالد ”یہ سنہ“ ہے اور ”سنہ“ حبشی زبان کا لفظ ہے مراد عمدہ اور خوبصورت ہے۔ میں آگے

وَعَنْ أُمِّ خَالِدِ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ ؓ قَالَتْ أَبَى النَّبِيُّ ﷺ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ فَقَالَ اتَّوْنِي بِأُمِّ خَالِدٍ فَاتَى بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا قَالَ أَبْلَى وَأَخْلَقِي ثُمَّ أَبْلَى وَأَخْلَقِي وَكَانَ فِيهَا عِلْمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ قَالَ يَا أُمُّ خَالِدٍ هَذَا سَنَاءٌ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَرَبَّرَنِي أَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعُهَا (رواہ البخاری) 6-2387

بڑھ کر مہر نبوت سے کھیلنے لگی۔ اس پر میرے والد نے مجھے ڈانٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور کھیلنے دو۔ (بخاری)

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں: رسول اکرم ﷺ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی ٹھگنے تھے۔ نہ آپ بالکل سفید تھے اور نہ ہی گندم گوں۔ نہ آپ کے بال زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ ہی بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں اس کے بعد (تقریباً) دس سال رہے اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ سال کی عمر میں وفات دی۔ اور آپ

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَا بِالْأَدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشَرَ سِنِينَ وَبِالْمَدِينَةِ عَشَرَ سِنِينَ وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلَحْيَتِهِ عَشْرُونَ

شَعْرَةَ بَيْضَاءَ.

وَفِي رِوَايَةٍ يَصِفُ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ كَانَ رُبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ أَزْهَرَ اللَّوْنِ وَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ

وَفِي رِوَايَةٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقَيْهِ (متفق عليه).

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ كَانَ ضَخَمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرْ بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ.

وَفِي أُخْرَى قَالَ كَانَ شَفْنِ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ. 7-2388

کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں ہیں سے زیادہ بال سفید نہ تھے۔ اور دوسری روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی آپ کی صفات اس طرح بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے لوگوں میں درمیانہ قد تھے۔ نہ بہت زیادہ لمبے نہ بالکل ہی چھوٹے۔ رنگ نہایت ہی چمکدار۔ مزید فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کانوں کے درمیان تک تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کانوں اور کندھوں کے درمیان تک پہنچتے تھے۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کا سر مبارک بڑا اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ آپ سے پہلے اور آپ کے بعد میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔

بخاری کی دوسری روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔ نیز بخاری ہی کی ایک روایت ہے کہ آپ کے دونوں پاؤں اور ہتھیلیاں مضبوط اور پر گوشت تھیں۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول معظم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ درمیانہ قد تھے آپ کے کندھے کشادہ تھے آپ کے سر کے بال کانوں کی لوؤں تک پہنچتے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ خٹے میں دیکھا میں نے آپ سے زیادہ حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کسی انسان کو سرخ چادر میں ملبوس رسولی محترم ﷺ سے زیادہ حسین نہیں پایا۔ آپ کے بال آپ کے

وَعَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَرْبُوعًا بُعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَهُ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءَ لَمْ أَرْ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ (متفق عليه).

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لَمَّةٍ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حُمْرَاءَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَعْرُهُ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بُعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ 8-2389

دونوں کندھوں کو چھوتے تھے۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان کشادگی تھی آپ نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد کے تھے۔ (مسلم)

حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا دہن مبارک کھلا تھا۔ آپ کی آنکھوں کی سرخی میں سفیدی کی آمیزش تھی۔ آپ کی دونوں ایڑیاں ہلکی تھیں۔ حضرت سماک رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا گیا کہ ”ضلیع الفم“ اور ”اشکل العینین“ سے کیا مراد ہے تو انہوں نے بتایا

وَعَنْ سَمَاقِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ضَلِيعَ الْفَمِ أَشْكَلَ الْعَيْنِ مَنُهُوشَ الْعَقِبَيْنِ قِيلَ لِسَمَاقٍ مَا ضَلِيعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيمُ الْفَمِ قِيلَ مَا أَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيلُ شِقِّ الْعَيْنِ قِيلَ مَا مَنُهُوشُ

الْعَقَبَيْنِ قَالَ قَلِيلٌ لَحْمِ الْعَقَبِ (رواه مسلم) 9-2390

اس مراد کشادہ دہن اور بڑی اور لمبی آنکھیں ہیں ”منہوش العقبین“ کے بارے بتایا کہ ایسی ایڑھی جس پر گوشت کم ہو۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ ؓ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقْصِدًا. (رواه مسلم) 10-2391

حضرت ابو الطفیل ؓ بیان کرتے ہیں: انہوں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سرخی مائل سفید اور درمیانہ جسم کے تھے (مسلم)

وَعَنْ ثَابِتٍ ؓ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ ؓ عَنْ خِضَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعْلِدَ شَمَطَاتِهِ فِي لِحْيَتِهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعْلِدَ شَمَطَاتِ كُنْ فِي رَأْسِهِ فَعَلْتُ (متفق عليه).

حضرت ثابت ؓ نے بتایا کہ حضرت انس ؓ سے رسول کریم ﷺ کے خضاب کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: آپ کے بال مبارک اتنے زیادہ سفید نہ تھے کہ خضاب کی ضرورت پیش آتی۔ اگر میں گننا چاہتا تو آپ کی ڈاڑھی مبارک کے سفید بال گن سکتا تھا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ اگر میں آپ کے سر کے سفید بالوں کو شمار کرنا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ بالوں کی سفیدی آپ ڈاڑھی مبارک کے نچلے حصے کن پٹیوں اور تھوڑی سی سر مبارک میں تھی۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ إِنَّمَا كَانَ الْبَيَاضُ فِي عُنُقَيْهِ وَفِي الصُّدُغَيْنِ وَفِي الرَّأْسِ بَدَأٌ. 11-2392

حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: رسول معظم کا رنگ چمکتا دمکتا تھا۔ آپ کے سینے کے قطرے موتیوں کی طرح ہوتے۔ جب آپ چلتے تو ذرا آگے کو جھک کر چلتے۔ میں نے کسی دیباچہ و ریشم کو رسول اکرم ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہیں پایا اور نبی مکرم ﷺ کی خوش بو سے کسی مشک و عنبر کی خوش بو کو سونگھنے میں بہتر نہیں پایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَزْهَرَ اللَّوْنِ كَانَ عَرَقُهُ اللَّوْلُو إِذَا مَشَى تَكْفًا وَمَا مَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَلَا حَرِيرًا أَلَيْنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَ وَلَا عُبْرَةَ أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ ﷺ (متفق عليه) 12-2393

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی رحمت ﷺ ان کے ہاں تشریف لایا کرتے اور قیلولہ فرمایا کرتے۔ وہ چڑے کا گدا بچا تیں اور آپ اس پر قیلولہ فرماتے۔ آپ کو پسینہ بہت آیا کرتا تھا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کا پسینہ جمع کر لیا کرتیں اور اس کو دوسری خوشبو میں ملا لیا کرتیں۔

وَعَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقِيلُ عَنْهَا فَيَبْسُطُ بَطْعًا فَيَقِيلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرَ الْعَرَقِ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطَّيِّبِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا هَذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجَعَلُهُ

فِي طَيْبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيْبِ وَفِي رِوَايَةٍ
قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْكَ تَرْجُوا بَرَكَتَهُ لِيَصْبِيَانَا
قَالَ أَصَبْتُ (متفق عليه) 13-2394

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا ”یہ کیا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: یہ آپ کا پسینہ ہے جسے ہم اپنی خوشبو ملا لیتے ہیں۔ اور آپ کا پسینہ تمام

خوشبوؤں سے زیادہ مہک والا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔ اس نے جواب دیا: یا رسول اللہ! ہم اس کو اپنے بچوں کے لیے باعث برکت سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الْأُولَى ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ فَاسْتَقْبَلَهُ وَلَدَانِ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَيَّ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَأَمَّا أَنَا فَمَسَحَ خَدَيَّ فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهُمَا مِنْ جُودَةِ عَطَّارٍ (رواه مسلم) 14-2395

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم نے رسول محترم ﷺ کی اقتدا میں صبح کی نماز ادا کی جب آپ اپنے گھر جانے کے لیے نکلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا۔ سامنے چند بچوں نے آپ کا استقبال کیا پس ان میں سے ہر ایک بچے کے گالوں پر ایک ایک کر کے آپ نے میرے گال پر بھی ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ کی خنکی اور خوشبو کو ایسے محسوس کیا گویا کہ آپ نے عطار کی ڈبیہ سے اپنا ہاتھ نکالا ہے۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَانَ وَجْهُهُ لِقِطْعَةِ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ (متفق عليه) 15-2396

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول محترم ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک اس طرح منور ہو جاتا گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہمارے لیے آپ کی یہ کیفیت ہم پہچان لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ آپ کے کئی اسمائے گرامی ہیں۔ اور آپ اپنے ہر نام کے ساتھ اسم با مستفی ہیں۔
- ۲۔ صحابہ رضی اللہ عنہم صاحب زبان ہونے اور زندگی بھر آپ کی زیارت کا شرف پانے کے باوجود آپ کا حسن و جمال بیان کرنے سے قاصر ہیں۔
- ۳۔ آپ کا چہرہ مبارک چودھویں کے چاند سے زیادہ دل ربا اور حسین و جمیل تھا۔
- ۴۔ آپ درمیانی قد و قامت کے مالک تھے۔
- ۵۔ آپ کا چہرہ پر انوار سرخ و سفید تھا۔
- ۶۔ کائنات میں آپ سے زیادہ کوئی چیز خوب صورت نہ تھی۔

بَابُ فِي اخْلَاقِهِ وَشَمَائِلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی ﷺ کے اخلاق اور عادات

رسول محترم ﷺ امام الانبیاء اور خاتم النبیین کے منصبِ جلیلہ پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ شخصی کردار اور گھریلو ماحول کے حوالے سے بھی دنیا بھر کے انسانوں کے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

مشاہدہ اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ دنیا کے اکثر نامور اور بڑے لوگ اپنے آپ کو ہر مقام اور جگہ پر دوسروں سے منفرد اور ممتاز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ان کا رویہ مافوق الفطرت مخلوق کا روپ دھار لیتا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے رسول کریم ﷺ کے اخلاق اور کردار کا عالم یہ تھا کہ آپ دو جہانوں کے سردار ہونے اور بے پناہ مصروفیات اور مشکل ترین حالات کے باوجود جب گھر تشریف لاتے تو اہل خانہ کے ساتھ شفقت اور بچوں کے ساتھ اس طرح پیار کرتے کہ آپ کی ہر بیوی اس قدر اشتیاق سے آپ کا انتظار فرماتی کہ آپ کب اس کے گھر میں جلوہ افروز ہوں تاکہ آپ کے ساتھ کھل مل کر کچھ وقت گزارنے کا موقع مل سکے۔

بچوں کے ساتھ پیار کی کیفیت یہ تھی کہ آپ کے نواسے اور نواسیاں نماز کی حالت میں بھی آپ کی گود اور کندھوں پر بیٹھ جایا کرتے تھے۔ آپ کے اپنے جگر گوشوں کے علاوہ جو بچے آپ کو بازار میں دیکھتے وہ بھی بڑے معصومانہ انداز میں آپ کے ساتھ مصافحہ کرتے۔ آپ ان کے سر پر دستِ شفقت رکھتے اور ننھے منے بچوں کے گالوں کو تھپکایا کرتے تھے۔ جماعتی اور سماجی زندگی میں آپ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا، لیکن شریعت کے معاملے میں آپ کے اخلاق کا عالم یہ تھا کہ آپ خلافِ شرع کاموں پر بلا تمیز تعاقب فرمایا کرتے تھے۔ گویا کہ گرفت کی جگہ گرفت فرماتے اور شفقت و مہربانی کے مقام پر انتہا درجہ کی نرمی و مہربانی کرتے تھے۔ اسی بنا پر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ جس نے آپ کے اخلاق کا مشاہدہ کرنا ہو وہ قرآن مجید کے مطالعہ سے کر سکتا ہے۔ جس طرح آپ نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے بدلہ نہیں لیا، ایسے ہی آپ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے کبھی مفاد بھی نہیں اٹھایا۔ آپ ہمیشہ اپنے آرام اور مال کو لوگوں پر قربان کیا کرتے تھے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا: میں نے نبی رحمت ﷺ کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے مجھے کبھی اف تک نہ کہا۔ اور نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ یا وہ کیوں نہیں کیا؟۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول رحمت ﷺ کے اخلاق کے اعتبار سے تمام انسانوں سے بہتر تھے۔ ایک دفعہ آپ نے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أَوْ لِمَ صَنَعْتُ وَلَا أَلَا صَنَعْتُ (متفق عليه) 1-2396

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَأَرَسَنِي يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللَّهِ

لَا أَذْهَبُ وَفِي نَفْسِي أَنْ أَذْهَبَ لِمَا أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجْتُ حَتَّى أَمُرَ عَلَى صَبِيَّانَ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي السُّوقِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ قَبَضَ بِقَفَائِي مِنْ وَرَائِي قَالِ لَنْظَرْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا أَيُّسَ ذَهَبْتَ حَيْثُ أَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا أَذْهَبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ (رواه مسلم) 2-2397

مجھے کسی کام کے لیے بھیجا، تو میں نے اللہ کی قسم اٹھاتے ہوئے عرض کیا، کہ میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ میرے دل میں تھا کہ یہ حکم رسول ﷺ ہے اس لیے ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ میں نکل پڑا۔ اور گلی میں کھلتے بچوں کے پاس پہنچ گیا۔ اسی وقت رسول کریم ﷺ نے میرے پیچھے سے پہنچ کر میری گدی پکڑ لی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا:

انس! کیا تو میرے کہنے کے مطابق وہاں جا رہا ہے؟ میں نے عرض گزاری ہاں یا رسول اللہ! میں ابھی جاتا ہوں۔ (مسلم) وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِي غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَذْرَكَهُ أَعْرَابِي فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبَذَةً شَدِيدَةً وَرَجَعَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ فِي نَحْرِ الْأَعْرَابِيِّ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَثَرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبَذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ! مُرَلْنِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ (متفق عليه) 3-2398

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں رسول معظم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ پر گہری حاشیہ دار نجرانی چادر تھی۔ تب ایک دیہاتی سامنے آیا اور اس نے آپ کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔ نتیجۂ نبی رحمت ﷺ اس کے سینے کی طرف جھک گئے۔ یہاں تک کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی گردن مبارک کے ایک طرف چادر کے کنارے کو زور سے کھینچنے کے سبب رگڑ کا نشان دیکھا۔ پھر دیہاتی نے کہا: یا محمد (ﷺ)! آپ اللہ کے عطا کردہ مال میں سے مجھے بھی کچھ دیں۔ چنانچہ آپ نے اس کی طرف دیکھا، مسکرائے اور اس کو کچھ عطا کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَرَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قَبْلَ الصُّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصُّوْتِ وَهُوَ يَقُولُ لَمْ تُرَاعُوا لَمْ تُرَاعُوا وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرِي مَا عَلَيْهِ سَرَجٌ وَفِي عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر حسین تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے ایک رات اہل مدینہ گھبرا گئے تمام لوگ آواز کی جانب لپکے۔ وہاں انہوں نے نبی معظم ﷺ کو موجود پایا۔ آپ تمام لوگوں سے پہلے آواز کی جانب پہنچ گئے تھے اور آپ فرما رہے تھے ڈرو نہیں ڈرو نہیں۔ آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے اس

وَجَدْتُهُ بَحْرًا (متفق علیہ) 4-2399

پرزین نہ تھی۔ نیز آپ ﷺ کی گردن میں تلوار لٹک رہی

تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (متفق علیہ) 5-2400

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اکرم ﷺ سے کسی چیز کا سوال کیا گیا ہو اور آپ نے انکار کیا ہو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ اسْلِمُوا فَوَاللَّهِ إِنْ مُحَمَّدًا لَيُعْطَى عَطَاءُ مَا يَخَافُ الْفَقْرَ (رواه مسلم) 6-2401

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے نبی معظم ﷺ سے دو پہاڑوں کے درمیان والی بکریوں کا مطالبہ کیا۔ آپ نے اس کا سوال پورا کر دیا۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ لوگو! اللہ کی قسم! اسلام قبول کر لو۔ بلاشبہ

محمد (ﷺ) اتنا زیادہ دیتے ہیں کہ آپ کو کسی فقر و افلاس کا خوف نہیں ہوتا۔ (مسلم)

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَقْفَلَةً مِنْ خُنَيْنٍ فَعَلَقَتْ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطُرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطَفَتْ رِدَائِهِ فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عِدْدُ هَذِهِ الْعِصَاهِ نَعَمْ لَقَسَمْتُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بِخَيْلٍ وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا (رواه البخاری) 7-2402

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب وہ رسول کریم ﷺ کے ہمراہ خنین سے لوٹ رہے تھے تو کچھ دیہاتی آپ سے بری طرح لپٹ گئے اور آپ سے مال غنیمت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو مجبوراً کیکر کے نیچے آنا پڑا اور آپ کی چادر اس میں الجھ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے چند لمحے توقف فرمایا اور یوں ارشاد ہوا مجھے میری چادر واپس دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کے برابر بھی مویشی ہوتے

تو میں وہ تم میں تقسیم کر دیتا، پھر تم مجھے کنجوس، جھوٹا اور چھوٹے دل والا نہ پاتے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِأَيْتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ فَمَا يَأْتُونَ بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا فَرُبَّمَا جَاوَزَهُ بِالْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا (رواه مسلم) 8-2403

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ صبح کی نماز ادا کر لیتے تو مدینہ منورہ کے لوٹڑی غلام پانی سے بھرے برتن لے کر پہنچ جاتے۔ جو بھی آتا آپ ﷺ اس کے برتن میں اپنا ہاتھ ڈبوتے۔ اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ وہ آپ ﷺ کے پاس سردی کے موسم میں صبح سویرے پہنچ جاتے اور آپ ﷺ پھر بھی ان کے برتنوں میں ہاتھ ڈب دیتے۔ (مسلم)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمَةٌ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مدینہ کی لوٹڑیوں

تَاخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ (رواه البخاری) 9-2404

وَعَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَقَالَ يَا أُمُّ فُلَانٍ أَنْظِرِي أَيُّ السَّككِ شِئْتِ حَتَّى أَقْضِيَ لَكَ حَاجَتَكَ فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ حَتَّى فَرَعَتْ مِنْ حَاجَتِهَا (رواه مسلم) 10-2405

وَعَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَا حِشَاوًا وَلَا لَعَانًا وَلَا سَبَابًا كَانَ يَقُولُ عِنْدَ الْمَغْتَبَةِ مَالَهُ تَرَبَّ جَبِينُهُ (رواه البخاری) 11-2406

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَذُعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ لَعَانًا وَإِنَّمَا بَعَثْتُ رَحْمَةً (رواه مسلم) 12-2407

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِذْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ (متفق عليه) 13-2408

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ وَإِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (رواه البخاری) 14-2409

وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيثَ كَسَرْدِكُمْ كَانَ يُحَدِّثُ

میں سے ایک لونڈی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑتی اور جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ ایک عورت کے دماغ میں کچھ خرابی تھی۔ اس نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے۔ آپ نے فرمایا: یا ام فلاں! کیوں نہیں میں تمہارے لیے جس گلی میں چاہتی ہو جانے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ آپ راستے میں اس کے پاس علیحدہ رکے رہے یہاں تک کہ اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ فحش کو لعنت بھیجنے والے اور گالم گلوچ کرنے والے نہ تھے۔ آپ بوقت عتاب صرف اتنا فرمایا کرتے 'اسے کیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو!' (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں مشرکین کو بددعا دینے کی درخواست کی گئی۔ آپ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، بلکہ مجھے تو سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کنواری باپردہ لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ جب کبھی آپ کسی ناپسندیدہ کام کو دیکھتے تو ہم آپ کے چہرہ سے کراہت کو جان جاتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی رحمت ﷺ کو کبھی اس طرح کھل کر ہنستے نہیں دیکھا، کہ آپ کے حلق کا اندرونی حصہ نظر آئے، بلکہ آپ ہمیشہ تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول محترم ﷺ تم لوگوں کی طرح مسلسل تیز باتیں نہیں کرتے تھے بلکہ

حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَخْصَاهُ (متفق عليه)

15-2410

وَعَنِ الْأَسْوَدِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ يَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ (رواه البخاری)

16-2411

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا خَيْرَ رَسُولٍ لِلَّهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا نَتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ بِهَا (متفق عليه)

17-2412

اگر اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو توڑا جاتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا بدلہ لیتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ وَلَا أَمْرًا وَلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا يَبْلُ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَكَ شَيْءٌ مِنْ مُحَارِمِ اللَّهِ فَيَنْتَقِمَ لِلَّهِ (رواه مسلم)

18-2413

حدود اللہ کو پامال کیا جاتا تو آپ پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے انتقام لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَرْحَمَ بِالْعِيَالِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُهُ مُسْتَرْضِعًا فِي عَوَالِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ يَنْطَلِقُ وَنَحْنُ مَعَهُ

آپ اس طرح گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی گنتی کرنے والا گنتا چاہتا تو گفتگو کے الفاظ گن سکتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ کا گھر میں کیا معمول ہوتا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے۔ یعنی اپنے گھر والوں کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے ایک کو کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ ہمیشہ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ کا کام نہ ہوتا۔ البتہ اگر وہ گناہ کا کام ہوتا تو آپ سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور رہتے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیتے۔ لیکن

لیے اس کا بدلہ لیتے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نہ کسی جان دار چیز کو نہ کسی عورت کو اور نہ ہی کسی خادم کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مارا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص سے آپ کو تکلیف پہنچی اور آپ نے اس سے انتقام لیا ہو لیکن جب

حضرت عمرو بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول رحمت ﷺ سے زیادہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ رحم کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ کے بیٹے ابراہیم کو مدینہ منورہ کی نواحی بستی میں دودھ

فَيَدْخُلُ الْبَيْتَ وَإِنَّهُ لَيَدْخُنُ وَكَانَ ظُهُرُهُ قَيْنًا
فَيَأْخُذُهُ فَيُقْبِلُهُ ثُمَّ يَرْجِعُ قَالَ عَمَرُو فَلَمَّا
تَوَقَّى إِبْرَاهِيمَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ
إِبْرَاهِيمَ ابْنِي وَإِنَّهُ مَاتَ فِي الثُّلَاثِ وَإِنَّ لَهُ
لِظُّشْرَيْنِ تُكْمَلَانِ رِضَاعَهُ فِي الْجَنَّةِ (رواه
مسلم) 19-2414

فرمایا: یقیناً میرے بیٹے ابراہیم کے لیے دودھ پلانے والی عورتیں مقرر کر دی گئیں ہیں کیونکہ یہ دودھ پینے کی عمر میں فوت ہوا ہے۔ اب وہ اس کی رضاعت کی جنت میں تکمیل کریں گی۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ چلتے پھرتے مجسم قرآن تھے۔
- ۲۔ آپ سب سے زیادہ خوش اخلاق فیاض اور باحیا تھے۔
- ۳۔ آپ کی گفتگو میں ٹھہراؤ اور وقار ہوا کرتا تھا۔
- ۴۔ آپ کام کاج میں گھروالوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔
- ۵۔ آپ چھوٹے بچوں کے ساتھ شفقت اور پیار فرمایا کرتے تھے۔
- ۶۔ آپ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔
- ۷۔ آپ بڑے بہادر اور فیاض تھے۔
- ۸۔ آپ مسکراتے تھے قہقہے نہیں لگایا کرتے تھے۔



بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدَءِ الْوَحْيِ

نبی ﷺ کی بعثت اور وحی کا آغاز

آپ ﷺ نے بڑی پاکیزگی کے ساتھ انتالیس سال گزارے۔ زندگی کے چالیسویں سال خوابوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ نیند میں جو کچھ آپ دیکھتے اگلے دن من و عن وہ واقعہ رونما ہو جاتا۔ آہستہ آہستہ آپ کی طبیعت خلوت پسند ہوتی گئی۔ اس کی وجہ سے آپ کئی کئی دن تک مکہ سے باہر غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں زندگی کے انجام لوگوں کے واقعات اور اہل مکہ کے حالات پر نہایت دل سوزی سے غور و فکر فرماتے۔ اسی فکر مندی میں ایک دن غارِ حرا میں تشریف فرما تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لاتے ہیں۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد آپ تیرہ سال مکہ معظمہ میں رہے اور آپ کی طرف وحی کی جاتی رہی۔ پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور دس سال بسر کیے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ رسول اکرم ﷺ مکہ معظمہ میں پندرہ سال مقیم رہے۔ سات سال جبرائیل کی آواز سنتے اور روشنی دیکھتے رہے لیکن اور کچھ نہ دیکھتے تھے۔ آٹھ سال تک آپ کو وحی کی جاتی رہی۔ اور مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا۔ اور جب وفات پائی اس وقت آپ پینسٹھ برس کے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو ساٹھ سال عمر پوری ہونے پر وفات دی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی معظم ﷺ کی روح تریسٹھ برس کی عمر میں قبض کی گئی۔ اسی طرح ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے بھی تریسٹھ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (مسلم)

محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ بُعِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَرْبَعِينَ سَنَةً فَمَكَتَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحَى إِلَيْهِ ثُمَّ أُمِرَ بِالْهَجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً (متفق عليه) 1-2415

وَعَنْهُ قَالَ أَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْمَعُ الصَّوْتِ وَيَرَى الضُّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ وَلَا يَرَى شَيْئًا وَلَمَّا نَ سِتِّينَ يُوحَى إِلَيْهِ وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّينَ سَنَةً (متفق عليه) 2-2416

وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً (متفق عليه) 3-2417

وَعَنْهُ قَالَ قَبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ وَعُمَرُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. (رواه مسلم)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ ثَلَاثَ

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا بَدَأَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْوَحْيِ الرَّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ لَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءَ فَيَتَحَنَّنُ فِيهِ. وَهُوَ التَّعَبُّدُ. اللَّيَالِي ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يُنْزَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدَ لِذَلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءَ فَجَاءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ فَقَالَ مَا أَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَآخِذْنِي فَعَطْنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَآخِذْنِي فَعَطْنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِئٍ فَآخِذْنِي فَعَطْنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْجِفُ فَوَادُهُ فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي فَرَمِّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِيَخْدِيجَةَ وَاخْبِرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي فَقَالَتْ خَدِيجَةُ كَلَّا وَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ وَتَحْمِلُ الْكُلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ وَتَقْرَى الضِّيفَ وَتَعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ثُمَّ

تریسٹھ سال والی روایات کثرت سے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وحی کے بارے اس طرح بیان کرتی ہیں۔ رسول محترم ﷺ کو وحی کی ابتدا نیند میں سچے خوابوں سے ہوئی۔ آپ جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی مانند سامنے آ جاتا۔ پھر آپ تنہائی پسند ہو گئے اور غار حرا میں تنہائی کا وقت گزارنے لگے۔ وہاں اور عبادت میں مشغول رہتے۔ اپنے اہل و عیال کے پاس واپس آنے سے پہلے آپ کئی کئی راتیں وہاں گزارتے۔ اس عرصہ کے لیے سامان خورد و نوش ساتھ لے جاتے۔ ختم ہونے پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آتے۔ وہ پھر اسی طرح سامان آپ کے ساتھ کر دیتیں۔ حتیٰ کہ غار حرا ہی میں وحی کا نزول شروع ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا ”پڑھیے!“ آپ نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ آپ نے بتایا کہ فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور اتنا دبایا کہ مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ”پڑھیں!“ آپ نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھے دوسری بار اسی طرح زور سے دبایا اور میں نے سخت تکلیف محسوس کی۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا ”پڑھیں!“ میں نے جواب دیا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر اس نے مجھے پکڑ لیا اور تیسری بار زور سے دبایا یہاں تک کہ مجھے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا ”پڑھ!“ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ جسے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھ! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس وحی کے ساتھ واپس لوٹے اور دل گہرا رہا تھا۔

اَنْطَلَقْتُ بِهِ خَدِيجَةَ اِلَى وَرَقَةَ بْنِ نَوْفَلٍ بْنِ عَمِّ خَدِيجَةَ فَقَالَتْ لَهُ يَا ابْنَ عَمِّ اَسْمَعْ مِنْ ابْنِ اَخِيكَ فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ يَا ابْنَ اَخِي مَاذَا تَرَى فَاخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَبَرَ مَا رَأَى فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي اَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى مُوسَى يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَدَعًا لَيْتَنِي اَكُونُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَوْ مُخْرِجِيْهُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ اِلَّا عُودِيْ وَانْ يُذِرْ كُنِيْ يَوْمَكَ اَنْصُرَكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوفِّيَ وَفَتَرَ الْوَحْيُ (متفق عليه) 5-2419

آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے فرمایا: مجھے! کبیل اوڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو کپڑا اوڑھا دیا یہاں تک آپ سے خوف کی کیفیت دور ہو گئی۔ پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا کہہ سنایا اور فرمایا: مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ انہوں نے تسلی دی کہ ہر گز نہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا (وغمگین) نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچی بات کہتے ہیں، دوسروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں، محتاج کی خبر گیری کرتے ہیں، مہمان کو کھانا کھلاتے ہیں اور مصیبت زدہ اور ضرورت مند کی مدد کرتے ہیں۔ بعد ازاں خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی تھے۔ انہوں نے ورقہ سے کہا: اے میرے

چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کا معاملہ سنئے۔ چنانچہ ورقہ نے آپ سے دریافت کیا: اے میرے بھتیجے! تجھے کیا نظر آتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے تمام واقعہ کہہ سنایا۔ ورقہ نے کہا: یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجتا تھا۔ اے کاش! میں تمہارے عہد نبوت میں جوان ہوتا! اور کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا! جب تمہاری قوم تمہیں نکال دے گی۔ رسول اللہ نے پوچھا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! کیوں کہ جب بھی کسی کو رسالت سے نوازا گیا تو اس کے ساتھ دشمنی کی گئی۔ اور اگر میں اس دن تک زندہ رہا، جب لوگ تمہیں نکالیں گے تو میں تمہاری بھرپور معاونت کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ بن نوفل زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے اور آپ پر وحی کا سلسلہ (چند روز کے لیے) منقطع رہا۔ (بخاری و مسلم)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ زیادہ نقل کیے ہیں کہ نبی ﷺ پر (نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہونے سے) غم و حزن طاری ہو گیا۔ جس کا ثبوت ہمیں ان احادیث سے ملتا ہے جو ہم تک پہنچی ہیں، کہ غم و حزن کی وجہ سے کئی بار آپ نے یہ ارادہ کیا کہ خود کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیں۔ لیکن جب بھی آپ پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے کہ خود کو وہاں سے گرائیں

وَزَادَ الْبُخَارِيُّ حَتَّى حَزَنَ النَّبِيُّ ﷺ فِيمَا بَلَّغْنَا حُزْنًا غَدَاؤَ مِنْهُ مَرَارًا كُنِيَ يَتَرَدَّى مِنْ رُؤُوسِ شَوَاهِقِ الْجَبَلِ فَكُلَّمَا وُفِيَ بِذُرْوَةِ جَبَلٍ لِكُنِيَ يُلْقِي نَفْسَهُ مِنْهُ تَبْدِي لَهُ جَبْرَائِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا فَيَسْكُنُ لَذَلِكَ جَاشُهُ وَتَقَرُّ نَفْسُهُ. 6-2420

تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتے اور آپ سے کہتے: اے محمد! بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول برحق ہیں۔

اس تسلی کی وجہ سے آپ (کے دل) کا اضطراب جاتا رہتا اور آپ مطمئن ہو جاتے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُحَدِّثُ عَنْ قُتْرَةَ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي سَمِعْتُ صَوْتًا عَنِ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَانَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيِّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَجِئْتُ مِنْهُ رُغْبًا حَتَّى هَوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَجِئْتُ إِلَى أَهْلِي فَقُلْتُ زَمَلُونِي زَمَلُونِي فَرَمَلُونِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبُّكَ فَكَبِّرْ وَلِيَا بِكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ (متفق عليه) 7-2421

جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ وحی کے منقطع ہونے کا حال بیان فرما رہے تھے کہ ایک دفعہ میں چل رہا تھا، میں نے آسمان سے آواز سنی، جب میں نے نظر اٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس حراء میں آیا تھا، وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس (منظر) سے مجھے اتنا خوف لاحق ہوا کہ میں زمین کے ساتھ لگا جا رہا تھا اپنے گھر والوں کے پاس گیا۔ میں نے کہا، مجھے کپڑا اوڑھا دو! مجھے کپڑا دیجیے! مجھے کپڑا دیجیے! پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔ پروردگار کی بڑائی بیان کر اور ”اے کپڑا اوڑھنے والے! کھڑا ہو جا اور مخلوق کو ڈر اور اپنے

اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ۔ اور شرک سے کنارہ کش رہ۔“ اس کے بعد پے درپے اور مسلسل وحی آنے لگی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلَافَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّ عَلَى فَيْفِصُمٍ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَأَحْيَانًا يَتِمُّ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا فَيَكَلِّمُنِي فَأَعْيِي مَا يَقُولُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنْ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا (متفق عليه) 8-2422

عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے۔ اور وحی کی یہ قسم میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے، جب وحی ختم ہو جاتی ہے تو میں نے وحی کو یاد کر لیا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسان کی شکل میں آتا ہے وہ مجھے سے ہمکلام ہوتا ہے وہ جو کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ سخت سردی کا دن ہوتا، آپ ﷺ پر وحی اترتی اور جب فرشتہ وحی پہنچا کر

چلا جاتا تو آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینے کے قطرات گر رہے ہوتے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِبَادَةَ بْنِ صَامِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَهْتِهِمْ هُنَّ كَبَّيْنِ نَبِيِّ ﷺ

ﷺ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِدَالِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ نَكَسَ رَأْسَهُ وَنَكَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ فَلَمَّا أَتَى عَنْهُ رَفَعَ رَأْسَهُ (رواه مسلم) 9-2423

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ "وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ" خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِي يَا بَنِي فِهْرٍ يَا بَنِي عَدِيٍّ لِبُطُونِ قُرَيْشٍ حَتَّى اجْتَمَعُوا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُولًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَبَجَاءَ أَبُو لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ.

وَفِي رِوَايَةٍ أَنْ خَيْلًا تَخْرُجُ بِالْوَادِي. تُرِيدُ أَنْ تُغَيِّرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِي قَالُوا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّي لَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيَّ عَذَابٍ شَدِيدٍ قَالَ أَبُو لَهَبٍ تَبَّ لَكَ إِلَهَذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ (متفق عليه) 10-2424

نازل ہوتی تو اس کی شدت کی وجہ سے آپ مضطرب ہو جاتے اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے آپ کے صحابہ بھی اپنے سروں کو نیچا کر لیتے۔ جب وحی ختم ہو جاتی آپ اپنا سر اٹھا لیتے۔ (مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی ”آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں“ تو نبی ﷺ نکل پڑے اور صفا پہاڑی پر چڑھ گئے آپ پکارنے لگے اے بنو فہر! اے بنو عدی! اسی طرح آپ نے قریش کے تمام قبائل کو مخاطب کیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور جو شخص نہ آ سکا تو اس نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کیا معاملہ کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیج دیا۔ چنانچہ ابولہب اور قریش کے لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ! اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کی اوٹ سے نکل رہا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ایک لشکر وادی سے نکل رہا ہے۔ وہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے؟ ان سب نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ ہم نے تو آپ کے بارے میں ہمیشہ سچائی ہی کا تجربہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس

شدید عذاب سے ڈرا رہا ہوں جو تمہیں پیش آنے والا ہے! یہ سن کر ابولہب کہنے لگا ”تو تباہ ہو جائیگا“ کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ سورت نازل ہوئی ”ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ و برباد ہو جائے۔“ (بخاری و مسلم)

عبداللہ بن مسعود ﷺ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ مکرمہ کے قریب نماز ادا کر رہے تھے اور وہاں قریش کا ایک گروہ اپنی مجلس جمائے بیٹھا تھا۔ اچانک ایک شخص نے کہا ”کیا تم میں سے کوئی شخص ہے جو اٹھ

وَعَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَائِلٌ أَيْكُمْ يَقُومُ إِلَى جُزُورِ آلِ فُلَانٍ فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدِعْمِهَا

وَسَلَاَهَا فَيَجِيئُ بِهِ ثُمَّ يُنْهَلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ
وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَأَتْبَعَتْ أَشْقَاهُمْ فَلَمَّا سَجَدَ
وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَتَبَتِ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا
فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِّنَ
الضُّحِكِ فَأَنْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ فَأَقْبَلَتْ
تَسْعَى وَتَبَتِ النَّبِيُّ ﷺ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ
عَنْهُ وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ
ثَلَاثًا وَكَانَ إِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا وَإِذَا سَأَلَ سَأَلَ ثَلَاثًا
اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ
رَبِيعَةَ وَوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَعُتْبَةَ
بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرَعَى يَوْمَ بَدْرٍ ثُمَّ
سُجِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبٍ بَدْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ وَأَتْبَعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً (متفق
عليه) 11-2425

کر جائے اور فلاں قبیلے میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا ہے وہ
اس کی اوجھڑی اس کا خون اور اس کا پوست اٹھالائے۔ اس
کے بعد وہ انتظار کرے پھر جب آپ سجدہ میں جائیں تو وہ
ان چیزوں کو آپ کے کندھوں کے اوپر رکھ دے تو ان میں
سے ایک انتہائی بد بخت انسان کھڑا ہوا۔ (اور یہ چیزیں لے
آیا) اور جب آپ سجدہ میں گئے تو اس نے ان کو آپ کے
کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ لیکن نبی ﷺ سجدہ کی
حالت میں رہے۔ یہ دیکھ کر وہ کھل کھلا کر ہنسنے لگے بلکہ ہنسی
سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ چنانچہ ایک شخص حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا کے ہاں گیا وہ دوڑتی ہوئی آئیں اور دیکھا کہ
نبی ﷺ سجدہ کی حالت میں ہیں تو انہوں نے ان چیزوں کو
آپ کے جسم مبارک سے اٹھا پھینکا اور قریش کی جانب متوجہ
ہو کر برا بھلا کہنے لگیں۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو
آپ نے بدعا کی اے اللہ! قریش کو ہلاک کر! آپ نے
تین بار بدعا کی اور آپ جب بھی دعا کیا کرتے تھے تو اکثر
تین بار دعا کرتے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ سے (کوئی چیز)

مانگتے تو تین بار مانگتے۔ (آپ نے بدعا فرمائی) اے اللہ! عمرو بن ہشام (یعنی ابو جہل) عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن
عتبہ، امیہ بن خلف، عتبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو تباہ و برباد کر دے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم!
میں نے انہیں جنگ بدر کے دن ہلاک پڑے دیکھا۔ بعد ازاں ان کو گھسیٹ کر بدر کے پرانے کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ اس
کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں پر جو کنوئیں میں پھینکے گئے ہیں لعنت لازم کر دی گئی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ
اللَّهِ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمٍ
أُحِدٍ فَقَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكَ وَكَانَ أَشَدَّ مَا
لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذَا عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى
ابْنِ عَبْدِيَا لَيْلٍ بَنِ كَلَالٍ فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا
أَرَدْتُ فَأَنْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِ فَلَمْ

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے آپ سے
دریافت کیا اے اللہ کے رسول! کیا آپ پر جنگ احد سے
بھی زیادہ سخت دن آیا ہے؟ آپ نے جواب دیا تیری قوم
کی طرف سے مجھے جو کچھ درپیش آیا وہ احد کے دن سے
زیادہ سخت تھا۔ اور عتبہ کے دن مجھے انتہائی سخت لمحات سے دو
چار ہونا پڑا جب میں ابن عبدیالیل بن کلال کے پاس

أَسْتَفِقُ إِلَّا لِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا
أَنَابَسَحَابَةً قَدْ أَظْلَمَتْنِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جَبْرَائِيلُ
فَنَادَانِي فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا
رَدُّوا عَلَيْكَ وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ
لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ قَالَ فَنَادَانِي مَلَكُ
الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ
سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ أَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ وَقَدْ
بَعَثَنِي رَبُّكَ إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ إِنَّ شِئْتَ
أَنْ أَطِيعَ عَلَيْهِمْ إِلَّا خَشْيَتِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ
يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا (متفق عليه)

12-2426

پہنچا، لیکن اس نے میری دعوت کو تسلیم نہ کیا پھر میں چل پڑا
اور میں شدید غم میں مبتلا تھا میں بہت پریشان تھا مجھے کچھ
سوجھتا نہیں تھا کہ کدھر جاؤں یہاں تک ”قرن الثعالب“
مقام میں پہنچ کر میرے حواس قابو میں آئے میں نے اپنا سر
بلند کیا تو اپنے اوپر ایک بادل کو سایہ کیے ہوئے دیکھا۔ پھر
اچانک میری نظر بادل کے ٹکڑے میں جبرائیل علیہ السلام پر
پڑی انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سن لیا
ہے جو آپ سے آپ کی قوم نے کہا اور جو رد عمل آپ کی قوم
نے کیا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جانب پہاڑوں
پر مقرر فرشتے کو بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی قوم کے بارے میں
جو چاہیں حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے پہاڑوں پر مقرر
فرشتے نے آواز دی مجھے پر سلام کیا اور کہا کہ اے محمد اللہ

تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سن لی ہے۔ اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں۔ اور آپ کے پروردگار نے مجھے آپ کی طرف بھیجا
ہے تاکہ آپ مجھے اپنی مرضی سے حکم دیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں ان دونوں پہاڑوں کو ان پر الٹ دیتا ہوں۔ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا! میں ان کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا
جو ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

انسؓ بیان کرتے ہیں کہ احد کے دن نبی ﷺ کے سامنے
کا ایک رباعی دانت ٹوٹ گیا اور آپ کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔
آپ اپنے سر مبارک سے خون پونچھتے ہوئے فرما رہے تھے کہ وہ
لوگ کیسے کامیاب ہوں گے جنہوں نے اپنے نبی کے سر کو زخمی
کر دیا اور اس کا دانت توڑ ڈالا۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُسِرَتْ
رُبَاعِيَّتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَشَجَّ فِي رَأْسِهِ فَجَعَلَ
يَسْلُثُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُولُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ
شَجُّوا رَأْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوا رُبَاعِيَّتَهُ (رواه
مسلم) 13-2427

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس
قوم پر اللہ سخت ناراض ہے جنہوں نے اپنے نبی سے ایسا
سلوک کیا۔ آپ کا اشارہ اپنے ٹوٹے ہوئے دانت کی
طرف تھا۔ نیز فرمایا: اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا سخت ترین
غضب ہوتا ہے جس کو اللہ کا رسول جہاد فی سبیل اللہ میں قتل

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ
يُشِيرُ إِلَى رُبَاعِيَّتِهِ. اِشْتَدَّ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى
رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ (متفق عليه) 14-2428

کر ڈالے۔ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُلْتُ يَقُولُونَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ سَأَلْتُ جَابِرًا عَنْ ذَلِكَ وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِي قُلْتُ لِي فَقَالَ لِي جَابِرٌ لَا أَحَدِيكَ إِلَّا بِمَا حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ جَاوَزْتُ بِحِرَاءَ شَهْرًا فَلَمَّا قَضَيْتُ جَوَارِي هَبَطْتُ فَتَرَدَّدْتُ فَتَنَظَّرْتُ عَنْ يَمِينِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا وَنَظَّرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا وَنَظَّرْتُ عَنْ خَلْفِي فَلَمْ أَرْ شَيْئًا فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ شَيْئًا فَاتَيْتُ خَدِيجَةَ فَقُلْتُ دَقُّوْنِي فَدَقُّوْنِي وَصَبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا فَتَزَلْتُ يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَانْزِلْ وَرَبُّكَ فَكَبَّرَ وَتَيَابَكَ فَطَهَّرَ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تُفَرَّضَ الصَّلَاةُ (متفق عليه) 15-2429

یحییٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے پوچھا کہ قرآن پاک کا کون سا حصہ سب سے پہلے نازل ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ ”المدثر“ ہے۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ ”اقرا“ پہلے نازل ہوئی تھی۔ ابوسلمہ نے کہا: میں نے اس بارے میں جابر سے یہی سوال کیا تھا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا جو میں نے تمہیں دیا ہے۔ اور پھر میں نے بھی انہیں وہی بات کہی جو تم نے مجھے کہی ہے۔ تو جابر نے مجھے بتایا کہ میں تمہارے سامنے وہی بات بیان کرتا ہوں جو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا میں ایک ماہ غار حرا میں تنہائی میں تھا جب میں اپنی خلوت پوری کر چکا تو پہاڑ سے اتراپس۔ مجھے آواز دی گئی میں نے اپنے دائیں جانب دیکھا مجھے کچھ نظر نہ آیا میں نے اپنی بائیں جانب دیکھا تو وہاں بھی مجھے کچھ نظر نہ آیا میں نے اپنے پیچھے دیکھا تو مجھے کچھ دکھائی نہیں آیا جب میں نے

اپنا سر اٹھایا تو مجھے فرشتہ نظر آیا۔ چنانچہ میں سہم گیا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ میں نے کہا مجھے چادر اوڑھاؤ۔ انہوں نے مجھے چادر اوڑھائی اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈالا۔ چنانچہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے ”اے چادر اوڑھنے والے! کھڑا ہو اور ڈرا۔ اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔ اور اپنے کپڑوں کو پاک و صاف رکھ۔ اور شرک سے کنارہ کش رہ۔“ (راوی نے بیان کیا ہے کہ) نزول وحی کا یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

سب سے پہلے اقرأ کی چند آیات نازل ہوئیں۔ اور تقریباً ایک سال بعد سورہ مدثر نازل ہوئی۔ کیونکہ اس سے پہلی روایت میں وضاحت آچکی ہے کہ یہ تو وہی فرشتہ تھا جس کو میں نے غار حرا میں دیکھا تھا۔

خلاصہ باب

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت ملی اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔
- ۲۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تریپن سال اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا۔
- ۳۔ آپ پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔
- ۴۔ نبوت سے پہلے آپ غار حراء میں خلوت نشین ہوا کرتے تھے۔
- ۵۔ پہلی وحی میں آپ پر سورہ علق کی ابتدائی آیات نازل ہوئی تھیں۔
- ۶۔ پہلی وحی کے وقت آپ کی زوجہ مکرمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ نے آپ کو تسلی دی تھی۔
- ۷۔ ”آپ نبوت سے پہلے بھی صلہ رحمی کرنے والے سچ بولنے والے دوسروں کی مدد کرنے والے اور محتاجوں کی حاجت روائی فرمانے والے ہیں۔“



بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ

نبوت کی علامات

اللہ تعالیٰ جس شخص کو رسول منتخب کرتے ہیں اس میں ظاہری اور باطنی طور پر ایسے اوصاف پیدا فرماتے ہیں جن کی وجہ سے وہ بچپن سے ہی لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ لوگ اسے عقیدت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ چالیس سال کے بعد جب اس شخصیت کو نبوت کے منصب جلیلہ سے سرفراز کیا جاتا ہے تو روحانی اور الہامی نشانیوں کے ساتھ ظاہری نشانیاں اور معجزے بھی عطا کیے جاتے ہیں تاکہ لوگ الہامی تعلیم کے دلائل کے ساتھ نبوت کی ظاہری نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لائیں۔ اس باب میں اکثر انہی نشانیوں کا تذکرہ ہے جو نبوت سے پہلے آپ کی ذات اطہر سے رونما ہوئی تھیں۔

یاد رہے! کہ یہ نشانیاں خواہ نبوت سے پہلے ہوں یا نبوت کے بعد خود رسول کے اختیار میں نہیں ہوا کرتیں۔ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہوتا ہے۔ اور کسی کے ذاتی اوصاف اور محنت کا ان میں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت سے پہلے پیغمبر کو خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ جونہی اکتالیسویں سال کا آغاز ہوا ہے تو یکا یک جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لا کر انہیں اللہ کا پیغام پہنچانے کا فریضہ سونپتے تھے۔ قرآن حکیم میں اس بات کو دو ٹوک الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (الشوریٰ ۴۲: ۵۲)

اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تمہاری طرف وحی کی ہے۔ تمہیں کچھ پتا نہ تھا کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے۔ مگر اس روح کو ہم نے ایک روشنی بنا دیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں۔ یقیناً تم سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کرتے ہو۔ نیز فرمایا:

رَمَا كُنتَ تَعْلَمُ ۚ تَعْلَمُونَ مِّن قَبْلِهِ مَن يَكْتُم ۚ وَلَا تَخْطُهُ بِإِمِينِكَ إِذَا لَزَبْتَ ۚ الْمُبْطِلُونَ. (العنکبوت ۲۹: ۴۸)

”اے نبی! تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ جاتے۔“

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو پکڑ کر لٹایا، آپ کے سینے کو دل کے قریب سے چاک کیا اور دل سے گاڑھے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آتَاهُ جِبْرِائِيلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغُلَمَانِ فَآخَذَهُ فَصْرَعَهُ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عِلْقَةً فَقَالَ هَذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ ثُمَّ غَسَلَهُ فِي

طَسَبَتْ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءٍ زَمْزَمَ ثُمَّ لَامَهُ وَاعَادَهُ
فِي مَكَايِهِ وَجَاءَ الْعِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلَى أَمِهِ
يَعْنِي ظُفْرَهُ فَقَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ
فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ أَنَسٌ فَكُنْتُ
أَرَى الْخَيْطَ فِي صَدْرِهِ (رواه مسلم)
1-2430

خون کا ایک لوتھڑا نکالا اور کہا کہ یہ آپ کے اندر شیطان کا
حصہ ہے۔ بعد ازاں انھوں نے آپ کو درست کیا۔ بچے (یہ
منظر دیکھ کر گھبرا گئے اور) دوڑتے ہوئے آپ کی رضائی ماں
کے پاس آئے اور کہا کہ محمد کو قتل کر دیا گیا۔ لوگ آپ کے
پاس آئے آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان
کرتے ہیں کہ میں آپ کے سینہ میں سلائی کے نشان دیکھا
کرتا تھا۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ إِنِّي لَا أَعْرِفُ حَجْرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ
عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَا أَعْرِفُهُ الْآنَ (رواه
مسلم) 2-2431

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم ﷺ
نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں ایک ایسے پتھر کو پہچانتا ہوں جو
میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کہا کرتا تھا۔ بلاشبہ میں اب
بھی اسے پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ
هِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا (متفق
عليه) 3-2432

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل مکہ نے رسول اللہ
ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ انہیں کوئی نشانی دکھائیں۔ تو
آپ نے انہیں (انگلی کے اشارے سے) چاند کے دو ٹکڑے
کر کے دکھائے۔ یہاں تک کہ ان کافروں نے حرا پہاڑ کو
چاند کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا (بخاری و مسلم)

وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ
الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
إِشْهَدُوا (متفق عليه) 4-2433

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ رسول معظم ﷺ
کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے
اوپر اور دوسرا اس سے نیچے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب
میری نبوت کی گواہی دو۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ
يُعْفِرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ فَقِيلَ نَعَمْ
فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ
ذَٰلِكَ لَا طَانَ عَلَى رَقَبَتِهِ فَاتَى رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ فَمَا
فَعْنَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقْبِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابو جہل
نے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے اپنا
چہرہ مٹی پر لگاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں! ابو جہل کہنے لگا
لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے محمد (ﷺ) کو اس حالت میں
دیکھ لیا تو میں اس کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ
نماز ادا کرنے آئے تو ابو جہل نے ارادہ کیا کہ آپ کی گردن

وَيَتَقَىٰ بِيَدَيْهِ فَقِيلَ لَهُ مَا لَكَ فَقَالَ إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَهُ لَخُذْقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْبَحَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ دَنَا مِنِّي لَا خُتَطَفْتُهُ الْمَلِكَةُ غَضُوءًا غَضُوءًا (رواه مسلم)

5-2434

کو روند ڈالے مگر اچانک ابو جہل اپنے لئے قدموں پر لوٹا۔ اور وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ خود کو (کسی چیز سے) بچا رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہوا؟ ابو جہل نے جواب دیا کہ میرے اور محمد کے درمیان آگ کی خندق، زبردست خوف اور پر حائل ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر

ابو جہل میرے قریب آ جاتا تو فرشتے فوراً اسے اچک لیتے اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے (مسلم)

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دفعہ میں نبی معظم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے فقر و فاقہ کی شکایت کی۔ بعد ازاں ایک اور شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے راہزنی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: اے عدی! کیا تو نے حیرہ شہر دیکھا ہے؟ پھر فرمایا! اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک تنہا عورت حیرہ سے سفر کرے گی۔ یہاں تک کہ وہ کعبے کا طواف کرے گی اسے اللہ کے سوا کسی سے خوف نہیں ہوگا۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ کسریٰ کے خزانے فتح کر لیے جائیں گے۔ اور اگر تیری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا یا چاندی ہاتھوں میں لیے نکلے گا۔ مگر اسے کوئی صدقہ کو قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔ اور یقیناً تم میں سے ہر ایک ایک شخص کی اللہ تعالیٰ سے (بالمشافہ) ملاقات ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ترجمان نہیں ہوگا جو اس کا حال بیان کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے کہ کیا میں نے تیری جانب پیغمبر نہیں بھیجا تھا۔ جس نے تجھ تک احکام پہنچائے؟ وہ جواب دے گا کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ دریافت کریں گے کیا میں نے تجھے مال و دولت عطا نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تجھ پر اپنا فضل نہیں کیا تھا؟ وہ

وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ ثُمَّ أَتَاهُ الْآخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطَعَ السَّبِيلَ فَقَالَ يَا عَدِيُّ هَلْ رَأَيْتَ الْحَيْرَةَ فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَوةٌ فَلَتَرَيْنَ الظُّعَيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَوةٌ لَتَفْتَحَنَّ كُنُوزَ كِسْرَى وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَوةٌ لَتَرَيْنَ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلًّا كَفَّهُ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَلَيَلْقَيْنَ اللَّهَ أَحَدَكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرَجَّمُ لَهُ فَيَقُولَنَّ أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُولًا فَيُبَلِّغَكَ فَيَقُولَنَّ بَلَى فَيَقُولَنَّ أَلَمْ أُعْطِكَ مَالًا وَأَفْضَلَ عَلَيْكَ فَيَقُولَنَّ بَلَى فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِينِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ وَيَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ قَالَ عَدِيُّ فَرَأَيْتَ الظُّعَيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللَّهَ وَكُنْتُ فِيمَنْ افْتَحَ كُنُوزَ كِسْرَى بَنِي هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حَيَوةٌ

لَعَرُونَ مَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَبُو الْقَاسِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُخْرِجُ جَوَاب دے : گا کیوں نہیں! وہ اپنی دائیں جانب نظر
مِلًا كَفَّهِ (رواہ البخاری) 6-2435 دوڑائے گا تو تب بھی اسے سوائے جہنم کے کچھ دکھائی نہیں

دے گا اور اگر وہ اپنی بائیں جانب نظر دوڑائے گا تو تب بھی اسے جہنم کے سوا کچھ دکھائی نہ دے گا۔ (اس کے بعد آپ نے فرمایا:) تم صدقہ کر کے دوزخ کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص کھجور کا ٹکڑا بھی نہ رکھتا ہو تو وہ اچھی بات کہے۔ عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اونٹنی پر سوار تھا عورت حیرہ شہر سے چلتی اور کعبہ کا طواف کرتی ہے۔ اسے اللہ کے سوا کسی سے کچھ خوف نہیں۔ اور میں ان لوگوں میں خود شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمل کے خزانوں کو فتح کیا۔ اور اگر تمہاری زندگیاں طویل ہوئیں تو تم ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی اس بات کو پورا ہوتے ہوئے دیکھو گے۔ کہ ایک شخص ہاتھوں میں سونا چاندی لیے نکلے گا۔ (بخاری)

وَعَنْ خُبَابِ بْنِ الْأَرْتِ ﷺ قَالَ شَكُونَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَلَقَدْ لَقِينَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ شِدَّةً فَقُلْنَا لَا تَدْعُوا اللَّهَ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحَمَّرٌ وَجْهَهُ وَقَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يُخْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيهِ فَيُجَاءُ بِمِنْشَارٍ فَيُوضَعُ فَوْقَ رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِأَثْنَيْنِ فَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَيُمَشَّطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذَلِكَ عَنْ دِينِهِ وَاللَّهِ لَيَعْمَنَنَّ هَذَا الْأَمْرُ حَتَّى يَسِيرَ الرَّايِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضَرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللَّهَ أَوِ الدُّنْيَا عَلَى غَنَمِهِ وَلَكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ (رواہ البخاری) 7-2436

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی معظم ﷺ سے شکایت کی جبکہ آپ کعبہ کے سائے میں ایک چادر لپیٹے ہوئے تھے ان دنوں ہمیں مشرکین سے زبردست تکالیف پہنچیں تھیں۔ ہم نے عرض کیا: آپ ہمارے لیے مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے؟ یہ بات سن کر آپ اٹھ بیٹھے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کے لیے زمین میں ایک گڑھا کھودا جاتا اسے اس میں گاڑ کر اس کے سر پر آرا چلا کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے۔ لیکن یہ (ظلم بھی) اسے اس کے دین سے پھرنے نہیں دیتا تھا۔ اور (بعض کو) لوہے کی تنگیوں سے اس کے گوشت کے نیچے ہڈیوں اور پٹھوں تک کو چھیلا جاتا، لیکن یہ سزا بھی اس کو دین سے روک نہیں سکتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! اس دین اسلام کو غلبہ

حاصل ہوگا۔ یہاں تک کہ ایک سوار ”صنعاء“ سے ”حضر موت“ تک سفر کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا یا پھر چرواہے کو اپنی بکریوں کے بارے میں بھیڑیے کا ڈر ہوگا۔ لیکن تم تو جلدی کرتے ہو۔ (بخاری)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اور یہ

عِبَادَةُ بَنِي الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاطَمَعَمَتْهُ
ثُمَّ جَلَسَتْ تَقْلِي رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا
يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَنَا مِنْ أُمَّتِي
عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرَكِبُونَ نَجَجَ
هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِيرَةِ أَوْ مِثْلَ
الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِيرَةِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ
رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ أَنَا مِنْ
أُمَّتِي عَرِضُوا عَلَيَّ غَزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَا
قَالَ فِي الْأَوَّلَى فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُ اللَّهَ
أَنْ يُجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ
فَرَكِبْتُ أَمْ حَرَامَ الْبَحْرِ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ
فَضَرَعْتُ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجْتُ مِنَ الْبَحْرِ
فَهَلَكْتُ (متفق عليه) 8-2437

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ آپ ایک دن ان کے
ہاں تشریف لائے تو انھوں نے آپ کو کھانا کھلایا۔ اس کے
بعد وہ آپ کے سر سے جوئیں دیکھنے بیٹھ گئیں۔ اس دوران
رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے
تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہما کہتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا
کہ اے اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ آپ
نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے جو اللہ
کی راہ میں لڑ رہے تھے۔ وہ سمندر میں اس طرح محو سفر تھے
جیسے بادشاہ اپنے تخت پر براجمان ہوتے ہیں۔ یا یہ فرمایا کہ
بادشاہوں کی طرح تخت پر براجمان ہوں۔ میں نے عرض:
کیا اللہ کے رسول! آپ دعا کریں کہ اللہ مجھے بھی ان میں
شامل کرے۔ آپ نے ام حرام رضی اللہ عنہما کے لیے دعا
فرمائی۔ بعد ازاں آپ نے پھر تکیے پر سر رکھا اور محو خواب ہو
گئے۔ پھر آپ بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے
عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔ آپ
نے جواب دیا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائی دیے

جو اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے جیسا کہ آپ نے پہلی دفعہ فرمایا تھا میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ آپ اللہ سے دعا کریں
کہ وہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے۔ آپ نے فرمایا: تم پہلے لوگوں میں شامل ہو۔ چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہما نے حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد امارت میں سمندر کا سفر کیا۔ جب وہ سمندر سے نکل کر باہر آئیں تو اچانک سواری سے گر کر فوت ہو
گئیں۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت ام حرم بنت ملحان رسول اللہ ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ
وَكَانَ مِنْ أَزْدِ شَنْوَةَ وَكَانَ يَرْقِي مِنْ هَذَا
الرِّيحِ فَسَمِعَ سُفْهَاءَ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُولُونَ إِنَّ
حَضْرَتَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَيَانِ كَرْتِے ہں کہ ضاد
مکہ مکرمہ آیا۔ اس کا تعلق شَنْوَةُ قبیلہ سے تھا اور وہ جنات
وغیرہ کے لیے دم کیا کرتا تھا۔ جب اس نے مکہ مکرمہ کے

مَحْمَدًا مَجْنُونًا فَقَالَ لَوْ أَنِّي رَأَيْتُ
هَذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللَّهَ يَشْفِيهِ عَلَى يَدَيَّ قَالَ
فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْقِي مِنْ هَذَا الرِّيحِ
فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْحَمْدَ
لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ
لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ فَقَالَ أَعِدْ عَلَيَّ
كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فَلَمْ تَرَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ
الْكُهْنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعْرَاءِ فَمَا
سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هَؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغُنَّ
قَامُوسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ أَبَايَعَكَ عَلَى
الْإِسْلَامِ قَالَ قَبَايَعَهُ (رواه مسلم) 9-2438

جاہل لوگوں کو کہتے ہوئے سنا نعوذ باللہ محمد (ﷺ) دیوانہ ہو
گیا ہے۔ تو اس شخص نے کہا کہ اگر میں اس آدمی کو دیکھ لوں تو
شاید اللہ تعالیٰ اس کو میرے ہاتھ سے شفا عنایت کر دے۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ شخص آپ ﷺ سے
ملا اور کہنے لگا کہ میں آسیب کا دم کرتا ہوں کیا آپ چاہتے
ہیں (کہ میں آپ کا علاج کروں) رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا تمام حمد و ثنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ ہم اس کی حمد بیان
کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ جس شخص کو
اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔
اور جس شخص کو اللہ سیدھے راستے سے ہٹا دے تو اس کو کوئی
راستے پر نہیں لاسکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا
کوئی معبود برحق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ تعالیٰ کے بندہ اور اس کے
رسول ہے۔ ابا بعد! حمد و صلوٰۃ سننے کے بعد ضاد کہنے لگا کہ

آپ دوبارہ ان کلمات کو میرے سامنے ارشاد فرمائیے چنانچہ آپ نے ان کلمات کو اس کے سامنے تین بار دہرایا۔ اس نے کہا
بلاشبہ میں نے کانوں، جادوگروں اور شعراء کے اقوال کو سنا ہے۔ لیکن میں نے آپ کے ان کلمات کے مثل کلام نہیں سنا۔
بلاشبہ یہ کلمات تو فصاحت و بلاغت کا سمندر ہیں۔ آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں میں اسلام پر بیعت کرتا ہوں۔ ابن عباس رضی
اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ نے اس سے اسلام پر بیعت لی۔ (مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابو
سفیان بن حرب ؓ نے مجھے براہ راست یہ بات بیان کی۔
انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے درمیان
صلح کی طے شدہ مدت کے دوران سفر کیا۔ اور اس وقت میں
شام میں مقیم تھا جب نبی محترم ﷺ کا مکتوب گرامی ہرقل کو
پہنچا۔ ابوسفیان ؓ نے کہا کہ اس خط کو حضرت دحیہ کلبی ؓ
لائے تھے۔ انہوں نے اسے بصری کے امیر کے حوالے کیا
بصری کے گورنر نے اسے ہرقل کی خدمت میں پیش کیا۔ ہر

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِي
أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيٍّ قَالَ
انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَبَيْنَمَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِئْتُ
بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هِرَقْلٍ قَالَ وَكَانَ
دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمٍ
بُصْرِيٍّ فَدَفَعَهُ عَظِيمٌ بُصْرِيٍّ إِلَى هِرَقْلٍ وَقَالَ
هِرَقْلُ هَلْ هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ

الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالُوا نَعَمْ فَدْعَيْتُ فِي نَفَرٍ
مِّن قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرْقَلٍ فَأَجْلَسَنَا بَيْنَ
يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هَذَا الرَّجُلِ
الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا
فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَاجْلَسُوا أَصْحَابِي
خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بَتَرُجْمَانِهِ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّي
سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ
فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ وَآيُمُ اللَّهِ
لَوْ لَا مَخَافَةُ أَنْ يُؤْثَرَ عَلَى الْكَذِبِ لَكَذَّبْتُهُ ثُمَّ
قَالَ لِبَتَرُجْمَانِهِ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فَيُخْبِرُكُمْ قَالَ
قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ
أَبَائِهِ مِنْ مُلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ
تَتَهَمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ
لَا قَالَ وَمَنْ يَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضَعْفَاءُ
هُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضَعْفَاءُ هُمْ قَالَ أَيْزِيدُونَ أَمْ
يَنْقُضُونَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ هَلْ
يَمُرُّدُ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ
مَسْخُطَةٌ لَهُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قَالَ
قُلْتُ يَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ
سِجَالًا يُصِيبُ مَنَاوُ نُصِيبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ
قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي
مَا هُوَ صَابِعٌ فِيهَا قَالَ وَاللَّهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ
كَلِمَةٍ أُدْخِلَ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ قَالَ فَهَلْ قَالَ
هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ
لِبَتَرُجْمَانِهِ قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ

قل نے پوچھا کہ اس شخص کی قوم کا کوئی آدمی یہاں ہے جو
اپنے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ درباریوں نے کہا: جی
ہاں! چنانچہ مجھے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلایا گیا۔
ہم ہرقل کے ہاں پہنچے۔ ہمیں اس کے سامنے بٹھایا گیا۔ ہر
قل نے پوچھا۔ نبوت کا دعویٰ کرنے والے شخص سے نسب
کے لحاظ سے تم میں سے کون قریب تر ہے۔ ابوسفیان ؑ
کہتے ہیں: میں نے کہا میں ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے
مجھے ہرقل کے سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے
پیچھے بٹھا دیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا اور
اس سے کہا: کہ تم ابوسفیان ؑ کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ
میں ابوسفیان سے اس شخص کے بارے میں دریافت کروں
گا جو نبوت کا مدعی ہے۔ اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے
تو تم اس کی تردید کر دینا۔ ابوسفیان ؑ کہتے ہیں: اللہ کی قسم!
اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ مجھے جھٹلا دیا جائے گا تو میں
ضرور جھوٹ بولتا۔ بعد ازاں ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا
کہ اس سے سوال کرو۔ تم میں اس کا خاندان کیسا ہے؟
ابوسفیان ؑ کہتے ہیں میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب
ہے۔ ہرقل نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں کوئی بادشاہ ہوا
ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا دعویٰ نبوت سے
پہلے اس نے کبھی ایسی کوئی بات کہی ہے جس کی وجہ سے تم
نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہو؟ ابوسفیان ؑ کہتے ہیں میں
نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا اس کے پیروکار اشراف ہیں یا
کمزور لوگ ہیں؟ ابوسفیان ؑ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ تو
کمزور لوگ ہیں۔ ہرقل نے دریافت کیا: ان کی تعداد بڑھ
رہی ہے یا کم ہو رہی ہے؟ ابوسفیان ؑ کہتے ہیں میں نے کہا:
کہ کم نہیں بلکہ بڑھ رہی ہے۔ ہرقل نے پوچھا: کیا ان میں

فِيكُمْ فَرَعَمْتُ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ وَكَذَّاءَ
لَكَ الرُّسُلُ تَبَعْتُ فِي أَحْسَابٍ قَوْمِهَا وَ
سَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَرَعَمْتُ
أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ فَقُلْتُ
رَجُلٌ يُطْلَبُ مُلْكُ آبَائِهِ وَسَأَلْتُكَ عَنْ
اتِّبَاعِهِ أَضَعَفَاءُ هُمْ أَمْ أَشَرَّافُهُمْ فَقُلْتُ بَلْ
ضَعَفَاءُ هُمْ وَهُمْ اتِّبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ
كُنْتُمْ تَتَّبِعُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ
فَرَعَمْتُ أَنْ لَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَّعِ
الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى
اللَّهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ
بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخِطَةٌ لَهُ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا
وَكَذَّاءَ لَكَ الْإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بِشَاشَتُهُ
الْقُلُوبَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ
فَرَعَمْتُ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَّاءَ لَكَ الْإِيمَانُ
حَتَّى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ فَرَعَمْتُ
أَنْكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَتَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ
سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ وَكَذَّاءَ لَكَ
الرُّسُلُ تَبَعْلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ
هَلْ يَغْدِرُ فَرَعَمْتُ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذَّاءَ لَكَ
الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ هَذَا
الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ فَرَعَمْتُ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ
قَالَ هَذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ فَقُلْتُ رَجُلٌ نِائِمٌ
بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ قُلْنَا
يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصَّلَاةِ وَالْعَفَافِ
قَالَ إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ

سے کوئی شخص اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کو
برا سمجھ کر اس کے دین سے مرتد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان کہتے
ہیں: میں نے نفی میں جواب دیا۔ ہرقل نے دریافت: کیا
کیا تمہاری اس کے ساتھ کوئی لڑائی ہوئی ہے؟ ابوسفیان
کہتے ہیں: میں نے کہا: ہاں لڑائی ہوئی ہے۔ ہرقل نے
پوچھا اس سے تمہاری جنگ کیسی رہی؟ ابوسفیان کہتے ہیں
میں نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ڈول کی مانند
تھی کبھی انہوں نے اسے کھینچا کبھی ہم نے اس سے کھینچ لیا۔
ہرقل نے پوچھا: کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں
میں نے کہا ”نہیں“۔ اور میں نے کہا کہ حالیہ معاہدے کے
بارے میں ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔
ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! میرے لیے اس کلمہ کے علاوہ ممکن
نہ تھا کہ میں اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرتا۔ ہرقل
نے دریافت کیا: کیا اس نے اس سے پہلے بھی کبھی اس
طرح کی بات کی ہے۔ ابوسفیان کہتے ہیں: میں نے نفی میں
جواب دیا۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا:
کہ اس کے کہو کہ میں نے تم سے اس کے خاندان کے
متعلق سوال کیا۔ تم نے کہا کہ وہ تم لوگوں میں شریف
خاندان والا ہے۔ اسی طرح پیغمبر اپنی قوم کے شریف
خاندان سے ہی بھیجے جاتے ہیں۔ اور میں نے تم سے
دریافت کیا کہ اس کے آباء واجداد میں سے کوئی بادشاہ بھی
ہوا ہے؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ
اگر اس کے آباء واجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ
شخص اپنے آباء واجداد کی بادشاہت چاہتا ہے۔ اور میں نے
تجھ سے پوچھا کہ اس کے پیروکار غریب لوگ ہیں یا امیر؟ تو
تم نے جواب دیا کہ غریب لوگ ہیں۔ جبکہ پیغمبروں کے

اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ اُكْ اَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَلَوْ
 اِنِّي اَعْلَمُ اِنِّي اَخْلَصُ اِلَيْهِ لَا حَبِثْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ
 كُنْتُ عِنْدَهُ لَفَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ
 مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ
 اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَهُ (متفق عليه) 10-2439

ہیروکار (شروع میں) فقیر لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اور میں نے
 تجھ سے پوچھا کہ کیا تم اسے نبوت کے دعوے سے پہلے
 جھوٹ کے ساتھ متہم کرتے ہو؟ تو تم نے نفی میں جواب دیا۔
 چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا تو
 اللہ تعالیٰ کی نسبت جھوٹ کیسے کہے گا۔ اور میں نے تجھ سے

پوچھا کہ کیا ان میں سے کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھتے ہوئے مرتد ہوا ہے؟ تو تم نے نفی میں
 جواب دیا۔ چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ جب وہ لوگوں پر جھوٹ نہیں بولتا تو اللہ تعالیٰ کو نسبت جھوٹ کیسے کہے گا۔ اور میں نے تجھ
 سے پوچھا کہ کیا ان میں سے کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس کو برا سمجھتے ہوئے مرتد ہوا ہے تو تم نے نفی
 میں جواب دیا۔ اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے کہ جب ایمان کی محبت دلوں میں داخل ہو جاتی ہے تو پھر یہ ہرگز نہیں چھوٹتا۔ اور
 میں نے تجھ سے پوچھا کہ ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے یا وہ کم ہو رہے ہیں؟ تو تم نے جواب دیا کہ ان میں اضافہ ہو رہا
 ہے۔ اور ایمان کا حال اسی طرح ہوتا ہے (مسلل بڑھتا رہتا ہے)۔ اور آخر کار ایمان غالب ہو جاتا ہے اور میں نے تجھ سے
 پوچھا کہ کیا تم نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے۔ تو تم نے جواب دیا کہ تم نے اس کے ساتھ جنگ کی ہے اور جنگ تمہارے اور
 اس کے درمیان ڈول کی مانند رہی کہ اس نے تمہیں نقصان پہنچایا اور تم نے اسے نقصان پہنچایا۔ اور اسی طرح ہی پیغمبروں کی
 آزمائش ہوتی ہے۔ بعد ازاں (وہی غالب رہتے ہیں) ان کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا اس نے
 عہد شکنی کی ہے؟ تو تم نے جواب دیا کہ اس نے عہد شکنی نہیں کی۔ اور پیغمبروں کا کردار اسی طرح ہوتا ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں
 کرتے۔ اور میں نے پوچھا کہ تم (عربوں میں) ان سے پہلے بھی کسی نے اس طرح کی (دعویٰ نبوت کی) بات کی ہے؟ تو تم
 نے بتایا کہ نہیں! اور میں نے سمجھا کہ اگر اس سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہوتی تو میں سمجھتا کہ یہ شخص اسی بات کے پیچھے چل رہا
 ہے جو اس سے پہلے کہی گئی تھی۔ پھر ہر قل نے پوچھا کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں: ہم نے جواب دیا
 کہ وہ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاک دامنی کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اگر تمہاری باتیں درست ہیں تو یقیناً وہ آدمی پیغمبر
 ہے۔ اور مجھے معلوم تھا کہ وہ ظاہر ہونے والا ہے۔ لیکن میرا خیال یہ نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ میں اس
 تک پہنچ سکتا ہوں تو اس سے ملاقات میرے لیے بہت پسندیدہ بات ہوگی۔ اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو ان کے پاؤں
 دھوتا۔ اور یقیناً اس کا اقتدار میرے قدموں تک پہنچنے والا ہے۔ اس کے بعد ہر قل نے رسول معظم ﷺ کا مکتوب گرامی
 منگوایا اور اسے پڑھا۔ (بخاری و مسلم)



بَابُ فِي الْمَعْرَاجِ

معراج کا بیان

واقعہ معراج دنیا کے محیر العقول اور انقلابی واقعات میں، سب سے زیادہ انقلابی اور حیران کن واقعہ ہے، جو نبوت کے دسویں، پلبارہویں سال کے آخر میں پیش آیا۔ ہوا یوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ اچانک دو فرشتے آپ ﷺ کو اٹھا کر حرم مکہ میں لے جاتے ہیں، ابھی آپ پر نیند کے آثار باقی تھے، کہ آپ کو حطیم میں لٹا کر آپ کے دل کو آب زمزم سے دھونے کے بعد نور و بصیرت کے ساتھ لبالب کر دیا گیا۔ تاکہ آپ لامتناہی کائناتی سفر کے متحمل اور رب ذوالجلال کے ساتھ ہم کلامی اور شرف ملاقات کے اہل ہو سکیں۔ اس کے بعد آپ کے حضور براق پیش کیا گیا۔ جو برق سے ہے، جس کا معنی ہے بجلی کی طرح تیز رو ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے ہم رکاب ہوئے۔

راستہ میں کئی اہم ترین واقعات پیش آئے۔ بیت المقدس میں آپ نے تمام انبیائے کرام کی امامت کا شرف پایا۔ باہر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل آپ کو لے کر مختلف آسمانوں پر چڑھتے چلے گئے۔

آپ کو ساتوں آسمانوں کا مشاہدہ، جنت و دوزخ کا معائنہ اور حضرت آدم، سیدنا ابراہیم، جناب موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام سمیت دیگر انبیاء سے ملاقات اور گفتگو کا شرف عطا ہوا۔ سب سے آخر میں سدرۃ المنتہی جو خالق اور مخلوق کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتا ہے، پر آپ کو ٹھہرایا گیا۔ اس کے بعد رب کریم سے ہم کلامی کا شرف اور اعزاز پایا۔ اس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔

بعد ازاں آپ اسی طریقہ اور راستے سے واپس تشریف لائے۔ اور کئی اہم واقعات پیش آئے جن میں سب سے بڑا واقعہ یہ ہے، کہ کفار نے حسب عادت آپ کی بات کا مذاق اڑانا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضا سے اس طرح پردے ہٹا دیے، کہ آپ براہ راست اپنی آنکھوں سے مسجد اقصیٰ کو دیکھ دیکھ کر کفار کے سوالوں کے جواب میں اسکی ایک ایک نشانی بتلائے جارہے تھے۔ اس طرح سے ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔

اس سفر کا بنیادی مقصد یہ تھا، کہ آپ کو براہ راست اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، متبرک جگہوں، اہم شخصیتوں، جنت کی نعمتوں کی زیارت اور جہنم کی ہولناکیوں کا معائنہ کروایا جائے۔

واقعہ معراج کا پیغام یہ ہے کہ اب کے بعد پہلی کتابوں، قیادتوں کے خاتمہ کے ساتھ عنقریب قبلہ بھی تبدیل کر دیا جائے گا گویا کہ اب براہ راست اس امت پر قوموں کی قیادت و امامت کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ اس لیے سورۃ بنی اسرائیل میں معراج کا ذکر صرف ایک آیت میں کرنے کے بعد کلام کا رخ بنی اسرائیل کی طرف کرتے ہوئے قوموں کے عروج و زوال کے حوالے سے بنیادی قواعد کا ذکر کیا گیا ہے۔ گویا یہ اشارہ ہے کہ اے اہل اسلام اب دنیا کی زمام کار تمہارے سپرد کی جا رہی ہے۔ لہذا تمہارا فرض ہے کہ تم بنی اسرائیل کی حرکتوں اور خباثتوں سے بچ کر اپنے آپ کو دنیا کی امامت کے اہل ثابت کرو۔

عَنْ قَعَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعَصَعَةَ رضي الله عنه أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرَى بِهِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَظِيمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحَجَرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي ابْتُ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ يَغْنِي مِنْ ثَغْرَةٍ نَحْرِهِ إِلَى شَعْرَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي ثُمَّ أَتَيْتُ بِطُسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءٍ إِيْمَانًا فَغَسَلَ قَلْبِي ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ أُعِيدَ.

وَفِي رِوَايَةٍ ثُمَّ غَسَلَ الْبَطْنُ بِمَاءٍ زَمْزَمٍ ثُمَّ مَلِيَ إِيْمَانًا وَحِكْمَةً.

ثُمَّ أَتَيْتُ بِدَآئِبِ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضُ يُقَالُ لَهُ الْبَرَاقُ يَضَعُ خُطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرَفِهِ فَحَمِلْتُ عَلَيْهِ فَأَنْطَلَقَ بِي جِبْرِئِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قَيْلٌ مِنْ هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ قَالَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَيْلٌ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرَحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيهَا آدَمُ فَقَالَ هَذَا أَبُوكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرَحَبًا بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْغَايَةَ فَاسْتَفْتَحَ قَيْلٌ مِنْ هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَيْلٌ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرَحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا بِيَحْيَى وَعِيسَى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هَذَا يَحْيَى وَهَذَا عِيسَى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا

حضرت قتادہ رضي الله عنه حضرت انس بن مالک رضي الله عنه سے اور وہ مالک بن صعصعہ رضي الله عنه سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضي الله عنهم کو اسراء کی رات کے بارے اس طرح بتایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ اور کبھی یوں فرمایا کہ میں حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا۔ اس نے یہاں سے یہاں تک۔ یعنی سینے سے لے کر ناف کے نیچے بالوں تک۔ چاک کیا اور میرا دل نکال لیا پھر ایمان سے بھر پور سونے کی طشتری لائی گئی اور میرے دل کو دھویا گیا اور اس میں ایمان بھر دیا گیا۔ پھر دل کو واپس رکھ دیا گیا دوسری روایت میں ہے کہ میرے پیٹ کو آب زمزم سے دھویا گیا پھر اس میں ایمان اور حکمت ربانی بھری گئی۔ بعد ازاں میرے پاس ایک سفید رنگ کا براق نامی جانور، جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا لایا گیا۔ حدنگاہ پر اس کا قدم پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کرایا گیا۔ مجھے لے کر جبرائیل علیہ السلام روانہ ہوئے حتیٰ کہ آسمان دنیا آپہنچا اس کا دروازہ کھولنے کا کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا جبریل! پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا ”محمد“ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا: کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ بتایا ہاں۔ انہوں نے کہا خوش آمدید آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کیجیے! میں نے انہیں سلام عرض کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔ صالح بیٹے اور صالح نبی آپ کا آنا مبارک ہو۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے حتیٰ کہ ہم دوسرے آسمان پر

فَسَلِّمْتُ فَرْدًا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ
وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ
فَاسْتَفْتَحَ قَيْلٌ مِنْ هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ
مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قَيْلٌ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ
قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ
فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ قَالَ هَذَا يُوسُفُ
فَسَلِّمَ عَلَيْهِ فَسَلِّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا
بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بَنِي
حَتَّى آتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قَيْلٌ مِنْ
هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ
قَيْلٌ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرْحَبًا بِهِ
فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا
إِدْرِيسُ فَقَالَ هَذَا إِدْرِيسُ فَسَلِّمَ عَلَيْهِ
فَسَلِّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْآخِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بَنِي حَتَّى آتَى
السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قَيْلٌ مِنْ هَذَا قَالَ
جِبْرِئِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَيْلٌ وَقَدْ
أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ
جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ قَالَ هَذَا
هَارُونُ فَسَلِّمَ عَلَيْهِ فَسَلِّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ
مَرْحَبًا بِالْآخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ
بَنِي حَتَّى آتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قَيْلٌ
مِنْ هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ قَيْلٌ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ
مُحَمَّدٌ قَيْلٌ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَيْلٌ
مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا
خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى قَالَ هَذَا مُوسَى فَسَلِّمَ

آئے۔ دروازہ کھولنے کا کہا۔ پوچھا گیا، کون؟ بتایا
جبرائیل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا ”محمد“
(ﷺ) پوچھا گیا، کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا ”ہاں“۔ کہا
گیا، خوش آمدید! آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ
کھول دیا گیا۔ جب میں داخل ہوا تو حضرت یحییٰ اور حضرت
عیسیٰ علیہم السلام دونوں خالہ زاد بھائی موجود تھے۔ حضرت
جبرائیل نے بتایا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں، ان کو سلام کیجیے۔ میں
نے انہیں سلام کہا۔ میرے سلام کا ان دونوں نے جواب دیا
پھر فرمایا۔ نیک بھائی اور صالح نبی مرحبا! پھر حضرت جبرائیل
علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان کی طرف چڑھے اور
دروازہ کھولنے کا کہا۔ پوچھا گیا، کون؟ بتایا جبرائیل! پھر
پوچھا گیا، آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا ”محمد (ﷺ)“
پوچھا گیا، کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا ”ہاں“! کہا گیا، خوش
آمدید! آنے والے کا آنا مبارک! چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا
۔ جب میں داخل ہوا، تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود
تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ یوسف علیہ
السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں
سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، صالح بھائی اور صالح نبی
مرحبا! پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر چوتھے
آسمان کی طرف بڑھے۔ یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے
اور دروازہ کھولنے کا کہا پوچھا گیا، کون؟ بتایا جبرائیل! پھر
پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا ”محمد“ (ﷺ)
پوچھا گیا، کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ کہا ”ہاں“۔ کہا گیا، خوش
آمدید! آنے والے کا آنا مبارک! پھر دروازہ کھول دیا گیا۔
جب میں داخل ہوا تو حضرت ادريس علیہ السلام موجود تھے۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ادريس ہیں، انہیں

عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ
الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى
قِيلَ لَهُ مَا يَبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بَعَثَ
بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ
يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ صَعِدَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ
السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ جِبْرِئِيلُ
قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بَعَثَ
إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ
فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هَذَا أَبُوكَ
إِبْرَاهِيمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ
السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ
الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى فَإِذَا
نَبَقُهَا مِثْلُ قِلَالٍ هَجَرٍ وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ إِذَانِ
الْفِيلَةِ قَالَ هَذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ
نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ قُلْتُ مَا هَذَانِ
يَا جِبْرِئِيلُ قَالَ أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ
وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنَّيْلُ وَالْفَرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِي
الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ
مِنْ لَبَنٍ وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ فَاخَذْتُ اللَّبَنَ قَالَ هِيَ
الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ
الصَّلَاةُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلُّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ
فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ بِمَا أُمِرْتُ قُلْتُ
أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلُّ يَوْمٍ قَالَ إِنْ
أُمَّتُكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلُّ يَوْمٍ
وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ
وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ

سلام کیجیے! میں نے انہیں سلام کیا۔ سلام کا جواب دیتے
ہوئے انہوں نے فرمایا 'صالح بھائی اور صالح نبی کا آنا
مبارک۔ پھر مجھے لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام پانچویں
آسمان کی طرف چڑھے، یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر
پہنچے اور دروازہ کھولنے کا کہا۔ پوچھا گیا، کون؟ بتایا، جبرائیل۔
پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا، "محمد" (ﷺ) پوچھا
گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے۔ بتایا ہاں۔ کہا گیا مرحبا آنے
والے کا آنا مبارک! اور دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں داخل
ہوا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل
علیہ السلام نے بتایا یہ ہارون ہیں انہیں سلام کہیے۔ میں نے
انہیں سلام کیا، سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا، صالح بھائی
اور صالح نبی آپ کا آنا مبارک! پھر مجھے لے کر حضرت
جبرائیل علیہ السلام چھٹے آسمان کی طرف چڑھے حتیٰ کہ ہم
چھٹے آسمان پر پہنچے۔ دروازہ کھولنے کا کہا: پوچھا گیا، کون؟
بتایا، جبرائیل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ بتایا، "محمد"
ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ بتایا ہاں۔ کہا، مرحبا!
آنے والے کا آنا مبارک! جب میں داخل ہوا تو حضرت
موسیٰ علیہ السلام سامنے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے
بتایا یہ موسیٰ ہیں، انہیں سلام کیجیے۔ میں نے انہیں سلام کہا۔
انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے فرمایا صالح بھائی اور
صالح نبی مرحبا! میرے آگے بڑھنے پر وہ رونے لگے۔ پوچھا
گیا، آپ کو کس چیز نے رلایا؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے اس چیز
نے رونے پر مجبور کیا کہ میرے بعد اس نوجوان کو بھیجا گیا اور
اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت
میں داخل ہوں گے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے
کر ساتویں آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کا کہا۔ پوچھا گیا،

إِلَىٰ رَبِّكَ فَسَلِّهُ التَّخْفِيفَ لِأَمَّتِكَ فَرَجَعْتُ
فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ
مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا فَرَجَعْتُ إِلَىٰ
مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا
فَأَمَرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَىٰ
مُوسَىٰ فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأَمَرْتُ بِخَمْسِ
صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ إِلَىٰ مُوسَىٰ فَقَالَ بِمَا
أَمَرْتُ قُلْتُ أَمَرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ
قَالَ إِنَّ أَمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ
يَوْمٍ وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ
بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمَعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ
فَسَلِّهُ التَّخْفِيفَ لِأَمَّتِكَ قَالَ سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّىٰ
اسْتَحْيَيْتُ وَلَكِنِّي أَرْضَىٰ وَأَسْلِمُ فَلَمَّا جَاوَزْتُ
نَادَىٰ مُنَادٍ أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ
عِبَادِي (متفق عليه) 1-2440

کون؟ بتایا جبرائیل۔ پھر پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟
بتایا ”محمد“ (ﷺ) پوچھا گیا، کیا انہیں بلوایا گیا ہے؟ بتایا
ہاں! کہا گیا ”مرحبا! آنے والے کا آنا مبارک! جب میں
داخل ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے جد امجد
حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجیے! چنانچہ میں
نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا
”صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا! پھر مجھے ”سدرۃ المنتہیٰ“
کی طرف بڑھا دیا گیا۔ اس کے پیر ”ہجر“ کے مکلوں کی
مانند تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کے برابر تھے۔
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔
وہاں چار نہریں تھیں دو ڈھکی ہوئیں اور دو کھلی۔ میں نے
جبرائیل سے پوچھا یہ دونوں کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ دو ڈھکی
دونہریں جنت کی ہیں اور دو کھلی نہریں نیل اور فرات ہیں
۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کیا گیا۔ پھر مجھے پیالوں

میں شراب دودھ اور شہد پیش کئے گئے۔ چنانچہ میں نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہی
اصل فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر یومیہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ چنانچہ واپس لوٹنے پر
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا۔ انہوں نے پوچھا جس آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے بتایا: مجھے یومیہ پچاس نمازیں ادا
کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے بتایا: آپ کی امت روزانہ پچاس نمازوں کی استطاعت نہیں رکھتی۔ اللہ کی قسم! میں آپ
سے پہلے لوگوں پر تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے زبردست کوششیں کر چکا ہوں۔ آپ اپنے رب کی
طرف لوٹیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کیجیے۔ چنانچہ میں واپس گیا اور میرے لیے دس نمازیں کم کر دی گئیں۔
میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے حسب سابق فرمایا۔ میں پھر لوٹ کر گیا تو مجھ سے مزید دس نمازیں
معاف کر دی گئیں۔ میں پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح فرمایا۔ چنانچہ میں پھر لوٹا تو مزید دس
معاف ہو گئیں۔ میں پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پہلے جیسی بات کہی تو مجھے دس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر
میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے اسی طرح کی تلقین کی تو میں بارگاہ رب العزت میں پھر حاضر ہوا۔ تو یومیہ
پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے فرمایا: آپ کو کیا حکم

ہوا؟ میں نے بتایا کہ روزانہ پانچ نمازیں۔ انہوں نے فرمایا: آپ کی امت روزانہ پانچ نمازوں کی بھی استطاعت نہ رکھے گی۔ بلاشبہ میں آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی زبردست کوشش کر چکا ہوں۔ آپ اپنے رب کے حضور جائیے اور اپنی امت کے لیے مزید کی کا سوال کیجئے۔ آپ نے جواب دیا: میں نے اپنے رب سے اتنی بار سوال کیا ہے کہ اب مجھے حیا آتی ہے۔ میں اس فیصلہ پر راضی ہوں اور سرِ اطاعت جھکاتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب میں آگے بڑھا تو ایک منادی نے یہ ندا دی: میں نے اپنا فریضہ عاید کر دیا اور اپنے بندوں کے لئے تخفیف کر دی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک براق لایا گیا۔ وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا، جس کا قد لمبا، اور وہ گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم اس کی حدِ نگاہ پر پڑتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس پہنچا۔ میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا، جس سے انبیاء علیہم السلام باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا اور دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر میں باہر نکلا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک شراب اور ایک دودھ کا برتن پیش کیا تو میں نے دودھ کو پسند کیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: آپ نے فطرت کو پسند فرمایا۔ پھر بجانب آسمان ہمارا عروج شروع ہوا۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سابق حدیث والا مضمون بیان کیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تب حضرت آدم علیہ السلام سامنے تھے۔ انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اسی طرح آپ نے فرمایا: تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام جنہیں حسن کا آدھا حصہ عطا کیا گیا تھا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ اور آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر نہیں فرمایا۔ اور ساتویں آسمان کے متعلق بتایا کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے

وَعَنْ ثَابِتِ الْبَنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَتَيْتُ بِالْبَرَقِ وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَذُوْنَ الْبُهْلِ يَقَعُ خَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهِ فَرَكِبْتُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلَقَةِ الَّتِي تَرِبُّ بِهَا الْأَنْبِيَاءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَ نَبِيَّ جِبْرِئِيلُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ وَإِنَاءٍ مِنَ الْبَنِّ فَاخْتَرْتُ الْبَنِّ فَقَالَ جِبْرِئِيلُ اخْتَرْتُ الْفِطْرَةَ ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ فَإِذَا أَنَا بِأَدَمَ فَرَحَّبَ بِي وَدَعَانِي بِخَيْرٍ وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الْفَالِقَةِ فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ فَرَحَّبَ بِخَيْرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوسَى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَغُودُونَ إِلَيْهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّلْدَةِ الْمُنتَهَى إِذَا وَرَفَهَا كَأَنَّا فِي الْفِيلَةِ وَإِذَا لَمَرُّهَا كَالْقِلَالِ فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللَّهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللَّهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْعَثَهَا مِنْ حُسْنِهَا وَأَوْحَى إِلَيَّ مَا أَوْحَى

فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَوةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَيَّ أُمَّتِكَ قُلْتُ خَمْسِينَ صَلَوةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَإِنِّي بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي فَقُلْتُ يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَيَّ أُمَّتِي فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعْ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسَى حَتَّى قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُمْ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَوةٍ عَشْرٌ فَلَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَوةً مَنْ هُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةٌ فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا وَمَنْ هُمْ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ لَهُ شَيْئًا فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ سَيِّئَةٌ وَاحِدَةٌ قَالَ فَنَزَلْتُ حَتَّى اتَّهَيْتُ إِلَى مُوسَى فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ (رواه مسلم) 2-2441

تھا۔ وہ بیت المعمور سے کمر لگائے بیٹھے تھے۔ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جن کی باری پھر کبھی نہیں آتی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہی کے پاس لے جایا گیا۔ اس پیری کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے اور اس کے پیر منکوں جیسے تھے۔ جب اس درخت کو بحکم الہی کسی ڈھانپنے والی چیز نے ڈھانپ لیا، تو اس کی کیفیت بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کوئی بھی اس درخت کی خوب صورتی کو بیان کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو وحی بھیجی تھی اس وحی کا نزول فرمایا۔ اور مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر میری منزل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھی۔ انہوں نے پوچھا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا؟ میں نے بتایا ہر دن رات میں پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا اپنے رب کی طرف لوہے اور اس سے تخفیف کا سوال کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ کیونکہ میں نے بنی اسرائیل کو آزما کر دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا اور درخواست پیش کی۔ یا رب! میری امت کے لیے کمی کر دے۔ چنانچہ مجھ سے پانچ کم کر دی گئیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف پلٹا اور ان کو بتایا کہ پانچ گھٹا دی گئیں۔ انہوں نے فرمایا: آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں، اپنے رب کی طرف جائیں اور ان سے مزید

تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طرح میرا اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کی طرف آنا جانا مسلسل جاری رہا، حتیٰ کہ مجھے حکم ہوا یا محمد ﷺ! اب ہر دن رات کی پانچ نمازیں ہیں۔ ہر نماز کا اجر دس کے برابر ہے۔ اس طرح یہ (ثواب میں) پچاس نمازیں ہی ہیں۔ جس کسی نے کسی بھلائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر اس پر عمل کر لیا تو اس کے لیے دس گنا ثواب ہے۔ بصورت دیگر جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ اور اگر عمل کر لیا تو صرف ایک بدی لکھی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر (واپسی کا) نزول شروع

ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہیں تمام احوال بتائے تو انہوں نے فرمایا: اپنے کے پاس جائیے اور مزید
کئی کروائیے۔ اس پر آپ نے فرمایا میں اتنی بار اپنے رب کے حضور حاضر ہوا ہوں کہ اب مجھے اس سے حیلہ آتی ہے۔ (مسلم)

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب میں مکہ معظمہ میں تھا، میرے گھر کی چھت میرے لیے کھولی گئی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نزول ہوا۔ انہوں نے میرا سینہ کھولا۔ پھر اس کو آب زمزم سے دھویا، پھر وہ سونے کی طشتری لائے، جس میں ایمان اور حکمت بھری ہوئی تھی اور اس کو میرے سینے میں انڈیل کر اس کو بند کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ تھام کر مجھے آسمان کی طرف عروج فرمایا۔ جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا: دروازہ کھول دے۔ اس نے پوچھا: کون؟ بتایا: جبرائیل۔ داروغہ نے پوچھا: کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ بتایا: ہاں میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ کہا: ہاں۔ جب دروازہ کھول دیا گیا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھ گئے وہاں تو ایک آدمی تشریف فرما تھا۔ اور کچھ لوگ اس کے دائیں طرف اور کچھ لوگ بائیں طرف تھے جب وہ دائیں طرف نظر اٹھاتا تو ہنسنے لگتا اور جب بائیں طرف دیکھتا تو رونے لگتا۔ انہوں نے خیر مقدمی کلمات کہے، کہ صالح نبی اور صالح بیٹے آنا مبارک ہو!۔ میں نے پوچھا۔ یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ آدم (علیہ السلام) اور ان کے دائیں اور بائیں جانب ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے دائیں طرف والے اہل جنت ہیں اور بائیں طرف کے لوگ اہل النار ہیں۔ جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور جب

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَرَجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِئِيلُ فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءٍ زَمْزَمَ ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مَُّمْتَلِيٍّ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِئِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا جِبْرِئِيلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ فَقَالَ أُرْسِلْ إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوَدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوَدَةٌ إِذَا نَظَرَ قَبْلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَبِابْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِئِيلَ مَنْ هَذَا قَالَ هَذَا آدَمُ وَهَذِهِ الْأَسْوَدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْأَسْوَدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ وَإِذَا نَظَرَ قَبْلَ شِمَالِهِ بَكَى حَتَّى عَرَجَ بَنِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُ قَالَ أَنَسٌ فَلَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ وَلَمْ

يُثْبِتُ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ
 آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ
 السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ
 أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا حَبَّةَ الْأَنْصَارِيِّ كَانَا
 يَقُولَانِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتَّى
 ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الْأَقْلَامِ
 وَقَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنْسَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَفَرَضَ
 اللَّهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلَوةً فَرَجَعْتُ
 بِذَلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى فَقَالَ مَا
 فَرَضَ اللَّهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ
 خَمْسِينَ صَلَوةً قَالَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ
 أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ فَرَا جَعَنِي فَوَضَعَ شَطْرَهَا
 فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا
 فَقَالَ رَاجِعْ رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ
 ذَلِكَ فَرَجَعْتُ فَرَا جَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا
 فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ
 أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ فَرَا جَعْتُهُ فَقَالَ هِيَ
 خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ لَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ
 فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبِّكَ
 فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى
 انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَغَشِيَهَا الْوَانُ
 لَا أَدْرِي مَا هِيَ ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا
 جَنَابُذُ اللَّوْلُؤِ وَإِذَا تَرَاهَا الْمِسْكُ (متفق
 عليه) 3-2442

بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رونے لگتے ہیں۔ پھر ہم نے
 چڑھنا شروع ہوئے، یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔
 اس کے داروغہ سے جبرائیل علیہ السلام نے کہا دروازہ کھولو!
 اس نے بھی جبرائیل علیہ السلام سے پہلے کی طرح گفت و
 شنید کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ
 نے آسمانوں میں حضرت آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ علیہم
 السلام سے ملاقات کا ذکر فرمایا۔ لیکن ان کی منازل اور
 مقامات کے تفصیلی حالات نہیں بتائے۔ صرف حضرت آدم
 علیہ السلام سے آسمان دنیا پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام
 سے چھ آسمان پر ملاقات کا ذکر فرمایا۔ ابن شہاب کا کہنا
 ہے۔ کہ ابن حزم نے انہیں خبر دی، کہ حضرت ابن عباس اور
 ابوجہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کیا کرتے تھے، کہ نبی مکرم ﷺ نے
 فرمایا، پھر مجھے اوپر لے جایا گیا۔ حتیٰ کہ بلند ترین مقام پر
 پہنچا۔ اس مقام پر قلموں کے لکھنے کی آوازیں آپ کو سنائی
 دیں۔ حضرت ابن حزم اور انس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی اکرم
 نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض
 کیں۔ ان کو لے کر میں واپس ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت
 موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا، تو انہوں نے دریافت فرمایا: اللہ
 تعالیٰ نے آپ کے لیے آپ کی امت پر کیا فرض عائد کیا
 ہے؟ میں نے بتایا اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔
 انہوں نے کہا، اپنے رب کی طرف واپس جائیے۔ بلاشبہ
 آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ میں لوٹا اور
 اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا ایک حصہ کم کر دیا۔ میں پھر حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، تو انہوں نے پھر کہا، اپنے رب

ب کے حضور جائیے، بلاشبہ آپ کی امت اس کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ میں پھر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا، تو اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا، اب یہ پانچ ہیں پچاس کے برابر۔ میرے ہاں فیصلے تبدیل نہیں ہوتے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر

روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا۔ اور اس کو مختلف رنگوں نے ڈھانپ لیا۔ ان رنگوں کی ماہیت میں نہیں جانتا۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا اس جنت میں موتیوں کے گنبد تھے اور اس کی مٹی کستوری تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے لئے راتوں رات لے جایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ تھی۔ اور یہ چھٹے آسمان پر واقع ہے۔ جو کچھ زمین سے اوپر لے جایا جاتا ہے، اس کو وہاں روک لیا جاتا ہے۔ اور جو کچھ اس کے اوپر سے نیچے اتارا جاتا ہے، اسے بھی وہاں روک لیا جاتا ہے۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔ ”اس وقت سدرہ پر چھارہا تھا، جو کچھ چھارہا تھا۔“ انہوں نے وضاحت کی کہ اس سے مراد سونے کے پتنگے ہیں۔ مزید بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین تحفے عطا کئے گئے۔ (۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ نمازیں (۲) سورہ بقرہ کی

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْتَهَى بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهَى مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهَى مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَأَشَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُفَحِّمَاتِ (رواه مسلم) 4-2443

آخری آیات عطا کی گئیں (۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا اس کے کبیرہ گناہوں کی معافی دی گئی۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حطیم میں موجود تھا، جبکہ قریش مجھ سے میرے مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک راتوں رات سفر کے بارے دریافت کر رہے تھے۔ وہ مجھ سے بیت المقدس کی ان چیزوں کی تفصیلات دریافت کر رہے تھے، جواب میرے ذہن میں محفوظ نہ تھیں۔ میں اس حالت میں ایسے کرب میں مبتلا تھا، کہ قبل ازیں ایسے کرب میں کبھی مبتلا نہ ہوا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میری نظروں کے سامنے کر دیا۔ اب وہ جس چیز کے بارے دریافت کرتے ہیں اس کی تفصیل بتا دیتا۔ بلاشبہ میں نے اپنے آپ کو جماعت انبیاء میں پایا۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز میں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحَجَرِ وَقُرَيْشٌ يَسْأَلُونِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلْتَنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أَتِبْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبًا مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونَنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرَبَ جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنْوَنَةَ وَإِذَا عِيسَى قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبْهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشَبَّهُ النَّاسَ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتْ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ

فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ لِي قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ (رواه مسلم) 5-2444

حالت قیام میں تھے۔ وہ ہلکے لیکن مضبوط جسم کے مالک تھے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ کے فرد ہوں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز ادا کر رہے تھے۔ عروہ بن مسعود ثقفی

تمام انسانوں سے زیادہ ان سے مشابہ ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ ان سے سب انسانوں سے زیادہ مشابہت تمہارا صاحب ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا اشارہ اپنی ذات کی طرف تھا۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے امامت کرائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کسی کہنے والے نے کہا: یہ مالک داروغہ جہنم ہیں، ان کو سلام کیجئے! میں ان کی طرف ملتفت ہوا، لیکن اس نے سلام میں پہل کر لی۔ (مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَمَّا كَذَبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أَخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ (متفق عليه) 6-2445

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جب قریش نے (واقعہ معراج کے متعلق) مجھے جھٹلایا، تو میں حطیم میں کھڑا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے روشن کر دیا۔ میں بیت المقدس کا مشاہدہ کر کے اس کی نشانیاں ان کو بتاتا رہا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ آپ نے معراج حالتِ بیداری اور جسمِ اطہر کے ساتھ کیا۔
- ۲۔ معراج میں جنت، دوزخ اور سات آسمانوں کا معائنہ کروایا گیا۔
- ۳۔ معراج میں آپ نے بڑے بڑے انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات فرمائی۔
- ۴۔ معراج کے موقع پر مشروبات میں آپ نے شراب اور شہد کی بجائے دودھ پینا پسند فرمایا۔
- ۵۔ نمازیں ثواب کے اعتبار سے پچاس، لیکن گنتی کے اعتبار سے پانچ ہوئیں۔
- ۶۔ سفر معراج بیت اللہ، تابیت المقدس براق پر اور آسمانوں پر آپ کو حضرت جبریل لے گئے۔
- ۷۔ معراج کے موقع پر آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی بیت المقدس میں جماعت کروائی۔
- ۸۔ معراج کے متعلق سوال کا حجاب دینے کے لیے آپ کے سامنے بیت المقدس پیش کیا گیا۔
- ۹۔ معراج کے موقع پر آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پایا۔



بَابُ فِي الْمُعْجَزَاتِ

معجزات کے باب میں

معجزہ کا معنی ہے دوسرے کو عاجز کر دینے والی چیز۔ اور شریعت کی اصطلاح میں معجزہ ایسے واقع کو کہتے ہیں جو کفار کو لا جواب کرنے کے ساتھ ساتھ اہل حق کے ایمان کی تقویت کا موجب بنتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی تائید کے لیے انہیں عطا فرماتا ہے۔ معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا کرشمہ ہوا کرتا ہے۔ معجزہ پر پیغمبر کو کوئی خود اختیار نہیں ہوتا کہ وہ جس وقت چاہے جیسے اور جس طرح چاہے اس کا مظاہرہ کر سکے۔ اس بات کی تائید میں انبیاء کرام کے حالات زندگی سے بیسوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جن میں سے ایک مثال سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی ہے۔ ایک وقت تھا جب ان کے لخت جگر حضرت یوسف علیہ السلام اپنے ہی علاقے کے ایک کنویں میں بڑی بے چارگی کے عالم میں پڑے ہوئے ہیں اور حضرت یعقوب کو کوئی خبر نہ ہو پائی پھر بیٹا سفر کی ٹھوکریں غلامی کی صعوبتیں اور جیل کی سختیاں برداشت کرنے کے بعد مصر کے اقتدار پر براجمان ہوتا ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام دو مرتبہ اپنے بیٹوں کے ذریعے غلہ حاصل کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ نہیں جان پاتے کہ جس بیٹے کے لیے روتے ہوئے میری آنکھیں بینائی سے محروم ہو چکی ہیں وہ تو عزیز مصر کی حیثیت سے ہمیں غلہ دے رہا ہے۔ لیکن ایک دن یکا یک فرمانے لگتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کی خوش بو محسوس کر رہا ہوں!۔

یہ ہے معجزے کی حیثیت کہ جب تک اللہ تعالیٰ پیغمبر کو اپنی جناب سے کوئی خبر یا معجزہ عطا نہیں فرماتے اس وقت تک نبی بھی بے بس اور لاچار ہوا کرتا ہے۔

اکثر معجزات انبیاء علیہم السلام سے اس وقت وقوع پذیر ہوئے جب ان کے مخالفین نے ہر قسم کے دلائل اور شواہد کا نہ صرف انکار کیا بلکہ تکرار اور اصرار کے ساتھ پر مطالبہ کیا کہ ہم اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک آپ فلاں کام ہمارے سامنے نہ کر کے دکھائیں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کام یعنی معجزہ رونما ہو جاتا تو کافر اس کو جادو قرار دے کر جھٹلایا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تحریک صرف معجزات کی بنیاد پر آگے نہیں بڑھی بلکہ دلائل اور جدوجہد کے ذریعے آگے بڑھا کرتی تھی۔ اس بات میں اہل حق کے لیے یہ سبق مضر ہے کہ اگر تم اپنی ذات اور معاشرے میں تبدیلی کے خواہاں ہو تو کسی معجزے اور کرامت کا انتظار کرنے کی بجائے اپنے اخلاص اور کاوش میں اضافہ کرتے جاؤ۔ تاکہ تمہیں دنیا کی کامیابی اور آخرت کی سرخروئی حاصل ہو سکے۔

سب سے زیادہ اور بڑے بڑے معجزات نبی آخر الزماں ﷺ کو عطا کیے گئے۔ مثلاً رات کے مختصر حصہ میں بیت المقدس اور ساتوں آسمان کی سیر کر کے واپس آنا آپ کی انگلیوں سے پانی کے فوارے چھوٹنا لعاب مبارک سے زخم کا ٹھیک ہونا نقلی کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا حتیٰ کہ آپ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا۔ جن کی تفصیل ابھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رضي الله عنه الصِّدِّيقَ قَالَ نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رُؤُوسِنَا وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ إِلَى قَدَمِهِ أَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِالنِّسَنِ اللَّهِ لَالِثُهُمَا. (متفق عليه) 1-2446

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِي كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظُّهَيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيقُ لَا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ فَرَفَعْتُ لَنَا صَخْرَةً طَوِيلَةً لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فِرْوَةً وَقُلْتُ نَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَنَا أَنْقُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْقُضُ مَا حَوْلَهُ وَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ قُلْتُ أَفِي غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَتَحْلَبُ قَالَ نَعَمْ فَأَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُفَّةٍ مِّنْ لَبَنٍ وَمَعِيَ إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَرْتَوِي فِيهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ فَوَافَقْتُهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ فَصَبَّيْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَشَرَبَ حَتَّى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ

حضرت انس بن مالک رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضي الله عنه نے بتایا کہ جب ہم غار ثور میں تھے تو میں نے مشرکین مکہ کے پاؤں اپنے سروں کے اوپر دیکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آہستہ سے اپنے خدشے کا اظہار کیا کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنے پاؤں کی طرف نظر ڈالی تو وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باطمینان فرمایا ابوبکر! ان دو کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟ (بخاری و مسلم)

براء بن عازب رضي الله عنه اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضي الله عنه سے دریافت فرمایا۔ یا ابوبکر! جب آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سفر (ہجرت) شروع کیا تو آپ دونوں نے کیا تھا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضي الله عنه نے بتایا کہ ہم رات بھر اور اگلے دن دوپہر تک چلتے رہے۔ راستہ خالی تھا کوئی ذی روح نہیں گزر رہا تھا۔ اور ایک لمبی اٹھی ہوئی چٹان دکھائی۔ اس چٹان کا سایہ تھا اور سورج اس طرف نہیں تھا۔ چنانچہ ہم اس چٹان کے پاس اترے۔ اور میں نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیٹنے کے لیے جگہ درست کی اور اس پر پوتین بچھا کر عرض کیا یا رسول اللہ! سو جائیے۔ میں آس پاس پہرہ دیتا ہوں۔ چنانچہ آپ محو خواب ہو گئے اور میں ماحول کا جائزہ لینے کے لیے اٹھا تو میرا سامنا ایک چرواہے سے ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے۔ میں نے کہا: کیا تم کچھ دودھ دودھ دو گے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر اس نے ایک بکری کو پکڑا اور لکڑی کے پیالے میں کچھ دودھ دوہا۔ میرے پاس ایک برتن تھا جسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص طور پر رکھا ہوا تھا تاکہ

لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَارْتَحِلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعْنَا سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكٍ فَقُلْتُ أَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا فِي جَلْدٍ مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ إِنِّي أَرَاكُمْ دَعَوْتُمَا عَلِيَّ فَادْعُوا لِي قَالَ اللَّهُ لَكُمْ مَا أَنْ أَرُدُّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ كُفَيْتُمْ مَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ. (متفق عليه)

2-2447

آپ اس سے پانی پی سکیں اور وضو کر سکیں۔ پھر میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ کو بیدار کرنا پسند نہیں کیا۔ میں نے آپ کو آرام فرمانے دیا حتیٰ کہ آپ خود بیدار ہوئے تب میں نے دودھ میں پانی ملایا اور وہ کافی ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! نوش فرمائیں۔ آپ نے نوش فرمایا اور مجھے خوشی ہوئی۔ آپ نے فرمایا، کیا کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے عرض کیوں نہیں، حضرت ابو بکر ﷺ نے بتاتے ہیں کہ ہم سورج ڈھلنے کے بعد روانہ ہوئے۔ اور سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا، تو میں نے آپ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! دشمن ہم تک آ پہنچا ہے۔ اس

پر آپ نے فرمایا: غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس کو بددعا دی، تو اس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا۔ وہ عرض کرنے لگا میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے مجھے بددعا دی ہے۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں، میں اللہ تعالیٰ کو ضامن بناتا ہوں کہ میں آپ کی تلاش میں آنے والوں کو واپس پھیر دوں گا۔ پھر آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی، تو اس کو نجات ملی۔ تب جس کسی سے اس کی ملاقات ہوتی تو وہ کہتا۔ بے فکر ہو جاؤ۔ اس طرف کوئی نہیں آیا۔ وہ جس کسی کو ملتا اسے واپس لوٹائے بغیر نہ رہتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ بِمَشْدَمِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْضَعُ فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرِئِيلُ إِنَّمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامِ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرِيَاذَةُ كَبِدِ حُوتٍ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق سنا۔ وہ اس وقت کھیتی باڑی کر رہا تھا۔ چنانچہ وہ نبی محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین باتوں کے بارے میں سوال کرتا ہوں جن کو نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ وہ پوچھتا ہے کہ (۱) قیامت کی پہلی نشانی کیا ہوگی؟ (۲) جنت والوں کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا؟ (۳) اور بچے کی اپنے باپ یا ماں کے ساتھ مشابہت کس وجہ سے ہوتی ہے؟ آپ نے جواب دیا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان باتوں کے بارے میں ابھی ابھی مجھے خبر دی

الْوَلَدَ وَادَّاسَبَقَ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ يَا رَسُولَ
اللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهْتُوا وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا
بِاسْلَامِي مِنْ قَبْلِ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونَنِي
فَجَاءَتِ الْيَهُودُ فَقَالَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
سَلَامٍ فِيكُمْ قَالُوا لِلَّهِ خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا
وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا فَقَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ
اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا أَعَاذَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ
فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فَقَالُوا شَرُّنَا وَابْنُ
شَرِّنَا فَانْتَقَصُوهُ قَالَ هَذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ. (رواه البخاری) 3-2448

ہے۔ (۱) قیامت کی پہلی نشانی آگ ہوگی، جو لوگوں کو مشرق
سے مغرب کی جانب اکٹھا کر دے گی، (۲) اہل جنت کا پہلا
طعام جسے وہ کھائیں گے مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا (۳) اور
جب آدمی کا نطفہ عورت کے نطفہ پر سبقت لے جاتا ہے تو
بچہ والد کے مشابہ ہوتا ہے۔ اور اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ
پر غالب آ جائے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے۔ جواب سن کر
عبداللہ بن سلام ﷺ پکارا اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ!
قوم یہود بہتان طراز ہے۔ ان کو میرے اسلام کے بارے
معلوم نہ ہو۔ ورنہ وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے۔ چنانچہ
یہودی آئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، تم میں عبد
اللہ بن سلام کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا وہ ہم سب

سے بہتر ہیں اور بہترین شخص کے بیٹے ہیں۔ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اگر عبد
اللہ بن سلام اسلام قبول کر لے تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ وہ کہنے لگے: اس بات سے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اس پر
عبداللہ بن سلام سامنے آ گئے اور اعلان فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔
اب یہودی کہنے لگے: یہ ہم میں سے بدترین ہے اور بدترین باپ کا بیٹا ہے۔ اس طرح انہوں نے عبداللہ بن سلام ﷺ میں نقص
نکالے۔ عبداللہ بن سلام ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہی بات تھی جس کا مجھے خوف تھا۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ
نے ابوسفیان کے قافلے کی خبر ملنے پر مشورہ فرمایا، تو حضرت
سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ
ﷺ! اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری
جان ہے! اگر آپ ہمیں اپنی سواریوں کو سمندر میں ڈالنے کا
حکم دیں گے تو ہم ان کو سمندر میں بھی داخل کر دیں گے۔ اور
اگر آپ ہمیں حکم دیں گے کہ اپنی سواریوں کو ہانکتے ہوئے
برک الغماد تک لے جائیں تو ہم یہ بھی کر گزریں گے۔

عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شَاوَرَ حِمْيَرَ
بَلَّغَنَا إِبْرَاهِيمَ أَبِي سُفْيَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
لَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُخِيضَهَا الْبَحْرَ لَا خُضْنَاهَا
وَلَوْ أَمَرْتَنَا أَنْ نُضْرِبَ أَكْبَادَهَا إِلَى بَرْكِ
الْغَمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ النَّاسَ فَاذْهَبُوا حَتَّى تَنْزِلُوا ابْدْرًا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا مَضْرَعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ

يَدُهُ عَلَى الْأَرْضِ هَهُنَا وَهَهُنَا قَالَ فَمَا مَاتَ أَحَدُهُمْ عَنْ مُوَضِّعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.
(رواه مسلم) 4-2449

چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو نکلنے کا حکم دیا تو وہ روانہ ہوئے، حتیٰ کہ بدر میں اترے۔ اب رسول محترم ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں فلاں کی ہلاکت کی جگہ ہے۔ اور آپ

نے زمین پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا کہ یہاں اور یہاں اشارہ کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ان میں سے کوئی بھی رسول اکرم ﷺ کے رکھے ہوئے ہاتھ کی جگہ سے ادھر ادھر نہیں مرا۔ (مسلم)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ اللَّهُمَّ أَنْشُدْكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللَّهُمَّ إِنْ تَشَاءُ لَا تُعَبِّدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الْوَعْدُ عَلَى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثْبُ فِي الدَّرْعِ وَهُوَ يَقُولُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الذُّبُرَ. (رواه البخاری) 5-2450

ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی معظم ﷺ بدر کے دن ایک خیمے تھے اور دعا کی اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور تیرے وعدے کو وسیلہ بناتا ہوں۔ اے ہمارے الہا! اگر تجھے منظور ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔۔۔ تو اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ تھاما اور عرض کیا یا رسول اللہ! بس کیجیے یہ آپ کے لئے کافی ہے آپ نے آہ وزاری سے اپنے رب کو پکارا ہے۔ پھر آپ

زورہ پہننے باہر نکلے اور آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے۔ عنقریب کفار کے گروہ کو شکست کا سامنا ہوگا اور وہ پیٹھ پھیر جائیں گے۔ (بخاری)

وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هَذَا جَبْرَائِيلُ اخَذَ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ آدَاةُ الْحَرْبِ (رواه البخاری) 6-2451

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑا ہوا ہے اور اس پر سامان حرب ہے۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ بدر کے دن ایک مسلمان مشرکین میں سے ایک آدمی کا تعاقب کر رہا تھا۔ اتنے میں اس نے اپنے آگے کوڑے کی ضرب کی آواز سنی، نیز گھوڑا سوار کو یہ کہتے سنا: اے تیز گام! آگے بڑھو۔ پھر اس نے دیکھا تو وہ مشرک اس کے سامنے گرا پڑا ہے۔ دیکھا تو اس کی ناک زخمی اور چہرہ پھٹا ہوا تھا جیسے کوڑے کی ضرب سے ہوتا ہے اور چوٹ والی تمام جگہ سبز ہو گئی تھی۔ اس انصاری نے پلٹ کر رسول اکرم ﷺ سے تمام ماجرا عرض

وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَئِذٍ يُشْتَدُّ فِي أَثَرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَمَامَهُ إِذْ سَمِعَ ضَرْبَةً بِالسُّوْطِ فَوْقَهُ وَصَوْتَ الْفَارِسِ يَقُولُ أَقْدِمُ حَيْزُومُ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْمُشْرِكِ أَمَامَهُ خَرَّ مُسْتَلْقِيًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ قَدْ خُطِمَ أَنْفَهُ وَشُقَّ وَجْهُهُ كَضَرْبَةِ السُّوْطِ فَأَخْضَرُ ذَلِكَ أَجْمَعُ فَجَاءَ الْأَنْصَارِيُّ فَحَدَّثَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ صَدَقْتَ ذَلِكَ مِنْ

مَدَدِ السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَقَتَلُوا يَوْمَئِذٍ سَبْعِينَ
وَأَسْرَوْا سَبْعِينَ (رواه مسلم) 7-2452

کیا تو آپ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ یہ تیسرے آسمان
سے مدد تھی۔ چنانچہ اس روز مسلمانوں نے ستر مشرکین کو قتل
کیا اور ستر ہی قیدی بنائے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
رَأَيْتُ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَنْ شِمَالِهِ
يَوْمَ أُحُدٍ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بَيْضُ يَقَاتِلَانِ
كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ يَعْنِي
جَبْرِئِيلَ وَمِيكَائِيلَ. (متفق عليه) 8-2453

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ احد کے دن
میں نے رسول اکرم ﷺ کے دائیں بائیں سفید کپڑوں
میں ملبوس دو شخص دیکھے وہ شدید لڑائی کر رہے تھے میں نے ان
کو اس سے پہلے یا بعد کبھی نہیں دیکھا۔ یعنی حضرت جبرائیل
اور حضرت میکائیل علیہما السلام تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ رَهْطًا
إِلَى أَبِي رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عَتِيكَ بَيْتَهُ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهُ فَقَالَ
عَبْدُ اللَّهِ فَوَضَعْتُ السِّيفَ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ
فِي ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ
الْأَبْوَابَ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ فَوَضَعْتُ
رِجْلِي فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ
سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ فَأَنْطَلَقْتُ إِلَى
أَصْحَابِي فَأَنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ
فَقَالَ أَبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي
فَمَسَحَهَا فَكَانَ مَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ (رواه

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم
ﷺ نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے چند صحابہ
کو بھیجا۔ وہاں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات کے
اندھیرے میں اس کے گھر میں داخل ہوئے جب کہ وہ سویا
ہوا تھا اور اس کو قتل کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کا
بیان ہے کہ میں نے اس کے پیٹ میں تلوار اتار دی جو اس
کی کمر سے پار ہو گئی۔ جب مجھے اس کے قتل کا یقین ہو گیا تو
دروازے کھول کر سیڑھی پر پہنچا۔ چاندنی رات میں اپنا پاؤں
آگے رکھا تو نیچے گر پڑا۔ اس سے میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ
گئی۔ میں نے اس کو اپنی پگڑی سے اچھی طرح باندھ لیا۔
اور چلتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ واپس نبی محترم
ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا تو آپ سے تمام ماجرا کہہ

البخاری) 9-2454

سنایا۔ آپ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا تو آپ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو یوں محسوس ہوا گویا میرے
پاؤں میں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جنگ خندق میں خندق
کھود رہے تھے تو ایک سخت چٹان آ گئی۔ سب نبی رحمت
ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے اور عرض کیا کہ خندق کے

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ
فَعَرَضْتُ كُذْبَةً شَدِيدَةً فَجَاوَزْنَا النَّبِيَّ ﷺ
فَقَالُوا هَذِهِ كُذْبَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ

أَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَبَّيْنَا
 ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا فَآخَذَنَا النَّبِيُّ ﷺ
 الْمِغْوَلُ فَضْرَبَ فِي الْكُدْيَةِ فَعَادَ كَثِيرًا أَهْلًا
 فَأَنكَفَأَتْ إِلَيَّ أَمْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكَ
 شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيدًا
 فَأَخْرَجَتْ جَرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا
 بُهْمَةٌ دَاجِنٌ قَدْ بَحَثْنَا وَطَحْنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى
 جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ
 فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَبَحْنَا بُهْمَةً
 لَنَا وَطَحْنَتِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ فَتَعَالَ أَنْتَ
 وَنَفَرْنَا مَعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ يَا أَهْلَ
 الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُورًا فَحَى هَلَابِكُمْ
 فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا
 تَعْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى آجِئَ وَجَاءَ فَأَخْرَجَتْ
 لَهُ عَجِينًا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى
 بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ أَدْعِي
 غَابِرَةَ فَلْتَعْبِزْ مَعَكَ وَالِدِجِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ
 وَلَا تُنْزِلُوا مَا وَهُمْ أَلْفٌ فَالْتَسِمُوا بِاللَّهِ لَا تَكُلُوا
 حَتَّى تَرَ كَوْنَهُ وَانْحَرِفُوا وَإِنْ بُرْمَتُنَا لَتَبْطُ كَمَا
 هِيَ وَإِنْ عَجِينُنَا لَيُعْبِزُ كَمَا هُوَ. (متفق عليه) 10-2455

درمیان ایک سخت چٹان آگئی ہے۔ آپ نے فرمایا میں
 (اسے توڑنے کے لیے) آتا ہوں۔ پھر آپ کھڑے ہوئے
 اور آپ کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا، کیونکہ تین دن
 سے ہم نے کچھ نہ کھایا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے گینٹی اٹھائی
 اور ایسی ضرب لگائی کہ وہ چٹان بھر بھری ریت کی مانند ہو
 گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی بیوی
 کے پاس آیا اور پوچھا: کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟
 کیونکہ میں نے نبی معظم ﷺ کو سخت بھوک میں مبتلا پایا
 ہے۔ اس نے ایک تھیلا نکالا جس میں ایک صاع (تقریباً
 اڑھائی کلوگرام) جو تھے اور ہمارے پاس ایک چھوٹا سادنبہ
 تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کو ذبح کیا۔ میری بیوی نے جو پیسے اور
 گوشت ہنڈیا میں چڑھا دیا۔ میں نبی معظم ﷺ کی
 خدمت میں آیا اور یوں سرگوشی کی یا رسول اللہ! ہم نے اپنا
 دنبہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو پیسے ہیں اس لیے آپ
 اپنے چند رفقا کے ساتھ تشریف لے چلیے۔ نبی کریم ﷺ
 نے باواز بلند فرمایا: اے اہل خندق! جابر نے ضیافت کا
 اہتمام کیا ہے۔ فوراً آ جاؤ۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہدایت
 فرمائی کہ میرے آنے تک نہ اپنی ہنڈیا اتارنا اور نہ اپنے
 آلے کی روٹیاں پکانا۔ آپ کی تشریف آوری پر آپ کی
 خدمت میں آٹا پیش کر دیا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن اس
 میں ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ہنڈیا کی طرف آئے

اور اس میں لعاب ڈالتے ہوئے برکت کی دعا کی۔ پھر میری بیوی سے فرمایا اپنے ساتھ ایک اور روٹی پکانے والی کو بلاؤ وہ
 تمہارے ساتھ روٹیاں پکاتی رہے۔ اور سالن نکالتے رہو لیکن ہنڈیا کو مت اتارنا۔ کھانے والے ایک ہزار تھے۔ میں اللہ تعالیٰ
 کی قسم اٹھاتا ہوں کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا یہاں تک کہ کھانا ختم گیا۔ اور وہ سب سیر ہو کر پلٹ گئے اور ہماری ہنڈیا جوں
 کی توں بھری ہوئی اور ہمارا پکایا جانے والا آٹا حسب سابق تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي قَعَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

لَعَمَارَ اللَّهِ حِينَ يَخْفِرُ الْخَنْدَقُ فَجَعَلَ يَمْسَحُ
رَأْسَهُ وَيَقُولُ بُوْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِتْنَةُ
الْبَاغِيَةُ (رواه البخاری) 11-2456

وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
ﷺ حِينَ أَجْلَى الْأَحْزَابِ عَنْهُ الْأَنْ نَفَرُوا هُمْ
وَلَا يَفِرُّونَا لَحْنُ نَسِيرِ إِلَيْهِمْ (رواه
البخاری) 12-2457

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ
السَّلَاحَ وَاغْتَسَلَ آتَاهُ جَبْرِئِيلُ وَهُوَ يَنْقُضُ
رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السَّلَاحَ
وَاللَّهُ مَا وَضَعْتَهُ أُخْرِجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ
ﷺ فَاَيْنَ فَاِشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ
النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ. (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ أَنَسٌ كَانِي أَنْظُرُ
إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زُقَاقِ بَنِي غَنَمٍ مَوْكِبِ
جَبْرِئِيلَ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى بَنِي
قُرَيْظَةَ. 13-2458

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ
الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ
فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوا لَيْسَ
عِنْدَنَا مَا نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي
رَكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ
فَجَعَلَ الْمَاءُ يَقُورُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ

دوران رسول اکرم ﷺ نے حضرت عمار ؓ کے سر پر ہاتھ
پھیرتے ہوئے فرمایا۔ ابن سُمیہ! تمہیں سخت تکلیفیں پہنچیں
گی اور باغیوں کا ایک گروہ تمہیں قتل کرے گا۔ (مسلم)

حضرت سلیمان بن صرد ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم
ﷺ نے کفار کی فوجوں کو مدینہ منورہ سے منتشر ہونے پر
فرمایا اب ہم ان پر پیش قدمی کریں گے۔ وہ ہم پر چڑھائی
نہ کر سکیں گے بلکہ ہم ان کی طرف بڑھیں گے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول معظم
ﷺ نے خندق کی جنگ سے واپس تشریف لا کر ہتھیار اتار
دیے اور غسل فرمایا تو حضرت جبرائیل اپنے سر سے گرد و غبار
جھاڑتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور فرمایا آپ نے ہتھیار
رکھ بھی دیے؟ اللہ کی قسم! میں نے نہیں اتارے۔ میں ان کی
طرف بڑھ رہا ہوں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کن کی
طرف؟ انہوں نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ نبی کریم
ﷺ بھی ان کی طرف نکل گئے۔ (بخاری و مسلم) بخاری رحمۃ
اللہ علیہ کی دوسری روایت میں حضرت انس ؓ نے اس طرح
بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بنو قریظہ کی طرف روانگی کے
وقت بنی غنم کی گلیوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے دستے
کا اٹھتا ہوا غبار میری نظروں کے سامنے ہے۔

حضرت جابر ؓ فرماتے ہیں: حدیبیہ کے روز لوگوں نے
شدت کی پیاس محسوس کی اور رسول محترم ﷺ کے سامنے
ایک برتن تھا۔ آپ نے اس سے وضو فرمایا۔ اس کے بعد
صحابہ کرام ؓ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا: کہ
ہمارے پاس آپ کے اس برتن میں موجود پانی کے سوا کوئی
پانی نہیں ہے کہ ہم وضو کر سکیں یا پی سکیں چنانچہ نبی کریم ﷺ

قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيلَ لِحَابِرِ كَمْ كُنْتُمْ
قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكُنَّا خَمْسَ
عَشْرَةَ مِائَةً (متفق علیہ) 14-2459

نے اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں ڈالا تو پانی آپ کی انگلیوں
کے درمیان میں سے چشمہ کی مانند ابلنے لگا۔ حضرت
جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیر ہو کر پیا اور وضو کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا (اس وقت) آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا، ہم پندرہ سو تھے لیکن اگر ایک لاکھ بھی
ہوتے تو وہ پانی ہمیں کفایت کرتا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ
وَالْحُدَيْبِيَّةُ بَثْرٌ فَزَخْنَاهَا فَلَمْ تَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً
فَبَلَغَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ
دَعَا بِالنَّاءِ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ مَضَمْتُ وَدَعَا ثُمَّ
صَبَّ فِيهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوهَا سَاعَةً فَارْزَوْا أَنْفُسَهُمْ
وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا. (رواه البخاری)
15-2460

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن نبی
کریم ﷺ کی معیت میں ہم چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ
کے کنویں سے پانی نکالتے رہے کہ اس میں ایک قطرہ بھی نہ
چھوڑا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ کنویں پر آئے اس کی منڈھیر
پر بیٹھ گئے اور پانی کا برتن منگوا یا اور وضو کیا پھر ایک کلی کی اور دعا
مانگتے ہوئے کلی والا پانی کنویں میں ڈالا پھر ہدایت فرمائی کہ
کچھ دیر کنویں کو اسی طرح رہنے دو۔ پھر انہوں نے کوچ
کرنے تک خود کو اپنی سواریوں کو خوب سیراب کیا۔ (بخاری)

حضرت عوف رضی اللہ عنہ حضرت ابو رجا سے وہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے
نبی کریم ﷺ کی معیت میں ایک سفر کے بارے بتاتے
ہیں۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے شدید پیاس کی شکایت
کی۔ چنانچہ آپ اتر پڑے اور ایک آدمی کو بلایا۔ حضرت ابو
رجاء رضی اللہ عنہ نے اس کا نام بتایا لیکن حضرت عوف رضی اللہ عنہ اس کا
نام بھول گئے۔ نیز آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان
دونوں کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے اور
ان کو ایک عورت ملی جو پانی کے دو مشکیزوں کے درمیان سوار
تھی۔ وہ اس کو لے کر نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر
ہوئے۔ اسے اس کے اونٹ سے اتارا گیا اور آپ نے پانی
کا ایک برتن منگوا یا اور ان دونوں مشکیزوں سے پانی اس میں
اٹھایا۔ اور لوگوں میں منادی کرا دی کہ پانی لے لو۔ چنانچہ
سب نے حسب ضرورت پانی لے لیا۔ حضرت ابن

وَعَنْ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ
ابْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ
ﷺ فَأَشْتَكَى إِلَيْهِ النَّاسُ مِنَ الْعَطَشِ فَنَزَلَ
فَدَعَا فُلَانًا كَانَ يُسَمِّيهِ أَبُو رَجَاءٍ وَلَسِيَّةُ
عَوْفٍ وَدَعَا عَلِيًّا فَقَالَ اذْهَبَا فَاذْبَعِيَا الْمَاءَ
فَانْطَلِقَا فَتَلْقِيَا امْرَأَةً بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ أَوْ
سَطِيعَتَيْنِ مِنْ مَاءٍ فَجَاءَا بِهَا إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَنْزَلُوهُمَا عَنْ بَعِيرِهَا
وَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِالنَّاءِ فَفَرَّغَ فِيهِ مِنْ أَفْوَاهِ
الْمَزَادَتَيْنِ وَنُودِيَ فِي النَّاسِ اسْقُوا فَاسْتَقَوْا
قَالَ فَشَرِبْنَا عَطَاشًا أَرْبَعِينَ رَجُلًا حَتَّى رَوَيْنَا
فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَادَاوَةً وَآيَمُ اللَّهِ لَقَدْ
أُقْلِعَ عَنْهَا وَإِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْنَا أَنَّهَا أَشَدُّ مِلَاءَةً

مَنْهَا حِينَ ابْتَدَى. (متفق علیہ) 16-2461 عوفؓ نے بتایا کہ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے

سیر ہو کر پیا پھر اپنے مشکیزے اور برتن بھی بھر لیے۔ اللہ کی قسم! جب لوگ پانی بھر کر واپس پلٹے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اس عورت کے مشکیزہ پہلے سے بھی زیادہ بھرا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ سَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفِيحَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَلَمْ يَرْ شَيْئًا يَسْتَعْرِ بِهِ وَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَحَدَهُمَا فَآخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ تَعَالَى فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ الَّذِي يُصَابِعُ قَائِدَهُ حَتَّى أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرَى فَآخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا قَالَ التَّيْمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللَّهِ فَالتَّامَتَا فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُقْبِلًا وَإِذَا الشَّجَرَتَيْنِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلَيَّ سَاقٍ. (رواه مسلم) 17-2462

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے حتیٰ کہ ایک کھلی وادی میں اترے۔ رسول اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ پردہ کے لئے کوئی چیز نہیں تھی البتہ وادی کے کنارے پردہ درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے اور اس کی ایک شاخ کو پکڑ کر یوں فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرے ساتھ آؤ اور وہ کرو درخت اسی طرح حکم بجالایا جس طرح نکیل والا اونٹ اپنے پر سوار کا تابع فرمان ہوتا ہے۔ پھر آپ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی شاخ پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میری پیروی کرو چنانچہ وہ بھی پہلے درخت کی طرح حکم بجالایا۔ پھر جب آپ ان دونوں کے درمیان آ گئے تو آپ نے فرمایا: اللہ کے حکم سے دونوں میرے اوپر آپس میں مل جاؤ۔ چنانچہ وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ میرے سامنے تشریف لے آتے ہیں اور دونوں درخت جدا ہو گئے ہیں اور ہر ایک اپنے اپنے تئیں پر قائم ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ ؓ قَالَ رَأَيْتُ أُمَّرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ ضَرْبَةُ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أَصِيبَ سَلَمَةُ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنفك فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ

حضرت یزید بن ابی عبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی پنڈلی پر زخم دیکھا تو میں نے پوچھا۔ ابو مسلم! یہ کیسی چوٹ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خیبر کی جنگ میں مجھے یہ زخم لگا تھا۔ اس کو دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ سلمہؓ اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ پھر میں نبی محترم ﷺ کی

فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ. (رواه البخاری)

18-2463

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَعَى النَّبِيُّ ﷺ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوفِ اللَّهِ يَعْْنَى خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ ﷺ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ. (رواه البخاری) 19-2464

خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے زخم پر تین پھونکیں ماریں۔ اس کے بعد آج تک مجھے درد کا احساس نہیں ہوا۔ (بخاری) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا زید رضی اللہ عنہ نے علم اٹھایا۔ وہ شہید ہو گیا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اٹھایا۔ تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم تمام لیا وہ بھی شہادت پا گئے۔ یہ بیان کرتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

پھر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولید نے علم اٹھایا مٹی کہ اللہ تعالیٰ انہیں دشمنوں پر فتح عطا فرمائی۔ (بخاری) حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جنگ حنین میں جب مسلمان اور کفار آپس میں ٹکرائے تو مسلمانوں نے پسائی اختیار کی۔ جبکہ رسول معظم ﷺ کفار کا سامنا کرنے کے لیے اپنے خچر کو ایڑھی لگا رہے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھام رکھی تھی۔ میں خچر کو تیز دوڑنے سے روک رہا تھا اور حضرت ابوسفیان بن الحارث رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اے عباس! اصحاب السمرۃ کو آواز دو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو کہ بلند آواز تھے بیان کرتے ہیں کہ میں نے بآواز بلند پکارا۔ درخت کے نیچے بیعت کرنے والے کہاں ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میری آواز کا سننا تھا کہ وہ اس طرح پلٹ پڑے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹی ہے۔ اور وہ پکارا ٹھے ہم حاضر ہیں! ہم حاضر ہیں! ان کے اور کفار کے درمیان گھمسان کارن پڑا اور انصار کا نعرہ یہ تھا اے گروہ انصار! اے گروہ انصار! علاوہ

وَعَنْ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا اتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكَفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُذْبِرِينَ فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قَبْلَ الْكَفَّارِ وَأَنَا اخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْفُهَا إِرَادَةً أَنْ لَا تُسْرِعَ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَيُّ عَبَّاسٍ نَادِ أَصْحَابَ السَّمَرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ رَجُلًا صَيِّفًا قُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمَرَةِ فَقَالَ وَاللَّهِ لَكُنَّ عَطَفَتْهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطَفَةَ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا فَقَالُوا يَا لَيْتَكَ يَا لَيْتَكَ قَالَ فَاقْتُلُوا وَالْكَفَّارَ وَالِدَعْوَةَ فِي الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ

ابن الخَزَرَجِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قَعَالِهِمْ فَقَالَ هَذَا حِمْنٌ حِمَى الْوَطِيسِ ثُمَّ أَخَذَ حَصِيَّاتٍ فَرَمَى بِهِنَّ وَجُوهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ ائْهَازُمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ قَوْلَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصِيَّاتِهِ فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلًا وَأَمْرَهُمْ مُذْبِرًا. (رواه مسلم) 20-2465

وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْبَرَاءِ ﷺ يَا أَبَا عَمْرَةَ فَرَزْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ مَا وَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيرُ سِلَاحٍ فَلَقُوا قَوْمًا رَمَاءَ لَا يَكَاذُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوهُمْ رَشَقًا مَا يَكَاذُونَ يُخْطِئُونَ فَأَقْبَلُوا هُنَاكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ يَقُودُهُ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ وَقَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ صَفَّهُمْ (رواه مسلم) وَلِلْبَخَارِيِّ مَعْنَاهُ.

وَفِي رِوَايَةٍ لُهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللَّهِ إِذَا أَحْمَرُ الْبَأْسُ نَتَقَى بِهِ وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لِلدِّيِّ يُحَادِثِي بِهِ يَغْنَى النَّبِيُّ ﷺ. 21-2166

اس کے بنو حارث بن خزرج کا نعرہ مخصوص تھا۔ رسول اکرم ﷺ اپنے فخر کو تیز چلاتے ہوئے لڑائی کا جائزہ لے رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا اس وقت میدان خوب گرم ہے۔ پھر آپ نے چند کنکریاں اٹھائیں اور ان کو کفار کے چہروں پر دے مارا پھر فرمایا محمد (ﷺ) کے رب کی قسم! وہ ٹکست خوردہ ہوئے۔ اللہ کی قسم! آپ نے ان پر کنکریاں پھینکیں ہی تھیں کہ ان کی قوت کمزوری میں تبدیل ہونا شروع ہو گئی اور وہ ٹکست کھا گئے۔ (مسلم)

ابو اسحق ﷺ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت براء ﷺ سے دریافت فرمایا ابوعمارہ! کیا تم حنین کی جنگ سے بھاگ گئے تھے؟ حضرت براء ﷺ نے جواب دیا اللہ کی قسم! نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے قطعاً پیٹھ نہیں پھیری تھے۔ البتہ چند نوجوان صحابی ﷺ جن کے پاس (تیراندوزی کے مقابلہ کے زرہ وغیرہ) پورے ہتھیار نہیں تھے۔ اور وہ ایسے لوگوں سے بھڑ گئے تھے جو ایسے تیر انداز تھے کہ ان کا کوئی تیر نیچے نہیں گرتا تھا۔ انہوں نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور ان کا کوئی تیر نشانہ سے خطا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے جبکہ آپ سفید فخر پر سوار تھے اور حضرت ابو سفیان بن حارث ﷺ اس کو آگے بڑھا رہے تھے۔ چنانچہ آپ نیچے اترے اور مدد طلب کی اور فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر آپ نے ان کی صف بندی فرمائی۔ (مسلم)

بخاری شریف میں بھی اسی مفہوم کی حدیث موجود ہے۔ نیز بخاری اور مسلم دونوں کی دوسری حدیث میں حضرت براء ﷺ کا یہ بیان ہے کہ اللہ کی قسم! جب (کسی جنگ میں گھمسان کارن پڑتا تو ہم آپ کی اوٹ لے کر اپنا دفاع کرتے تھے اور بلاشبہ ہم میں سے بڑا وہ بہادر ہوتا جو نبی کریم ﷺ کے برابر لڑتا۔

وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حُنَيْنًا فَوَلَّى صَحَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا غَشَوْا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَزَلَ عَنِ الْبَغْلَةِ ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ مِنْ لَارِضٍ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ وُجُوهُهُمْ فَقَالَ شَهِتَ لَوْجُوهُ فَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْهُمْ إِنْسَانًا إِلَّا مَلَأَ عَيْنِيهِ تُرَابًا بِتِلْكَ الْقَبْضَةِ فَوَلُّوا مُذْبِرِينَ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ وَقَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَنَائِمَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ. (رواه مسلم) 22-2467

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حُنَيْنًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدْعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا خَضَرَ الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ وَكَثُرَتْ بِهِ الْجَرَاحُ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَرَأَيْتَ الَّذِي تُحَدِّثُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ قَدْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ فَكَثُرَتْ بِهِ الْجَرَاحُ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذَلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَانْتَزَعَ سَهْمًا فَانْتَحَرَبَهَا فَاشْتَدَّ رَجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ قَدْ انْتَحَرَ فُلَانٌ وَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اللَّهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ يَا بِلَالُ قُمْ فَإِنِّي لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللَّهَ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین لڑی۔ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم پیٹھ پھیر گئے۔ اور کفار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا، تو آپ اپنے خچر سے اتر پڑے اور زمین سے مٹی بھر مٹی اٹھائی اور ان کے چہروں کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا، کہ چہرے بگڑ جائیں۔ چنانچہ ان میں سے ہر کی آنکھوں کو اس مٹی بھر مٹی سے اللہ تعالیٰ نے بھر دیا اور وہ پیٹھ پھیر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ اور ان کے مال غنیمت کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں تھے۔ رسول اللہ (نے اپنے ہمراہی ایک اسلام کے دعوے دار کے بارے میں فرمایا کہ یہ دوزخی ہے۔ جب لڑائی ہوئی تو وہ شخص بے جگری سے لڑا اور اس کو کافی زخم لگے۔ چنانچہ ایک صحابی آئے اور اس نے حیرانی سے کہا، یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے جہنمی ہونے کی خبر دی، اس نے تو اللہ کے راستے میں زبردست قتال کیا ہے اور اس کو بہت سے زخم لگے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا، سنو! بلاشبہ وہ جہنمی ہے۔ ہو سکتا تھا کہ کچھ مسلمان اس کے بارے شک میں مبتلا ہوتے، لیکن اس شخص نے زخمی حالت میں زخموں کے درد کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے ہاتھ کو اپنے ترکش کی طرف بڑھایا، ایک تیر نکالا اور اس سے اپنا گلا کاٹ لیا۔ چنانچہ چند مسلمان تیزی سے چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بتایا، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا کہا سچ کر دکھایا۔ اس شخص نے اپنا گلا کاٹ لیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارا اٹھے اللہ اکبر میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضرت بلال

لَيُؤَيِّدُ هَذَا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (رواه البخاری) 23-2468

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَحَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِنَّهُ لَيَخِيلُ إِلَيْهِ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِي دَعَا اللَّهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتُ يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ جَاءَ نِي رَجُلَانِ جَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَّعَ الرَّجُلُ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ ابْنِ الْأَعَصِمِ الْيَهُودِيُّ قَالَ فِيمَاذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفٍّ طُلْعَةٍ ذَكَرَ قَالَ فَإِنَّهُ قَالَ فِي بَشَرٍ ذِي أَرْوَانَ فَلَذَبَّ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَنْاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبَشَرِ فَقَالَ هَذِهِ الْبَشَرُ الَّتِي أُرِيْتَهَا وَكَأَنَّ مَاءَ هَا نَقَاعَةَ الْحِجَاءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ فَاسْتَخْرَجَهُ.

(متفق عليه) 24-2469

ﷺ کو حکم دیا۔ یا بلال! اٹھو اور اعلان کر دو کہ جنت میں مومن کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ دین اسلام کو بعض دفعہ فاسق شخص سے بھی تقویت پہنچا دیتا ہے۔ (بخاری) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ پر جادو کیا گیا حتیٰ کہ آپ کو کسی کام کے بارے خیال ہوتا کہ آپ نے وہ کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے نہ کیا ہوتا۔ پھر ایک دن آپ میرے پاس تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کو پکارا۔ پھر فرمایا یا عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے میں نے جس چیز کی استدعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی مجھے خبر دے دی ہے۔ میرے پاس دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک میرے سر کی طرف سے بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے پوچھا۔ اس شخص کو کیا بیماری ہے؟ دوسرے نے جواب دیا اس پر جادو کیا گیا ہے۔ پہلے نے پوچھا آپ پر کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا لبید بن اعصم یہودی نے۔ پھر پوچھا کس چیز میں کیا ہے؟ بتایا گیا کہ کنگھی اور کنگھی میں پھنسنے ہوئے بالوں اور زکھجور کے خوشے کی جڑ میں۔ پھر پوچھا وہ کہاں ہے؟ بتایا ذی

اردان نامی کنویں میں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ چند صحابہ کے ساتھ اس کنویں پر گئے اور آپ نے فرمایا یہی وہ کنواں ہے جو مجھے دکھایا گیا تھا۔ اور اس کا پانی مہندی کے رنگ کا تھا۔ اور اس کی کھجوریں شیاطین کے سروں کی مانند تھیں۔ پھر آپ نے جادو کی گئی چیزوں کو نکلوایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ ہماری موجودگی میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ بنو تمیم کا ذوالخویصرہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! عدل کیجیے۔ آپ نے فرمایا تیری برادری ہو! میں عدل

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسَمًا آتَاهُ ذُو الْخَوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اْعْدِلْ فَقَالَ وَبَلَكَ فَمَنْ يَّعْدِلُ

إِذَا لَمْ أَغْدِلْ قَدْ خَبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَكُنْ
 أَغْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ أَتَذُنُّ لِي أَنْ أَضْرِبَ غَنَقَهُ
 فَقَالَ دَعُهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ
 مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَأُونَ
 الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ
 كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ
 إِلَى رُصَافِهِ إِلَى نَضِيهِ وَهُوَ قَدْ حَذَّاهُ إِلَى قُدْهِهِ
 فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْتُ وَالْدَمُ
 أَيُّهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ إِحْدَى عَضْدِيهِ مِثْلُ ثَدْيِ
 الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبُضْعَةِ تَدْرُدُ وَيَخْرُجُونَ عَلَى
 خَيْرِ فِرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَشْهَدُ أَنِّي
 سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ
 فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتَمَسَ فَأَتَى بِهِ حَتَّى
 نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي نَعْتُهُ
 وَفِي رِوَايَةٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاقِيُ
 الْجَبْهَةِ كَثُ اللَّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ
 مَخْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ! اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ
 فَمَنْ يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتُهُ أَيَأْمِنُنِي اللَّهُ عَلَى
 أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونَنِي فَسَأَلَهُ رَجُلٌ قَتَلَهُ
 فَمَنْعَهُ فَلَمَّا وَلَّى قَالَ إِنْ مِنْ ضِئْضِي هَذَا قَوْمٌ
 يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ
 مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوقُ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُونَ
 أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْتَانِ لِيُنْ
 أَذْرَكْتَهُمْ لَا قَتَلْنَهُمْ قَتَلَ عَادٍ. (متفق عليه)

24-2470

نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ اگر میں (بحیثیت نبی کے) عدل نہ کروں تو پھر میں تو ناکام اور خسارہ پانے والا ہوا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجیے کہ اس کی گردن مار دوں۔ آپ نے فرمایا اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ بلاشبہ اس کے کچھ ساتھی ایسے ہوں گے جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ہلکا جانو گے وہ قرآن کی قرأت کریں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔ تیر کی نوک کو دیکھیں اس کے درمیانی حصے اور پروں کو ملاحظہ کریں تو اس پر کوئی چیز لگی نہ پائیں گے حالانکہ وہ گوبر اور خون سے گزرا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہوگی۔ کہ (ان میں سے) ایک سیاہ رنگ کا شخص ہو گا جس کے دونوں بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ یا گوشت کے ٹوٹنے کی طرح حرکت کرتا ہوگا۔ اور وہ (اس دور میں) لوگوں کے بہترین گروہ کے خلاف خروج کریں گے۔ حضرت ابوسعیدؓ نے بتایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول محترم ﷺ سے سنی۔ اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ان لوگوں سے قتال کیا۔ اور میں ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے مذکورہ بالا شخص کی تلاش کا حکم دیا۔ چنانچہ اسے حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا تو میں نے آپ کے بیان کردہ نشانیاں اس شخص میں پائیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک سرمنڈا شخص جس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں پیشانی اوپر اٹھی ہوئی، گھنٹی ڈاڑھی اور ابھرے ہوئے رخسار تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے محمد! اللہ سے

ڈریے۔ آپ نے فرمایا، اگر میں اللہ کا فرمان ہوں تو اس کا تابع دارکون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر مجھے امین قرار دیا ہے، لیکن تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے۔ ایک صحابی ؓ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ نے اسے منع فرمادیا۔ جب وہ شخص چلا گیا، تو آپ نے فرمایا، اس شخص کی نسل کے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھتے ہوں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر وہ میرے زمانے میں ہوئے تو میں انہیں اسی طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ بتاتے ہیں کہ میں اپنی مشرکہ ماں کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو مجھے اس سے رسول مقبول ؐ کے بارے ایسی باتیں سننی پڑیں جو مجھے ناپسند تھیں۔ چنانچہ میں روتا ہوا رسول اللہ ؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے ابو ہریرہ کی ماں کی ہدایت کے لیے دعا فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی یا اللہ! ابو ہریرہ ؓ کی ماں کو ہدایت فرما۔ نبی کریم ؐ کی دعا کی وجہ سے میں خوش خوش نکلا۔ جب اپنے دروازے پر پہنچا تو اسے بند پایا۔ میری ماں نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر کہا، ابو ہریرہ ؓ رک جاؤ۔ اور میں نے پانی گرنے کی آواز سنی۔ چنانچہ میری ماں نے غسل کر کے اپنا لباس پہنا لیکن عجلت میں اپنی اوڑھنی بھول گئیں۔ پھر انہوں نے دروازہ کھولا اور کہا: اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ چنانچہ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ كُنْتُ أَدْعُو أُمِّي إِلَى الْإِسْلَامِ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَدَعَوْتُهَا يَوْمًا فَاسْمَعْتَنِي فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَكْرَهُ فَاتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ فَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ فَسَمِعْتُ أُمِّي خَشَفَ قَدَمِي فَقَالَتْ مَكَانَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ فَاعْتَسَلْتُ فَلَبِسْتُ دِرْعَهَا وَعَجَلْتُ عَنْ خِمَارِهَا فَفَتَحَتِ الْبَابَ ثُمَّ قَالَتْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ فَحَمِدَ اللَّهُ وَقَالَ خَيْرًا. (رواه

مسلم) 26-2471

میں رسول معظم ؐ کے پاس خوشی سے روتا ہوا آیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور کلمات خیر ادا کئے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی بیان کرتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ نبی اکرم ؐ سے بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے۔ اس کا فیصلہ تو اللہ کے ہاں ہوگا۔ درحقیقت میرے مہاجرین بھائیوں کو بازار میں کاروبار مصروف رکھتا تھا اور

وَعَنْهُ قَالَ إِنَّكُمْ تَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاللَّهُ الْمَوْعِدُ وَإِنَّ اخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفَقُ بِالْأَسْوَاقِ وَإِنَّ اخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ

يَسْغُلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ وَكُنْتُ أَمْرًا مَسْكِينًا
الَزَمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَى مِلِّي بَطْنِي وَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ مِنْكُمْ ثَوْبَهُ
حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعُهُ إِلَى
صَدْرِهِ فَيَنْسِي مِنْ مَقَالَتِي شَيْئًا أَبَدًا فَبَسَطْتُ
نَمِرَةً لَيْسَ عَلَى ثَوْبٍ غَيْرَهَا حَتَّى قَضَى
النَّبِيُّ ﷺ مَقَالَتهُ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي
فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَتِهِ
ذَلِكَ إِلَى يَوْمِي هَذَا (متفق عليه) 27-2472

میرے انصار بھائیوں کو ان کے کھیتوں کا کام مشغول رکھتا
تھا۔ جبکہ میں مسکین آدمی تھا۔ کسی طرح پیٹ کی آگ بجھا کر
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چمٹا رہتا۔ ایک دن نبی رحمت ﷺ
نے فرمایا، تم میں سے جو بھی میری ان باتوں کے ختم ہونے
تک اپنی چادر پھیلائے رکھے گا، پھر اس کپڑے کو سمیٹ کر
اپنے سینے سے لگالے گا تو اسے کبھی میری باتیں نہ بھولیں گی
۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر پھیلا دی حالانکہ اس کے علاوہ
میرے اوپر کوئی کپڑا نہیں تھا۔ حتیٰ کہ آپ کی باتیں اختتام
پذیر ہوئیں۔ پھر میں نے اپنی چادر سمیٹ کر اپنے سینے سے

لگالی۔ اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا! میں اس واقعہ سے آپ کی کوئی حدیث آج تک آپ
ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھولا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ قَالَ قَالَ لِي
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي
الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلَى وَكُنْتُ لَا أَتُبُّ عَلَى
الْخَيْلِ وَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَضْرَبَ
يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرِي فِي
صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مُهْدِيًا
قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِي بَعْدَ فَاَنْطَلَقَ فِي
مِائَةٍ وَخَمْسِينَ فَارِسًا مِنْ أَحْمَسَ فَحَرَقَهَا
بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا (متفق عليه) 28-2473

حضرت جریر بن عبد اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے
مجھ سے دریافت فرمایا، کیا تو ذوالخلصہ بت کدہ کو توڑ کر مجھے
سکون نہیں پہنچا سکتا۔ میں نے عرض کیا، کیوں نہیں۔ لیکن
میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہ سکتا تھا۔ میں نے اسکا ذکر نبی محترم
ﷺ سے کیا تو آپ نے میرے سینے پر اپنا ہاتھ اس طرح مارا
کہ آپ کے ہاتھ کا نشان میں نے اپنے سینے پر پایا۔ پھر دعا
فرمائی اے اللہ! اس کو ثابت قدم رکھ اور اسے ہادی اور مہدی
بنادے۔ حضرت جریر ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد
میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ چنانچہ وہ احس قبیلہ کے

ڈیرہ سواروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور ذوالخلصہ کے بت کدے کو توڑ پھوڑ کر آگ لگا دی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ إِنْ رَجُلًا كَانَ يَكْتُبُ
لِلنَّبِيِّ ﷺ فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَلَحِقَ
بِالْمُشْرِكِينَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنْ الْأَرْضَ لَا
تَقْبَلُهُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهُ أَتَى الْأَرْضَ

حضرت انس ﷺ نے بتایا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے
لیے کتابت کیا کرتا تھا، لیکن وہ اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین
سے جا ملا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زمین اس کو قبول
نہیں کرے گی۔ پھر ابو طلحہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ وہ جس

الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَوَجَدَهُ مَبْنُودًا فَقَالَ مَا شَأْنُ هَذَا فَقَالُوا دَفَنَاهُ مِرَارًا فَلَمْ تَقْبَلْهُ
الْأَرْضُ (متفق عليه) 29-2474

علاقہ میں مرا میں وہاں آیا اس کو زمین پر پڑا ہوا پایا تو میں نے دریافت کیا۔ اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ ہم نے اس کو کئی بار دفن کیا لیکن زمین نے اس کو قبول نہیں کرتی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ ؓ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ وَجِبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا قَالَ يَهُودُ تُعَذِّبُ فِي قُبُورِهَا (متفق عليه) 30-2475

حضرت ابو ایوب انصاری ؓ فرماتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ سورج غروب ہونے پر باہر نکلے تو آپ نے ایک آواز سنی۔ آپ نے فرمایا، یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِينَةِ هَاجَتْ رِيحٌ تَكَادُ أَنْ تَدْفِنَ الرَّاکِبَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُعِثَتْ هَذِهِ الرِّيحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا عَظِيمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِينَ قَدِمَاتِ (رواه مسلم) 31-2476

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ ایک سفر سے واپس آرہے تھے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو اتنی تند و تیز آندھی آئی قریب تھا کہ قافلہ کو دفن کر دے۔ اس پر رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ آندھی کسی منافق کی موت پر چلائی گئی ہے۔ جب آپ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا منافق فوت ہوا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِي فَقَالَ النَّاسُ مَا نَحْنُ هَهُنَا فِي شَيْءٍ وَإِنْ عَيَانًا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِي الْمَدِينَةِ شُعْبٌ وَلَا نَقَبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ أَنْ يَخْرُسَ سَانِهَا حَتَّى تَقْدَمُوا إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَ ارْتَحِلُوا فَارْتَحَلْنَا وَأَقْبَلْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ فَوَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حَتَّى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللَّهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا يُهَيِّجُهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْءٌ. (رواه مسلم)

حضرت ابو سعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے، جتنی کہ عسفان پہنچے۔ وہاں چند راتیں قیام کیا تو لوگوں نے کہا۔ ہم یہاں بے کار پڑے ہیں اور ہمارے اہل و عیال ہم سے دور ہیں ہم ان کے بارے میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہ باتیں نبی کریم ﷺ تک پہنچیں تو آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مدینہ منورہ کی کوئی گھائی یا راستہ ایسا نہیں کہ جس پر دو فرشتے تمہارے وہاں پہنچنے تک پہرہ نہ دیتے رہیں۔ پھر آپ نے کوچ کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ ہم روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو کر ابھی ہم سامان بھی اتارنے نہ پائے تھے کہ بنو عبد اللہ بن

32-2477

غطفان نے ہم پر غارت گری کردی حالانکہ قبل ازیں ان کے حملوں میں اتنی شدید اشتعال انگیزی کبھی نہ آئی تھی۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عہد میں لوگ ایک بڑے قحط سے دوچار ہوئے۔ جمعہ کے دن آپ ہمیں خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے مال مویشی ہلاک ہو گئے اور بال بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ چنانچہ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور ہمیں آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نظر نہ آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ابھی آپ نے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے، کہ پہاڑوں کی طرح گہرے بادل اٹھ آئے اور ابھی آپ منبر سے نیچے اترے بھی نہ تھے کہ بارش آپ کی ریش مبارک پر پڑ رہی تھی۔ چنانچہ بارش اس دن اس سے اگلے دن اور اس سے اگلے دن حتیٰ کہ دوسرے جمعہ تک مسلسل برسی رہی۔ وہ دیہاتی یا کوئی دوسرا کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے مکانات گرنے لگے مال مویشی غرق ہونے لگے، ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے۔ اس پر آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا مانگی۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے ارد گرد بارش ہو اور ہم پر نہ ہو! پس آپ جس طرف بھی اشارہ کرتے بادل چھٹ جاتے مدینہ منورہ حوض کی طرح بھرا ہوا تھا وادی قناتہ ایک ماہ تک بہتی رہی اور اطراف و جوانب سے آنے والے بارش کی خبر

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قُرْعَةً فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى تَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مَنبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَطَرْنَا يَوْمَئِذٍ ذَلِكَ وَمِنَ الْغَدِ مِنْ بَعْدِ الْغَدِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْآخِرَى وَقَامَ ذَلِكَ الْأَغْرَابِيُّ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهْلُمُ الْبِنَاءَ وَغَرَقَ الْمَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيرُ إِلَى نَاحِيَةِ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَجَرَتْ وَصَارَتْ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجُوبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجُودِ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اللَّهُمَّ عَلَى الْأَكَامِ وَالضَّرَابِ وَبُطُونِ الْوَادِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ قَالَ فَأَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ. (متفق عليه) 33-2478

دیتے۔ ایک روایت میں ہے اے اللہ! ہم پر نہ برسا بلکہ ہمارے ارد گرد برسا! ٹیلوں پہاڑوں وادیوں اور جنگلوں پر بارش برسا!۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آسمان صاف ہو گیا اور ہم باہر نکلے تو دھوپ میں چل رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلَى جِدْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ

فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحِبُ
النُّخْلَةِ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَنْهَا حَتَّى كَادَتْ
أَنْ تَنْشَقَّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا
إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ تَأْنِ الْأَيْنِ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسْكُتُ
حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ
مِنْ الذِّكْرِ. (رواه البخاری) 34-2479

ایک ستون تھا۔ جب آپ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ اس
پر تشریف فرما ہوئے تو وہ کھجور کا تناء، جس کے قریب آپ
خطبہ دیا کرتے تھے، بلک بلک کر رونے لگا، یوں کہ جیسے وہ
پھٹ جائے گا۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ منبر سے اترے۔
اس تنے کو پکڑا اپنے ساتھ لگایا۔ اس پر وہ تناء اس رونے
والے بچے کی طرح ہچکیاں لینے لگا جس کو چپ کرایا جاتا ہے

حتی کہ وہ پرسکون ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تناء اس لئے آہ و بکا کر رہا تھا کہ اب وہ اللہ کا ذکر سننے سے محروم ہو گیا۔ (بخاری)
وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ ﷺ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ
عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِشِمَالِهِ فَقَالَ كُلْ
بِيَمِينِكَ قَالَ لَا اسْتَطِيعُ قَالَ لَا اسْتَطَعْتَ مَا
مَنْعَهُ إِلَّا الْكِبَرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ. (رواه
مسلم) 35-2480

حضرت سلمہ بن اکوع ﷺ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے
رسول اکرم ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا
کھایا۔ آپ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے
جواب دیا مجھے استطاعت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے
طاقت نہ ہو۔ اس کے کبر و غرور نے اسے حکم ماننے سے روکا۔

حضرت سلمہ ﷺ نے بتایا کہ پھر وہ دائیں ہاتھ کو بھی اپنے منہ کی طرف نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)
وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَرَعُوا مَرَّةً
فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ بَطِينًا
وَكَانَ يَقْطِفُ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ
هَذَا بَحْرًا فَكَانَ ذَلِكَ لَا يُجَارَى.
وَفِي رِوَايَةٍ فَمَا سَبَقَ بَعْدَ ذَلِكَ الْيَوْمِ. (رواه
البخاری) 36-2481

حضرت انس ﷺ ذکر کرتے ہیں، کہ ایک بار اہل مدینہ خوف
میں مبتلا تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ حضرت ابو طلحہ ﷺ کے
گھوڑے پر سوار ہوئے۔ وہ گھوڑا است رفتار اور چلنے میں
کمزور تھا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو فرمایا ہم نے
تمہارے اس گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز رفتار پایا۔ اس
کے بعد اس گھوڑے کا کوئی دوڑنے میں مقابلہ نہیں کر سکتا

تھا۔ ایک روایت میں ہے اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے سبقت نہ لے جاسکا۔ (بخاری)
وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ تُوْفِيَ أَبِي وَعَلَيْهِ دَيْنٌ
فَعَرَضْتُ عَلَى غُرَمَائِهِ أَنْ يَأْخُذُوا التَّمْرَ
بِمَا عَلَيْهِ فَأَبَوْا فَاتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ قَدْ
عَلِمْتُ أَنَّ وَالِدِي قَدْ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ
وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أَحِبُّ أَنْ يَرَكَ

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں میرے والد وفات پا گئے اور
ان کے ذمے قرض تھا۔ میں نے قرض خواہوں سے عرض کیا،
کہ میرے باپ کے قرض کے بدلے میری تمام کھجوریں
لے لیں، لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ چنانچہ میں نبی رحمت
ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا اور عرض کیا آپ کو معلوم ہے،

الْغُرَمَاءُ فَقَالَ لِيْ اذْهَبْ فَبَيِّدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى
 نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا اِلَيْهِ
 كَانَتْهُمْ اُغْرُوْا اَبِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَلَمَّا رَاى
 مَا يَصْنَعُوْنَ طَافَ حَوْلَ اَعْظَمِهَا يَبْتَئِرًا ثَلَاثَ
 مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اذْعُ لِيْ
 اَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكْبِلُ لَهُمْ حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ
 عَنْ وَّالِدِيْ اَمَانَتَهُ وَاَنَا اَرْضٰى اَنْ يُودِيَ اللّٰهُ اَمَانَةَ
 وَّالِدِيْ وَلَا اَرْجِعُ اِلٰى اَخَوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ ا
 لْيَبَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى اَتٰى اَنْظُرَ اِلَى الْبَيْدِرِ الَّذِي
 كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ كَانَتْهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً
 وَاحِدَةً (رواه البخارى) 37-2482

کہ میرے والد غزوہ احد میں شہادت پا گئے ہیں اور اپنے
 ذمے کافی قرض چھوڑ گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ
 قرض خواہوں سے ملیں۔ آپ نے مجھ سے فرمایا
 جاؤ کھجور کی ہر قسم کی علیحدہ علیحدہ ڈھیری لگاؤ۔ میں نے آپ
 کے حسب ارشاد عمل کیا۔ پھر آپ کو بلا بھیجا۔ جو نبی قرض
 خواہوں کی رسول اکرم ﷺ پر نظر پڑی تو وہ میرے خلاف
 غصہ سے بھر گئے۔ جب آپ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو
 سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے۔ پھر آپ اس
 پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا۔ اپنے قرض خواہوں کو
 میرے پاس بلاؤ۔ ان کے آنے پر آپ پیانہ بھر بھر کر ان کو
 دیتے رہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا تمام قرض

چکا دیا۔ جبکہ میں تو اس پر بھی راضی تھا، کہ اللہ تعالیٰ میرے باپ کے ذمہ امانت (قرض) سے مجھے سبک دوش کرے اگرچہ میں
 ایک کھجور بھی اپنی بہنوں کے لیے نہ لے جاسکوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیر سلامت رکھے، حتیٰ کہ جس ڈھیر پر نبی رحمت
 ﷺ تشریف فرما تھے میں نے دیکھا کہ اس سے ایک کھجور کی بھی کمی نہیں ہوئی۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ اُمَّ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا
 كَانَتْ تُهْدِي لِلنَّبِيِّ ﷺ فِي عُكَّةٍ لَهَا سَمْنًا
 فَيَأْتِيَهَا بَنُوهَا فَيَسْأَلُوْنَ الْاُدْمَ وَلَيْسَ عَنْدهُمْ
 شَيْءٌ فَتَعْمِدُ اِلَى الَّذِي كَانَ تُهْدِي فِيهِ
 لِلنَّبِيِّ ﷺ فَتَجِدُ فِيهِ سَمْنًا فَمَا زَالَ يَقِيْمُ لَهَا
 اُدْمَ بَيْتِهَا حَتّٰى عَصْرَتُهُ فَاتَتْ النَّبِيَّ ﷺ
 فَقَالَ عَصْرَتِيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَوْ تَرَ كَيْفِهَا
 مَا زَالَ قَائِمًا (رواه مسلم) 38-2483

ہوئیں تو آپ نے پوچھا، کیا تو نے اس کو بالکل نچوڑ دیا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ تو آپ نے فرمایا، تو اس میں کچھ باقی
 چھوڑتی تو کھی ہمیشہ باقی رہتا۔ (مسلم)

وَعَنْ اَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ اَبُو طَلْحَةَ ؓ لَا مَ
 سْكِيْمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ
 حضرت انس ؓ فرماتے ہیں، کہ حضرت ابو طلحہ ؓ نے
 حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا، کہ میں نے رسول محترم

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ضَعِيفًا عَرِفَ فِيهِ الْجُوعُ
فَهَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَخْرَجَتْ
أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا
فَلَقَتْ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ثُمَّ دَسَتْهُ تَحْتَ يَدَيْ
وَلَا تَنْبِي بِبَعْضِهِ ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَسَلَّمْتُ
عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَكَ
أَبُو طَلْحَةَ ﷺ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِطَعَامٍ قُلْتُ نَعَمْ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ قَوْمُوا فَاَنْطَلَقْ
وَاَنْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ
ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ
وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نَطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ فَاَنْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ ﷺ حَتَّى لَقِيَ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو
طَلْحَةَ ﷺ مَعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلُمِّي
يَا أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا عِنْدَكَ فَأَتَتْ
بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَقُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهِ
مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ
فَاِذِنْ لَهُمْ فَآكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ خَرَجُوا ثُمَّ
قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ فَآكَلِ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ
وَشَبِعُوا وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ أَوْ ثَمَانُونَ رَجُلًا.

(متفق عليه)

ﷺ کی آواز میں بھوک کی وجہ سے کمزوری محسوس کی۔ کیا
تمہارے پاس کچھ ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ اس نے
چند جو کی روٹیاں نکالیں۔ پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور روٹیاں
اس کے پلو میں باندھیں اور انس ﷺ کے ہاتھ میں تھما دیں
اور اوڑھنی کے بقیہ حصہ کو بطور پگڑی میرے سر پر باندھ دیا۔
پھر مجھے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ میں
آپ کے پاس پہنچا، تو رسول محترم ﷺ صحابہ ﷺ کے
ساتھ مسجد میں موجود تھے۔ میں نے سب کو سلام کہا۔ رسول
اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا، کیا تجھے ابو طلحہ ﷺ نے
بھیجا ہے؟ میں عرض کیا! ہاں۔ آپ نے پوچھا، کھانا دے کر؟
میں نے جواب دیا! جی ہاں۔ پھر آپ نے اپنے تمام موجود
صحابہ ﷺ کو کھڑے ہونے کی ہدایت کی۔ پھر آپ روانہ
ہوئے اور میں بھی ان کے مابین چل رہا تھا۔ حتیٰ کہ میں ابو
طلحہ کے پاس پہنچا۔ میں نے اس سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔
چنانچہ ابو طلحہ ﷺ ام سلیم سے مخاطب ہوئے، کہ رسول اللہ
ﷺ بہت سے لوگوں کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور
ہمارے پاس ان کو کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم
رضی اللہ عنہا بولیں اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے
ہیں۔ چنانچہ ابو طلحہ ﷺ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا
استقبال کیا۔ رسول اکرم ﷺ ابو طلحہ کے ساتھ اندر آئے
اور فرمایا، ام سلیم رضی اللہ عنہا تمہارے پاس جو کچھ ہے لے
آؤ۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا وہ روٹیاں لے آئیں۔ آپ نے
روٹیوں کو توڑ کر باریک کرنے کا حکم دیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا
نے مشکیزہ سے ان میں گھی ملایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے
اس میں برکت کی دعا کی جیسا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر آپ
نے دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بلائے گئے۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ أَنَّهُ قَالَ ائْذَنْ لِعَشْرَةٍ
فَدَخَلُوا فَقَالَ كُلُوا وَسَمُّوا اللَّهَ فَأَكَلُوا حَتَّى
فَعَلَ ذَلِكَ بِمَائِنَيْنِ رَجُلَيْنِ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ
ﷺ وَأَهْلُ الْبَيْتِ وَتَرَكَ سُورًا.

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ قَالَ أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشْرَةَ
حَتَّى عَدَّ أَرْبَعِينَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَجَعَلْتُ
أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ثُمَّ أَخَذَ مَا بَقِيَ فَجَمَعَهُ ثُمَّ
دَعَا فِيهِ بِالْبَرَكَةِ فَعَادَ كَمَا كَانَ فَقَالَ دُونَكُمْ
هَذَا. 39-2484

انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور باہر آ گئے۔ آپ نے پھر
دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بھی آئے پیٹ بھر
کر کھایا اور نکل گئے۔ پھر آپ نے دس آدمیوں کو بلانے کا
حکم دیا اسی طرح دس دس کر کے سب لوگوں نے پیٹ بھر کر
کھانا کھایا۔ اور وہ (۷۰) ستریا (۸۰) اسی آدمی تھے
(۷۰)۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ
نے دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا۔ وہ اندر آئے، تو آپ
نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔ وہ کھانے
سے فارغ ہوئے۔ یہاں تک کہ اسی آدمیوں نے کھانا کھایا
۔ پھر نبی کریم ﷺ اور گھر والوں نے کھانا کھایا اور پھر بھی بچ

رہا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے۔ میرے پاس دس آدمی اندر لاؤ۔ یہاں تک آپ نے چالیس گن لیے۔ پھر نبی کریم
ﷺ نے کھانا کھایا اور میں غور کرنے لگا کہ کیا کھانے میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اس کے بعد
آپ نے بچا ہوا کھانا اکٹھا کیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی تو کھانا پہلے جتنا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اسے اٹھا لیجیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے، کہ زوراء جگہ میں نبی
معمظم ﷺ کی خدمت میں ایک برتن پیش کیا گیا۔ آپ
نے اس برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان
سے پانی ابلنے لگا اور سب لوگوں نے وضو کیا۔ حضرت قتادہ
فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا

وَعَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَأْنَاءً وَهُوَ بِالزُّورَاءِ
فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ
بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَعَوَضًا الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ
لَأَنْسَ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلَاثَ مِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلَاثَ
مِائَةٍ (متفق عليه) 40-2485

آپ کتنے آدمی تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تین سو یا تین سو کے لگ بھگ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم معجزوں کو
برکت تصور کرتے تھے، جبکہ تم لوگ ان کو ڈراوا سمجھتے ہو۔ ایک
سفر میں ہم رسول اکرم ﷺ کی معیت میں تھے اور پانی ختم
ہو گیا۔ آپ نے ہدایت فرمائی کہ تھوڑا سا پانی مہیا کرو۔
چنانچہ وہ آپ کے پاس ایک برتن لائے، جس میں تھوڑا سا
پانی تھا۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈالا اور فرمایا۔

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ
الْآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا كُنَّا مَعَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ
اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ
قَلِيلٌ فَادْخُلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى
الطُّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللَّهِ وَلَقَدْ

رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ
وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ
(رواه البخاری) 41-2486

وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ خَطْبَنَارَسُولُ اللَّهِ
ﷺ فَقَالَ إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ
وَتَأْتُونَ الْمَاءَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ غَدًا فَاَنْطَلِقَ النَّاسُ
لَا يَلْبِسُونَ أَحَدًا عَلَى أَحَدٍ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسِيرُ حَتَّى ابْهَارًا لِلَّيْلِ فَمَالَ
عَنِ الطَّرِيقِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا
عَلَيْنَا صَلَاتَنَا فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ ثُمَّ قَالَ
ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فَمَسَرْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ
الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِیْضَاءٍ كَانَتْ مَعِيَ
فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وَضُوءٌ دُونَ
وَضُوءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ
احْفَظْ عَلَيْنَا مِیْضَاءَ تَكْ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ ثُمَّ
أَذَّنَ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ وَرَكِبَ
وَرَكِبْنَا مَعَهُ فَأَنْتَهَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِينَ امْتَدَّ
النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ يَا
رَسُولَ اللَّهِ هَلَكْنَا وَعَطِشْنَا فَقَالَ لَا هَلَكَ
عَلَيْكُمْ وَدَعَا بِالْمِیْضَاءِ فَجَعَلَ يَصُبُّ
وَأَبُو قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ يَسْقِيهِمْ فَلَمْ يَعُدْ أَنْ رَأَى
النَّاسُ مَاءً فِي الْمِیْضَاءِ تَكَابَّوْا عَلَيْهَا فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَحْسِنُوا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ

برہو برکت والے پانی کی طرف۔ آئیے اور یہ برکت اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی
انگلیوں سے پانی ابلتے دیکھا۔ اور ہم کھانا کھاتے ہوئے
کھانے سے سبحان اللہ سنا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ اللہ کے رسول ﷺ
نے ہمیں خطاب فرمایا کہ اگر تم شروع رات اور آخر رات تک
چلتے رہے تو ان شاء اللہ کل پانی تک پہنچ جاؤ گے۔ چنانچہ سب
لوگ اس طرح چلتے رہے، کہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ نہ
ہوتے تھے۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول اکرم ﷺ اسی
طرح آدھی رات تک چلتے رہے۔ پھر راستہ چھوڑ دیا۔ پھر
(آرام کے لیے) سر رکھا اور فرمایا ”ہمارے لیے ہماری نمازوں
کا خیال رکھنا“۔ چنانچہ سب سے پہلے بیدار ہونے والے رسول
کریم ﷺ تھے اور سورج آپ کے پیچھے تھا۔ پھر آپ نے
سوار ہونے کا حکم دیا۔ ہم سوار ہو کر چلتے رہے، حتیٰ کہ جب سورج
کافی بلند ہو گیا تو آپ اترے۔ پھر آپ نے وضو والا برتن
منگوا لیا، جو میرے پاس تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر آپ
نے اس سے ہلکا وضو کیا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس میں تھوڑا
سا پانی باقی بچ گیا۔ پھر فرمایا: اپنے وضو کے برتن کی ہمارے
لیے حفاظت کرنا، عنقریب اس کی خبر بنے گی۔ حضرت بلال
رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ رسول اکرم ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں
پھر صبح کی نماز کی امامت کرائی۔ پھر آپ پھر سوار ہوئے اور ہم
بھی آپ کے ساتھ سوار ہو گئے۔ ہم دوسرے لوگوں کے پاس
اس وقت پہنچے جب سورج کافی بلند ہو گیا اور ہر چیز تپ اٹھی تھی
۔ اور وہ لوگ دہائی دینے لگے یا رسول اللہ! ہم ہلاک ہو گئے اور
ہائے ہم پیاسے ہیں! آپ نے فرمایا: تم پر ہلاکت نہیں آئے
گی۔ اور وضو والا برتن منگوا کر پانی انڈیلنا شروع کیا اور ابو قتادہ ان

سَيَرَوْى قَالَ فَفَعَلُوا فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَسْقِيَهُمْ حَتَّى مَابَقِيَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ فَقَالَ لِي أَشْرَبُ فَقُلْتُ لَا أَشْرَبُ حَتَّى تَشْرَبَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ سَائِي الْقَوْمِ أَخْرَهُمْ قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ قَالَ فَاتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِعِينَ رَوَاهُ (رواه مسلم) هَكَذَا فِي صَحِيحِهِ وَكَذَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَجَامِعِ الْأُصُولِ وَزَادَ فِي الْمَصَابِيحِ بَعْدَ قَوْلِهِ أَخْرَهُمْ لَفْظَةً شُرْبًا.

42-2487

کو پانی پلا رہے تھے۔ اور جو نبی لوگوں نے اس برتن میں پانی دیکھا تو ٹوٹ پڑے۔ اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: حسن سلوک کا مظاہرہ کرو۔ تم سب جلدی سیر ہو جاؤ گے۔ ابو قتادہ ؓ کہتے ہیں کہ تب انہوں نے حسن اخلاق کا ثبوت دیا۔ رسول اکرم ﷺ پانی انڈیلنے رہے اور میں ان کو پلاتا رہا حتیٰ کہ میرے اور رسول محترم ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ پھر آپ نے پانی انڈیلنا اور مجھے پینے کا حکم دیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اس وقت تک نہ پیوں گا جب تک آپ ﷺ نہ پی لیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: قوم کو پلانے والا سب سے آخر میں ہوتا ہے۔ ابو قتادہ ؓ نے بیان کیا: پھر میں نے

پیا۔ اور آپ نے پیا اور بتایا کہ لوگ پانی پر مکمل اطمینان قلب سے پہنچے۔ (مسلم) صحیح مسلم میں بھی یہی الفاظ ہیں اسی طرح حمیدی کی کتاب اور جامع اصول میں بھی۔ یہی الفاظ ہیں لیکن المصباح میں اخْرَهُمْ کے بعد اس لفظ شُرْبًا کا اضافہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے غزوہ تبوک کے روز تمام اصحاب ؓ سخت بھوک میں مبتلا ہوئے، تو حضرت عمر ؓ نے یوں عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں سے ان کے بچے ہوئے سامان سفر طلب فرمائیں، پھر اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر آپ نے چڑے کا دسترخوان طلب فرمایا۔ اس کو بچھا دیا گیا پھر لوگوں کو باقی ماندہ زادِ راہ لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ کوئی مٹھی بھر کئی لایا، کوئی مٹھی بھر کھجور اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لایا۔ حتیٰ کہ دسترخوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی اور حکم دیا: اپنی خریجوں کو بھر لو لوگوں نے اپنی اپنی خرجیاں بھرنی شروع کیں حتیٰ کہ لشکر میں کوئی برتن ایسا نہ رہا جو بھرا نہ گیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں، کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور بچ بھی

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ ؓ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَدْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللَّهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنَطْعِ قَبِسطٍ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيئُ بِكَفِّ ذُرَّةٍ وَيَجِيئُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيئُ الْآخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النَّطْعِ شَيْءٌ يَسِيرٌ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ فَآخِذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَ كُؤًا فِي الْعَسْكَرِ وَعَاءً إِلَّا مَلُؤُوهُ قَالَ فَآكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ

لَا يَلْقَى اللَّهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍ فَيُحَبَّبَ
عَنِ الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 43-2488

گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ
کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص

بھی ان دو چیزوں پر بلا شک و شبہ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے ہوگا تو اس کو جنت سے دور نہ رکھا جائے گا۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوسًا
بِزَيْنَبَ فَعِمِدَتْ أُمِّي أُمُّ سَلِيمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ فَصَنَعَتْ خَبْسًا
فَجَعَلَتْهُ فِي تَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ أَذْهَبَ بِهِذَا
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ بَعَثْتُ بِهِذَا إِلَيْكَ
أُمِّي وَهِيَ تُفَرِّئُكَ السَّلَامَ وَتَقُولُ إِنَّ هَذَا
لَكَ مِنَّا قَلِيلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَهَبْتُ فَقُلْتُ
فَقَالَ ضَعْنَاهُ ثُمَّ قَالَ أَذْهَبُ فَادْعُ لِي قُلَانًا
وَقُلَانًا رَجَالًا سَمَاهُمْ وَادْعُ مَنْ لَقِيتُ
فَدَعَوْتُ مَنْ سَمِعْتِي وَمَنْ لَقِيتُ فَرَجَعْتُ فَإِذَا
الْبَيْتُ غَاصَّ بِأَهْلِهِ قِيلَ لِأَنَسٍ عَدُّكُمْ كَمْ
كَانُوا قَالَ زُهَاءٌ ثَلَاثِمِائَةٍ فَرَأَيْتُ
النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى تِلْكَ الْحَبْسَةِ
وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشْرَةَ
عَشْرَةَ يَا كُلُّونَ مِنْهُ وَيَقُولُ لَهُمْ اذْكُرُوا اسْمَ
اللَّهِ وَلْيَا كُلُّ كُلٍّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ قَالَ
فَاكْلُوا حَتَّى شَبِعُوا فَخَرَجَتْ طَائِفَةٌ وَدَخَلَتْ
طَائِفَةٌ حَتَّى أَكَلُوا كُلُّهُمْ قَالَ لِي يَا أَنَسُ ارْفَعْ
فَرَفَعْتُ فَمَا أَذْرِي حِينَ وَضَعْتُ كَانَ أَكْثَرًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت
زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا، تو میری ماں ام سلیم رضی
اللہ عنہا نے کھجور، گھی اور پنیر لیا، اس سے حلوہ بنا کر ایک برتن
میں ڈالا اور کہا، اے انس! اسے رسول اکرم ﷺ کی خدمت
میں لے جاؤ، ان سے عرض کرو، کہ اسے میری ماں نے آپ
کی خدمت میں پیش کیا ہے اور وہ آپ کو سلام عرض کرتی
ہے۔ اور یہ بھی کہتی ہیں کہ یا رسول اللہ! یہ ہماری طرف سے
آپ کے لیے معمولی سا ہدیہ ہے۔ چنانچہ میں آپ کی
خدمت میں آیا اور سب کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا، اس کو رکھ دو
اور جاؤ اور فلاں فلاں شخص کو نام لے کر بتایا کہ میری طرف
سے دعوت دو۔ مزید جس سے بھی ملاقات ہو اس کو بھی
دعوت دو۔ چنانچہ میں نے جن لوگوں کا آپ نے نام لیا تھا
ان کو دعوت دی اور سب ملنے والوں کو بھی۔ میں جب واپس
آیا تو گھر لوگوں سے کچا کھج بھرا ہوا تھا۔ حضرت انس
ﷺ سے پوچھا گیا، کہ وہ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے
بتایا تقریباً تین سو کے قریب ہوں گے۔ پھر میں نے نبی
رحمت کو حلوہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے دیکھا اور جو اللہ تعالیٰ نے چاہا
آپ نے دعائیہ کلمات ادا کیے۔ پھر دس دس آدمیوں کو کھانے
کے لئے بلاتے رہے۔ آپ ان کو کھانے سے پہلے بسم اللہ
پڑھنے اور اپنے سامنے سے کھانا کھانے کی تلقین فرماتے۔

حِينَ رَفَعْتُ (متفق علیہ) 44-2489

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں وہ پیٹ بھر کر کھاتے گئے۔ ایک ٹولی نکل جاتی تو دوسری داخل ہوتی۔ حتیٰ کہ سب نے کھا لیا تو
مجھے حکم دیا کہ اس کو اٹھاؤ۔ چنانچہ میں نے اٹھالیا۔ لیکن میں نہیں سمجھا کہ جب میں نے برتن رکھا تو اس میں کھانا زیادہ تھا، یا جب
میں نے اٹھایا تو اس وقت زیادہ تھا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ
 اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنَا عَلَى نَاضِحٍ قَدْ عَيِيَ فَلَا يَكَادُ
 يَسِيرُ فَتَلَا حَقَّ بِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ
 مَا لِبَعِيرِكَ قُلْتُ قَدْ عَيِيَ فَتَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ
صلی اللہ علیہ وسلم فَزَجَرَهُ فَدَعَا لَهُ فَمَا زَالَ بَيْنَ يَدَيِ الْإِبِلِ
 قَدْ آمَهَا يَسِيرُ فَقَالَ لِي كَيْفَ تَرَى بَعِيرَكَ
 قُلْتُ بِخَيْرٍ قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ أَفَتَبِيعُونِي
 بِوَقِيَّةٍ فَبِعْتُهُ عَلَى أَنْ لِي فَقَارَ ظَهْرُهُ إِلَى
 الْمَدِينَةِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِينَةَ
 غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيرِ فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ
 عَلَيَّ (متفق عليه) 45-2490

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 معیت میں ایک جنگ لڑی اور میں پانی کھینچنے والے اونٹ پر
 سوار تھا وہ تھک گیا اور اسکا چلنا مشکل تھا۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم
 مجھے پیچھے سے ملے۔ اور انہوں نے پوچھا، تمہارے اونٹ کو
 کیا ہوا ہے؟ میں نے بتایا کہ تھک چکا ہے چنانچہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے آئے اور اونٹ کو ہانکا اور اس کے لیے دعا
 فرمائی۔ اس کے بعد اس اونٹ سے کوئی اونٹ آگے نہ بڑھ
 سکتا تھا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا: اب تمہارا اونٹ کیسا
 ہے؟ میں نے جواب دیا بہت اچھا ہے۔ اسکو آپ سے
 برکت ملی ہے۔ پھر آپ نے پوچھا، کیا تو اس اونٹ کو
 میرے ہاتھ ایک اوقیہ کے عوض فروخت کرے گا چنانچہ میں

نے مدینہ تک اس اونٹ پر سوار رہنے کی شرط پر فروخت کر دیا۔ جب رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمایا، تو میں صبح
 سویرے ہی آپ کے پاس اونٹ لے گیا۔ آپ نے اس کی قیمت مجھے عطا فرمائی اور اونٹ بھی لوٹا دیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْنَا
 مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَزْوَةَ تَبُوكَ فَاتَيْنَا
 وَادِيَ الْقُرَى عَلَى حَدِيقَةٍ لِامْرَأَةٍ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اخْرُصُوهَا فَخَرَصْنَاهَا
 وَخَرَصَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَشْرَةَ أَوْسُقٍ وَقَالَ
 أَحْصِيهَا حَتَّى نَرْجِعَ إِلَيْكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ
 تَعَالَى وَانْطَلَقْنَا حَتَّى قَدِمْنَا تَبُوكَ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَتَهْبُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةُ رِيحٌ
 شَدِيدَةٌ فَلَا يَقُمْ فِيهَا أَحَدٌ فَمَنْ كَانَ لَهُ بَعِيرٌ
 فَلْيَشُدْ عِقَالَهُ فَهَبْتُ رِيحٌ شَدِيدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ
 فَحَمَلَتْهُ الرِّيحُ حَتَّى أَلْقَتْهُ بِجَبَلِي طَيِّئٌ ثُمَّ
 أَقْبَلْنَا حَتَّى قَدِمْنَا وَادِيَ الْقُرَى فَسَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَرْأَةَ عَنْ حَدِيقَتِهَا كَمْ بَلَغَ ثَمَرُهَا

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک
 کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں روانہ ہوئے۔
 وادی القری میں ایک خاتون کے باغ کے نزدیک پہنچے تو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس باغ کی پیداوار کا تخمینہ
 لگاؤ۔ چنانچہ ہم نے اس کا تخمینہ لگایا۔ اور رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بھی اندازہ لگایا اور آپ کا تخمینہ دس وسق کا تھا۔ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا اس باغ کی پیداوار کو گن رکھنا
 ان شاء اللہ ہم تمہارے پاس واپس آئیں گے اور ہم روانہ ہو
 گئے حتیٰ کہ تبوک پہنچ گئے۔ پھر آپ نے پیشین گوئی فرمائی، کہ
 آج رات تم پر سخت آندھی آئے گی۔ تو کوئی تم میں سے اس
 میں کھڑا نہ رہے۔ جس کے پاس اونٹ ہے تو وہ اس کا گھٹنا
 مضبوطی سے باندھے۔ چنانچہ بڑی سخت آندھی آئی۔ اور ایک
 شخص کھڑا ہوا تو اس کو ہوانے اٹھا کر بنی طے کے دو پہاڑوں

فَقَالَتْ عَشْرَةَ أَوْ سُبْحًا (متفق عليه) 46-2491

کے درمیان پھینک دیا۔ پھر ہم واپسی پر وادی القری پہنچے تو

رسول محترم ﷺ نے اس خاتون سے اس کے باغ کے بارے میں دریافت فرمایا کہ اس کی کتنی پیداوار ہوئی۔ اس نے بتایا دس دن۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسْمَى فِيهَا الْقَيْرَاطُ فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلَى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهَا ذِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ ذِمَّةً أَوْ صِهْرًا فَإِذَا رَأَيْتُمْ رَجُلَيْنِ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعٍ لَبَنَةٍ فَاخْرُجْ مِنْهَا قَالَ فَرَأَيْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ شُرَحْبِيلَ بْنِ حَسَنَةَ وَأَخَاهُ رَبِيعَةَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوْضِعٍ لَبَنَةٍ فَخَرَجْتُ مِنْهَا (رواه مسلم) 47-2492

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تم لوگ جلد ہی مصر فتح کرو گے۔ اس ملک میں قیراط کا سکہ مشہور ہے۔ جب تم اس کو فتح کر لو تو اس کے باشندوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، کیونکہ ان کے لیے ذمہ اور قرابت داری ہے یا آپ نے فرمایا ان کی عزت کے لیے ذمہ ہے۔ اور سسرال کا علاقہ ہے۔ جب تم دیکھو کہ دو شخص ایک وہاں اینٹ کی جگہ پر آپس میں جھگڑ رہے ہیں تو وہاں سے نکل جانا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ انہوں نے عبدالرحمن بن شرجیل بن حسنہ اور اس کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کے رکھنے پر آپس میں جھگڑتے دیکھا تو میں وہاں سے چل دیا۔ (مسلم)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں ایک روایت میں میری امت میں بارہ منافق ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور وہ جنت کی خوش بو بھی نہ پائیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے گزرے۔ ان میں آٹھ تو پھوڑا نکلنے سے مریں گے۔ آگ کا ایک گولہ ان کے کندھوں سے ظاہر ہوگا اور سینوں سے پار ہو جائے گا۔ (مسلم) اور ہم عنقریب سہل بن سعد کی حدیث جس میں ہے کہ میں کل جھنڈا دوں گا، مناقب علی کے باب میں اور حضرت جابر کی حدیث جس میں یہ مذکور ہے کہ کون گھائی پر چڑھے گا، کا ذکر ان شاء اللہ باب المناقب میں کریں گے۔

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي أَصْحَابِي. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ وَفِي أُمَّتِي. الثَّعَشَرُ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتَّى يَلْجَأَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيهِمُ الدَّبِيلَةُ سِرَاجٌ مِنْ نَارٍ يُظْهِرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتَّى تَنْجَمَ فِي صُدُورِهِمْ (رواه مسلم) وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ لَا عَطِيقَ لَهُ الرِّايَةُ غَدَا فِي مَنَاقِبِ عَلِيٍّ وَحَدِيثَ جَابِرٍ مَنْ يُضَعَدُ الثِّيَابَ فِي جَامِعِ الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى. 48-2493

الفصل الثالث

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَاةٌ فِيهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَجْمِعُوا لِي مَنْ كَانَ هَهُنَا مِنَ الْيَهُودِ فَجَمِعُوا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّي سَأَلْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِي عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ أَبُوكُمْ قَالُوا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ قَالُوا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهُ فِي آبِنَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ أَهْلُ النَّارِ قَالُوا أَنْكُونُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخْلَفُونَا فِيهَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم اخْسَئُوا فِيهَا وَاللَّهِ لَا نَخْلُقُكُمْ فِيهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُصَدِّقِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سَمًّا قَالُوا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ قَالُوا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا أَنْ نَسْتَرِيحَ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ صَادِقًا لَمْ يَضُرَّكَ (رواه البخاری) 49-2494

تیسری فصل
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ جب فتح خیبر ہوئی تو رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری جس میں زہر ملا ہوا تھا بطور ہدیہ دی گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ یہاں جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس لاؤ۔ انہیں آپ کے پاس اکٹھا کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں، کیا تم اس کے بارے میں مجھے سچ بتا دو گے۔ انہوں نے جواب دیا ہاں یا ابا القاسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا تمہارا باپ کون تھا؟ انہوں نے جواب دیا فلاں۔ آپ نے فرمایا تم جھوٹے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں تھا۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے پوچھا اگر میں تم سے کچھ پوچھوں تو کیا تم اس کے متعلق سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے جواب دیا ابو القاسم! ہاں۔ اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ جان جائیں گے جیسا آپ کو ہمارے باپ کے بارے میں معلوم ہو گیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا جہنمی کون ہوں گے؟ انہوں نے بتایا ہم اس میں تھوڑی مدت رہیں گے پھر تم لوگ ہمارے بعد جہنم میں جاؤ گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہی جہنم میں ذلیل و خوار ہو گے۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی تمہاری جگہ اس میں داخل نہیں ہوں گے۔ پھر آپ نے ان سے استفسار فرمایا: اگر میں تم سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کروں تو کیا تم مجھے

سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں یا ابا القاسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس بکری کو زہر آلود کیا تھا؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے پوچھا تمہیں ایسا کرنے پر کس بات نے مجبور کیا؟ انہوں نے جواب دیا ہم نے یہ سوچا کہ اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہم آپ سے چھٹکارہ پا جائیں گے اور اگر آپ سچے ہوئے تو زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (بخاری)

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ أَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الْفَجْرِ

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں صبح کی نماز پڑھائی اور منبر پر

وَصَعِدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ
الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا
حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ
صَعِدَ الْمِنْبَرِ حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا
بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ فَأَعْلَمْنَا
أَحْفَظْنَا. (رواه مسلم) 50-2495

وَعَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ
أَبِي قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوقًا مَنِ اذْنُ النَّبِيِّ ﷺ
بِالْجَنِّ لَيْلَةً اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ فَقَالَ حَدَّثَنِي
أَبُوكَ يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ ﷺ أَنَّهُ قَالَ
اَذْنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ. (متفق عليه) 51-2496

ﷺ نے بتایا کہ ایک درخت نے آپ ﷺ کو جنوں کے متعلق بتایا تھا۔ (بخاری و مسلم)
وَعَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ
وَالْمَدِينَةِ فَنَرَاءَ يَنَا الْهَلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا
حَدِيدَ الْبَصَرِ فَرَأَيْتُهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَأَاهُ
غَيْرِي فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِعُمَرَ أَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ
لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُولُ عُمَرُ سَأَرَاهُ وَأَنَا مُسْتَلْقٍ
عَلَى فِرَاشِي ثُمَّ أَنشَأَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ
قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ
أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأُمْسِ وَيَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ
غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَهَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ
شَاءَ اللَّهُ قَالَ عُمَرُ وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا
أَخْطَرُوا الْخُدُودَ لَتِي حَدَّثَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
قَالَ فَجْعَلُوا فِي بئرٍ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ
فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِمْ

تشریف فرما کر ہمیں خطاب کیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ پھر
آپ منبر سے اترے ہمیں نماز پڑھائی اور خطاب کیا حتیٰ کہ
نماز عصر کا وقت ہو گیا آپ پھر اترے نماز پڑھائی اور منبر پر
جلوہ نما ہوئے حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا۔ آپ نے ہمیں
قیامت تک پیش آنے والے واقعات سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ
ہم میں سے سب سے زیادہ معلومات اس آدمی کے پاس ہیں
جس کا حافظہ ہم میں سے سب سے زیادہ ہے۔ (مسلم)

حضرت معن بن عبد الرحمن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے باپ سے
یہ کہتے سنا کہ اس نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سے سوال کیا کہ جس رات جنوں نے قرآن سنا تھا تو کس
نے نبی کریم ﷺ کو جنوں کے بارے میں بتایا تھا؟ اس نے
جواب دیا مجھے تمہارے والد یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود

حضرت انس ﷺ بتاتے ہیں کہ ہم حضرت عمر ﷺ کے ہمراہ
مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان تھے۔ ہم سب نے چاند
دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن میں تیز نظر والا تھا اس لیے میں نے
چاند دیکھ لیا مگر میرے علاوہ چاند دیکھنے کا کوئی مدعی نہ ہوا۔
اس پر میں نے حضرت عمر ﷺ سے پوچھنا شروع کیا کیا
آپ کو چاند دکھائی نہیں دے رہا؟ تو انہوں نے کوشش کی
لیکن وہ چاند نہ دیکھ سکے۔ حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ آخر
حضرت عمر ﷺ کہنے لگے کہ میں جلد ہی اپنے بستر پر لیٹے لیٹے
چاند دیکھ لوں گا۔ پھر انہوں نے ہمیں اہل بدر کے بارے
بتانا شروع کر دیا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ کے
رسول ﷺ نے ہمیں مقتولان بدر کی ہلاکت گاہوں کو ایک
دن پہلے ہی دکھا دیا تھا اور آپ نے فرمایا کل انشاء اللہ یہ
فلاں کی ہلاکت گاہ ہوگی اور ان شاء اللہ یہ فلاں کی ہلاکت گاہ

فَقَالَ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ
هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدْتُكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا
فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا فَقَالَ
عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تَكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا
أَرْوَاحَ فِيهَا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ
مِنْهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُرَدُّوا عَلَيَّ
شَيْئًا. (رواه مسلم) 52-2497

ہوگی۔ حضرت عمر ؓ نے بتایا اس ذات کی قسم جس نے
رسول کریم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! وہ رسول اکرم
ﷺ کے نشان زدہ مقامات سے ذرا بھی ادھر ادھر ہلاک نہ
ہوئے۔ مزید بتایا کہ ان کو ایک کنویں میں ایک دوسرے پر
پھینک دیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ چل کر ان تک گئے اور
یوں خطاب فرمایا اے فلاں ابن فلاں اور اے فلاں ابن
فلاں! کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تم سے جو وعدہ کیا

تھا تم نے اس کو سچ پایا؟ حقیقت میں نے تو اس وعدہ کو سچ پایا جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا تھا۔ اس پر حضرت عمر ؓ بول اٹھے یا
رسول اللہ! آپ بے روح جسموں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں جو کچھ ان سے کہہ رہا ہوں اسے تم ان
سے زیادہ نہیں سن رہے لیکن یہ بات ہے کہ وہ میری کسی بات کا جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ (مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ
رَجُلٌ يَسْتَطِيعُهُ فَاطْعَمَهُ شَطْرَ وَسْقٍ شَعِيرٍ
فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَأْكُلُ مِنْهُ وَامْرَأَتُهُ وَضِيفُهُمَا
حَتَّى كَالَهُ فَفَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَوْ لَمْ
تَكِلْهُ لَا كَلْتُمْ مِنْهُ وَلَقَامَ لَكُمْ. (رواه
مسلم) 53-2498

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی رسول معظم
ﷺ کے پاس آ کر غلہ مانگتا ہے۔ آپ نے اسے آدھا
وسق جو دیے۔ وہ شخص اس کی بیوی اور ان دونوں کے مہمان
اسے کھاتے رہے۔ جب اس شخص نے اسے ماپ لیا تب جو
ختم ہو گئے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ
نے فرمایا۔ اگر تم اسے نہ ماپتے تو تم اس سے کھاتے رہتے
اور وہ تمہارے لیے باقی رہتا۔ (مسلم)



بَابُ الْكَرَامَاتِ

باب الکرامات

کرامت کا لغوی معنی عزت افزائی یا ”تعظیم“ کرنا ہے۔ شرعی اصطلاح میں خرق عادت کام کو کرامت کہا جاتا ہے۔ معجزہ اور کرامت کا فرق یہ ہے کہ خلاف فطرت کام کسی نبی کی ذات اطہر کے حوالے سے صادر ہوا تو اسے معجزہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کے مستند ہونے میں شک کرنا کفر کے مترادف ہے۔ لیکن کرامت کسی صحابی یا عام آدمی نیک سے سرزد ہو اور سننے والا اگر اس کا انکار کر دے تو اس پر کوئی فتویٰ نہیں لگایا جاسکتا۔ کسی سے کرامت کے ظہور ہونے کے لیے اس کا دوسروں سے زیادہ نیک ہونا ضروری نہیں نیز کرامت کو منبر و محراب پر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح صاحب کرامت آدمی کی عقیدت کے بارے میں غلو اور اکثر اوقات اس سے شرکیہ نظریات جنم لیتے ہیں۔

لوگوں کو گرویدہ بنانے اور دوکانداری کے لیے کرامت بیان کرنا پر لے درجے کا دینی اور اخلاقی جرم ہے۔ جو لوگ اپنے بزرگوں کی کرامات کا سر عام ذکر کرتے ہیں اس کے پیچھے اکثر مالی مفادات اور اپنی روحانی حیثیت منوانے کے سوا کوئی چیز کار فرما نہیں ہوتی۔

یاد رہے! کہ یہ دین کرامات کا محتاج نہیں۔ اور کسی شخص کے خرق عادت کام کو اس وقت تک کرامت نہیں کہا جاسکتا جب تک وہ قرآن و سنت کے نظریہ کے مطابق نہ ہو۔ بصورت دیگر بڑے سے بڑے غیر معمولی اور خلاف فطرت کام کو کرشمہ سازی اور شعبہ بازی ہی تصور کیا جائے گا۔

یاد رکھیے! صاحب کرامت کی زندگی قرآن و سنت کے مطابق ہونا لازمی ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسید بن خضیر اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہما دونوں اپنی کسی ضرورت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کافی رات بیت گئی۔ اور رات سخت اندھیری تھی۔ پھر جب دونوں آپ ﷺ کی مجلس سے اٹھ کر اپنے گھروں کی طرف لوٹنے لگے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی تھی تو ان میں سے ایک کا عصا دونوں کے لیے روشنی دینے لگا۔ حتیٰ کہ وہ اس کی روشنی میں چلنے لگے۔ یہاں تک کہ جب ان کے راستے جدا جدا ہو گئے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ خُضَيْرٍ وَعَبَادَ بْنَ بَشَرَ تَحَدَّثَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِي لَيْلَةٍ شَدِيدَةٍ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصِيَّةٌ فَأَضَاءَتْ عُصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتَّى مَشِيَا فِي ضَوْءِهَا حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقُ أَضَاءَتْ لِأَخِيهِ عُصَاةُ فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ عُصَاةِ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ (رواه البخاری) 1-2499

چنانچہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچنے تک اپنی اپنی لامٹی کی روشنی میں چلتے رہے۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا حَضَرَ أَحَدُ دَعَائِي أَبِي مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا أَرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِنِّي لَا أَتْرُكُ بَعْدِي أَعَزُّ عَلَيَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِنْ عَلَيَّ دَيْنًا فَأَقْضِ وَاسْتَوْصِ بِأَخَوَاتِكَ خَيْرًا فَأَصْبَحْنَا فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلٍ وَدَفِنْتُهُ مَعَ أَخْرَفِي قَبْرِ (رواہ البخاری) 2-2500

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ جب (اگلے دن) جنگ احد کا معرکہ ہونا تھا تو میرے باپ نے مجھے رات کو بلایا اور فرمایا کہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں اصحاب رسول میں اول شہید ہونے والوں میں سے ہوں گا۔ تم مجھے اپنے پیچھے رہ جانے والوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے عزیز ہو۔ اور میرے ذمے قرض ہے اس کو چکا دینا۔ نیز تیری بہنوں کے بارے میں تمہیں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔ پھر جب صبح ہوئی تو پیش گوئی کے مطابق میرے والد سب

سے پہلے شہید تھے۔ اور میں نے انہیں ایک دوسرے شہید کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ (بخاری)

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أَنَاسًا فَقَرَّاءَ وَإِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ النَّيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ سَادِسٍ وَإِنْ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ وَأَنْطَلَقَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِعَشْرَةٍ وَإِنْ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى ضَلَّيْتُ الْعِشَاءَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَلَبِثْتُ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ مَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ قَالَ أَوْ مَا عَشَّيْتُهُمْ قَالَتْ أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ لِنَغْضِبَ وَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا فَحَلَفْتُ الْمَرْأَةُ أَنْ لَا تَطْعَمَهُ وَحَلَفَ الْأَضْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمُوهُ وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَانَ هَذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَآكَلُوا

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے۔ اس لیے نبی معظم نے فرمایا کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے۔ اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں یا چھٹا ساتھ لے جائے۔ اس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین کو ساتھ لے گئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس کو ساتھ لے گئے۔ مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رات کا کھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کھایا۔ پھر عشاء کی نماز تک وہیں رک گئے۔ پھر واپس آئے اور عشاء کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرے رہے۔ اس طرح کافی رات گئے واپس گھر لوٹے تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا: آپ کس وجہ سے اپنے مہمانوں سے چھڑ گئے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا؟ اس نے جواب دیا: انہوں نے آپ کے آنے تک کھانا نہ کھانے پر مصر رہا۔ اس پر حضرت ابو بکر

فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَّتْ مِنْ أَسْفَلِهَا
أَكْثَرَ مِنْهَا فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ يَا أَخْتُ بَنِي فِرَاسٍ مَا
هَذَا قَالَتْ وَقُرَّةٌ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَا أَكْثُرُ مِنْهَا
قَبْلَ ذَلِكَ بَلَثَ مِرَارًا فَكَأَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا (متفق عليه)

3-2501

سخت ناراض ہوئے اور فرمایا اللہ کی قسم! میں کھانا کبھی
نہیں کھاؤں گا۔ اسی طرح ان کی بیوی نے بھی کھانا نہ کھانے
کی قسم کھالی۔ اور مہمانوں بھی کھانا نہ کھانے کی قسم کھالی تھے۔
چنانچہ حضرت ابو بکر نے فرمایا، یہ قسم شیطان کی طرف سے
ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے مہمانوں کے
ساتھ کھانا کھایا۔

جب وہ ایک لقمہ اٹھاتے تو اس کے نیچے پہلا کھانا بڑھ جاتا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بیوی کو مخاطب کر کے حیرت سے پوچھا۔ بنو
فراس کی بہن یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم! اب یہ کھانا پہلے سے تین گنا ہو گیا ہے پس۔ ان
سب نے کھانا کھایا اور نبی کریم ﷺ کے ہاں بھی بھیجا۔ بتایا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے بھی اس میں سے تناول فرمایا۔ (بخاری و
مسلم)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ؓ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ
عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَاصَمْتُهُ أَرْوَى بِنْتُ أَوْسٍ
إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَأَدْعَتْ أَنَّهُ أَخَذَ شَيْئًا
مِنْ أَرْضِهَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا كُنْتُ أَخْذُ مِنْ
أَرْضِهَا شَيْئًا بَعْدَ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ قَالَ مَاذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
مَنْ أَخَذَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا طَوَّقَهُ اللَّهُ
إِلَى سَبْعِ أَرْضِينَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ لَا أَسْأَلُكَ
بَيِّنَةً بَعْدَ هَذَا فَقَالَ سَعِيدٌ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ
كَاذِبَةً فَأَعْمِ بَصَرَهَا وَاقْتُلْهَا فِي أَرْضِهَا قَالَ
فَمَا مَاتَتْ حَتَّى ذَهَبَ بَصَرُهَا وَبَيْنَمَا هِيَ
تَمْشِي فِي أَرْضِهَا إِذْ وَقَعَتْ فِي حُفْرَةٍ
فَمَاتَتْ. (متفق عليه)

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ

حضرت عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت سعید بن زید بن
عمرو بن نفیل ؓ کا اروی بنت اوس سے جھگڑا ہو گیا۔ اور وہ
اس معاملے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئی۔ اس کا دعویٰ
تھا کہ حضرت سعید ؓ نے اس کی کچھ زمین ہتھیالی ہے۔ پس
حضرت سعید ؓ جواب دیا کہ رسول اکرم ﷺ کا بیان سننے
کے بعد وہ کیسے اس زمین پر قبضہ کر سکتا ہے؟ مروان نے پوچھا
آپ نے رسول اکرم سے کیا سنا تھا۔ تو انہوں نے کہا میں نے
رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے ظلم
کے ساتھ ایک بالشت زمین ہتھیالی اس کو سات زمینوں کا
طوق پہنایا جائے گا۔ چنانچہ مروان نے کہا میں اس کے بعد
آپ سے کسی واضح ثبوت کو طلب نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت
سعید ؓ نے بد دعادی۔ یا اللہ اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس
کی بصارت اچک لے اور اس کو اسی زمین میں موت دے
جس کا اس نے دعویٰ کیا ہے۔ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ
مرنے سے پہلے اس عورت کی بصارت جاتی رہی اور وہ اپنی

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بِمَعْنَاهُ وَإِنَّهُ رَأَاهَا عَمِيَاءُ
 تَلْتَمِسُ الْجُدْرَ تَقُولُ أَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعِيدٍ
 وَإِنَّهَا مَرَّتْ عَلَى بَشَرٍ فِي الدَّارِ الَّتِي خَاصَمْتُهُ
 فِيهَا فَوَقَعْتُ فِيهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا. 4-2502
 زمین پر چلتے ہوئے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ (مسلم و بخاری) اور مسلم کی روایت میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر سے اسی طرح کی روایت آئی ہے کہ محمد بن زید نے اس عورت کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اندھی ہو گئی تھی، دیواروں کو ٹٹول کر چلتی اور کہا کرتی تھی: مجھے سعیدؓ کی بددعا لگ گئی ہے۔ اور وہ اسی گھر کے اندر ایک کنویں میں گر پڑی جس گھر کا اس نے دعویٰ کیا تھا اور وہ کنواں ہی اس کی قبر بنا۔

خلاصہ باب

- ۱۔ حضرت اسید بن جعفرؓ اور حضرت عبادہ بن بشرؓ کی لاشیاں روشن ہو گئیں۔
- ۲۔ حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبد اللہؓ کی اپنے بارے میں شہادت کی پیش گوئی پوری ہوئی۔
- ۳۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی کرامت سے کھانا دو گنا ہوا۔
- ۴۔ حضرت سعید بن زیدؓ کی بددعا سے جھوٹی عورت کی بینائی جاتی رہی۔ اور متنازعہ فیہ گھر کا کنواں اس کے لیے قبر ثابت ہوا۔



بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم ﷺ کی وفات کا تذکرہ

مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ نے 53 سال گزارے۔ آپ ﷺ نبوت سے 40 سال پہلے بھی نہایت پاکیزہ بااخلاق دیانت و امانت کے پیکر ہمدردی اور غم خواری کے سراپا، شرم و حیا کے پتلے صاحب کردار اور نہایت ہی خوش گفتار تھے۔ لوگ آپ کو صادق و امین کے القاب سے یاد کرتے۔ آپ کی بات اور ذات نمونہ تھی۔ لیکن نبوت کے اعلان کے بعد یکسر حالات تبدیل ہوئے۔ آپ کو کوئی قسم کے الزامات دھر دیے گئے اور آپ کو ہر قسم کی گستاخیوں اور زیادتیوں کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن آپ پامردی اور جواں مردی کے ساتھ مسلسل تیرہ سال تک برداشت کرتے رہے۔ آخر آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔ مدینہ میں آپ کا شاندار اور پر تپاک استقبال ہوا۔ بعد ازاں اگرچہ بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، عرب و عجم کے ساتھ خونریز معرکے ہوئے۔ لیکن ہر قدم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و حمایت کے ساتھ آپ کو کامیاب فرمایا۔ یہاں تک کہ عرب سرنگوں اور عجم نے آپ ﷺ کی عظمت و جلالت کا سکھ تسلیم کیا۔

آپ ﷺ نے ایک فلاحی مملکت کا قیام اور عملاً اللہ کے دین کو نافذ فرمایا۔ جب مسلمانوں کی شوکت اور اسلام کی عظمت کا پھریرا بلند ہو رہا تھا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام اجل آن پہنچا۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اور پھر مدینہ منورہ واپس آ کر اس سانحہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اشارات کے ذریعے اطلاع فرمادی تھی۔ تاکہ وہ اس صدمہ عظیمہ اور آئندہ ذمہ داریوں کو اٹھانے کے لیے ذہنی اور عملی طور پر تیار ہو سکیں۔ اس طرح آپ نے تریسٹھ سال چار دن دنیا میں حیات مستعار گزارے۔ اور پیر کے روز انتقال فرمایا۔ (انا لله وانا الیہ راجعون)

آپ ﷺ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل مدینہ کے لیے دو ایام سے بڑھ کر اہم اور کوئی نہیں ہو سکتے۔ جب آپ نے مدینہ منورہ میں ورود فرمایا تو وہ ہمارے لیے انتہائی خوشی کا تاریخی دن تھا۔ جبکہ رحلت کا دن غم بیکراں کا دن تصور کیا جاتا ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے سب سے پہلے جس نے ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمایا وہ حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم تھے۔ وہ دونوں ہمیں قرآن حکیم پڑھاتے۔ اس کے بعد عمار رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ آئے، پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دوسرے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ وارد ہوئے۔ ان کے بعد

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يَقْرِئَانَا الْقُرْآنَ ثُمَّ جَاءَ عَمَارُ وَبَلَالٌ وَسَعْدٌ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرَيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ

الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ
الْوَلَايَةَ وَالصَّبِيَّانَ يَقُولُونَ هَذَا رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ قَدْ جَاءَ فَمَا جَاءَ حَتَّى قَرَأْتُ سَبِّحَ
اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى فِي سُورَةِ مِثْلِهَا مِنْ
الْمُفَصَّلِ (رواه البخاری) 1-2503

نبی رحمت کی تشریف آوری ہوئی۔ حضرت براءؓ نے
فرمایا: کہ میں نے اہل مدینہ کو کسی بات پر اتنی خوشیاں منا
تے نہیں دیکھا جتنا وہ آپ ﷺ کی تشریف آوری پر خوش
ہوئے۔ یہاں تک کہ لونڈیاں اور بچے بھی نعرے لگا رہے
تھے کہ یہ اللہ کے رسول تشریف لائے ہیں۔ اور میں آپ کی

آمد سے قبل ہی سَبِّحَ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى جیسی کئی سورتیں پڑھ چکا تھا۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ جَلَسَ عَلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ إِنَّ عَبْدًا خَيْرَهُ
اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زُهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ
وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ
قَالَ فَدَيْنَاكَ بِأَبَائِنَا وَأُمَهَاتِنَا فَعَجَبْنَا لَهُ فَقَالَ
النَّاسُ انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُخْبِرُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيْرَهُ اللَّهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ
زُهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ وَهُوَ يَقُولُ
فَدَيْنَاكَ بِأَبَائِنَا وَأُمَهَاتِنَا فَكَانَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ
أَعْلَمَنَا (متفق عليه) 2-2504

حضرت ابوسعید خدریؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ
اپنے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ
تعالیٰ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دنیا کی
زیب وزینت لے لے یا جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس نعمتیں ہیں
انہیں اختیار کر لے تو اس بندہ نے جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس
تھا اس کو اختیار کر لیا۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے
لگے۔ اور فرمایا ہمارے باپ اور مائیں آپ پر قربان! اس پر
ہم سب متعجب ہوئے اور لوگ کہنے لگے کہ بوڑھے کو دیکھیں،
رسول محترم ﷺ نے تو ایک بندہ کے بارے میں بتایا کہ
اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی عطا کردہ دنیا کی زیب وزینت اور جو
کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے میں سے ایک کو چننے کا اختیار دیا

اور یہ کہہ رہے ہیں، ہمارے باپ اور مائیں آپ ﷺ پر قربان! اصل بات یہ ہے کہ جن کو اختیار دیا گیا وہ خود ﷺ رسول
تھے اور حضرت ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ قَالَ صَلَّى رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ
كَالْمُودِعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمُنْبَرِ
فَقَالَ إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ وَأَنَا عَلَيْكُمْ
شَهِيدٌ وَإِنْ مَوَّعِدْكُمْ الْحَوْضُ وَإِنِّي لَا أَنْظُرُ
إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ

حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے
شہدائے احد کی نماز جنازہ آٹھ سال بعد اس طرح ادا کی کہ
گویا آپ ﷺ زندوں اور مرنے والوں سے پھڑنے
والے ہیں۔ پھر اپنے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: تم
میں میری حیثیت پیشگی منتظم کی ہے اور میں تم پر گواہ ہوں گا۔
بلاشبہ ملاقات کا مقام حوض کوثر ہوگا۔ اور میں اس جگہ بیٹھ کر حو

مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى
عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخْشَى
عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَا فَسُوا فِيهَا.

وَزَادَ بَعْضُهُمْ فَتَقْتَلُوا فَتُهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ
مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ (متفق علیہ) 3-2505

ض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور مجھے زمین کے خزانوں کی
چابیاں عطا کی گئیں ہیں۔ اور مجھے تمہارے بارے میں یہ
خوف نہیں ہے کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے۔
لیکن میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا داری میں ایک
دوسرے سے بڑھنے لگ جاؤ گے۔ اور بعض روایوں نے یہ

اضافہ کیا کہ تم ایک دوسرے سے قتال کرو گے اور ہلاک ہو جاؤ گے، جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ
پر بے پناہ انعامات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اکرم
میرے گھر میں میری باری کے دن میرے سینے اور حلق کے
درمیان فوت کئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات
کے قریب میرے لعاب دہن اور آپ کے لعاب دہن کو جمع
فرمایا (اور وہ اس طرح کہ) حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر
میرے پاس اندر آئے اور اس کے ہاتھ میں مسواک تھی۔
اور میں نے رسول اکرم کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں نے آپ کو
دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف متوجہ ہیں۔ میں جان گئی کہ
آپ مسواک کرنا چاہ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ
کے لیے مسواک لوں۔ آپ نے اثبات میں سر سے اشارہ
کیا۔ اور میں نے وہ مسواک آپ کو پکڑا دی۔ چنانچہ آپ
نے مسواک کرنا شروع کیا لیکن وہ آپ کے لئے سخت تھی۔
پھر میں نے پوچھا: کیا میں اسے آپ کے لئے نرم کر دوں؟

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيَّ
أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَفَّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي
وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَأَنَّ اللَّهَ جَمَعَ بَيْنَ
رَبْقِي وَرَبْقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ
الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَبِيَدِهِ سِوَاكٌ وَأَنَا
مُسْنِلَةٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ
وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اخْذْهُ
لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَأَشْتَدَّ عَلَيْهِ
وَقُلْتُ أَلَيْتُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَلَيْتَنِي
فَأَمْرَةٌ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فِيهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ
يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَقُولُ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ
فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتَّى قُبِضَ
وَمَالَتْ يَدُهُ (رواه البخاری) 4-2506

آپ نے اپنے سر سے ہاں کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں نے مسواک کو آپ کے لئے نرم کیا۔ آپ ﷺ نے اس کو (دانتوں پر
(پھیرا۔ اور آپ کے ہاتھوں کے درمیان پانی کا برتن تھا۔ آپ پانی میں اپنے ہاتھ ڈالتے اور اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ ملتے
رہے۔ اور کہنے لگے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ بلاشبہ سکراتِ موت برحق ہیں۔ پھر اپنا ہاتھ بلند کیا اور رفیقِ اعلیٰ کی دعا کر رہے تھے۔ حتیٰ
کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ اور آپ کا دست مبارک جھک گیا!!۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (قبل ازیں) رسول محترم

مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرَ بَيْنِ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ وَكَانَ فِي شُكُوَاهِ الَّذِي قُبِضَ
أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ
خَيْرٌ (متفق عليه) 5-2507

ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو مرض
الموت میں مبتلا کرنے سے پہلے دنیا اور آخرت کو پسند کرنے
کا اختیار نہ دیا گیا ہو، اور وہ بیماری جس میں آپ کی روح
مبارک قبض کی گئی یہ تھی کہ آپ ﷺ زبردست بھگی میں مبتلا
ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، مجھے ان لوگوں
کی معیت نصیب فرما جن پر تو نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء

صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ اس سے میں جان گئی کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قُتِلَ النَّبِيُّ يَتَغَشَّاهُ
الْكَرْبُ . فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَكَرَبَ أَبَاهَا فَقَالَ
لَهَا لَيْسَ عَلَى أَبِيكَ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا
مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ مِنْ
جَنَّتِ الْفِرْدَوْسِ مَاوَاهُ . يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِئِيلَ
نَعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ
أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْفُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ التُّرَابَ
(رواه البخاری) 6-2508

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شدید بیمار
ہوئے اور آپ ﷺ پر بیماری کی وجہ سے غشی طاری ہوئی تو
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پکاراٹھیں ہائے ابوجان کی تکلیف!
چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا آج کے بعد تیرے
باپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جب آپ ﷺ نے وفات پائی تو
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ ہائے ابا جان! آپ ﷺ
نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی۔ ابا جان! جنت آپ کا
مقام ہے۔ اے ابوجان ہم جبرائیل کو آپ ﷺ کی موت پر
منطع کرتے ہیں۔ پھر جب آپ ﷺ کو دفنایا گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، یا انس! تم نے رسول پر مٹی ڈالنے پر اپنے
آپ کو کیسے آمادہ کیا؟ (بخاری)

الفصل الثالث

تیسری فصل

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ إِنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ حَتَّى
يُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخِيرُ قَالَتْ عَائِشَةُ
فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فُحْدَى غُشِيَ عَلَيْهِ
ثُمَّ أَفَاقَ فَاشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ
اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قُلْتُ إِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا
قَالَتْ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم
ﷺ نے بحالت صحت فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کی روح
اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کو جنت میں
اس کے قیام کی جگہ کو دکھا نہیں دیا جاتا، پھر اس کو اختیار دیا
جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب
آپ پر سکرات موت کی کیفیت طاری ہوئی، تو آپ کا سر
مبارک میری ران پر تھا۔ آپ پر غشی غالب ہوئی۔ پھر آپ

يَحْدِثُنَا بِهِ وَهُوَ صَحِيحٌ فِي قَوْلِهِ أَنَّهُ لَنْ يُقْبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَ آخِرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ قَوْلُهُ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقُ الْاَعْلٰى (متفق عليه) 7-2509

ہوش میں آ گئے۔ پھر آپ نے نگاہیں چھت پر گاڑ دیں اور فرمایا اے اللہ! رفیق اعلیٰ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، کہ میں نے سمجھ لیا، کہ آپ اب ہمیں پسند نہیں فرمائیں گے اور جان لیا کہ یہ وہی بات ہے جس کا ذکر آپ ﷺ تندرستی کی حالت میں کیا کرتے تھے، کہ کسی نبی کی

روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک اس کو اس کے جنت میں مقام کا مشاہدہ نہ کر دیا جائے پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آخری بات جو آپ ﷺ نے فرمائی یہ تھی۔ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقُ الْاَعْلٰى۔ (بخاری)

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ اَلْمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْرٍ وَهَذَا أَوَانٌ وَجَدْتُ اِنْقِطَاعَ اَبْهَرِي مِنْ ذَالِكَ السَّمِ (رواه البخاری) 8-2510

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی روایت کرتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مرض الوفا میں فرمایا عائشہ! میں خیر میں کھائے گئے زہریلے کھانے کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں اور اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ اس زہر کے اثر سے میری شریان پھٹ رہی ہے۔ (بخاری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول معظم ﷺ پر سكرات موت طاری ہوئی، تو گھر میں بہت سے لوگ تھے۔ ان میں حضرت عمر بن خطابؓ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آؤ میں تمہیں ایک وصیت لکھ دوں، کہ اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ پر بیماری کا سخت غلبہ ہے اور تمہارے پاس قرآن مجید ہے اور اللہ کی کتاب تمہاری ہدایت کے لئے کافی ہے۔ گھروالوں نے اس پر اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ ان میں کچھ کی رائے تھی (قلم دوات) رسول اکرم ﷺ کے قریب لاؤ تا کہ آپ تمہارے لئے تحریر کروادیں۔ اور کچھ کی رائے حضرت عمرؓ کے قول کے مطابق تھی۔ جب شور اور اختلاف شدت اختیار کر گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھ سے دور ہٹ جاؤ۔ عبید اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے، کہ

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رَجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلُمُّوا اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ فَقَالَ عُمَرُ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ حَسْبُكُمْ كِتَابُ اللَّهِ فَاخْتَلَفَ اَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِئُوا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا اكْتَفَرُوا اَللَّفَطُ وَالْاِخْتِلَافُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُومُوا عَنِّي قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ اِنَّ الرِّزْيَةَ كُلَّ الرِّزْيَةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَبَيْنَ اَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذَالِكَ الْكِتَابَ لِاِخْتِلَافِهِمْ وَلَقَطِهِمْ .

وَفِي رِوَايَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْاُخُولِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ ثُمَّ بَكَى حَتَّى بَلَ دَمْعُهُ الْخَصْيَ قُلْتُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ قَالَ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعُهُ فَقَالَ اَتَتُونِي بِكَتِفٍ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيِّ تَنَازُعٍ فَقَالُوْا مَا شَأْنُهُ اَهْجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُونِيْ ذُرُونِيْ فَاَلَذِيْ اَنَافِيْهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ فَاَمَرَهُمْ بِغُلَبٍ فَقَالَ اَخْرِجُوْا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاجِزُوْا الْوَلَدَ بَنَحُوْ مَا كُنْتُ اُجِيزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَهَا فَتَسِيْتُهَا قَالَ سُفْيَانُ هَذَا مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ (متفق عليه) 10-2511

یہ انتہائی سخت پریشان کن امر تھا کہ صحابہ کرام ﷺ کا اختلاف اروشور و شغب حائل ہو گیا۔ دوسری روایت میں حضرت سلیمان بن ابی مسلم احوال نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ جمعرات کا دن کیسا سخت دن ہے؟ پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا، حتیٰ کہ زمین کی کنکریاں گیلی ہونے لگیں۔ سلیمان نے حضرت ابن عباس سے مخاطب ہو کر پوچھا، جمعرات کے دن کیا ہوا تھا؟ تو انہوں نے جواب اس دن رسول کی بیماری نے شدت اختیار کی تو آپ نے فرمایا، میرے پاس شانے کی ہڈی لاؤ کہ میں تمہیں تحریر لکھوا دوں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو گے۔ لیکن لوگ جھگڑنے لگے حالانکہ نبی کریم کے قریب جھگڑنا ان کے شایان شان نہ تھا۔ بعض صحابہ ﷺ کے کہا کہ رسول کا حال کیا ہے؟ آپ کو تنہا چھوڑ دیں۔ دوسروں نے کہا: آپ کی بات سمجھنی چاہیے۔

چنانچہ بعض صحابہ آپ کے قریب آئے، لیکن آپ نے فرمایا، مجھے تنہا چھوڑ دو۔ مجھے میرے حال پر رہنے دو۔ میں جس حال میں ہوں وہ اس سے بہتر ہے، جس کی طرف تم بلا تے ہو۔ آپ نے ان کو تین باتوں کا حکم دیا۔ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا اور بیرونی وفود کا اسی طرح خیال رکھنا جیسا میں رکھا کرتا تھا۔ سلیمان بن مسلم نے تیسری بات سے خاموشی اختیار کی، یا یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتائی، لیکن وہ بھول گئے۔ سفیان کا کہنا ہے کہ یہ سلیمان کا قول ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اَنْطَلِقْ بِنَا اِلَى اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا اَتَيْنَاهَا اِلَيْهَا بَكَّتْ فَقَالَا لَهَا مَا يَبْكِيْكَ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اِنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنْ مَا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِّرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَكِنْ اَبْكِيْ اَنْ الْوَحْيَ قَدْ اِنْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ

حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر ؓ نے حضرت عمر ؓ سے فرمایا کہ آئیے ہم حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کو چلیں جیسا کہ رسول اکرم ﷺ آپ کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ ان دونوں نے اس سے کہا: آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا آپ نہیں جانتیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اکرم ﷺ کا جو مقام ہے وہ بہت بہتر ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میرے رونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے مقام کو

سے وحی کا آنا قطع ہو گیا ہے۔ اس پر وہ دونوں بھی رونا ضبط نہ کر سکے اور ام ایمن کے ساتن رونے لگے۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ
وَأَرَأَيْتُمْ إِنْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاكَ لَوْ كَانَ
وَأَنَا حَيٌّ فَاسْتَغْفِرُكَ وَأَذْغُوكَ فَقَالَتْ
عَائِشَةُ وَأَنْتَ كَلِيَّةٌ وَاللَّهِ إِنِّي لَا ظَنُّكَ تُحِبُّ
مَوْتِي فَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَظَلَلْتُ آخِرَ يَوْمِكَ
مُعَرَّسًا بِنَعِصِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ هَلْ
أَنَا وَأَرَأَيْتُمْ إِنْ قَالَ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ
إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ
أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَا بَنِي اللَّهِ وَيَدْفَعُ
الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْتِي الْمُؤْمِنُونَ (رواہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ سر درد کے باعث کہہ اٹھیں، ہائے میرا سر! اس پر رسول اکرم نے فرمایا، اگر تجھے موت آجائے اور میں زندہ ہوں تو تیری لیے مغفرت طلب کروں گا۔ اور تیرے لئے دعا کروں گا چنانچہ حضرت عائشہ پکار اٹھیں، ہائے میں مرجاؤں، اللہ کی قسم! میرا یہ خیال ہے کہ آپ میری موت چاہتے ہیں، اگر ایسا ہو تو آپ ﷺ اسی دن اپنی کسی دوسری بیوی سے صحبت کریں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ فرمایا، نہیں بلکہ میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔ اور میرا قصد یا ارادہ ہے، کہ میں ابو بکر اور اس کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور وصیت کروں، تاکہ کوئی کہنے والا نہ کہے۔ اور کوئی خواہش کرنے والا خواہش نہ کرے۔ پھر فرمایا، اللہ

البخاری) 11-2513

تعالیٰ انکار کریں گے اور مومنین مدافعت کریں گے یا اللہ تعالیٰ مدافعت کریں گے۔ اور مومنین انکار کر دیں گے۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ مدینہ طیبہ کی تاریخ میں رسول محترم ﷺ کی تشریف آوری آمد بہار تھی۔
- ۲۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی رسول محترم کی وفات کو بھانپ چکے تھے۔
- ۳۔ رسول محترم ﷺ نے آٹھ سال بعد احد کے جاں نثاروں کے لیے الوداعی دعا فرمائی۔
- ۴۔ آپ ﷺ کا فرمان! اے میرے صحابہ میں تم میں دنیا داری پیدا ہونے کا اندیشہ محسوس کرتا ہوں۔
- ۵۔ رسول محترم ﷺ نے آخری وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چبائی ہوئی مسواک کی۔
- ۶۔ ہر نبی کی موت سے پہلے اسے جنت میں اس کا مقام دکھلایا جاتا ہے۔
- ۷۔ خیبر کے وقت زہر آلود لقمے کا آپ نے آخری وقت تک اثر محسوس فرمایا۔
- ۸۔ غشی کی حالت میں تحریر لکھوانے کا حکم دینے کے تین دن بعد تک آپ اس دنیا میں جلوہ گر رہے۔
- ۹۔ میرے بعد غیر ملکی وفود کا احترام کرنا اور مشرکین کو جزیرۃ العرب سے نکال دینا۔
- ۱۰۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح طور پر اشارے فرمائے۔

بَابُ الْمِيرَاثِ النَّبِيِّ ﷺ

باب نبی اکرم کی میراث

انبیاء کرام کے بے شمار اور ان گنت اوصاف میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے، کہ وہ عوامی اور دینی خدمت کے بدلے میں کسی سے ایک روپیہ تک لینے کے روادار نہیں ہوتے۔ وہ زندگی بھر ہر قسم کی خدمات بوجہ اللہ سرانجام دیا کرتے ہیں۔ کار نبوت کے بعد جو وقت انہیں میسر ہوتا ہے اس میں وہ اپنے لئے محنت و مشقت فرمایا کرتے تھے۔ اور ان کا مال متروکہ کسی وارث کا حصہ نہیں بن سکتا، بلکہ وہ صدقہ ہو جاتا ہے چنانچہ آپ نے وفات کے وقت اپنی بیٹی کھچی پونجی بیت المال کے حوالے کر دی۔ اسی کی روشنی میں وفات سے ایک دن پہلے اتوار کے دن نبی محترم ﷺ نے اپنے غلاموں کو آزا فرمایا اور جو سات دینار گھر میں موجود تھے وہ صدقہ کئے اور اپنا ذاتی جنگی اسلحہ مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کروایا۔ حالانکہ گھر کی حالت یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ نے دیا جلانے کے لئے اپنی پڑوسن سے تیل ادھا لیا۔

جہاں تک باغ فدک کا معاملہ ہے، جو خیبر کی فتح کے وقت آپ کے حصہ میں آیا تھا تو وہ اہل خانہ کے اخراجات کے لئے باقی چھوڑا۔ اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باغ فدک میں اپنی وراثت کا حصہ طلب کیا، تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپ ﷺ کا یہ فرمان سنایا، کہ انبیاء کی جائیداد کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ یہ سنتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مطمئن ہو گئیں۔ اور جب آپ ﷺ کی ازواج مطہرات یکے بعد دیگرے دنیا سے چل بسیں تو باغ فدک مسلمانوں کے عام بیت المال میں شامل کر لیا گیا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے ترک کے میں نہ درہم نہ دینار نہ بکریاں اور نہ ہی اونٹ چھوڑے۔ اور (اسی لئے) نہ ہی کوئی وصیت کی۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيرًا وَلَا أَوْصَى بِشَيْءٍ (رواه مسلم) 1-2514

حضرت عمرو رضی اللہ عنہما بن الحارث جو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہما کے بھائی تھے، بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی موت کے وقت دینار، درہم، غلام لونڈی یا اور کوئی چیز ترکہ میں نہ چھوڑی۔ ماسوائے ایک سفید خچر، کچھ ہتھیار اور زمین کے جس کو آپ ﷺ نے وقف کر دیا تھا۔ (بخاری)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ أَخِي جُوَيْرِيَةَ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهِ دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً (رواه البخاری) 2-2515

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا يَفْتَسِمُ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكَتُ بَعْدَ نَفْقَةِ نِسَائِي وَ مَوُؤَنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ (متفق عليه) 3-2516

عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَا نُورَثُ مَا تَرَكَنَاهُ صَدَقَةٌ (متفق عليه) 4-2517

عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ إِنْ أَرَادَ اللَّهُ إِذَا أَرَادَ رَحْمَةً أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهَا لَهَا فَرْطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَنَبِيَّهَا حَتَّىٰ فَا هَلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ فَأَقْرَ عَيْنِيهِ بِهَلَكَتِهَا حِينَ كَذَبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ (رواه مسلم) 5-2518

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَيَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ وَلَا يَرَانِي ثُمَّ لَأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ (رواه مسلم) 6-2519

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه کا بیان ہے کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ورثاء میرے بعد دینار تقسیم نہیں کریں گے۔ بلکہ میری بیویوں کے اخراجات اور میرے نائب کی ضروریات کے بعد جو بچے گا وہ صدقہ ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو بکر رضي الله عنه سے روایت ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم ورثہ نہیں چھوڑتے، بلکہ ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضي الله عنه کا بیان کرتے ہیں، کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بلا شک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی جماعت پر رحمت کا ارادہ فرماتے، تو ان کے نبی کو ان سے پہلے موت سے ہم کنار کرتا اور اسے ان کے لئے پیشگی انتظام کرنے والا اور آگے جانے والا بنا دیتا۔ اس کے برعکس جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو ہلاک کرنے کا ارادہ

کرتا تو اس کو اس کے نبی کی زندگی ہی میں اسکی آنکھوں کے سامنے عذاب میں مبتلا کر دیتا اور ان کی ہلاکت سے نبی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کیونکہ وہ اس کو جھٹلاتے اور اس کے احکام کی نافرمانی کرتے۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضي الله عنه کا بیان کرتے ہیں، کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، تم پر ایسا دور آنے والا ہے کہ تم مجھے نہیں دیکھو گے۔ پھر یہ کہ کوئی مجھے دیکھے اسے اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔ (مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ انبیاء اپنے پچھلے دنیا کا مال نہیں چھوڑا کرتے۔
- ۲۔ انبیاء کا ترکہ امت کا مال ہوتا ہے۔

بَابُ مُنَاقِبِ قُرَيْشٍ وَذِكْرِ الْقَبَائِلِ

باب مناقب قریش و ذکر القبائل

ہر قوم کی کچھ ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ قوموں میں ممتاز اور منفرد مقام حاصل کرتی ہیں۔ دنیا میں عرب اپنی عادات اور خصائل کے اعتبار سے منفرد مقام رکھتے ہیں اور عربوں میں قریش زمانہ جاہلیت میں بھی فیاض بہادر، مہمان نواز اور قوت گویائی میں منفرد تھے۔ پھر بیت اللہ کی تولیت کی وجہ سے وہ دنیا بھر میں مذہبی پیشوا اور رہنما سمجھے جاتے تھے۔ لوگ ان کے ساتھ تعلق اور ناتہ جوڑنا اپنے لیے باعث افتخار سمجھتے تھے۔

اس وجہ سے قریش مذہبی اور سیاسی قیادت کے منصب پر فائز تھے۔ آپ ﷺ نے اسی امتیاز کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ غیر مسلم قریش کفار میں اور مسلمان قریش صحابہ ﷺ میں ایک خاص مقام کے حامل ہیں۔ یہ بات بھی خبر کے طور پر ارشاد فرمائی کہ قریش میں بارہ خلفا ایسے ہوں گے کہ جن کی وجہ سے لوگ امن و سکون محسوس کریں گے۔ آپ ﷺ کے فرمان کا یہ معنی نہیں کہ پوری دنیا میں صرف قریش کو ہی حکمرانی کا حق حاصل ہے۔ آپ ﷺ کے ارشادات اور ان کے سیاق و سباق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زمانے میں صلاحیتوں کے اعتبار سے قریش ہی ایسی قوم تھی جو عرب کی قیادت کر سکتی تھی۔ بعض اہل علم نے آپ ﷺ کے ارشادات سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے کہ شرعی طور پر قیادت کا حق صرف قریش کو حاصل ہے۔ جبکہ مسلمانوں کی تاریخ اس بات کی تائید نہیں کرتی اور نہ ہی محدثین نے اس نقطہ نظر کی تائید کی۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا 'قریش کا معاملہ ایسا ہے کہ سب لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں قریش کے مسلمانوں کی دوسرے مسلمان پیروی کرتے ہیں۔ اور قریش کے کافروں کے تابعداری کافر قریش کرتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ تمام عرب خیر و شر میں قریش کے پیروکار ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا، یہ معاملہ خلافت کا ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جب تک ان میں سے دو بھی (اسلام پر) باقی ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ النَّاسُ تَبَعَ لِقُرَيْشٍ فِي هَذَا الشَّانِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعَ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعَ لِكَافِرِهِمْ (متفق عليه) 1-2520

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ النَّاسُ تَبَعَ لِقُرَيْشٍ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ (رواه مسلم) 2-2521

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا بَقِيَ مِنْهُمْ إِنَّا نَأْتِي (متفق عليه) 3-2522

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهَ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوا الدِّينَ (رواه البخاری) 4-2523

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ لَا يَزَالُ الْإِسْلَامُ عَزِيزًا إِلَى اِنْتَى عَشْرٍ خَلِيفَةٍ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ أَمْرُ النَّاسِ مَاضِيًا مَا وَلِيَهُمْ اِنْنَا عَشْرَ رَجُلًا كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَزَالُ الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ يَكُونُ عَلَيْهِمُ اِنْنَا عَشْرَ خَلِيفَةٍ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ (متفق علیہ) 5-2524

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم غَفَارٌ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا وَأَسْلَمٌ سَأَلَهَا اللَّهُ وَغَضِيَّةُ غَضِبَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ (متفق علیہ) 6-2525

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمٌ وَغِفَارٌ وَأَشْجَعُ مَوَالِي لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ (متفق علیہ) 7-2526

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَسْلَمٌ وَغِفَارٌ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ وَمِنْ بَنِي عَامِرٍ وَالْحَلِيفِيُّنَ مِنْ بَنِي أَسَدٍ وَغُظَفَانٍ (متفق علیہ) 8-2527

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ مَا زِلْتُ أَحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، بلا شبہ یہ معاملہ خلافت قریش میں رہے گا جب تک وہ دین کو قائم رکھیں گے۔ ان سے دشمنی کرنے والے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل گرا دے گا۔ (بخاری)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، بارہ خلیفوں تک اسلام غالب رہے گا اور وہ سب قریشی ہوں گے اور دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا۔ جب تک ان پر بارہ خلیفے ہوں گے اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ ایک اور روایت میں ہے قیامت قائم ہونے تک دین اسلام قائم رہے گا یا جب تک ان پر بارہ قریشی خلفاء حکومت نہ کر لیں گے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اسلم قبیلہ کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اور عصبہ! اس نے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، غفار اور اشجع میرے دوست ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے علاوہ ان کا کوئی دوست نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قبائل اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ قبائل بنو تمیم، بنو عامر اور ان کے دو حلیف قبائل بنو اسد اور بنو غطفان سے کہیں بہتر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں بنو تمیم سے اس وقت سے محبوب رکھتا ہوں جب سے میں نے رسول اللہ

يَقُولُ فِيهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ هُمْ أَشْدُّ أَمْنِي عَلَى
الدُّجَالِ قَالَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةً
مِنْهُمْ عِنْدَ عَالِشَةَ فَقَالَ أَعْتَقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ
إِسْمَاعِيلَ (متفق عليه) 9-2528

ﷺ سے ان کی تین خوبیاں بیان فرماتے ہوئے سنا۔ میں
رسول اکرم ﷺ کو ان کے بارے میں یہ فرماتے سنا کہ میری
امت میں سے دجال پر بہت سخت ہوں گے۔ ابو ہریرہ ؓ
بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے صدقات آئے تو رسول
ﷺ نے فرمایا یہ میری قوم کے صدقات ہیں، نیز حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بنو تمیم کی ایک عورت لونڈی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا، عائشہ اس کو آزاد کر دے تحقیق یہ حضرت
اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ (بخاری و مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطِيعٍ ؓ عَنْ أَبِيهِ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ
لَا يُقْتَلُ قُرَشِيٌّ صَبْرًا بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ (رواه مسلم) 10-2529

حضرت عبداللہ بن مطیع ؓ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں۔
میں نے رسول محترم ﷺ کو فتح مکہ کے دن یہ فرماتے سنا آج
کے دن سے لے کر قیامت تک کسی قریشی کو باندھ کے آج
کے دن سے یوم قیامت تک قتل نہ کیا جائے۔ (مسلم)

حضرت ابو نوفل، معاویہ بن مسلم ؓ نے بتایا کہ میں نے
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عقبہ المدینہ پر جہاں
سے قریش اور دوسرے لوگوں کا گزرتھا لٹکا دیکھا۔ جب
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی لاش کے قریب
سے گزرے تو وہاں رک گئے اور تین دفعہ فرمایا، ابو خبیب!
السلام علیکم، اللہ کی قسم! میں اس سے تجھے منع کیا کرتا تھا اور اللہ
تعالیٰ کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے تو بہت زیادہ روزے رکھنے
والا بہت زیادہ رات کو قیام کرنے والا بہت زیادہ صلہ رحمی
کرنے والا تھا۔ اللہ کی قسم! سن لو، وہ گروہ جو تجھے برا سمجھتا ہے
وہ خود بدترین ہے دوسری روایت میں ہے کیا یہ لوگ اچھے ہو
سکتے ہیں؟ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما چلے گئے۔ حجاج کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
کے وہاں ٹھہرنے اور فرمان کی اطلاع حجاج تک پہنچی تو اس

وَعَنْ أَبِي نُوَيْلٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ مُسْلِمٍ ؓ قَالَ
رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ عَلَى عَقَبَةِ
الْمَدِينَةِ قَالَ فَجَعَلْتُ قُرَيْشٌ تَمُرُّ عَلَيْهِ
وَالنَّاسُ حَتَّى مَرَّ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ
فَوَلَّفَ عَلَيْهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَبَا خُبَيْبٍ السَّلَامُ عَلَيْكَ
أَبَا خُبَيْبٍ أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ
هَذَا أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هَذَا أَمَا
وَاللَّهِ لَقَدْ كُنْتُ أَنْهَاكَ عَنْ هَذَا أَمَا وَاللَّهِ أَنِ
كُنْتُ مَا عَلِمْتُ صَوَامًا قَوَامًا وَصَوًّا لَا لِلرَّحِمِ
أَمَا وَاللَّهِ لَا مَآءَ أَنْتَ شَرُّهَا لَا مَآءَ سُوءٍ وَفِي
رَوَايَةٍ لَا مَآءَ خَيْرٍ ثُمَّ نَفَذَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ فَبَلَغَ
الْحَجَّاجَ مَوْقِفَ عَبْدِ اللَّهِ وَقَوْلُهُ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ

فَأَنْزَلَ عَنْ جِذْعِهِ فَأَلْقَى فِي قُبُورِ الْيَهُودِ ثُمَّ
 أَرْسَلَ إِلَى أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ فَأَبَتْ أَنْ
 تَأْتِيَهُ فَأَعَادَ عَلَيْهَا الرَّسُولَ لَتَأْتِيَنِي أَوْ لَا بَعَثَنُ
 إِلَيْكَ مَنْ يُسْحَبُكَ بِقُرُونِكَ قَالَ فَأَبَتْ
 وَقَالَتْ وَاللَّهِ لَا تِلْكَ حَتَّى تَبْعَثَ إِلَيَّ مَنْ
 يُسْحَبُنِي بِقُرُونِي قَالَ فَقَالَ أَرُونِي سَبْعِي
 فَأَخَذَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَتَوَذَّعُ حَتَّى دَخَلَ
 عَلَيْهَا فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتِي صَنَعْتُ بَعْدَ وَاللَّهِ
 قَالَتْ رَأَيْتُكَ أَفْسَدْتَ عَلَيْهِ دُنْيَاهُ وَأَفْسَدَ
 عَلَيْكَ أَخِرَتَكَ بَلَّغْنِي أَنَّكَ تَقُولُ لَه
 يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ أَنَا وَاللَّهِ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ
 أَمَا أَحَدُهُمَا فَكُنْتُ بِهِ أَرْفَعُ طَعَامَ رَسُولِ
 اللَّهِ ﷺ وَطَعَامَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ اللُّوَابِ وَأَمَّا
 الْآخَرُ فِطَاطِي الْمَرْأَةِ الْعِي لَا تَسْتَعْفِنِي عَنْهُ
 أَمَا إِنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنْ فِي تَقْنِيفِ
 كَذَابًا وَمُبِيرًا أَلَمَّا الْكُذَّابُ فَرَأَيْنَاهُ وَأَمَّا
 الْمُبِيرُ فَلَا أَعْمَالَكَ إِلَّا إِيَّاهُ قَالَ فَقَامَ عَنْهَا
 فَلَمْ يُرَاجِعْهَا (رواه مسلم) 11-2530

نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو جس تے سے
 لٹکایا تھا اتارا کر یہودی قبروں میں پھینکوا دیا۔ پھر ان کی والدہ
 حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو بلوا بھیجا۔ انہوں نے
 اس کے پاس آنے سے انکار کر دیا، پھر اس نے دوبارہ قاصد
 بھیجا کہ تجھے ہر حال میں میرے پاس آنا ہوگا بصورت دیگر
 میں ایسے اشخاص تیرے پاس بھیجوں گا جو تجھے سر کے بالوں
 سے گھسیٹ کر لائیں گے۔ ابو نوفل نے بتایا کہ حضرت اسماء
 رضی اللہ عنہا نے پھر انکار کر دیا اور فرمایا اللہ کی قسم! میں اس
 وقت تک تیرے پاس نہیں آؤں گی جب تک تو ایسے لوگ نہ
 بھیجے جو مجھے میری چوٹیوں سے گھسیٹ کر لے جائیں۔ نوفل کا
 بیان ہے کہ حجاج نے کہا، میرا جوتا لاؤ۔ وہ جوتا پہن کر اور تیز
 تیز چلتے ہوئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور کہنے
 لگا، تو نے دیکھا میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
 حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا، میں سمجھتی ہوں کہ تو نے
 اس کی دینا خراب کی لیکن اس نے تیری آخرت تباہ کر دی۔
 مجھے تمہاری یہ بات معلوم ہے کہ تو اسے دو کمر بند والی کا بیٹا کہہ
 کر پکارتا ہے۔ اللہ کو قسم! میں ذات الطاقین ہوں۔ ہاں ان
 میں سے ایک میں رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق

ؓ کا کھانا باندھ کر مویشیوں کے ذریعے بھیجتی تھی اور دوسرے کو بطور پٹنی باندھتی تھی جس سے کسی عورت ذات کو مفر نہیں۔ البتہ
 سن لو! کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، قبیلہ ثقیف میں ایک جھوٹا اور ایک ظالم ہوگا۔ جہاں تک جھوٹے کا تعلق ہے وہ ہم نے دیکھ
 لیا اور رہا ظالم تو میرا خیال ہے کہ وہ تم ہی ہو۔ ابو نوفل کہتے ہیں کہ حجاج کھڑا ہوا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو کوئی جواب نہ دے
 سکا۔ (مسلم)

حضرت نافع ؓ نے بتایا کہ دو آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ
 عنہما کے پاس حضرت ابن زبیر کے خروج کے متعلق بات
 کرنے کے لیے آئے اور انہوں نے کہا کہ لوگوں کے کام

وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ ؓ آتَاهُ رَجُلَانِ فِي
 فِئْتَةِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوا مَا تُرَى
 وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ رَسُولٍ

اللَّهُ عَلَيْهِ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ
يَمْنَعُنِي أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيَّ دَمَ أَخِي الْمُسْلِمِ
قَالَا أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ تَعَالَى وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى
لَا تَكُونَ فِتْنَةً فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ قَاتَلْنَا حَتَّى لَمْ
تَكُنْ فِتْنَةً وَالَّذِينَ لِلَّهِ وَأَنْتُمْ تُرِيدُونَ أَنْ
تُقَاتِلُوا حَتَّى تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الَّذِينَ
لِغَيْرِ اللَّهِ (رواه البخاری) 12-2531

آپ نے دیکھ لیے آپ حضرت عمرؓ کے صاحب زادے
اور نبی محترم ﷺ کے صحابی ہیں۔ آپ کیوں نہیں باہر نکلتے۔
تمہیں کس بات نے روکا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی
اللہ عنہما نے فرمایا، مجھے اس بات نے روکا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے مجھ پر اپنے مسلمان بھائی کا خون حرام کیا ہے۔ وہ دونوں
کہنے لگے، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا، ان سے جنگ کرو
حتیٰ کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ

عنہما نے جواب دیا، بلاشبہ ہم فتنہ کے خاتمہ تک قتال کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ کا دین غالب ہو گیا اور دین اسلام کے لئے
ہو گیا۔ اور تم یہ چاہتے ہو کہ وہ لڑیں تاکہ فتنہ ابھرائے اور دین اللہ کے علاوہ کسی غیر کا ہو جائے۔ (بخاری)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ
عُمَرَ الدَّوْسِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ
دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ وَعَصَتْ وَأَبَتْ فَأَدْعُ اللَّهَ
عَلَيْهِمْ فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُو أَعْلِيَهُمْ فَقَالَ
اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَاتِّبِ بِهِمْ (متفق
عليه) 13-2532

حضرت ابو ہریرہؓ کے بتایا کہ حضرت طفیل بن عمرو الدوسی
ﷺ رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں تشریف لائے
اور کہنے لگے کہ قبیلہ دوس ہلاک ہو گیا۔ اس نے نافرمانی کی
اور انکار کیا۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں بددعا
فرمائیے۔ لوگوں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ ان کے لیے
بددعا کریں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی۔ بار

الحق اقبیلہ دوس کو ہدایت دے اور ان کو دین کی طرف لے آ۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ قریش کفر اور اسلام میں رہنما تھے۔
- ۲۔ بارہ خلفا قریشی ہوں گے۔
- ۳۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بڑی حوصلہ مند اور بہادر عورت تھیں۔



بَابُ مَنَاقِبِ الصَّحَابَةِ ۞ أَجْمَعِينَ

فضائل صحابہ

دنیا جن حقائق کو متفقہ طور پر تسلیم کرتی ہے ان میں ایک نمایاں حقیقت یہ ہے کہ انسان کائنات میں سب مخلوقات سے اعلیٰ اور اشرف ہے اور پھر پوری انسانیت میں شرف کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے فرستادہ افراد انبیائے کرام علیہم السلام ہیں اور انبیاء کے بعد ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔ ہر دور کے نیک اور ہر نبی کے ساتھیوں میں رسول محترم ﷺ کے رفقاء صحابہ کرام کا مقام منفرد اور جداگانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے ایمان کو رہتی دنیا تک کوئی اور صحابہ کرام ۞ کی مخالفت کرنے والوں کو احمق اور مخالفت برائے مخالفت کرنے والا قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام ۞ کا مقام بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میرے صحابہ آسمان رشد و ہدایت پر چمکتے ہوئے ستارے ہیں۔

صحابہ کے اخلاص کی وجہ سے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بعد کے لوگ اگر احد پہاڑ کے برابر صدقہ کریں تو وہ اخلاص اور ثواب کے طور پر میرے صحابی کے ایک کلوگرام صدقہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام وہ عظیم المرتبت اور سعادت مند لوگ ہیں، جنہوں نے براہ راست آفتاب نبوت کی ضیا پاشیوں سے اپنے دلوں کو منور کیا۔ اور انہیں یہ سعادت عظمیٰ بھی حاصل ہوئی، کہ وہ میدان جہاد میں نبی آخر الزماں کے یمن و یار بنے اور انہوں نے رسول معظم ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین کے لئے وہ پر خلوص بے مثال اور لازوال قربانیاں پیش کیں، جن کی نظیر قیامت تک انسانی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ اس لیے قرآن حکیم نے انہیں اس تمغہ اور لقب سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوا اور وہ اپنے رب پر خوش ہوئے۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابوسعید ۞ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو تم برا بھلا مت کہو۔ کیونکہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو صحابہ کرام ۞ کے مد (نصف کلوگرام تقریباً) اور آدھے مد (چوتھائی کلوگرام) کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو بردہ رحمہ اللہ تعالیٰ ۞ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا اور آپ ﷺ اکثر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے۔ فرمایا، ستارے آسمان کے لیے امن کی ضمانت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ۞ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَتَفَقَّ مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ (متفق علیہ) 1-2533

وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ ۞ قَالَ رَفَعَ يَدَا النَّبِيِّ ﷺ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُومُ أَمْنَةٌ لِلْسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى

السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ وَآنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي
فَإِذَا ذَهَبْتُ أَنَا أَلَى أَصْحَابِي مَا يُوْعَدُونَ
وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمْتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي
أَلَى أُمْتِي مَا يُوْعَدُونَ (رواه مسلم) 2-2534

ہیں۔ جب آسمان کے ستارے ٹوٹ جائیں گے تو آسمان
کے لیے (پھٹ جانے کے) وعدے کا وقت آ جائے گا۔ اور
میں اپنے اصحاب ؓ کے لیے باعث امن ہوں۔ جب میں
چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب ان آزمائشوں سے دو چار
ہوں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میرے صحابہ میری امت کے لیے امن کا سبب ہیں۔ اور جب میرے صحابہ اٹھ

جائیں گے تو میری امت بتائے گئے فتنوں سے دو چار ہوگی۔
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو
فِتْنَامَ مِنَ النَّاسِ فَيَقُولُونَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ صَاحِبِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ
يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِتْنَامَ مِنَ النَّاسِ
فَيَقَالُ هَلْ فِيكُمْ مِنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي
عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِتْنَامَ مِنَ النَّاسِ فَيَقَالُ
هَلْ فِيكُمْ مِنْ صَاحِبٍ مِنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَفْتَحُ
لَهُمْ (متفق عليه).

حضرت ابو سعید خدری ؓ کا بیان ہے: رسول معظم ﷺ نے
فرمایا: مسلمانوں پر ایسا وقت آئے گا، کہ ان کا ایک گروہ اللہ کے
راستے میں لڑائی کرے گا۔ یہ جہاد کرنے والے پوچھیں گے، کیا
تم میں کوئی ایسا ہے جس کو رسول اللہ کی صحبت نصیب ہوئی ہو؟
وہ جواب دیں گے۔ ہاں چنانچہ اس صحابی کی برکت سے ان کو فتح
نصیب ہوگی۔ پھر مسلمانوں پر ایسا وقت آ پڑے گا کہ ان کا ایک
گروہ اللہ کے راستے میں لڑائی لڑے گا۔ پوچھا جائے گا، کیا تم
میں کوئی ایسا ہے جس کو اصحاب رسول کی صحبت حاصل ہوئی
(یعنی تابعی ہے)؟ وہ جواب دیں گے ہاں۔ تو ان کو فتح نصیب
ہو جائے گی۔ پھر مسلمانوں پر ایک ایسا دور آئے گا، کہ ان کی
ایک جماعت جہاد فی سبیل اللہ کرے گی۔ پوچھا جائے گا کیا تم
میں کوئی ایسا شخص ہے جس کو کسی اصحاب رسول کے (یعنی تابعی
کی صحبت میسر آئی) (یعنی تبع تابعی)؟ بتایا جائے گا، ہاں۔ تو
وہ بھی فتح یاب ہوں گے۔ (بخاری و مسلم) مسلم کی دوسری
روایت ہے۔ مسلمانوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسلمانوں کا
ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ وہ کہیں گے دیکھو تم میں کوئی صحابی رسول
ہے؟ چنانچہ وہ ایک صحابی پائیں گے تو انہیں فتح حاصل ہوگی۔
پھر دوسرا لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ دریافت کریں گے کیا تم میں
کوئی ایسا شخص ہے جس نے کسی صحابی رسول کو پایا ہو؟ چنانچہ ان
کو کامیابی حاصل ہوگی۔ پھر تیسرا لشکر بھیجا جائے گا تو لوگ

وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ
يُيَعَثُّ مِنْهُمْ الْبَعْثُ فَيَقُولُونَ انْظُرُوا هَلْ
تَجِدُونَ فِيكُمْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيَفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُيَعَثُّ
الْبَعْثُ الثَّانِي فَيَقُولُونَ هَلْ فِيهِمْ مَنْ رَأَى
أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يُيَعَثُّ
الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَيَقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ فِيهِمْ
مَنْ رَأَى مَنْ رَأَى أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ
يَكُونُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَيَقَالُ انْظُرُوا هَلْ تَرَوْنَ

فِيهِمْ أَحَدًا رَأَى مَنْ رَأَى أَحَدًا رَأَى أَنَسَحَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَيُوجَدُ الرَّجُلُ فَيُفْتَحُ لَهُ. 3-2535

پوچھیں گے کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہو جو صحابی رسول کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو؟ وہ ایسا شخص پائیں گے اور وہ فتح یاب ہوں گے۔ پھر چوتھا

لشکر بھیجا جائے گا۔ ان سے پوچھا جائے گا، کیا تم میں صحابہ کرام کے شاگردوں کا کوئی شاگرد ہے؟ تو وہ ایسا شخص دیکھیں گے۔ تو وہ فتح سے ہمکنار ہوں گے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الدِّينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الدِّينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ إِنَّ بَعَثَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَعْشَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ وَيَنْدُرُونَ وَلَا يَفُونَ وَيُظْهَرُ فِيهِمُ السَّمَنُ. وَفِي رِوَايَةٍ وَيَخْلِفُونَ وَلَا يُسْتَحْلَفُونَ (متفق علیہ).

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، میرے دور کے لوگ (صحابہ) سب سے بہتر ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے لیکن ان کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی۔ وہ خیانت کریں گے اور وہ اٹین نہیں ہوں گے۔ وہ نذر مانیں گے لیکن انہیں پورا نہ کریں گے۔ اور ان میں موٹا پا آ جائے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ وہ قسمیں اٹھائیں گے حالانکہ ان سے قسم کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَخْلِفُ قَوْمٌ يُحِبُّونَ السَّمَانَةَ. 4-2536

(بخاری و مسلم) مسلم کی روایت میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو موٹا پے کو پسند کریں گے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ اخلاص کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کا آدھا صدقہ لوگوں کے احاد پہاڑ کے برابر صدقہ سے افضل و بہتر ہے۔
- ۲۔ رسول کریم ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے رحمت مجسم اور صحابہ رضی اللہ عنہم لوگوں کے لیے امن کے ذریعہ تھے۔
- ۳۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ بھی باعث برکت لوگ تھے۔
- ۴۔ دنیا میں آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے دور سب سے بہتر ہیں۔



بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ

باب مناقب ابی بکر

قوموں اور جماعتوں کا نظام اس وقت تک ہی صحیح سمجھا جاسکتا ہے جب تک ان کو چلانے کے لیے صحیح قیادت کا صحیح طریقہ سے انتخاب کیا جائے۔ ہر دور کا رسول اپنی قوم بالخصوص اپنے ماننے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب قائد ہوا کرتا تھا۔ اور ان کے مشن کو آگے چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ ہر نبی کے بعد اس کی تائید و حمایت کے لیے رسول بھیجا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ رسول محترم نبی آخر الزماں ﷺ ہیں اور آپ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ مکمل ہوا۔ اس لیے ضروری تھا کہ آپ ﷺ اس نظام کو چلانے کے لیے اپنے بعد ایسی قیادت مہیا فرماتے جس سے نظام اور قیادت کا تسلسل جاری رہتا۔ لیکن دوسری طرف شاید آپ ﷺ نے لوگوں کے جمہوری حق کو برقرار رکھنا تھا۔ رسول محترم ﷺ نے اپنے بعد سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے واضح اشارات دیے لیکن بالکل نامزدگی کا انداز اختیار نہیں فرمایا۔

تاہم قرآن مجید کے ارشادات کی روشنی میں آپ ﷺ نے کردار اخلاص اور ایمان کی بنیاد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں درجہ بندی فرمائی۔ مردوں میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے تھے۔ اور وہ اخلاص خدمات اور آپ ﷺ کے ساتھ ذاتی تعلق کی بناء پر بھی سب سے آگے تھے اس لئے آپ ﷺ نے ان کو اپنے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر کے اس بات پر اطمینان کا اظہار فرمایا کہ میرے بعد لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جب ثقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے مسئلہ پر بحث ہو رہی تھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے، لوگوں کو ان کی خلافت کی طرف متوجہ کیا تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی سنتے ہی لوگ یکبارگی ان کی بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے۔ بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں بیعت عام کا اہتمام بھی فرمایا۔ منصب خلافت سنبھالنے کے بعد انہوں نے پیش آمدہ مسائل اور بحرانوں پر اس طرح بردباری، سمجھداری اور منصوبہ بندی سے قابو پایا کہ صحابہ پکاراٹھے کہ اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنتے تو یہ امت گمراہی کا شکار ہو جاتی۔

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں خلفاء کی حقیقی درجہ بندی یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے حق دار ٹھہرتے ہیں۔ اس ترتیب اور درجہ بندی پر شیعہ حضرات کے سوا پوری امت ہر دور میں متفق رہی ہے۔ اور تا قیام قیامت اس درجہ بندی میں کوئی تقدم و تاخیر نہیں کر سکتا اور جو شخص اس ترتیب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ حقیقتاً رسول محترم ﷺ کے انتخاب پر اعتراض کرنے کا مرتکب ہوتا ہے۔ ایسے شخص کی سوچ ہی نہیں ایمان بھی محل نظر ہے، اسے اپنی سوچ اور اعتقاد پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

حضرت ابو بکر ؓ کے ذاتی اوصاف

پر جمال چہرہ روشن اور کشادہ پیشانی، دراز قامت، دبلا جسم، مفکرانہ چال ڈھال، صداقت اور شرافت کا مجسمہ فیاضی اور دریادلی کا پتلا عزم و استقلال کے حامل زندگی کی ابتدا اور انتہا تک کبیرہ گناہوں سے بچنے والا، حبیب کردگار کے سفر و حضر اور قبر و حشر کے ساتھی سب سے زیادہ آپ ﷺ کے فداکار اور جانثار حضرت صدیق اکبر ؓ کا نام متیق اور کنیت از اسلام اور اسلام لانے کے بعد صدیق لقب پایا۔ والد گرامی کا نام ابو قحافہ عثمان تھا۔

ان کا شرف عظیم یہ ہے کہ پورے کا پورا خاندان مشرف بہ اسلام ہوا۔ دو سال تین ماہ دس دن خلیفۃ الرسول ﷺ ہونے کا شرف پایا۔ ۱۳ ہجری ۲۱ جمادی الاولیٰ بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۲ء پیر کے دن مغرب کے قریب رسول اللہ ﷺ جتنی تریسٹھ (۶۳) سال عمر گزار کر آپ ﷺ کے پہلے قبر کی آغوش میں آسودہ حال ہوئے۔ اور انہوں نے خلافت کی بنیادیں اس قدر گہری اور مضبوط کیں کہ آگے چل کر سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ اسلام کو دنیا میں چار سو پھیلانے میں کامیاب ہوئے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حقیقت یہ ہے کہ تمام لوگوں سے رفاقت اور مالی لحاظ سے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے مجھ پر زیادہ احسان ہیں۔ اور بخاری شریف میں ابا بکر ؓ (نصی حالت) منقول ہے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا، اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور مودت کافی ہے۔ مسجد میں حضرت ابو بکر ؓ کے دروازہ کے علاوہ کوئی دروازہ نہ رہنے دیا جائے۔ دوسری روایت میں ہے میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب (یعنی رسول اللہ ﷺ) کو اپنا خلیل بنا لیا ہے۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنْ أَمْنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ.

وَعِنْدَ الْبَخَارِيِّ أَبِي بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبِي بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنْ أَخُوهُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ لَا تُبْقِينَ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةً إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ.

وَفِي رِوَايَةٍ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي لَاتَّخَذْتُ أَبِي بَكْرٍ خَلِيلًا (متفق عليه)

1-2537

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبِي بَكْرٍ خَلِيلًا وَلَكِنَّهُ أَخِي وَصَاحِبِي وَقَدْ اتَّخَذَ اللَّهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا (رواه مسلم)

2-2538

عربی میں خلیل اس دلی دوست کو کہتے ہیں۔ جس سے زیادہ کسی کے ساتھ محبت نہ ہو۔ پیغمبر کے دل میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کی محبت نہیں ہو سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنالیا ہے لہذا ابوبکر میرے ساتھی اور بھائی ہیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ، أَدْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ أَبَاكَ وَأَخَاكَ حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا لِيَأْتِي أَخَاكَ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولَ قَائِلًا أَنَا وَلَا وَيَأْتِي اللَّهَ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ (رواه مسلم) 3-2539

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول ﷺ نے اپنی مرضی الوقات میں فرمایا، کہ اپنے باپ ابوبکر ﷺ اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو میرے پاس بلاؤ۔ تاکہ میں انہیں تحریر لکھوادوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ (خلافت کی) تمنا کرنے والے تمنا کریں گے اور کہنے والا کہے گا کہ میرے سوا اور کوئی نہیں۔ جب کہ اللہ اور تمام مومنین حضرت ابوبکر ﷺ کے علاوہ سب کا انکار کرتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت جبیر بن مطعم ﷺ فرماتے ہیں، کہ ایک عورت نبی محترم ﷺ کی خدمت اقدس میں آئی اور اس نے کسی کام کے بارے آپ سے عرض کیا تو آپ نے اسے پھر آنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا کہ اس کا اشارہ آپ کی وفات کی طرف تھا آپ ﷺ نے فرمایا، اگر تو مجھ سے نہ پاؤں تو ابوبکر کے پاس آ جانا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرو بن عاص ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہیں نبی معظم ﷺ نے ذات السلاسل کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ وہ بتاتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ آپ ﷺ کو انسانوں میں کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا عائشہ۔ میں نے پوچھا مردوں میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا باپ۔ میں نے پوچھا ان کے

وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺ قَالَ آتَتْ النَّبِيَّ ﷺ امْرَأَةٌ فَكَلِمَةً فِي شَيْءٍ فَلَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ كَاتِبًا تُرِيدُ الْمَوْتَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَلْتِي أَبَا بَكْرٍ (متفق عليه) 4-2540

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَحَثَهُ عَلَى جَنْبِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَاتَّيَعْتُ لَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبَوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَقَدْ رَجَعْنَا لَسَكْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُجْعَلَنِي فِي الْآخِرِينَ (متفق عليه) 5-2541

بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا! عمر۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ اور لوگوں کے نام گوائے۔ میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ کہیں مجھے سب سے آخر میں نہ رکھ دیا جائے۔ (بخاری، مسلم)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ ﷺ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے

أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ
قُلْتُ لَمْ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ
عُثْمَانُ قُلْتُ لَمْ أَنْتَ قَالَ مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِّنَ
الْمُسْلِمِينَ (رواه البخاری) 6-2542

آپ ﷺ حضرت عثمان کا نام لیں گے، اس لیے دریافت فرمایا، پھر آپ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں تو ایک عام مسلمان ہوں۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا فِي
زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا ثُمَّ
عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ تَتْرُكُ أَصْحَابَ
النَّبِيِّ ﷺ لَا تَفْضِلُ بَيْنَهُمْ (رواه البخاری)
7-2543

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کسی کو بھی حضرت ابو بکر ﷺ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے بعد حضرت عمر ﷺ ان کے بعد حضرت عثمان ﷺ ان کے بعد ہم اصحاب نبی ﷺ کو یکساں سمجھتے تھے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

یہ تو صحابہ کا اپنا خیال ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو آپ ﷺ کا یہ ارشاد نہیں پہنچا تھا ورنہ وہ یہ بات نہ فرماتے۔ کیوں کہ آپ ﷺ نے واضح طور پر حضرت علی ﷺ کا چوتھا مقام بیان فرمایا ہے۔

خلاصہ باب

- ۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابو بکر ﷺ میرا بھائی اور ساتھی ہے۔
- ۲۔ رسول محترم ﷺ نے حضرت ابو بکر ﷺ کی خلافت کے لیے واضح اشارے فرمائے۔
- ۳۔ رسول معظم ﷺ اپنے بعد حضرت ابو بکر ﷺ کا درجہ سمجھتے تھے۔
- ۴۔ حضرت ابو بکر ﷺ کا امت میں پہلا درجہ ہے۔
- ۵۔ امت میں پہلا درجہ حضرت ابو بکر ﷺ دوسرا حضرت عمر ﷺ اور تیسرا حضرت عثمان ﷺ کا اور چوتھا حضرت علی ﷺ کا ہے۔



بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

حضرت عمرؓ کے فضائل

سرو قامت، مجمع میں کھڑے ہوں تو ابھرتا ہوا سراپا، سرخ و سفید رنگت، چہرہ پر جلال اور جمال، بھرپور خوشنما داڑھی، گفتگو میں دبدبہ، چال چلن میں اعتماد اور وقار، غیرت و خودداری کے پیکر، ہمالیہ کا سا بلند حوصلہ، معاملہ فہمی میں کمال، مذہبی سیاسی اور فوجداری امور کے ماہر، بین الاقوامی سفارت کے حامل امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن الخطاب تاریخ اسلام کے ماتھے کا جھومر تھے۔ خلیفہ دوم کی حیثیت سے تریسٹھ سال کی عمر میں پیر کے دن فوت ہوئے، اور رسول اللہ ﷺ کے حجرہ مبارک میں آپ ﷺ کے پہلو میں آرام گاہ پائی۔

رسول معظم ﷺ نے پوری امت میں سیدنا حضرت عمرؓ کا دوسرا درجہ قرار دیا۔ سیدنا عمرؓ صحابہ کرامؓ میں الہامی شخصیت، خصوصی اوصاف اور خصائل حمیدہ جو نبی ہونے کیلئے ایک شخص کے ذاتی اوصاف ہونے چاہئیں کے حامل تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور میں خاتم المرسلین ہوں۔

حضرت عمرؓ کی خصوصیات میں یہ شرف بڑا نمایاں ہے کہ ان کے قبول اسلام کے لئے رسول کریم ﷺ نے دعائیں کی۔ جوں ہی حضرت عمرؓ ایمان لائے تو یکدم مسلمانوں میں اس قدر قوت پیدا ہوئی کہ مسلمان بیت اللہ میں سرعام نماز پڑھنے کے قابل ہو گئے۔ رسول کریم ﷺ نے کم از کم دو مرتبہ اپنے خواب بیان کرتے ہوئے ان کی تعبیر کو حضرت عمرؓ کی ذات اور خدمات قرار دیا۔ ان بشارتوں اور خوبیوں کی بنا پر ہی خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد فرمایا۔ خلیفہ بنتے ہی انہوں نے جس جاں سوزی اور جانفشانی کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی، تا قیام قیامت کوئی حکمران ان کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں عدل قائم ہوا۔ اسلام کا پرچم بلند ہوا۔ اور دنیا کو ایک ایسی فلاحی اور جمہوری مملکت کا عملی نمونہ پیش فرمایا، جو پوری امت کے لئے قابل فخر نمونہ اور اغیار کے لئے قابل تقلید مانو ہے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں سے پہلی اتھوں میں محدثوں (الہامی) لوگ ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدِّثُونَ فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ (متفق عليه) 1-2544

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطابؓ نے رسول معظم ﷺ کے حضور شرف باریابی چاہی، جبکہ آپ ﷺ کے پاس کچھ قریش کی

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ؓ قَالَ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُّكَلِّمُنَهُ

وَيَسْتَكْبِرُنَّ عَلَیْهِ أَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ
عُمَرُ لِمَنْ قَبَّادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ عُمَرُ
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ أَضْحَكَ
اللَّهُ مِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّائِي كُنَّ
عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ
الْحِجَابَ فَقَالَ عُمَرُ يَا عَذَوَاتِ أَنْفُسِهِنَّ
أَتَهْنِئْنَ وَلَا تَهْنِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْنَ نَعَمْ
أَنْتَ أَفْطُ وَأَغْلُظُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِيْهِ
يَا ابْنَ الْخَطَابِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْكَ
الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجَا قَطُ إِلَّا سَلَكَ فَجَا غَيْرَ
فَجَبَكَ (متفق عليه) 2-2545

خواتین، آپ ﷺ کے سامنے (نقہ کے معاملہ میں)
اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمرؓ نے
اذن باریابی چاہا تو وہ اٹھ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔
حضرت عمرؓ داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے
تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، اللہ جناب کو ہمیشہ مسکراتا
رکھے! چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اپنے پاس
موجود ان عورتوں کے رویہ پر متعجب ہوں کہ انہوں نے
تمہاری آواز سنی تو پردہ کے پیچھے چھپ گئیں۔ حضرت عمرؓ
نے عورتوں سے کہا، اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے خوف زدہ
ہو اور رسول اللہ ﷺ کی تمہیں ہیبت نہیں؟ اس پر انہوں
نے جواب دیا: ہاں کیوں نہیں۔ آپ تند خور سخت مزاج
ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابن خطاب جانے

دیکھیے! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! جب کبھی شیطان کا سر راہ تم سے سامنا ہوتا ہے تو وہ تمہارا راستہ
چھوڑ کر دوسرے راستے پر چل دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَخَلْتُ
الْجَنَّةَ فَبَاذَاْنَا بِالرُّمِيْضَاءِ امْرَاةُ أَبِي طَلْحَةَ
وَسَمِعْتُ خَشْفَةً فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالَ هَذَا
بِلَالٌ وَرَأَيْتُ قَصْرًا بَيْنَاهُ جَارِيَةٌ فَقُلْتُ لِمَنْ
هَذَا فَقَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ
أَدْخُلَهُ فَأَنْظَرُ إِلَيْهِ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَكَ فَقَالَ
عُمَرُ يَا أَبَى أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْلَيْكَ
أَغَارُ (متفق عليه) 3-2546

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، کہ نبی محترم ﷺ نے
فرمایا، جب میں جنت میں داخل ہوا، تو حضرت ابو طلحہؓ کی
بیوی رمیضاء کا سامنا ہوا۔ اور پھر میں نے قدموں کی آہٹ
سنی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت جبریل علیہ السلام
نے بتلایا یہ بلال ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک محل دیکھا،
جس کے آگن میں ایک دو شیرہ تھی۔ میں نے دریافت کیا،
یہ محل کس کا ہے؟ تو انہوں نے بتایا، کہ یہ عمر بن خطابؓ کا
ہے۔ چنانچہ میں نے اس میں داخل ہونا چاہا، لیکن تمہاری

غیرت کا خیال آگیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ
غیرت کرتا؟ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں، کہ رسول رحمت

عن أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ
وَعَلَيْهِمْ قُمْصٌ مِنْهَا مَا يَتْلُغُ الْقُدَى وَمِنْهَا
مَادُونٌ ذَالِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ بِجُرَّةٍ قَالُوا فَمَا
أَوَّلُكَ ذَالِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الَّذِينَ
(متفق عليه) 4-2547

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ
بِقَدَحٍ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتَّى أَتَى لَأَرَى الرَّيَّ
يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ أُعْطِيتُ فَضَلِي عُمَرُ
بْنُ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
قَالَ أَلَعَلَّمُ (متفق عليه) 5-2548

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلْبٍ
عَلَيْهَا ذَلٌّ فَتَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَخَذَهَا
ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَتَزَعَهَا مِنْهَا ذَنْبًا أَوْ ذَنْبَيْنِ
وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ ثُمَّ
اسْتَحَالَتْ غَرَبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ
أَرَعْ بَقْرِيًّا مِّنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتَّى
ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنِ.

وَفِي رِوَايَةٍ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ
الْخَطَّابِ مِنْ يَدِ أَبِي بَكْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ
غَرَبًا فَلَمْ أَرَعْ بَقْرِيًّا يَغْفِرُ لِقَرْبِهِ حَتَّى رَوَى
النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنِ. (متفق عليه)

6-2549

ﷺ نے فرمایا، کہ ایک دفعہ دورانِ خواب میں نے دیکھا،
کہ کچھ لوگ قمیصیں زیب تن کئے میرے سامنے پیش کیے
جارہے ہیں۔ ان میں سے کسی کی قمیص سینے تک تھی اور کسی کی
ذرا نیچے تک۔ پھر میرے سامنے عمر بن خطاب کو اس حال
میں پیش کیا گیا، کہ اپنی قمیص تھپیٹ رہے تھے۔ اصحاب
رسول نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی کیا
تاویل فرماتے ہیں؟ تو فرمایا، ”دینداری“۔ (بخاری و مسلم)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول محترم ﷺ کو یہ
فرماتے سنا کہ خواب کی حالت میں میرے پاس دودھ کا پیالہ
پیش کیا گیا۔ میں نے اتنا پیا کہ اس کی طراوت میں نے اپنے
ناخنوں میں محسوس کی۔ پھر اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دیا۔ صحابہ
نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ اس کی کیا تاویل فرماتے
ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”دین کا علم“۔ (بخاری و مسلم)
حضرت ابو ہریرہ ؓ نے رسول معظم ﷺ کو یہ فرماتے
سنا، کہ دورانِ خواب میں نے اپنے آپ کو ایسے کنویں پر پایا
جس کی منڈیر نہیں تھی۔ اس میں ایک ڈول تھا۔ میں نے اس
کنویں سے جتنے اللہ تعالیٰ نے چاہے ڈول کھینچے۔ پھر اس
ڈول کو ابنِ قحافہ نے تھام لیا۔ انہوں نے اس کنویں سے ایک
یادو ڈول کھینچے، لیکن ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ
ان کی کمزوری معاف فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بڑے
ڈول میں تبدیل ہو گیا۔ اور اس کو ابنِ خطاب نے پکڑ لیا۔
میں نے انسانوں میں کوئی مضبوط ملاحظہ طور شخص نہیں دیکھا جو
عمر کی طرح ڈول کھینچتا ہو۔ اس نے اگلے ڈول کھینچے کہ سب
لوگ جانوروں اور زمین سمیت سیراب ہو گئے۔ حضرت
ابن عمر ؓ سے دوسری روایت میں ہے، کہ پھر حضرت
ابو بکر ؓ کے ہاتھ سے ڈول حضرت عمر ابن خطاب ؓ نے

لے لیا اور حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں ڈول کی جسامت بہت بڑی ہو گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ میں نے کسی مضبوط ترین انسان کو ان جیسی قوت کے ساتھ کھینچتے نہیں پایا۔ یہاں تک کہ لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے تالاب بھی بھر لیا۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

حضرت ابو بکرؓ کی اس کمزوری سے مراد ایمان اور کوشش میں کمزوری نہیں بلکہ جسمانی کمزوری ہے کیونکہ خلافت کے وقت اسٹھ سال کے بزرگ تھے۔

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت انس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے تین معاملات میں اپنے رب سے موافقت کی۔ میں نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا، کاش ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناتے! چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمادیا۔ ”تم مقام ابراہیم کو مستقل جائے نماز بنالو“۔ پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کی بیویوں کے پاس آپ کے گھر بھلے اور برے لوگ آتے ہیں، کاش آپ انہیں حجاب کا حکم دیں! اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب نازل فرمادی۔ اور جب کچھ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سوتلوں کے جھکڑے میں آپ ﷺ پر اکٹھ کیا تو میں نے ان سے یوں کہا تھا، ”بعید نہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ تم سب کو طلاق دے دیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرمادے

عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ ؓ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اتَّخَذْنَا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَفَزَلْتُ وَاتَّخَذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَدْخُلُ عَلَى نِسَائِكَ الْهَرُ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ بِحُجَابٍ فَفَزَلْتُ آيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسَى رَبُّهُ أَنْ تُلْقِكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَرْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَفَزَلْتُ كَذَلِكَ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي أَسَارِي بَلَدٍ (متفق عليه) 7-2550

کا جو تم سے بہتر ہوں“۔ تو اللہ تعالیٰ نے عید نازل فرمادیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے تین باتوں میں اپنے پروردگار کی موافقت کی پہلی بات مقام ابراہیم کے بارے میں دوسری پردے کے متعلق اور تیسری بات بدر کے قیدیوں کے بارے میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرؓ کے غلام اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے عمرؓ کی کسی خاص بات کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے انہیں

عَنْ أَسْلَمَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ ؓ بِغَضِّ شَأْنِهِ يَعْنِي عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرِ قَالَ كَانَ أَجَدَ وَأَجْوَدَ حَتَّى
انْتَهَى مِنْ عُمَرَ (رواه البخاری) 8-2551

بتایا۔ اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم
ﷺ کے بعد، جب سے آپ ﷺ فوت ہوئے، کبھی کسی
فخص کو عمر ﷺ سے زیادہ جدوجہد کرنے والا اور ان سے زیادہ دریا دل انسان نہیں دیکھا۔ (بخاری)

وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ لَمَّا طَعَنَ
عُمَرُ جَعَلَ يَأْتُمُّ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكَأَنَّهُ
يُجَزِّعُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا كُلْ ذَلِكَ لَقَدْ
صَحِبْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَحْسَنْتُ صُحْبَتَهُ
ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتُ
أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتُ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فَارَقَكَ وَهُوَ
عَنْكَ رَاضٍ ثُمَّ صَحِبْتُ الْمُسْلِمِينَ
فَأَحْسَنْتُ صُحْبَتَهُمْ وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لَتَفَارِقْتَهُمْ
وَهُمْ عَنْكَ رَاضُونَ قَالَ أَمَّا مَا هَذَا كَرْتٌ مِنْ
صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَرِضَاةٍ فَإِنَّمَا
ذَلِكَ مَنْ مِنَ اللَّهِ مَنْ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا
ذَكَرْتُ مِنْ صُحْبَةِ أَبِي بَكْرٍ وَرِضَاةٍ فَإِنَّمَا
ذَلِكَ مَنْ مِنَ اللَّهِ مَنْ بِهِ عَلَيَّ وَأَمَّا مَا تَرَى
مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَمِنْ أَجْلِ
أَصْحَابِكَ وَاللَّهِ لَوْ أَنَّ لِي طِلَاعَ الْأَرْضِ
ذَهَبًا لَأَقْدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ قَبْلَ أَنْ
أَرَاهُ (رواه البخاری) 9-2552

حضرت مسور بن مخرمہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر
ﷺ کو زخمی کر دیا گیا تو وہ سخت درد محسوس کرنے لگے۔
حضرت ابن عباس ﷺ نے عمر ﷺ کی تکلیف کو سمجھتے ہوئے
کہا، یا امیر المؤمنین! آپ افسوس نہ کریں۔ بلاشبہ آپ نے
رسول اکرم ﷺ کی محبت سے فیض حاصل کیا ہے اور آپ
کی رفاقت بہت اچھی تھی۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم آپ سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے خوش تھے۔ پھر
آپ کو حضرت ابو بکر ﷺ کی محبت حاصل رہی اور آپ نے
ان کی بہت اچھی مصاحبت کی اور جب ابو بکر ﷺ آپ سے
جدا ہوئے وہ بھی آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ مسلمانوں
کے ساتھی رہے اور ان کا ساتھ بھی آپ نے اچھی طرح نبھایا
اب اگر آپ ان سے جدا ہو رہے ہیں تو یقیناً اس جدائی کے
موقع پر وہ بھی آپ سے راضی ہیں۔ حضرت عمر ﷺ نے
جواب دیا، جہاں تک تمہاری بیان کردہ باتوں کا نبی کریم
ﷺ کی محبت اور ان کی خوشنودی سے تعلق ہے تو یہ محض اللہ
تعالیٰ کا احسان ہے، جو اللہ نے مجھ پر فرمایا۔ اور اسی طرح

حضرت ابو بکر ﷺ کی مصاحبت اور خوش ہونے کا معاملہ ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے جو اس نے مجھ پہ کیا۔ اور یہ جو
آپ میری گھبراہٹ دیکھ رہے، تو وہ تمہاری اور تمہارے کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ اللہ کی قسم! اگر میرے پاس زمین بھر سونا
ہوتا، تو میں اللہ کے عذاب کو محسوس کرنے سے پہلے ہی بطور فدیہ دے دیتا۔ (بخاری)

فہم الحدیث

حضرت عمر ﷺ اپنے آخری دور میں امت کی زمام کار کے بارے میں فکر مند رہتے تھے۔ انہیں کوئی شخصیت دکھائی نہیں دیتی
تھی۔ جو ان کے بعد امت اور بین الاقوامی معاملات کو کا حقہ نبھاسکے۔ جس کی وجہ سے وہ آخری وقت، فکر آخرت کے ساتھ

ساتھ اس غم میں بھی مبتلا تھے جس کا تذکرہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا۔

خلاصہ باب

- ۱۔ حضرت عمرؓ الہامی شخصیت تھے۔
- ۲۔ حضرت عمرؓ کو دیکھ کر شیطان راستہ بدل لیا کرتا تھا۔
- ۳۔ رسول محترم ﷺ نے حضرت عمرؓ کی غیرت کا احترام فرمایا۔
- ۴۔ اشاعت دین میں حضرت عمرؓ سب سے آگے تھے۔
- ۵۔ حضرت عمرؓ سب سے زیادہ جدوجہد کرنے والے تھے۔



بَابُ مَنَاقِبِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

باب مناقب ابی ابکر و عمر رضی اللہ عنہما

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک دفعہ ایک شخص گائے کو ہانک رہا تھا۔ جب وہ تھک گیا تو اس گائے پر سوار ہو گیا۔ گائے بولی: ہم سواری کے لئے پیدا نہیں کیے گئے، بلکہ ہمیں تو زمین میں کاشتکاری کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگ متعجب ہو کر بول اٹھے، سبحان اللہ! کیا گائے باتیں کرتی ہے؟ تب رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس واقعہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ دونوں موجود نہیں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا، ایک دفعہ ایک شخص اپنی بکریوں میں تھا، کہ اچانک ایک بھیڑیے نے بکریوں پر حملہ کیا اور بکری اٹھا لی۔ اس کے مالک نے اس کا پیچھا کیا اور اس بکری کو چھیڑ لیا۔ تو وہ بھیڑیا کہنے لگا: درندوں کے دن جبکہ میرے علاوہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُسَوِّقُ بَقْرَةً إِذْ أَغْمَى فَرَكَبَهَا فَقَالَتْ إِنَّا لَمُ نَخْلُقْ لِهَذَا إِنَّمَا خُلِقْنَا لِجَرَاةِ الْأَرْضِ فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ بَقْرَةٌ تَكَلِّمُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِنِّي أَوْ مِنْ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ وَمَا هُمَا لَمْ وَقَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمٍ لَهُ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ عَلَى شَاةٍ مِنْهَا فَآخَذَهَا فَأَذْرَكَهَا صَاحِبُهَا فَاسْتَنْقَذَهَا فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبْعِ يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ سُبْحَانَ اللَّهِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ أَوْ مِنْ بِهِ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہ وَمَا هُمَا لَمْ (متفق عليه) 1-2553

اس کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ اس کا محافظ کون ہوگا؟ لوگ تعجب سے بول اٹھے، سبحان اللہ! کیا بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا، میں ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اس بات کی تائید کرتے ہیں۔ جب کہ وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

اس حدیث سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتماد اور شیخین کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے پناہ ایمان کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو چار پائی پر رکھا گیا تو میں چند لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا مانگ رہے تھے کہ ایک آدمی نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور یوں کہنے لگا،

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ فَدَعَاؤُا اللَّهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ إِنِّي

لَا رَجُوَ أَنْ يُجْعَلَكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لَا تَنِي
 كَثِيرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
 كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعْلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ
 وَأَنْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ
 وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَالْتَفْتُ
 فَأَذَاعَلِي بْنُ أَبِي طَالِبٍ (متفق عليه) 2-2554

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ
 آپ کو آپ کے دونوں رفیقوں کے ساتھ ملائے گا۔ کیونکہ
 میں نے رسول کریم ﷺ کو اکثر فرماتے سنا، میں اور
 ابوبکرؓ، عمرؓ، اٹھنے کھٹے تھے، میں نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ
 نے یہ کام کیا، میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ روانہ ہوئے،
 میں، ابوبکرؓ اور عمرؓ داخل ہوئے اور میں، ابوبکرؓ

ؓ اور عمرؓ لکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ کلمات ادا کرنے والے حضرت علی بن ابی طالبؓ
 تھے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

یہ واقعہ اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے، کہ حضرت علیؓ ان بزرگوں کے بارے میں کتنے عمدہ اور مثبت خیالات رکھتے تھے
 اور نبی محترم ﷺ کو ان کے ساتھ کتنا لگاؤ اور تعلق تھا۔

خلاصہ باب

- ۱۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی غیر حاضری میں ان کے ایمان و تصدیق کی تائید فرمائی۔
- ۲۔ حضرت علیؓ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو رسول کریم ﷺ کے رفیق خاص سمجھتے تھے۔



بَابُ مُنَاقِبِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ

درمیانی قامت، سرخ و سفید چہرہ، دلربا اور پرکشش ماتھا، نسبتاً گنجان اور پروقار داڑھی، چوڑا سینہ اور سڈول جسم، شرم و حیا کے مجسم، فیاضی اور دریا دلی کے سرخیل، حلم اور بردباری کے سمندر، حوصلہ اور رواداری کے پہاڑ، مدبرانہ گفتگو کرنے والے قائد، مخالف کو قائل کر لینے کے ماہر، اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کے تصور سے ترساں و لرزاں رہنے والے یہ ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے پہلے خلافت کیلئے چھ آدمیوں کی کمیٹی بنائی۔ اور اس کمیٹی میں صرف ان لوگوں کو شامل فرمایا جن کو نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیکر جنت کی بشارت دی تھی۔ جنہیں امت عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے نام سے یاد کرتی ہے۔ ان میں سے سیدنا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔ ساتویں حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد اور بہنوئی تھے قرابتداری کی وجہ سے آپ نے انہیں خلافت کمیٹی میں شامل نہیں فرمایا۔ اور لوگوں کے اصرار کے باوجود اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کمیٹی میں شامل نہیں کیا۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کمیٹی کو ہدایات جاری فرماتے ہوئے حکم دیا کہ فیصلہ جلدی کرنے کے ساتھ کمیٹی کی کارروائی کو خفیہ رکھا جائے۔ تاکہ لوگوں میں غلط فہمیاں نہ پیدا ہو سکیں۔

خلیفہ دوم کی شہادت کے بعد ان چھ آدمیوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ اختیار دیا، کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے کسی کو خلیفہ نامزد کر سکتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے مدینہ کے تمام طبقات، بشمول امہات المؤمنین سے رائے لینے کے بعد، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان فرمایا۔ جن کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے پہلے بیعت کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ سال خلافت کی۔ ان کے دور خلافت کے آخر میں ان کی نرمی اور بردباری سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے مصر اور کوفہ کے چند لوگوں نے خفیہ سازشوں کے ذریعے ایسا تانا بانا تیار کیا جس کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی۔ حضرت عثمان نے اپنی ذات کی خاطر کشت و خون بہانا پسند نہیں کیا۔ تاریخ عالم میں یہ بھی منفرد مثال ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی مملکت کا فرمانبردار اپنی ذات کی خاطر خون بہانے سے اجتناب کرے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی کہ اتنی بڑی قربانی کے باوجود حالات صحیح سمت پر استوار نہ ہو سکے۔

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حیا داری اور فیاضی کے اعتبار سے اس قدر آگے تھے کہ غزوہ احزاب کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ عثمان آج کے بعد کوئی بھی (نفعی) عمل نہ کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہو چکی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دو شرف ایسے حاصل ہیں، جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے کردار کے دامن میں نہیں پائے جاتے۔ ایک صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔

دوسرا شرف یہ کہ یکے بعد دیگرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بیٹیوں کا عقد ان کے ساتھ فرمایا، جس کی وجہ سے انہیں ذوالنورین کے محترم لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

الفصل الاول

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُضْطَجِعًا فِي بَيْتِهِ كَاشِفًا عَنْ فخذَيْهِ أَوْسَاقِيهِ فَاسْتَأْذَنَ أَبُو بَكْرٍ ﷺ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ عَلَى بِلَكِ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَأَذِنَ لَهُ وَهُوَ كَذَلِكَ فَتَحَدَّثَ ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَسَوَّى ثِيَابَهُ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشْ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشْ لَهُ وَلَمْ تُبَالِهِ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ فَجَلَسَتْ وَسَوَّيْتُ ثِيَابَكَ فَقَالَ أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ. وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ إِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيٌّ وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ أَذْنُتُ لَهُ عَلَى بِلَكِ الْحَالَةِ أَنْ لَا يَبْلُغَ إِلَيَّ فِي حَاجَتِهِ (رواه مسلم) 1-2555

پہلی فصل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اکرم ﷺ میرے گھر میں استراحت فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کی رانوں یا پنڈلیوں پر کپڑا نہ تھا۔ حضرت ابو بکر ﷺ نے اذن باریابی چاہا، تو ان کو بلا لیا گیا اور آپ ﷺ اسی حالت میں ان سے گفتگو کرتے رہے۔ پھر جب حضرت عمر ﷺ نے اجازت چاہی، تو ان کو بھی بلا لیا اور آپ اسی طرح ہی ان سے بھی باتیں کرتے رہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اذن طلب کیا تو رسول کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمالیے۔ جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے دریافت فرمایا کہ ابو بکر داخل ہوئے تو آپ نے حرکت نہ فرمائی اور نہ آپ ان سے محتاط ہوئے؟ اسی طرح عمر ﷺ داخل ہوئے تو آپ ﷺ حرکت تک نہ کی اور نہ ان سے محتاط ہوئے لیکن جب عثمان ﷺ داخل ہوئے تو آپ ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست

کر لیے؟ آپ نے جواب دیا، کیا میں اس شخص سے حیاء کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں؟ دوسری روایت میں ہے۔ بلا شبہ عثمان ﷺ بہت حیا دار ہے۔ اور مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا، کہ اگر ان کو اسی حالت میں اندر بلا لیا تو وہ اپنا مدعا مجھ سے بیان نہیں کر سکے گا۔ (مسلم)

الفصل الثالث

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُرِيدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوسًا فَقَالَ مَنْ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ قَالُوا هَؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخِ فِيهِمْ قَالُوا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدَّثْتَنِي هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ

تیسری فصل

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن مَوْهَبٍ ﷺ بیان کرتے ہیں، کہ اہل مصر میں سے ایک شخص حج کے ارادہ سے آیا، اس نے کچھ لوگوں کو ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے پایا، تو وہ پوچھتا ہے، کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ یہ قریش ہیں۔ اس نے پوچھا، ان کا سردار کون ہے؟ تو انہوں نے بتایا، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔ اس نے حضرت عبد اللہ بن عمر

عُثْمَانُ فَرُّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ
تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ
تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ
يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ
تَعَالَى أَبَيْنُ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَاشْهَدُ أَنَّ
اللَّهَ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ
تَحْتَهُ رُقِيَّةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ
مَرِيضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لَكَ
أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ
عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِطَنْ
مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ
عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ
الْيَمْنُ هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ
وَقَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَذْهَبَ
بِهَا الْآنَ مَعَكَ. (رواه البخاری) 2-2556

سے عرض کیا، میں آپ ﷺ سے کچھ باتیں پوچھتا
ہوں مجھے آپ ان کا جواب دیں۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ
عثمان رضی اللہ عنہ جنگ احد سے بھاگے تھے؟ آپ نے فرمایا،
ہاں۔ پھر ان سے پوچھا، کیا آپ کے علم میں ہے کہ وہ جنگ
بدر سے غائب تھے اور اس میں موجود نہ تھے؟ آپ نے
اثبات میں جواب دیا۔ اس شخص نے پوچھا کیا آپ جانتے
ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب تھے اور وہاں حاضر نہ
تھے؟ آپ نے جواب دیا، ہاں۔ اس شخص نے تعجب سے
اللہ اکبر کہا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا آئیے، میں
آپ کو اصل حقیقت بیان کروں۔ جہاں تک احد کے دن
کے فرار کا قصہ ہے تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے
آپ کیف اس لغزش کو معاف کر دیا ہے۔ (بحوالہ: ال
عمران: ۲-۱۵۵) جہاں تک بدر سے ان کی غیر حاضری کا
تعلق ہے، تو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ
عنہا ان کے نکاح میں تھیں اور وہ سخت بیمار تھیں۔ چنانچہ
رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا تھا، کہ تمہیں جنگ بدر

میں شامل شخص کے برابر ثواب اور مال غنیمت سے حصہ ملے گا۔ اور جہاں تک بیعت رضوان سے ان کے غائب ہونے کا تعلق
ہے، تو اگر مکہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی اثر و رسوخ والا ہوتا، تو آپ اس کو بھیجتے پس رسول اکرم ﷺ نے حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ اور بیعت رضوان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا
ہاتھ قرار دیا اور اس کو دوسرے ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا، کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت ہے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اس وضاحت کو اپنے ساتھ لے کر واپس جاؤ۔

خلاصہ باب

- ۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ باحیاء تھے۔ ۲۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرشتے بھی حیا کرتے
ہیں۔ ۳۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ ۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تحفظ کے
لئے چودہ موصحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی۔ ۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں خون ریزی سے بچنے
کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش فرمایا۔

بَابُ مُنَاقِبِ هَؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب
پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ کاپٹے لگا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاؤں اس پر مارتے ہوئے فرمایا، احد ٹھہر جاؤ! کیونکہ تجھ پر ایک پیغمبر، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں تھا۔ ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھولنے کی استدعا کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس کے لئے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق میں نے ان کو خوشخبری دی۔ اس پر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر دوسرا شخص آیا اور دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بھی دروازہ کھولنے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ اس کو بھی جنت کی خوش خبری دو۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھول دیا۔ اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے میں نے انہیں نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَعِدَ أُحُدًا وَابُوبَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَضْرَبَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ اثْبُتْ أَحَدٌ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصَلِيقٌ وَشَهِيدَانِ (رواه البخاری) 1-2557
وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِّنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا ابُوبَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ فَإِذَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ (متفق عليه) 2-2558

ارشاد سے مطلع فرمایا تو انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ اس پر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اسے بھی جنت کی بشارت دو البتہ انہیں بہت بڑی آزمائش سے دوچار ہونا پڑے گا۔ دروازہ کھولنے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق خوش خبری دی، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور شکرانے کے بعد فرمایا، اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)



بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ؑ

باب مناقب علی بن ابی طالب ؑ

خوشنما اور رعب دار چہرہ، کھلا سینہ، گھنی ڈاڑھی، فکر و تدبر کے بادشاہ، میدان کارزار کے سربراہ، عقاب و شاہین کی جھپٹ کے مالک، دشمن پر ہیبت و خوف طاری کر دینے والے جرنیل، عام لوگوں کی نسبت کو تاہ قامت، شیر کی لکار اور چیتے کی یلغار کے حامل، مرد میدان، پریچ اور الجھے ہوئے مسائل کی گتھیاں سلجھانے والے قانون دان، شریعت کے رموز و اسرار جاننے والے دانشور۔

رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ درجہ بندی کے مطابق سیدنا حضرت علی ؑ کا امت میں چوتھا درجہ ہے۔ یاد رہے کہ یہ درجہ کسی قرابتداری کی وجہ سے نہیں۔ اسی طرح غزوہ تبوک کے موقع پر انہیں مدینے میں چھوڑتے ہوئے، حضرت ہارون علیہ السلام کا ہم مرتبہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ ؑ بہادری اور دانشمندی کے حوالے سے صحابہ ؓ میں جلیل الشان حیثیت کے حامل تھے۔ ان کی شجاعت زمانے میں ضرب المثل اور ان کے فیصلے عدل کی دنیا میں قدیل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان ؓ کی شہادت کے بعد وہ سب سے زیادہ خلافت کے حقدار تھے۔ ان کے مقابلے میں حضرت امیر معاویہ ؓ کا موقف زیادہ مضبوط نہیں تھا۔ جب امت کے باہمی انتشار کی وجہ سے مملکت اسلامیہ دو حصوں میں تقسیم ہوئی تو سیدنا حضرت علی ؑ بہادر اور عظیم دانشور ہونے کے باوجود اپنے ساتھیوں کی بے وفائی کی وجہ سے مزید آگے نہ بڑھ سکے۔

آپ کو رسول کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہونے کے ساتھ داماد ہونے کی عظیم نسبت بھی حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے انتہائی محبت اور پیار سے ایک مرتبہ انہیں ابو تراب کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور غزوہ خیبر کے موقع پر ان کی جرات و شجاعت پر خراج تحسین عطا کرتے ہوئے اپنا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب قرار دیا تھا۔

حضرت علی ؑ بن ابی طالب، رسول کریم ﷺ کے محسن چچا (عبدالرحمن بن ملجم نامی خارجی) کے صاحبزادے، حیدر کرار کا لقب پانے والے ایک سازشی کے ہاتھوں صبح کی نماز کے وقت ۲۰ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہونے سے، پہلے شہادت کا لباس پہن کر جنت الفردوس کے راہی بنے۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کا بیان ہے، کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی ؑ کو فرمایا، میرے نزدیک تیرا مقام وہی ہے، جو ہارون کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ؓ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَعَلِّي أَنْتَ مَنِيَّ بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (متفق عليه) 1-2559

زر بن جہش ؓ حضرت علی ؑ سے روایت کرتے ہیں کہ

وَعَنْ زُرِّ بْنِ جَبْشٍ ؓ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ؑ

فَلَقَّ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النُّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدَ النَّبِيِّ
الْأُمِّيِّ ﷺ إِلَيَّ أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا
يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ (رواه مسلم) 2-2560

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا أُعْطِينَ هَذِهِ الرَّأْيَةَ غَدًا رَجُلًا
يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ
وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُونَ أَنْ
يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا
هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْعُكُنِي عَيْنِيهِ قَالَ فَأَرْسَلُوا
إِلَيْهِ فَأَتَى بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي عَيْنِيهِ
فَبَرَأَ حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ
الرَّأْيَةَ فَقَالَ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقَاتِلُهُمْ حَتَّى
يَكُونُوا مِثْلَنَا قَالَ انْفِذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى
تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ
وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ
فَوَاللَّهِ لَأَنْ يُهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا
خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَكُونَ لَكَ حُمْرُ
النَّعَمِ (متفق عليه) 3-2561

انہوں نے فرمایا، اس ذات کی قسم! جس نے دانے کو پھاڑا
اور ہر جان دار چیز کو پیدا فرمایا، کہ نبی امی ﷺ نے مجھ سے
تاکیداً کہا تھا، کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور
منافق کے سوا اور کوئی مجھ سے بغض نہیں رکھے گا۔ (مسلم)

حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں، کہ جنگ خیبر میں
رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، کل میں یہ پرچم ایک ایسے شخص
کو دوں گا، جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا کرے گا۔ اور وہ
فخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔ اور اللہ اور
اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ صحابہ ؓ نبی
گرامی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک امید
لگائے ہوئے تھا کہ وہ علم اسے عطا کیا جائے گا۔ لیکن آپ
ﷺ نے دریافت فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟
انہوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ ﷺ! وہ آشوب چشم
میں مبتلا ہیں۔ آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی اس کو نکلا بھیجو۔
انہیں لایا گیا۔ اور رسول رحمت ﷺ نے اپنا لعاب دہن
ان کی آنکھوں میں لگایا تو وہ ایسے تندرست ہو گئے کہ جیسے ان
کی آنکھوں میں درد تھا ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو علم
عطا فرمایا۔ چنانچہ حضرت علی ؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ!
کیا میں ان سے لڑوں، حتیٰ کہ وہ ہم جیسے مسلمان
ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی نرمی سے چلتے

ہوئے ان کے علاقے میں جانا۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دینا۔ اور اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ان کو باخبر کرنا۔ اللہ کی قسم!
اگر تمہاری وجہ سے ایک آدمی کو نبی اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے، تو وہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

۱۔ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی ؓ کو حضرت ہارون علیہ السلام کی مثل قرار دیا۔ ۲۔ آپ ﷺ کا فرمان کہ میں
آخر الزماں نبی ہوں۔ ۳۔ حضرت علی ؓ کے ساتھ بغض رکھنے والا منافق ہوگا۔

بَابُ مَنَاقِبِ الْعَشْرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کے فضائل

سرورِ دو عالم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں امت کا اس بات پر ایمان اور اتفاق ہے کہ خلفائے راشدین کے بعد ان چھ صحابہ کا مقام و مرتبہ ممتاز ہے جن کو رسولِ محترم ﷺ نے نام لے کر دنیا میں جنت کی بشارت دی ہے۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے یہ مقام و مرتبہ اور بشارتیں کسی قرابت داری کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی لاتعداد ذاتی اوصاف کی وجہ سے یہ مقام و مرتبہ دئیے گئے۔

آئیے اب ان عالی مرتبت اور گرامی قدر شخصیات کی خدمات کا نہایت ہی مختصر خلاصہ ملاحظہ فرمائیں تاکہ دوسرے صحابہ کرام سے ان کے امتیاز کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

ابو عبد اللہ کنیت، پھر تیلہ جسم، لمبا قد اور رنگ گندم گوں تھا۔ حواری رسول ﷺ کا لقب پایا۔ والد کا نام عوام۔ انکی والدہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھتیجے تھے۔ سولہ سال کی عمر میں نورِ ایمان سے آراستہ ہوئے۔ غزوہ بدر سے لے کر تمام غزوات میں بے مثال جرأت اور بہادری کے جوہر دکھلائے۔ چونسٹھ برس کی عمر پائی اور ۳۶ ہجری میں شہید ہوئے۔ آپ کو وادی سباع میں سپرد خاک کیا گیا۔ جرأت و بہادری اور سخاوت میں بڑے نمایاں تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ

ابو محمد کنیت، والد کا نام عبید اللہ۔ اور والدہ کا اسم گرامی صبحہ تھا۔ قامت پستی مائل، سینہ کشادہ، جسم نہایت مضبوط، گٹھا ہوا، سرخ و سفید چہرہ۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ غزوہ احد سے لے کر تمام غزوات میں بھرپور شرکت فرمائی۔ احد میں اس قدر جانثاری کا مظاہرہ کیا، کہ سرور کائنات ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے ہمیشہ کے لیے ان کا ہاتھ شل ہو گیا اور جسم مبارک پر ستر سے زیادہ زخم آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا جہاں کی دولت سے سرفراز فرمایا۔ چونسٹھ سال کی عمر میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

ابو محمد کنیت، والد کا نام عوف اور والدہ کا نام شفاء تھا۔ رسول کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبد الرحمن رکھا۔ تیس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ بدر سے لے کر ہر غزوہ میں شمولیت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت کے ساتھ دنیا کی کشادگی اور سخاوت کا بے پناہ حوصلہ عنایت فرمایا تھا۔ ایک ہی نشست میں لاکھوں روپے جہاد فی سبیل اللہ اور مساکین پر خرچ کرتے۔ دنیا سے رخصت ہوئے تو کئی مکانات، زمینیں اور لاکھوں روپیہ ترکہ میں چھوڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی

شہادت کے وقت جو خلافت میٹھی بنائی تھی اس سے از خود اپنا نام واپس لیا۔ میٹھی نے اخلاص اور سیاسی بصیرت کے پیش نظر ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان خلافت کا فیصلہ کرنے کے لیے اختیار دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے رضی اللہ عنہ نے شب و روز کی محنت کے بعد کثرت رائے کا خیال رکھتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ جس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات اور اہل بیت نے اتفاق فرمایا۔ تقریباً تہتر سال کی عمر میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں اپنے رفقاء گرامی کے ساتھ آرام فرما ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

کنیت ابو اسحاق۔ نام سعد۔ والد کی کنیت ابو وقاص۔ نام مالک بن اہیب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہالی خاندان بنو زہدہ سے تھے اسی لیے آپ انہیں اپنا ناموں کہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام حمنہ بنت سفیان۔ گویا بنو امیہ آپ کے نہال تھے تیر اندازی و نیزہ بازی کے ماہر خوبصورت اور سرخ و سپید یہ سترہ سالہ نوجوان اپنی ماں کی فرمانبرداری و احترام کے لحاظ سے مکہ میں ضرب المثل بن چکے تھے۔ طلوع آفتاب نبوت کے ساتھ ہی آپ نور ایمان سے منور ہو گئے تو دوسری طرف والدہ کی طرف سے سخت مخالفت ان کے لیے بڑی آزمائش بن گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثابت قدم رہے اور سورۃ لقمان کی آیت نمبر ۱۵ کا سبب نزول بن گئے۔

کفر و اسلام کے مابین ہونے والے تمام معرکوں میں شامل رہے۔ اور خصوصاً جنگ احد کے بحران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد دس صحابہ کے گروہ میں آپ بھی شامل تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف برے ارادے سے بڑھنے والے سوراؤں کو تاک تاک کر تیروں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والہانہ فرمایا تھا۔ سعد! تیر چلاتے رہو۔ تم پر میرے ماں باپ قربان جائیں!

پھر جنگ قادسیہ میں رستم کی قیادت میں مجوسینوں کے بے پناہ مغرور سپاہ کو فیصلہ کن شکست سے دو چار کرنے والے عساکر اسلامی کی آپ ہی قیادت فرما رہے تھے۔ پھر ایرانیوں کا دار الحکومت مدائن فتح کر کے قصر ایض میں نماز پڑھائی اور مغرور کسریٰ کے خزانے اکٹھے کر کے نہایت دیانتداری سے مدینہ روانہ فرمائے۔ بعد ازیں کوفہ و عراق کے گورنر رہے لیکن میدان جنگ کا یہ شیر دل جرنیل کوفہ کی شریسیاست کا مقابلہ نہ کر سکا جیسے کہ باب گزر چکا ہے

اور تین بدعائیں دیتے ہوئے واپس مدینہ چلے آئے اور ان کی جگہ پر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو گورنر کوفہ مقرر کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ چھ رکنی خلافت کمیٹی میں آپ کا نام بھی شامل تھا لیکن آپ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمانوں کی خانہ جنگی میں بالکل خاموشی اور گوشہ نشینی اختیار فرمائی ۵۸ھ کو چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے اور سب سے لمبی عمر پائی۔

وفات کے وقت اپنے گھر سے ایک پرانا، بوسیدہ جبہ منگوایا اور فرمایا مجھے اس میں کفن دینا۔ میں نے بدر کی جنگ اسے پہنے

ہوئے لڑی تھی۔ اور میں نے اسے آج کے دن کے لیے سنبھال سنبھال کر رکھا ہوا تھا!!!
حضرت ابو عبیدہ بن الجراح ؓ

کنیت ابو عبیدہ۔ لقب امین الامۃ۔ نام عامر۔ والد کا نام عبداللہ بن الجراح۔ خوب صورت دراز قامت، اکہد بدن، انتہائی حیا دار تھے۔ حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ تین اشخاص حضرت ابو بکر، حضرت عثمان اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم قریش میں حسن و جمال، حیاداری اور حسن خلق میں ممتاز تھے۔

اسلام قبول کیا ہجرت حبشہ و ہجرت مدینہ کی دوہری سعادت کے ساتھ ساتھ کفر و اسلام کے مابین پناہ ہونے والے تمام معرکوں میں شرکت فرمائی۔ اور ہر مشکل مرحلے پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جنگ بدر میں اپنے مشرک باپ کو جہنم واصل کیا۔ جنگ احد کے بحران کے دوران نبوت کے چاند کے گرد ہالہ بنے ہوئے دس جانثاروں میں آپ بھی شامل تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں دھنسی ہوئی خود کی کڑیاں آپ ہی نے نکالیں جس سے ان کے سامنے کے دودانت ٹوٹ گئے۔ جس سے قدرتی طور پر حسن میں مزید اضافہ ہوا!

طاعون عمد اس میں ۱۸ھ کو اردن شام میں ۵۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ کے نائب حضرت معاذ بن جبل ؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت سعید بن زید ؓ

کنیت ابو الاعور۔ نام سعید۔ والد زید بن عمرو بن نفیل ؓ۔ آپ کے دادا عمرو اور حضرت عمرؓ کے والد خطاب سگے بھائی تھے۔ والدہ کا نام فاطمہ ہے۔ آپ کی بیوی کا نام بھی فاطمہ جو حضرت عمرؓ کی سگی بہن تھیں۔ آپ کے والد زید ظہور اسلام سے پہلے ہی مشرک سے بیزار ہو کر متلاشی حق تھے۔ وہ غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ نہیں اٹھاتے تھے۔ قریش سے قسم کھا کر کہا کرتے کہ میرے سوا تم میں دین ابراہیم پر کوئی نہیں کبھی آسمان کی طرف التجا بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہتے: یا اللہ! اگر مجھے علم ہو کہ تجھے کس طرح سے عبادت پسند ہے تو میں تیری اس طرح عبادت کرنے کو تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا:

نَعَمْ! إِنَّهُ يُبْعَثُ أُمَّةً وَاحِدَةً.

ہاں! وہ اکیلا ایک امت کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔

بدر کے موقع پر رسول اللہ کے حکم سے شام گئے ہوئے تھے اس لیے آپ نے غنیمت سے حصہ بھی دیا اور اجر کی نوید بھی۔ شام میں یرموک کے مقام پر عیسائیوں کے خلاف فیصلہ کن معرکہ میں آپ نے ناقابل فراموش جرأت و بہادری کا مظاہرہ کیا۔ فتح دمشق کے بعد دمشق کے گورنر مقرر ہوئے۔

آپ نے ستر سال سے زائد عمر پائی اور ۵۰ھ میں حضرت معاویہ ؓ کے دور خلافت میں عقیق میں اپنی زمین میں فوت ہوئے اور مدینہ میں مدفون ہوئے۔

الفصل الاول

عَنْ عُمَرَ قَالَ مَا أَحَدٌ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوْفِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمِي عَلِيًّا ﷺ وَعُثْمَانُ ﷺ وَالزُّبَيْرُ ﷺ وَطَلْحَةُ ﷺ وَسَعْدُ ﷺ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ . (رواه البخاری) 1-2562

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ ﷺ شَلَاءَ وَقِي بِهَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ (رواه البخاری) 2-2563

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ ﷺ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ ﷺ (متفق عليه) 3-2564

پہلی فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ان لوگوں سے جن پر رسول اللہ ﷺ بوقت وفات خوش تھے، کوئی دوسرا خلافت کا زیادہ حق دار نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ نام گنوائے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ۔ (بخاری)

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل دیکھا کیونکہ وہ اس ہاتھ سے جنگ احد میں نبی کریم ﷺ کو بچاتے رہے۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کہ نبی معظم ﷺ نے جنگ احزاب کے موقعہ پر فرمایا: مجھے دشمنوں کے متعلق کون معلومات لا کر دے گا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں حاضر ہوں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرا حواری زبیر ہے۔ (بخاری و مسلم)

فہم الحدیث

غزوہ خندق کے ایام میں بے پناہ سردی اور شدید خطرات تھے۔ خاص کر جس رات آپ ﷺ نے فرمایا کہ کون کفار کے بارے میں مجھے معلومات فراہم کرے گا اس رات ہولناک طوفان اور سخت سردی تھی کہ کوئی شخص باہر نکلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ یہ طوفان کفار پر عذاب بن کر نازل ہوا اور ان کے خیمے اڑاڑ کر دو دروڑ تک گر رہے تھے۔ ان حالات میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا، کہ کون ان کی خبر لائے گا۔ کسی میں جرات نہ ہوئی صرف حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنی جان انتہائی خطرے میں ڈال کر معلومات لائے۔ تب آپ ﷺ نے انہیں اپنے حواری ہونیکا اعزاز عطا فرمایا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون بنو قریظہ کے ہاں جا کر ان کے حالات معلوم کر کے مجھے باخبر کرے گا۔ حضرت زبیر کہتے ہیں، کہ میں گیا۔ اور جب میں واپس آیا، تو رسول اکرم ﷺ نے میرے لیے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔ یعنی آپ ﷺ نے

وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَأْتِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَأْتِينِي بِخَبَرِهِمْ فَأَنْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعْتُ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبُو يَهُ فَقَالَ فِذَاكَ أَبِي وَأُمِّي (متفق عليه) 4-2565

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَ أُمِّي (متفق عليه) 5-2566

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (متفق عليه) 6-2567

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَهَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْدَمَهُ الْمَدِينَةَ لَيْلَةً فَقَالَ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِي إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هَذَا قَالَ أَنَا سَعْدُ قَالَ مَا جَاءَ بِكَ قَالَ وَقَعَ فِي نَفْسِي خَوْفٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ فَدَعَا لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ (متفق عليه) 7-2568

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ وَأَمِيْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ (متفق عليه) 8-2569

وَعَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَسُئِلَتْ مَنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَخْلِفًا لَوْ اسْتَخْلَفَهُ قَالَتْ أَبُو بَكْرٍ فَقِيلَ ثُمَّ مَنْ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ عُمَرُ قِيلَ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ قَالَتْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ. (رواه مسلم) 9-2570

فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (بخاری و مسلم)
حضرت علی رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فرماتے ہیں، کہ میں نے نبی محترم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو حضرت سعد بن مالک رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے علاوہ کسی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع فرماتے نہیں سنا۔ جنگ احد میں میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا، یا سعد! تیر چلاتے رہو۔ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن وقاص رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا قول ہے، کہ عربوں میں، میں پہلا شخص ہوں، جس نے اللہ کی راہ میں تیر مارا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، کہ مدینہ منورہ میں آمد کے ابتدائی دور میں، رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرمایا! کاش کوئی صالح آدمی میری حفاظت کرتا۔ اسی وقت ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سنی۔ آپ نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا میں سعد ہوں۔ آپ نے پوچھا کس مقصد کے لیے آیا ہے؟ اس نے جواب دیا، میرے دل میں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بارے میں خوف پیدا ہوا، چنانچہ میں آپ کی حفاظت کے لیے آ گیا۔ اس پر رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کو دعادی اور سو گئے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن ابی ملیکہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرتے ہوئے سنا، جب ان سے سوال کیا گیا کہ اگر رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کسی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے تو کس کو بناتے؟ انہوں نے فرمایا ابو بکر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو۔ پھر پوچھا گیا۔ ابو بکر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے بعد؟ تو فرمایا عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو۔ پوچھا گیا، حضرت عمر کے بعد کس کو؟ تو انہوں نے بتایا، ابو عبیدہ بن

جراح ﷺ کو۔ (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ حرا پر تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر ؓ بھی تھے۔ چٹان حرکت کرنے لگی، تو آپ ﷺ نے فرمایا، تھم جا۔ تجھ پر نبی، صدیق اور شہید کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ اور بعض راویوں نے حضرت سعد بن وقاص ؓ کا نام لیا ہے اور حضرت علی ؓ کا ذکر نہیں کیا۔ (مسلم)

تیسری فصل

حضرت قیس بن ابی حازم ؓ نے حضرت سعد بن وقاص ؓ کو یہ فرماتے سنا، میں عربوں میں پہلا شخص ہوں، جس نے اللہ کی راہ میں تیر مارا۔ اور ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس حال میں جنگ کیا کرتے تھے، کہ ہمارے کھانے کے لیے کانٹے دار جھاڑیوں کے پھل اور درختوں کے پتے ہوا کرتے تھے۔ اور ہم میں سے کوئی رفع حاجت کرتا تو اس کا پاخانہ بکری کی میٹنیوں کی طرح ہوتا، جس میں اور کسی چیز کی آمیزش نہ ہوتی۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ قبیلہ بنو اسد کے لوگ مجھ پر اسلام کے بارے میں اعتراض کرتے

ہیں؟ (اگر مجھے نماز بھی صحیح پڑھانا نہیں آتی) تب تو میں ناکام ہو گیا اور میرے مساعی رائیگاں گئیں۔ اور انہوں (دراصل کوفہ کے بعض منافقوں) نے حضرت عمر ؓ سے یہ کہتے ہوئے ان کی چغلی کھائی تھی کہ یہ شخص نماز اچھی طرح ادا نہیں کرتا۔ (بخاری مسلم)

حضرت سعد ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں معلوم ہے کہ میں اسلام قبول کرنے والوں میں تیسرا آدمی ہوں۔ اور جس دن میں نے اسلام قبول کیا، اس دن اور کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ اور بلاشبہ سات دن اس حال میں گزرے کہ میں

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ عَلَى حِرَاءٍ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ ؓ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ ؓ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ ؓ وَالزُّبَيْرُ ؓ فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ ؓ أَوْ صَدِيقٌ أَوْ شَهِيدٌ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَلَمْ يَذْكُرْ عَلِيًّا (رواه مسلم) 10-2571

الفصل الثالث

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَرَأَيْتُنَا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَالَنَا طَعَامَ إِلَّا الْحُبْلَةُ وَوَرَقُ السَّمُرِ وَإِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ مَالَهُ خِلَطَ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعْزِرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ لَقَدْ خَبْتُ إِذَا وَضَلَّ عَمَلِي وَكَانُوا وَشَوْا بِهِ إِلَى عُمَرَ قَالُوا لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي (متفق عليه) 11-2572

وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَالِثُ الْإِسْلَامِ وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ وَلَقَدْ مَكَّثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَلْثُلُثِ الْإِسْلَامِ (رواه البخاری) 12-2573

اسلام میں تیسرا آدمی تھا۔ (بخاری)

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَا بُعْثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقًّا أَمِينًا فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ (متفق علیہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب اہل نجران رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف لائے تو انہوں نے درخواست کی، یا رسول اللہ! کسی امین کو ہمارے لیے مقرر فرمائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمہارے لیے ایسے شخص کو بھیجوں گا، جو حقیقت میں امین ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شرف کی خواہش کی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے

13-2574

ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف عشرہ مبشرہ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔
- ۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ احد میں حفاظت کرتے ہوئے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل ہو گیا۔
- ۳۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے۔
- ۴۔ اس امت کے امین حضرت عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔



بَابُ مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ

رسول محترم ﷺ کے اہل بیت کے فضائل

اہل بیت کے بارے میں بعض لوگوں نے اپنے مخصوص نظریات کی وجہ سے امت میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اہل بیت سے مراد صرف اور صرف حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں۔ یہ لوگ ایک حدیث کا بہانہ بنا کر اہل بیت سے ازواج مطہرات کو خارج کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن مجید میں اہل بیت کے لفظ کا سب سے پہلے اطلاق بیوی پر ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

قَالُوا اتَّعَجِبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمْتُ اللَّهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ○ (ہود ۱۱: ۷۳)

”فرشتے کہنے لگے: کیا تم اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ اے (ابراہیم) کے گھرانے والو! تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔“ نیز فرمایا:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ○ (القصص ۲۸: ۱۲)

”اور ہم نے بچے پر پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کی چھاتیاں حرام کر رکھی تھیں۔ اس لڑکی نے ان سے کہا: میں تمہیں ایسے اہل بیت کا پتا بتاؤں، جس کے لوگ اس کی پرورش کا ذمہ لیں اور خیر خواہی کے ساتھ اسے رکھیں۔“

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ○ (الاحزاب ۳۳: ۳۳)

”اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔“

۹ ہجری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک اعلیٰ سطح کا وفد رسول محترم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس موقع پر رسول مکرم ﷺ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلا کر اپنے قریب بٹھاتے ہوئے اہل بیت قرار دیا۔ جن روایات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اہل بیت سے الگ کرنے کا ذکر ہے اس کا یہی معنی ہے کہ ازواج تو قرآن حکیم کے ارشادات کے مطابق پہلے سے ہی اہل بیت میں شامل تھیں۔ جہاں تک حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوالعاص کی بیویوں جو رسول محترم ﷺ کی پیاری بیٹیاں تھیں انہیں اس خصوصی موقع پر شامل نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا ۸ ہجری۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ ہجری۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۹ ہجری میں اس وفد کی آمد سے پہلے انتقال کر چکی تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

رسول کریم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں جب آپ ﷺ کی عمر مبارک تیس سال کی تھی تو شادی کے

پانچ سال بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پیدا ہوئی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ابوالعاصؓ بن ربیع

سے زینب کا نکاح ہوا۔ ہجرت کے وقت مکہ میں اپنے سسرال کے پاس تھیں۔ بدر میں ابوالعاصؓ کفار کی طرف سے آئے اور گرفتار ہوئے۔ ان کی رہائی کے لیے فدیہ کے طور پر حضرت زینب نے وہ ہار بھیجا، جو شادی کے وقت ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا۔ جوں ہی وہ ہار حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمات اور وفا شعاریاں یاد آئیں۔ آپ ﷺ آبدیدہ ہو گئے۔ صحابہؓ سے مشاورت کے بعد وہ ہار واپس کر دیا اور ابوالعاصؓ کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ واپس جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھجوائیں گے۔

اس سعادت مند انسان نے عہد کی پاس داری کرتے ہوئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھجوانے کا انتظام کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لیے مکہ سے باہر نکلی تو ہبار بن اسود نے نیزہ مارا۔ آپ ﷺ اس وقت امید سے تھیں سواری سے نیچے گر پڑیں، حمل ساقط ہو گیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں بڑی تکلیف اٹھائی اور مدینہ پہنچیں۔ ٹھیک پانچ سال بعد جناب ابوالعاصؓ مسلمان ہوئے تو تجدید نکاح ہوا۔ ۸ ہجری اکتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضور اکرم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ زینب کے ہاں علیؓ اور امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ علیؓ نے جنگ یرموک میں شہادت پائی اور امامہ رضی اللہ عنہا صاحب اولاد ہو کر بڑی عمر میں فوت ہوئیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رسول کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ نبوت سے سات سال قبل پیدا ہوئی۔ رسول محترم ﷺ کی عمر مبارک اس وقت تینتیس سال تھی۔ پہلی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوئی، جس نے ابولہب کے کہنے پر طلاق دے دی۔ بعض مؤرخین کے نزدیک نسبت پر ہی یہ رشتہ ٹوٹ گیا تھا۔ اور رخصتی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ بعد ازیں رسول کریم ﷺ نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ نبوت کے پانچویں سال حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہجرت حبشہ فرمائی۔ کچھ عرصے کے بعد مکہ واپسی ہوئی۔ لیکن مکہ کے حالات پہلے سے زیادہ دگرگوں تھے اس لیے دوبارہ حبشہ کی طرف یہ مبارک جوڑا ہجرت کرنے پر مجبور ہوا۔

ان کی ہجرت پر تبصرہ کرتے ہوئے رسول محترم ﷺ نے فرمایا تھا، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کرنے والا یہ پہلا جوڑا ہے۔ ۲ ہجری کو حضرت رقیہؓ اسی دن فوت ہوئیں، جس دن حضرت زید بن حارثہؓ نے مدینہ پہنچ کر بدر کی فتح کا پیغام دیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو ان کی تیمارداری کی وجہ سے بدر میں غیر حاضری کی اجازت مرحمت فرمائی۔ رسول محترم ﷺ اپنی پیاری بیٹی کے جنازے میں شریک نہ ہو سکے۔ بدر سے واپسی کے بعد ان کی قبر پر تشریف لے گئے اور زرارہ و قطار روتے ہوئے ان کے لیے دعائیں کیں۔ حضرت رقیہؓ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جس نے چھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ حضرت عثمانؓ اسی بیٹے کی نسبت سے ابو عبد اللہ کنیت رکھتے تھے۔

حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا

رسول کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ دوسری اولاد کی طرح آپ ﷺ ان کے ساتھ نہایت ہی محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتے۔ ان کی بڑی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ۳ ہجری ربیع الاول میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا۔ حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں چھ سال تک زندہ رہیں شعبان ۹ ہجری میں تقریباً ۲۸ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات پر دیر تک رسول محترم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری رہے۔ آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوطلمہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کو قبر میں اتارا۔ رسول کریم ﷺ نہایت ہی آزرہ طبیعت کے ساتھ ان کی قبر پر مٹی ڈالتے رہے۔ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

رسول محترم ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں۔ سب سے چھوٹا ہونے اور بالخصوص جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تینوں بہنیں یکے بعد دیگرے فوت ہو گئیں، تو رسول ﷺ ان کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبت فرمانے لگے۔ ساڑھے پندرہ سال کی عمر میں مدینہ پہنچنے کے دوسرے سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا عقد ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی دوسری بہنوں کی طرح عادات و خصائل کے اعتبار سے اپنے والد گرامی ﷺ کی ہر ادا اور سنت کو اپنانا اپنے لیے دنیا و آخرت کی سعادت کا خزانہ سمجھتی تھیں۔ رسول محترم ﷺ نے جن چار عورتوں کو سب سے ممتاز قرار دیا ہے، ان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رسول گرامی ﷺ کی وفات کے چھ مہینے بعد، انتیس سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے کوچ کیا، آپ ﷺ کے ہاں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں۔ محسن اور زینب رضی اللہ عنہا بچپن ہی میں انتقال کر گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا سلسلہ نسب جاری رہا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، شکل و صورت اور چال ڈھال کے حوالے سے رسول معظم ﷺ کا عکس دکھائی دیتی تھی۔ حتیٰ کہ لب و لہجہ اور مسکراتے وقت بھی اپنے عظیم باپ کے انداز کو اختیار کیا کرتی تھیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ

ابو محمد کنیت۔ والد گرامی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ والدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت حسن کے چہرہ مبارک کے خدو خال اپنے نانا محترم رسول معظم ﷺ کے چہرہ پر انوار کے ساتھ غیر معمولی مشابہ تھے۔ گویا کہ حسن و جمال کے اعتبار سے سرور گرامی ﷺ کا عکس تصور ہوتے تھے۔ رسول کریم ﷺ ان کے ساتھ انتہائی پیار اور شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جناب حسن رضی اللہ عنہ طبعی اور فطری طور پر اختلافات اور باہمی جنگ و جدل سے غیر معمولی طور پر اجتناب کرنے والے تھے۔ حالات کی مجبوری کی وجہ سے جب سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف جنگ جمل میں نبرد آزما ہونے کے لیے منصوبہ بندی کر رہے تھے، تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کیا، کہ ہمیں لڑنے کی بجائے واپس پلٹ جانا چاہیے۔ (حوالہ اخبار الطوال)

سیدنا حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسنؑ نے کوفہ کی زمام کار سنبھالی، تو انہوں نے سیدنا حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کر لی۔ اور نہایت خوشی اور فراخ دلی کے ساتھ ان کی خلافت کو تسلیم کیا۔ اور بڑے حوصلے کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی زبان درازی کو برداشت فرمایا۔ اس طرح ان کے نانائے گرامیؑ سرورِ دو عالم ﷺ کا وہ فرمان حرف بہ حرف پورا ہوا۔

حضرت حسنؑ کو ان کی ایک ناعاقبت اندیش بیوی نے زہر دیا، جس کی وجہ سے ۵۰ ہجری ربیع الاول ۴۸ سال کی عمر میں اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ آپ ﷺ کو ان کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں مدینہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت حسین بن حضرت علی رضی اللہ عنہما

ابو عبد اللہ کنیت۔ والدہ محترمہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴ ہجری شعبان میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت حسینؑ اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؑ کی طرح نہایت ہی خوب رو حسن و جمال کے پیکر، بچپن ہی سے ان کا چہرہ مبارک جلال اور جمال کا بے مثال امتزاج رکھتا تھا۔ اور چہرے کے نقش و نگار اپنے عظیم نانا سرورِ کائنات ﷺ کے چہرہ گرامی کا عکس پیش کرتے تھے۔

رسول کریم ﷺ اپنے اس چھوٹے نواسے کے ساتھ بے حد و حساب شفقت و پیار کیا کرتے تھے۔ ان کی بچکانہ شوخیاں دیکھ کر آپ ﷺ نہایت خوش ہوتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: حسنؑ اور حسینؑ میری زندگی کے مہکتے ہوئے دو پھول ہیں، جن کی خوشبو سے میرے دل کو سرور اور ان کو دیکھنے سے میری آنکھوں کو سکون ملتا ہے۔ آپ ﷺ اپنے نواسوں کو کبھی کندھوں پر اٹھایا کرتے اور کبھی سینہ پر انوار سے چمکا کر پیار کرتے۔ اور بسا اوقات یہ ننھے منے خطبہ جمعہ اور نماز کے دوران اچھلتے کودتے ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ لپٹ جاتے۔ حسنؑ حسینؑ کو اپنے عظیم اور رحیم نانا کے ساتھ غیر معمولی پیار تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد جب یزید مملکت اسلامیہ کا فرماں روا بنا تو حضرت حسینؑ نے کوفہ والوں کے بار بار اصرار کی بنا پر یزید کے خلاف خروج کا اعلان کیا۔ اور کربلا کے مقام پر یزید کے گورنر عبید اللہ بن زیاد کی فوج کے ساتھ ٹکراؤ ہوا۔ سیدنا حضرت حسینؑ نے تصادم سے بچنے کے لئے تین شرائط پیش فرمائی۔

لیکن عبد اللہ بن زیاد فوری بیعت پر اصرار کرتا رہا۔ جس کو حضرت حسینؑ کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ بالآخر انہوں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر مبارک اڑسٹھ (۶۸) سال تھی۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت ابن جعفرؓ

یہ تینوں حضرات عمر میں چھوٹے تھے اور نبی محترم ﷺ کے ساتھ قرابت داری ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے گھر میں ان کا اکثر آنا جانا تھا۔ جس کی وجہ سے محدثین کرام نے ان کو بھی اہل بیت کے باب میں ذکر کیا ہے۔ رسول کریم ﷺ ان کے ساتھ خصوصی شفقت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ چھوٹا ہونے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چچا زاد بھائی اور آپ کی زوجہ مکرمہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھانجے تھے۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ آپ کے چچا زاد بھائی اور ان کے بیٹے آپ کے بھتیجے لگتے تھے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم باپ جیسی محبت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ بولا بیٹا قرار دیا تھا۔ لوگ ان کو زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے تا آنکہ قرآن مجید نے اس بات سے منع فرماتے ہوئے حکم دیا کہ لوگوں کو ان کے اصل باپ کے نام سے پکارا کرو۔ جناب زید رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے بیٹا قرار دیا تھا۔ کہ جب یہ بکتے بکاتے مکہ آئے اور ان کے چچا ان کو واپس لینے کے لیے آئے تو انہوں نے اپنے والدین پر رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم جانا تھا۔ اور آپ کی محبت پر اپنے والدین کی محبت کو قربان کیا تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے جس کی وجہ سے آپ ان کے ساتھ خاص الخاص شفقت فرمایا کرتے تھے۔ اور اپنی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں ان کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنایا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا تھا۔

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اس آیت کا نزول ہوا۔ ”ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ.....“ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور دعا کی۔ یا اللہ ایہ میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم)

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ نَدَّعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ دَعَارَسُوهُ اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ أَلَلَّهُمْ هَؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي (رواه مسلم)

1-2575

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ ایک صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ بالوں کی بنی ہوئی نقش و نگار والی چادر اوڑھے نکلے۔ تو حسن رضی اللہ عنہ آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی چادر میں لے لیا۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے وہ بھی حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ چادر میں آگئے۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، تو آپ نے اسے بھی چادر میں لے لیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو ان کو بھی اپنی چادر میں لے لیا اور فرمایا، اے اہل بیت اللہ یہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کرے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرِ اسْوَدَ فَبَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ فَادْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ رضی اللہ عنہ فَادْخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَادْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيُّ رضی اللہ عنہ فَادْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا (رواه مسلم)

2-2576

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم کی وفات پر

عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا تَوَفَّى إِبْرَاهِيمُ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أُمَّهُ مُرَضِعًا فِي الْجَنَّةِ
(رواه البخاری) 3-2577

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا أَرْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ فَأَقْبَلْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَاهُ قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَهَا فَبَكَتُ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَهَا الثَّانِيَةَ فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَكَ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِأَفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سِرَّهُ فَلَمَّا تَوَفَّيْتُ قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ بِمَا لِي بِكَ مِنْ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتَنِي قَالَتْ أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي أَنَّ جَبْرَائِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَأَنَّهُ عَارِضُنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا أُرَى إِلَّا جَلَّ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ فَاتَّقَى اللَّهَ وَاضْبَرِي فَإِنِّي نَعَمُ السَّلَفُ أَنَا لَكَ فَبَكَيتُ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَنِي الثَّانِيَةَ قَالَ يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ.

وَفِي رِوَايَةٍ فَسَارَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجْعِهِ فَبَكَيتُ ثُمَّ سَارَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ اتَّبَعَهُ فَضَحِكْتُ (متفق عليه)

4-2578

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ازواج نبی رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کی چال رسول اکرم ﷺ کی چال کے مشابہ تھی۔ جب آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا، میں اپنی بیٹی کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ آپ نے ان کو بٹھایا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے کوئی راز کی بات کی تو وہ زور سے رونے لگیں۔ جب آپ نے ان کا حزن و ملال دیکھا، تو دوبارہ سرگوشی کی، تو فاطمہ ہنسنے لگیں۔ پھر جب رسول کریم ﷺ اٹھ کر چلے گئے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے دریافت فرمایا، کہ رسول محترم ﷺ نے تجھ سے کیا راز بات کی کہی؟ تو انہوں نے جواب دیا، میں رسول اللہ ﷺ کا راز ظاہر نہ کروں گی۔ پھر جب رسول اکرم ﷺ کی وفات ہو گئی تو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، میں تجھے اس حق (کہ میں تمہاری ماں ہوں) کا واسطہ دیتی ہوں، جو میرا تجھ پر ہے، کہ اب مجھے بتا دے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں اب بتاؤں گی۔ جب آپ نے پہلی بار مجھ سے سرگوشی کی، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے مطلع کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے ساتھ سال میں ایک بار قرآن کا دور کیا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دوبار دور کیا ہے۔ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور صبر کرنا۔ میں تیرے لیے بہترین آگے جانے والا ثابت ہوں گا۔ اس

پر میں رونے لگی۔ جب آپ ﷺ نے مجھے غمگین پایا، تو آپ نے دوسری بار سرگوشی کی اور فرمایا، فاطمہ! کیا تو اس بات پر خوش نہیں، کہ تو تمام جنتی یا اہل ایمان عورتوں کی سردار ہوگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سرگوشی میں یہ راز کی بات

مجھے بتائی، کہ آپ اس مرض میں وفات پا جائیں گے۔ تو میں رونے لگی۔ پھر آپ نے سرگوشی کی کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے آپ ﷺ کے پیچھے آنے والی میں ہوں گی، تو میں ہنسنے لگی۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ الْمِسُورِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي.

وَفِي رِوَايَةٍ يُرِثُنِي مَا أَرَا بِهَا وَيُؤْذِنُنِي مَا أَذَاهَا (متفق علیہ) 5-2579

بھی باعثِ اذیت ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لیے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان خم نامی پانی کے چشمے پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور غظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ لوگو! آگاہ رہو۔ یہ حقیقت ہے کہ میں ایک بشر ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ جلدی میرے رب کا فرستادہ میرے پاس آئے اور میں اس کو قبول کر لوں۔ اور میں تم میں دو چیزیں چھوڑنے والا ہوں ان میں سے پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔ تم اللہ کی کتاب کو تمام لو اور اس پر مضبوطی سے عمل کرو۔ چنانچہ آپ نے کتاب اللہ کی حفاظت پر زور دیا اور اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا، دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَالثَّنَى عَلَيْهِ وَوَعِظَ وَذَكَرَ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَنِي رَسُولُ رَبِّي فَأَجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللَّهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللَّهِ وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ وَرَغَبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ وَأَهْلُ بَيْتِي أَذْكُرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي.

وَفِي رِوَايَةٍ كِتَابُ اللَّهِ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ مَنْ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تَرَكَهُ كَانَ عَلَى الضَّلَالَةِ (رواہ مسلم) 6-2580

میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کتاب اللہ، اللہ کی رسی ہے، جو اس پر چلے گا وہ ہدایت پر رہے گا۔ اور جو اسے چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ جب کبھی وہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کو سلام کرتے تو کہتے: ذوالجناحین کے بیٹے! تجھ پر سلام۔ (بخاری)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ إِذَا سَلَّمَ عَلَى ابْنِ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ (رواہ البخاری) 7-2581

عَنِ الْبَرَاءِ ۞ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ۞ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ۞ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُ فَاجِبْهُ (متفق عليه) 8-2582

ہوں، تو بھی اسے محبوب فرما۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۞ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ۞ فِي طَائِفَةٍ مِنَ النَّهَارِ حَتَّى أَتَى خِבَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَتَمَّ لَكُمْ لُكْعُ يَغْنَى حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى حَتَّى اعْتَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۞ اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُ فَاجِبْهُ وَاحِبٌ مَنْ يُحِبُّهُ (متفق عليه) 9-2583

حضرت براء ۞ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ۞ کے کندھوں پر سوار دیکھا اور آپ نے یہ دعا مانگی، اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا

حضرت ابو ہریرہ ۞ بیان کرتے ہیں کہ میں دن کے کسی وقت رسول اللہ ۞ کے ساتھ باہر نکلا یہاں تک کہ آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے۔ فرمایا یہاں چھوٹا بچہ ہے؟ یعنی حضرت حسن۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ فوراً دوڑتے ہوئے آگئے۔ پھر ان میں سے ہر ایک اپنے صاحب کے گلے ملا۔ اور دونوں یعنی نبی کریم ۞ اور حسن ۞ گلے ملتے۔ پھر رسول اللہ ۞ نے فرمایا۔ اے

ہمارے پروردگار! بلاشبہ میں اسے محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو لوگ اس سے محبت کریں تو بھی ان سے محبت فرماتا۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ۞ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ۞ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ۞ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يَقْبَلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (رواه البخاری) 10-2584

حضرت ابو بکر ۞ بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ۞ منبر پر جلوہ افروز تھے اور حضرت حسن بن علی ۞ ان کے پہلو میں ہیں۔ کبھی آپ لوگوں کی طرف رخ فرماتے اور کبھی حسن ۞ کی طرف۔ اور فرمایا، میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ ۞ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ سَأَلَ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ قَالَ شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ قَالَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُونَنِي عَنِ الذُّبَابِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ ۞ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ۞ هُمَا رَبْحَانِي مِنَ الدُّنْيَا. (رواه البخاری)

حضرت عبدالرحمن بن ابی نعم ۞ بیان کرتے ہیں، کہ اس نے سنا، جب ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے محرم کے بارے میں دریافت کیا حضرت شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے اس نے پوچھا تھا کہ کیا دم کھسی مار سکتا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اہل عراق مجھ سے کھسی کے مارنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، حالانکہ انہوں نے رسول اللہ ۞ کی بیٹی کے جگر گوشے کو

11-2585

شہید کر دیا اور رسول اکرم ﷺ نے ان دونوں نو اسوں کے بارے میں فرمایا تھا دنیا میں یہ دونوں میرے پھول ہیں۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ أَحَدًا شَبَهَ
بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فِي
الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَيُّضًا كَانَ أَشْبَهُهُمْ بِرَسُولِ
اللَّهِ ﷺ (رواه البخاری) 12-2586

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ضَمِنِيَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى
صَدْرِهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْحِكْمَةَ.
وَفِي رِوَايَةٍ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ (رواه البخاری) 13-2587

وَعَنْهُ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْخَلَاءَ
فَوَضَعَتْ لَهُ وَضُوءًا فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ
هَذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (متفق
عليه) 14-2588

نے دعا فرمائی، بارالہا! اسے دین کی سوجھ بوجھ عطا فرما۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ
يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اللَّهُمَّ أَحِبَّهُمَا
فَأِنِّي أَحِبُّهُمَا.

وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فِخْدِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنُ
بُنَ عَلِيٍّ عَلَى فِخْدِهِ الْآخَرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ
يَقُولُ اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحُمُهُمَا (رواه
البخاری) 15-2589

ان دونوں پر شفقت کرتا ہوں۔ (بخاری)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ
أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے ایک لشکر تیار کیا اور حضرت اسامہ بن زید رضی
اللہ عنہما کو اس کا امیر مقرر فرمایا۔ بعض لوگ ان کی امارت پر

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَمُونَ فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَمُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَأَيُّمُ اللَّهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسُ إِلَيَّ وَإِنْ هَذَا لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسُ إِلَيَّ بَعْدَهُ (متفق عليه) (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ وَفِي آخِرِهِ أَوْصِيَكُمْ بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ صَالِحِيكُمْ) 16-2590

زید کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔ وہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہے)

معرض ہوئے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو، جبکہ تم اس سے قبل اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو۔ اللہ کی قسم! بلاشبہ وہ امارت کے لائق تھا۔ بلاشک و شبہ زید مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ اسامہ مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ (بخاری و مسلم) (اور مسلم کی ایک روایت میں اسی طرح ہے اور اس کے آخر میں ہے میں تم کو اسامہ بن

وَعَنْهُ قَالَ إِنْ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ ﷺ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ مَا كُنَّا نَدْعُوهُ إِلَّا زَيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ (الاحزاب ۳۳-۵) (متفق عليه) 16-2591

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے، کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ہم لوگ زید بن محمد کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ قرآن میں یہ حکم نازل ہوا کہ ”تم لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارا کرو۔ (احزاب ۳۳-۵)“ (بخاری و مسلم)

تیسری فصل

الفصل الثالث

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلتے ہوئے باہر آئے۔ انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور فرمایا، میرا باپ تم پر قربان! تمہاری مشابہت نبی کریم ﷺ سے ہے علی سے نہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ ﷺ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ ﷺ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي وَمَعَهُ عَلِيٌّ ﷺ فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصَّبِيَّانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ قَالَ يَا أَبَى هَبْنِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ شَبِيهَا بِعَلِيٍّ ﷺ وَعَلِيٌّ ﷺ يَضْحَكُ (رواه البخاری) 17-2592

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حسین کا سر ایک برتن میں رکھ کر لایا گیا۔ تو ابن زیاد نے چھڑی لگاتے ہوئے ان کے کھن کے بارے میں تعریفی کلمات کہے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ شخص تمام لوگوں سے زیادہ نبی گرامی ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بال خضاب کے ساتھ رنگے ہوئے تھے۔ (بخاری)

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ أَتَى عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ فَجَعَلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُثُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا قَالَ أَنَسٌ ﷺ فَقُلْتُ وَاللَّهِ إِنَّهُ كَانَ أَشَبَّهُهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ (رواه البخاری) 19-2593

بَابُ مَنَاقِبِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مناقب ازواج النبی رضی اللہ عنہن

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت علیؑ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام اپنے زمانے کی سب عورتوں سے بہتر تھیں اور حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا اپنے دور کی عورتوں میں سب سے بہتر ہیں۔ (بخاری و مسلم) ایک روایت میں ہے کہ ابو کریب کہتے ہیں حضرت وکیع نے آسمان وزمین کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ ایک دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام ہی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا، یا رسول اللہ ﷺ! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لارہی ہیں۔ ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن، یا کھانا، ہے جب وہ آپ کے پاس پہنچیں تو انہیں ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہیے۔ اور انہیں جنت میں ایسے گھر کی بشارت دیجیے، جس میں کوئی شور شرابہ نہ ہوگا اور نہ وہاں مشقت اٹھانی پڑے گی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ مجھے ہی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ رشک نہیں آیا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اکثر ان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ آپ ﷺ بکری ذبح کر کے اس کا گوشت بنا کر، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو ہدیہ بھیجتے۔ بعض دفعہ میں آپ سے عرض کرتی، گویا دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہیں۔ اس پر آپ ﷺ فرماتے: وہ

عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ (متفق عليه).
وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ وَأَشَارَ وَكَيْعَ إِلَى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ. 1-2594

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ فَإِذَا أَتَكَ فَأَقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنْنِي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا سَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ (متفق عليه) 2-2595

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غُرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غُرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَمَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقْطَعُهَا أَغْضَاءَ ثُمَّ يَبْعُثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةً إِلَّا خَدِيجَةَ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ (متفق عليه) 3-2596

ایسی تھیں اور ایسی تھیں (یعنی ان کے اوصاف اور وفاؤں کا تذکرہ فرماتے) اور فرماتے کہ میری اس سے اولاد ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا هَذَا جَبْرِئِيلُ يَقْرَأُكَ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرَى مَا لَا أَرَى (متفق عليه) 4-2597

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول محترم ﷺ مجھے فرمایا: یا عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں۔ وہ تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا ”جبریل پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو“۔ انہوں نے بتایا، آپ جو کچھ دیکھ رہے تھے وہ میں تو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ تین راتیں تم مجھے خواب میں دکھائی گئی۔ فرشتہ ریشم کے ٹکڑے میں لپیٹ کر تیری تصویر لاتا رہا۔ اور اس نے مجھے بتایا کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہے۔ پھر جب میں نے تیرے چہرے سے نقاب اٹھایا تو یہ تو تھی۔ پس میں نے سوچا اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو وہ اسے مجھے ملا دے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں کہ لوگ عائشہ کی باری کے دن ہدیے وغیرہ بھیجنے کا زیادہ خیال کرتے تھے۔ اس طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی خوشی چاہتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں دو حصوں میں تھیں۔ ایک طرف عائشہ، حفصہ، صفیہ، اور سودہ تھیں اور دوسری جانب ام سلمہ اور باقی ازواج رضی اللہ عنہن تھیں۔ ام سلمہ کی ہم خیال ازواج نے ان سے کہا، کہ تم رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرو، کہ جو لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا چاہیں، ان کو ہدایت فرمائیں کہ آپ ﷺ جہاں بھی ہوں، وہ آپ کی جانب ہدیہ بھیج دیا کریں۔ چنانچہ ام سلمہ نے آپ ﷺ سے گفتگو فرمائی تو آپ ﷺ نے اسے جواب دیا، مجھے عائشہ کے بارے تکلیف مت پہنچاؤ! عائشہ کے علاوہ

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أُرِيْتُكَ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَجِيئُ بِكَ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيرٍ فَقَالَ لِي هَذِهِ أَمْرَاتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكَ الثُّوبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يُكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يُمَضِّهِ (متفق عليه) 5-2598

وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ كَانُوا يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَوْمَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَتَغَفَّوْنَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَتْ إِنَّ نِسَاءَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسُودَةُ وَالْحِزْبُ الْآخَرُ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكُلَّمْ حِزْبٌ أُمُّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِمَتِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلْيَهْدِهِ إِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةُ قَالَتْ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ

فَاطِمَةُ فَأَرْسَلَنَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّينَ مَا أَحَبُّ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَأَحِبِّي هَذِهِ (متفق عليه) 6-2599

اور کسی کی بیوی کے بستر پر مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو ایذا رسانی پر میں اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگتی ہوں۔ پھر انہوں نے حضرت

فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے آپ سے بات کی تو آپ نے فرمایا۔ بیٹا! کیا تمہیں اس سے محبت نہیں، جس سے میں محبت کرتا ہوں؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کیا کرو۔ (بخاری و مسلم)

خلاصہ باب

- ۱۔ حضرت مریم اپنے دور میں اور حضرت خدیجہؓ اپنے زمانے میں تمام عورتوں سے افضل تھیں
- ۲۔ حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کو جبریل امینؑ نے سلام پیش کیا۔
- ۳۔ فوت شدہ بیوی کا ذکر خیر اور مرحومہ کی خدمات کا اعتراف کرنا سنت ہے۔



بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ

باب جامع المناقب

پہلی فصل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے۔ جنت میں جس جگہ جانے کی خواہش کرتا ہوں یہ اڑا کر مجھے وہاں پہنچا دیتا ہے۔ میں نے اس خواب کا ذکر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے رسول اکرم ﷺ سے بیان کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا، بلاشبہ تمہارا بھائی صالح انسان ہے۔ یا بلاشبہ عبداللہ ﷺ نیک آدمی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت حذیفہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اخلاق، سیرت اور نیکی کے لحاظ سے سب انسانوں سے زیادہ رسول کریم ﷺ سے مشابہ عبداللہ بن مسعود ﷺ ہیں۔ ان کی یہ کیفیت گھر سے نکلنے سے لے کر اپنے گھر لوٹنے تک رہتی ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ جب وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ تنہا ہوتے ہیں تو کیا کرتے تھے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے۔ ہم مدینہ میں قیام کے دوران ایک عرصہ تک یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ کیونکہ ہم عبداللہ بن مسعود ﷺ اور ان کی والدہ کو اکثر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دیکھا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا، قرآن مجید چار اشخاص سے پڑھا کرو حضرت عبداللہ بن مسعود (۲) سالم مولیٰ ابی حذیفہ

الفصل الاول

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدَيَّ سَرَقَةً مِّنْ حَرِيرٍ لَا أَهْوِي بِهَا إِلَى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بَنِي إِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ أَوْ إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَجُلٌ صَالِحٌ (متفق عليه) 1-2600

وَعَنْ حُذَيْفَةَ ﷺ قَالَ إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًا وَ سَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَا بَنُ أُمِّ عَبْدِ مِنْ حِينَ يُخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَذَرِي مَا يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا خَلَا (رواه البخاری) 2-2601

وَعَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ قَدِمْتُ أَنَا وَآخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَّنَا حِينًا مَا نَرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ لَمَّا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (متفق عليه) 3-2602

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اسْتَقْرَءُوا وَلِقُرْآنٍ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأَبِي بَنِي

كَتَبَ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (متفق عليه) 4-2603
 وَعَنْ عَلْقَمَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ قَدِمْتُ
 الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي
 جَلِيسًا صَالِحًا فَاتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ فَإِذَا
 شَيْخٌ قَدْ جَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَيَّ جَنِبِي قُلْتُ مَنْ
 هَذَا قَالُوا أَبُو الدَّرْدَاءِ قُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ
 يُيسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَيَسِّرَكَ لِي فَقَالَ مَنْ
 أَنْتَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ قَالَ أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمْ
 بَنُ أُمِّ عَبْدِ صَاحِبِ النُّعْلَيْنِ وَالْوَسَادَةِ
 وَالْمُطَهَّرَةِ وَفِيكُمْ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ
 عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ يَعْنِي عَمَارًا أَوَلَيْسَ فِيكُمْ
 صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ يَعْنِي حُذَيْفَةَ
 (رواه البخاری) 5-2604

(۳) ابی بن کعب (۴) معاذ بن جبل ؓ۔ (بخاری و مسلم)
 حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں شام
 پہنچا تو میں نے دو رکعت نماز ادا کر کے دعا مانگی: اے اللہ!
 مجھے کسی صالح مرد کی صحبت عطا فرما۔ اس کے بعد میں لوگوں
 کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ تو ایک بزرگ میرے پہلو میں آ کر
 تشریف فرما ہوئے۔ میں نے پوچھا یہ بزرگ کون ہیں؟
 لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابو درداء ؓ ہیں۔ میں نے بتایا،
 میں نے کسی مرد صالح کی صحبت کی اللہ سے دعا کی تھی۔ چنانچہ
 مجھے آپ کی صحبت اللہ تعالیٰ نے میسر فرمادی۔ حضرت ابو درداء
 ؓ نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ میں نے بتایا میں اہل کوفہ سے
 ہوں۔ انہوں نے فرمایا، کیا تمہارے پاس رسول اللہ
 ﷺ کا جوتا، نکیہ اور وضو کا برتن اٹھانے والے یعنی عبد اللہ بن
 مسعود ؓ نہیں ہیں؟ اور کیا تم میں وہ شخصیت نہیں جس کو

اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے شیطان سے اللہ کی پناہ میں دیا تھا۔ یعنی حضرت عمار بن یاسر ؓ؟ اور کیا تم میں راز
 دان رسول ﷺ نہیں جس کے علاوہ وہ راز کسی کو معلوم نہیں، یعنی حضرت حذیفہ بن یمان ؓ۔ (بخاری)

وَعَنْ جَابِرٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أُرِيتُ
 الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ امْرَأَةً أَبِي طَلْحَةَ وَسَمِعْتُ
 خَشْخَشَةَ أَمَامِي فَإِذَا بِلَالٌ. (رواه مسلم)
 6-2605

حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے
 فرمایا، مجھے جنت دکھائی گئی، تو میں نے ابو طلحہ ؓ کی بیوی کو
 دیکھا۔ اور میں نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی تو وہ بلال
 ؓ تھے۔ (مسلم)

وَعَنْ سَعْدٍ ؓ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ
 نَفَرٍ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اطْرُدْ
 هَؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِؤْنَ عَلَيْنَا قَالَ وَكُنْتُ أَنَا وَابْنُ
 مَسْعُودٍ وَرَجُلٌ مِّنْ هَذَيْلٍ وَبِلَالٌ وَرَجُلَانِ
 لَسْتُ أُسَمِّيهِمَا فَوَقَعَ فِي نَفْسِ رَسُولِ اللَّهِ
 ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهُ

حضرت سعد ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی
 معیت میں چھ آدمی تھے۔ مشرکین مکہ نے نبی اکرم
 ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ان آدمیوں کو دور کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ
 وہ ہم پر جرات کریں۔ حضرت سعد ؓ نے بتایا، میرے
 علاوہ حضرت ابن مسعود اور قبیلہ ہذیل کا ایک شخص، بلال اور
 دو مزید شخص تھے میں ان کے نام نہیں لے رہا۔ رسول معظم

ﷺ کے دل میں جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا، ان کو اپنے سے دور رکھنے کا خیال پیدا ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت نازل کر دی۔

فَأَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (رواہ مسلم) 7-2606

ان لوگوں کو اپنے سے مت دور کیجیے جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے خواہاں ہیں۔ (مسلم)

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُعْطِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ (متفق علیہ) 8-2607

حضرت ابو موسیٰ اشعری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کو نبی محترم ﷺ نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، ابو موسیٰ! بے شک تجھے آل داؤد کی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کا بیان ہے کہ رسول معظم ﷺ کے عہد مبارک میں چار صحابیوں نے پورا قرآن جمع کیا تھا۔ وہ حضرات ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ہیں۔ حضرت انس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے ابو زید کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ میرے چچاؤں میں سے ایک ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرْتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَبْتَهِي وَجْهَ اللَّهِ تَعَالَى فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عَمِيرٍ شَهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يَوْجَدْ لَهُ مَا يَكْفِيهِ إِلَّا نَمْرَةً فَكُنَّا إِذَا غَطَيْنَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْأَذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْسَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِيهَا (متفق علیہ) 10-2609

حضرت خباب بن ارت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے بتایا کہ ہم نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی طلب میں رسول محترم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے۔ ہم میں سے کچھ اس حال میں گزر گئے کہ انہوں نے دنیا کا کوئی فائدہ حاصل نہ کیا۔ ان میں حضرت مصعب بن عمیر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ہیں جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کو دفنانے کے لیے ایک چادر کے سوا اور کچھ میسر نہ ہوا۔ جب ہم اس کا سر ڈھانپتے تو اس کے پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس چادر سے اس کا سر ڈھک دو اور ان کے پاؤں پر گھاس رکھ دو۔ اور ہم سے بعض

ایسے تھے جن کی کمائی کا پھل پکا اور وہ اس سے مستفید ہوتے رہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ.

حضرت جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، سعد بن معاذ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کی وفات پر عرش کانپ اٹھا۔ ایک روایت میں ہے

وَفِي رِوَايَةٍ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ بِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ (متفق عليه) 11-2610

وَعَنِ الْبَرَاءِ ؓ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُلَّةٌ حَرِيرٌ فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمْسُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْ لِينِهَا فَقَالَ اتَّعَجِبُونَ مِنْ لِينِ هَذِهِ لِمَنَادِيلِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْهَا وَاللَّيْنُ (متفق عليه) 12-2611

وَعَنْ أُمِّ سَلِيمٍ ؓ أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَسَ خَادِمُكَ أَدْعُ اللَّهَ لَهُ قَالَ اللَّهُمَّ اكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ قَالَ أَنَسُ فَوَاللَّهِ إِنْ مَالِي لَكَيْفَرُوَانٍ وَلَدِي وَوَلَدٌ وَلَدِي لَيَعْتَاذُونَ عَلَيَّ نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ (متفق عليه) 13-2612

میری اولاد کی تعداد آج پوتوں تو اس سمیت سو سے زیادہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ ؓ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ (متفق عليه) 14-2613

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ ؓ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ آثَرُ الْخُشُوعِ فَقَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَنُتِلْتُ إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوا هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ وَاللَّهِ مَا يَنْبَغِي

کہ سعد بن معاذ ؓ کی وفات پر رحمن کا عرش کانپ اٹھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کو ایک ریشمی حلہ تحفہ دیا گیا۔ صحابہ کرام ؓ اس کو چھوتے تھے اور اس کی نرمی پر تعجب کا اظہار کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، تم لوگ اس کی نرمی پر حیران ہوتے ہو؟ حالانکہ جنت میں حضرت سعد بن معاذ ؓ کے رومال بھی اس سے اچھے اور نرم ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ام سلیم ؓ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ انس آپ ﷺ کے خادم ہیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! اس کو مال اور اولاد میں برکت دے۔ اور اس پر اپنی عطا کو بابرکت بنادے۔ حضرت انس ؓ کا کہنا ہے، اللہ کی قسم! میرا مال کثیر ہے اور

حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کے علاوہ سطح زمین پر چلنے والے کسی شخص کے بارے میں یہ فرماتے نہیں سنا، کہ وہ جنتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت قیس بن عباد ؓ بتاتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کی ایک مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا جس کے چہرے سے خشوع و خضوع عیاں تھا۔ وہ مسجد میں داخل ہوا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شخص جنتی ہے۔ اس نے دو ہلکی رکعتیں ادا کیں پھر وہ باہر نکلا میں اس کے پیچھے ہو لیا اور دریافت کیا، جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے کہا کہ یہ جنتی

لَا حِدَانَ يَقُولُ مَا لَمْ يَعْلَمْ فَسَاحِدٌ كَلِمَ
ذَٰكَ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي
رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا فِي وَسْطِهَا
عُمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ أَسْفَلُهُ فِي الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِي
السَّمَاءِ فِي أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِيلَ لِي: إِرْقُ فَقُلْتُ
لَا أَسْتَطِيعُ فَاتَّبَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ يَدَايَ مِنْ
خَلْفِي فَرَقَيْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَاهُ فَأَخَذْتُ
بِالْعُرْوَةِ فَقِيلَ: اسْتَمْسِكْ فَاسْتَيْقِظْتُ وَانْهَأَ
لَفِي يَدَيَّ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ
بِلَاكِ الرُّوضَةِ الْإِسْلَامُ وَذَٰلِكَ الْعُمُودُ
عُمُودُ الْإِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى
فَإِنِّي عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى تَمُوتَ وَذَٰلِكَ
الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ (متفق عليه)

15-2614

فخص ہے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی قسم! کسی شخص کو زیبا نہیں
کہ وہ ایسی بات کہے جس کا اسے علم نہیں۔ میں تمہیں بتاؤں
گا کہ ایسے کس لیے (کہا گیا) ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں
نے عہد رسالت میں ایک خواب دیکھا اور اسے رسول اللہ
ﷺ سے بیان کیا۔ میں نے دیکھا کہ میں ایک باغ میں
ہوں۔ پھر ابن سلام نے اس باغ کی وسعت اور سرسبز
وشادابی کے بارے میں بتایا۔ اس باغ کے وسط میں لوہے کا
ستون ہے جس کا نچلا سر زمین میں اور اوپر کا سرا آسمان میں
ہے۔ ستون کے اوپر والے سرے پر ایک حلقہ ہے۔ مجھے اس
پر چڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا، مجھ میں چڑھنے کی
طاقت نہیں۔ پھر میرے پاس ایک خادم آیا، اس نے پیچھے
سے میرے کپڑوں کو اٹھایا۔ چنانچہ میں اس ستون کی بلندی
پر پہنچ گیا۔ اور میں نے اس حلقہ کو پکڑ لیا۔ مجھے اس حلقہ کو
مضبوطی سے تھامنے کی ہدایت کی گئی اور میں بیدار ہوا۔ تو گویا
کہ حلقہ میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے یہ خواب نبی ﷺ کو

سنایا تو آپ نے فرمایا، اس باغ سے مراد اسلام ہے، ستون سے مراد اسلام کا مضبوط کڑا (یعنی شریعت) ہے تم وفات تک
اسلام پر قائم رہو گے اور یہ شخص حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ ہیں۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ثابت بن
شماس رضی اللہ عنہ انصار میں بلند آواز تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی
”اے ایمان والو! اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند
مت کرو۔۔۔۔۔ الخ“ (الحجرات ۲۴-۲۵)۔ تو حضرت ثابت
رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور خود کو نبی کریم ﷺ کی خدمت
میں حاضر ہونے سے روکے رکھا۔ اس پر نبی محترم ﷺ
نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے
متعلق دریافت فرمایا کہ کیا وہ بیمار ہے؟ چنانچہ حضرت سعد

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ بْنُ
شَمَّاسٍ خَطِيبَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ يَا
أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ جَلَسَ ثَابِتُ فِي
بَيْتِهِ وَاجْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَ
النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ مَا شَأْنُ ثَابِتٍ
أَيْشَتَكِي فَأَتَاهُ سَعْدٌ فَلَدَّكَرْلَهُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ
فَقَالَ ثَابِتٌ أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ

اَتَى مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ فَاَنَّا
مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذَلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ
الْجَنَّةِ (رواه مسلم) 16-2615

ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ کے
پوچھنے کے متعلق انہیں آگاہ کیا۔ حضرت ثابت ﷺ نے
وضاحت کی کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے اور آپ جانتے ہیں
کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں میری آواز آپ سب

لوگوں کی آواز سے اونچی ہوتی ہے۔ اس بنا پر میں جہنمی ہوں۔ اس کے اس خیال کو حضرت سعد ﷺ نے نبی اکرم ﷺ سے
بیان کیا تو آپ نے فرمایا، نہیں بلکہ وہ جنتی ہے!

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا
عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ اِذْ نَزَلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا
نَزَلَتْ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ
قَالُوا مَنْ هَؤُلَاءِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَفِينَا
سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ
عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ
الْفَرِثِ لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ. (متفق
عليه) 17-2616

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب سورۃ الجمعہ
نازل ہوئی تو ہم نبی معظم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے
تھے۔ اس آیت کے نزول پر ”اور ان دوسرے لوگوں کے لئے
بھی ہے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں“ الجمعۃ۔ صحابہ کرام
ﷺ نے دریافت فرمایا، یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں؟
حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے درمیان
حضرت سلمان فارسی ﷺ بھی تھے تو نبی کریم ﷺ نے ان
کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا، اگر ایمان ثریا کے قریب

بھی ہوگا تو ان سے لوگ وہاں سے اسے حاصل کر لیں گے۔ (البخاری)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ
عَبِيدَكَ هَذَا يَعْنِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَةً اِلَى
عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمْ
الْمُؤْمِنِيْنَ (رواه مسلم) 18-2617

حضرت ابو ہریرہ ﷺ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ
ﷺ نے یوں دعا فرمائی، بار الہا! اپنے اس بندے یعنی
ابو ہریرہ ﷺ اور اس کی والدہ کو مومنین کا محبوب بنا اور مومنین
کو ان کا محبوب بنا۔ (مسلم)

وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ اَنْ اَبَاسُفِيَّانَ اَتَى
عَلَى سَلْمَانَ وَصَهْبٍ وَبِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوا
مَا اَخَذْتَ سَيُوفَ اللّٰهِ مِنْ غُنْقٍ عَدُوِّ اللّٰهِ
مَا اَخَذَهَا فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ اَتَقُولُوْنَ هَذَا الشَّيْخُ
قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ فَاتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاخْبَرَهُ
فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتُ

حضرت عائذ بن عمرو ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوسفیان
(قبل از ایمان) سلمان فارسی، صہب اور بلال ﷺ کے
قریب سے گزرے تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی تلواروں نے
اللہ کے دشمن کی گردن مارنے میں حق ادا نہیں کیا ہے۔
حضرت ابو بکر ﷺ نے اس پر فرمایا، کیا تم قریش کے بزرگ
اور سردار کے متعلق یہ بات کہہ رہے ہو؟ چنانچہ وہ نبی کریم

أَغْضَبَتْهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتُ رَبَّكَ فَاتَّاهُمْ فَقَالَ يَا
إِخْوَتَاهُ أَغْضَبْتُكُمْ قَالُوا لَا يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ
يَا أَخِي. (رواه مسلم) 19-2618

ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ کو اس بات سے
باخبر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ابوبکر! شاید تم نے ان کو
ناراض کر دیا ہے؟ اگر تم نے ان کو ناراض کیا، تو اپنے رب کو
ضرور ناراض کیا ہے۔ چنانچہ ابوبکر ان کے پاس گئے اور کہا، میرے بھائیو! کیا میں نے آپ کو ناراض تو نہیں کر دیا؟ انہوں نے
جواب دیا ہرگز نہیں۔ ہمارے بھائی! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے!۔ (مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ آيَةُ الْإِيمَانِ
حُبُّ الْأَنْصَارِ وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ
الْأَنْصَارِ (متفق عليه) 20-2619

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔
کہ انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض
منافقت کی علامت ہے۔ (بخاری)

وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ لِلْأَنْصَارِ لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا
يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ وَمَنْ
أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ (متفق عليه) 21-2620

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا، صرف
ایمان والے ہی انصار سے محبت رکھتے ہیں اور کسی منافق کے
سوا کوئی ان سے بغض نہیں رکھتا۔ جو شخص ان سے محبت رکھے
گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے! اور جو ان سے بغض رکھے
گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنْ نَاسَمِنَ الْأَنْصَارَ قَالُوا
حِينَ أَقَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَمْوَالِ هَؤُلَاءِ
مَا أَقَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِي رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ أَلَمَاءَةً
مِنَ الْإِبِلِ، فَقَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدْعُنَا وَسُيُوفُنَا تَقَطُرُ مِنْ
دِمَائِهِمْ فَحَدَّثَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ
فَارْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمَ
وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ أَحَدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا
اجْتَمَعُوا جَاءَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ
مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ فَقَهَاءُ هُمْ أَمَّا
ذَوُورَانَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا
أَنَا سَامِنًا حَدِيثَةَ أَسْنَانِهِمْ قَالُوا يَغْفِرُ اللَّهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انصار کے کچھ حضرات نے
بیان کیا: جب اللہ تعالیٰ نے بنو ہوازن کا مال بطور غنیمت
رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمادیا، تو آپ ﷺ قریش کے لوگو
ں کو سوسو اونٹ دینے لگے۔ تو کچھ انصار نے کہا، اللہ رسول
اللہ کی مغفرت فرمائے! آپ ﷺ قریش کو عطا کرتے ہیں
اور ہمیں نظر انداز کرتے ہیں؟! حالانکہ ہماری تلواروں سے
ان کے خون کے قطرے ابھی گر رہے ہیں!! چنانچہ رسول
اکرم ﷺ کو ان کی باتوں سے آگاہ کیا گیا، تو آپ
ﷺ نے انصار (کے سرکردہ لوگوں) کو بلا بھیجا۔ اور ان کو
سرخ چمڑے کے خیمے میں اکٹھا کیا گیا۔ اور ان کے علاوہ کسی
غیر کو نہ بلایا گیا۔ جب وہ سب اکٹھے ہو گئے، تو رسول اکرم
ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا، مجھے

لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُعْطَى قُرَيْشًا وَيَدْعُ
الْأَنْصَارَ وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أُعْطِيَ رَجُلًا حَدِيثِي
عَهْدٍ بِكَفْرِ أَتَأْلَفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ
النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَرْجِعُونَ إِلَى رِحَالِكُمْ
بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ
رَضِينَا (متفق عليه) 22-2621

تمہاری طرف سے کئی طرح کی باتیں پہنچیں ہیں۔ ان کے
سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے صاحب
الرأے لوگوں نے کوئی بات نہیں کی البتہ ہم میں سے
نوجوانوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی
مغفرت فرمائے، آپ قریش کو عطا کرتے ہیں اور انصار کو نظر
انداز کرتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے (ہوازن و
غطفان یا قریش کے) خون کے قطرے ابھی گر رہے ہیں!

اس پر رسول محترم ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، میں کچھ لوگوں کو تالیف قلب کے لیے عطا کرتا ہوں، کیوں کہ یہ ابھی
کفر سے نکلے ہیں۔ کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ لوگ مال مویشی لے کر جائیں اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کو
ساتھ لے کر گھر لوٹو؟ انہوں نے بے ساختہ جواب دیا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی ہیں! (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ أَمْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ
سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكْتَ الْأَنْصَارُ وَادِيًا
أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتِ وَادِي الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا
الْأَنْصَارُ شِعَارًا وَالنَّاسُ دِفَارًا إِنَّكُمْ سَتَرُونَ بَعْدِي
آثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تُلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ (رواه
البخاری) 23-2622

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ
نے فرمایا، اگر میں نے فی سبیل اللہ ہجرت نہ کی ہوتی تو میں
انصاری ہوتا۔ اگر عام لوگ کسی وادی کو عبور کر رہے ہوں اور
انصار دوسری وادی میں چلتے اور کوئی دوسری گھاٹی کو عبور کر رہے
ہوں تو میں انصار ہی کی وادی اور گھاٹی میں چلنا پسند کرتا۔
انصار ہماری پہچان ہیں۔ اور دوسرے لوگ اوپر کا کپڑا ہیں۔
اگر میرے بعد تمہیں کوئی مصیبت اٹھانی پڑے تو صبر کرنا یہاں
تک کہ حوض کوثر پر مجھے آملو۔ (بخاری)

وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ
فَقَالَ مَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ
أَلْقَى السِّلَاحَ فَهُوَ آمِنٌ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ أَمَّا
الرَّجُلُ فَقَدْ أَخَذَتْهُ رَافَةٌ بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةٌ فِي
قَرْبَتِهِ وَنَزَلَ الْوَحْيُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ قُلْتُمْ
أَمَّا الرَّجُلُ أَخَذَتْهُ رَافَةٌ بِعَشِيرَتِهِ وَرَغْبَةٌ فِي
قَرْبَتِهِ كَلَّا إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ هَاجَرْتُ إِلَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن ہم
رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے عام
معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا، جو ابوسفیان کے گھر میں
داخل ہوا وہ امان پا گیا، جس نے ہتھیار ڈال دیئے وہ بھی
مامون ہوگا۔ اس پر بعض انصار نے کہا کہ آپ ﷺ اپنے
رشتے داروں کی محبت اور اپنے شہر کی رغبت کی بنا پر ایسا
کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اسی دوران رسول کریم ﷺ پر

اللّٰهُ وَ اِلَيْكُمْ، الْمَحْيَا مَحْيَاكُمْ وَالْمَمَاتُ
مَمَاتُكُمْ قَالُوا وَاللّٰهُ مَا قُلْنَا اِلَا حَقًّا بِاللّٰهِ
وَرَسُولِهِ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ يُهْدِي فَايَكُمْ
وَيُعَذِّرَانِيْكُمْ (رواه مسلم) 24-2623

وحی کا نزول ہوا اور آپ ﷺ نے یہ باتیں کہنے والوں سے
دریافت فرمایا، کیا تم لوگوں نے یہ کہا ہے کہ میں اپنے رشتہ
داروں کی محبت اور اپنے شہر کی رغبت کی بنا پر ایسا کرنے پر
مجبور ہوا ہوں؟ ہرگز نہیں، یقیناً میں اللہ کا بندہ اور اس کا

رسول ہوں۔ میں نے اللہ کی خاطر ہجرت کی ہے۔ میری زندگی تمہارے ساتھ اور موت بھی تمہارے ساتھ ہوگی۔ انہوں
نے معذرت کرتے ہوئے عرض کیا، اللہ کی قسم! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی معیت حاصل کرنے کے لیے یہ بات کی تھی
اس پر آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کا رسول تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہاری معذرت قبول کرتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ
بچوں اور عورتوں کو کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو
نبی اکرم ﷺ ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔
اور فرمایا، تم (یعنی انصار) مجھے لوگوں سے زیادہ عزیز ہو پھر
دعا کی۔ اے اللہ! یہ لوگ (یعنی انصار) مجھے لوگوں میں سے
محبوب ہیں۔ آپ نے اس دعا کو دہرایا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر اور عباس
رضی اللہ عنہ انصار کی ایک مجلس کے قریب سے گزرے اور وہ رسول
اللہ ﷺ کی شدت علالت پر رورہے تھے۔ دونوں نے ان
سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، ہمیں نبی
رحمت ﷺ کے ساتھ اپنی مجلس یاد آگئی ہے۔ ان دونوں
حضرات میں سے ایک نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور تمام
حالات سے آپ کو آگاہ فرمایا تو نبی اکرم ﷺ اپنے سر پر
کپڑا باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر نشین ہوئے اور
اس دن کے بعد کبھی منبر پر جلوہ افروز نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا۔ میں تمہیں انصار کے بارے میں
وصیت کرتا ہوں۔ بلا شک وہ میرے غم خوار اور رازدار ہیں۔

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى صِبْيَانًا
وَنِسَاءً مُّقْبِلِينَ مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ
فَقَالَ اللَّهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، اللَّهُمَّ
أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ يَعْنِي الْأَنْصَارَ
(متفق عليه) 25-2624

وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ أَبُو بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِنْ
مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ يَبْكُونَ فَقَالَا مَا يُبْكِيكُمْ
قَالُوا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَّا فَدَخَلَ
أَحَدُهُمَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ
فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ عَصَبَ عَلَى رَأْسِهِ
حَاشِيَةً بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْ بَعْدَ
ذَلِكَ الْيَوْمَ فَحَمِدَ اللَّهُ وَاتَّئِنَّا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ
أَوْصِيَكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كَرُشِي وَعَيْبَتِي
وَقَدْ قَضُوا الَّذِي عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِي لَهُمْ
فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوا عَنْ
مُسِيئَتِهِمْ (رواه البخاری) 26-2625

انہوں نے اپنی ذمہ داریاں پوری کر دیں لیکن ان کے حقوق ابھی واجب الادا ہیں۔ ان کے نیکوں کا رلوگوں کے عذر قبول کرنا اور
ان کے خطا کاروں کی غلطیوں سے درگزر کرنا۔ (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ
النَّبِيُّ ﷺ فِي مَرَجٍ مَاتَ فِيهِ حَتَّى
جَلَسَ عَلَى الْمَنْبَرِ فَاعْمَدَ اللَّهُ وَائْتَى عَلَيْهِ ثُمَّ
قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُونَ وَيَقِلُّ
الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُونُوا فِي النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ
الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ شَيْئًا
يَضُرُّ فِيهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيهِ آخَرِينَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ
مُحْسِنِهِمْ وَلْيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيئِهِمْ (رواه
البخاری) 27-2626

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ
اپنی مرض الموت میں باہر نکلے یہاں تک کہ منبر پر تشریف
فرما ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا،
لوگوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ جبکہ انصار کم ہو جائیں گے
یہاں تک کہ عام لوگوں کے مقابلے میں ان کی تعداد آٹے
میں نمک کے برابر رہ جائے گی۔ تم میں سے کوئی شخص لوگوں
کو نفع یا نقصان پہنچانے والے کسی منصب پر فائز ہو تو اسے
انصار کے بھلے لوگوں کی معذرت قبول کر لینی چاہیے اور ان
کے خطا کار لوگوں سے صرف نظر کرنا چاہیے۔ (بخاری)

فہم الحدیث

انصار سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی محترم کا عمر بسر میں ساتھ دیا۔ یہ ایسا اعزاز نہیں کہ نسل در نسل منتقل ہوتا رہے۔ جیسے
ہمارے ہاں برادری کے طور پر یہ نام جاری ہے۔ انصار کی وہ نسل جس نے رسول کریم ﷺ کی زیارت اور رفاقت نہیں پائی
وہ اصلاً نہیں رسماً انصار کہلاتے تھے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم
ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! انصار کی اور ان کے بیٹوں اور
پوتوں کی مغفرت فرما۔ (مسلم)

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ
نے فرمایا، انصار میں بنو نجار کا قبیلہ بہترین ہے۔ اس کے بعد
بنو عبد الاشہل، پھر بنو حارث بن خزرج اور اس کے بعد بنو
ساعدہ۔ اور انصار کے ہر قبیلے میں خیر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور
مقداد اور دوسری روایت میں مقداد کی بجائے ابو مرثد رضی اللہ عنہ
ہے۔ رسول محترم ﷺ نے انہیں ایک مہم پر بھیجتے ہوئے
فرمایا، روانہ ہو جاؤ! جب روضہ خاخ پہنچو گے تو تمہیں اونٹ
کے ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس

وَعَنِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ
وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ (رواه مسلم) 28-2627
وَعَنِ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ خَيْرُ
دُورِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ثُمَّ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ ثُمَّ
بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ثُمَّ بَنُو سَاعِدَةَ وَفِي
كُلِّ دُورٍ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ (متفق عليه) 29-2628
وَعَنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ أَنَا وَالزُّبَيْرُ وَالْمِقْدَادُ.

وَفِي رِوَايَةٍ أَبَا مَرْثَدٍ بَدَلُ الْمِقْدَادِ.
فَقَالَ انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخَ فَإِنَّ بِهَا
ظَلِيئَةً وَمَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوهُ مِنْهَا فَانْطَلِقُوا

يَتَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى آتَيْنَا إِلَى الرُّوَصَةِ
فَإِذَا الْحَنُ بِالطُّعَيْنَةِ فَقُلْنَا أَخْرِجْنِي الْكِتَابَ
قَالَتْ مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ فَقُلْنَا لَتُخْرِجَنِي
الْكِتَابَ أَوْ لَتُلْقِينَ الثِّيَابَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ
عِقَاصِهَا فَآتَيْنَا بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا فِيهِ مِنْ
حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ يَا حَاطِبُ مَا هَذَا
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي
كُنْتُ أَمْرًا مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ
أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مِنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
لَهُمْ قَرَابَةٌ يُحْمُونَ بِهَا أَمْوَالَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ
بِمَكَّةَ فَأَخْبَيْتُ إِذْ فَاتَنِي ذَلِكَ مِنَ النَّسَبِ
فِيهِمْ أَنْ اتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يُحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي
وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا
رَأْسِي بِالْكَفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ
اللَّهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُولُ
لِلَّهِ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يَذُرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ
أَطْلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اإِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ
وَجَبَتْ لَكُمْ الْجَنَّةُ.

وَفِي رِوَايَةٍ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.

فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (متفق عليه)

30-2629

ایک خط ہے، وہ اس سے حاصل کر لینا۔ چنانچہ ہم چل پڑے
اور ہمارے گھوڑے ایک دوسرے سے سبقت لیتے ہوئے
آگے بڑھ رہے تھے حتیٰ کے ہم روضہ خان پہنچ گئے۔ وہاں
اونٹ کے ہودج میں سوار عورت موجود تھی۔ ہم نے اسے حکم
دیا، وہ خط نکالو۔ اس نے کہا، میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔
ہم نے اسے ڈانٹا کہ خط نکال دو ورنہ تلاشی کے لیے پکڑے
اتار دیں گے۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے سر کے بالوں سے
خط نکال دیا۔ ہم وہ خط لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس
لائے۔ اس خط میں لکھا تھا ”حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب
سے سرداران مشرکین کی طرف۔ وہ رسول ﷺ کے بعض
امور سے مشرکین مکہ کو مطلع کرتا ہے“ رسول اللہ ﷺ نے
حاطب سے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ!
میرے اس معاملے میں عجلت نہ فرمائیں۔ میں نے قریش
میں باہر سے آکر سکونت اختیار کی ہے اور میری ان سے کوئی
رشتہ داری نہیں ہے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ دیگر مہاجرین
کے مکہ میں رشتہ دار و اہل قبیلہ موجود ہیں، جو ان کے اموال اور
اہل و عیال کی حمایت کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے یہ چاہا کہ
ان پر اس طرح احسان کروں کہ وہ میرے اہل و عیال کا لحاظ
کریں۔ اور میں نے کفر یا اپنے دین سے ارتداد کی بنا پر یا
اسلام کے بعد کفر پر راضی ہو کر یہ کام نہیں کیا ہے۔ اس پر
رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ حاطب نے تمہارے سامنے سچ
بیان کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے
اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں رسول رحمت
ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اس نے جنگ بدر میں حصہ لیا ہے اور
تمہیں کیا معلوم کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر اپنی

رحمت نچا ور کی ہو اور ان کے حق میں فرمایا ہو، تم جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔ اور دوسری روایت ہے کہ

میں نے تمہاری مغفرت فرمادی ہے اور تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ رُفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ جِبْرِئِيلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَا تَعْدُونَ أَهْلَ بَدْرٍ فَيُنْكَمُ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً لَحُومًا قَالَ وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ (رواه البخاری) 31-2630

حضرت رفاعہ بن رافع نے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور دریافت کیا، آپ ﷺ کا اہل بدر کے بارے میں کیا گمان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں۔ یا اسی طرح کی بات فرمائی۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا، اسی طرح بدر میں شامل ہونے والے فرشتے بھی افضل ہیں۔ (بخاری)

وَعَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا رَجُوَّ أَنْ لَا يَدْخُلَ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَحَدٌ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحَدِيثُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعْ بِهِ يَقُولُ ثُمَّ نَجَّيَ الَّذِينَ اتَّقَوْا.

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ان شاء اللہ غزوہ بدر اور حدیبیہ میں حصہ لینے والا کوئی شخص بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے سوال کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں ہے ”تم میں ہر شخص کا جہنم پر گزر ہوگا“؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا ”پھر ہم ڈرنے والوں کو نجات دے دیں گے؟“ دوسری روایت میں ہے کہ ان شاء اللہ اصحاب الشجرہ میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔ اصحاب الشجرہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ (مسلم)

وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَدْخُلُ النَّارَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ أَحَدٌ الَّذِينَ بَايَعُوا تَحْتَهَا (رواه مسلم) 32-2631

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ ہمارے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، آج کے دن تم سارے زمین والوں سے بہتر ہو۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَع مِائَةٍ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْتُمْ الْيَوْمَ خَيْرُ مَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ (متفق عليه) 33-2632

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص بھی مرار کی گھاٹی پر چڑھے گا تو اس کے گناہ بنی اسرائیل کے گناہوں کی طرح جھڑ جائیں گے۔ اور جو سب سے پہلے ہم میں سے اس چوٹی پر چڑھے وہ بنو خزرج کے گھرسوار تھے۔ پھر دوسرے لوگ چڑھے۔ تب رسول اللہ

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ فَإِنَّهُ يُحْطُ عَنْهُ مَا حُطَّ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ صَعِدَهَا خَيْلُنَا خَيْلُ بَنِي الْخَزْرَجِ ثُمَّ تَعَامَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّكُمْ مَغْفُورٌ لَهُ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ

فَاتَيْنَاهُ فَقُلْنَا تَعَالَ يَسْتَغْفِرُ لَكَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ قَالَ لَنْ أَجِدَ ضَالَّتِي أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ
أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِي صَاحِبُكُمْ (رواه
مسلم) 34-2633

کہ تمہارا صاحب میرے لئے مغفرت کی دعا کرے۔ (مسلم)

فہم الحدیث

یہ جَد بن قیس نامی اعرابی تھا جو انفاق سے وہاں اپنے گم شدہ جانور تلاش کرتا پھر رہا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حاطب کا غلام نبی گرامی
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر حاطب کے بارے کہنے لگا۔
اے اللہ تعالیٰ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔
رسول معظم ﷺ نے فرمایا تو جھوٹا ہے وہ دوزخ نہیں جائے
گا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ کی جنگ میں شامل تھا۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے
تھے: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں انہوں نے
ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کرایا۔ (بخاری)

حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ
نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اگر آپ نے مجھے اپنے لئے
خریدا تھا تو مجھے اپنے لیے رکھیں اور اگر آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ
کی خوشی کے لیے خریدا تھا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام کے
لیے چھوڑ دیجیے۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے بارے میں بتایا
کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر عرض کرتا ہے، میں
سخت حاجت مند ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کو
پیغام بھیجا۔ اس نے جواب دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے
آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میرے پاس ماسواۓ پانی

وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ عَبْدَ الْحَاطِبِ ﷺ جَاءَ إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ يَشْكُو حَاطِبًا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ لَيْدُ خُلْنِ حَاطِبُ الْفَارِ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ
بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَّةَ (رواه مسلم) 35-2634

وَعَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ كَانَ عُمَرُ ﷺ يَقُولُ
أَبُو بَكْرٍ ﷺ سَيِّدُنَا وَاعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي
بِلَالًا (رواه البخاری) 36-2635

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ بِلَالَ قَالَ لِأَبِي
بَكْرٍ إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِنَفْسِكَ
فَأَمْسِكْنِي وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِي لِلَّهِ
فَدَعْنِي وَعَمَلِ اللَّهِ (رواه البخاری)
37-2636

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي مَجْهُودٌ فَأَرْسَلْ
إِلَى بَعْضِ نِسَائِهِ فَقَالَتْ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ
مَا عِنْدِي إِلَّا مَاءٌ ثُمَّ أَرْسَلْ إِلَى أُخْرَى فَقَالَتْ
مِثْلَ ذَلِكَ وَقُلْنَ كُلُّهُنَّ مِثْلَ ذَلِكَ فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يُضِيفُهُ يَرْحَمُهُ اللَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَقُولُ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَنْطَلِقُ بِهِ إِلَى رَحْلِهِ فَقَالَ لَا مَرَأِيهِ هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ قَالَتْ لَا إِلَّا قُوتٌ صَبِيَانِي قَالَ فَعَلَلِيهِمْ بِشَيْءٍ وَتَوَمَّيْهِمْ فَإِذَا دَخَلَ ضَيْفُنَا فَأَرَيْنَاهُ أَنَا نَأْكُلُ فَإِذَا أَهْوَى بِيَدِهِ لِيَأْكُلَ فَقُومِي إِلَى السِّرَاجِ كُنِّي تُضْلِحِيهِ فَأُطْفِئِيهِ فَفَعَلْتُ فَقَعَدُوا وَآكَلَ الضَّيْفُ وَبَاتَا طَارِئِينَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَقَدْ عَجِبَ اللَّهُ أَوْضَحَكَ اللَّهُ مِنْ فُلَانٍ وَقَلَابَةٍ.

وَفِي رِوَايَةٍ مِثْلُهُ وَلَمْ يُسَمَّ أَبَا طَلْحَةَ وَفِي آخِرِهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَيُؤْتِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (متفق عليه) 38-2637

کے اور کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری کی طرف پیغام بھیجا تو اس کا بھی وہی جواب تھا۔ اور آخر ان سب ازواج مطہرات کا ایک ہی جواب تھا۔ اس پر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا، اس کو کون مہمان بنائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے گا؟ انصار میں سے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میں مہمان بناؤں گا۔ چنانچہ وہ اس کو لے کر اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے پوچھا، کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ اس نے جواب دیا، کچھ نہیں سوائے بچوں کے کھانے کے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیوی سے فرمایا۔ ان کو کسی چیز سے بہلا کر سلا دو۔ پھر جب ہمارا مہمان آئے تو ایسا کرنا کہ وہ سمجھے کہ ہم کھا رہے ہیں۔ اور جب وہ کھانے کے لئے ہاتھ بڑھائے تو اٹھ کر چراغ کو درست کرنے کے بہانے بچھا دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیٹھے رہے اور مہمان نے کھانا کھالیا۔ اور انہوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح کے وقت وہ

رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ فلاں مرد اور فلاں عورت سے خوش ہو گیا۔ یا فرمایا اللہ تعالیٰ مسکرایا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے اسی طرح آیا ہے، لیکن اس میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا گیا۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”وہ اپنی بجائے دوسروں پر ایثار کرتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوں۔“

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم سے انصار نے عرض کیا، ہر نبی کے اطاعت گزار ہوتے ہیں اور ہم نے آپ ﷺ کی اتباع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم میں سے ہمارے جان نشین بنائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے بعد میں آنے والوں کے حق میں دعا فرمائی۔ (بخاری) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ ہمارے علم میں نہیں کہ قیامت

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لِكُلِّ نَبِيٍّ اتِّبَاعٌ وَأَنَا قَدْ اتَّبَعْنَاكَ فَأَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُجْعَلَ اتِّبَاعُنَا مِنَّا فَدَعَاهُ (رواه البخاری) 39-2638

وَعَنْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيَّامِينَ أَحْيَاءِ

الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ وَقَالَ أَنَسٌ فَعِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ وَيَوْمَ بَيْرُ مَعُونَةَ سَبْعُونَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ سَبْعُونَ (رواه البخاری) 40-2639

کے دن عرب قبائل میں سے کسی قبیلے کے شہدا کی تعداد انصار سے زیادہ ہو اور جو قیامت کے دن انصار سے زیادہ معزز ہوں۔ حضرت قتادہ ؓ حضرت انس ؓ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ جنگ احد میں انصار کے ستر شہید ہوئے۔ اور بئر معونہ کی جنگ میں بھی انصار کے ستر شہید تھے۔ اسی طرح یمامہ کی جنگ

میں جو کہ حضرت ابو بکر ؓ کے دور خلافت میں ہوئی ستر انصار شہید ہوئے۔ (بخاری)

وَعَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلَافٍ، خَمْسَةَ آلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ ؓ لَا فَضْلَ لَهُمْ عَلَى مَنْ بَعْدَهُمْ (رواه البخاری) 41-2640

حضرت قیس بن ابی حازم ؓ بیان کرتے ہیں کہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں) بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا۔ حضرت قیس ؓ نے بتایا کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ میں بدری صحابہ کو ان کے بعد آنے والوں پر ضرور ترجیح دوں گا۔ (بخاری)

خلاصہ باب

- ۱۔ آپ ﷺ کا ارشاد کہ عبداللہ بن عمرؓ نیک جوان ہے۔
- ۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خلق میں آپ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔
- ۳۔ تلاوت قرآن کے سب سے زیادہ ماہر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت سالمؓ حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ ہیں۔
- ۴۔ آدمی کو سفر میں بھی نیک ساتھی کی رفاقت تلاش کرنی چاہیے۔
- ۵۔ کسی بڑے کو خوش کرنے کے لیے غریب صابغ شخص کو اپنے سے دور نہیں کرنا چاہیے۔



تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ الْبَدْرِ فِي الْجَامِعِ لِلْبُخَارِيِّ

جنگ بدر میں شریک صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نام صحیح البخاری میں

حق و باطل کے معرکوں میں سب سے اہم اور افضل ترین معرکہ بدر ہے۔ یہ غزوہ ایسے حالات اور انداز میں پیش آیا کہ ایک نوزائیدہ مملکت جس کے خدوخال بھی اب تک واضح نہیں ہوئے تھے جس کا دفاع کرنے والے نہایت کمزور اور ان کی اکثریت بے خانماں اور لٹے پٹے لوگوں پر مشتمل تھی۔ معرکہ بدر اس طرح اچانک پیش آیا کہ مسلمان ڈہنی اور حربی طور پر اس کے لئے تیار نہیں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اور حکمت یہ تھی کہ حق و باطل کا یہ معرکہ برپا ہو کر رہے اس کی تفصیل دسویں پارے کی ابتدا میں بیان ہوئی ہے۔

غزوہ اچانک ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اس دلیری اور بے جگری کے ساتھ لڑے کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔ اہل مکہ کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ جن میں ان کا کمانڈر ابو جہل بھی تھا۔ اور اتنی تعداد میں ہی ان کے نامور لوگ گرفتار ہوئے۔ اس معرکہ سے دور دور تک مسلمانوں کی ہمت و شجاعت کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس دن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوم الفرقان قرار دیا۔

غزوہ بدر کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ بدر کے میدان میں باپ بیٹے کے مقابلے میں بھائی بھائی کے خلاف معرکہ آرا ہوا اس لئے اسلام کی تاریخ میں اسے بے حد کرم و ممتاز مقام حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ کے لئے یہ اعزاز بخشا کہ ان کی کوتاہیوں سے صرف نظر کرنے کا اعلان فرمایا۔

النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْهَاشِمِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ بْنُ الْقُرَشِيِّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلْفَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى ابْنَتِهِ رُقِيَّةَ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ، إِيَّاسُ بْنُ بُكَيْرٍ، بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ، حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ، حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ حَلِيفٌ لِقُرَيْشٍ، أَبُو حَذِيفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْقُرَشِيُّ، حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ، قَتَلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ حَارِثَةُ بْنُ

(۱) نبی معظم حضرت محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) حضرت ابو بکر صدیق قریشی (۳) عمر بن خطاب العدوی (۴) عثمان بن عفان قرشی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لئے پیچھے چھوڑا تھا اور مال غنیمت میں ان کا حصہ رکھا تھا (۵) علی بن ابی طالب الہاشمی (۶) ایاس بن بکیر (۷) بلال بن رباح یہ حضرت ابو بکر صدیق کے آزاد کردہ غلام تھے۔ (۸) حمزہ بن عبد المطلب الہاشمی (۹) حاطب بن ابی بلتعہ، یہ قریش کے حلیف تھے (۱۰) ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قریشی (۱۱) حارثہ بن ربیع انصاری یہ جنگ بدر میں شہید ہوئے اور یہی حارثہ بن سراقہ ہیں۔ وہ عینی شاہد

سُرَاقَةَ كَانَ فِي النُّظَارَةِ، خُبَيْبُ بْنُ عَدِيٍّ
الْأَنْصَارِيُّ، خُنَيْسُ بْنُ خُذَافَةَ السَّهْمِيُّ،
رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعٍ، الْأَنْصَارِيُّ، رِفَاعَةُ بْنُ
عَبْدِ الْمُنْدِرِ أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ، الزُّبَيْرُ بْنُ
الْعَوَامِ الْقُرَشِيُّ، زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ أَبُو طَلْحَةَ
الْأَنْصَارِيُّ، أَبُو زَيْدٍ، الْأَنْصَارِيُّ، سَعْدُ بْنُ
مَالِكٍ، الزُّهْرِيُّ، سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ،
سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، الْقُرَشِيُّ،
سَهْلُ بْنُ خُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ، ظَهْرُ بْنُ رَافِعٍ،
الْأَنْصَارِيُّ، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، الْهَذَلِيُّ،
عُتْبَةُ بْنُ مَسْرُودٍ، الْهَذَلِيُّ، عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
عُوفٍ الزُّهْرِيُّ، عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ،
عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيُّ، عَمْرُو بْنُ
عُوفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرٍ بْنِ لُؤَيٍّ، عُقْبَةُ بْنُ
عَمْرِو الْأَنْصَارِيِّ، عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنْزِيُّ،
عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ، الْأَنْصَارِيُّ، عُوَيْمُ بْنُ
سَاعِلَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عِثْبَانُ بْنُ مَالِكٍ،
الْأَنْصَارِيُّ، قُدَامَةُ بْنُ مَطْعُونٍ، قَتَادَةُ بْنُ
النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ، مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ
الْجُمُوحِ، مُعَوَّذُ بْنُ عَفْرَاءَ وَأَخُوهُ، مَالِكُ بْنُ
رَبِيعَةَ أَبُو أَسِيدٍ، الْأَنْصَارِيُّ، مُسْطَحُ بْنُ
أَثَالَةَ بْنِ عَبَادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ،

تھے۔ (۱۲) خُبیب بن عدی انصاری (۱۳) خُنَیس بن خُذَافہ
سہمی (۱۴) رفاعہ بن رافع انصاری (۱۵) رفاعہ بن
عبد المندر لبابہ انصاری (۱۶) زبیر بن العوام القرشی (۱۷)
زید بن سہل ابو طلحہ انصاری (۱۸) ابو زید انصاری (۱۹) سعد
بن مالک زہری (۲۰) سعد بن خولہ القرشی (۲۱) سعید بن
زید بن عمرو بن نفیل القرشی (۲۲) سہل بن حنیف الانصاری،
(۲۳) ظہیر بن رافع انصاری (۲۴) اور اس کے بھائی،
(۲۵) عبد اللہ بن مسعود الہذلی، (۲۶) اور ان کے بھائی،
(۲۷) عبد الرحمن بن عوف الزہری، (۲۸) عبیدہ بن الحارث
القرشی (۲۹) عبادہ بن صامت انصاری، (۳۰) عمرو بن
عوف، عقبہ بن مسعود ہذلی یہ بنو عامر بن لوی کے حلیف
تھے۔ (۳۱) عقبہ بن عمرو انصاری، عامر بن ربیعہ العنزی
(۳۲) عاصم بن ثابت انصاری، (۳۳) عویم بن ساعدہ
انصاری، (۳۴) عثبان بن مالک انصاری، (۳۵) قدامہ
بن مظعون، قتادہ بن النعمان انصاری، (۳۶) معاذ بن عمر
بن جموح۔ (۳۷) معوذ بن عفرأ (۳۸) اور اس کے بھائی
معاذ، (۳۹) مالک بن ربیعہ ابواسید انصاری، (۴۰) مسطح
بن اثالہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف، مرارہ بن ربیع
انصاری، (۴۱) معن بن عدی انصاری، (۴۲) مقداد بن
عمرو الکندی یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے۔ (۴۳) ہلال بن
امیہ انصاری۔

مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ، مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ، الْأَنْصَارِيُّ، مِقْدَادُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْكِنْدِيِّ حَلِيفُ
بَنِي زُهْرَةَ، هَلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. 1-2641

فہم الحدیث

غزوہ بدر تاریخ اسلام کا سب سے اہم واقعہ ہے۔ لیکن یہ کسی طے شدہ منصوبے کے بغیر اچانک پیش آیا جیسے کہ قرآن مجید سورۃ الانفال اور صحیح احادیث میں مذکور ہے۔ گویا کہ جس طرح مکہ سے روانہ ہوتے وقت مشرکین کے لشکر کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ کتنی بڑی تاریخی ذلت سے دوچار ہونے جا رہے ہیں۔ اسی طرح مدینہ سے نکلتے وقت رسول اللہ ﷺ کے رفقاء کو بھی معلوم نہ تھا کہ ساحل سمندر سے اچانک ان کا رخ بدر کی طرف ہو جائے گا اور وہاں وہ تاریخ اسلام ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم کی سب سے اہم فتح کی سعادت سے ہمکنار ہو کر سب کے سب غازی اور شہداء جنت کے وارث بننے والے ہیں

بخاری میں اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر تین سو دس سے کچھ زیادہ (۳۱۳) بتائی گئی ہے۔ مذکورہ فہرست میں نبی ﷺ سمیت ان میں سے صرف تینتالیس (۴۳) کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو دراصل یہ صرف ان اصحاب بدر کے اسماء گرامی ہیں جن کا صحیح بخاری میں کسی ناکسی حوالہ سے تو امام بخاری نے یہ کاوش فرمائی کہ یہاں انہیں حروف تہجی کی ترتیب سے یکجا ذکر کر دیا ہے۔ رسول اللہ کا نام مبارک حروف تہجی کی ترتیب سے چالیسویں نمبر پر آتا تھا لیکن امام بخاری نے احترام رسول کے پیش نظر آپ کے نام کی بجائے مقام نبوت کے لحاظ سے آپ کا اندراج کیا تو آپ کا نام النبی سب سے پہلے لکھا جانا قرار پایا۔ اس رخ سے محبت کی نیت کے ساتھ ساتھ اصول کا بھی بھرم رہ گیا

اسی طرح سے صاحب مشکوٰۃ نے یا کسی بعد والے نے خلفاء راشدین کے اسمائے گرامی درمیان سے اٹھا کر زمانی ترتیب کے لحاظ سے رسول اللہ کے نام گرامی کے بعد درج کر دیے ہیں۔ حضرت ابو بکر کا عام طور پر نام عتیق بتایا جاتا ہے۔ لیکن امام بخاری نے عبد اللہ درج کیا ہے۔ جو زیادہ صحیح ہے (واللہ اعلم)



بَابُ ذِكْرِ الْيَمَنِ وَالشَّامِ وَذِكْرِ أُوَيْسِ الْقُرْنِيِّ

يمن، شام اور اویس قرنی کا تذکرہ

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت عمر بن خطاب ؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، یمن سے اویس نامی ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو چھوڑ کر نہیں آئے گا۔ اس کے جسم پر برص کے سفید داغ تھے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کے جسم سے ایک دینار یا درہم کے برابر داغ کے سوا سارے داغ مٹ گئے ہوئے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی اس سے ملے اسے چاہیے کہ اس سے تم سب کی مغفرت کی دعا کرائے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تابعین میں سب سے بہتر حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ ہوگا۔ اس کی ماں ہوگی اور اس کا جسم برص سے سفیدی کا نشان ہوگا۔ اس کے پاس جا کر اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے۔ (مسلم)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ لَا يَدْعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمِّ لَهُ قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَدَعَى اللَّهَ فَأَذْهَبَهُ إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ .
وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ (رواه مسلم) 1-2642

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں۔ وہ رفیق القلب اور قبول حق کے لئے نرم دل ہیں۔ ایمان یمن میں ہے۔ اور حکمت اطاعت بھی یمنیوں میں ہے۔ اور فخر و غرور اونٹ والوں میں ہے۔ اور سکینیت اور وقار بھی بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ ہی کا بیان ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، کفر کا منبع مشرق کی طرف ہے، فخر و غرور اونٹ والے گھوڑوں والوں اور بالوں کے خیموں میں رہنے والے متکبر خانہ بدوشوں میں ہے۔ اور نرمی و سکون بکریوں والوں میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ آتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرْقُ أَفِيدَةٌ وَأَلْيَنُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٌ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَّةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ (متفق عليه) 2-2643
وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخِيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفُتَادِ فِي أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ (متفق عليه) 3-2644

وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَحْوُ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءِ وَغَلِظَ الْقُلُوبُ فِي الْقَدَائِدِ أَهْلُ الْوَبْرِ عِنْدَ أَصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ فِي رَيْبَةٍ وَمُضَرٍ (متفق عليه) 4-2645

حضرت ابو مسعود انصاری رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، فتنے مشرق سے اٹھیں گے۔ جو روجھا اور دلوں کی سختی بالوں کے خیموں میں رہنے والے کریہ الصوت بادیہ نشینوں یعنی قبائل ربیعہ اور مضر میں ہے جو اونٹوں اور بیلوں کی دم سے چمٹے رہنے والے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ غَلِظَ الْقُلُوبُ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ (رواه مسلم) 5-2646

حضرت جابر رضي الله عنه بتاتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، دلوں کی سختی اور جو روجھا اہل مشرق میں ہوگی۔ اور ایمان اہل حجاز شیوہ ہوگا۔ (مسلم)

وَعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمِينِنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأَظَنَّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَذَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ (رواه البخاری) 6-2647

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! ہمارے شام کو بابرکت بنا دے۔ اے ہمارے اللہ! ہمارے یمن کو برکت سے بھر دے۔ صحابہ کرام رضي الله عنهم نے کہا، یا رسول اللہ! ہمارے نجد کے بارے بھی دعا فرمائیں۔ آپ نے پھر دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے شام کو بابرکت بنا دے! اے اللہ! ہمارے یمن میں برکت فرما دے! انہوں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے نجد کے لیے بھی برکت کی دعا فرمائیں۔ حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہما کا خیال ہے تیسری بار آپ نے فرمایا، اس طرف سے زلزلے اور فتنے برپا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سنگ نمودار ہوگا۔ (بخاری)



بَابُ ثَوَابِ هَذِهِ الْأُمَّةِ

امت مسلمہ کے ثواب کا بیان

پہلی فصل

الفصل الاول

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا تمہاری مدت عمر تم سے پہلے لوگوں کی مدت عمر کے مقابلے میں اس قدر ہے جیسے عصر کی نماز سے سورج غروب ہونے کا وقت ہے۔ تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے کچھ مزدوروں کو کام پر لگایا۔ اس نے مزدوروں سے کہا ایک ایک قیراط پر میرے لیے کون دوپہر تک مزدوری کرے گا؟ تو یہود نے دوپہر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا: کون دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کرے گا؟ تو نصاریٰ نے دوپہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر کام کیا۔ پھر اس نے کہا: کون شخص عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک دو دو قیراط پر کام کرے گا۔ جان لو تم ہی ہو جو عصر کی نماز سے لے کر سورج غروب ہونے تک کام کر رہے ہو اور تمہارا ثواب دو گنا ہے۔ اس پر یہود و نصاریٰ ناراض ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا کام زیادہ ہے۔ اور ہمیں مزدوری کم ملی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا میں نے تمہاری مزدوری سے کم دیا ہے؟ انہوں نے اعتراف کیا۔ بالکل نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا انعام ہے میں جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔ (بخاری)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِي أَجَلٍ مِنْ خَلَا مِنْ الْأُمَمِ مَا بَيْنَ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مِثْلُكُمْ وَمِثْلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ إِسْتَعْمَلَ عُمَلًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَوةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلَوةِ الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ أَلَا فَانْتُمُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلَوةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ أَلَا لَكُمْ أَجْرُ مَرَّتَيْنِ فَغَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقْلُ عَطَاءً قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا قَالُوا لَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فَإِنَّهُ فَضَلِي أُعْطِيهِ مَنْ شِئْتُ (رواه البخاری)

1-2648

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول معظم نے فرمایا: میری امت سے میرے ساتھ بہت زیادہ محبت کرنے والے وہ

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ مِنْ أُمَّتِي لِي حُبًّا نَاسٌ يَكُونُونَ

لوگ ہیں جو میری وفات کے بعد ہوں گے۔ وہ آرزو کریں گے۔ کاش! وہ اپنے اہل اور مال قربان کر کے صرف مجھے دیکھ ہی لیں۔ (مسلم)

بَعْدِي يَوْمُ أَحَدُهُمْ لَوْ رَأَى بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ (رواہ مسلم) 2-2649

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم رکھے گی۔ جو شخص ان کی مدد کرنا چھوڑے گا یا ان کی مخالفت کرے گا وہ انہیں ہرگز نقصان نہیں دے سکے گا۔ حتیٰ کہ اسی حالت میں انہیں موت آئے گی۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ (متفق عليه) 3-2650

فہم الحدیث

احادیث کی دوسری کتب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل ہے کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ جب کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ یہ سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے۔ پوچھا گیا: یہ کون خوش قسمت ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

جس طریقے پر میں اور میرے صحابہ ہیں

دشمن دین انہیں نقصان پہنچانے کی بہت کوشش کریں گے۔ لیکن ان کو دین خالص سے نہیں پھیر سکیں گے۔ اور یہ جماعت قیامت تک اپنا کام کرتی رہے گی



تعارف ابو ہریرہؓ اکیڈمی

دانشوران قوم اور دینی طلبہ کامدّت سے مطالبہ تھا کہ درس نظامی کے نصاب میں تبدیلی اور ایسے ادارے معرض وجود میں لائے جائیں جن میں گریجویٹ، جید علماء تیار کئے جائیں جو عصر حاضر کے چیلنجز کا مقابلہ کر سکتے ہوئے ہر شعبہ زندگی میں قرآن سنت کا انقلاب برپا کر سکیں۔ ہم نے مقامی وسائل سے 1997ء میں ابو ہریرہ اکیڈمی کی صورت میں کامیاب تعلیمی منصوبہ کی ابتدا کی ہے۔ ملک کا باشعور طبقہ اور علماء اکرام جانتے ہیں کہ شاید ہی کسی مسلک کا ایسا ادارہ ہو جہاں درس نظامی کے ساتھ باقاعدہ ایف اے بی اے ایم اے کروایا جاتا ہو۔ اس لحاظ سے ابو ہریرہ اکیڈمی ہی واحد ادارہ ہے جہاں علوم اسلامیہ اور کالج کی تعلیم یکساں طور پر دی جا رہی ہے۔

داخلہ

☆ علوم اسلامیہ معہ بی اے ایم اے صرف چار سال میں ☆ مختصر آسان اور جدید سلیبس ☆ داخلہ میٹرک کے امتحان کے بعد تاہم فیل ہونے کی صورت میں طالب علم کو فارغ کر دیا جائے گا۔

مصنف کا مختصر تعارف

میاں محمد جمیل 1947ء کو گوہڑ چک 8 ضلع قصور، ارائیں فیملی میاں محمد ابراہیمؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں پنجاب میں علمی و تبلیغی لحاظ سے بڑے بڑے علماء اور قومی رہنماؤں کا مرکز رہا ہے۔

تعلیم و تربیت

سکول کی ابتدائی تعلیم کے بعد میاں صاحب نے اپنے گاؤں میں قرآن پاک حفظ کیا پھر جامعہ اسلامیہ سے ایم۔ اے اسلامیات، فاضل اردو اور وفاق المدارس کی ڈگریاں حاصل کیں اور اب لاہور میں کاروبار کے ساتھ جامع مسجد ابو ہریرہؓ میں خطابت اور فری ابو ہریرہؓ اکیڈمی کی نظامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ہر ملتب فکر کے خطباء اور طلبہ کے لیے مفید ترین خطبات

از قلم: پروفیسر حافظ عبدالستار حامد (وزیر آباد)

از قلم: حافظ عبدالشکور (گوجرانوالہ)

- | | |
|---------------------|-----------------------|
| ✽ خطبات سورۃ نور | ✽ خطبات سورۃ یسین |
| ✽ خطبات سورۃ فاتحہ | ✽ خطبات آیت الکرسی |
| ✽ خطبات سورۃ کہف | ✽ خطبات سیرت مصطفیٰ ﷺ |
| ✽ خطبات سورۃ مریم | ✽ انوار رمضان |
| ✽ خطبات سورۃ یوسف ﷺ | |
- ✽ خاص و عام حضرات کے لیے یکساں مفید
- ✽ رسول اللہ ﷺ کے آنسو ✽ تعلیم الرسول ﷺ
- ✽ رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں ✽ وظائف محمدیہ
- ✽ بیخ سورۃ مع قرآنی دعائیں ✽ صحیح اسلامی واقعات
- ✽ حیات صحابہؓ کے ایمان افروز واقعات

نشریات اکیڈمی

از قلم میاں محمد جمیل

- ۱۔ دین تو آسان ہے ۲۔ برکاتِ رمضان
- ۳۔ آپ ﷺ کا حج ۴۔ انبیاء کا طریقہ دعا
- ۵۔ سیرتِ ابراہیم علیہ السلام ۶۔ زکوٰۃ کے مسائل و فوائد
- ۷۔ اتحاد امت اور نظم جماعت ۸۔ آپ ﷺ کا تہذیب و تمدن
- ۹۔ فضیلت قربانی اور اس کے مسائل ۱۰۔ مشکلات کیوں؟ نکلنے کے الہامی راستے
- ۱۱۔ جادو کی تباہ کاریاں۔ ان کا شرعی علاج ۱۲۔ آپ ﷺ کی نماز، قیام، حج و عمرہ کی عملی تصاویر

منفرد تفسیر

فہم القرآن

ابن کثیر، کشاف، جامع البیان، رازی و دیگر عربی تفاسیر کا خلاصہ، اور تفسیر ثنائی، احسن، معارف، تدبر، تیسرے تفہیم القرآن کے اہم نکات پر مشتمل، جدید و قدیم علوم کا سنگم۔ جس میں لفظی ترجمہ، حلی لغات، تفسیر بالحدیث کا التزام۔ پہلے پانچ پاروں پر محیط جلد اول رمضان 2006 میں دستیاب ہوگی انشاء اللہ